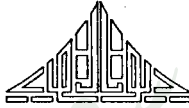


سینما کی مقبول سلسلہ

سوال  
حصہ

# دیوتا





ایک دراز دست شخص کی سرگزشت۔ ایک  
فسوں کار کا قصہ، جس کا جادو سرچشمہ کر  
بولتا تھا اس شورہ پشت، شوریدہ سرب کا احوال  
ایک عالم جس کے خون کا پیاسا تھا۔

پانے ساتھ لگا تھا وہ مجھ سے کہی بلکہ جلی تھی برفراہا یہاں کتھے  
ماہ ۱۱ وہ پھر یمن کے تھے اور شہر کا طرزی کی آواز سن کر  
داڑھتے ہوئے نکلے تھے اور ان کی طرف پلک رہے تھے.....  
جارج فری مین نے کہا یا بارود کی بیٹی سے وہ شیل اٹھاؤ جو جانوروں کے  
یہے دھلک دھواں پھیلاتے ہیں۔  
انھوں نے حکم کی تعمیل کی۔ شیل اٹھا کر کھڑکی کے شیشے نیچے  
کر کے دھور دھرتا پھینکنے لگے پھر کھڑکی کے شیشے چڑھا دیے۔  
وہ شیل پوٹ رہے تھے اور دھواں پھیلا رہے تھے۔ ان کی طرف  
پلکنے والے کتنے ہی شیر راستہ بدل کر دھور بھاگ رہے تھے.....  
جارج فری مین نے برسوں تلے کی ایسا ڈری میں رہ کر وہاں کے جنگلوں میں  
پانے جاتے والے دندوں کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں پھر  
ایسا دھواں یا گیس پھیلانے والی دوا میں ایجاد کی تھیں جنہیں وہ دند  
برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ سلا لاکے ساتھ جنگلوں سے گزرتے  
وقت ایسے شیل اپنے پاس رکھتا تھا جارج فری مین کو چھپانے کے سلسلے  
میں کام آ رہے تھے۔

ان تینوں نے اب ماسک پہن لیے تھے تاکہ ان پر دھوئیں کا اثر  
نہ ہو پھر جارج فری مین نے گاڑی آگے بڑھانے ہوئے کہا میں غار  
کے اندر تک جاؤں گا تم لوگ شیل بیٹھتے رہو۔

۵۵ ٹرانسفارمیشن واقعی شیطان کی آنت بن گئی تھی جوشین  
سلا اور جارج فری مین کی کوششوں سے تیار ہوئی تھی اس کے  
صاب سے دس برس گزر چکے تھے۔ رسوئی وہ دھم سے بولوا  
صاب کر رہی تھی اور جوشین یہ  
ل کر تیار کی تھی اس کا نام آخری بارو تیریز کی کر رہے ہیں اس کے  
رہ گزر رہا تھا دن کر سکتے تھے  
یسا خری نہ بھیجلا کر بولوا مشر جارج ایہ کیا حرکت ہے؟  
کام نیندا جارج نے کہا تو تم جہاں سے جتنی تیز بھاگ سکتے ہو ڈنگا  
پنجانے کے لیے بھاگو اور دیر نہ گولی مارو گے۔  
وہ جارج کی طرف بڑھتا چاہتا تھا۔ ایک نے جوانی فائر  
کیا تو وہ ترک گیا پھر سم کر ایک طرف پیچھے ہٹنے لگا۔ نہیں نہیں  
تم لوگ مجھے گولی نہیں مار سکتے۔ مشر جارج! میں تھلے سے ساتھ آٹھ  
برس تک رہ چکا ہوں۔ آٹھ برسوں میں میں نے دن رات  
تعماری خدمت کی ہے تمہارے لیے ایک حیرت بخیز مشین تیار کی  
ہے۔ کیا بھے اس کا یہی جملہ دو گے؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کیوں  
میری جان لینا چاہتے ہو؟

وہ کہا جاتا تھا اور پلٹ کر بھاگتا جا رہا تھا پھر دونوں مسلح افراد  
پہلے ٹرانسفارمیشن شروع کی۔ بھلا گئے والا اچھل کر زمین پر گر پھر

جارج فری مین اس قلعے میں اپنی مخالفت کے تمام اشتہارات کرچکا تھا بہر طرح کا اسلحہ وہاں موجود تھا۔ اس کے وفادار عام بھی تھے۔ جن ملازموں پر شبہ ہوتا تھا وہ انہیں قید کر کے رکھتا تھا۔ اپنی قیدیوں میں سے اس نے ایک قیدی کو شیخین تک پہنچایا وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ شیخین تار کرنے میں کس حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ قلعے کے قریب ہی جیشیوں کا ایک قبیلہ تھا جہاں ایک یاگل رہتا تھا وہ یاگل کو کڑو کر کے آئے تھے۔ انہوں نے شیخین کے ایک بیٹے پر یاگل کو اور دوسرے بیٹے پر اپنے قیدی کو مسلما یا تھا اور شیخین کے محل سے گزارتے رہے۔ بعد میں بتا چلا کہ یاگل کی دیوانچی اس قیدی کے دماغ میں منتقل نہیں ہو سکی شیخین میں کوئی خرابی تھی۔ اسی فری مین دو چار بار پید ہوئے اس میں اسات برس کا عرصہ گزار گیا آخر وہ کامیاب ہو گئے۔ اسی یاگل کے یاگل پنا کو دوسرے قیدی کے دماغ میں منتقل کر دیا گیا تھا وہ یاگل کتوں کی طرح چوکتا تھا اور کسی کو بھی کاٹنے کے لیے دوڑتا تھا۔ یہی حالت اب اس قیدی کی ہو گئی تھی۔

جارج فری مین ایک ہیبت ہی تجربے کا رڈاکٹر اور سائنس دان تھا۔ وہ اپنی لیبارٹری میں ایسی ایسی کوششیں کرتا تھا جو سائنس دان اور جانوروں کے لیے مضر ہوتی تھیں یا انہیں کڑم کڑم کڑی دیر کے لیے بے حس و حرکت بنا دیتی تھیں۔ ٹرانسفارمیشن کے کامیاب تجربے کے بعد اس کے سب سے پہلے اپنی بہن سلا کے دماغ میں منتقل ہوا تھا۔

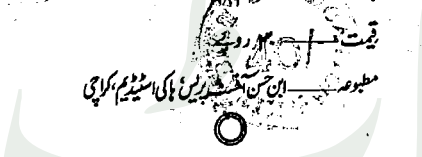
پہی یاگل بنا کر مویشی کے لیے وہاں قید کر دیا۔ وہ دونوں بڑی رازداری سے اپنے دماغوں میں ڈینا جہاں کے علم و ہنر بہت سے رہے گئے۔ ان کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف آتے تھے۔ ان کی شہادت آتی تھی کہ انہوں نے پیرس کا کالج کیلے ایک ڈی سلا کر اپنے بھائی ہارڈی کے ساتھ وہاں بھیجا اور پیرس کو انوا کیا۔ اس کے قیام و حیات کے مناسبت سے ایک اور لڑکے کو کہیں سے حاصل کیا پھر شیخین کے ذریعے اسے دوسرا پیرس بنا دیا۔ اس سے پہلے انہوں نے ہسپانیا کو انوا کیا تھا، کیونکہ انہیں ایک ڈی شیا کی ضرورت تھی۔ بعد میں ہیسا اور پیرس ان کی تباہی کا سبب بن گئے۔

جارج فری مین نے پیرس کے فرار ہوتے ہی خطروں سے محفوظ کر لیا تھا۔ وہ جانتا تھا کسی وقت بھی پیرس کو نئی عمل کے اٹھنے نکل سکتا ہے اور خیال خرابی کرنے والوں کو اپنے دماغ میں جگہ سے سکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ تمام ٹیلی ہیتی جانتے والے قلعے تک پہنچ جائیں گے۔

پیرس نے سلما کے ساتھ جارج فری مین کو بھی حاضری طور پر انوا کیا تھا۔ اسے قلعے سے کئی میل دور لانے کے بعد گاڑی سے اتار دیا تھا۔ اس کے بعد جارج فری مین دوڑتا چلا گیا تک پہنچا تھا اور وہاں پہنچے ہی اس نے اپنے میکینک سے وہ شیخین کھلوانی اس کے کئی حصے کیے پھر انہیں گاڑی کے ڈوٹوں میں بند کر دیا، اس کے بعد انہیں اٹھا کر ایک بڑی سی وین میں رکھوایا۔ اس وین میں کچھ ایسے افراد سفر کر سکتے تھے۔ اس نے دماغ باڈی کا رول لے لیا۔ میکینک کو اپنے ساتھ دوڑنے کے ہم کے بکرے اس گاڑی کے اندر بند کر کے

آب اس شیخین کو کہاں لے

جلد حقوق بحق سبسڈا جسطہ محفوظ ہے۔ پیرس نے فرار ہونے والے



اسی گاڑی والی زمین پر بڑی مشہور نہیں گاڑی جا سکتی ہیں پھر ان میخوں سے زنجیر باندھی جا سکتی ہے۔ زنجیر کے دوسرے حصے میں ایک ٹراس مشہور ہوا۔ اسے شیخین کے ان تمام حقیقی لوگ تک مشہور ہوا۔ شیخین میں بند کر کے اس جال کے اندر ڈال کر دلہل میں چھوڑ گئے۔ وہ شیخین میں عمل جانتے ہی کہیں مشہور میخوں سے بندھی رہے گی۔ آپ جب چاہیں گے اپنے کسی آدمی کو دلہل میں اتار کر وہ شیخین نکلو سکیں گے۔

جارج فری مین نے کہا اگر تلاش کرنے والے بھی اسی کنارے سے دلہل میں آئیں گے تو ان میخوں اور زنجیروں تک پہنچ جائیں گے یہ مشہور ہو کر وہ ہے۔

اس نے جیکل کے ایک حصے میں پہنچ کر گاڑی روک دی۔ میکینک سے کہا تم یہاں بیٹھو میں ذرا اس جگہ کا جائزہ لیتا ہوں۔ اس نے دونوں مسلح افراد کو اپنے ساتھ آنے کا حکم دیا پھر گاڑی سے نکل کر اندر آ کر دیکھتے ہوئے بولا یہ میکینک ہیبت کمزور اور زہل ہے، کسی کے سامنے بھی زبان کھول سکتا ہے اور شیخین کا راز فاش کر سکتا ہے۔ تم جانتے ہو کہ تم دونوں پر کتنا اعتماد کرتا ہوں۔ کئی بار تھکری و وفاداریوں کے سلسلے میں انانات بھی لے چکا ہوں۔

دیس باس، ہم مرتد ہم تک آپ کے وفادار نہیں گئے۔  
 "میں مجھ دیتا ہوں اس میکینک کو کوئی مار دو۔"  
 وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے گاڑی تک پہنچے اور اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر میکینک کو باہر کھینچ لیا وہ ہنستے سے بولا۔

"یہ کیا بدبختی ہے؟  
 ایک نے کہا ہم آخری بار بدبختی کر رہے ہیں اس کے بعد تم شکایت نہیں کر سکو گے۔"

وہ جھجھکا کر بولا "مشر جارج ایریک حرکت ہے؟"  
 جارج نے کہا تو تم یہاں سے جتنی تیز جھاگ سکتے ہو توڑ دیا۔  
 چنانچہ کے لیے جھاگ اور زہری گولی مار دیں گے۔

وہ جارج کی طرف بڑھا چاہتا تھا۔ ایک نے بوائی فائر کیا تو وہ رک گیا پھر سم کر ایک طرف پیچھے ہٹنے لگا۔ وہ نہیں نہیں تم لوگ مجھے گولی نہیں مار سکتے مشر جارج میں تھکے ساتھ آٹھ برس تک رہ چکا ہوں۔ ان آٹھ برسوں میں میں نے دن راست تھاوی خدمت کی ہے، تمہارے لیے ایک جرئت بخیز مضمین تیار کی ہے۔ کیلئے اس کا ایک میلہ دو گے؟ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کیوں میری جان لینا چاہتے ہو؟"

وہ کہا جا رہا تھا اور بیٹھ کر جھانکا جا رہا تھا پھر دونوں مسلح افراد اپنے تڑاڑاڑا رنگ مشروح کی بجائے والے اچھل کر زمین پر گر پھر

تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا جڑوں کی دنیا میں وفاداری کی نہیں راز کی اہمیت ہوتی ہے، اگر راز فاش ہونے کا خدشہ ہو تو وفادار کو اس کی وفاداری ہیبت موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

وہ تینوں پھر گاڑی میں آ کر بیٹھ گئے۔ جارج فری مین اسے ڈرا لیا کرتا تھا جو کہ ڈر تک گیا پھر اس نے راستہ بدل دیا۔ وہ کہا اس کے ہاوار میران سے گزر رہے تھے۔ تقریباً میں میل جانے کے بعد ایک پہاڑی سلسلہ شروع ہوا۔ اس پہاڑی سلسلے سے تقریباً چھ سو سات میل دور وہ جھاڑیاں تھیں، جن کے اندر سے رنگ کا راستہ جاتا تھا اور قلعے تک پہنچا تھا۔ پھر ماٹریک کے ہاوارس اس کی سڑک کے رشتے سے باہر کران جھاڑیوں کے رشتے سے نکلے تھے اور دوسرے رنگ جائزہ لیا تھا۔ ان کی کچھ میں نہیں آیا تھا کہ جارج فری مین وہاں سے تباہی لکھاں کیا ہو گا؟

پھر ماٹریک کے آدمیوں نے بعد میں دوسرے رنگ اس جگہ کو دیکھا تھا اور اس پہاڑی سلسلے تک پہنچ گئے تھے، جہاں ایک خالی گلی تھی رکھائی دیے تھے۔ وہ صحیح مقام تک پہنچے تھے لیکن یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ ٹرانسفارمیشن شیروں کے خاریں پہنچانی گئی ہوگی۔

اس خاریں میں ایسا لگتا تھا جیسے شیروں کے کئی خانان آباد ہیں۔ زیادہ اور ان کے پیچھے بے شمار تھے۔ جارج فری مین نے اپنے وفاداروں سے کہا تو میں یہ شیخین اسی خاریں میں چھپانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ سن کر ان کے ہنسنے اور ہنسنے اور ان کی آواز میں کر دیا۔ ہنسنے ہوئے نکلے تھے اور ان کی طرف چلا گیا۔ ہنسنے تھے۔ جارج فری مین نے کہا ہاؤ روڈ کی بجلی سے وہ ٹیل اٹھاؤ جو جانوروں کے لیے دھک دھول پھیلاتے ہیں؟

انہوں نے کچھ کی قبیل کی شیل اٹھا کر لوہی کے شیشے پیچھے کر کے دوسرے رنگ پھینکے گئے پھر لوہی کے شیشے چڑھا دیے۔ وہ شیل پھوٹ رہے تھے اور دھول پھیلا رہے تھے۔ ان کی طرف پھینکنے والے کتنے ہی شہر راستہ بدل کر دوسرے رنگ رہے تھے۔ جارج فری مین نے رسوں قلعے کی لیبارٹری میں رہ کر وہاں کے جنگلوں میں پائے جاتے والے دندنہل کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں پھر ایسا دھول باندھیں پھیلائے والی ڈوٹوں ایجاد کی تھیں جنہیں وہ دندنہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ سلا کے ساتھ جنگلوں سے گزرتے وقت ایسے شیل اپنے پاس رکھتا تھا جو کچھ شیخین کو چھپانے کے سلسلے میں کام آ رہے تھے۔

ان تینوں نے اب نامک پین تھے تاکہ ان پر دھوئیں کا اثر نہ ہو پھر جارج فری مین نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو میں خاند کے اندر تک جاؤں گا تم لوگ شیل چھینتے رہو۔



وہ دونوں اب چھت کے روشن دان کو کھول کر ہاتھ بڑھا کر شکل پھینکتے تھے پھر اس روشن دان کو بند کر دیتے تھے گاڑی غار کے ہاتھ پر لگ گئی تھی ڈھواں اندھنک جا ہوا شیر خرا سے ہونے نکل رہے تھے، مگر گاڑی کی طرف نہیں آ رہے تھے کیونکہ راجھری ڈھواں ہی ڈھواں پھیلا ہوا تھا۔ وہ دوسری طرف بھاگتے جا رہے تھے۔

خاکہاڈا نہ آتا تھا کہ ایک بڑے سا سڑک پر آسانی گزر سکتا تھا اندر بھی کافی وسیع و عریض جگہ تھی۔ دن کی روشنی میں غار کی لمبائی دو تین گھنٹے سے بھی زیادہ تھی اس نے گاڑی کی بیٹا لائٹس آن کیں تو خاکہ اور دوسرا رنگ روشن ہو گیا۔ وہاں جو دروازے ڈور جا کر چھپ رہے تھے وہ غراتے ہوئے پلکنے لگے انہوں نے پھر چھت کے روشن دان سے شکل پھینکی اور روشن دان کو بند کر لیا۔ دوسرا پھر ڈھواں پھینکنے لگا شیر خرا سے تھے اکثر اسے تھکے اور دم مانتے غار کی قسمت میں ڈور کہاں تک بھاگتے جا رہے تھے۔ وہ فوراً ٹوکنا تھا غار کے اندر تقریباً چار فرلانگ کے فاصلے تک آیا۔ ایک جگہ بڑے پتھر اس طرح ایک دوسرے پر جے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ جیسے قدرتی طور پر سامان رکھنے کے لیے طاق بنا ہوا ہو اس نے دونوں کو حکم دیا ان تمام گاڑی کی پٹیوں کو اٹھا کر ان پتھروں کے درمیان رکھو۔ میں گاڑی کی چھت کھول کر کھڑا ہوں گا۔ کوئی کوڑھ اچھرا یا تو گولی ماروں گا۔ اس نے چھت کے ایک حصے کو ایک طرف سرکایا تو خلا پیدا ہو گیا۔ وہ مدیت پر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے ہاتھ میں ایک رائفل تھی۔ وہ چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے دونوں آدھی گاڑی کا دوازہ کھول کر باہر آگئے تھے اور گاڑی کی پٹیاں اٹھا کر انہیں پتھروں کے درمیان لے جا کر رکھ رہے تھے۔ وہ پھر پٹیاں لٹیں جب وہ رکھ دی گئیں تو جارج فری میں نے حکم دیا وہ اب بڑے بڑے پتھر اٹھا کر ان پٹیوں کے سامنے اس طرح رکھ دو جیسے دیوار بنی جاتی ہے۔ وہ پھر کم کی قبیل کرنے لگے۔ ذرا پتھر اٹھا اٹھا ایک دوسرے پر جا کر رکھنے لگے ایک دیوار بنی گئی اس دیوار کے پیچھے گاڑی کی پٹیاں چھپ گئی تھیں۔

اس غار کے طول و عرض کو دیکھ کر بتا جاتا تھا وہاں سیکڑوں کی تعداد میں شیر ہو سکتے ہیں مگر کوئی مٹین کے لیے جان کی بازی لگا کر آنے کے تو باری میں جان لے جائے گا، اگر نہ دے گا تو یہ کبھی نہیں پائے گا کہ ان پتھروں کے پیچھے مٹین چھپ کر رکھی گئی ہے۔

جارج فری میں پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد اپنے پیوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر اسے لیورس گیس پر ڈرنا شروع کرتا تھا غار سے باہر آ گیا اس کے دہانے سے ذرا فاصلے پر گاڑی روک دی۔ وہاں

ابھی تک تھوڑا تھوڑا ڈھواں پھیلا ہوا تھا۔ وہ گاڑی کے اندر بیٹھ کر ڈھواں چھٹنے کا انتظار کرنے لگے۔ ایک نے کہا ہاں اس کا گریسا ڈھواں چھٹ جائے گا تو شیر خرا میں آ کر رہنا ہی کریں گے۔ جارج فری میں نے کہا: اب ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ شیر خرا میں آئیں ڈھواں سے گھر کر اپنے لیے کوئی دوسرا مسکن بنائیں بیکم چاہتا ہوں وہ یہاں آئیں اور اپنی شکل بڑھاتے رہیں یہاں شیر خرا کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیے، اس طرح کوئی یہ نہیں سوچے گا کہ مٹین یہاں چھپ کر رکھی جا سکتی ہے۔

ڈھواں چھٹ گیا۔ اس نے حکم دیا وہ دونوں بکروں کو باہر لے کر اور غار کے دوسرے پانچ پتھروں سے باہر دور بھاگنے والے شیر ان ٹکڑے بکروں کو دیکھ کر واپس آئیں گے۔

اس نے گاڑی کی چھت کو پھر ایک طرف سرکایا۔ سیدٹ پر کھڑا ہو گیا اور اٹھتے ہی رائفل لے کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ گاڑی کا ڈور نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا، وہاں سے بکروں کو نکالا پھر ان کی رتی پلا کر دوڑا لیسے پتھروں کے پاس آئے جہاں انہیں باہر جا جاسکتا تھا۔ ان بکروں کو دور جانے والے شیر دیکھ سکتے تھے جارج فری میں چھت سے باہر اٹھا نکلا ہوا تھا۔ لاٹھیر رائفل لیے دونوں گاڑی کو سوجتی ہوئی نظروں سے دیکھتا جا رہا تھا۔ جیسے ہی انہوں نے بکروں کو باہر اٹھا اس نے رائفل سے ایک کا نشانہ لیا اور گولی ماری وہ بندھے ہوئے بکروں کے بازو گر کر پڑے لگا دوسرا چومک کر پٹ گیا تھا۔ شیر خرا میں لڑنے لپے سے ہاں کو دیکھ رہا تھا اس نے کہا تم آئیں تم لوگوں کی وفاداری کو کبھی نہیں بھولو گا یہ تم لوگوں کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے کہ اپنے مالک کے مفاد کی خاطر جان سے رہے ہو۔

یہ کہہ ہی اس نے رائفنگ دیا، ایک خانہ بھرا مگر وہ اچھلا کر چھپنے کی طرف چلا گیا۔ اب وہ چھپنا چاہتا تھا اور بچنے کے لیے ایک ہی راستہ تھا کہ غار کے اندر جانے مگر اندر بھی ڈھواں چھٹ رہا ہو گا شیر واپس آئیں گے تو انہیں ایک انسان تازہ خوراک کے طور پر ملے گا لیکن غار کے اندر جانے سے پہلے ہی دوسری گولی نے اس کے قدم اٹھا دیئے۔ اس کے اچھل کر گرتے سے پہلے ہی تیسری گولی لگی پھر وہ زمین پر پڑنے ہی ٹھنڈا ہو گیا۔

جارج نے گاڑی کے اندر کر چھت پر لڑ کر دی۔ رائفل کو ایک طرف رکھا پھر اسے مارٹ کے ڈرائیونگ سائٹ پر اٹھنے کی طرف جانے لگا۔ اب اسے ہر طرف سے اطمینان تھا۔ کوئی سب سے واقعہ تھا نہ ہو گا کہ مٹین کہاں چھپ کر رکھی گئی ہے وہ شیر کی خوراک کے لیے دو بکروں کے علاوہ دو وفادار گاڑی گاڑنے بھی چھوڑ کر جا رہا تھا۔

تھلے میں بیٹھنے کے بعد اسے دوسری خبر میں مٹنے کر ملیں۔ ایک تو یہ کہ سلا کر تلاش کرنے والے اسے واپس لے لینے کا کام رہے تھے۔ دوسری خبر یہ کہ پانچ کے قاتل میں جانے والے تمام لوگ جیل کا پھیرتے تیار ہو گئے تھے۔ اب خطرہ اور بڑھتا جا رہا تھا۔ جارج فری میں نے تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا کہ پانچ نے جیل کا پٹر تیار کیا ہو گا۔ دل میں یہ دہشت تھی کہ یہ کام کبھی نہیں جانتے والوں کا ہے اور اب پانچ کا رائیلے والدین سے ہو چکا ہے۔

وہ تیزی سے جلتا ہوا قلعے کے اس کمرے میں آیا جہاں اس کا بھائی گاڑی جاں کی حالت میں تھا۔ پانچ نے اس کی آنکھوں پر تیزاب پھینک کر تقریباً پانچ سے ماری ڈالا تھا۔ وہ پچھلی رات سے تلبہ دہا تھا۔ ٹوکڑے اس کا علاج کر رہا تھا اور موت اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی لیکن ذرا دیکھی نہ موت۔ جارج فری میں نے راتوں رات کما کر باہر اور اچھے انھوں سے اس چکر کرنے نے تھیں اس تمام تک پہنچا دیے کہ دریاغ حساس نہیں رہا کبھی جانتے والے کسی وقت بھی تمہارے دریاغ میں پہنچ سکتے ہیں اور یہاں کے منتقلیت تک جو معلوم کر سکتے ہیں لہذا تمہیں مرجنا چاہیے۔

وہ تکلیف سے گرتے ہوئے لولا جارج اٹھا رہی بڑی مہربانی ہوئی مجھے فوراً ڈارٹ لائیں اس طرح جاں کی حالت میں نہیں رہ سکتا، مجھے موت دو، جلدی دو۔

اس کے ساتھ ہی مٹین سے گولی ملی اور اس کی آخری خواہش پوری ہو گئی۔ اس نے اپنے کمرے میں پہنچ کر ایک بیگ میں ضروری سامان لگا۔ وہ شکل بھی رکھے جو درندوں کو ڈرانا بھگانے کے کام آتے تھے۔ ایک رائفل، ایک دیوار اور کارٹوس کے ڈبے، ٹرانسپائر مٹین کا نقشہ اور اس کی تفصیلات سے تعلق رکھنے والے تمام کاغذات حفاظت سے رکھے رکھا۔ پٹینے کا بکھر سامان لیا، پھر تھلے کے سیکورٹی آئیڈیٹر کو لگا کر کہا تو جاہل نہیں یہاں ترخانے اور خیرین بکروں میں پہلے ہی بارودی سرنگ بھی ہوئی ہے تم ایسا بڑی میں بھی زیادہ طاقت کے ہم رکھ دو اور ترخانے کے تاروں سے منسلک کرو جو جب بھی کوئی خطرہ پیش آئے تو یہاں سے نکلنے سے پہلے ہٹ کر ان کو دینا اور تاقوت مقرر کر دینا کہ تم سب پر آسانی یہاں سے دور نکل سکو۔ اس کے بعد یہ قلعہ لنگل تیار ہو جانے لگا۔

اس نے ایک چھوٹا سا رائیلے پڑھتے ہوئے کہا تار سے رکھو، بیسی بیسی کوئی خطرے کی بات ہو۔۔۔۔۔ کوئی ضروری مشورہ لینا ہو تو اس کے ذمے بھرتے رائیلے قائم کر لینا، اب تم جا سکتے ہو۔ وہ رائیلے پڑھنے کے حال میں اس کے جانے کے بعد وہ فرسٹ ہر لٹ گیا اپنا ضروری سامان بلیگ کے پیچھے لٹھا دیا، پھر خود ہی کر وٹ بلیگ کر پٹنگ کے پیچھے گیا بڑھانے طرز کے قلعوں میں

ترخانے تک جانے کا راستہ بلیگ کے پیچھے ہو کر تار تھا اس نے خاص میں سیکورٹی کے ذریعے راستہ بنایا پھر اس ترخانے میں آگیا۔ یہاں سے وہ سرنگ کی طرف نکل گیا۔ پھر اس کے امیوں نے صحیح اندازہ لگایا تھا کہ جارج فری میں اسی سرنگ کے راستے سے فرار ہوا ہے۔ وہ اس بات پر حیران تھے کہ وہ ہتھیار بھاری مٹین اٹھا کر کس طرح سے گیا ہو گا جب کہ سرنگ کے باہر کسی گاڑی کے پٹیوں کے نشان بھی نہیں تھے۔ صرف ایک آدمی کے ٹوکڑوں کے نشان دور تک جاتے ہوئے دکھائی دیئے تھے جو آگے جا کر ختم ہو گئے تھے۔

جارج فری میں اس سرنگ سے نکل کر راستہ بدلنا گیا تھا کبھی پتھر تیزی میں پڑتا رہتا تھا کبھی گھاس کے میدان سے گزرتا تھا، اس طرح اس کے قدموں کے نشانات تک پہنچتا ہوا تھا۔ وہ بڑی چالاکی سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ کس کے ہاتھ آئے والے انہیں تھا لیکن یہ سوچ کر اس کا دل ٹکڑا تھا کہ وہ صرف پانچ کی وجہ سے بہت بڑا نقصان اٹھا کر جا رہا تھا۔

جس مٹین کو وہ چھپا کر آیا تھا، اب دیکھتے مٹینوں اور کتنے برسوں بعد اس کے کام آئے گی یا کسی دشمن کے ہاتھ لگ جائے گی، یہ بات تمہیں سے نہیں کہہ سکتا تھا۔ بس ایک آئیڈیٹر بڑے شیروں کے خدیم چھوڑا تھا۔ اس کے ذریعے کبھی کبھی کا حکم سننے کے حسرت رہتی تھی۔ اس قلعے کو اس کے دادا نے کوئی بیٹا نہیں یا پچاس سال پہلے بنایا تھا۔ اس زمانے میں شیر عراقی سامان بہت سستا تھا۔ مزدوری سستے مل جاتے تھے پھر بھی اس میں پانچ لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے آج اس قلعے کی قیمت ایک کروڑ روپے سے اچھڑ ہو سکتی تھی لیکن اسے ہی وہ تباہ کرنے کا حکم دے کر چلا گیا تھا۔

اس قلعے کی تباہی سے دو فائدے تھے۔ ایک تو وہاں آؤ دوسری کبھی مٹین بھی ہوتی تھیں ان کے تباہ ہونے سے دشمن بھی انہیں گھر لے کر آتا تھا۔ مٹین تباہ ہو چکا ہے اس طرح وہ اس کا پیچھا چھوڑوں گے قلعے کی تباہی سے دوسرا فائدہ یہ تھا کہ وہاں اور بھی بہت سے ایسے راستے تھے جنہیں وہ دوسروں کی نظروں میں لانا نہیں چاہتا تھا۔ ویسے صرف ایک پانچ کی وجہ سے بہت بڑا نقصان اٹھا کر جا رہا تھا۔ اس کا بھی یہی ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ اس سے کوئی رابطہ قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ خود اس طرح جان بچا کر بھاگ رہا تھا کہ کوئی اس کا بارود گاڑ نہیں تھا، وہ خطرناک جنگل سے تباہ کر رہا تھا۔ اس کی قسمت اس حد تک اچھی تھی کہ دن کے وقت فرار ہونے کا موقع مل رہا تھا، اگر رات کا وقت ہوتا تو تباہیوں سے گزرنا ممکن نہیں تھا۔



وہ تمام چنانچہ ہزار شاہم کو مشیوں کی ایک بستی میں پہنچا دیا ان کی زبان بولی کران سے دوستی کی۔ وہاں کے سردار کو پانچ ہزار ڈالر دیئے اور کہا میں ٹورٹاؤن تک جانا چاہتا ہوں وہاں پہنچ کر تمہارے لیے کھانے اور پینے کا سامان بیچ سکتا ہوں، اگر تم اپنے دس جواں میرے ساتھ بیچ دو۔

سردار نے کہا یہ ٹورٹاؤن یہاں سے بہت دور ہے تھوڑی دیر لیا نہ میرا جواں لے گا۔

”میرے پاس رائفل ہے، یہ رو اور ہے، تمہارے آدمیوں کے پاس بھی بھلے ہوں گے میرے پاس اس جنگل کا پورا نقشہ ہے۔ میں جانتا ہوں، تمہاری بستی سے ٹورٹاؤن صرف بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ ہم رات کے آٹھ یا نو بجے تک اس ٹاؤن میں پہنچ جائیں گے۔“

سردار نے کہا تم گوری چڑھی والے اپنا مطلب نکالنے کے بعد وہ عدو بھول جاتے ہیں جو میں اس شرط پر اپنے دس جواں تمہارے ساتھ بیچ سکتا ہوں کہ تم اور پانچ ہزار ڈالر میں وہ میرے آدمی خود ہی کھانے اور پینے کا سامان خرید کر لے کر آئیں گے۔“

جارج فری مین نے اسے اور پانچ ہزار ڈالر دیئے وہاں آہ سے جھٹکتے ہوئے کہہ کر تھکن آتا ہمارے دو آدمی اس کے بدن کی باتش کرتے رہے پھر وہ آٹھ گھنٹہ ہو گیا۔ ان کے ساتھ ٹورٹاؤن کی طرف جاتے لگا۔ وہ ہلکے سے جلد اس ملک سے نکل جانا چاہتا تھا یہ بات ایک موٹی عقل میں بھی آ سکتی تھی کہ جب فریڈا اپنی ٹیم کے ساتھ ٹرانسفاڈر مشین کے لیے گئے گا تو نہ جانے مشین کے اور کتنے بولنے والے ہوں گے۔ ان میں بڑے بڑے ہمالکے جاسوس بھی ہوں گے اور خطرناک ٹیلیسٹوں سے تعلق رکھنے والے جرائم پر افراد بھی اور سب لے کر لاش کریں گے کیونکہ اسے ڈھونڈ لینے کے بعد یہ مشین کو ڈھونڈ لینا آسان ہو گا۔

وہ رات کے نو بجے ٹورٹاؤن پہنچ گیا۔ ان ساتھی جواںوں سے الگ ہو کر ایک سرائے میں رات کو بڑی دوری صبح اس نے اپنی نوچھ اور داڑھی صاف کر لی۔ اس کے پاس دو پٹریوں کے پاسپورٹ تھے ایک میں نوچھ اور داڑھی والی تصویر تھی اس تصور والے کا نام جارج فری مین تھا۔ اس کے ہتھوں میں تھمے سے اسپرنگ ہوتے تھے جن کے ذریعے ٹانگ پھیل جاتی تھی، ایک آپ کے ذریعے اسپرنگ سگڑی رتی تھیں لیکن یہ سب تصویر ہارنے کی صفت تھا تصویر ہارنے کے بعد وہ سگڑی ہوتی آنکھوں کا ایک پتھر کر دیتا تھا۔ ان کے ہتھوں سے اسپرنگ نکال لیتا تھا جس کا پاسپورٹ میں داڑھی والی تصویر تھی اس کے ذریعے سفر لے جاتا تو پھر اس ایک آپ میں آجاتا تھا، عدو عام حالت میں

صرف داڑھی سر نہیں ہوا کرتی تھیں ناک اور آنکھوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی۔ قلعے کے تمام لوگ اسے اسی صورت شکل سے پہچانتے تھے۔ اس کے بعد دوسرے پاسپورٹ میں جو تصویر تھی اس میں وہ لیکن شیو تھا چہرے پر کوئی ایک باب نہیں تھا یہ اس کا پیدائشی اور اصلی چہرہ تھا اور اس کا پیدائشی نام براڈ واروے تھا۔ اس نے داڑھی والی تصویر اور پاسپورٹ وٹزر کو جنگل میں ہی جلا کر بھینک دیا تھا۔ وہ ٹورٹاؤن سے ایک کرائے کی وین لے کر ہراساٹی پہنچا وہاں ایک ٹیٹا سے یہ لینے لیے ایک سیٹ حاصل کی اور وہاں سے اپنی کے شہر وہم پہنچا۔ اس کے بعد پیرس گیا۔

اس کی داستان میں پیرس سے زیادہ محفوظ ترین شہر کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ تمام ٹیلی پیجی جاننے والوں کا تعلق ہی شہر سے تھا۔ اس کا خیال تھا، ان کو بھی یہ نہیں سوچیں گے کہ ہم سے ڈھونڈ گئے والا پیرس میں ہمارے قریب ہی لیکن چھپا ہوا ہے۔

اس شہر میں آئے گا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اس کی ایک ایسے شخص سے دوستی تھی جو بے عدولت منہ تھا۔ اس کے بھری جواز ڈنیا کی ہر بڑی چھوٹی بندگاہ میں موجود دہستے تھے۔ ایک جہاز کسی بندگاہ سے جاتا تھا تو دوسرا کسی اور ملک سے مال لے کر وہاں پہنچ جاتا تھا۔ سفر ہمارے اور مال بردار دونوں طرح کے جہاز چلتے تھے۔ ڈونیک کے بدنام ترین سنگھار کے احسان مند ہوتے تھے اور اسے بڑی بڑی رقمیں ادا کرتے تھے کیونکہ ان کا مال بڑی آسانی سے مطلوب مقام تک پہنچ جاتا تھا۔

اس کا نام فرینک سیلر کو ڈروائی تھا اس نے جارج فری مین کو ٹرانسفاڈر مشین ایجاد کرنے کے سلسلے میں لاکھوں ڈالر کا امداد دی تھی۔ اس کی شہرت تھی کہ مشین تیار ہو تو اس کے دماغ میں کیا پیچھے کی صلاحیتیں منتقل کرائی جائیں پھر محراب تک کوئی ٹیلی پیجی جاننے والا ہاتھ نہیں آیا تھا اس لیے فرینک سیلر کو ڈروائی نے اپنے دوست جارج فری مین کو کوئی الزام نہیں دیا تھا۔ اسے یہ شکایت کی تھی اور اس کی مجبوروں کو کھرا ہوا تھا۔ وہ بڑے جسور تھے اس دن کا اشتہار کر رہا تھا جب اس کے دماغ میں ٹیلی پیجی کا علم منتقل کر لیا جائے گا۔

اس نے جارج فری مین سے کہا تھا جارج، ہمارے دو عیان آج سے نہیں ہیں سے دوستی ہے لیکن ایک بات میں صاف طور پر کہہ دوں کہ میرے پھر دو ہوا دینے کی کوشش نہ کرنا۔ تمہارے ہونا ڈونیک کے بڑے بڑے مجرم اور بدنام ترین سنگھار مری ملٹی میں ہوتے ہیں تم مجھے حوا کے کسی بھی ملک، کسی بھی شہر میں جا کر چھپنا چاہو گے تو وہاں میرے آدمی ضرور موجود ہوں گے۔ وہ دوست کہتا تھا اس کے صرف بھری جہاز ہی نہیں چلتے

تھے، امریکا کے پانچ بڑے شہروں میں اور یورپ کے دس بڑے شہروں میں اس نے فلائنگ کلب قائم کیے تھے۔ ان بڑے بڑے شہروں کی مدد میں اس کے سبھی کا پٹر اور پیارے پرواز کرتے تھے وہ خطرناک تجربوں کو بھی جہازوں میں چھپا کر ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچاتا تھا۔ ان کے مرنانہ مقام مدد کے لیے پہلی کا پٹر اور پیارے فراہم کرتا تھا اس کے ایک اشارے پر کوئی بھی نہیں بھی جا رہی تھی فری مین کو کوئی مار سکتا تھا۔

اگر فری مین اس کا کوئی ذاتی فلائنگ کلب نہیں تھا، اگر ہوتا تو جارج فری مین کو اتنی تکلیفیں اٹھانا پڑنے سے نہ آتا۔ پٹر اس کے لیے وہیں پہلی کا پٹر بیچ جاتا۔ اس نے پیرس پہنچے ہوتے ہوئے ٹورٹاؤن سے رابطہ قائم کیا پھر اسے اپنی روادوستانی کو ٹورٹاؤن لے گیا جو پٹر سو بڑا تم تیرت سے پیرس پہنچ گئے، یہ جاتا ٹرانسفاڈر مشین کا کیا ہوا؟

”میں نے اسے ایک ایسی جگہ چھپا دیا ہے جہاں کوئی پہنچ نہیں سکتا گا۔“

”فضلہ دہوی نہ کر دو دنیا میں صرف تم ہی ایک عقل مند نہیں رہ سکتے ہو۔“

”میں نے کہا، ایک ایسی جگہ ہے جہاں پہنچنے کے لیے صرف ذہانت کی نہیں ذہنی کی بھی ضرورت ہے۔“

”ایک تم وہ جگہ بتانا نہیں چاہتے؟“

”میں بہت پہلے تمہیں چھپا چکا ہوں، مشین کا لازماً صرف ایک کے سینے میں دفن نہ ہونا چاہیے، دوسرے کے کانوں تک پہنچے گا تو ہم سب کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ٹیلی پیجی جاننے والے میرے دماغ تک پہنچنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی فیصلے سے یا کسی اتفاق سے وہ تمہارے دماغ تک پہنچ جائیں اور مشین کا زہل مسموم کر لیں۔“

”ہاں مشین کو تیار کرنے میں سات برس لگ گئے۔ اسے آزمائے میں ایک برس اور گزر گیا میں نے ان اٹھ برسوں میں ہر طرح سے تمہاری مدد کی، تمہیں بڑی بڑی رقمیں دیں کہ اس کو اچھا کرنے کا سامان ہو تو میں نے بدنام ترین مجرموں کو تمہارے پاس پہنچا دیا۔ اب اس مشین کو تم نے نہیں چھپا دیا ہے، یہاں تک کہ برس بعد اسے وہاں سے نکالو گے۔ کیا میں ٹیلی پیجی سیکھنے کے اشتہار میں بڑھا ہوا جواں لگ گیا؟“

”وہ گورڈوانی، تم کہتے ہو، تمہارے خطرناک اور جالاک ترین مجرم تمہاری عقلی میں رہتے ہیں لیکن اس کا نام وہ کیسے؟ کیونکہ وہ آج تک ایک ٹیلی پیجی جاننے والے کو امتحان نہ کر سکے، اگر یہ علم جاننے والا یا جاننے والی ہمارے ہاتھ پہلی ہوتی تو سب سے پہلے یہ علم سیکھ چکے ہوتے۔“

”اب کیا ہو سکتا ہے یہ بتاؤ۔“

”میں تم سے تین کام لینا چاہتا ہوں، اگر یہ کر دو تو بہت جلد یہ علم تمہارے دماغ میں منتقل ہو جائے گا۔“

”کام بتاؤ۔“

”سب سے پہلا اور ضروری کام یہ ہے کہ تم کو کھانا... اور ٹورٹاؤن یا ایسا شہر میں فلائنگ کلب قائم کرو تمہارے پرائیویٹ پہلی کا پٹر اور قیادوں کی بہت ضرورت ہے۔“

”تم نے جسے اس قلعے میں ٹرانسفاڈر مشین تیار کی اور کیا بات تجرب کیا، تائب ہی سے میں نے اس سلسلے میں درخواست لے رکھی ہے کہ میں جیسا سٹی اور ٹورٹاؤن میں فلائنگ کلب قائم کرنا چاہتا ہوں لیکن ایسی جگہ مجھے اجازت نہیں ملتی، تمہیں اور کتنے برس لگ جائیں گے۔“

”جیتنے برس بھی لگ جائیں، وہاں تمہارا فلائنگ کلب بہت ضروری ہے، یہاں بڑے بڑے ہمالکے کے جاسوس خطرناک ٹیلیوں کے گوریلے اس مشین کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں جب تک وہ ہاتھ نہیں آتے گی، وہ اس جنگل سے نہیں جائیں گے، اگر تمہیں اجازت حاصل کرنے میں سالہ دو سال یا پانچ سال لگ جاتے ہیں تو کوئی بات نہیں، ہم اشتہار کر سکتے ہیں۔ میں اس مشین کو موجودہ مقام سے اسی وقت منتقل کروں گا جب ہر طرف سے اطمینان ہو جائے گا اور خطرے کی کوئی بات نہیں رہے گی۔ دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے تمہارے ذاتی پہلی کا پٹر یا پٹا لے کر اس کی ضرورت ہوگی لہذا یہاں کی حکومت سے اجازت حاصل کرنے کے لیے اپنے تمام ذرائع استعمال کرو۔ دو چھ سال دو سال کی بات سمجھ رہے ہیں، ہو سکتا ہے، ماہ، دو ماہ میں اجازت مل جائے۔“

”اچھی بات ہے، یہ تو پہلا کام ہوا، اب دوسرا کام بتاؤ۔“

”مجھے ایک نئے خفیہ آڈے کی ضرورت ہے، وہ آڈے اتنا محفوظ اور مضبوط ہو کہ کوئی وہاں تک نہ پہنچ سکے، ہم ٹرانسفاڈر مشین وہاں لگا رکھیں گے۔“

”میرے پاس نینڈ آڈوں کی کمی نہیں ہے، میں تمہارے لیے سب سے محفوظ اور محفوظ ترین آڈے کا انتخاب کروں گا۔ وہاں میرے اور تمہارے سوا کوئی نہیں ہلکے گا۔“

”تیسرا کام یہ ہے کہ اس بار اپنے خطرناک اور جالاک ترین



ہن بنا کر جسے ملاقات کرادی میں اس ڈی سلاوا کے ساتھ وقت گزارتا ہوا مدد و ہیکرے ساتھ لوں شکر گزارا جیسے ہن کے مقابلے میں میری مدد سختی زیادہ عزیز ہو۔

وہ سوچ رہا تھا اور اس کی نظریں ٹی وی اسکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ سلاوا صوفے سے اٹھ کر ایک طرف چلتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ میں اس وقت ماسک میں کی تیری ہوں، اگرچہ یہ لوگ مجھے تیری نہیں سمجھانے کہتے ہیں، مجھے بڑی عزت سے اور بڑے آرام سے نگلکھے۔ یہ رہنا نہ کرنا جیسے تم اسکرین پر دیکھ رہے ہو، میرا بیٹا روم ہے۔ پورا بیٹنگا اسی طرح خوبصورت ہے۔ یہاں میری ضرورت کا ہر سامان موجود ہے، اس کے علاوہ میں جیسی چیز کی فرمائش کرتی ہوں وہ پوری ہو جاتی ہے۔

وہ ایک گوری سانس لے کر بولی، پھر بھی میں خود کو ایک تیری محسوس کرتی ہوں کیونکہ میں اس بنگے سے باہر نہیں جاسکتی اس پاس کے ماحول کو دیکھ کر اس بات کا اندازہ نہیں کیا جاسکتی کہ میں کس ملک یا کس شہر میں ہوں۔ میں نے اس بنگے کے سیکورٹی آفسیئر سے پوچھا کہ مجھے سے کوئی نام نہ لگوانے کے لیے مجھ پر کوئی تشدد تو نہیں کیا جائے گا؟ اس سیکورٹی آفسیئر نے کہا میں نہیں جانتا تم کس رانگی بات کر رہی ہو، یہاں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے۔

میں بڑی حیران ہوئی، ایک بار کسی شخص نے قتل پر مجھ سے گفتگو کی، اس نے کہا وہ سلاوا، تم ہمارے سیکورٹی آفسیئر سے سوال کر رہی تھیں کیا تم پر تشدد کیا جائے گا؟ اس کا جواب میں دیتا ہوں، ہم تم پر ایک ڈرا آئیج ٹیم آنے دیں گے۔ تمہارے جسم پر ہلکی سی خراش بھی نہیں پڑنے دیں گے کیونکہ تم دماغی طور پر ڈرا کر دو رہی یا تمہارا دماغ حساس نہیں رہے گا تو یہی نتیجہ ہلانے والے تھکائے اندر پہنچ جائیں گے اور وہ تمہیں یہاں سے نکال لے جائے گے کہ گھبراہٹ کر لیں گے۔

سلاوا نے کہا میں میرے بھائی، اس شخص کی باتیں سن کر مجھے یقین ہو گیا، یہاں کوئی مجھے ہاتھ نہیں لگائے گا۔ ماسک میں نہیں چاہتا کہ یہی نتیجہ ہلانے والے کسی بھی ہلانے میرے دماغ کے اندر پہنچیں اور میں تمہارے متعلق جو کچھ جانتی ہوں وہ ساری باتیں معلوم کر لیں... یا ایسے یہاں سے فرار ہونے کے سلسلے میں میری مدد کر سکیں۔

وہ کہنے میں ادھر سے ادھر منتقلی جا رہی تھی اور بولتی جا رہی تھی وہ ماسک میں کا یہ خیال درست ہے۔ مگر ہاؤسے پھر سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی میرے دماغ میں آنا چاہتا تھا، میں نے صاف صاف کہہ دیا، مجھے اس کی مدد کی ضرورت نہیں۔

ہے اور وہ کبھی نہ سوچے کہ مجھے یہاں اتنی سببیں پہنچانی جائیں گی تو وہ فائدہ اٹھا کر چوہ چاپ میرے دماغ میں آسکے گا۔ یہاں میں بڑے آرام سے ہوں اور ماسک میں میرے دماغ کو کبھی کمزور نہیں ہونے دے گا۔

مجھ کو ایک سروسا بھر کر بولی، وہ میں دل سے مجبور ہوں۔ میں نے فریاد سے دوستانہ انداز میں بات نہیں کی لیکن پارکس کے لیے محنت کا بیجا کام دیا ہے میں نے اسے دن رات یاد کرتی ہوں میرے بھائی تم میرا مزاج کبھی طرح جانتے ہو، میں سروسا سے نفرت کرتی ہوں۔ میں نے اپنے بھائیوں کے سروسا آج تک کسی سے محبت نہیں کی لیکن یہ دل بڑا بے ایمان ہوتا ہے، کسی کی مرواگی سے اسے ایک ہی ستارہ ہو جاتا ہے۔ میں دو دن پارکس کے ساتھ رہ چکی ہوں اور ہر لمحہ اس کی چوڑی سے متاثر ہو جاتی رہی ہوں۔

ایک شخص اسکرین پر نظر آیا، وہ سلاوا کے قریب آتے ہوئے بولا تو میں سلاوا، داخلت کی معافی چاہتا ہوں، تم جو مفرور سے بیٹنگ رہی ہو۔

وہ بولی تو تم نے سمانی مانگی، میں نے معاف کر دیا۔ آئندہ مدخلت نہ کریں، میں پہلے اپنے دل کی بات کر دوں گی پھر ٹرانسفاشر میں کے سلسلے میں وہی کوئی جو تم لوگ چاہتے ہو۔

وہ شخص واپس چلا گیا۔ سلاوا نے کہا آج تک میں لوگوں نے فریاد سے دیکھی کی، وہ بے موت ادا ہوئے۔ اپنے مقدمہ میں کبھی کامیاب نہیں ہوئے۔ ٹرانسفاشر میں کے سلسلے میں وہی وہ تمام لوگوں کو ناکام بنا کر رہا ہے، اگرچہ وہ خود بھی ناکام رہے لیکن کامیابی کسی کے حصے میں آئے نہیں دیتا۔ میرے کئے کا مطلب ہے کہ ہم نے فریاد سے جنگ کر کے نہیں محنت کر کے ہی اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔

وہ ایک موٹے پریشانی سے بولی، وہ پارکس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اگر تم ٹرانسفاشر میں ان کے سلسلے میں پیش کر دوں تو وہ سب سے پہلے میرے دماغ میں کیلی پیجی کا علم منتقل کریں گے۔ میرے بھائی! جب وہ اس حد تک دماغی ہو گئے ہیں تو میں اس بات پر بھی دماغی کر لوں گی کہ وہ تمہارے دماغ میں بھی یہ علم منتقل کریں، یہ شاید تمہارے لیے ناقابل یقین بات ہو لیکن فریاد زبان کا ادھی ہے یہ سب جانتے ہیں، اور میں محنت کی زبان جانتی ہوں، پارکس نے جو وعدہ کیا ہے اس سے کبھی منحرف نہیں ہوگا۔ اس کا یقین سو لینا ہے یہی دلایا ہے۔

میں اس سلسلے میں تم سے رابطہ قائم کرنا چاہتی تھی لیکن ناکام رہی۔ اسی دوران مجھے ماسک میں کے لوگوں نے انوکھا اور یہاں پہنچا دیا وہاں اب حالات بدل گئے ہیں۔ میں جانتی ہوں، اگر میں اس کسی طرح ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پہنچتی رہی تو حالات

بہتر نہیں گئے۔ پارکس نے جو ترجمہ پیش کی تھی، وہ میں نے سنا دیا، اب ماسک میں کی تجویز بھی سنی ہو۔

وہ کہتا ہے مجھے یہاں ضمانت کے طور پر رکھا جائے گا۔ تم اس کے چار آدمیوں کو ٹرانسفاشر میں سے گزارو گے، اگر خاطر خواہ کامیابی ہوگی تو مجھے قتل سے حوالہ دیا جائے گا۔

وہ قریب ٹرانسفاشر میں کاسلا رہا نہیں کر رہا ہے۔ پہلے ایک شخص کو تمہارے پاس بھیجا جاتا ہے۔ وہ شخص کاندہ دن ہے۔ میں نے اسے تباہی کے تم بہت بڑے ڈاکٹر اور سائنس دان ہو۔ وہ چاہتا ہے تم اس کاندہ دن والے شخص کے دماغ میں اپنی صلاحیتیں منتقل کر دو۔ جب وہ کامیاب ہو کر ماسک میں کے پاس پہنچے گا تو وہ کسی ٹیلی پیجی ہانڈے والے یا ہلانے والی کو اغوا کرنے کے سلسلے میں تم سے رابطہ کرے گا۔ جب کہوشین کامیاب ہوں گی تو کوئی ٹیلی پیجی ہانڈے والا ہمارے ہاتھ آئے گا تو سب سے پہلے تم ماسک میں کے تین آدمیوں کے دماغوں میں یہ علم منتقل کر کے اس کے بعد مجھے رہائی نصیب ہوگی۔

میں نے اپنی طرف سے ماسک میں کو جواب دیا ہے کہ تین چار آدمیوں کے دماغوں میں ٹیلی پیجی منتقل کرانے والی بات محض بچکانہ ہے۔ اس کے کسی ایک آدمی کے دماغ میں یہ علم منتقل کر دیا جاسکتا ہے اور اس کے بدلے مجھے رہائی ملنی چاہیے۔

ماسک میں کے لیے میری بات ناقابل قبول ہے، وہ تم سے جواب منٹنا چاہتا ہے اور جواب سننے کے بعد اس کو ڈیویسٹ میں اپنے ان تمام ایجنٹوں کے نام اپنے پیش کرنا ہے جو مختلف ملکوں اور شہروں میں ریڈ پاور کے پاس کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ تم ان میں سے کسی کے پتے پر بھی اپنا جواب ارسال کر سکتے ہو۔

چند لمحوں کے لیے اسکرین سادہ ہو گیا۔ سلاوا بولی، اس کے بعد تھری میسج میں میں ریڈ پاور کے تمام پاس کے پتے نظر آئے گئے۔ جب ڈیویسٹ کے پاس کا پتہ نظر آیا تو گھوٹانے سے اسے ٹوٹ کر لیا پھر وہی سارا اور ٹی وی کو آٹ کر دیا۔ اس کی نگاہوں کے سامنے سلاوا کی صورت گھوم رہی تھی، وہ ہفتے سے سوچ رہا تھا۔ چارج فریڈ ان لے مجھے دھکا دیا۔ یہ حسین بین کو مجھ سے چھپا کر رکھا اور ایک ڈیویسٹ کر کے مجھے آؤٹوائڈ میں اس سے منٹ لوں گا۔

اس نے ایک کیسٹ دیکر ڈر لینے سامنے لاکر رکھا۔ اس میں ایک کیسٹ لگا کر اپنی آواز دیکر ڈر کرنے لگا۔ سلاوا نے ماسک میں کی تجویز پیش کی تھی، اس کا جواب دینے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا تو میں جاری فریڈ میں بول رہی ہوں اور ماسک میں کو مخاطب کر رہی ہوں۔ وہ ڈیویسٹ میں اپنی بین کو چھپا کر رکھا اور تجویز بھیجی۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس شخص کے پیچھے ماری

ٹوینا ہاتھ دھو کر پڑی ہے۔ میں نے اسے کہا جیسا کہ ماسک میں نے اس سے فی الحال نکال نہیں سکتا۔ لہذا تمہارے کسی کاندہ دن آدمی کو اپنی صلاحیتیں نہیں مرے سکوں گا۔ دوسری بات یہ کہ میں نے اس شخص کے مختلف حصے کے مختلف متلاشی پچھلے میں تاکہ کاندہ دن کسی بھی ڈشمن کے ہاتھ نہ آئے۔ میں اس شخص کے مختلف حصوں کو جوڑ کر اسی دن کام میں لائوں گا جس روز کوئی ٹیلی پیجی ہانڈے والا میرے سامنے ہوگا۔

ماسک میں اہم سیدھی امداد بات کرتا ہوں۔ میں نے سات برس تک دن رات محنت کی ہے تب کہیں وہ شخص تیار ہوئی ہے لہذا سب سے پہلے میں اس شخص سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ ٹیلی پیجی کی صلاحیتیں پہلے میرے دماغ میں منتقل ہوں گی چونکہ میں اپنی بین کی رہائی چاہتا ہوں، لہذا تمہارے کسی ایک آدمی کے دماغ میں یہ علم منتقل کر سکتا ہوں۔ ایک سے زیادہ کا مطالعہ کرو گے تو بڑی محنت کرو گے۔ میری بین کو ایک ڈرا سائنس دان پہنچانے سے پہلے اچھی طرح چھینا کر لینا ٹیلی پیجی کا علم حاصل کر کے ہی سب سے پہلے تمہارے ہتھیار کے ذریعہ دل اور فریڈ ڈول کو تباہ کر لوں گا۔ تمہارے ملک کے ہتھیار اہم راز ہیں، وہ میں ٹوینا والوں کے سامنے ظاہر کر لوں گا۔

بہر حال یہ لعل کی باتیں ہیں۔ جب کوئی ٹیلی پیجی ہانڈے والا ہمارے ہاتھ آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ فی الحال میری بین کو عزت سے امداد سے رکھو اور اپنے تمام ایجنٹوں کو ناکارہ کر دو۔ جب بھی میں کسی سے رابطہ قائم کر لوں اسے کوئی لین و لین کر دوں تو میرا تعاقب نہ کیا جائے۔ آج وہ تعاقب کرتے ہوئے میرے اٹلے تک پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نے ان کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ بسے۔ آئندہ ایسا ہوا تو میں رابطہ قائم نہیں کروں گا۔ اپنی بین کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں گا۔ جب ٹیلی پیجی کا علم حاصل ہوگا تو تم سے منٹ لوں گا، ویش آل۔

اس نے ایک خاص ماتحت کو بلایا۔ کیسٹ اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا، اسے اس پتے پر بھیج دو۔ آئندہ جب بھی باہر جاؤ تو اس بات کا خاص خیال رکھو کہ کوئی تمہارا تعاقب نہ کرتا

شہر چورنگ ویلوت، بریت قمت چیزیں اور کھانا خریدنا ہے۔

ان چیزوں کی قیمتیں کمائی گئی ہیں

**نک ویلوت کی چوبائیں**

ہر نام سکھانا اور نکتہ نکتہ کی قیمتیں

کتابیات، پلیٹرز، ڈسٹس، بکس، نمبر ۲۳، کراچی ۱



اس نے سیں باس کہہ کر سر جھکا یا پھر کیسٹ لے کر وہاں سے چلا گیا۔ گڑو ڈوانی کے داغ میں پھر سلاوا کا تصور مسکرانے لگا۔ اب وہ اس کی خدمت میں گئی تھی اس کے ساتھ دھوکا بھرا تھا، وہ اس دھوکے کا جواب دینا چاہتا تھا۔ ساتھ ہی اس بات پر غصہ آ رہا تھا کہ سیں کو اس سے چھپا کر رکھا گیا، وہ کج بخت فرناؤ کے بیٹے سے عشق کر رہی ہے۔

وہ پھر جراتی سے اور پھر تاب سے سوچ رہا تھا تو میری معلومات کا جہاں تک تعلق ہے، پارسی کی عمر سولہ یا سترہ برس کی ہوگی اور یہ اس کے عشق کرنے کی عمر نہیں ہے۔ میں اسلاوا کو اسکرین پر دیکھ کر یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ میں اور ڈیکس کے درمیان ہے۔ اس سے عمر میں بڑی ہے، تعجب ہے، پارسی میں ایسی کیا جواں مردی آگئی ہے کہ وہ اس پر مرتضیٰ ہے؟

اس کے اپنے ایک دست راست کو بلا یا پھر کہا یو کی آر میں ایک کیسٹ ہے اسے ریوا انڈر کے دیکھو، اس کے آخر میں جتنے نام اور پتے لکھے ہوئے ہیں، ان سب کو نوٹ کرو۔ اس کے بعد میرے پاس آؤ۔

وہ وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں ایگا بیٹلے ہوئے سوچنے لگا۔ ابھی تو میرے داغ میں آنی تھی، اس پر نظر ثانی کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے دست راست نے آکر کہا، سیں باس! میں نے تمام نام اور پتے نوٹ کر لیے ہیں۔

”کیا تم نے اس کی لڑکی سلاوا کو دیکھا؟“  
”ابھی طرح دیکھا ہے، آئندہ اسے لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں۔ تم میرے جاؤ گے اور اپنا ایک علیحدہ گینگ بناؤ گے، اس گینگ میں تم جتنے مسلح یا بنا کر رکھ سکتے ہو، کھو گے تمام اخراجات میں برواشت کروں گا، یہ پالی لورڈ۔“

اس نے جانی اس کی طرف اٹھائی، اس کے دست راست نے کچھ کر لی پھر گڑو ڈوانی نے کہا، ”میرے جھڑی گول کرنی لگاں پچیس لاکھ ڈالر لگاں لو، بعد میں ضرورت ہوگی تو اور دل یا جا کر لیں گے۔“

وہ خوش ہو کر بولا، ”سیں باس! یہ سب آپ کی غایات ہیں، آج میں جس مقام پر پہنچاں، اب اس سے میں کئی مقام پر پہنچ رہا ہوں، میں آپ کے معیار پر پورا اتروں گا، آپ مجھ سے کام کیا لینا چاہتے ہیں؟“

”کام بہت جو، شہزادی سے کرنا ہوگا، سب سے پہلے کام کے آدمی تلاش کرو، ایسا نہ ہو کہ جنس تم خواہر بر ملازم رکھو، وہ کسی دوسرے گینگ یا ایڈیٹیوٹ سے تعلق رکھتے ہوں، سالیس لوگ زیادہ دست نشانہ پہنچاتے ہیں۔“

”میں پندرہ برس سے آپ کی خدمت کر رہا ہوں، آپ نے

دیکھا ہے، ایسا کسی بھی معاملے میں کسی تدر سوچ کچھ کر قدم اٹھاتا ہوں، مثالی میری نظر دل میں ایسے تیس آدمی ہیں جو میرے ایک اشارے پر جان دے سکتے ہیں۔“

”تم ضروری تیاریوں کے ساتھ میرے پانچ جاؤ تم نے ڈیو کیسٹ کے ذریعے میرے پاس کا پتہ نوٹ کیا ہوگا، اب ڈیو کیسٹ کے پاس سے رابطہ قائم کرو اور میری دعویٰ کرو کہ ایک ماہ کے اندر ٹرانسفا مرشین تمہارے قبضے میں آنے والی ہے، اگر وہ تمہارے ذریعے اس شخص سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو سلاوا کو تمہارے حوالے کر دو۔“

”جناب، وہ پہلے مشین سے فائدہ اٹھانا چاہیں گے، بعد میں سلاوا کو میسرے حوالے کریں گے۔“

”تھوڑا ساں طرح ہو سکتا ہے، تم ان کے صرف ایک آدمی کے داغ میں پھیل بیٹھی منتقل کرنے کا وعدہ کرو گے، اس کے بعد سلاوا تمہارے حوالے کی جائے گی اور یہ کام اسی وقت ہو سکے گا جب کوئی ٹیلی بیٹی جانے والا ہمارے اٹھائے گا، رہا حال، تم ان سے اس طرح کام سوا کر سکتے ہو۔“

”سیں باس! میں یہی کر رہا ہوں۔“  
”جارج فری میں میرے پیرس والے بیٹکے میں قیام کر رہا ہے، تم فری کے لیے اس رابطہ قائم کرو گے اور ایک گینگ ایڈیٹر کی حیثیت سے جو کسی دو گروہ کے وہم سے کبھی ٹھپ نہیں سکے گا، جس تک سیں شہر میں جائے گا، تم وہاں پہنچ جا کر دو گے۔“

”میں سمجھا رہا ہوں، اگر پیرس سے جہاں گے گا کسی بھی ملک میں جانے کا تو فیضاً آپ سے رابطہ قائم کرنے کا، اور آپ کے ذریعے مجھے اس کی موجودہ پوزیشن معلوم ہو جائے گی۔“

”ہاں، وہ سچ ہے، اما حاصل کیے بغیر، کبھی یا نہیں لے سکے گا۔ میں اس کے تعلق میں تازہ ترین اطلاعات فراہم کرتا ہوں گا۔“

”تم آئے ایک میل کر دو گے اور کو گے، اگر وہ چاہتا ہے کہ میں اس کا پتہ یا شہر یا ملک میں کون سا ڈالوں تو تمہارے ساتھ دوستی کرے اور تمہیں ٹرانسفا مرشین تک پہنچائے، تم اس کے لیے ایک ایسے خفیہ آڈے کا انتظام کرو گے جہاں وہ مشین لاکر مخالفت سے بچھی جا سکتی ہو، اور تم میرے پیرس کے خفیہ آڈے سے ابھی طرح واقف ہو رہے ہو، جو آڈے اپنے آڈے اپنے مقصد کے لیے لے سکتے ہو۔“

تمام معاملات طے ہو جانے کے بعد اس کا دست راست مطلوبہ رقم لے کر چلا گیا، فریک میٹر گڑو ڈوانی آرام سے صوفے پر بیٹھ کر مسکراتے لگا، یہ اس کا طریقہ کار تھا، وہ اپنے دشمن کو باکسی تدارک کو جان نہیں دیتا تھا، اس کا سکون چھین لینا تھا، اسے نہیں

آرام سے بیٹھے نہیں دیتا تھا۔ جارج فری میں کے ساتھ میری ہی ہونے والا تھا، وہ مالک سیں، پیرا شہر اور دوسری خطرات کی نظرینوں کے خوف سے جگمگاتا ہے، گاہ جہاں پہنچے گا وہاں اس کا دست لرت رہا، پانچ نام کے ثبوت کرنے کے لیے کہ وہ جارج فری میں کی قبر میں ہی پانچ کتبے لٹا دیے ہیں، جگمگنے کی کوشش کر رہے، وہ صرف اسی طرح غصہ زدہ اور سلامت رہ سکتا ہے، ٹرانسفا مرشین کا پتہ بتائے۔

گڑو ڈوانی دوسرے دن خود میرے ہتھیار، وہ ڈیو کیسٹ... جارج فری میں کو پتہ ہونے والا ہے، سلاوا کی باتیں سن لی ہیں، مالک سیں کا پیغام بھی سن کر جواب دے چکا ہوں، تم پہلے علم دیکھ لو، پھر میں تم سے باتیں کر رہا ہوں۔“

جارج فری میں نے جراتی سے پوچھا، کیا اس ڈیو میں سلاوا نظر آتی ہے؟“

”ہاں، تم کچھ کیوں کہتے ہو؟“  
”میں، بھلا میں کیوں کچھ کہوں گا؟“

”جارج، تم مجھے کو ڈورڈز بتا سکتے تھے، اور کہا تھا کہ یہی کو ڈورڈز تھا، یہی ادا کرے گی، تمہارا خیال تھا، آؤ، سن شاید ٹیلی فون یا ٹرانسمیٹر کے ذریعے اس سے بات کر سکتے ہیں، انہوں نے ڈیو ٹیم میں تمہاری بہن کو پیش کر دیا ہے، اب یہ حقیقت کی بات ہے، کو ڈورڈز کے مطابق وہ تمہاری بہن ہے، لیکن صورت حال کے اعتبار سے تمہاری وہ بہن نہیں ہے، جو مجھ سے کہتی رہی ہے۔“

”ایک بھائی کے سامنے اس کی بہن کے متعلق اتنی بے خبری سے نہ بولو، میں نے اپنی بہن کو تمہارے ساتھ اس لیے ڈھیل رہی تھی، کہ آئندہ چل کر تم اس سے شادی کرو گے۔“

”یہ شکر کروں گا، لیکن مجھے حقیقت بتاؤ، تمہاری بہن کون ہر سٹا؟“  
”وہی میں سے تمہاری دوستی ہے، اور جسے تم اس ڈیو ٹیم میں دیکھ چکے ہو۔“

”کیا، جو اس کہہ رہے ہو، وہ تو دل غفلت میں پہلے تم دیکھو۔“  
”اس نے خود آگے بڑھ کر وہی ہی آراور ڈی وی کی کیا۔“  
”تھوڑی دیر بعد میری سلاوا نظر کرنے لگی، جارج فری میں نے اسے دیکھنے کے بعد ریوٹ کنول کے ذریعے وہی ہی آراور ڈی وی کی کٹاف کیا، پھر وہ چھوڑ کر گڑو ڈوانی، تم نے کیا دیکھا، کیا یہ وہی آراور ڈی وی ہے، جو میری بہن کا ہے۔ کیا اس کا تدارک اس کی جسامت اس کے چیلنے کا اندازہ بالکل دیا نہیں ہے؟“

”ہاں، ان سب کچھ دیا ہے، لیکن صورت؟“  
”صورت میں نے دل دیکھا ہے، تم جانتے ہو، میں ڈاکٹر اور سرجن ہوں، میں نے بالکل سرجری کے ذریعے اپنی بہن کے چہرے

”اس نے بے یقینی سے پوچھا، کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟“  
”ہاں، ایک بار ایک بہت ہی حسین لڑکی ہمارے ہاتھ لگی۔ سلاوا اسے دیکھتے ہی منہ کرنے لگی کہ میں اس کا چہرہ اس لڑکی کی طرح حسین بناؤں۔ میں نے اسے سمجھایا، اس قسم سے تم نہیں ہو۔ مسٹر گڑو ڈوانی یقین چاہتے ہیں اور شاید تمہیں شکرک جات بھی بنائے، وہ ہیں لہذا چہرہ تبدیل کر دیا، تو بڑی گڑو ڈیو ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے، مسٹر گڑو ڈوانی کو تم پہنچاؤ۔“

گڑو ڈوانی نے کہا، ”یہ کیا کہتے ہو، مجھے تو غضب کے کاہن کر لیا، تم نے سلاوا کو پہلے سے زیادہ حسین بنا دیا ہے، یہ مالک سیں کی قید سے جب بھی واپس آئے گی، میں شادی کا اعلان کر دوں گا۔“

جارج فری میں وہی ہی آراور ڈی وی آن کر کے سلاوا کو دیکھنے اور اس کی باتیں سننے لگا، دل میں سوچنے لگا، تو بڑی مشکل ہے، میں گڑو ڈوانی سے صاف نہیں کہہ سکتا، کہ وہ آؤں تو بڑو ڈوانی سے نفرت کرتی ہے، اور یہ کہ گڑو ڈوانی بہت ہی بصورت آدمی ہے، وہ آدمی سے زیادہ بڈا لگتا ہے، ساسی طرح بھونکنے کے انداز میں باتیں کرتا ہے، ابھی تو میں نے خوبصورتی سے بات بنا دی ہے، لیکن سلاوا جب رہا ہو کر اسے کی توہین کر رہا ہوگا؟

دوسری طرف گڑو ڈوانی سوچ رہا تھا، اٹھتے تو نہیں آتا، کہ یہ وہی سلاوا ہے، آواز اور سب وجوہ وہی ہے، قد اور جسامت بھی ایسی ہی ہے، چیلنے کا انداز بھی تقریباً ویسا ہی ہے، لیکن صورت دوسری ہے، بالکل نئی چیز چلتی ہے، اگر یہ وہی سلاوا ہے، جو میرے ساتھ وقت گزار چکی ہے، تو اس آنا نا دان نہیں ہوں، اس سے شادی کروں، ہاں، یہ مالک سیں ہی ہے، کہ یہ پہلے سے زیادہ حسین ہو گئی ہے، تو میں اس سے دوستی رکھوں۔“

وہ دونوں اپنے اپنے دل میں سوچ رہے تھے، اور ڈیو ٹیم میں سلاوا کو دیکھ رہے تھے، جب سلاوا اپنی گفتگو کے اس حلقے تک پہنچی، جہاں وہ کہہ رہی تھی، یعنی، ”تم جانتے ہو، میں مردوں سے نفرت کرتی رہی ہوں، لیکن یہ دل بڑا بے ایمان ہوتا ہے، اچانک ہی کسی مرد پر آجاتا ہے، میں پارسی کی جواں مردی سے متاثر ہو گئی ہوں اور اسے دل وجان سے چاہنے لگی ہوں۔“

یہ باتیں سن کر گڑو ڈوانی کا دل بھریا، یا تو فراتے کون سی بات کھٹک رہی تھی، کہ یہ وہ سلاوا نہیں ہے، جو اس کے ساتھ رہ چکی ہے، بلکہ دوسری ہے، اور یہی جارج فری میں کی بہن ہے، اس کی باتوں سے صاف پتہ چل رہا ہے، کہ یہ مردوں سے نفرت کرتی ہے، اور زندگی میں پہلی بار پارسی کی جواں مردی سے متاثر ہوئی ہے، اور جب پہلی بار پارسی سے متاثر ہوئی ہے، تو پھر میرے پاس کب آئی تھی؟

جب سلاوانے ماسک میں کی تجویز پیش کر دی تو گوڈوانے نے اسکریں کو آف کرنے کے بعد کہا تو جارج اب کیا کہتے ہو یہ کوئی بے مروت سے نفرت کرتی ہے جسے نہ منگائی میں پہلی بار مارا اس سے متاثر ہوئی ہے اب بتاؤ تمہارا جو جھوٹا کھل رہا ہے یا نہیں؟

گوڈوانے اس کے دماغ میں شہادتیں بڑھانے لگا کہ وہ قتل کی بات تمہیں بتاتا۔ خدا اس کو ڈونم کو بھرے ہلا کر دیکھو اور سلاوا کی باتوں پر غور کرو۔ وہ یہ باتیں دراصل ماسک میں کو مستعدی ہے کہ وہ پارکس سے متاثر ہے اور فرما دے کہ اس کا ساتھ دینا چاہتی ہے لہذا ماسک میں سے بھرتا نہ ہو تو خود افسر ہاؤس تمہیں تارک لیتا چاہیے، اس طرح دونوں میں بھائی کی ٹیلی پیچی کا علم حاصل کر لیں گے۔ بلائے مشین ہمارے ہاتھ سے نکل کر فرما دے کہ ہاتھ میں مل جائے، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تو یہ علم آج اپنے لگاؤں

گوڈوانے سوچ میں پڑ گیا۔ جارج فری میں نے کہا تو ذرا عقل سے کام لو، وہ کہتا ہے کہ مروت سے نفرت کرتی آئی ہے اور تم خود اس بات کے گواہ ہو کہ وہ تم سے محبت کرتی آئی ہے لیکن ماسک نے اس بات کو نہیں سمجھا، تو یہ سوچے گا کہ سلاوا کے دل کا معاملہ ہے لہذا وہ پارکس کی طرف جھکے گی اور فرما دے کہ ساتھ دے گی۔ فسر ہاؤس کسی طرح بھی ماسک میں کی قید سے نکال لائے گا جس کے نتیجے میں وہ اپنے آدی کو بھی ٹیلی پیچی کا علم نہیں سکھا سکے گا، اب تم بتاؤ کہ تم نے ماسک میں کیا جواب دیا ہے؟

فریک سیر گوڈوانے نے کہا میں نے اس سے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اس کے صرف ایک آدی کو ٹیلی پیچی کا علم سکھا جا جائے گا اور اس کے بدلے سلاوا ہمارے حوالے کی جائے گی۔ یہی پیغام سلاوا کی باتوں میں پوشیدہ ہے جسے میں نے سمجھ لیا ہے۔ ہم اس کے ایک آدی کو ٹیلی پیچی کا علم سکھا کر اسے واپس لاسکتے ہیں۔

گوڈوانے نے ایک گہری سانس لے کر کہا تو بڑھ کر ابھی میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ بہر حال میں اس وقت کا اختلاف کروں گا جب سلاوا ہمارے ہو کر جان آئے گی، سب سے پہلے میں اس سے ملاتا کروں گا اور اپنا شہدہ دے دوں گا کہ وہ گواہ

کوئی بھی شکی فری جارج سے قتل سے کام لے تو کسی طرح بھی اپنا شہدہ دے نہیں سکتا، یہ بات ایک موٹی موٹی عقل میں بھی آئے گی کہ پارکس شکل سے کوئی سولہ ستر برس کا جوان اور میری بہن سے تئیس برس کی ہے۔

گوڈوانے پچھ چاب دواں سے جلا آیا۔ جارج فری میں کی بہت سی باتیں دل کو اور دماغ کو گنگ رہی تھیں۔ ان باتوں کو تسلیم کرنے کو چاہتا تھا لیکن پھر سوچنے لگا تھا جارج قابل افتخار نہیں رہا۔

بھوسے بڑی بڑی زمین لے چکا ہے اور اب تک مشین سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکا۔ آخر میں گزریجے ہیں، پتا نہیں اور وہ مجھے کب تک مانا تار ہے گا جو شخص مشین کے معاملے میں دھوکا دیتا آ کر ہوا، وہ بہن کے معاملے میں بھی دھوکا دے سکتا ہے، پھر یہ کہ سلاوا نے لڑائی باتوں میں ایک خفیہ پیغام بھیجا ہے کہ فرما دے دوستی کی جاسکتی ہے، پارکس اس کا محبوب بن سکتا ہے اور وہ دونوں میں بھائی کی ٹیلی پیچی کا علم حاصل کر سکتے ہیں۔

اگر سلاوا کا یہی پیغام ہے تو گوڈوانے کو اور زیادہ نقصان پہنچے گا۔ وہ تقریباً ایک کروڑ ڈالر کے قریب جارج فری میں کو دے چکا ہے وہ ساری رقم ڈوب جائے گی اگر واقعی اس نے اپنی بہن سلاوا کو چھپا رکھا ہے اور اس کا تک نہیں ملایا ہے تو وہ پارکس کے حصے میں چل جائے گی اور ان میں بھائی کی حفاظت فرما دے کہ گاس کے سوچا تو میں نے اپنا اوقات مندر ہوں۔ خفیہ طور پر جو نیا کے بڑے بڑے فائلوں اور بدنام زمانہ اسکولوں کو اپنی ٹیلی میں رکھتا ہوں میرے خفیہ ہاتھ پر چھپ چکے جاتے ہیں لیکن جب سوچ کی لہریں میرے دماغ میں پہنچیں گی تو میں انہیں کا نہیں رہوں گا لہذا مجھے جتنی جلدی ہو سکے، اس مشین تک پہنچنا چاہیے اور ان میں بھائی کو فرما دو اور پارکس تک پہنچنے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔

اب ایک نیا کیل شروع ہو رہا تھا۔ فریک سیر گوڈوانے تین طرف سے دست کشی میں لگا رہا تھا۔ ایک طرف جارج فری میں سے دوستی بھی کرنا تھا اور دوستی بھی۔ دوسری طرف اپنے دست و پا کے ذریعے جارج فری میں کے خلاف ایک گینگ بنا کر ماسک میں سے سودا کرنا تھا۔ تیسری طرف ان ٹکریں تھا کہ جارج فری میں اپنی بہن کی خاطر پارکس اور فرما دے دوستی نہ کرے۔ حالات بتا رہے تھے کہ وہ بہن بھائی اور فرما دے کی طرف ہی جھکیں گے، وہ مشین تیار کرنے والے تھے لیکن کسی خفیہ حصے سے نکال کر خود ہی باہر آجائے کہ ادارے میں پہنچائیں گے۔ سلاوا نے جس انداز میں پارکس سے محبت کا اظہار کیا تھا، وہ ماسک میں کو بھی جوڑنے والے تھا، وہ بھی اسی انداز میں سوچ رہا ہو گا کہ جہاں بہن سے متعلق تجویز نہ پڑا تو مشین ہاتھ سے نکل جائے گی۔

اور جارج فری میں ایک ایسا اونٹ تھا جس کے متعلق یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ جس کرڈٹ بیٹھے گا۔

**۳۵**

پارکس اول ہسپتال سے ادارے میں پہنچ گیا۔ اس نے جناب شیخ صاحب کو سونپا ہوا دواں دہم اور دواں کے دوسرے تمام افرات سے لاتانت کی۔ سب اسے نئی زندگی دینے کی مبارکباد دے رہے تھے۔

اور بہت خوش تھا اسے لگا کہ وہ لگا ہوا جو بڑی بے چینی سے اختلاف کر رہی ہیں۔ کتنے پھلے پھلے بیٹھے ہیں۔ پارکس اس کا بیچ میں گیا جہاں جو جو کی رائٹ تھی وہ ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دینا چاہتا تھا پھر رنگ گیا۔ اپنے دماغ میں بولنے لگا وہ میں بالکل امت نہ نہیں ہوں۔ میرا دماغ بڑی طرح حساس نہیں ہے، اگر تم میرے دماغ میں ہو تو دروازہ کھول دو میں دستک نہیں دوں گا۔

اس نے ذرا دیر انتظار کر لیا، دروازہ نہیں کھلا نہ ہی جو جھٹکے دماغ میں کچھ کام ہو بولا تو میں پانچ تک گن رہا ہوں، اگر پانچ گنتے ہی دروازہ نہ کھلا تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ اس نے پھر پھر گنگنا کر شروع کیا، ایک دو تین، چار، پھر پانچ گنتے سے پہلے جو جو کی آواز سنائی دی وہ میں تمہارے دماغ میں نہیں ہوں۔ دستک نہیں دو گے تو دروازہ کیسے کھلے گا مجھے کیسے معلوم ہو گا دروازے پر کون کیا ہے؟

پارکس نے سوچ کر کہا: ہاں، یہ تو میں بھول گیا تھا۔ جب تم میرے دماغ میں نہیں ہو تو میری کتنی کیسے من سکوں اگر پھر کیسے معلوم ہو گا کہ میں دروازے پر آیا ہوں۔ ہوں۔ مجھے تو بڑی بھول ہوتی رہا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا وہ مسانے کھڑی ہوئی تھی اس نے بھول کے سے انداز میں دو چوڑیاں گوند کر رہ کر رہا ہوا ہوتی تھی جسے پر دہی بھولین، وہی مصروف تھی لیکن جہاں تو پر میرے بلور جوان تھی پارکس کو کینڈ ٹول کے لیے کچھ عجیب سا مشن دکھائی دیا یعنی گروں تک وہ جو تھی اور گروں سے نیچے سلاوا کا جسم نظر نہ رہا تھا۔ اس نے جلدی جلدی چپک کر دیکھا تو جو جو سالم گھڑی ہوئی تھی سلاوا کے ساتھ جو وقت گزرا تھا، وہ جو جو دیکھ کر یاد آ رہا تھا۔ اس نے معاملے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ مہینو جو جو۔

وہ بڑھ چلا ہے ہوئی تھی۔ اس سے منہ پھیر کر کھڑی ہو گئی، اس نے منہ سے کہے تھے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو پھر ہوں لگا بیٹھے سلاوا کے بل پر ہاتھ رکھ رہا ہو۔ جس طرح ایک جراثیم سے دوسرا جراثیم روکھن ہوتا ہے اسی طرح سلاوا کی جوانی جو جو کی جوانی کو اس کے سامنے روشن کر دی تھی ماب سے پہلے اس نے جو جو کو نہ اپنی نگاہوں سے دیکھا تھا، نہ اس کے متعلق ایسا سوچا تھا جو اب بے اختیار سوچنا چاہ رہا تھا۔ اس نے پوچھا تو آخرا من کیوں ہو؟

میں تم سے نہیں بولوں گی، پہلے اس جھگڑ والے کا ہاتھ کھڑے رہے پھر ہسپتال آئے تو سب دلال کے ساتھ بیٹھے گئے، وہب ان سے دو ٹوک کر نے پوچھ پھر میرے پاس آئے گی کیا ضرورت ہے میں تمہاری دوست نہیں ہوں۔

**حضور مصطفیٰ کی سہولتیں**

**روشنی کے مینار**

قیمت ۸۰ روپے، ڈاک خرچ ۱۰ روپے

**عظمت کے مینار**

قیمت ۸۰ روپے، ڈاک خرچ ۱۰ روپے

**ایمان کا سفر**

قیمت ۸۰ روپے، ڈاک خرچ ۱۰ روپے

**پچرا گھر**

قیمت ۸۰ روپے، ڈاک خرچ ۱۰ روپے

**آدھا چہرہ**

قیمت ۸۰ روپے، ڈاک خرچ ۱۰ روپے

**کالی کمائیاں**

قیمت ۸۰ روپے، ڈاک خرچ ۱۰ روپے

**بکریوں کی پوٹیاں**

ڈاک خرچ ۱۰ روپے

اسلام کے ناموں، نفلوں اور ایسے کرام کے دلچسپ اور شگفتہ واقعات، ضیاء القلم، گولہ کی قلم سے

ضیاء و تقسیم بلگوا می کے مضامین، حکا و سوسرا مجموعہ، عمی الدین لوہاب کی، اسماعیل شریانیوں کا مجموعہ، وہ فن پارے، جن کی آپ کو تلاش ہے

عمی الدین لوہاب کا پہلا طویل مضمون، ناولوں کو لکھنے کے لیے ایک تازہ ذہن، پیکر کی کتاب، میں اپنا دل چھوڑ چکا کرتے ہیں، جرائم، مہاجر، شہان ازم، اوراق، طنز و مزاح، اسرار و خوف، سپین اور تیس ہر، بیٹی، ۲۴ کمائیاں، مشہور نیک بولٹ جو بیعت، چیر گل، خاتمہ صاف، بے چسٹا ہے، قیمت ہلا اول ۱۰ روپے، جلد دوم ۲۰

ہوئے تھے۔ رسوئی نے گھور دکھوں کو دیکھا پھر پلچا اور روزانہ بند کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

پارس نے گڑبگڑا کر کہا تو وہ ماہات بات میں ایسے کہ میں جو جو کو دروازہ ہاتھ نہیں کرے سے باہر نہ جاگ جائے اس لیے میں نے دروازے کو بند کر دیا تھا۔

جو جسے جلدی سے کہا وہ جھوٹے کہیں کے بڑوں کے سامنے جھوٹ بولتے ہوئے اندر میاں گناہ میں گئے تم تو دروازہ بند کر کے مجھے چراووں کی طرح دوستی کرنا سیکھا ہے تھے۔

پارس نے دونوں کا تعلق سے سرتھام کو نظریں جھکا لیں اور صبر جینیب کر دو طرفہ دیکھنے لگا۔ رسوئی نے کہا لا جناب شیخ صاحب! میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں ان کا اتنا میل جول اچھا نہیں ہے۔ ان پر پابندیاں عائد کرنی چاہئیں۔

شیخ صاحب نے کہا یہ بچوں سے ایک ساتھ کیلئے آئے ہیں۔ سر کے ساتھ ساتھ مزاج بدلتا ہے اور جب بیڑوں کا مزاج بدلنے لگے تو بزرگوں کو اس پر سیدھا گیسے غور کرنا چاہیے۔ پابندیاں عائد کرنے سے بچنے کا بھی جو بلاتے ہیں۔

اچھی بات ہے، میں اس سلسلے میں فرادے سے بات کروں گی؟ جناب شیخ صاحب نے کہا پارس! جس طرح تم دونوں آزادی سے ملتے رہتے تھے، اسی طرح ملنے رہو۔ تم دوڑو تمہاری طرف سے کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیے جس سے خود نہیں شرمندگی محسوس ہو۔

وہ تینوں چلے گئے۔ پارس نے دروازے کو کھلا رکھا، پھر دانت بیسنے کے بعد کہا جو جوتی بچے، تمہیں یہ کھینکیا کیا ضرورت تھی کہ تم چراووں کی طرح دوستی کر رہے تھے؟

جو کہہ رہے تھے وہی کہیں نے کہہ دیا تھا میں جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ کیا چھپے چھپے کبھی جھوٹ بولتے ہیں؟

اب ہم چھپتے نہیں رہے جو ان کو سمجھتے ہیں اور جراتی میں ایسا وقت آتا ہے جب دل کی باتیں چھپانے کے لیے بزرگوں سے جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔

مجھے نہیں چاہیے ایسی جراتی میں صاف صاف کہہ دوں ہوں میرے ساتھ رہنا ہے تو ہم بچتے بن کر رہیں گے۔ گناہ نہ آتا ہے۔ اللہ میاں بھی خوش ہوتے ہیں کہ بچتے بہت اچھے ہیں۔ سچ بولتے رہتے ہیں۔

پارس نے اس کے سراپا کو سر سے دیکھا کیا سن تھا کیا شائب تھا یہاں اس سن و شباب کے کباب میں بچھا بڑی بنا ہوا تھا۔ اس نے ذرا آگے بڑھ کر اسٹیل سے پوچھا میں اب بات کہوں گا اور وعدہ کروں کہ تم سے نہیں کہوں گی۔

بھئی تم میری دوست نہیں ہو مگر میں تو تمہارا دوست ہوں، اسی لیے تو بیٹھنے والی کو، سانپ والی کو اور ساری دنیا کو چھوڑ کر تمہارے پاس آیا ہوں۔

وہ خوش ہو کر اس کی طرف متوجہ کرتے ہوئے لڑی لڑی سچ کہہ رہے ہو؟

تمہاری جان کی قسم جھوٹ بولوں گا تو تم مر جاؤ گی۔

اس کی قسم پر یقین کیا پارس نے جلدی سے صاف منہ کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ پارس نے اپنا ہاتھ کھینچ کر کہا اتنے دنوں بعد ملے ہیں تو ایسے نہیں ملیں گے۔

آج کے مصروفیت سے پوچھا میرے کیسے ملیں گے؟

ظہور ابھی بتاتا ہوں۔

آج نے بیٹھ کر دروازے کو بند سے بند کر دیا، وہ بولی۔

یہ کیا کہہ رہے ہو؟

دوستی کرنا ہوں۔

وہ اس کے قریب آیا پھر اس کے ہاتھ کو تھام کر لولا تو دیکھو، پہلے جب ہم ملتے تھے با محضت ہوتے تھے تو تم میری تھیلی کیسے پشت کرتے تھے جتنی میں اور میں تمہاری تھیلی کی پشت کو بوسہ دیتا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے بولی تو یہ بھی کوئی یاد دلانے والی بات ہے۔ یہ تو میں کبھی بھول ہی نہیں سکتی تھی مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔

لیکن اب ہم چھپتے چھپتے میرے بڑے ہوئے ہیں، جو ان ہونے ہیں لہذا چراووں کی طرح ملنا چاہیے۔

جو ان کیلئے ملتے ہیں؟

دیکھو تم اپنے دونوں ہاتھ میری گردن پر رکھو میں اپنے دونوں ہاتھ تمہاری گھر پر رکھوں گا پھر ہم قریب آئیں گے۔

وہ دونوں ہاتھ گردن پر رکھ کر بولی تو میں قریب تو آؤں گی مگر گڈ گڈی نہیں کر، تمہیں تو چھتا نا شروع کر دوں گی۔

پارس نے اس کی گھر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا اب تم کچھ سوچ رہی ہو؟

کچھ سوچی کر رہی ہو؟

وہ ہنستے ہوئے بولی، تم میرے سامنے ہو تو کچھ سوچنا اور محسوس کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ چلو کہ تم کیلین گے؟

لا حول و لا قوۃ، سارا دمہ ماں جو پٹ کر رہی ہو دیکھو میری آنکھوں میں دیکھو۔ میں بھی تمہاری آنکھوں میں دیکھتا ہوں۔ دو ذرا قریب آ کر دیکھو۔

دونوں کے چہرے قریب آئے گئے۔ پارس کا چہرہ و تمہارا تھا لیکن جو کہ چہرے پر بھلائی مصروفیت تھی۔ اب تک پارس ہنس پڑا کر الگ ہو گیا۔ دروازے پر دستک ہو رہی تھی۔ اس نے جلدی سے بیٹھ کر دروازے کو کھولا، وہاں رسوئی آ کر مراد شیخ صاحب کو طرے

میں کسی سے نہیں کہوں گی کیا بات ہے؟

آج میں اس کی بات کو چپ چاپ تمہارے کمرے میں آؤں گا، تم دروازہ کھلا رکھنا میرے دو ماخ میں آتی رہنا۔

سچ کیا تم میرے کمرے میں آؤ گے؟ تمہارے جانے کے بعد میں بہت سی باتیں بڑھی ہیں۔ سننے سے کھلنے ہی خریدے ہیں۔ وہ سب تمہیں دکھائوں گی۔

چلو یہی سہی، میں کھلونوں سے کیلئے آؤں گا سگر خداس کے لیے کسی سے نہ کہنا۔

اُدھر رسوئی نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا تو فرادہ یہ تھا لا پائیں آؤں تم سے دو قدم آگے ہی جا رہا ہے۔

میں نے کہا وہ بھی میرا بیٹا ہے۔ اس نے جارج فری میں کی قید سے رہا جو کہ اور جنگلات میں انجیل لری، ذہانت اور صبر اور صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے ثابت کر رہا ہے کہ فرادہ پھر سے جوان ہو گیا ہے۔

میں یہی کہنے آئی ہوں، وہ پھر بلور جراتی کا ثبوت دے رہا ہے۔ جب تک میں سلا را کے ساتھ مشکل متا تا رہا ہے، پھر اس سانپ والی کے مشقی میں مبتلا رہا آج یہاں بیٹھتے ہی کمرے کا دروازہ بند کر کے جو جی مصروفیت سے کیلنا چاہتا تھا۔

تم فرادہ غواہ الزام دے رہی ہو۔

میں اس کی دشمنی نہیں ہوں میں جانتی ہوں، ابھی وہ سوچ کا لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا، اس لیے چپ چاپ اس کے سامنے میں موجود تھی جیسے وہ جو کہ قریب جانے لگا، میں نے دروازے پر دستک دیا اور اسے دروازہ کھولنے پر مجبور کر دیا۔

تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔ وہ جو کہ ساتھ ایسا کر سکتا ہے، اس لیے کو بچتی ہے وہ ساتھ کیلئے رہے ہیں۔ ایک دوسرے سے گھبرا گنا کہتے ہیں لیکن ان کے سلا را ماہی سے مشقی نہیں کیا ہے اور نہ ہی انہیں زیادہ قریب آنے کا موقع دیا ہے۔

تم یہ بات کیسے یقین سے کہہ سکتے ہو؟

ہاتھ پارس کے دماغ میں رہ کر ایسا بات یقین سے کہہ رہی تھیں کیا میں پارس کے دماغ میں رہ کر اس کی پارٹنر کو بھینس سکتا؟

چلو تم یہ تو تسلیم کرتے ہو کہ وہ جو کہ ساتھ ساتھ رہے بڑھ رہا ہے۔

اگر وہ حد سے بڑھ رہا ہے تو ہم ان کی شادی کر دیں گے اور کوئی مسئلہ ہو تو رولڈر نہ فرعون باقی نہ کر دوں گا۔ پارس دوم زندگی میں پہلی بار ایک لمحے سفر پر دروازہ ہو چکا ہے۔ اس وقت فیلڈ سے میں ہو گا تم اس کی خیریت معلوم کرتی رہو۔

وہ جھینکا کر بولی، کیا تاگ اس کی خیریت معلوم کروں۔ دو بار

اس کے پاس جا چکی ہوں، وہ ماسوں کو لیتا ہے پھر ہوتا ہے، اماں! میں پہلے ہاتھ نہ لگے کہ عمل مردان میں آیا ہوں اور جس شہنشاہ پر جا رہا ہوں، میں نے پوچھا تو تمہاری خیریت کیسے معلوم ہوئی؟

اُس نے جواب دیا تو میں اتنی اٹلی بی بی کی گے اس پاس ہی رہوں گا آپ ان سے خیریت معلوم کر سکتی ہیں۔

میں نے کہا وہ جواب دینا تمہیں آئے سے منع کر رہا ہے تو صبر اُس کے پاس نہ جاؤ۔ اُسے پوری خود اعتمادی سے اپنے بل پر کام کرنے دو۔

یہ درست ہے کہ میرے دونوں بیٹوں کو خیال خرافی کرنے والے بزرگوں کی ضرورت نہیں ہے لیکن کبھی کوئی ایسا مرحلہ بھی آجائے، جہاں اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ہوتا۔ میں نے سوچ لیا تھا ان بی بی سے رابطہ قائم کرنا۔ انہوں نے اس طرح مجھے پارس دوم کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوتا رہا۔ گارڈ انڈیا آئندہ جو کچھ ہوتا رہا اور جو کچھ مجھے معلوم ہوتا ہے میں اس میں ایسا بیان کر رہا ہوں۔

اس بار میرے رابطہ کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ میرے حاصل کی ہوئی ڈانٹا ماسٹریں کس خفیہ آڈے میں کی گئی ہے، اس آڈے کا بیچارہ ایک دوسرا اعلیٰ افسر تھا، وہ انبیار اعلیٰ افسر خداس آڈے کے اندر نہیں جاسکتا تھا صرف دو ایسے میکانک تھے جو وہاں جاسکتے تھے۔ مشین کو چیک کر سکتے تھے اور اس کی کارکردگی سے متعلق رپورٹ پیش کر سکتے تھے۔ انہیں ماسٹر کو اس آڈے سے تعلق رکھنے والے افسران کے متعلق کچھ بھی معلوم ہوتا تو اس کے دماغ سے یہ معلومات حاصل کر لیتا جو کیا ایسا نہیں ہو رہا تھا، اس لیے اس مشین کو ہاتھ سے نکلے کئی برس ہو چکے تھے اور اب تک وہ ہاتھ نہیں آ رہی تھی۔

اعلیٰ بی بی نے اپنے خاص آڈے میں ان کے ساتھ وہاں کئی سال گزارے تھے۔ اس عرصے میں وہاں کے تمام اہم افسروں پر نظر رکھی تھی، حکومت کے جو اہم عہدے دار اخبارات میں بار بار لوکے ذیلے بیانات دیتے تھے ان بیانات کو دیکھا تو کوئی تھی، اخبارات میں چھپنے والی تصاویر تلاش کر سکتی تھی، ایسے عہدے دار کی وہی پڑا نظر لوکے لیے ایسی اور تقریب کے سلسلے میں آتے تو وہ وہی سی آڈے ذیلے ان کی وڈیو فلم تیار کرتی تھی پھر یہ ساری چیزیں ملتی تھیں جانتے الٹا تک پہنچاتی اور ہم ان کے دماغوں میں پہنچ کر یہ معلوم کرتے کہ وہ عہدے دار حکومت میں ظاہری عہدے رکھتے کے باوجود اور کون سا خفیہ اہم عہدہ سنبھالے ہوئے ہیں؟

اس طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے ہم ایک ایسے سیکشن آفسر تک پہنچے جو خفیہ سیکشن پر لوگ کا خفیہ آڈے کے انبیار اور دوسرے اہم افسران کو کئی آڈے میں عہدوں سے گزارنے کے بعد وہاں



کی ٹوٹی انہیں سوچنی جاتی تھی۔ اٹالی بی نے دوردی دوردی سے اس کی بخاری کرنے کے بعد مجھے بتایا کہ اس بوڑھے کے دو مہران اکثر ایک ساتھ دیکھے جاتے ہیں۔ یقیناً آپس میں ان کی دوستی ہوگی۔ وہ ترش پلٹے ہیں، نہ سگریٹ سوچے ہے بھیران کے داغ میں پہنچنا مناسب نہیں ہوگا، وہ خطرے کے محسوس کریں گے۔ میں نے کہا تو جیسا کہ تم جانتی ہو ہم نے اس طوائف سٹیشن کا کس بارس دوم کے حوالے کیا ہے وہ اس سلسلے میں ملی بیٹی پر اعتماد نہیں کرنا چاہتا، اپنے دل پر تو ہے پر کچھ کر کے گالیاں اس سلسلے میں اس سے بات کر کے آتی ہیں بتانا ہوں گا۔

میں بارس دوم کے پاس آیا۔ وہ بیٹارے میں سڑک پر اٹھنا ایک سیٹ پر آرام سے ٹھیک لگے۔ اسٹیشن کے بندے کے سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے پاس والی بیٹوں پر کچھ جواں لڑکیاں اڈان کے بولنے فریڈنٹھے ہوئے تھے اور ہنستے، کھلکھلتے جا رہے تھے جو کوان کی تہذیب میں گھرا دار بنا لڑکیاں ہی جگہ ہوتی ہے، وہ کہیں جی ایک دوسرے سے لہلہ گبر ہو جاتے ہیں لہذا وہ وہاں ہی بی بی تماشہ کر رہے تھے میں نے اُسے مخاطب کیا اس نے پوچھا۔

”ہیں بابا!“

”کہا تم سوچا ہے تم؟“

”کوشش کر رہا ہوں آپ کیسے لگتے؟“

”اٹالی بی نے وہ ایسے سلیکشن افسران تک پہنچ گئی ہے جو اس خیر اڈے کے لیے اہم افسران کا انتخاب کرتے ہیں۔“

بارس دوم نے پوچھا تو میں نے وہ دونوں سلیکشن افسراس خیر اڈے کے بارے میں جانتے ہوں گے؟

”ہا تو وہ جانتے ہوں گے، مہران افسران کا نام اور پتا ضرور معلوم ہوگا جو اس خیر اڈے کے پتہ دار ہیں۔ میرا پتہ لہذا پتہ کار تم جانتے ہو۔ وہ سلیکشن افسر سگریٹ اور شراب نہیں پیتے لہذا انہیں زخمی کر کے یا انہیں اٹھائی کر دیں میں مسئلہ کے ان کے داموں تک پہنچ سکتا ہوں اور بہت کچھ معلوم کر سکتا ہوں۔ پوچھ کر سہارا لے رہے ہوں۔“

”ہا تو میں نے اس لیے پوچھے کیا تم کوئی کام چاہتے ہو؟“

”کل میں وہاں پہنچنے والا ہوں اٹالی سے کہہ دیجئے کہ ان دو افسران کو اٹالی کے کسی خیر جگہ سے آئیں میں جی بیٹی کے خیران سے اس اڈے کے مستحق سب کچھ اٹالیوں کا گا۔“

”وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا میں وہاں سے چلا آیا لیکن وہ سونے کا اسی طرح انہیں بندے کے پٹا ہٹا تھا۔ اچانک اپنے قریب خوش محسوس کر فوراً آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک لڑکی اس پر چلی ہوئی تھی جس کا کہہ رہی تھی تو کیا سوچ رہے ہو؟“

لڑکی اچھی خاصی تھی خود آتی تھی ایسے میں اپنی خور و کھسے اور

خوش قسمتی کا یقین ہو جاتا ہے بے اختیار مسکرا ہٹ ہو جنوں پر آتی ہے لیکن بارس نے ناگاری سے کہا تو جب کوئی آنکھیں بند کر کے سو رہا ہو تو اس کے پاس کچھ امتحانہ سوال نہیں کرنا چاہیے۔ لڑکی کو اس کی ناگوری بڑی لگی، اس نے نہ جبراً شکر لگتے ہوئے کہا تو میں جانتی ہوں، تم سو نہیں رہے ہو، ہونگ رہے ہو۔“

”جب تم جانتی تھیں کہ میں جاگ رہا ہوں تو مجھ پر بوجھنے کی کیا ضرورت تھی کہ میں سو رہا ہوں؟“

”وہ اس بات پر کچھ لاجواب ہی ہو گئی پھر جھجکا کر بولی تو تم بہت بد مزاج ہو رہی ہیں اپنی سیٹ سے اٹھ کر تمہارے پاس آئی ہوں تمہیں خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا چاہیے لیکن تم نہایت ہی بد اخلاق اور بد مزاج ہو۔“

”رات کے دو بجے کسی کو نیند سے جگانا خوش اخلاقی ہے تو مجھے بد اخلاق ہی رہتے دو۔“

”وہ اس پر چبکی ہوئی تھی، غصے میں سیدی کھڑی ہو گئی پھر پاؤں جھنجھتی ہوئی اپنی سیٹ پر کھڑکی گئی، اس کے ساتھی نے پوچھا تو کیا بات ہے تم تو مجھے نہ مان رہی ہو کئی تھیں؟“

”ہاں، میں جانتی تھی، تمہارے پاس نہ بیٹوں، اس جوان کو یہاں بیچ کر اس کی سیٹ پر بیٹھا جاؤں مگر وہ بد مزاج ہے، اس نے میری انسلٹ کی ہے۔“

”اس کے ساتھی نے گھوڑ کر ذرا دُور بیٹھے ہوئے بارس کی طرف دیکھا پھر پوچھا، اس نے کیا بد مزاجی کی ہے؟“

”لڑکی کا نام ایسا ہی کیا ہے اب تمہیں رونے والی ہو پھر اس نے پوچھا کیا میں میں نہیں ہوں؟“

”بہت ٹھیک ہو۔“

”تم کہا کرتے ہو میرے شباب اور میری صحت مندی کو دیکھ کر جی نہیں بھرتا؟“

”وہ اس کی طرف جھٹک کر بولا تو بے شک تم نیند کی گولی ہو جو بے شک ملتی ہے نہ اور، نیند نہیں آتی۔“

”اگر ایسا ہے تو کیا وہ نوجوان اٹھلے کے کہہ سے میرا حسن اور شباب دکھائی نہیں دیا؟ اس نے مجھے ایسے نظر انداز کیا ہے جیسے کسی بد صورت عورت کو کیا جاتا ہے۔“

”پھر تو اس نے واقعی انسلٹ کی ہے بہت جی بد مزاج ہے۔“

”میں اس کے مزے پر شوق کا ہوتا ہوں۔“

”تمہیں روکا کس نے ہے؟“

”ذرا اقل سے سوچو میں اپنی سیٹ سے اٹھ کر اس کے پاس جاؤں گی۔ وہاں جا کر کھڑکیوں کی تو اڑام پھر کرے گا، اگر وہ کسی طرح میری طرف آئے تو میں اس پر کوئی اڑام لگا کر شوک سکتی ہوں۔ دیکھو میں

صاف طور سے کہہ دیتی ہوں جب تک میں اس کی انسلٹ نہیں کروں گی، مجھے نہ نہیں آتے کہ میں صریح ناشائستگی نہیں کروں گی اور نصیب فوٹ بھی نہیں دوں گی۔“

”اے وہاں بیٹھی تم غصہ نہ کرو گئی تھیں، وہاں آکر اور غصہ دکھا رہی ہو میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔“

”اگر میرے اتنے ہی بولتے، تو جو اور کسی طرح اس کی انسلٹ کر دیا ہے میری طرف آئے پر مجبور کر دیا میری انسلٹ تمہاری انسلٹ نہیں ہے۔“

”میں نے حسرت سے اس لڑکی کے حسین چہرے اور گلابی ہونٹوں کو دیکھا پھر سرد اور جھکے بولا، مجھے مانا ہی ہوگا۔“

”وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بارس کے پاس آیا پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا، اے مشر! تمہو۔“

بارس اس آرام و وہ سیٹ پر آدھا بیٹھا اور آدھا لٹا ہوا تھا، اس کے ہاتھ مارنے سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، اس کی آنکھوں پر سیاہ عینک تھی تاکہ بیٹارے میں جو بھی سی روشنی ہو، وہ بھی اس کی آنکھوں میں نہ چھپے اور وہ آرام سے سو رہا ہے لیکن اُسے سونے نہیں دیا جا رہا تھا۔ اس نے پوچھا تو یہی کون ہو، کیا چاہتے ہو؟“

”وہ آئے دلا اس پر جھٹک گیا پھر اسٹیلی سے بولا، تم نے میری گل فرینڈ کی انسلٹ کی ہے؟“

بارس ایک اندھے کی طرح ہاتھ سے ٹٹل کر اُسے جھوٹے ہوئے بولا، کیا تم اس لڑکی کی بات کر رہے ہو جو تو ٹوڑی دیر پہلے آئی تھی؟“

”اُسے ولے نے خیرانی سے بارس کے اس انداز کو دیکھا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا، کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟“

”اُس نے ایک سرواہ بھری۔ دوسرے ہاتھ سے سیاہ عینک کو اتار کر اپنی آنکھیں دکھائی، اس نے اپنی دونوں پتیلیاں اُدھر چڑھا لی تھیں، سفید دیکھے دکھائی دے رہے تھے، وہ کہہ رہا تھا، میں بینائی سے محروم ہوں، میری آنکھیں بھی نہیں آتا، میں نے اس لڑکی کی کس طرح انسلٹ کی ہے؟“

”اُس شخص نے اس کے ہاتھ کو تھپتھپاتے اور ہنستے ہوئے کہا۔“

”دوست! میں تجھ کی میری گل فرینڈ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔“

”وہ وہاں اپنی سیٹ پر کھڑکی بولا، تو یہی کمال کرتی ہو، یہی تم لاکھ تین اور پچاس ہیں لیکن ایک اندھا انہیں کیسے دیکھ سکتا ہے، کیسے تمہیں دیکھ سکتا ہے، کیسے تم سے متاثر ہو سکتا ہے؟“

”اس لڑکی نے چونک کر پوچھا، کیا وہ اندھا ہے؟“

”ہاں، اس کی دونوں پتیلیاں اوپر چڑھی ہوئی ہیں، اس عینک کو چھانٹنے کی وہ سیاہ عینک پہنتا ہے۔“

وہ سوچ میں پڑ گئی، اس نے سیاہ عینک کے بچھے بارس کی آنکھیں نہیں دیکھی تھیں لیکن عینک کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا، آسا خیر و جوان اندھا ہوگا اور ایسے انداز میں باتیں کرے گا جیسے اندھا نہ ہو۔ اسے یقین نہیں آتا تھا، لیکن اپنے دوست کے کہنے پر یقین کر رہی تھی۔ اس طرح اس بات کا اظہار نہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ اندھا ہی ہے اور اس کے حسن و شباب کو دکھائی نہیں ہے تو پھر انسلٹ نہیں ہوتی۔ اس نے دُور بیٹھے ہوئے بارس کو دیکھا جو لڑکی طرح نظر نہیں آ رہا تھا، پھر وہ سیٹ کی پشت سے ٹھک لگا کر آنکھیں بند کر کے ٹپکے ٹپکے سوچنے لگی۔ کاش ایسے تو ٹوڑی دیکھے لیے آنکھیں مل جاتیں اور وہ میرے حسن و شباب کو دیکھ لیتا تو مجھ پر ہزار جان سے مر جاتا۔“

جین عورتوں کو لینے سنن و شباب پر ناز ہوتا ہے، وہ کسی طرح مطمئن نہیں ہوتیں، خواہ سادگی ذرا تعریفی کرتی رہے وہ چاہتی ہیں، اندھوں کے سامنے سے گزرنے کو وہ طاقم کار ہیں۔

دوسری صبح اس حینہ کے صبح کو ایک نیر دوست جھٹکا پتہ پتہ پچھلی رات سے نہ زیادہ تو جین کا احساس ہو گیا، کچھ بار اس نے سیاہ عینک نہیں پہنی تھی، خود ہی سے اس کی صاف پیکلی اور پرکشش آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں، وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر لڑکی کی طرف جا رہا تھا، اس نے غصے سے اپنے ساتھی کو جھنجھوڑ کر کہا، تو دیکھو کیا تم نے! اس نے ہر دونوں کو اُتارنا چاہا، اندھا نہیں ہے، وہ دیکھو جا رہے! وہ شخص غصے سے اٹھ کر لڑکی کی طرف آیا پھر بارس کے کانڈے پر ہاتھ مار کر بولا، اے بیٹا، تمہارا دوست ہے؟“

”اُس نے جواب دیا، وہ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے دیکھنے کے لیے آنکھیں دی ہیں۔“

”اس کا مطلب ہے تم ہمیں اُتار رہے تھے؟“

”تم کچھ بھی سمجھ سکتے ہو، میرے لیے امام سے سونے کا یہ ہے ایک دستہ تھا۔“

”میں تمہیں ہمیشہ کے لیے سلا سکتا ہوں، یہ میرے بازو دیکھتے ہو؟“

”اُس نے غصے باز دھڑکاپنی منبر و کلائی اور ایک بازو کی جھلی اُٹھا کر دکھائی، بارس سمجھ کر بیٹھے گیا، ایک اسٹیوڈیو سے بولا۔“

”دیکھو، یہ صاف مجھے ملنے کی دھکی ہے، رہے ہیں میں کوئی جھگڑا کرنے والا آدمی نہیں ہوں، ایک سیدھا سادہ مسافر ہوں۔“

اسٹیوڈیو ڈنٹے اس کے بازو کی بھری ہوئی پچھلی کو دیکھ کر کہا، مشر! یہ غلط ہے، تو ٹوڑی دیکھا سفر ہو، آپ لوگوں کو نیکل جنت سے متنا چاہیے، بیٹا، آپ ایسا نہ کریں۔“

”اُس نے کہا، تو یہ شخص ہمیں اُتار رہا تھا، خود کو اندھا ظاہر کر رہا تھا۔“

پارس نے پوچھا کیا میں اندھا بن کر کہے یا اس کا ہاتھ  
 یا آپ میرے پاس کہتے تھے؟  
 اس حین نے قریب آ کر کہا: پہلے میں آئی تھی تم نے مجھ  
 سے میرے ضربات نہیں کی؟  
 پارس نے پوچھا تم رات کے کتنے بجے آئی تھیں؟  
 "دو بجے"

"اور میں اس وقت سو رہا تھا۔ کیا کسی شریف آدمی کے  
 پاس کوئی عورت رات کے دو بجے آتی ہے؟"  
 وہ پاؤں بچ کر بولی میں مجبور بھی ساجی سیٹ بدلنا  
 چاہتی تھی؟

اسٹیورٹ نے کہا سو رہی تھی اس آج کو یہ بات ہم سے کہتی  
 چاہتے تھی کیونکہ یہ ہمارا کام ہے ہم آپ کو بھی مسئلہ حل کر سکتے ہیں  
 وہ حین نے غصے سے اپنے عاشق کو دیکھنے لگی اسٹیورٹ سے  
 یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ اس نے اس کے حسن و شباب کی نادرہ کی  
 ہے، وہ ایک دولت مند باپ کی مغزور بیٹی تھی اس کا عاشق تشریف لے  
 انداز میں اس کی تعریفیں کرتا آیا تھا کیونکہ اسے صرف سینہ ہی نہیں  
 اس باپ کی دولت بھی ملنے والی تھی۔ وہ بگھٹا تھا اس کی محبوبہ  
 اپنی توہین کے احساس سے تزلزل رہی ہے اور اس کا عقیدہ اسی  
 وقت ختم ہو گیا جب توہین کرنے والے کی بھی اسلٹ ہوگی... یا  
 وہ اس سے معافی مانگے گا اس نے اپنی محبوبہ کو خوش کرنے کے  
 لیے پارس سے کہا یہ سڑا بات ختم کرو اور ایک لڑکی کا احترام کرنے  
 ہوئے اس سے معافی مانگ لو

اسی وقت ٹوائٹ کا دورا نہ کھلا ایک شخص باہر آیا۔  
 پارس اس دورا نہ سے اندر جانا چاہتا تھا اس شخص نے راستہ  
 روکنے کے لیے ہاتھ بڑھایا پارس نے اس کے پیچھے سے بچر  
 طو دیا پھر کہا میں کسی کمزور سے بھی نہیں لڑتا اور تم تو پہلوان آدمی  
 ہو، مجھے کمزور سمجھ کر جانے دو؟

وہ ہنستے ہوئے بولا یہ اس طرح نہیں جاسکو گے پہلے  
 میری محبوبہ سے معافی مانگو؟

یہ کہتے ہی اس نے بچر موڑنا چاہا۔ اسے عسوس ہوا جیسے  
 اس کی انگلیاں فولادی انگلیوں میں جا کر پھنس گئی ہیں۔ اس نے  
 پریشان ہو کر پارس کو دیکھا اور سوچا یہ تو نجان اگر یہ عورت مندا  
 نکلا نظر آجائے لیکن میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا، اس کی انگلیاں  
 اتنی مضبوط ہوں گی جیسے ان انگلیوں کو موٹا نا ہوگا توڑنا ہوگا نہیں  
 تو سوئی دھنکا کر بچھے اپنی زندگی سے نکال دے گی؟  
 وہ پوری قوت لگا کر اس کے پیچھے کمر موڑنے کی کوشش کرنے  
 لگا پارس سیدھا کھڑا ہوا تھا اور اسٹیورٹ سے کہہ رہا تھا دیکھو ساری

بات تمہارے سامنے ہے میں لڑنے جھگڑنے والا آدمی نہیں ہوں  
 چپ چاپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا ہے اور یہ مجھے توڑ  
 مروڑ کر رکھ دے گا تو میں جھپٹا کر سکوں گا!  
 اسٹیورٹ نے آگے بڑھ کر کہا اسے سڑا ایک سیدھے سادے  
 مسافر کو پریشان کیوں کر رہے ہو؟

وہ حین اسٹیورٹ کے سامنے آ کر اس کا راستہ روکنے لگی  
 بولی تم ان کے درمیان نہ جاؤ اس نے میری اسلٹ کی ہے،  
 اس کی سزا اسے ملے گی

پھر وہ پلٹ کر اپنے عاشق سے بولی تڑائی، توڑ دو اس کا ہاتھ؟  
 اسی لمحے میں کرکری جیسی آواز سنائی دی۔ سوئی خوش ہو کر  
 بولی توڑ لیں اس بخت کی انگلیاں!  
 لیکن ایڈی کی بیچ میں کوہ جیران رہ گئی۔ پارس اس کا ہاتھ  
 چھوڑ کر ٹوائٹ میں گیا تھا اور اندر سے دو دروازے کو بند کر چکا تھا  
 اس کا محبوب تکلیف سے کہتا ہے ہونے اسٹیورٹ سے کہہ رہا تھا بیٹی لڑ  
 میری مدد کرو میری انگلیاں ٹوٹ گئی ہیں مجھے طبی امداد دو؟

سوئی پر جیسے سکتا جاری ہو گیا، وہ چپ چاپ ان کے درمیان  
 سے گزرتی ہوئی اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی، وہ مغزور لڑکی اپنی توہین  
 کے احساس سے اندر ہی اندر مری جاری تھی اس سے بڑی اسلٹ  
 اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس کی طرف سے انتقام لینے والا بھی اپنے  
 ایک ہاتھ کی انگلیاں ٹوڑو اٹھیا تھا وہ سوچ رہی تھی، آخر یہ سے کون  
 باد بارس سما ہوا کہہ رہا تھا کہ شریف آدمی ہے، لڑنا چھوٹا نہیں جانتا  
 لیکن ایڈی سے بچر ملتا ہے ہی تو نہیں کی کلاری کی کوشش تیلوں  
 کی طرح اس کی انگلیاں توڑ ڈالیں، وہ گاڑا میں اپنی توہین کا انتقام  
 کیسے لوں، اگر اس سے سامنا ہوگا تو میں اس سے نظرس نہیں  
 ملا سکوں گی وہ بچر رہنے گا میں اس سے کتر ہو رہی ہوں؟

اس نے بے اختیار اپنی سیٹ پر سے گھوم کر دوڑ کر ٹوائٹ  
 کی طرف دیکھا، لیکن وہ تو نہیں رہا ہے پھر یہ میری گئی ہو سکتی ہے  
 لگی تو میں اسے کیوں دیکھ رہی ہوں، وہ آگے بڑھتا ہے میری ہلے ہے؟  
 پھر اس کے دعاغ نہ کیا، وہ مجھے نہامت سے مرنا نہیں چاہتا  
 یہ سوچنا چاہیے کہ انتقام کیسے لیا جاسکتا ہے مجھے عقل سے کام  
 لینا چاہیے؟

اس کی عقل نے سمجھا ہوا اس سے دوستی کی جائے اس کا پتا  
 معلوم کیا جائے پھر میں اپنے ڈیڑی کو تپانے کے کہوں گی، اگر بیٹی  
 کے چہرے پر سکر اٹھ دیکھنا چاہتے ہیں تو اپنے تانوں کو اس پتے  
 پر بھیج دوں، جب مجھے یقین آجائے گا کہ یہ مغزور آدمی کی اسلٹ کرنے  
 کے قابل نہیں رہا ہے تو میں مسکراؤں گی بلکہ قہقہے لگاؤں گی؟  
 یہ سوچتے ہی وہ آٹھ کرکری ہو گئی تیریز سے چلتی ہوئی

پارس کی خالی سیٹ کے پاس آئی پھر اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک  
 شخص سے بولی تاکہ آپ ماڈرن کریں تو میری سیٹ پر بیٹھ جائیں۔  
 اب تو صرف دو گھنٹے کا سفر رہ گیا ہے، اس خالی سیٹ پر جو صاحب  
 بیٹھے ہیں مجھے ان سے ضروری گفتگو کرنی ہے؟  
 اس شخص نے کہا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میرے

ساتھ میری مسافر بھی ہے؟  
 کرکری بات نہیں آپ کو وہاں دو بیٹھیں مل جائیں گی؟  
 وہ شخص اپنی مسافر کے ساتھ بیٹھ کر اس کی اور ایڈی کی سیٹ

پر چلا گیا، وہ تیزی سے چلتی ہوئی اسٹیورٹ کے کین میں آئی۔ ایڈی  
 ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا اور اس کی انگلیوں پر پٹیاں باندھی جا رہی تھیں۔  
 ایک ایڑی سوئس نے کہا یہ ہم فرسٹ ایئر کے طور پر ہی کر سکتے  
 ہیں ان کا ٹوٹی ہوئی ڈیڑی کو کسی اسپتال میں ہی جوڑا جاسکتا ہے؟  
 سوئی نے کہا آپ لوگوں کی بڑی مہربانی آپ سے یہیں  
 بیٹھے کاموٹ دیں پھر یہ آرام سے نیویارک پہنچے گئے گا اب تو  
 صرف دو گھنٹے کا سفر رہ گیا ہے؟

اسٹیورٹ نے کہا تو کوئی بات نہیں ہم اسے یہیں ٹائٹ نہیں گئے  
 سوئی مطمئن ہو کر اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی، تھوڑی دیر بعد  
 پارس وہاں آیا ایک نظر اس پر پڑا پھر چپ چاپ اپنی سیٹ پر بیٹھ  
 گیا، وہ ذرا قریب جھک کر اسے دیکھی ہے بولی میں شرمندہ ہوں؟  
 اسے جواب نہیں ملا، جس کے سامنے شرمندگی کا اظہار کر  
 رہی تھی وہ ایک رسالہ کھول کر پڑھ رہا تھا، وہ پھر بولی کیا بچر سے  
 نالامی ہو؟

وہ رسالے پر نظر نہیں جمائے خشک بچھے میں بولا: مطلب کی  
 بات کرو؟

دیکھو تم ایسے ہی خشک مزاج ہو جیسا ظاہر کر رہے ہو؟  
 وہ خاموش رہا۔ اس نے پوچھا کیا مجھ سے بات نہیں کرو گے؟  
 وہ اس بار سو دیکھیے میں بولا: مطلب کی بات کرو؟  
 دیکھو مجھے مطلبی سمجھتے ہو؟  
 مطلب کی بات کرو؟

دیکھو تم نے مطلب مطلب کی رٹ لگا رکھی ہے، میں تم سے دوستی  
 کرنا چاہتی ہوں؟

"اچھی تم نے ایک دوست کا انجام دیکھ چکی ہو دوستی بات کرو؟  
 "تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو وہ میرے باپ کا نام ہے، کیا تم  
 اپنا نام اور پتہ دے سکتے ہو، میں تمہاری غلط فہمی دور کر دوں گی؟  
 "میں ایک شرط پر اپنا پتہ دے سکتا ہوں؟  
 "مجھے تمہاری شرط پر غور و نظر ہے؟  
 وہ تاروت کرنے کے بعد پھر مجھ سے کوئی بات نہ کرو؟

اس نے غصے سے ہونٹ پیچ کر پریں کھولتے ہوئے چھوٹی  
 سی ٹوٹ ایک اوقلم کا لابلہ بولی، تم لانتے مغزور کیوں ہو؟  
 پارس نے اس بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ اپنی عادت سے  
 مجبور تھا سامنے کوئی بھی بیٹھا ہو، وہ اس سے غیر ضروری بات نہیں  
 کرتا تھا۔ اس نے اپنا اسپورٹ نکال کر سوئی کے حوالے کیا تاکہ وہ  
 نام اور پتہ دیکھ کر ٹوٹ کر لے کرے جب وہ ٹوٹ کر گئی تو اس نے خاموشی

سے پاس ٹوٹ لے کر رکھ لیا، اس کے بعد سیٹ کی بہت سے ٹیکے  
 لگا کر تم نہیں بند کریں، یہ دو دروازوں کو غصے سے لانے والا انداز تھا  
 اور وہ غصے میں تھکتے ہوئے سورج رہی تھی تازاب میں سے نکل  
 نہیں کر آؤں گی میرے ڈیڑی کے خندے اسے اٹھا کر لائیں گے  
 اور میرے سامنے اتنے جوتے ماریں گے، آٹھ ٹائی کریں گے کہ یہ ہم  
 ہلانے والے گئے کی طرح میرے پاؤں چائے گا؟

وہ نیویارک پہنچ گیا جب بیچ ہال سے اپنا سامان لے کر نکلا  
 تو اعلیٰ بی بی اس کا انتظار کر رہی تھی اسے دیکھتے ہی مسکرا کر دونوں  
 ہاتھ پیلا دیں، پارس آگے بڑھ کر اس کے گلے گلے گیا۔ اعلیٰ بی بی نے  
 اس کی بیٹھانی پر کم کرکے اس میں مانتی ہوں میرا بیٹا صرف ضروری باتیں  
 لے کر گیا ہے، آؤ ہم کلاری میں بیٹھ کر بات کریں گے؟

وہ ایڑیوں کی حرکت سے باہر نکلے، ایک کار کی پہلی سیٹ پر  
 بیٹھنے کے بعد اسے طرہ مٹی۔ اعلیٰ بیٹھ کر اعلیٰ بی بی کے دواحت میٹھے  
 جوتے تھے۔ ان میں سے ایک کارڈ لکھا ہوا تھا، وہ پارس سے کہہ کر  
 چاہتی تھی اس وقت ٹرانسپورٹ سے اٹھنا معمول ہو کر ٹوٹ میں لگا ہوا  
 ایک سڑج ہیں کبھی میں سا تھا کسی بچہ ہوا تھا اس کے تحت نے ٹوٹس  
 بعد ڈکے ہک سے ہانک نکال کر پھر ایک بین دیا کر پوچھا یا ایک  
 شیب! پھوٹو آؤ، ڈول، ڈائیں یا میں کرنے والی کالی بیٹھ کر لیا تھا ہے  
 پاس تھوڑا سا اڈنا ہے؟

دوسری طرف سے جواب ملا میں سر میں سر دیا آؤ یہ رنگ  
 ان آؤ آؤ وہ وہ توگیں نکل، وہی ہاں جناب، یہی ہاں جناب ہم ہاں  
 سے بھرے ہوئے دو بگے لے کر ایک گھنٹے کے اندر پہنچ رہے ہیں  
 ان کی مختصر گفتگو ختم ہو گئی پارس نے کہا: اچھا تو وہ وہ وہ  
 ملیکٹن تیسرے ہمارے ہاتھ گھس گئے ہیں؟  
 اعلیٰ بی بی نے مسکرا کر کہا: ہاں، ایشیا اللہ وہ ایک گھنٹے کے  
 اندر ہمارے سامنے ہوں گے، کیا ان سے راز گھولنے کی کوئی تدبیر  
 تھا ہے ذہن میں ہے؟

"جب تک میں ان سلیکٹن نہیں کر سکتی تو نہیں دیکھوں گا ان کے  
 مزاج کو نہیں سمجھوں گا کوئی تدبیر دماغ میں نہیں آئے گی؟  
 "یہ تو میں بتا چکی ہوں، ان کے سٹ اور شراب نہیں پیتے، دونوں  
 بہت ریزرو رہتے ہیں اپنے بار کے افسروں سے بھی کوڑے لے رہے ہیں۔





خوشیوں کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا اگرچہ ہم ٹرانسفاؤنڈیشن میں ایک اچھی جگہ بیٹھے تھے لیکن وہیں میں نظر آ رہی تھی جیسے زمین اپنا سینہ کھریا ہوا خزانہ دکھا رہی ہو۔ وہاں تک پہنچنے کے بعد اب دشوار نہیں رہتا تھا۔ رسوائی تو خوشی سے پاگلی ہو رہی تھی۔ اسے خوشی کے ایک بگڑے ہوئے میں جیسا پارٹی تھی کبھی جناب شیخ صاحب کے پاس جاتی تھی، کبھی ہومی کے پاس لکھنؤ میں اس ادارے کے اہم افراد کے پاس پہنچ کر انھیں بتاتی تھی کہ بیٹھے کتنی ذہانت اور کارکردگی سے ایک مردہ شخص کو کوئی مارکر زندہ شخص کے اندر سے تمام مادہ نکال لیا ہے۔ اس کا میں جانتا تو ہی اور درویشوں کے ذریعے اپنے بیٹے کے پولیسٹی کو لاتی، اخبارات میں اس کی تصاویر شائع کرادی۔ میں نے ذہانت کرکے کیا حماقت کر رہی ہو، کیا ہمارے ادارے میں کوئی سازشی نہیں ہو رہا ہے؟ کیا یہ بات ہمارے حکام تک نہیں پہنچ سکتی کہ ہم ٹرانسفاؤنڈیشن تک پہنچنے ہی والے ہیں اور اس کی کامیابی کا سہرا ہمارے بیٹے ہارکے سر ہے۔ کیا تم اپنے بیٹے کی کامیابیوں کو ناکامیوں میں بدلنا چاہتی ہو؟

وہ شرمندہ سی ہو کر بولی۔ میں خوشی کے مارے بھول گئی تھی۔ ابھی اس کی کشین کی تباہی کا مرحلہ باقی ہے۔ اب کچھ نہیں بولوں گی باہل خاموش رہوں گی مگر فریاد تم ہانتے ہو ناگیر سے بیٹھنے سے زبردست ذہانت کا ثبوت دیا ہے؟

”بھئی ماما، میں، تمھاری تسلی کے لیے پکے کاغذ پر لکھ کر دے دوں گا“

”مناقہ کر دو۔ تم نے ایک دن کہا تھا، ہارکے اول سے اپنی دلیری اور ذہانت سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ دوسرا فریاد کی تہیہ ہے۔ کیا میرے بیٹھنے سے بھی یہ ثابت نہیں کیا ہے؟“

سب سے شک ثابت کیا ہے، دو دنوں ہی میرے بیٹھے ہیں۔

”وہ ایک نہایت کر دے گا کہ وہ میرا اور تمھارا بیٹا ہے۔“

وہ دن آئے دو۔ ابھی ہی خوشیوں کو تباہی رکھوا دیا ہے بیٹے کو بھانڈا۔

رسوائی نے خیال غامبی کی پرواز کی اور اپنے بیٹے کے پاس پہنچ گئی ایسے وقت اعلیٰ لی بی بی اپنے ماتحتوں کے ساتھ اسی زمانے کے شہر پولیس کے جانے والی تھی۔ تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ وہ شام تک چارٹرڈ طیارے سے روانہ ہونے والے تھے۔ رسوائی نے کہا کہ بیٹے، تم نے اپنے بیٹے کی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ سب میرے پاس آ جاؤ۔

”ماما! یہ کوئی بات نہ ہو۔ بی بی نے مدد کی میں پہلی بار اتنا کامیاب کر کے نیکارک پہنچا ہوں اور اب واپس آ جاؤں۔ آخر آپ بھگے کب یہ دنیا دیکھنے کی اجازت دیں گی؟“

”بیٹیک، تم وہاں کچھ عرصہ رہنا چاہتے ہو تو رہو۔ ساری دنیا

گھوم کر دیکھو لیکن ٹرانسفاؤنڈیشن کا خیال چھوڑ دو۔“

”کچھ چھوڑوں؟“

میں نے کہا: ”بیٹے! تم بچہ دار ہو تم یہ دیکھا ہے کہ ہم دو سیکشن آفیسرز کو اغوا کر لیا تھا۔ ایک مہینے کے دو روزہ وہاں رہے۔ ہمارے جانے کا۔ ان دنوں کی بڑی مزہ جوڑی حکام کو چوکا دے گی لہذا ہمیں کھڑے میں اس مشین کو تباہ کرنے کے سلسلے میں جو کچھ کر سکتے ہیں کر ڈریں۔ رسوائی نے ہچکچاہٹ اعلیٰ لی بی بی اسی روزنا کیوں جاری ہے وہاں کے ایک شہر میں ایک کھنڈی وہ دونوں افسران اپنی فرائض کے ساتھ رہتے ہیں اور ہفتے میں دو دن چھٹیوں گزارنے کے لیے آتا ہے۔ پھر وہاں سے گریڈنگین ہلاتے ہیں۔“

میں نے اسے بتایا۔ گریڈنگین ایک ایسا پہاڑی علاقہ ہے جہاں میلوں دوڑ تک پتھری کی پہاڑیاں اور بڑی بڑی شاخیں نظر آتی ہیں ایسی ہی ایک پہاڑی کے اطراف میلوں دوڑ تک مسخ فرجیوں کا پیر ہے۔ اس پہاڑی کے اندر ایک کشادہ غار ہے۔ غار کی زمین کھوکھور ہے بنایا گیا ہے۔ اس ترخانے میں وہ ٹرانسفاؤنڈیشن رکھی ہوئی ہے۔ مشین کی صرف دو اچھا نچھانے افسران جاسکتے ہیں کیونکہ وہی دو ٹیکٹک ہیں جو شیخ کی کارکردگی کے متعلق اعلیٰ حکام کو رپورٹ دیتے رہتے ہیں۔“

رسوائی نے تمام رپورٹ سننے کے بعد کہا: ”بیٹے! تم سب بند ہیں۔ اگر یہ کسی تمھارے حوالے کیا گیا اور تمھیں خود غلام وقت دیا گیا تو یقیناً اس مشین کو تباہ کر دو گے لیکن ہمارے پاس وقت نہیں ہے اور بات تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔“

پارسی نے ایک گہری سانس لے کر کہا: ”اچھا بات ہے۔ وہاں نہیں جاؤں گا لیکن میں کچھ وقت گزاروں گا۔“

”تم جتنا عرصہ رہنا چاہو، رہو۔ میں تمھارے لیے تمام سہولت فراہم کروں گی۔“

پھر وہ بھر سے بولی تو اگرچہ پارسی کا تعارف رنگ فریاد تو کراؤں تو میرے بیٹے کو وہاں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔“

میں نے کہا: ”میرا دوست فریاد امر کی انٹیلی جنس جنس والوں کی نظروں میں ہے۔ اگر تمھارا بیٹا اس کے پاس جائے گا اور ادھر وہ تباہ ہوگی تو وہ بھی انٹیلی جنس والوں کی نظروں میں آجائے گا پھر سب اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر چڑھ جائیں گے۔“

پارسی نے کہا: ”میں اپنے انتظامات خود کر سکتا ہوں۔ آپ میرا فکر کریں۔“

اعلیٰ لی بی بی اپنے ماتحتوں کے ساتھ تین گھنٹے تک سفر کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ ان کے سفر کو پتہ آ جاتا اور فون پر مہم تھا۔ سنا رہی پر لانا طریقہ اختیار کیا۔ فون کے ذریعے پلے پلے کے گھر والوں کی آغا تئیں۔ پھر ان کے ماتحتوں میں پہنچنے کے لیے کچھ میں کام کرنے والے ملازم

لوڑ پکے۔ ان کے ذریعے اعصاب کمزور کرنے والی دوا ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں مل کر آدی۔ ان دنوں افسران نے صبح کے ناشتے میں کافی تو انھیں کچھ کمزوری کا احساس ہوا۔ اس بار جو دوا پلائی وہ زیادہ دیر تک انھیں کمزور نہیں رکھ سکتی تھی۔ آدھے گھنٹے بعد ہی انھوں نے خود کو بار بار محسوس کیا کچھ کمزور ہونے کے باعث میں پہنچ چکے تھے۔ تقریباً دو گھنٹے بعد وہ سرکاری طیارے میں سفر کرتے ہوئے گریڈنگین کی پہاڑی کے پراپرٹ رن سے پر اتر گئے تھے۔ ہم ان کے باعث سے معلومات حاصل کرتے جا رہے تھے۔ وہ دونوں کلاس غار کے دلہنے تک پہنچتے تھے تو انھیں ایک ایک سرے میں کھانے سے گزرتا پتہ تھا جس سے پتا چلتا تھا کہ وہ کوئی چیز اٹھا کر نہیں لے جا رہے ہیں۔ واپسی میں وہ اسی مشین کے پاس سے گزرتے تھے، اور یہاں تک کہ وہ افسران ملٹن ہو جاتے تھے کہ دونوں ٹیکٹک افسران کچھ لے کر آتے ہیں۔

اسی کشین کی حفاظت کے لیے بڑے سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے تھے لہذا ہمارے کام میں ڈرنا ڈسواراں نہیں ہیں۔ ان سے ڈسواراں سے گزر سکتے تھے۔

جب وہ افسران ایک سرے میں سے گزرتے تھے تو ہم نے نہیں دوسرے افسران سے بات کرنے پر ناکیاں کی جس کے نتیجے میں ایک سرے میں کشین کے پاس ڈیوٹے والوں کے ماتحتوں میں پہنچنے کے لئے وہاں سے گزر کر ترخانے کی طرف جمانے لگے وہاں کھڑے ہوئے مسخ افراد وارٹ ہو کر سیلوٹ کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک مسخ شخص سے پوچھا: ”یہاں کا درجہ حرارت بتاؤ؟“

وہ وہاں پہنچ کر سب سے پہلے چڑخچر معلوم کرتے تھے کیونکہ اس ترخانے کے اندر کشین کے ساتھ کچھ بیماریاں قوت کے کم منسک کیے گئے تھے۔ دوسری جگہ بارودی سرنگیں بچھائی گئی تھیں۔ یہ احتیاطی تدبیریں ایسے کی گئی تھی کہ کوئی شخص اس طرح مشین تک پہنچ جائے تو ان دھماکوں سے مشین کو تباہ کر دیا جائے تاکہ وہ کسی کے ہاتھ نہ آئے۔ اگر وہ کشین سب سے بچ جائے تو انھیں زیادہ افسوس نہ ہونا کیونکہ مشین کو کشتہ انھوں نے کسی دوسری جگہ رکھا تھا۔ ہاں اگر ناگاہی ہوئی تو اس بات کا اطمینان ضرور ہونا کہ وہ کشین دشمنوں کے ہاتھ نہیں آسکے گی۔

وہ افسران ترخانے میں گئے۔ انھوں نے مشین کو چیک کرنا شروع کیا۔ میں نے ایک افسر کے دماغ پر پوری طرح قبضہ کر لیا۔ اس کے ذریعے کشین کے دو اجزاء ہرگز نکلوا کر اس کی قریب میں لکھنے لکھنے والی دیر بعد وہ باہر آئے اور ایک سرے میں کشین سے گزرتے لگے۔ وہاں کھڑے ہوئے دونوں افسروں کے ماتحتوں پر رسوائی اور

آر قبضہ کر چکے تھے۔ کشین بنا رہی تھی کہ ایک ٹیکٹک افسر کی قریب میں لوہے کے کچھ ٹکڑے ہیں لیکن ایسے ہی وقت رسوائی اور افسران کشین کی نظروں کو دوسری طرف بھٹکا دیتا اور وہ دونوں کسی روک ٹوک کے بغیر گزر گئے تھے۔

اب وہ پانچ دن تک وہیں پہاڑی کے قریب ایک سکائی رائٹنگ گاہ میں رہنے والے تھے۔ میں نے رسوائی سے کہا کہ میں نے جس افسر کے دماغ پر قبضہ کیا ہے وہاں ہے، تم اس کے دماغ میں رجو۔ وہ جہاں قیام کر رہے ہیں وہیں ایک چھوٹی سی جھیل ہے۔ تم اس کی قریب سے دو چرے نکلوا کر جھیل میں پھینک دینا۔“

میں نے ہدایات دے کر افسر کے ساتھ اس مسلح سپاہی کے پاس آیا جس نے وہاں کا درجہ حرارت بتایا تھا۔ وہ دو کھڑے ہوئے سپاہیوں کے ساتھ گنگوکر رہا تھا۔ ہم ان کی ہائیڈریشن رہے تھے اور ان کے دماغ میں پہنچ رہے تھے۔ ترخانے کے پاس ڈیوٹے دینے والے افسر کو سختی سے تاکید کی گئی تھی کہ جب بھی خطرے کا سگنل ملے وہاں نہ نکلے کہ کشین سمیت تباہ کر دے۔

میں اس کے دماغ میں خطرے کا سگنل بھی گیا وہ قریب چاب میرا معمول ہیں کے اسی پتھر کے کمرے میں پہنچا جہاں تمام بھولنے کے سوچ لگے ہوئے تھے۔ تقریباً آٹھ فوٹس بعد ہم نے مراحل طے کر کے ہوسٹس مقام تک پہنچ گئے تھے جہاں اب دھماکے ہونے والے تھے۔ اس نے میرے ایک اشارے پر تمام سوچ جلدی جلدی دبانے لگاں کے ساتھ ہی میں نے اس کے دماغ سے پہلا دھماکا سنا۔ دوسرے دھماکے سے پہلے اس کا دماغ صحت چکا تھا۔ میں دوسرے سپاہیوں کے پاس آیا تو وہ بھی مٹ رہے تھے۔ ہم ان ٹیکٹک افسران کے پاس آگئے۔ وہ اپنی گاڑی سے اتر کر رامش گاہ کی طرف آنا چاہتے تھے۔ اب گھبرا کر اس پہاڑی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جہاں پتھر اور بڑی بڑی چٹانیں سوکھے پتھوں کی طرح اڈ رہی تھیں۔

رسوائی، ٹیکٹک افسر کو دوڑاتی ہوئی جھیل کے کنارے لگے پھراس کی قریب سے دو چرے نکلوا کر جھیل میں پھینکا دیے۔ رسوائی نے احتیاط کیا تھا۔ میرا خیال تھا، آخر وہ قول ہی کشین ہے شاید پوری طرح تباہ نہ ہو سکے، اسی لیے میں نے وہ چرے جھیل میں پھینکا دیے تھے۔ ادھر کشین، رسوائی اور افسر، جناب شیخ صاحب کو اور ادارے کے دوسرے اہم افراد کو خوشخبری سنارہے تھے۔ دوسری طرف گھبرا سزا اور اس کے اعلیٰ حکام کے چوک آگئے ہوں گے سب افسر کی میں ہوں گے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش میں ہوں گے کہ آخر یہ کیسے ہو گیا؟ پھر وہ ایسی پیچھے پہنچیں گے کہ سب شہر میں جھیل کے ذریعے ہوا ہے کشین وہ الزام نہیں دے سکیں گے۔ ہم نے دماغ اپنی موجودگی کو کوئی ثبوت نہیں چھوڑا تھا۔ وہ دو ٹیکٹک افسران اب تک اس خوشخبری

میں میں ملتا ہے کہ دماغی طور پر تاروں میں اور سورج کی لہروں کو محسوس کر سکتے ہیں، بہر حال ہم ان کا میزان قبول کرنے والے نہیں تھے۔

میں نے پارس دوم کے پاس آکر اسے خوشخبری سنائی۔ پھر کہا۔

”ہم نے اسے تیار کر دیا ہے لیکن سال دو سال میں دوسری مینٹین تیار ہو سکتی ہے۔ وہ منتقلی دوسری جگہ چھپا کر رکھا گیا ہے۔ تم یہاں پہنچ کر رہنا چاہتے تھے لہذا تمہارے لیے کام لگایا ہے۔ تم اعلیٰ لیڈر اور افسر کے ہاتھوں سے اپنی مرضی کے مطابق کام لادو اور اس نئے ملک پر پھینکنے کی کوشش کرو۔“

”آپ کا اور ان کے آدمیوں سے رابطہ قائم کرنے کے لیے ذرا نہیں دیکھو؟ کی ضرورت ہوئی اور یہ چیزیں اپنے پاس رکھ کر کہیں یہاں کے کھلی ہنس والوں کو شہ کر کے کامرغ میں دینا چاہتا ہے؟“

”کوئی بات نہیں۔ اعلیٰ لیڈر کے آدمی تمہارے ساتھ ساتھ کی طرح نکلے رہیں گے۔ تمہارے قریب نہیں بھیجیں گے کیونکہ کئی فوجی اطلاع ہوئی تو تازہ داری سے رابطہ ہو جائے گا اور تمہاری بات اعلیٰ لیڈر کی کسی طرح چھپا کر کے گئی ہے۔“

”آپ جان آدمیوں کے فتنہ خیز ٹوٹ کر اداویں۔ میں ان سے رابطہ قائم کر لیا کروں گا۔“

میں نے وہ خبر ٹوٹ کر اداویں، اسی وقت شبلی فن کی گفتنی سمیٹنے لگی۔ پارس نے رسیور اٹھا کر کہا کہ ”بیٹو! دوسری طرف سے ایک سوتلی کا آواز سنائی دے رہی ہے، بیٹو! کیا تم رسیور ہا کر بول رہے ہو؟“

پارس نے کہا کہ ”ہاں ہی ہوں اور تم سے نہیں پوچھوں گا کہ تم کون ہو؟“

وہ ہنسنے ہوئے بولی کہ اس کا مطلب ہے تم نے مجھے پہچان لیا ہے، نتیجہ ہے اظہار سے تم نے ہارنے نام بات کی بیسیہ کو کھینچنے سے رہے اور آج شبلی فن پر آواز سے پہچان لیا۔ ویسے بوجھ بات ہے۔ موت کو ہنسنے یاد رکھنا چاہیے۔ ذرا دروازہ کھولو تمہاری موت کھڑی ہوئی ہے۔“

پارس نے رسیور رکھ کر کہا کہ ”پاپا! آپ چلے جائیں؟“

”میں جا رہا ہوں مگر جیسے میں بیٹا ہوں، آخر یہ کون ہے؟“

”تم سے کیا پتا ہے؟ اسی وقت شبلی فن کی بول پڑا ہو گئی ہے؟“

”آپ لڑائی کے پاس جا کر معلوم کر لیں لیکن مجھے اپنے ہاتھ معاملے سے نمٹنے دیں۔“

”میں ڈاکٹر مشین کا نقشہ حاصل کرنے کے معاملے میں مداخلت نہیں کروں گا لیکن بہت اہم معاملہ ہے، جب پتہ ضروری ہوگا تمہارے راستے میں آئیں گے اور تمہارا وقت برباد کرنا چاہیں گے تو پھر میں داخل کروں گا۔“

”آپ درست کہتے ہیں لیکن مجھے تھوڑا سا وقت دے دیجیے گا۔“

میں فوراً ہی اس معاملے سے منہ لٹولتا تھا جتنی بات ہے ورنہ آپ مداخلت کیجئے گا۔“

میں اس لڑائی کے دوران میں پہنچا۔ اس کا نام سوتلی تھا۔ عیار سے میں ہانک کے ساتھ توجہ پھر ہو چکا تھا وہوں نے اس کے دماغ سے محسوس کر لیا۔ وہ اپنی توہین کا بدلنا پتا نہیں تھا۔ وہ مجھے کئی تھی کہ معمولی فائدوں سے کام نہیں چلے گا۔ پارس نے اس کی آنکھوں کے سلسلے سے اس کے ہارنے فریضے کے ایک ہنسی لگائیں تو وہ تینوں اس بار اس نے پانچ ہزار ڈالروں ایک ایسے شہ زور کو لے کر پارس میں آیا تھا جو لہسے کی سلامتیوں میں ڈرتا تھا۔ اپنے ساتھ ہی لگ کر لڑ دیتا تھا۔ آج وہ پانچ ہزار ڈالروں میں سے بیٹے کی لگ کر لڑنے کو آئے تھے۔

پارس نے جس بیٹے میں قیام کیا تھا وہ فرانس کے ایک بزنس میں کا تھا۔ پاپولر کے مطابق پارس کا نام رومیو پاپولر تھا اور وہیں قیام کر رہا تھا۔ بیٹے کے معاملے کے بارے میں پارس کا ریس سوتلی ہی ایک سیٹی کے ساتھ منجھ ہوئی تھی۔ لہذا کچھ سیٹ سے وہ شہ زور کو لے کر جا رہا تھا۔ سوتلی کہ رہی تھی تو دروازے کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ وہ خود اسے کھولے گا۔ جب نہ کھولے تو کھولنا، پچھلے دروازے سے دم دیا کر بھاگ گیا ہے۔ اس کا بندوں کی طرح بھاگ گیا میرے لیے لیکن کا باعث ہو گیا۔

وہ شہ زور اپنی طرح چھوٹا مواد دروازے کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تھا۔ سوتلی کی سیٹ نے پھانچا۔ جب وہ پچھلے راستے سے فرار ہو جائے گا تو تینوں کی بات کی لیکن ہوگی۔

”اگر تم میں لڑنا چھوڑ کر بھاگ جائے تو کیا جیتنے کی خوشی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد وہاں جانے گا۔ میں نے اس کے پاس پورٹ کا نمبر وغیرہ نوٹ کیا ہوا ہے۔“

اس کی سیٹ نے کہا کہ دروازہ اب تک نہیں کھلا ہے، شاید وہ پچھلے دروازے سے بھاگ گیا ہے۔

”وہ بہت متکابر ہے، پہلے بڑی طاقتور کہتا ہے۔ میرے بولنے پر فریضے کے سامنے بھی سہما ہوا تھا مجھے لڑنے کا ہنر جانتا ہی نہ ہو آج اس کی مکاری نہیں چلے گی۔“

وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ شہ زور نے اسے دیکھتے ہوئے دروازے پر سے ہی کہا کہ ”میں صاحب! معلوم ہوتے ہیں اس بیٹے میں کوئی نہیں رہتا۔“

سوتلی نے پھر کار میں بیٹھ کر ڈیش بورڈ پر دیکھے ہوئے رسیور کو اٹھا کر پارس سے رابطہ قائم کرنے کے لیے کہا کہ ”کیا بات ہے، بڑوں کی طرح سہم کر بیٹھ گئے ہو۔ کیا دروازہ نہیں کھول سکتے؟“

”تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے، دروازہ بہت پھیلنے لگا ہوا ہے۔ جس موت کو میرے لیے بھیجا ہے وہ دروازے کا

ہینڈل دوسرا لگا کر آسکتی ہے۔“

اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور زور سے بولی کہ ”دروازہ کھلا ہے اور جاؤ۔“

میں شہ زور کے اندر گیا۔ وہ دروازہ کھول کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ پارس ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ ”مجھے ابھی اطلاع ملی ہے، تم میری موت کی آئے ہو اس لیے میں ناٹھ کر مصافحہ نہیں کروں گا لیکن چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔“

”آپ نے دل سے اپنے بڑے بڑے دانتوں کی کٹھنیاں کٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ باتیں نہ کرو، صرف اپنی آخری خواہش بیان کرو۔“

وہ نیک اور بیانیہ ہنسنے ہوئے تھا۔ اس کے بدن کی سختی بتا رہی تھی، وہ فریضے سے۔ اپنے کسی بھی مقابل کے لیے تقیاً ملک الموت بن جاتا ہوگا۔ وہ تھی کی طرف چھوٹا ہوا شیٹون کے پاس آیا۔ پھر اس نے رسیور اٹھا کے بے دخل پارس سے ہنسنے ہوئے کہا کہ ”یہی سچے لگا گیا ہے کہ سب سے پہلے شیٹون کا لاپرواہی ختم کر دوں گا کہ تم کسی کو مدد کے لیے نہ بلا سکو۔“

اس نے پراسا منہ کھولا۔ پھر رسیور رکھ اپنے دانتوں کے درمیان رکھ کر چھانے لگا جیسے کتا چارہ بھرا دس چھتے کے بعد اس کے منگرتے تھوکتا جا رہا ہو۔

پارس نے تقریباً اسے پھانچا۔ کیا تمہارے دانت اتنے مضبوط اور پتے ہیں؟“

”یہی ہی، میں تمہاری زبان بھی چا سکتا ہوں۔“

پارس نے تقریباً کھل کر ہنسنے ہوئے پھانچا۔ کیا تم اسے ہاتھوں میں چرنے کی ضرب سے توڑ سکتے ہو؟“

وہ پورا رسیور چا کر تھوکر چکا تھا۔ اس نے گھور کر صوفوں کے درمیان رکھی ہوئی ریز کو دیکھا۔ وہاں سے دوڑتا ہوا ایک قریب پہنچ کر ایک چھلانگ لگا لی کہ میری ہاگستا ہوا میرے آہستہ آہستہ ہی دونوں بڑوں کو کھینچنے سے راجس کے جیتنے میں اس میں تیزی کی طرح پورے ڈنگات ہو سکے اور اس کے دونوں پاؤں اس میں دھنسنے چلے گئے۔

پارس نے قریب پڑی ہوئی ایک لہسے کی صلاح کا نظایا۔ اس صلاح کے ایک سر سے پہلی کا تار منسک تھا۔ اس نے ناٹھا کی طرح اس صلاح سے عمل کیا کہ وہ اس عمل کو روکے بلکہ صلاح کو پھولے۔

اس کے منسوبیے کے مطابق ہی ہوا جیسے ہی اس نے عمل کیا، باڈی ہلڑنے صلاح کو دونوں ہاتھوں سے پھولا۔ پارس نے پھولنگ کا گھر سونہرے لہو کے پاس سمیٹنے کی ایک سوچ آکر کر دیا۔ وہ صلاح کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ناٹھا۔ انداز میں قہقہے گا رہا تھا۔ اچانک ہی اس کے قہقہے چھوٹ گئے۔

اسے پہلے کے چھکے پہنچ رہے تھے۔ جب وہ جیتنے کے قابل نہیں رہا تو پارس نے سوچ آکر کر دیا۔ صلاح اس کے ہاتھوں میں ہی رہی تھی اور وہ اس کے جیسے مجرم رہا تھا۔ اس میں خیر نہیں کہ وہ واقعی شہ زور تھا۔ پہلے ہناہ قوت برداشت کا ملک تھا، اب اسے اپنے ہمیں بول پر کھلا ہوا تھا۔ پارس اس لیے بھی لہسے کے سوراخ میں پھنسا ہوا تھا۔ پارس نے کہا کہ اسی طرح صلاح پھولے ہوئے رہو، اگر اسے چھوڑنا چاہو گے تو پہلے کے چھکے پہنچاؤ گے۔

میں سوتلی کے پاس آیا۔ اس کی سیٹی کہ رہی تھی۔ اسے ریز ہمارے باڈی ہلڑنے میں نہیں تھیں، معاملہ کیا ہے؟“

سوتلی پریشان ہو کر اس بیٹے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ میں نے اس کی سوتلی میں کہا کہ مجھے وہاں لڑ کر دیکھنا چاہیے۔“

میں بات اس کی سیٹیل نے کی لیکن وہ اپنی اسٹنٹ محسوس کر رہی تھی۔ اس کا باجی حکمت ہوئی تو وہ اپنی سیٹی کو زمین پر رکھ کے گئی۔ میں نے اسے کار سے نکل کر بیٹھنے میں جانے پر مجبور کیا۔ وہ سیٹی کے ساتھ تقریباً پہنچے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ پھر شہ زور تیراتی سے جہاں تھی وہیں کھڑی رہ گئی۔ پانچ ہزار ڈالروں کے عوض جان بچانے والا باڈی ہلڈر ایک مین کے اندر لپٹ ہوا تھا جیسے اس کے دونوں ہاتھوں سے ایک باڈی میں پھانسی لگی دی گئی ہوں اور وہ دونوں ہاتھوں سے ایک لہسے کی صلاح کو پھولے ہوئے ڈنگار ہاتھوں سے خدکے لیے ایسا نہ کرو۔ مجھے یہاں سے جانے دو۔“

سوتلی میرا اس سے سوچ رہی تھی، وہ نیز ٹیبل کے اندر جا کر کیسے چھلکے گا ہے اور مساتی تو تھوڑے چوکڑا لگتا ہے، وہ ہاتھوں میں صلاح لے کر مساتی ہانگ رہا تھا۔ وہ اپنی قرآن کے اسما کے زمین پر کڑی ہوا رہی تھی۔ وہاں سے بھاگ جانا پتا تھا ہی نہیں میں نے اسے اپنی جگہ سے ہلنے نہیں دیا۔

پارس نے پھر سوچ لیا کہ اس باڈی ہلڈر کے سعلق سے جینس نکلے لگیں۔ وہ سوچ آکر کر کے بولا کہ تم سمجھتے تھے میری توجہ تمہاری طرف نہیں ہے، اسی لیے صلاح چھوڑنا چاہتے تھے۔ اب انجام دیکھو، اب آخر وہ ایسی حالت دکھاتا۔“

پھر اس نے سوتلی سے کہا کہ دولت مند باپ کی مغز درمیانی نے کبھی کسی معاملے میں جھکا نہیں سیکھا جب کہ بڑے بڑوں کو کسی نہ کسی معاملے میں یکساں پیکر پیکر کر پڑتی ہے۔ کبھی جہاں پارس کے طور پر کبھی انسانیت کے نقطہ نظر سے کبھی مصلحت اندیشی سے کام لینا پڑتا ہے، اپنی سطح سے بیٹھنا آنا پڑتا ہے۔ لیکن تم ایسا نہیں کرنا چاہتے، تم اس وقت بھی اپنی توہین محسوس کر رہی ہو۔“

پارس نے پھر چاٹک سوچ لیا کہ، وہ بڑبڑکے چھیننے لگا۔ باڈی ہلڈر سے سوتلی کی طرف مخاطب دیکھ کر لہسے کی صلاح چھیننا چاہتا

تھا لیکن ہم نے ہمیں سے اس کے ذہن کو کیوں فریاد یا تھا وہ دشمن کی  
 خفیت کی حرکت کو بھی سمجھ لیتا تھا۔ اس نے کہا تم چالاک دکھاؤ گے تو  
 تمہیں بھی کے جھگے پہنچا جاؤں گا۔ اب بتاؤ، تمہارے اندر کتنی قوت  
 برداشت رکھی ہے؟

وہ مکروری سے دہینے ہوئے بولا: میں تمہیں اپنا بیانا  
 ہوں۔ اب کوئی چالاک نہیں دکھاؤں گا۔ فارگاہ ڈیک ایچھے یہاں  
 سے جانتے دو!

”اگر تم جانا چاہتے ہو تو اس سلاح کو اپنے دانتوں سے موڑ کر کھاؤ“  
 وہ خوش ہو کر بولا: ہاں، میں یہی کر سکتا ہوں، لیکن اگر میں اسے  
 دانتوں سے موڑوں تو کیا تم مجھے جانتے دو گے؟“  
 ”میں نے کہا، ہاں، اسے موڑ کر دکھاؤ“

اس نے فرمایا: تم کھولو، سلاح کو اپنے دانتوں کے  
 درمیان دیا۔ اسے موٹائی چاہتا تھا کہ پارس کے سوہنے آن کر دیا۔  
 اس بار وہ منہ کھول کر کچھ کھانے کو دانتوں سے لٹکے ہوئے تھے  
 اور وہ بھی کے کٹ کے باعث دانتوں کو داں سے ہٹا نہیں سکتا  
 تھا۔ کمرے سے اسی کی آواز نکلی رہی تھی۔ پارس نے کہا: میں تمہیں  
 اس مصیبت سے نجات دلا سکتا ہوں مگر سلاح کو مضبوطی سے پکڑ لو  
 وہ حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ پارس نے سوہنے آن کیا۔ پھر کہا: تم نے  
 اپنے دانتوں سے میرے کسیر کو کھا ڈالا، کیا آئندہ کسی کے لیے یہ ہو کر چبا  
 سکو گے؟“

وہ دانتوں سے سلاح کو الگ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ڈیٹ کر کہا۔  
 ”خبردار، وہ دانتوں کے درمیان رہے گی ورنہ...“  
 اس نے جلدی سے دانتوں کے درمیان رکھ کر انکار کر رہا تھا۔  
 ہونے لگا۔ وہ سوہنے آن کر کے اس کی کوئی چالاک کام نہیں آ رہی تھی۔  
 سلاح کو دانتوں سے نکال کر یا ہاتھوں سے پھینکنے میں ایک سیکڑھی  
 نہیں لگتا لیکن اس کا مقابلہ بہت تیز طرار اور پھرتیلا تھا۔ غضب کی  
 نظریں رکھتا تھا، بات ایک طرف کرتا تھا، دیکھتا دوسری طرف تھا۔  
 میں اس باڈی بلڈر کے اندر پھینچ کر محسوس کر رہا تھا، وہ بے حد مکرور  
 ہو گیا ہے۔ اس کے دیکھنے پھیل گئے تھے۔ وہ دوڑوں ہاتھوں سے  
 سلاح ہٹا رہے ہوئے تھا لیکن ہاتھ کا پ رہے تھے۔ پارس نے کہا  
 ”تمہیں ایک شرط پر دینی دل سکتی ہے“  
 وہ خاموش تھا کیونکہ اس کے دانتوں کے درمیان سلاح تھی۔  
 پارس نے کہا: یہ سلاح داں سے ہٹا لو لیکن ہاتھ سے نہ چھوٹانا  
 اس نے سلاح کو کمرے سے ہٹا کر کہا: میں تمہاری ہر شرط مانتے  
 کو تیار ہوں۔  
 پارس نے کہا: تم دانتوں سے انسانی ڈھانچا ڈالتے ہو۔  
 ہاتھوں سے کسی کا سر توڑ سکتے ہو، کیا تم اتنے ہمارے ہو کر اپنے

ایک گھونٹے سے اپنے ہی دانت توڑ سکتے ہو۔ وہ ہار دانت توڑ کر  
 دکھاؤ تو تمہیں رو دینی مل جائے گی۔  
 یہی کہ جسکے ایسے جان لیوا ہوتے ہیں کہ ہٹے بڑے شہ زور  
 اندر سے کھوکھلے ہوجاتے ہیں۔ اس نے کہا میں رو دینی کے لیے یہ کر سکتا ہوں۔  
 یہ کہتے ہوئے اس نے دونوں ہاتھوں میں پکڑی ہوئی سلاح کو اپنے  
 منہ پر زور سے دسے مارا پھر دوسری تیسری بار مارا۔ اس کے منہ سے اوتھکنے  
 لگا تھا۔ چوتھی بار مارنے ہی میں دانت منہ سے نکل کر سامنے سینڈ ٹیبل پر  
 گر پڑے۔ اس کے ساتھ ہی وہ چکا کر اس میں تین کمرت ہی فرخ پر پڑ گیا۔  
 پارس نے اس ہنگ کو سوہنے آن نکالا جو اس کو سلاح سے  
 خشک تھا، پھر چوب آکر اس کے ہاتھ سے سلاح چھین لی۔ میرے کمرے  
 طرف جا کر اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زور سے کھینچا۔ اس کے دونوں  
 پاؤں آزاد ہو گئے پھر اس نے پوچھا: کیا پھر جملہ کر دے؟“  
 وہ ہانپتے کانپتے کھڑا ہو گیا۔ انکار میں سر ہل کر بولا: نہیں مانگے  
 جانتے دو۔

”ایسے کیسے جاؤ گے، جانتے سے پہلے یہ بتاؤ، تم سوہنے آن کے ساتھ  
 کیا سلوک کر سکتے ہو؟“  
 باڈی بلڈر نے گھور کر سوہنے آن کو دیکھا۔ وہ بیچ مار کر پیچھے ہٹ  
 گئی۔ وہ آگے بڑھتے ہوئے بولا: اس نے کہا تمہیں...“  
 سوہنے آن کا سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہٹ کر بولی: میں نہیں نہیں،  
 تم ایسا نہیں کر سکتے۔ میں نے تمہیں پانچ ہزار ڈالر دیے ہیں، پانچ ہزار اور  
 دوں گی، فارگاہ ڈیک، مجھے ہاتھ دکھانا۔

پارس نے کہا: میں سپروان، اس کی گردن توڑتا۔ اسے زندہ کھنا  
 ہے۔ اس کے ساتھ کوئی دوسرا سلوک کر دو۔  
 باڈی بلڈر نے کہا: میں اسے زندہ کھانے کے قابل نہیں سمجھتی  
 گا۔ ایک کرانے کے غلغلے کے ہاتھوں عزت ملنے کی تو یہ سراسر خٹک کر چنا  
 بھول جاتے گی۔  
 پارس نے ڈانٹ کر کہا: خردوار! آئندہ کسی بات نہ کرنا۔ ہزار  
 میری جان کی دشمنی میں ختم لینے کے لیے ایک عہد کرنا۔ مگر میں  
 سرانے کہنے نہیں دیکھ سکتا۔ اس کے برعکس میں ٹوٹنے والے کو تڑپا ہار  
 مار دوں گا۔

سوہنے آن پر جیسے تھاری ہو گیا تھا۔ وہ دیرانی سے پارس کو دیکھ رہی  
 تھی اور سوہنے آن ہی تھی۔ وہی نوجوان ہے جسے مار ڈالنا ہوا تھا۔ وہی اور جو  
 اسے مارنے آیا تھا اس سے میری عزت بچا رہے؟  
 پارس نے کہا: جو ہوا سو ہوا۔ اب یہاں سے جاؤ۔  
 وہ باڈی بلڈر داں سے بھاگ گیا۔ سوہنے آن سہیل نے اس کا  
 ہاتھ پکڑ کر کہا: پلو۔  
 لیکن وہ کمرے میں پارس کو بھگ رہی تھی۔ اس نے اس کی طرف

بڑھتے ہوئے کہا: تم مجھ سے متاثر ہو گئی ہو۔ اب تمہارا دل میرے لیے  
 دھڑلے گا۔ تم مجھ سے محبت کرنے لگو گی بڑی شکل ہے۔ کچھ کئی کئی بہت  
 منج پڑتی ہے۔ منہ سے جو بول گیا، تمہیں گرا ہی سے بچانے کے لیے تاکم  
 دوسروں کو بھی گزرا کر رکھو۔ اگر تم ایک گرا ہی سے بچ کر میری طرف  
 گمراہ ہونے کے لیے بڑھو گی تو مجھے افسوس ہوگا۔  
 اس نے آگے بڑھ کر سوہنے آن کے ایک بازو کو تھام لیا پھر اسے  
 کھینچا ہوا اور دانتوں کے پاس آیا۔ وہاں اسے چوڑا بولا: خدا حافظ۔  
 اس نے ڈانگ دم میں آکر دو دانتوں کو اندر سے بند کر لیا۔  
 سوہنے آن کی آنکھوں میں آنسو گئے، اس کی سہیل نے حیرانی سے پوچھا: تم  
 رو رہی ہو؟“

اس نے روتے ہوئے کہا: میں خستہ نہیں ہوں، کیا میں  
 جوان نہیں ہوں، کیا مجھ میں کوئی گمشدہ نہیں ہے؟“  
 ”تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو جب کہ بے شمار بوڑھے اور جوان  
 تم پر رتے ہیں۔“  
 کیا مجھے ایسا نہیں سمجھنا چاہیے، کیا تم نے نہیں دیکھا، اس نے  
 کس طرح میرا بازو پکڑ کر اپنے گھر سے نکال دیا مجھے میں کوئی گرا ہوں۔  
 اس کی سہیل نے کہا: یہی سوچنے کا انداز تمہیں گمراہ کرتا ہے۔  
 ہونے لگی اور دل کا انداز محبت بالکل مختلف ہوتا ہے۔ وہ دوسرے  
 پتھر اور ہندسے ہم ہوتے ہیں۔ وہ نوجوان دیکھو بھی ایسا ہی ہے؟  
 وہ روتے ہوئے بولی: ہوتا ہوتا نہیں، کس نے ان کا نام دیکھا  
 دیا۔ اس میں تو محبت کرنے والی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ میرا دل بھی کہاں  
 آ کر ٹپک گیا، اپنی طرح کچھ بھی ہوں، مجھے جتنا تڑپے گا، میرا دل  
 اس کی طرف کھینچتا جائے گا میں بہت لینے کر ہو گی ہوں۔“

”اچھا، اب یہاں سے چلو، ابھی مساطحہ اور ہے تم یہاں  
 دشمن کرنا نہیں، آئندہ درست بن کر آنا۔“  
 وہ سوہنے آن کو کھینچتی ہوئی لے گئی۔ میں پارس کے دماغ میں آیا۔ اس  
 نے پوچھا: کیا آپ یہاں موجود رہ کر کوئی طرح مدد کر رہے تھے، کیا آپ  
 نے اپنا ڈی بلڈر کسی طرح کمر دریا تھا؟“  
 ”نہیں، میں اپنی زبان کا پانڈ ہوں۔ میں نے تمہارے مطالعے  
 میں ایک ذرا ملاحظت نہیں کی۔ صرف اتنا کیا کوئی کو یہ تھا دکھانے  
 کے لیے آکر رہے آیا۔“

”تمہیں کس کا پاپا؟“  
 ”لیکن تم دونوں بیٹے شیش پتی کے لیے تبلیغ نہیں جانا ہے ہوا اور  
 یہ ثابت کرنا چاہتے ہو تو مشکلات سے گزرنے کے لیے ہم ضروری ہیں  
 ہے، انسانی ذہانت کا کافی ہے۔“  
 ”آپ اسے تسلیم کر لیں، بہت انسانی ذہانت ہی مشکلات سے  
 بھارت دلاتی ہے مگر ان کوئی ہاتھ نہیں ہوتا ہے شیش پتی کے ذریعے

مکمل بنایا جاسکتا ہے۔“  
 ”کیا، میرا دل دیکھنے کے لیے کمر رہے ہو؟“  
 ”نہیں، اس کی شاہیں موجود ہیں۔ اس کا نشانہ مرشیں کو بہت  
 سخت ہر وہ میں رکھا گیا تھا، وہاں کسی کے قدم نہیں پہنچ سکتے تھے میں  
 شیش پتی کے بغیر جانا ہوتا تو نہ ملنے کتنے برس لگ جاتے۔ آپ نے موت  
 چند گھنٹوں میں اس میں کو تباہ کر دیا۔ اسی طرح شیش کے نقشے تک پہنچنے کے  
 لیے آپ کی علم کی ضرورت ہے۔ آپ کی جگہ تاکنے تک یہ وہ نقشہ کون  
 سے کھانکے شیش میں ہے اور اس کی حفاظت کے لیے کیسے کیسے حفاظتی اقدام  
 کیے گئے ہیں؟“

”انشاء اللہ بہت جلد میں ضروری معلومات فراہم کر دوں گا۔“  
 میں اس کے پاس سے چلا آیا۔

پارس آؤں نے جو جو کچھ اپنی طرح سمجھا دیا تھا، وہ اپنے کمرے کا  
 دروازہ اندر سے بند کر کے۔ وہ آدھی رات کو اس کے شے آئے گا۔  
 آدھی رات ہوئے تھے۔ وہ بے چین ہو رہا تھا اور دوسرے  
 آدھ شیش رہا تھا۔ جو جو کا کا بیچ سامنے ہی کھڑی ہے کچھ فاصلے پر تھا۔  
 وہاں ایک سرج کار دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا  
 کہ بزرگوں نے وہاں پہنچا دیا ہے۔  
 سوال یہ پیدا ہوتا تھا، بزرگوں کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ آدھی رات  
 کو جو کے پاس جانا چاہتا ہے؟

سیدھی بات تھی، اس کا وارنٹ پہلے کی طرح حتمی نہیں رہا تھا،  
 اس لیے رونق دماغ میں شیش چاب، اگر بہت سی باتیں معلوم کر لیتی تھی شاید  
 اس کے سرج کار کو ڈی ڈی وہاں لگا دیتی تھی۔  
 اس نے کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر آنکھیں بند کیں، پھر مخاطب کیا۔  
 ”ماما! کیا آپ موجود ہیں؟“

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے پھر مخاطب کیا، پھر اسے جواب  
 نہیں ملا۔ تب وہ اپنے کمرے سے نکل کر بے تھوڑے میں پہنچا ہوا کھڑکی سے  
 باہر آیا۔ ادارے میں سرج کار اذرات کو پورا دیتے تھے اور ان کی ڈی ڈی  
 بدلتی رہتی تھی جو جوتے سوچنے کے لیے اسے مخاطب کیا۔ پارس: ابھی تک  
 کیا کر رہے ہو۔ میں ایک سے انتظار کر رہی ہوں، جلدی آتے کیوں نہیں؟“  
 ”کیا تمہیں دیکھ رہی ہو، تمہارے کانچ کے سامنے ایک  
 پیرے دار کھڑا ہوا ہے، میں تمہارے پاس آؤں گا تو یہ رپورٹ ہمارے  
 بزرگوں تک پہنچ جائے گی۔“  
 ”تو کیا ہوا، اپنے دو۔ ہم پہلے بھی ملے تھے، آج بھی مل رہے  
 ہیں اور بہت دنوں بعد مل رہے ہیں۔ خوب اچھی طرح بات کر  
 گے، کیرم کھلیں گے۔ تم مجھے بتاؤ گے کہ کتنے دنوں تک جنگل میں  
 کر گیا کرتے رہے۔“



"جھک مارتا رہا، جنگل میں منگل منانے لاکھی بارموتی طایسکن  
 تعاری طرت کھنچ پھلا آیا اور کم جو کہ کرم کھینے جا رہی ہو ؟  
 " کیا تم نہیں آؤ گے ؟"  
 " صبری آ رہی ہوں۔ ذرا انتظار کرو۔  
 وہ بیٹھے کے بعد کاٹیج کے دوسری طرف گیا۔ ادھر سے ایک  
 پتھر سے دارا آ رہا تھا جو کچھ وہ سب ادارے کے پھانے وہاں رکھے،  
 اس لیے پارک کو اچھا نظر پہچانتے تھے اور اس کی کورت کرتے تھے۔ پارک  
 نے اسے دور سے دیکھتے ہی کہا کہ اسے تم جیسی جو۔ ادھر آؤ۔  
 اس نے قریب آ کر پوچھا میں پارک آیا؟  
 " میری ممانے آج سے آرم صاحب کی کوٹھی کے سامنے ہرا لگا گیا  
 ہے۔ تم جانتے ہو، دنیا ٹیٹی تو بچی والوں کے پیچھے پر مٹی ہے اور آرم  
 صاحب سید سے واسے آدی ہیں؟  
 " جی ہاں پارک بابا، میں جانتا ہوں۔  
 وہ بے چارہ ہیرے وار شاپت ڈولی نہیں ہے، اب آگئی بات  
 ہو چکی ہے۔ ممانے کہلے کہ ڈولی بدل دی جائے لہذا تم اس کی جگہ  
 چلے جاؤ اور اسے ریلیف دو۔  
 وہ پھلگا پارک دور ہی سے دیکھنے لگا، وہ وہاں کھڑے بیٹھے  
 مسلح پتھر دار سے کچھ کر رہا تھا۔ اس کے بعد وہ ہیرے دار مہارمانے  
 لگا۔ دوسرا اس کا بیچ کے سامنے ڈولی ٹوٹنے لگا۔ ٹھوڑی دیر بعد وہ  
 اطمینان سے چلن ہوا آیا، جیب سے چیونگم کا بیگ نکال کر جیب کی طرف  
 برحالتے ہوئے کہا " شوخی کرتے ہو؟"  
 " تو پارک بابا؟  
 " کوئی بات نہیں۔ ذرا چوکا رہنا۔ کسی کو آنے نہ دینا۔ میں  
 انکل آرم سے مل کر آتا ہوں۔  
 وہ کاٹیج کے دوسری طرف گیا، مدھم جو کہ کسے کا دروازہ  
 تھا۔ اس نے دروازے پر ہلکا سا باؤ ڈالا وہ کھٹا چلا گیا۔ جو چلنے  
 کرنے کے وسط میں کھڑی ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی خوشی سے کھل  
 اٹھی۔ آگے بڑھ کر کہی " میں تمہارے دامان میں رہ کر دیکھ رہی تھی۔  
 تم ہیرے دار سے کھڑے تھے، جہاں آرم سے ملنے جا رہے ہو؟  
 " میں نے اس سے جھوٹ کہا تھا؟  
 " پارک تمہیں کیا ہو گیا ہے، جھوٹ کیوں بولنے لگے ہو؟"  
 " میں تمہیں کبھی بھلاؤں، جوانی میں تھوڑا سا جھوٹ بولنا پڑتا  
 " جہاں آرم کہتے ہیں، جو غلط کام کرتا ہے، وہ جھوٹ بولنے  
 پر مجبور ہوتا ہے۔ سچ صحیح کام کرنے والا ہر حال میں سچ بولتا ہے۔"  
 " تمہارے جہاں آرم بول رہے ہو گئے ہیں اور بول رہے صرف  
 نصیحت کرتے ہیں۔ تم پر بناؤ، جیسے کتابا ہوتی ہو؟"  
 " اتنا کسی کو نہیں چاہتی۔"

" کیا تم میرے لیے جان دے سکتی ہو؟"  
 " ابھی کہو گئی تھی وہ دل؟"  
 " کیا تم میرے لیے جھوٹ بول سکتی ہو؟"  
 " تو بے شک، کیسی باتیں کرتے ہو۔ جھوٹ بولنا کہ ہے۔  
 " لیکن تم نے وہ کہا تھا میرے سامنے کہ بات کسی کو نہیں  
 بتاؤ گی۔  
 " میں نے ابھی تک کسی سے کچھ نہیں کہا ہے۔  
 " اور دل میں کوئی پرچے تو؟"  
 " تو بتانا ہی ہوگا کہو کہ میں جھوٹ نہیں بول سکتی۔  
 " اچھا تو میں جانتا ہوں؟  
 " یہ نہیں ہو سکتا۔ میں نہیں جانتے دوں گی؟  
 " اگر میری خاطر جھوٹ بولنا پڑے کہ تو رہو گا؟  
 وہ بے بسی سے بولی " پارک! مجھے بُری بات یاد نہیں آ سکی  
 رہے ہو کیا اچھے بچے کبھی جھوٹ بولتے ہیں؟  
 " جو جو! اب تم پتھے نہیں رہے، تمہیں وہ سارا یاد ہے نا  
 جو جنگل میں میرے ساتھ جیب میں بیٹھی ہوئی تھی؟  
 " ہاں، اچھی طرح یاد ہے مگر جو جیب تمہارے قریب آئے گی؟  
 میں اسے پسند نہیں کروں گی؟  
 " اس کا مطلب ہے، صرف تم میرے قریب آنا چاہتی ہو؟  
 " ہاں، صرف میں؟  
 " تو پھر آؤ؟  
 وہ پاک آ کر بولی " یہ تو  
 اس نے جو چوکی کمر کو دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لیا۔ وہ بولی  
 تو اچھی بات نہیں ہے۔"  
 پارک نے پوچھا " کیا تمہارا دل مدھم رک رہا ہے؟"  
 وہ بیٹھے ہوئے بولی " دل تو توڑی دل مدھم رک رہا ہے اور تمہیں دیکھ  
 کر اور زور توڑے دھمکے لگتا ہے۔  
 وہ اس پر جھلکنے لگا، وہ اچانک ہی ایک جھلکے سے الگ ہو کر بولا  
 " یہ کیا کر رہے ہو؟ تمہیں شرم نہیں آتی؟"  
 " ارے اس میں شرم کی کیا بات ہے۔ تم دوست نہیں؟  
 " مجھے ایسی دوستی نہیں چاہیے، تم کون سے بچے ہو؟  
 پارک اس سے آگے بڑھ کر کہی " مجھے میں تیری سے سب ملتا ہوا  
 کر سے نکلی گیا۔ وہ بے بسی سے ڈگ بھرتا ہوا وہاں سے نکل کر اپنے کام  
 کی طرف جا رہا تھا اور دل ہی دل میں کہہ رہا تھا " یا پھر! جس معصوم بچے  
 سے دل لگا ہے۔ یہ تو بڑی دوستی ہو جائے گی، اس کی کمر جھک جائے  
 لیکن اب بھی جوانی نہیں ہو گی۔  
 وہ نامک داماد اپنے کاٹیج کی طرف آیا۔ پھر اسے کھولی لکڑی

کہتے ہی شگ گیا۔ رستو ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے  
 ہی بولی " رک کیوں گئے؟ اچھا فکر کرنے والے بھی بیٹھے نہیں، کہیں  
 بیٹھتے نہیں، کیا تم اس قدر جوان ہو گئے ہو کہ بزرگوں کی آنکھوں میں جھول  
 جھونکتے گئے ہو؟"  
 وہ سر جھکانے لگا، وہاں تھا شکر ہے، میں نے ابھی تک ایسا  
 کوئی کام نہیں کیا ہے، جس پر شرمندگی ہو مگر ہاں، اب میری وجہ سے اتنی  
 رات تک جاگ رہی ہیں، اس کے لیے مجھے شرمندگی ہے۔  
 " جب اولاد دار فرماں ہو تو ماڈن کی نیندیں اڑ جاتی ہیں۔ تم  
 وہاں کیوں گئے تھے؟"  
 " یہ معلوم کرنے کہ وہ میری شریک حیات بننے کے قابل ہے  
 کہ نہیں؟  
 " یہ سوچنا اور کھینا ہمارا کام ہے۔  
 " سوری ما! مجھے جو جو کے ساتھ زندگی گزارنی ہے، اس  
 لیے مجھے سمجھنا چاہیے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس کے ساتھ تمام  
 عمر نہیں گزار سکتی گا؟  
 " تم دونوں بچپن سے ایک دوسرے کو چاہتے ہو۔ آج اچانک  
 جذباتی فیصلہ کر کے تو چھوڑا گئے۔ میں تمہاری توقع کے خلاف یہ فیصلہ  
 لے کر آئی ہوں کہ جلد سے جلد اس کی اور تمہاری شادی کر دی جائے۔  
 پارک نے جو کہ کمر اٹھا لیا، مگر وہاں کبھی بیٹھی سے دیکھتے ہی  
 پوچھا " آپ کیا کر رہی ہیں؟"  
 " میں سوچ کر فیصلہ کر چکی ہوں؟  
 " لیکن ما، وہ داوا ہے، ابھی تک معصوم بچہ ہے۔ وہ آج  
 جوان ہے، کل بڑھی ہو گی مگر تم سے دم تک بیٹھی ہی رہے گی۔  
 " فضلوں ہاتھیں نہ کرو۔ میں آج رات تمہیں سوچنے کا موقع دیتی ہوں۔  
 کل میرے پاس آؤ اور صاف صاف بتاؤ، میرا فیصلہ تمہیں منظور  
 ہے یا نہیں؟"  
 وہ کمر سے چلی گئی، پارک اہستہ اہستہ جلتا ہوا برسر تک آیا۔  
 عقلمندی پر برسر پر جھکے بیٹھے بیٹھا رہا، پھر آرام سے لیٹ کر آنکھیں بند  
 کیں، اپنے دماغ کو ہدایت دیکر صبح پانچ بجے تک سوتا رہا۔ اس  
 دوران اگر کوئی غیر معمولی بات ہو تو اس کی آنکھ کھل جائے۔ اس کے بعد وہ  
 رفتہ رفتہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔  
 وہ کون آدھے گھنٹے سے زیادہ سو رہا، اچانک ہی آنکھ کھل  
 گئی۔ اس نے حیران ہو کر سوچا " کیا بات ہے، کیا یہاں کوئی غیر معمولی بات  
 ہو رہی ہے؟"  
 وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا، کمرے میں جا کر طرف نظر لی دوڑائی۔  
 کھڑکی اور دروازے کو دیکھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ سو سے وقت  
 اسے بند کرنا معمول لگا تھا۔ تب اس نے سوچا " شاید یہی بات ہے،

دروازہ ہوا سے کھلا تو میری آنکھ کھل گئی جب کہ دروازے کو بند رہنا  
 چاہیے تھا اور میری بیٹھی ہے۔  
 وہ دروازہ بند کرنے کے بعد پتھر پتھر آیا۔ اس کی ایک سوچ کر رہی تھی۔ بات  
 اصل میں کچھ اور ہے۔ یقیناً کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہے جس کی وجہ سے  
 میری آنکھ کھل گئی تھی؟  
 وہ غیر معمولی بات کیا ہے؟ اس وقت کچھ نہیں آئی تھی۔ وہ پھر  
 آرام سے لیٹ گیا۔ اس نے سوچا " اب میں دماغ کو ہدایت نہیں دوں گا،  
 میرے نصیب میں سونا نہیں ہے، ماں اپنی ہمت سے ہمیشہ ہم کو مدد کرتی رہی۔  
 آج جو سونے بھی ماں کی کر دیا ہے؟  
 اس کی دوسری سوچ نے کہا: مجھے یار نہیں ہونا چاہیے، میرے  
 مزاج میں زہد دلی ہے، مجھے ہرگز ہمتے ہمتے سنا چاہیے، جس طرح  
 بچپن میں ہر کام وقت پر کرتا آیا ہوں، اس طرح مجھے وقت پر سونا چاہیے۔  
 میں اپنے دماغ کو ہدایت دوں گا؟  
 پھر وہ بے اختیار دماغ کو ہدایت دینے لگا، میں صبح پانچ بجے  
 تک سوتا رہوں گا۔ میں نے کھڑکیاں اور دروازے بند کر کے  
 میں بظہرے کی بات نہیں ہے، لہذا پانچ بجے سے پہلے میری آنکھ نہیں  
 کھلے گی۔  
 پھر اس نے محسوس کیا کہ اس پر نیند غالب آنا چاہتی ہے۔ دائرے  
 یہی غیر معمولی بات تھی جس نے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں لہذا اس نے  
 اپنے آپ کو اس دوسری ناہیدہ سوچ کے حوالے کر دیا۔ پورے جسم کو  
 ڈھیلا چھوڑ کر یوں سکون سے سانس لینے لگا جیسے گہری نیند میں ڈوب  
 گیا ہو۔  
 پھر وہ جو جو کا تصور کرنے لگا ناگہاں لگے جیسے اس خواب میں  
 دیکھ رہا ہو۔ جب کسی کا تصور کرتے ہیں تو وہ دماغ کی اسکرین پر نظر آتا  
 ہے اور دماغ کی اسکرین پر خواب بھی دکھائی دیتے ہیں۔  
 اس نے اسکرین پر ماں کو دیکھا، ظاہر ہے رستوئی تالی خوانی کے  
 ذریعے خود کو اس کے خواب بندہ دماغ میں لارہی تھی اور سکرانے ہوئے کہ  
 رہی تھی " بیٹھا! میں تمہاری ماں ہوں، دل دماغ سے تمہیں چاہتی ہوں  
 اگر تم مجھے کچھ چاہتے ہو تو میری ایک بات پر عمل کرو۔"  
 " ما! آپ حکم دیجئے، میں آپ کے ایک اشارے پر اپنی جان  
 دے دوں گا۔  
 " بیان دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم پر خوشی عمل کر رہی ہوں۔  
 تم میرے معمول بننے کے لیے ٹرانس میں آ جاؤ۔  
 " میں آپ کے قدموں میں ہوں۔ آپ مجھے خوشی عمل کے ذریعے  
 جہاں پہنچانا چاہتی ہیں وہاں پہنچا دیجئے۔  
 " میں جو سوال کروں گی تم اس کا صحیح جواب دو گے؟"  
 " میں صحیح جواب دوں گا۔"



”مجھے بلاناڈا رہا۔ دینی اندھا تیر کھتے ہیں اور اندھا تیر اندھیرے میں چھپے ہوئے نانا گنک پہنچ جاتا ہے“

”تم مجھے کیسے جانتے ہو؟“

”نانا خاندمشین نے تمہیں سارے زمانے میں مشورہ کر دیا ہے۔ نیا تو ہے گم نام بھر میں کب پہنچ جاتا ہوں جو چھپ کر واردات کرتے ہیں اور کبھی مشن پر آتے تھے تم اس قدر مشورہ کرنے کے باوجود چھپنے کی طاقت کر رہے ہو۔ آج نہیں تو گن فرما دکھاتا اور پھر ہار پاش پاش میں کسی اور خطرناک تنظیم والوں کی نظروں میں آسکتے ہو اور جانتے ہو ان کی نظروں میں کسی طرح آسکتے ہو؟“

”میں تمہاری باتیں سن رہا ہوں۔ تم بہت پر اسرار اپنے کی کوشش کر رہے ہو کیا کھن کر سکتے نہیں آسکتے؟“

”میں اندھیرے کا تیر ہوں اور اندھیرے میں ہی سستا ہوا آتا ہوں۔ تم اپنی فکر کرو“

”تم ابھی کہ رہے تھے، میں کسی کی بھی نظروں میں آسکتا ہوں مگر کیسے، میں تو چھپا ہوا ہوں؟“

”اگر چھپے ہوئے ہو تو میری نظروں میں کیسے آسکتے؟“

”میں جہاں ہوں، میرا ایک ہی ماز دار ہے۔“

”آج ہے مجھے بھی اپنا انداز بھجو“

”تم کیا چاہتے ہو؟“

”کیسا پچکانہ سوال ہے۔ تمہاری کوئی اہمیت نہیں ہے بہتیت صرف مشین کی ہے، بات بکھر چکی ہے۔ آئی؟“

”میں تم بھی مشین کے دو لونے ہو؟“

”دوسروں کی طرح دیوانہ تو نہیں ہوں۔ میں تھوڑا سا فانا بھجنا چاہتا ہوں۔“

”کیا تم اپنے دل و جان میں شکی ہی ہستی کا علم منتقل کرنا چاہتے ہو؟“

”مجھ کو ابھی یہی بات ہے۔ بی انحال تم مجھے اس پیشگی تک پہنچا دو“

”اگر میں ایسا نہ کروں تو؟“

”تو مجھے سوچنا ہوگا، تمہارے پاس کیسے پہنچایا جائے... فرما دو، میں تیرو، کچھ اسکو، مارکس کو، ویسے بیرونی بھی اس معاملے میں بہت دل چسپی ہے۔ ہے وہیں اور وہ مجھے بھاری سے بھاری رقم ادا کر سکیں گے“

”نصرت ہوگی اس کا انعام میں کروں گا“

”مجھے سوچنے کی مہلت دو“

”یعنی مہلت چاہتے ہو، ہاں جانے لیکن ایک بات یاد رکھا۔ میرے آوی پتھاری گنراتی کر رہے ہیں۔ تم یہ جگہ چھوڑ کر جہاں بھی جاؤ گے میں وہاں پہنچ جاؤں گا“

”دوسری طرف سے ریسور ڈھک دیا گیا، جامع فری میں نے اپنا ریسور ڈھک لیر لیر رکھتے ہوئے سوچا۔“ یعنی مصیبت آئی ہے آخر میرے کون ہے، یہ مجھ کیسے پہنچ گیا ہے، اسے کیسے اطلاع دیا کہ میں اس چھپا ہوا ہوں؟“

”وہ اپنے محسن فریک سیکر گوڈوانی پرشہر نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بھلا کسی دشمن کو کچھ بھی کیوں لگائے گا جب کہ اسے براہ راست فری میں سے فائدہ پہنچنے والا تھا۔“

”وہ ریسور ڈھک کر تمام نہروں پر باری باری رابطہ قائم کرنے لگا جہاں گوڈوانی سے رابطہ قائم ہوئے کی تو فی تھی، وہ ایک فون لہر پر مل گیا، اس نے پوچھا کیا بات ہے؟“

”مستر گوڈوانی! میں ایک نئی مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ کوئی شخص مجھے بیک بیل کر رہا ہے۔ میں فون پر کھل رہا ہوں، میں نہیں کر سکتا گا۔ تم فوراً پہنچ آؤ“

”گوڈوانی نے کہا میں ابھی آ رہا ہوں۔“

پھر اس نے مسکر کر ریسور ڈھک دیا، وہ جانتا تھا اس کے دست راست نے ہی اسے بیک بیل کیا ہوگا اور اب وہ گھر کا اسی سلسلے میں بات کرنے والا ہے۔ وہ تھوڑی دیر بعد کار میں بیٹھ کر اسی بیٹھنے میں پہنچ گیا جہاں فری میں چھپا ہوا تھا۔ وہ بہت پریشان تھا، اندھیرے اندھیرے میں رہا تھا۔ گوڈوانی نے پوچھا کیا بات ہے؟ بہت پریشان نظر آرہے ہو؟“

”سنو گے تو تم بھی پریشان ہو جائو گے۔ کسی کو میرا بھگنا معلوم ہو گیا ہے۔“

”اس نے شاید میرا نام یاد کر لیا یا نہ کیا یا کی بات کر رہے ہو، بسلا“

”میں اسی بات پر جہاں ہوں، میری آنکھیں ایک ہی بات آتی ہے۔“

”میری بلور میری پریشانیاں میں اضافہ نہ کرو۔“

”تم پرنسپل کے پاس سے وہ کیسٹ لے کر آئے تھے۔“

”میں مبین سے کتا ہوں، تمہارا لقب کیا تھا، تم خوش فہمی میں ہو کسی کی نظروں میں نہیں آتے تھے۔ اب تمہی بناؤ کہ اور کون جہاں پہنچ سکتا ہے؟“

گوڈوانی تو سوچنے کے انداز میں ایک مونسے بیٹھ گیا پھر تیرہ کے انداز میں سر جھکا کر بولا، ایسا ہو سکتا ہے، میں خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہیے۔ یقیناً میرا لقب کیا گیا ہے، بہر حال اب مجھے نہیں

مجھ سے تم تازہ، وہ بیک میکر کیا کر رہا تھا؟ کیا تم نے اس سے پکڑ لیا ہے؟“

”وہ کہہ رہا تھا، یعنی مہلت چاہوں گی میں ہے لیکن میں ان کی نظر میں ہوں، وہ میرا لقب کرے گا۔ پھر وہ بیک میکر کی زندگی بھرے پاس پہنچ جائے گا“

”اسے پکڑنے دو۔ میں کسی طرح بھی تمہیں جہاں سے چھپا کر لے جاؤں گا۔ تم اس ملک میں نہیں دوہو گے، یہاں سے یونان جاؤ گے پھر یونان میں ایک خوبصورت جنگلا ہے۔ اس کے متعلق بہت کم لوگ جانتے ہیں اور جانتے والے بھی میرے آدمی ہیں، کوئی دانی تک تمہارا لقب نہیں کرے گا۔ اب مجھے تازہ، وہ بیک میکر کیا کر رہا تھا؟“

”جامع فری میں اسے وہ ساری گفتگو سننے لگا جو اس کے اور بیک میکر کے درمیان ہوئی تھی۔ گوڈوانی نے کہا آج آج ہی رات کے بعد میرے فنانسنگ کلیم میں ایک سیکنڈ میں چھپ کر اسے لے لیا رہے گا۔ میرے ڈرائی گاڑی لے کر رات کے کچھ میں آسکتے تھے، تم اپنا منتظر سامان لے کر جہاں سے نکل جانا، تمہیں سامان کی بھی ضرورت نہیں ہے جو تمہارے، پہنچنے، داڑھنے اور دوسری ضروریات کے لیے جو چیز کی ضرورت ہوگی، وہ تمہیں اپنے ہاتھ میں لے جائے گی۔“

”مستر گوڈوانی! میرے پاس ایک ریفٹ کس ہے، اس میں مشین کا نقشہ اور اس کی تمام تفصیلات موجود ہیں، میں اسے ساتھ رکھتا ہوں۔ مشین تو مجھ سے ڈور ہو گیا ہے، بہت نہیں آسے وہاں سے نکلنے کا کاب موقع ہے۔ گا کہ اگرم نقشہ تیسرے پاس رہنا چاہیے؟“

”جہاں تمہیں ہے، نقشہ تمہارے پاس رہنا چاہیے تو خیر ہے، اپنے پاس ہی رکھو ورنہ میرے پاس بھی محفوظ رکھ سکتا ہے۔“

”مستر گوڈوانی! میری بات کا پورا ماننا، میں اس نقشہ کو اور اس کی تفصیلات کو ساتھ رکھ کر روزانہ زبانی یاد کرتا رہتا ہوں، اپنے دل و جان میں نقشہ لکھ کر لیا رہتا ہوں۔ اس کا میرے پاس رہنا ضروری ہے۔“

”کوئی بات نہیں۔ تم صرف وہ بریفٹ کیس لے کر یہاں سے نکل جانا، باقی ضرورت کا ہر سامان تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔“

”وہ جب ہمتال میں چھپتا تھا، جب ہاروں طرف دشمن ہوں اور پناہ دینے والا ایک ہی محسن ہو تو وہ محسن کسی طور بھی دشمن نظر نہیں آتا، ہر حال میں ایک بھر دس کرنا پڑتا ہے۔ اس نے شام ہی سے منٹگی کی تمام بتیاں بجھا دی تھیں اور اندھا دیباہ ہر طرف اندھیرا تھا۔ گوڈوانی سفٹ سے تعین دلایا تھا کہ وہ فلاں ہے، وقت اس علاقے کی بجلی فیمل کلاوے گا اور اس نے ایسا ہی کیا تھا۔ رات کے دو بجے بجلی چلی گئی۔ اسی وقت ایک گاڑی اس کے بیٹھنے کے سامنے آ کر رکی، ایک شخص دوڑتا ہوا اندھا دیباہ اس کے سامنے مڑھ فری میں، کم آن بھری آپ“

فری میں سے بریفٹ کیس اٹھایا، پھر اس کے ساتھ تیزی سے چلتا

ہوا کار کی بجلی سٹیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ وہاں پہلے ہی چار آدمی موجود تھے، اسے دروازے میں بٹھا لیا گیا، جب کار اسٹارٹ ہوئی تو اس نے پریشن ہو کر پوچھا، بھگے کا لگا تھا صرف دو آدمی لے آئے ہیں؟“

”مستر فری! آپ کے لیے خطرات زیادہ ہیں، حفاظت بھی اسی طرح ہونی چاہیے۔“

”گاڑی تیز رفتاری سے فلائنگ کلب کی طرف جاری تھی فری میں سما ہوا تھا اور پریشن ہو کر کسی بھی لمحے اور دانی بائیں کھوکھ کے پار دیکھتا تھا۔ رات کے وقت یہ اندازہ کرنا مشکل تھا، کون کی گاڑی کون کون کون سے دیران راستے میں آگئی گا گاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ ایسے ہی وقت دو گاڑیاں ان کے دائیں بائیں پہلے گئیں، ایک گاڑی سامنے نظر آ رہی تھی اور ایک گاڑی پیچھے اُٹھ دے رہی تھی، پھر دائیں بائیں پہلے دائیں گاڑیوں سے بندوبست نکل آئی، ایک سے پیچ کر گیا، آگے بڑھے، ہ راستہ بند ہے۔ اگر تیار ہو کر آگے تو کچھ ہمارے آدمی ہمارے جانی کچھ تمہارے بہتر ہے، گاڑی روک کر ہماری بات سن لو۔“

”جامع فری میں نے گھر کا کہا گاڑی نہ روکنا، میرے پاس بہت اہم چیز ہے، یہ ان کے ہاتھ تک جانے گی۔“

”اسی وقت ایک فائر ہوا، فائرنگ کے ساتھ ہی بھینٹے کے برٹھ مونسے کی آفاد سٹائی دی، وہ گاڑی ڈراؤنگاٹی پھر رگ گئی۔“

37

سپینس جباری لڈیو پوزٹو فوٹو گرافی

انٹرنیشنل گالریاں



فری میں کس پاس بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: خردار! ہم میں سے کوئی گولی نہ چلائے۔ ہم چاروں طرف سے گھیر لیے گئے ہیں۔ وہ زور نہ دینے چھوڑیں گے۔

خارج فری میں پریشان ہو کر بولھا کہ ادرہ ادرہ گھبرا کر دیکھو رہا تھا، چاروں طرف سے رہا لوں اور داخل والے اس گاڑی کو گھر پکے تھے۔ اٹھیں باہر نکلنے کے لیے کہہ رہے تھے۔ جو رات تک کئی تین گز پڑی۔ وہ ایک ایک کر کے باہر نکلے۔ بیٹے چارے واقف مجبور تھے۔ ہتھیار ساتھ ہوتے ہوئے بھی استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ اٹھیں گھیرنے والوں میں سے ایک کے ہاتھ میں کوئی تصویر تھی۔ وہ تصویر دیکھ کر ہاتھ ادا ان سب کے چہروں کو خور سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا: یہ خارج فری میں ہے۔ یہ اس کی تصویر ہے۔

ایک شخص نے دیوانہ لگا کر اس کے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "اچھا تو تم یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟"

فری میں اپنے بریف کیس کو دیکھ کر طرف چھٹا پھا پھرتا تھا۔ دیکھ کر بڑے ہوئے شخص نے اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ وہ تڑپ کر بولا۔ "میرا بریف کیس ہے، اس میں ضروری کاغذات ہیں۔ اس سے تمہارا کوئی پھل نہیں ہوگا۔ بیڑ، یہ مجھے واپس کر دو۔"

اس کے منہ پر ایک گھوٹا پڑا۔ دوسرے تمام افراد جاگتے فری میں کے ساتھ آنے والوں کی تلاش لے رہے تھے اور اٹھیں ہتھیاروں سے خالی کر رہے تھے۔ پھر ایک نے کہا: چھپ چاپ اپنی گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ باہر نکلنے تو کوئی بار دی جانے گی۔

ان سب کو کھڑکی میں قید کرنا پڑی۔ وہ ایک ایک کر کے بیٹھ رہے تھے۔ خارج فری میں پتھر پتھر کر رہا تھا۔ میرے کاغذات سے تمہارا کوئی پھل نہیں ہوگا اور یہ تمہارے کام نہیں آئیں گے۔ یہ مجھے واپس کر دو۔

ایک نے اسے لات ملادی۔ وہ گاڑی کے اندر چلا گیا۔ آنے والے دوڑتے ہوئے اپنے ہی گاڑیوں کی طرف گئے پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ گاڑیاں اشارت ہو کر تیزی سے دوڑتی ہوئی ان کی نظروں سے اوجھل ہوتی گئی تھیں۔ خارج فری میں کتنے کی حالت میں دیر سے پھیلانے مڑھ کھولے ایک طرف نکلا رہ گیا۔ وہ اس نقشے کو ادراس کی تفصیلات کو اپنے سینے سے لگائے رکھتا تھا۔ یہی ایک چیز تھی جو بیٹھتے اس کے ساتھ رہتی تھی۔ آج وہ بھی ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ لے دے کے ایک مشین روٹی تھی جو بھی نہ ہونے کے برابر تھی کیونکہ اس سے سزاؤں میں دور کیوں پڑی ہوئی تھی، مرث وہی اس کے متعلق جانتا تھا اور جانتے کے باوجود خود وہاں نہیں جاسکتا تھا۔ انھوں نے گاڑی کا پتہ تبدیل کیا، پھر فلائنگ کلب پہنچے۔

وہاں فری میں نے گوڈوانی سے فون کے ذریعے رابطہ قائم کیا۔ پھر میں تباہ ہو گیا، برباد ہو گیا۔ اس ایک میلے کے آدی میرا بریف کیس لے گئے ہیں میرا اسرا میرا لے گئے ہیں۔ اب میں دوسری مشین تیار نہیں کر سکا ہوں گا۔

گوڈوانی نے کہا: تمہارے ستارے گردش میں ہیں۔ اس کا ہاتھ سے نکل جانا اس بات کی دلیل ہے کہ تم قدم قدم پر تھک رہے ہو اور طبیعتی طور پر تھکا ہوا نہیں چھوڑ رہی ہے۔ جتنی جلدی ہو سکتی ہے سے نکل جاؤ اور فون پر باتیں نہ کرو۔ میں تم سے اتنے دنوں میں ملاقات کروں گا۔ وہ بھی اتنے دنوں پہنچ گیا اور بری لے بیٹھی سے گوڈوانی کا ہاتھ کرنے لگا۔ اس نے ٹرانسفاڈر مشین تیار کرنے کے دوران ناکامی کا متعلق سوچا تھا۔ یہ اس کی عادت تھی کہ جہاں اپنے فائدے کی بات سوچتا تھا وہاں نقصان کا بھی خیال رکھتا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ اس سے زیادہ یہ ناکامی ہوگی کہ کوئی ٹیل پتھی جانتے والا ہاتھ نہیں لے سکتی اتنی محنت سے تیار کی ہوئی ٹرانسفاڈر مشین ہاتھ سے کیے نہیں ہوتے گی جو دکھانے کے لیے ہوتے ہیں دکھانے کے لیے نہیں ہوتے۔

وہ گوڈوانی کا اشتہار کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ اس مشین سے کیا دیا اور اس سے کیا لیا۔ جب اس نے حساب شروع کیا تو پتہ چلا، مشین نے بہت کم اسے فائدہ پہنچایا مگر نقصان زیادہ پہنچایا۔ اس کی جان کا غنڈا بگڑ گیا ہے۔ آج اس کا کوئی گھر نہیں ہے۔

وہ ایک بہت بڑے قلعے کا مالک تھا جیسا کہ سٹی میں ان بن بن کے شاندار بنگلے تھے اور کئی خفیہ ڈاڑھے تھے۔ وہ سب چیزیں ہی موجود تھیں لیکن انھیں استعمال نہیں کر سکتا تھا، وہاں جاکر پناہ نہیں سکتا تھا۔ پناہ لینے کے لیے وہ گوڈوانی کا محتاج تھا۔

اس کا سب سے بڑا سہارا اس کی محنت کا ثمرہ وہ مشین ہے۔ اب افریقہ کے جنگ میں ایک جگہ چھپا کر رکھ دی گئی تھی جس میں اس کا نہیں کر سکتا تھا اور جس چیز کو اپنا پناہ مانے، جسے ہاتھ نہ لگایا جائے جسے اشتہار اپنے گھر نہ لیا جاسکے، وہ چیز اپنی کیے ہوئی ہے؟

ہاں مشین کا وہ نقشہ اس کے اپنے پاس تھا۔ اسے اطمینان مشین کو کچھ ہو گیا، وہ ہاتھ نہ آئی یا وہ تباہ ہو گئی تو کوئی بات نہیں ملتی پتھی سینے کے دیوانے بہت ملتے ہیں اور اس سلسلے میں اس کی طرح بڑی بڑی قیاس بھی لگ سکتے تھے۔ وہ نقشے کے اندر سے دوسرا تیار کر سکتا تھا مگر وہ نقشہ مشین سے زیادہ اہم تھا کیونکہ وہ بھی لیا گیا نہیں ہے۔

جان نکل جا رہی تھی۔ دن کے دوپہ کے مشین فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہ تیزی سے ہوا میں فون کی طرف چلے گئے۔ وہ دیکھ گیا تھا کہ گوڈوانی اس سے قائم کرنا چاہتا ہے۔ پھر وہ ریڈیو کی طرف ہاتھ بڑھاتے بڑھا جھٹک گیا۔ گوڈوانی نے کہا تھا کہ کی بات میں فون پر نہیں ہوا۔

وہاں پہنچ رہا ہے اور جب پہنچ رہا ہے تو میں فون کی گھنٹی کیوں دیکھی ہے؟ اس نے اسے سنبھال کر دیکھا۔ پھر کان کے قریب لایا۔ یہی وہ مشین ہے جو خارج فری میں، بیٹھی ہے۔

اس نے فون پر ایک بار ایک میلے سے بات کی تھی۔ وہ خود کو بٹھا رہا تھا۔ ایک باہر اس کی آواز سننے کے بعد وہ اسے اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ اس وقت بھی وہی آواز سنائی دے رہی تھی۔ کہہ رہا تھا: تم کہاں کہاں جھاگو گے؟ دنیا کے کس حصے میں جاؤ گے؟

تمہاری قبر میں بھی تمہیں کھڑے رکھوں گا، بتاؤ وہ ٹرانسفاڈر مشین کہاں ہے؟ یہ کی بات تھی، تم بتاؤ گے، تمہیں بتانا ہی پڑے گا ورنہ پھر اس طرح میں، فرما دو علی پور اور سووی جاسوس کی ایک وقت ٹھکر سکتے ہیں۔ اب سب کو سن رہی تھا اور موجودہ پتاتوں کا بلکہ وہ ٹھکانا بتاؤں گا۔ اب ان کے مدد کو موجود رہو گے جتنا چاہا جاوے گی۔

وہ شیطانی قہقہے لگا رہا تھا۔ خارج فری میں نے پتھر کر کہا: "یو ڈاٹ اپ آؤٹ تو تم کون ہو، تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ میں پیرس سے یہاں آیا ہوں؟"

یہی بات تھی، تمہیں شاید پتا نہیں، میں آدی کی صورت میں ایک انہوں اپنے شکار کی تو ڈور سے ہی سونگھ لیتا ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو؟ اس طرح تمہاری تو سونگھنا ہوا مجھے کچھ جانتا رہا ہوں؟

وہ دیکھ گیا، اس سے بحث کرنا فاصلہ ہے۔ وہ ایک بدروح کی طرح پتھر چل گیا ہے۔ اس سے پتھر چھوٹا انسان نہ ہو گا اس نے ریڈیو کے ہاتھ سے ہاتھ کرکٹ خود وہ امانتیں ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ ماکاؤ فون پر ہاتھ لگا رہا تھا۔ ایسا لگتا جیسے وہ موت کا پتھر میں جا رہا تھا اور اسے زندگی کی طرف کوئی نہیں لگتا ہے۔

یہاں وہ پتھر مار کر انہیں پڑا۔ مشین فون کی گھنٹی پھر بک رہی تھی۔ اسے ساگھ جیسے کسی نے گول مار دی جو۔ وہ گھنٹی کی آواز اس کے دماغ میں خور سے کی طرف لگ رہی تھی۔ وہ پریشان ہو کر ادرہ دیکھ رہا تھا۔ آگے بڑھتا ہوا لگنے کوئی نہیں چاہتا تھا۔ دماغ نہ سمجھا یا، نہجات ممکن تھی۔ اسے ایک میلے سے بات کرنا ہی چاہیے، ورنہ وہ یہاں پہنچنے لگتا یا دوسرے دشمنوں کو پہنچا دے گا۔

وہ وہیں تھکے تھکے فون کی طرف یوں جانے لگا جیسے کوئی لگتی کہ آخری ساتھی لیتا ہوا پچاسی کے پھندے تک جا رہا ہو پھر مانتے ریڈیو پر اشارہ کر دے اور ڈرتے ہوئے کہا: کیا ہے؟ کیوں پریشان کر رہے ہو؟ لے آؤ اپنے ہتھیار، لگتے ہتھیار میں تمہارے فون کی گھنٹی کیوں سے چلنے کی علامت جا رہی ہے؟

نہیں، آؤں گا۔ دوسری طرف سے گوڈوانی کی آواز سنائی دی۔ یہ خارج ہتھیں

کیا ہو گیا ہے؟ تم کیوں پتھر رہے ہو؟ وہ ایک دہرے ہوئی میں آ گیا۔ یوں لگا جیسے ہمیں ایک خواب سے بیدار ہوا ہو۔ گوڈوانی نے اسے اس وقت پر سارا دیا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک اطمینان سے ساتھیوں پر تیار رہا۔ دوسری طرف سے گوڈوانی بار بار پتھر پڑھا تھا۔ یہی سونگھنا جانتا تھا۔ تم جہاں کون نہیں دیتے، یہاں جانتے پھر اس نے خواب دیا۔ ابھی اس ایک میلے سے فون کی بات تھا، چیلنج کر رہا تھا کہ وہ تو سونگھ کر دیکھے کسی حصے میں بھی پتھر سکتا ہے۔

گوڈوانی نے حیرانی کا اظہار کیا کہ ادہ گاڈ! کیا وہ کم بہت یہاں بھی پہنچ گیا؟

"ہاں، اس نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ کیوں بھی پتھر سکتا ہے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ وہ شخص اتنی کامیابی سے تعاقب کرنا ہوا اتنی جلدی تمہارے پاس پہنچ سکتا ہے۔"

"مشرکہ گوڈوانی، وہ جلدی نہیں پہنچا، پورے بارہ گھنٹے بعد اس نے فون کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے، وہ میرے متعلق معلومات حاصل کر رہا تھا۔ یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے۔ تمہارے فلائنگ کلب کے دستوں میں، درج ہوتا ہے کہ کن سا مائیکرو پتھر کس ملک اور کس شہر میں جا رہا ہے۔ یہ بات حکومت کے متعلقہ افسران کو بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیا وہ ان افسران کو بھاری رشوت دے کر معلوم نہیں کر سکتا کہ میں یہاں پہنچ گیا ہوں؟"

"تم درست کہتے ہو۔ وہ شخص وسیع ذہان کا مالک ہوگا۔ وہ جو بھی ہو تم فرامیہ سے پاس آؤ۔ میں بہت پریشان ہوں۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے میری زندگی کے دن بہت مختصر سے رہ گئے ہوں۔"

"مجھے تم سے بھری ہوئی ہے۔ میں تمہارے لیے کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ یقین کرو، جب تک تم میرے سامنے نہیں ہوتے تو تمہیں حرام موت مرنے دونوں کا اور ذہنی دشمنوں کے ہاتھ لگنے دونوں کا۔"

مشرکہ گوڈوانی! اتنی باتیں کرنے سے بہتر ہے فوراً میرے پاس آ جاؤ۔

"اچھا باتیں نہ کرو۔ وہ شخص پیرس سے یہاں پہنچ گیا ہے، اس کے آدی تمہاری گھنٹی کیوں کر رہے ہوں گے۔ وہ مجھے بھی تمہارے ساتھ دیکھیں گے، پھر میرے بھی پتھے پڑ جائیں گے۔ میں تمہاری طرف سے سلا رکھتا ہوں۔ لے کے پھر پتھر کو کوشش نہیں کرلوں گا۔ اس ایک میلے کے دام میں آجیتا جاؤں گا۔ نہیں چاہتے۔ مجھے لانا محال تم سے دور رہنا چاہیے۔"

"تمہی دور ہو گے تو مجھے کس کا سہارا ہوگا؟" "گھبرائے کیوں ہو، میں دوری دور سے تمہارے کام آتا رہوں گا میرا اشتہار ہے، اس شہر میں چھپ کر نہ رہو۔ اس کی نظروں میں آگے ہو تو آزادی سے باہر نکل کر گھومتے پھرتے رہو۔ باہر کی آواز

ہوا کھاتے رہو شیدائیں سے نجات پانے کی کوئی عمدہ سی ترکیب میرے دماغ میں آجائے۔ وہاں میری الاماری کے اندر جو چھوٹی سی توری ہے وہ غیر ملکی کی ترتیب سے لکھی ہے۔ اس توری میں کم از کم ایک لاکھ ڈالر ہوں گے۔ تم جتنی رقم چاہو سکتے ہو۔ میں بندش رابطہ قائم کروں گا۔

”مگر گودوانی! سیورڈ رکھنا۔ وہ بیک میراب اور کھل گیا ہے مجھ سے نہیں کہتا مسوم کا ناپا پتا ہے۔“

وہ سختی سے بولا ”جارج! میں نے کتنی مرتبہ کہا ہے، فون پر مشین کے سلسلے میں کوئی بات نہ کی کرو۔ ہماری بات دوسری جگہ سنی جاسکتی ہے۔ میں جلد ہی موقع دیکھ کر تم سے ملاقات کروں گا پھر اس سلسلے میں باتیں ہوں گی، دیکھو آئی“

دوسری طرف سے سیورڈ رکھ دیا گیا جارج فری میں نے جرح کرکھا میں کہتا ہوں، سیورڈ رکھو۔ تم کیا مروج دیکھ کر کھانات کرو گے تھاری ایسی کی تھی۔ تم جی اس جیسے وقت میں ساتھ چھوڑ رہے ہو مجھ سے دور رہنا چاہتے ہو۔ اگر یہاں الاماری کی توری میں ایک لاکھ ڈالر ہیں تو میں کیا کروں؟ کیا رہ کر مجھے اس بیک میل سے نجات دلا سکتے ہو؟ کسی طرح اس سے چھپا سکتے ہو؟ جب سے وہ مشین تیار ہوئی ہے، دن رات یہی دھوکا لگا رہتا ہے کہ کوئی اسے چھین کر لے جائے گا تم کہتے ہو، میں فون پر مشین کی بات نہ کروں۔ اسے تو پرکھ کر لیں، کہاں کروں؟ وہ بیک میل نہیں مجھ سے ملنے نہیں دے گا۔ تم اس سے چھپتے چھو گے اور وہ مجھے پرہاسا، ہانک میں یا خرابی دہلی توروں کے حملے کو دے گا کیا میری بات سن رہے ہو؟ تم خاموش کیوں ہو؟ جواب کیوں نہیں دیتے؟ میو بیو بیو۔“

اس نے گورڈ کو ریسپونڈ کر دیا۔ پھر زور سے کہ ڈال پڑا۔ وہ جی چاہتا تھا مگر ہنس سہی پٹخا شروع کر دے کہ کوئی تم پر مجھ میں نہیں آری تھی۔ ایسا لگ رہا تھا، جس شنگے میں وہ کھڑا ہے اس لگا ڈیڑھ کی میں کیوں کھڑی دروازہ نہیں ہے۔ کیوں سے خراب کاراستہ نہیں ہے۔ وہ قید ہو کر رہ گیا ہے۔ دنیا جو بہت بڑی نظر آ رہی تھی اب صرف چار دیواری تک محدود ہو گئی ہے اور وہ بیک میل جی چاہتے ہیں۔

کے تمام دیوانوں کو اس چار دیواری میں پھنسا سکتا ہے۔ وہ تھوڑی دیر تک ادھر سے ادھر ٹھٹھا رہا پھر زور ڈال کر ہو کر سوچنے لگا۔ میں نے نہیں ہوں، مجھ پر ہٹ میں جتا ہوں۔ اس بیک میل سے شکست پر شکست کھا رہا ہوں اماہنا ڈنٹ سے کام نہیں لے رہا ہوں اور ڈنٹ سے کام لینے کا طریقہ یہ ہے کہ خود ہر حال میں ناراض رکھا جائے۔ غصے کو داغ میں ڈالتے دبا جائے۔

دماغ میں جو اشتباہ ہے اسے دور کرنا چاہئے اور صرف ایک بات پر توجہ مرکوز کی جائے کہ نجات کیسے مل سکتی ہے؟

جی ہاں نے ٹھنڈے دماغ سے خود کو چھپانے کے لیے میں سوچنا شروع کیا تو بات سمجھ میں آئی اسے ایک ایک میٹا رہ چاہیے۔ چپ چاپ اس گھر سے نکل جانا چاہیے۔ باہر نکل کر سڑک والے اور تقاب کرنے والے آخر اٹھائیں ہیں۔ کوئی بدردہ توڑ نہیں کہہ رہا جانے گا ڈال پڑا پتہ چاہئے گے۔ وہ انھیں ڈانچ دیا کی کرکٹ کر سکتا تھا۔

اس رہائش گاہ میں ایک اپ وینٹر گاڑی سامان نہیں تھا۔ الاماری میں مختلف ماٹرز کے بیوسات تھے۔ وہ کوئی مناسب ماٹرا سارہ کر نکل سکتا تھا۔ اس نے فری آئی اپنے اس ارادے پر عمل کیا۔ پار تبدیل کر کے تھوری سے پچاس ہزار ڈالر لگائے۔ وہ سب بڑے نر تھے، دو چیلوں میں آئے۔ بیٹنگ کی پیچھے والی گین شاہزادہ کی نظر آتا تھا۔ آس پاس رہنے والے لوگ بھی دکھائی دیتے تھے۔

اس نے بیٹنگ کا پچھلا دروازہ کھول کر ڈور ڈور تک نظر دوڑائیں، کچھ لوگ آتے جاتے دکھائی دیتے مگر ان میں ایسا کوئی نظر نہیں آیا جو یا قاعدہ اس کی ٹھکانے کے لیے متحرک کیا گیا ہو۔ وہ جھلک کر کے بیٹنگ سے نکل آیا۔ باڈی بڑی کی دیوار چھین کر گئی میں آیا، پھر تیزی سے چلنا سہا ایک طرف ہالے لگا۔ اس پٹ سے دور جانے کے دوران وہ گئی اور اپنا چکر لگ جاتا تھا اور پٹ دیکھتا تھا۔ شاہزادہ کو آہ جوتو سے دیکھ کر شگ جاتے نہیں ایسا کوئی نہیں آیا۔ اس نے منہ دودھ پینچ کر ایک ٹھکانے کو دیکھا۔ پھر اس کی پٹ

سید پر پینچ کر بولا ”کسی بڑی پراکٹیک تک سے چلو۔ گاڑی آگے چلو گئی۔ اس نے پینچے ٹرک دیکھا۔ کوئی نہی گا دکھائی نہیں دی جو اس کے تعاقب میں آ رہی ہو۔ اس نے ڈرائیور سے پوچھا ”کیا تم متابی ہاؤ سٹاڈے ہو؟“

”جی ہاں جناب۔“  
”کتنے عرصے سے یہی چلا رہے ہو؟“  
”یوں سمجھو، کیسی چلاتے ہیں۔ جانتے ہیں۔ زمین ڈر کئی ہے۔“  
”پھر تو اس شہر کے پتے چیتے سے واقف ہو گے اور اہل جہان بھانت کے لوگوں کو جانتے ہو گے۔“

”جی ہاں جناب، بات تو کچھ ایسی ہی ہے۔ آپ کا کوئی نام؟“  
”مجھے بتائیں۔“  
”میں تمہیں ایک ہزار ڈالر انعام کے طور پر دوں گا۔“  
”مجھیں کام ہو گیا، حکم دیجیے۔“  
”کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو بیک میل کے اندر پہنچا تیار کر دے؟“

”کیا بھی ایسے آدمی کے پاس ہے چلوں؟“  
”بے شک۔ میں ابھی اس سے ملنا چاہتا ہوں۔“

آدھے گھنٹے بعد وہ ایک ایسے علاقے میں پہنچا جہاں کے لوگ کچھ زیادہ خوشحال نہیں تھے۔ آدھا قسم کی عورتیں اور دو بچی دکھائی دے۔ ڈرائیور نے کہا ”یہاں گلی میں قافلانے ہیں۔ دوسری شراب تیار ہوتی ہے۔ یہاں ہر طرح کے مجرم پائے جاتے ہیں۔ آپ کی خدمت کا ہر بھی ہمیں رہنا ہے۔“

اس نے ایک مکان کے سامنے گاڑی روک دی۔ مکان کے سامنے دس سے تیس ایک فوڈ کورنگ کی دکان تھی۔ ڈرائیور نے وہاں جا کر بات کی، پھر اس سے سے جارج کو اپنی طرف بلایا جارج فری میں گاڑی سے اتر کر دکان میں گیا۔ ایک ٹکڑے قسم کے برماٹھ سے بوجھا۔

”آپ کیا چاہتے ہیں؟“  
”میں اپنا کھانا بولی کر ایک پاسپورٹ تیار کرانا چاہتا ہوں۔“  
”اس کا مطلب ہے، آپ کو پٹ پاسپورٹ کی نہیں کوٹھیل رہنے کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے لیے آپ کو دو ماہوں کا معاوضہ دانا چاہو گا۔“  
”مجھے منظور ہے۔ کیا میں تمہیں کھانے کے تمہیں سے کوئی مہرے موجود کیلے کے متن کسی سے کچھ نہیں کے گا۔“

اس ٹکڑے برماٹھ سے کہا ”ہمارا پتہ یہی ہے۔ ہم اس کی کاٹی کھاتے ہیں۔ اگر بے ایمانی کریں گے تو ہمارا وعدہ ایک دن بھی نہیں چلے گا۔“

اسی جیسی سے ایک ایک اپ میں کو بلایا گیا۔ وہ ایک آپ کرنے والا دیوڑھا تھا مگر بہت ہی تجربہ کار تھا۔ اس نے کام آہستہ آہستہ کیا۔ ایک گھنٹہ عرصہ ہو گیا کہ وہاں سے بدل گیا کہ وہ خود کو اپنے میں دیکھ کر نہ پہچان سکا۔ چہرے پر بڑی ہی ڈرامائی اور موچیں تھیں۔ دونوں آنکھیں ڈرا ڈرا کی شکو گئی تھیں۔ پیشانی پر ایک ڈیم کاٹھی بن گیا تھا۔ موچیز، واڈھی اور سر کے بال تقریباً سنہرے ہو گئے تھے۔

اس نے ڈرائیور سے کہہ دیا تھا کہ وہ باہر جا کر ذرا احتیاطاً دیکھ لے، کوئی اس کے تعاقب میں آیا ہے یا نہیں؟  
ڈرائیور نے دوبارہ کچھ دیکھا وہاں اس کو لپٹن دلا یا تھا، کوئی ایسا شخص نظر نہیں آ رہا ہے۔ اس کے موجود ٹیکسٹ میں تصویر گائی گئی۔ اس شخص کے پاس جہانے کتنے جہلی پاسپورٹ اور روزانے کاغذات موجود تھے اور جیل میں بھی تھیں۔ صرف آدھے گھنٹے میں اس کا ایک پاسپورٹ اور ضروری کاغذات تیار ہو گئے۔ کام کے دوران معاوضہ ملے ہو گیا تھا لہذا اس نے پندرہ ہزار ڈالر ادائیگی، پھر ٹیکسی میں آکر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور سے کہا ”کسی پچھے سے ہو گیا میں لے چلو جہاں میں رات گزارا کروں۔“

اس نے موٹل پہنچنے سے پہلے..... اپنے لیے کچھ ضروری سامان خریدنا لگ چھوٹی سی ایچی میں رکھا، پھر موٹل چڑھ گیا۔ ڈرائیور کو دیکھا ڈالر دیتے ہوئے کہا ”میں امیڈ کر جاؤں، تم کسی سے کچھ نہیں

”کو گئے۔“

”ہمارا گزارا کیسی چلانے سے نہیں ہوتا۔ آپ جیسے لوگوں کی راز داری سے چوتھے ہے، آپ ایمان سے جائیں۔“  
وہ لپٹی اٹھا کر موٹل میں آیا وہاں اس نے پاسپورٹ دکھا کر ایک کرا حاصل کیا، پھر کسی سے ایک ایچی کو لپٹے ہوئے پینک کر ایک صفے میں آکر دیکھ کر اس سے یوں محسوس ہوا تھا جیسے برسوں کی قید سے رہائی پا کر آزادی کی سانس لے رہا ہو۔

اس نے یہ آزادی حاصل کرنے کے لیے وقتی طور پر فرینک سیلر گودوان کو بھی بھجلا دیا تھا۔ یہ نہیں سوچا تھا کہ اس رہائش گاہ کے نکلنے کے بعد کس طرح رابطہ قائم کرے گا۔ اس اجنبی شہر میں گودوانی اس رہائش گاہ کے فون پر رابطہ قائم کرنے والا تھا اور اس نے اپنا فون خرید نہیں بتایا تھا۔ اگر جارج فری میں کو اس کا پتا چلنا یا کوئی فون نمبر معلوم ہوتا تو ابھی ہو جاتا۔ فون کتنا اور اپنا یہ کاہنہ سنا کر کس طرح وہ کامیابی سے ہمیں بدل کر ایک ہوٹل میں قیام کر رہا ہے۔

جو لوگ اپنے بل بوٹے پر کامیابی حاصل کرنے یا جو روزوں کا سما آتش کرتے ہیں، ان کی کامیابی ناکامی میں بدل جاتی ہے۔ جارج فری میں کچھ بھی معلق نہیں آتی تھی کہ تباہی کا سبب وہی گودوانی ہے جن کا وہ سارا لیتا جا رہا تھا یہ تو قدرتی مہربان تھی کہ اس کے پاس گودوانی کا فون نمبر نہیں تھا اور نہ وہ فون کرتا، ادھر وہ بیک میل سے پہنچ جاتا۔

اسے خیال آیا کہ وہ مگر مہربان میں صحت سے بھوکا ہے اس نے ریسپوڈ اٹھا کر کھانے کا آرڈر دیا۔ پھر لپٹی اٹھا کر بیٹنگ کے نیچے اٹھا اور آرام سے ہاتھ پاؤں چھینا کر لیٹ گیا۔ وقت اُسے بہن سلاوا کی باتیں یاد آتی تھیں۔ وہ پاس کو چاہتی ہے، اگرچہ یہ بات مضحکہ خیز ہے وہ پاس سے عمر میں کم از کم دس برس تو ضرور بڑی ہوگی۔ جارج فری میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا پاس سے جانتا ہے یا نہیں۔

یاس کا پاپ فریاد ملتی ہوئی کے نتیجے میں بڑی عمر کی بہنوں سے کہے گئے یا نہیں؟  
اس نے سوچا: اگر فریاد سے دوسری کرنا تو ایک ترکیب ہے سلاوا کی عمر زیادہ بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ لے اٹھا یہاں آئیں برس کی بتایا جاسکتا ہے۔ جہاں تک اس کی تعلیم صلاحتوں کا تعلق ہے تو یہ کہا جائے گا کہ اس کا شمار مشین کے ذیل ہے اس کے دماغ میں سے صلاحیتیں منتقل کی گئی تھیں اور اُسے امتحانات میں بٹھا کر سب سے زیادہ نمبروں سے پاس کر دیا گیا تھا:

اس نے سوچا: اگر فریاد ملتی ہوئی پٹے اور سلاوا کی محبت تسلیم کرنے تو میں اس پر اکتفا اور سکا ہوں اور اس کا شمار مشین کا پتا بتا سکتا ہوں۔ اپنی بہن اور اس کے بیٹے کا رشتہ ہو جانے کے بعد ہر

طرح کی نگر سے آزاد ہو جاؤں گا؟

دردا نے سپرد شک ہوئی۔ اس نے آنکھ کر کے کھولا۔ ملازم کھانے کے آیا تھا۔ وہ کھانے کے لیے بیٹھ گیا۔ پھر ملازم سے کہا۔  
"نی وی آن کرو؟"

وہ حکم کی تعمیل کر کے چلا گیا۔ نی وی اس کین پر کوئی جاوسی ڈراما چل رہا تھا۔ ڈرامے کا منتظر بڑا ہی مستی خیز تھا۔ ایک نوجوان عورت اپنی جان بچانے کے لیے جھاگ رہی تھی اور کچھ دیر میں اس کا بیچا بچہ کرسے تھے۔ جارج فری مین نے جبار با تھا اور منتظر دیکھتا رہا تھا۔ وہ اپنے مکان میں داخل ہو گئی تھی اور بیچہ کراپنے شوہر کو پکار رہی تھی پرکان کے اندر تھہری تھی اور ہلرت سے قہقہے سنانا دے رہے تھے پھر کسی کی آواز سنانی دی۔ ڈارٹنگ، ہم جلتے تھے تم جھاگ کر کہیں پناہ لیو آؤ گی۔ کیونکہ تمہاری بیوی ایک پناہ گاہ ہے؟

اس کمرے میں اجاگ رہتی ہو جاتی ہے۔ اس کا شوہر ہاتھ میں روٹا اور لیے اپنی ہوی کو نشانہ بنا رکھتے ہوئے ہوتا ہے۔ یہ قوت عورت تو کین لوگ سے جھاگ رہی ہے؟

اس کا لقب کرنے والے نے کمرے میں داخل ہوتے ہیں عورت ٹھہر کر رہتی ہے۔ جان باہر لوگ میرے دشمن ہیں۔ میری جان لینا چاہتے ہیں۔ میری جھکی میں نہیں آتا، اما مارا زانجیں کیسے معلوم ہو گیا؟  
اس کا شوہر قہقہے لگاتے ہوئے کہتا ہے۔ تم عورتیں بڑی ہی بے وقوف ہوتی ہو۔ اتنا بھی نہیں جانتیں، اگر کوئی زائد آؤ میوں کے درمیان ہوا تو کوئی تیسرا سے نہ جانا ہو تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے وہ لڑ ان پر ماحولوں تک کیسے پہنچ گیا اور وہ کس طرح تمہاری جان کے پیچھے بھاگے ہیں؟

وہ عورت پریشان ہو کر پوچھتی ہے۔ جان، تم کمانا کی چاہتے ہو؟  
"سیدھی سی بات ہے۔ یہ لڑ تم جانتی ہو یا نہیں جانتا ہوں لندا نہیں سے یہاں پر ماحولوں کو رہنا ہے تاکہ یہ تمہیں سکون سے زندہ نہ رہنے دیں۔ تمہاری لڑکی کی نہیں مہرام کر دیں۔ تمہارا دن کا پین ختم ہو جائے تاکہ تم پریشان ہو کر، بیزار اور بڑھ چھتے ہو میرے آن کے حوالے کرو۔ وہ آن کے حوالے کر دیں تو وہ میرے حوالے کریں گے میں نے سمجھ لیا تھا۔ تم وہ میرے مجھے بھی نہیں دو گی لندا میں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا؟"

جارج فری مین کھلنے کھلتے رک گیا تھا۔ اس کے منہ کا فلائرنڈ میں رہ گیا تھا۔ وہ ایک ننگ اس کین کی طرف دیکھتا ہوا سوچ رہا تھا۔ یہ تو میری ہی کمان ہے۔ میں آٹھ برس سے گوڈوان کو اس ننگ فلائرنڈ میں کے ذریعے کوئی فائدہ نہیں پہنچا رہا ہوں۔ پھر نہیں سے اپنی ہون کے سلسلے میں بھی اُسے دھکا دیا ہے۔ کیا وہ مجھے دھکا نہیں دے سکتا۔ کیا وہ میرے پیچھے بد ماحول میں لگا سکتا تاکہ میں پریشان ہو کر بیزار ہو کر اس میں نہ پاتا

آسے یا اس بلیک میٹر کو بتا دوں؟

اب وہ اس بنیاد پر جتنا سوچ رہا تھا اتنی ہی وضاحت سے سمجھ میں آیا جا رہا تھا۔ اس عورت کے شوہر نے درست کہا تھا خواہ عورت دو کے درمیان ہو۔ تیسرا نہ جانا ہو پھر وہ لڑا دوسرے بد ماحولوں کو معلوم ہو جائے تو اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟

جارج فری مین نے تیز رہ گھونسا مارا تے ہوئے کہا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ گوڈوان اس بلیک میٹر سے ملا ہوا ہے۔ اسے یہ بتا جا تا ہے کہ میں کون کون سی جگہ پناہ لے رہا ہوں اور اس بلیک فلائرنڈ میں سے بتایا جانتے ہو کہ گوڈوان اتنی سی بات میری سمجھ میں پہلے کیوں نہ آتی؟  
وہ جسے جبکہ تھا تار کو پٹ بھرے بیٹھا تو ایک نئی بات سمجھ میں آئے۔ یہی سمجھا کہ کوئی ایسی اے جسے پوری طرح یقین نہیں تھا کہ گوڈوان ایسا کر سکتا ہے لیکن ایسا کرنے والا وہی ہو سکتا تھا کیونکہ کسی تیسرے کو اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ تہذیب میں تھا کہ گوڈوانی پر کس حد تک خیر کرے؟

وہ کھانا اچھوڑ کر اٹھ گیا۔ اپنے کمرے کو لاک کر کے ہوٹل سے باہر آیا۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اسی علاقے میں پہنچا جس میں اس نے پناہ لی تھی۔ وہاں ایک کمرہ تھا۔ وہ اپنے کمرے کے پاس پہنچا۔ پھر "ولڈ میمر" ایک کام کر کے۔ میں میں اتنی رقم دینا کہ تم کبھی سوچ بھی نہیں سکو گے؟  
"کام کیا ہے؟"

وہ اُسے ایک طرف لے جا کر لولا۔ میں ایک بلیک میں تمہاری نے وہاں سے تمہارے پاس اگر خطبہ تبدیل کیا ہے۔ وہ جنگلا میں کبھی کھلا ہوا ہے۔ وہاں جا کر تمہیں دو کام کرنے ہیں۔ ایک لوگسٹوں وہاں کسی کی ٹیلی فون کا انتظار کرنا ہے۔ میں اس بلیک سے ذرا دور موجود ہوں گا۔ تم رات بھر کسی فون کا انتظار کرو گے۔ میں رات بھر تمہارا انتظار کروں گا؟  
"وہاں کس کا فون آئیگا؟"

"میں کا بھی فون آئے، تم پہلے نام پوچھنا اور کوئی یہ کہے کہ وہ بلا نشانہ رہے گا کوئی پراسرار آدمی ہے تو اس سے کس دینا جس سے یہاں کرنا چاہتے ہو۔ یہاں سے جا چکے۔ اگر کوئی پانا نام فرینک سیلر گوڈوان بتائے تو اس سے کہنا ہر جارج میرا ہے تاکہ میں انہوں نے کہا ہے، آپ اپنا فون شرفٹ لگا دوں۔ وہ اس نمبر پر آپ سے رابطہ قائم کریں گے کیا تمہارے پاس کوئی گاڑی ہے؟"

"ایک برائے سی مریڈ ہے۔"  
"کوئی بات نہیں۔ میں نے ٹیکسی چھوڑ دیا ہوں، ہم مریڈ میں ہیں گے تم اس بلیک میں فون کا انتظار کرتے رہو گے، میں اس بلیک سے گرا دوڑ مریڈ میں رات گزارا ہوں گا؟"  
"تم نے دو سلاک نہیں بتایا۔"  
"جب مسٹر گوڈوان کا فون آئیگا تو اسے کہنا کہ اس کا فون نمبر معلوم

کے آؤ گے تو دوسرا کام بتاؤں گا؟"

اس نے ٹیکسی چھوڑ دی، پھر اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر اسی بلیک کے لیے تیار کیا۔ آگے دھت کے سلسلے میں مریڈ میں روک دی اور لائن بچھا دیں پھر اس غنڈے سے کہا۔ بلیک کا پھل اور وہاں کھلا ہوا ہے۔ آہم سے چلے جاؤ، کوئی تمہیں نہیں دے گا لیکن اگر کوئی موجود ہو تو اس کا نام معلوم کرنا کہ تمہیں بتایا جائے کہ وہ گوڈوان کا آدمی ہے اُسے میری پیغام دینا کہ میں یہاں سے جا چکا ہوں لندا سو گوڈوان کا فون نمبر بتایا جائے۔ میں فون پر بلا بلا قائم کروں گا کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا؟

وہ اس بلیک کے پینڈے سے اتر جا گیا۔ اند کوئی نہیں تھا اُسے وہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑا۔ دوسری طرف جارج فری مین بھی مریڈ میں کچھ بیٹھ پر جا کر آرام سے لیٹ گیا تھا۔ اس کا خیال تھا اتنی دیر کی تیز چوڑی میں گوڈوان نے ضرور ایک بار فون کیا ہو گا پھر اپنے آدمیوں کا اس کی تلاش میں روانہ کیا ہو گا۔

تیز بندھنے بعد وہ غنڈا تیزی سے چلتا ہوا آیا جا رہا ہے۔ پوچھا کیا فون آیا تھا؟

"ہاں میں نے مسٹر گوڈوانی سے بات کی ہے اور یہ اُن کا فون نمبر ہے۔ پہلے تو وہ نمبر میں دے رہے تھے۔ کمرے تھے، آگے گھنٹے کے بعد خبر دیا گیا۔ میں نے کس دیا، اگر ایسی خبر نہ دیا تو اس فون پر میں رابطہ قائم نہیں ہو سکتا؟"

جارج فری مین نے اس کے ٹائپ کو دیکھتے ہوئے کہا کہ تم نے بڑی ہوشیاری سے کام لیا ہے۔ اب میں تمہیں بالالاک کر دوں گا پھر اس بلیک کے اندر جاؤ۔ وہاں ایک الماری ہے۔ الماری کھلی ہوئی ہے۔ الماری کی چوڑی کا نمبر ہارڈ نمبر، وہ وہ نمبر ہے۔ اس نمبر سے وہ تمہاری کھلی جائے گی۔ وہاں جتنی رقم ہے سب سیٹ کر لے آؤ۔ آدمی تمہاری، آدمی میری، فرما جاؤ۔ ہو سکتا ہے گوڈوان کے آدمی یہاں پہنچ جائیں؟"

وہ تیزی سے دوڑتا ہوا گیا۔ پھر غنڈہ منٹ میں داخل ہوا گیا۔ وہ بہت خوش تھا اور ایک لنگ لنگ کر رہا تھا۔ "میری جان سے تمہارے جیسا گاہک تو آج تک میری زندگی میں نہیں آیا۔ یہ بھلے بڑے فونوں کی لگائیاں ہیں۔ میرا خیال ہے مسٹر آسٹی ہزار ڈالرس کم نہیں ہوں گے؟"

جارج نے کہا یہ جتنے بھی ہیں، فون آگڑی اسٹارٹ کر دو اور یہاں سے چل پڑو۔  
"گاڑی اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھی تو جارج نے فونوں کی لگائیاں گھینیں۔ وہ دس تھیں، اس نے پانچ اُس غنڈے کو دیا، پانچ اپنے پاس رکھیں۔ پھر ایک ٹیلی فون ہتھ کے پاس رک کر لولا۔ ذرا انتظار کر رہے ہیں ایسی آتا ہوں؟"

اُس نے ہتھ کے اندر آ کر رابطہ قائم کیا۔ فوراً ہی رابطہ قائم ہو گیا۔ اس نے مخاطب کیا۔ "ہیلو مسٹر گوڈوانی! میں جارج فری مین ہوں رہا ہوں؟"

اُس نے جلدی سے پوچھا۔ جارج اہم کہاں تھے پھر ہے۔ یہ کیا حماقت ہے۔ اس بلیک میٹر کی نظر میں آ جاؤ گے؟  
"میں نے بہت سوچ کچھ قدم اٹھائے۔ اگر میں تمہارے بلیک میں رہتا تو تم کبھی میرے پاس نہ آتے اور ہم وہ بڑھ چکے کہ میں نہ کر سکتے۔ اب میں ایک بھول کا پتا بتا رہا ہوں۔ تم وہاں فوراً پہنچ جاؤ۔"

اُس نے اپنے ہوٹل کا نام اور کنڈر بتایا پھر یہاں مریڈ میں آ کر بیٹھ گیا۔ غنڈے سے بولا۔ "تیزی سے ڈرو تاکہ تمہیں ہوتل چھوڑنا پڑے۔ اب وہ غنڈا راستی خوشی اس کے سر حکم کی تعمیل کر رہا تھا، اور اس کی تفریق بھی کرتا جا رہا تھا۔ جارج فری مین نے کہا۔ تم میرے ہوٹل کے کمرے میں رہو گے۔ دو روزہ اندر سے لاک کر لینا کوئی دستک نہ تو آواز نہ دینا۔ البتہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجے تو رپ بوراٹھا کر سنا گوڈوانی کا فون ہو تو کتا، جارج کی طبیعت اجاگ، ہی خراب، کوئی تھی ڈاکٹر نے دواد دی ہے۔ وہ ابھی بینک کی حالت میں ہے؟"

غنڈے نے پوچھا۔ کیا ابھی میرے کمرے میں رہو گے؟  
"نہیں، یہیں چلا جانا گا۔ اگر گوڈوان مندر کے کمرے کو نمینڈ سے بیدار کیا جائے تو تم عورت جانا اور کتا، ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا ہے۔ کیا گوڈوانی نے تمہارے متعلق کچھ پوچھا تھا؟"  
غنڈے نے کہا۔ "ہاں، اس نے پوچھا تھا میں کون ہوں تو نہیں نے کہا تھا، مسٹر جارج کا خاص آدمی ہوں، آج ہی ہماری دوستی ہوئی ہے؟"

فری مین نے کہا۔ "اگر اس بلائینڈ میں کسی بلیک میٹر کا فون آئے تو تمہارے آئیڈلر کے ہی اس ہوٹل سے نکل آنا۔"  
وہ دو فون ہوٹل کے سامنے پہنچ گئے۔ غنڈے نے گاڑی بند کی۔ جارج فری مین نے کہا۔ "میں سامنے والے ہوٹل میں قیام کر دوں گا تم رات کو کسی وقت بھی میرے پاس آ سکتے ہو؟"

وہ دو فون ہوٹل کے کمرے میں گئے۔ جارج فری مین نے اپنی بیٹی اٹھایا۔ پھر اس سے رخصت ہو کر سامنے والے ہوٹل میں آیا۔ وہاں ایک کمرے کے گاہک تھے۔ وہ ایک بے تک انتظار کرتا رہا۔ پھر اُس کی آنکھ لگ گئی۔ اُسے فون لگ رہا تھا جسے سمیٹوں کے دن ختم ہونے والے ہیں، اسی لیے وہ اطمینان سے سو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو جرج کے مات ہی رہے تھے۔ اُس نے فون سے سوچا۔ کیا بات ہے۔ وہ غنڈا واپس کیوں نہیں آیا کیا اس کی نیت بدل گئی ہے، وہ میرا کام



کرنے کے بجائے نوڑوں کی بھاری گڈیاں لے کر کہیں چلا گیا ہے۔  
 وہ جلدی سے اٹھ کر باختر دم میں گیا، والیں آکر لیاں تھریں  
 کیا پھر یا سپوٹ اور فرزدی کا مذاقت کے ساتھ ٹوٹل سے باہر جانا  
 چاہتا تھا، اسی وقت دروازے پر دستک سنا دی۔ اس نے آگے  
 بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک اسمبلی شخص نظر آیا۔ اس نے کہا: "میں ٹھلے  
 آکر کارڈ نمٹنے کا سامتی ہوں، اس نے یہ خط دیا ہے۔"  
 وہ خط دے کر چلا گیا، جارح فری میں نے دروازے کو اندر  
 سے بند کیا پھر اسے کھول کر بڑھا۔ اس میں لکھا تھا:  
 "جناب! آپ نے مجھے راتوں رات اسیر بنا دیا ہے، میں آپ  
 کا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔ کبھی رات اس بلیک میل نے فون کیا تھا۔  
 میں ریسورڈ کر کے آپ کے پاس آنا چاہتا تھا لیکن عروس ہوا کہ تعاقب  
 کیا جا رہے۔ اس لیے آپ کی طرف نہیں آیا۔ میں آٹھ دن باغ حینے  
 کی کوشش کرتا رہا تو ایک قمار خانے میں بیٹا گیا۔ اس قمار خانے میں میرے  
 درمیان سامتی ہیں۔ انھوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ میں آدمی  
 میری نکلوان کر رہے ہیں۔ میں جانتا تو انھیں اپنے آدمیوں کے ذریعے  
 قتل کروا دیتا لیکن بات بڑھانا مناسب نہیں تھا۔ شاید آپ کی لجن  
 میں گرفتار ہو جاتا۔ اس لیے میں یہ خط لے کر ایک سامتی کے ہاتھ  
 پہنچ رہا ہوں۔ ان حالات میں میں ایک دوسرے سے ملنا نہیں چاہتا  
 اگر آپ ملنا ضروری سمجھتے ہیں تو پھر میری اسی سستی میں چلے آئیے۔ میں  
 انتظار کروں گا۔"  
 "آخر میں مشورہ دینا چاہتا ہوں، آپ وہ بولیں جو چھوڑوں ہو سکتا  
 ہے میں اس بلیک میل کے ہاتھ لگ جاؤں اور وہ مجھے ایسی اذیتیں پہنچائے  
 کہ آپ کا پاتا بتانے پر مجبور ہو جاؤں میں نہیں چاہتا کہ مجھ سے کوئی غلطی ہو  
 اور میں اپنے عمن کے لیے مصیبت بن جاؤں۔ فقط۔ آپ کا وفادار  
 رابرٹ؛"  
 جارح فری نہیں سے دل ہی دل میں رابرٹ کی وفاداری اور  
 دانش مندی کی تعریف کی۔ اس خط کے پڑھنے پر بے کیفی کے ساتھ ہند  
 گے گھر میں بھانا، پھر فون کے پاس آکر ریسورڈ کا اٹھا کر گوڈوان کا قہر طلب  
 کیا۔ اسے تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑا۔ اس کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا  
 "اب وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو چکا ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے،  
 گوڈوان مجھے ہر طرف سے دلدل میں دھنسنے پر مجبور کر رہا ہے، میری  
 بے بسی سے فائدہ اٹھاتا رہا ہے اور مجھے پریشان نہیں ہونا چاہتا کہ اس کا  
 ہے وہ کوئی چالیں چل رہا ہے۔"  
 وہ ٹیلی فون کی طرف دیکھ رہا تھا اور بے چینی سے انتظار کر  
 رہا تھا پھر اس نے سوچا۔ اب میرے لیے کون سا راستہ رہ گیا ہے؟  
 کیا میں میرا سفر کے پاس جاؤں، کیا اس ملک میں سے دو سٹی کروں۔  
 کیا یہودیوں کو اپنا پاناوں یا اپنی بہن کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے

فرزاد سے دو سٹی کروں؟  
 اس نے میرا اور میری سامتی عورتوں کا تمام ریکارڈ پڑھا  
 تھا، ان میں ایک بات واضح طور پر لکھی ہوئی تھی کہ زبان کا مدعی ہوں۔  
 کسی دشمن سے کوئی مددہ کر لیتا ہوں تو اسے ضرور پراکتا ہوں اور میری  
 بات جارح فری میں کے دل کو لگ رہی تھی، اچانک غصہ ہی، اس  
 نے چہرہ کر کے ریسورڈ ٹاپا، ہیلو مسز گوڈوان، ہیلو،  
 گوڈوان کی آواز سنا دی۔ "جارح! کیا تم مجھ سے بھی چھپتے پھر  
 رہے ہو؟ آخر یہ کیا چہرے، کل تم نے بول میں میرا فون اٹھائے نہیں کیا۔  
 کیا واقعی تم نیند میں تھے؟"  
 "نہیں گوڈوان! ابیدار تھا۔ اس سے پہلے نیند میں رہتا تھا نیند  
 کا مطلب بے خفا رہنا اور تم نے مجھے بڑی مدت تک منتھت میں  
 رکھا اب میں آؤں میں بولوں گا۔ تمہارا ہمیں کھل گیا ہے، اس بلیک میل  
 نے مجھے بول کے منبر پر بھی فون کیا تھا۔"  
 گوڈوان نے دباؤ سے بولے پوچھا: "کیا تم میرے چہرے کو کہہ کر  
 میں سے لے کر بھرتا رہا ہے؟"  
 "پھر کیا تھا رابرٹ! لے بنا رہا ہے؟"  
 "جارح! اپنی زبان کو نکال دو۔ میں تمہیں جیرونی کی طرح مسل  
 دوں گا۔ اگر تم وقتی طور پر چھپ گئے ہو تو یہ سمجھنا، ہوش چھپتے ہو گے  
 میری پہنچ دینا کے ایک برس سے دو برس پہلے تک ہے۔"  
 "گوڈوان! تم بھول رہے ہو، ایک اور شخص ہے جو دینا کے  
 ایک برس سے دو برس پہلے تک پک چکے، یہ پہنچ جاتا ہے اور  
 وہ فرزاد ٹی ٹورے۔ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ برسی میں طرح تم نے  
 دلدل میں پھنسا دیا ہے اور جس طرح چاروں طرف سے دشمن مجھے گھر رہے  
 ہیں۔ ان حالات میں صرف فرزاد ہی میری مدد کر سکتا ہے اور میرے کام  
 آسکتا ہے۔ لہذا میں فرزاد ٹی ٹورے کو آواز دے رہا ہوں۔ کہاں ہو فرزاد؟  
 فرزاد، فرزاد۔۔۔"  
 وہ ریسورڈ کے سٹاکٹے میں طرح طرح کی آوازیں دینے لگا۔  
 فرزاد ٹی ٹورے، آج جارح فری بن اپنے دماغ کے دروازے کھول  
 رہا ہے۔ آجاؤ، میرے پاس آجاؤ۔ میں صرف تمہیں اس ٹرانسفاور  
 مشین کا پتلا تاؤں گا؟"  
 وہ غصہ مٹا کر دیکھ پکارتا رہا گوڈوان کی طرح چہرہ کر کے رہا۔  
 "پانگس کے پتے، یہ ٹیلی فون پر فرزاد کو کہیں پکا رہے ہو۔ کیا وہ آجائے  
 گا۔ نہیں، بیوقوف کے پتے، اس سے پہلے میں ادا میرے آنے چھٹا ہے  
 پاس پہنچیں گے؟"  
 جارح فری میں نے ریسورڈ کو ٹی ٹورے پر رکھا، اپنی اٹیچی اٹھا لی  
 پھر اس بول سے نکلے ہوئے دل ہی دل میں کہا گیا: "فرزاد ٹی ٹورے  
 آجاؤ۔ میرے پاس آجاؤ۔ تم جس وقت مجھ آؤ گے میرے دماغ کا

دروازہ کھلا رہے گا۔"  
 چہرہ دوسری صبح پارس اقل سے ملنے اس کے کالج میں آئی۔  
 پتا چلا وہ رات بھر جاگتا رہا تھا کاب سورہا ہے۔  
 وہ دایں جلی گئی، پھر وہ یہ کوئی تو پارس نے کالج کا دروازہ  
 کھولنے سے انکار کر دیا، جو مجھے دروازے کو پیٹ پیٹ کر  
 کہا: "کیا بات ہے۔ دروازہ کیوں نہیں کھولتے۔ نہیں کھولے تو  
 میں شام تک دروازہ بیٹھ رہوں گی۔"  
 پارس اقل نے دروازہ کھول کر پوچھا: "یہ کیا حماقت ہے کیوں  
 میرے پیچھے بڑھتی ہو؟"  
 "کیا تم کھلتا نہیں چاہتے۔ کیا مجھے نالائق ہونا مانا تو مجھے ہونا  
 چاہیے۔ کل رات تم نے کئی گندی حرکت کی تھی؟"  
 "بجاس امت کر رہے ہیں تمہیں دل سے پیار کیا تھا۔ تم  
 پیار و محبت کو کیا جلاؤ۔ تم تو اس میں کچھ پکے ہو، جاؤ کسی پتے سے  
 دو سٹی کرو اور اس کے ساتھ کیلو۔"  
 "میں جاناں گی تم نے کہا تھا، میرے سو اکیس سے دو سٹی  
 نہیں کرو گے اور میں نے بھی تمہیں کئی تھی صرف تم سے دو سٹی کروں گی  
 اور کسی کو دوست نہیں بناؤں گی۔"  
 "کل تم نے اپنے بھائی کو بتا دیا تھا کہ میں رات کو تمہارے  
 پاس آیا تھا؟"  
 "ہاں، بتا دیا تھا تم گنہ سے ہو تم ڈرتے ہو، میں تو نہیں  
 ڈرتی ہوں۔"  
 "تمہارے بھائی نے کیا کہا تھا؟"  
 "وہ مجھے اٹا ڈانٹ رہے تھے اور سمجھا رہے تھے، ایسی  
 بات کسی سے نہیں کہنا چاہیے۔ پارس تمہارا دوست ہے، تم سے محبت  
 کرتا ہے اور جب بھی وہ محبت کسے تو یہ بات کسی میرے کو نہیں  
 بتانا چاہیے۔ میں حیران ہوں۔ زندگی میں میں بار میرے بھائی آکر مجھے  
 بات چھپاتے اور چھوٹ بولتے پر مجبور کر رہے تھے۔"  
 "کیا پھر بھی تمہاری عقل میں یہ بات نہیں آئی کہ میرے درمیان  
 درمیان جو بھی پیار و محبت ہو، اس کا ذکر کسی میرے کے سامنے نہیں  
 کرنا چاہیے؟"  
 "بھائی آکر کہتے ہیں تو بات مجھ میں آجاتی ہے، نہیں نے وعدہ  
 کیا ہے۔ آئندہ میں کسی میرے کو نہیں بتاؤں گی۔"  
 "کیا تم وعدہ کر رہی ہو، آئندہ میں جب تمہیں تم سے محبت کروں  
 گا تو تم مجھے گنہ پھر نہیں کوئی؟"  
 "فرزاد کو میں گناہ آخری تمہیں محبت کیوں کرتے ہو جو مجھے  
 پتہ نہیں ہے۔"

"اس کا مطلب ہے، تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتیں؟"  
 وہ خوشی سے کھل کر بولی تو مشادی تو ضرور کروں گی؟  
 "کیا تمہیں معلوم ہے، شادی کے بعد کیا ہوگا؟"  
 "اور کیا ہوگا؟ تم میرے پاس آؤ گے، میں گھونٹ گھٹا اٹھاؤں  
 گی پھر ہم دونوں گھر میں کھینچے گئے۔"  
 پارس نے اپنا سٹیٹ کر پوچھا: "کیا تم میرے پروردہ کا بیچا نہیں  
 چھوڑو گی، لے بھی جینزیں لادو گی؟"  
 وہ اس کے ساتھ کالج سے باہر گیا، پھر بولا: "تم مجھے بچپن سے  
 ہی بہت پیاری لگی ہو، میں تمہارے سو اکیس اور کو شکرک حیات بنانے  
 کا قصد بھی نہیں کر سکتا۔ اگر جب تمہاری باتیں سناؤں اور تمہاری  
 عقل کا تماشا دیکھتا ہوں تو سوچ میں پڑ جاتا ہوں، آخر تمہارے ساتھ زندگی  
 کیسے کرے گی؟"  
 "میں سب سمجھتی ہوں، جب سے تم نے اس جنگل والی اور سانپ  
 والی سے دو سٹی کی ہے، میرے سامنے میں اٹلی میری باتیں کرنے لگے  
 "میں تم اپنی اٹلی میری حرکتوں پر غور کرو۔ وہ جنگل والی اور  
 وہ سانپ والی میری ہر بات مان لیتی تھیں۔ اگر میں ان سے محبت  
 کروں تو وہ مجھ کے گنہ پتے بھی نہیں کہیں گی؟"  
 "اس لیے کہ وہ گندی ہیں۔ میں تو نہیں ہوں۔"  
 "اس کا مطلب ہے کہ میں محبت کسے ان کے پاس جاؤں؟"  
 "میں خبردار، ان کے پاس جاؤ گے تو میں تمہارا نفع توں گی،  
 ان دونوں کے دماغ میں پہنچ کر زلزلے پیدا کروں گی۔"  
 "جب تم ان کے پاس جاؤ گے تو کوئی ہو تو پھر میرے پاس آنے  
 سے ڈرو گے؟"  
 "وہ ابھن میں پڑ گئی، پریشان ہو کر سوچنے لگی، پارس نے کہہ  
 "میں ابھی تمہارے قریب نہیں آؤں گا پہلے ہماری شادی ہوگی۔"  
 "اُس نے خوش ہو کر پوچھا: "کب ہوگی؟"  
 "یہ ہمارے بزرگ جانتے ہیں۔"  
 اور اسے میں چند بزرگ ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے جو جو  
 اور پارس اول کی شادی کے متعلق گفتگو کر رہے تھے، وہاں رسوئی اور  
 آرمی میں موجود تھے رسوئی نے میرے دماغ میں لگا کر کہا: "تم خیال جوانی  
 کے ذریعے آرمی کے دماغ میں رہو اور میرا شادی کے متعلق فیصلہ  
 سننے نہ ہو۔"  
 "میں آرمی کے دماغ میں کیوں رہوں۔ تم میری شکرک حیات  
 ہونا میں تمہارے پاس رہوں گا؟"  
 "نہیں فرزاد، آج میرے بیٹے کی شادی کے سلسلے میں باتیں ہو  
 رہی ہیں۔ میں کچھ بیٹا ہی ہو رہی ہوں، میرے کچھ عجیب و غریب خیالات  
 ہیں لہذا میں یہ خیالات تمہیں پڑھنے نہیں دوں گی۔"

مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ پھل رات رسوئی اور پاس اول کے درمیان کیا باتیں ہو چکی ہیں۔ کس طرح وہ اس پر توجہ مائل کرنا چاہتی تھی اور پاس کس طرح جذباتی ہو گیا تھا مجھے ایسی باتوں کا علم نہیں تھا۔ جناب شیخ صاحب نے کہا: کل ہمارے آرمز صاحب نے میرے پاس آکر بتایا، آپ یہ دونوں دیکھتے نہیں رہے، اس سے پہلے کہ یہ کوئی غلطی نہ ہو، ان کی شادی ہو جانی چاہیے اور میں ہمتا ہوں کہ آرمز صاحب مناسب بات کہے ہیں۔

میں نے اور ان کا خیال سے کہا: میں مراد علی محمد لبل رہا ہوں۔ جو جو ہمارے گھر کی لڑکی ہے۔ ہم پانچ بھروسے بعد میں شادی کر سکتے ہیں۔ آخر اتنی جلدی کیلئے ہمارے گھر سے کسی غلطی کا احتمال ہے تو ہم پاس کو ادارے سے باہر مصروف رکھیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آرمز صاحب سے کہوں گا، پانچ بھروسے دیکھتے ہی دیکھتے گزر جائیں گے پاس کی عمر میں پہنچنے کے لیے اور اس وقت شادی مناسب ہے کہ؟ رسوئی نے کہا: نہیں یہاں رہ کر دیکھ لے پاس کا دل جو کہ غیر نہیں لگتا، خواہ اسے ادارے سے باہر کیوں بھی بھیج دیا جائے وہ پھر واپس آجائے گا۔ اگر آپ لوگ مناسب سمجھیں تو پاس کو ہمارے پاس سے بات کریں؟

کئی ہفتوں کے رسوئی کی حمایت کی۔ جب پاس کو بلا گیا، اسے آرمز کی بات بتائی گئی، پھر میرا فیصلہ سنایا گیا۔ پاس نے رسوئی کی طرف دیکھا تو رسوئی نے نظریں چڑھائیں، دوسری طرف دیکھنے لگی۔ وہ بولا: جب سے مارنے میرے جسم میں زہر پھینچا ہے۔ میں خود کو دماغی طور پر زہر سمجھتا ہوں۔ زیادہ پیچیدہ معاملات کو سمجھنے ہوئے دختراری محسوس کرتا ہوں۔ کبھی کبھی مجھ میں نشے کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ مثلاً یہ زہر کا اثر ہے۔ ایسے میں ادارے سے باہر جا کر کسی معاملے میں مصروف نہیں رہ سکتا۔ اگر مجھے جبراً بھیجا جائے گا تو میں ناکام واپس آؤں گا اور میں اپنے ریکارڈ میں ناکامی کا درجہ لگاؤں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک گھنٹہ زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔

میں آرمز کے ذریعے سن رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میرا پیشا ایسی باتوں سے بچتا ہوں، لیکن کیوں کر رہا ہے۔ میں حقیقت معلوم کرنے کے لیے اس کے دماغ میں پہنچا تو اس نے سانس روک لی، پھر خوش ہو کر بولا: اودھ خالی تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ میں سانس روک سکتا ہوں۔ کسی بھی پرانی سوچ کی امر کو محسوس کر سکتا ہوں۔ مانا، پاپا، کیا آپ دونوں میرے دماغ میں آنا چاہتے ہیں؟

رسوئی نے کہا: میں تو یہاں تک چاہ گھڑی ہوں تمہاری باتیں سن رہی ہوں، جو مردان میں آئے گی کیا ضرورت ہے؟ میں نے آرمز کے ذریعے کہا: میں اچھی تمہارے پاس آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میرا دل میں ماننا کہ میرا پیشا ایسی باتوں میں

کر رہا ہے۔ حالانکہ میں بیان موجودہ کر ماری باتیں سن رہا ہوں۔ پھر بھی مجھے صاف صاف بتاؤ، آخر بات کیا ہے تم تو مرد میدان ہو، پھر گھر کی زندگیوں کو گزارنا چاہتے ہو؟

پاپا: آپ کے دو بیٹے ہیں، ایک مرد میدان رہنے دیکھنا مجھے گھر کی زندگی گزارنے کی اجازت دیجیے! میں نے پوچھا: کیا تم اپنی ماما کو خوش کرنے کے لیے ایسا کر رہے ہو؟

رسوئی نے جلدی سے کہا: تم مجھ پر کیوں اتنا لگے ہو؟ کیا میں نے اس سے کہا ہے کہ اچھی شادی کرے اور گھر میں بیٹے چلے اور پاس دوم ادارے سے باہر جا کر کارنامے انجام دیتا رہے، کیا میں ایک کی لگی اور دوسرے کی سوتیلی ماں ہوں؟ تم میری باتوں کا غلط مطلب لے رہی ہو۔ تم ہی امی کی لڑکی کرتی تھیں، ایک بیٹا باہر رہے تو دوسرے کو گھر میں رہنا چاہیے چونکہ پاس دوم باہر سے اور پاس اول گھر کی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو یہ تمہارے دل کی بات ہوگی، اس لیے میں نے یہ کہا کہ پاس اپنی ماما کو خوش کرنے کے لیے ایسی باتیں کر رہا ہے؟

جناب شیخ صاحب نے کہا: آپس میں بحث کرنے سے ہر شے کی جیتے ہوئے پڑھو؟

میں نے کہا: میں پہلے پاس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنا چاہتا ہوں۔ کیا میرا پیشا مجھے اجازت دے گا؟ پاس نے کہا: پاپا اب میں جوان ہو گیا ہوں اور جوان بچوں کے خیالات نہیں پڑھنے چاہئیں؟

یہ شروع سے میرا اصول رہا ہے، میں کبھی کسی کے خیالات چھوڑنے نہیں چڑھتا اور نہ ہی جبر کرتا ہوں لیکن آج کا معاملہ عجیب ہے۔ میں محسوس کر رہا ہے، میرا پیشا اپنے مزاج کے خلاف باتیں کر رہا ہے اور ایسا کیوں کر رہا ہے، میں جانتا چاہوں گا؟ اگر آپ کو خیال خوان نہ آتی تب اپنی اولاد کے خیالات کیے پڑھتے۔ کس طرح ایک ایسے بچے پر پہنچتے؟

پاس نے بہت عمدہ بات کہی۔ دن کے تمام والدین خیال خوان نہیں جانتے لیکن وہ اپنے بچوں کے مزاج کو ان کے رجحانات کو سمجھ کر کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا: تم بہت اچھی بات کہہ رہے ہو۔ میں تمہارے خیالات پڑھنے لہجے سے فیصلہ کر رہا ہوں کہ تمہارا شادی نہیں ہوگی، اس کی وجوہات ہیں؟

وہ سب میری باتیں تو مجھ سے سن رہے تھے۔ میں نے کہا کہ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ ایک ٹرانسٹرانڈر مشین خارج فریڈن کے پاس نہیں رکھی ہوئی ہے۔ آجسے ہمیں ہرجا میں تلاش کرنا ہے۔ جارنا فریڈن اپنی بہن سارا کو بہت جاہتا ہے۔ اس وقت وہ ماما

میں کی قید میں ہے۔ وہ ہمارے پاس کو بہت جاہتا ہے میرا خیال ہے وہ اپنی محبت کا اظہار اپنے بھائی سے کرے گی اور اگر بھائی نے اسے اس محبت کو اس محبت کے رشتے سے ہمارے درمیان سے دور کر دیا ہوگا، اس دوستی کے ذریعے ہم اس مشین تک پہنچیں گے۔ اگر سارا اور اس کے بھائی کو معلوم ہوگی کہ پاس کی شادی جو بہت ہو گئی ہے تو وہ بلاوس ہو جائیں گے۔ اس طرح ہماری رسائی اس مشین تک نہیں ہوگی۔ لہذا محنت عمل کا تقاضا ہے کہ اچھی پاس کی شادی نہ ہو؟

جناب شیخ صاحب نے کہا: فریڈا! تمہاری بات درست ہے جیسا کہ تم جانتے ہو اور جیسا کہ میں جانتے ہوں۔ اس ادارے میں رشتے طے ہوتے ہیں گھر میں شادیاں نہیں ہوتیں اور نہ ہی کسی کو گھر پر لڑوایا زندگی گزارنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ پاس اور جو جو کی شادی جب بھی طے ہوگی تو اس کے مطابق ادارے سے باہر کریں ان کا نام پڑھایا جائے گا اور ادارے کے باہر پانچواں گھر بنا دیا کریں گے۔ فی الحال میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ جوان بچے ہیں۔ بچپن سے ایک دوسرے کے ساتھ انا گرا کر ڈھکتے ہیں کہ انہیں الگ نہیں رکھ سکتے اور اگر انہیں ملنے رہنے کی اجازت دیں گے تو اس ادارے کے تھکن کو نہیں پہنچے گی۔ کیا تم اس بات کو مانتے ہو کہ پاس اور جو جو ایک دوسرے سے زیادہ محرم دو دہیں اور رکھتے؟

میں نے کہا: جی ہاں، میں اسے تسلیم کرتا ہوں؟ پھر ہمارے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ یا تو ان کا نکاح پڑھا دیا جائے اور انہیں ادارے سے باہر گھریلو زندگی گزارنے کی اجازت دی جائے یا پھر انہیں ایک دوسرے سے ملنے نہ دیا جائے؟

ایک بزرگ نے کہا: فریڈا کی حکمت عملی کے پیش نظر پاس اور جو جو کی شادی نہیں ہونی چاہیے اور ہمارے اصولوں کے مطابق شادی ہو جانی چاہیے۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ ان کا تکیہ چاہنا پڑھا دیا جائے۔ یہ بات اس ادارے سے باہر نہیں جانے کی پاس اور جو جو گھریلو ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے ادارے سے باہر جانے لگے، دنیا والوں کے سامنے دوستی کی حیثیت سے رہیں گے خصوصاً سارا اور جارح فریڈن کے سامنے یہ کبھی ظاہر نہیں ہوگا کہ ان کی شادی ہو چکی ہے؟

آرمز نے کہا: آپ حضرات میرے دل کے مطابق فیصلہ سنا رہے ہیں۔ میں ایک بات سمجھنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا، اس ادارے میں گھریلو ازدواجی زندگی گزارنے کی اجازت نہیں ہے تو کیا پاس کسی ہم پروردہ ہوگا تو جو جو بھی اس کے ساتھ رہے گی یا کسی گھر میں کسی گھر میں تنہا زندگی گزارے گی؟ جناب شیخ صاحب نے کہا: نہیں آرمز جو جو ہماری بیٹی

ہے۔ اس ادارے سے تعلق رکھتی ہے۔ جب وہ شوہر کے ساتھ نہیں رہے گی تو یہاں آکر ہماری پناہ میں رہ کر رہے گی۔ اس کی مثال تمہارے سامنے ہے۔ فریڈا اس ادارے میں نہیں آتا۔ رسوئی کو گھریلو ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے ادارے سے باہر جانا ہوتا ہے جب شوہر ساتھ نہیں رہتا تو یہ یہاں آکر ہمارے سامنے نہیں آتی ہے اس طرح جو جو بھی رہا کرے گی؟

ان کی شادی کا فیصلہ ہوگا۔ یہ طے پاپا کو ایک ہفتے کے اندر پاس اور جو جو کی رہائش کا انتظام پیرس میں کیا جائے گا ادارے میں نکاح پڑھا دیا جائے گا، پھر وہاں سے انہیں رخصت کر دیا جائے گا۔ میں اس دوران آرمز کے ذریعے کبھی رسوئی کو اور کبھی پاس کو دیکھتا جا رہا تھا۔ دو دونوں ایک دوسرے سے الگ الگ لگتے تھے، ہاں کبھی جان پہچان نہ ہو۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھ بھی نہیں رہتے تھے، جیسے کبھی نہ دیکھنے کی قسم کھالی ہو۔ یہ بات میرے دل میں کھٹک رہی تھیں لیکن مجبوراً کبھی میں پاس کے دماغ میں جا سکتا تھا، نہ رسوئی کے خیالات پڑھ سکتا تھا۔

جب آرمز اپنے کالج کی طرف چلے گا تو میں نے پوچھا: کل رات کوئی خاص بات ہوئی تھی؟

ہاں، پاس جو جو سے آدمی رات کے بعد ملنے آیا تھا؟ آرمز اٹھارہ بجے رات درست ہے۔ دونوں کی شادی ہو جانی چاہیے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں، پاس جو جو کے ساتھ کب تک پاپا "میرے کالج کے سامنے پھر آدینے والے نہ بتایا کہ پاس پندرہ تیس منٹ سے زیادہ نہیں ہاتھ کیا ایک بات مجھ سے کل ایک منٹ پہلے سے وار میرے کالج کے سامنے خاص طور پر سپر ادارے رہا تھا اور اس کی ڈیوٹی رسوئی بھائی نے لگی تھی؟

میں سمجھا رہا تھا۔ عزت کوئی خاص بات ہے۔ اب یہ نئی بات معلوم ہوئی تھی کہ رسوئی نے خاص طور پر وہاں ایک شخص کی ڈیوٹی لگی تھی۔ میں نے پوچھا: پاس جو جو کے پاس سے چلنے کے بعد کیا رسوئی سے ملاقات کرنے گیا تھا؟

میں نہیں جانتا لیکن کوئی ایک گھنٹہ بعد اطلاع مل کر وہ رات کے دو بجے سے جا رہے تھے۔ تک مختلف دہشتیں کر رہا تھا پھر سب کے سامنے میں جا کر کام پاک کی تلاوت کرنے لگا؟

مکتبہ اہلسنیات • زمزم پبلشرز • لاہور





یہ کہتے ہیں اس نے ایک ہاتھ سے اپنا منہ دایا۔ اسے پھر ڈرگن کی نصیحت یاد آئی کی بارگاہ نام بھی دیا لیا ہاتھ۔ وہ جلدی سے بولا۔ میرا مطلب ہے، اعلیٰ درجہ لائبریری ہاتھ پر رکھنا ہے۔  
 "تم کو کیا پتا ہے لائبریری؟"

دوسرے نے پوچھا۔ جیفیر، کیا تم ہمارے ساتھ گھر چلو گی؟  
 "ضرور چلوں گی۔" اتنے تم رات چھپ کر رہنا پاتی ہوں۔ وہ مجھے ڈھونڈتا ہے گا اور پریشان ہوتا ہے گا۔ میں اسے سزا دینا چاہتی ہوں۔ وہ بہت گنہگار ہے جو کیا ہے؟

انھوں نے یہی گواہی ایک ایسی راز پر عیادت کے سامنے دلی جہاں وہ لڑائی اور سناٹا تھا۔ اس عیادت کی پہلی، دوسری اور تیسری منزل مکمل ہو چکی تھی۔ باقی دوسری منزلوں کی تعمیر ہو رہی تھی۔ وہاں کوئی آباد نہیں ہوا تھا۔ وہاں کے ایک چوکھٹا کھانسی انھیں دیکھتے ہی سلام کیا کہ ان میں سے ایک نوجوان ان عیادت کے مالک کا بچا تھا۔ اس نے چوکھٹا کے ہاتھ میں دی ڈال دیا کہتے ہوئے کہا۔ ہماری طرف کسی کو آنے دینا نہ پھر دو جو جو کے ساتھ بیڑھیوں چڑھتے ہوئے تیسری منزل پر پہنچے۔ وہاں بڑے بڑے کمرے بنے ہوئے تھے۔ انھیں ان میں دروازے اور کھڑکیاں نہیں لگائی تھیں۔ انھوں نے جو چاہے کیا۔ تم اس کمرے میں ٹھہرو، تم ہمارے بیٹھنے اور سونے کا انتظام کرتے ہیں۔ وہ اسے چھوڑ کر دوسرے کمرے میں آئے۔ ایک نے کہا۔ یہ لڑکی بہت نادار ہے مگر ہم بے پروا ہوں۔

دوسرے نے کہا۔ لیکن یہ تو ہاتھ دیکھتے نہیں دیتے۔ تیسرے نے چاقو نکال کر کہا۔ اسے دھکی دی ہلنے تو کمرے آواز نہیں نکلتے گی؟

دوسرے جہاں نہ اس کے ہاتھ سے چاقو لے کر کہا۔ میں اس عیادت کے مالک کا بیٹا ہوں۔ یہ میری جگہ ہے۔ اس لیے پیٹنے میں جاؤں گا۔

وہ ہاتھ میں چاقو لیے خاموشانہ سے چلتا ہوا چوکھٹے کے کمرے میں آیا۔ پھر سکتا ہے ہونے بولا۔ دیکھو رہی ہو، اسے کیا کہتے ہیں؟ جو چاہے بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے پوچھا۔ تم بیٹھتے بنا سکتے ہیں۔ اسے چاقو کہتے ہیں۔

"اگر یہ تمہارے بیٹھے ہیں اسے کا تو تم لوہوں ڈوب جاؤ گی۔ پھر پھر مار کر جاؤ گی۔"

وہ پریشان ہو کر دوڑا پیچھے بیٹھے ہوئے بولے۔ کیا تم مجھے مار خان چاہتے ہو۔ جو کیا تم برسے آؤ گی؟

"میں بہت بڑا ہوں لیکن تم میری بات مان لو تو میں تمہارے لیے انجان ہوں گا۔"

"میں تمہاری ہر بات مانوں گی۔"

"تو پھر آؤ میرے بیٹھے سے لگ جاؤ۔"  
 وہ جہاں سے بولی۔ نہ کیا تم ہارس کی طرح گدھے پٹتے ہو؟  
 "اری کی گائے بچو کی رکٹ لگ رہی ہے۔ پھر پھر جو ان ہے اور بچوں جیسی باتیں کرتی ہے۔"

"میں گدھے بچوں پر تھکتی ہوں، بہت پارہ پڑتی نہیں تھکتی۔ کیونکہ جو جیسا بھی ہے، اچھا کھتا ہے۔ اب اگر تونے چاقو لگی ہوگی تو تیری ایسی کی تیری کر دوں گی۔"

وہ بیٹھے ہوئے بولا۔ کیا تو ایک بیٹھ ہے؟ ہم سے مقابلہ کرے گی؟

"ارے مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ گدھے سے مقابلہ کرنا وہ کہتے کہتے ڈک گئی۔ اسے پھر یاد آیا، بزرگوں نے شیخ کیا تھا۔ شیخ بیٹھی گاؤ ڈر کر رہے۔ یہ بیٹھتے یاد آئی تو وہ انھیں منہ پر مٹی۔ اب کیا کر سکتی ہے۔ وہ چاقو لیے سامنے کھڑا تھا، اسے جہاں سے مار سکتا تھا۔ اپنے ہتھوڑے کے لیے شیخ بیٹھی کا ہتھیار استعمال کرنا ضروری تھا۔ پھر اسے یاد آیا۔ شیخ صاحب نے کہا تھا۔ کبھی ایسا موقع ملے تو ان کی خیال خوانی کے ذریعے اپنا بچاؤ کر دو۔ دوسروں کو شہید نہ ہو۔ پھر رسوئی اور مارنے کے کسی طریقے کا کبھی طرح یاد کرنے کے کان مارا۔ میں کسی طرح خیال خوانی کرنا چاہتا ہوں کہ طرح چھپ چاپ دشمن کے دماغ پر قبضہ کر لیا جائے۔"

یہ باتیں یاد آئیں تو اس نے سامنے والے کی آواز دہرائے کہ گرفت مل گیا، اس کی آنکھوں میں گھور کر دیکھا۔ پھر دماغ میں پہنچ کر کوفہ چلا گیا۔ رسوئی سے بھرا تھا، اگر دشمن کے ہاتھ میں رہا اور ہر تو اس کے ہاتھ سے اس کے ہاتھ پاؤں کو زخمی کر دینا چاہیے تاکہ وہ گے ڈر کر مارنے میں ناکام رہے۔

جو چاہے اس کے ایک ہاتھ سے دوسرے بازو میں چاقو لگ کر گرائی تک ہیوسٹ کر دی۔ پھر اس طرح چاقو سے ہاتھ کو چیرتی ہو گھائی تک سے آئی۔ پھر اس نے زخمی ہاتھ میں چاقو ڈال دیا اور دوسرے بازو میں اسی طرح اس کی نوک ہیوسٹ کر کے اسے بھی چیرتی ہوئی۔ کلانی تک سے آئی۔ اس کے بعد دماغ کو بھی آزاد چھوڑ دیا۔ وہ ایک بیک تڑپ کر بیٹھنے لگا تھا۔ چاقو تھم سے گڑا تھا۔ دونوں ہاتھ سے خون یوں ابل رہا تھا جیسے سیلاب بند توڑوں کی رہا ہو۔

جو جو تالی بجا بجا کر رہی تھی۔ اچھا ہوا، تمہارے بیٹھے کو اب ہی سزا تھی ہے۔"

اس کھینچ کر تینوں ساتھی دوڑتے ہوئے کمرے میں آئے۔ پھر جہاں سے وہیں پھانسی چاڑھ کر دیکھنے لگے۔ خون آلود پاؤں تو فرش گرا ہوا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ زخمی تھے۔ خون تمام لباس کو تڑپ کر تھا۔ ایک نے گدھے پر چڑھا۔ کیا تمہاری ہی تم زخمی ہو گئے؟

دوسرے نے کہا۔ یہیں تھیں نہیں آتا اس نادان لڑکی نے نہیں اس قدر زخمی کر دیا ہے۔  
 اس نے ایک کھانسی اور فزوش سے اٹھا، پھر وارنگ دیتے تیسرے نے ایک کھانسی اور فزوش سے اٹھا، پھر وارنگ دیتے ہوئے کہا۔ خبردار، تمہاری ہالہ کی کم پر نہیں چلے گی۔ تم نے اسے کیا کیا کر دیا؟ ہم تینوں کو نہیں کر سکتی؟

دو زانوں سے آگے بڑھ کر اس کے دونوں بازوؤں کو بکھرا لیا۔ ہاتھ پاؤں والے سے ڈر رہی تھی لہذا اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ جب وہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے بازوؤں میں چاقو ہیوسٹ کر کے اسے گرائی تک ہیوسٹ لگا دوں تو ساتھیوں نے شدید جیرانا اور پریشان سے پوچھا۔ اسے یہ کیا کر رہے ہو؟

جو چوکھٹے کی آنکھوں میں تک رہی تھی۔ اب وہ زخمی ہاتھ میں چاقو لے کر دوسرے ہاتھ کو اس طرح زخمی کر رہا تھا۔ ایک ساتھی نے جو چوکھٹے کو دیکھا تو شیخ پھر ایک اس کے چاقو تو چھین لیا۔ چاقو اس کے ہاتھ میں آیا تو اب جو چوکھٹے سے ڈرگ رہا تھا، لہذا اس نے دوسرے ہاتھ کو چھری کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ دوسرا وہی طور پر آزاد ہو رہی تھی مارتے لگا۔ اپنے دونوں زخمی بازوؤں کو بے یقینی سے دیکھتا ہوا وہیں تیس کے انداز میں سر ہلاتا ہوا بیٹھے ہیوسٹ کر دہشت زدہ نظروں سے جو چوکھٹے لگا۔ ادھر تیسرے ساتھی اپنے ایک ہاتھ کو زخمی کر رہا تھا۔ جو تھا ساتھی، فوراً ہی جو چوکھٹے بازو کو چھوڑ کر بیٹھا ہوا اور زانوں تک گیا۔ پھر وہاں سے ہیوسٹ کو خنوت سے تھکھکھ پانتے ہوئے جو چوکھٹے لگا۔ وہ ڈر کر لگا اور وہی تیس ڈراؤنی نہیں دیکھ کر مارتا تھا۔ اس کے ذہن میں ہیوسٹ کی آواز دہرائے جیسے کسی درد کو چوکھٹے لگاتے آئے ہیں۔ وہ وہاں سے چھین چلا آ جا لگتا۔ گانچے سے چوکھٹا اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ ہنسی ہنسی منہ سے آ رہا تھا۔ اس نے جہاں کو دیکھا کر پوچھا۔ کیا بات ہے؟

"وہ وہ کوئی درد ہے۔ ذبح ڈاکٹر ہے۔ کالا جادو جانتی ہے۔ اس نے تینوں کو زخمی کر دیا ہے۔ میں جان بچا کر بھاگ رہا ہوں۔ وہ دہشت زدہ ہوئے اس کے کہے میں آئے جہاں وہ تینوں زخمی حالت میں گرفتار ہرے ہوئے تھے اور جو جہاں کے درمیان سے گزرتی ہوئی وہ دہشت زدہ کی طرف آ رہی تھی۔ پھر تیسرے والے مسلح چوکھٹا لڑائی کو دیکھ کر ڈر گئی ایک نے ہیوسٹ لگا کر خبردار! اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا، تیس کو لگو مار دوں گا۔"

گولی مارنے کی دھمکی سامنے ہی اس نے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ اس کی رائیخ کو نال بیٹھے کی طرف بھاگ گئی۔ پھر ٹھکانے سے گولی پھا اور وہ اس کی رائیخ کو چھین کر ہونے دوڑ کر حرکت نکل گئی۔

اس کے ساتھ آگے والے دونوں چوکھٹوں نے چوکھٹے پر چھاپا۔ اسے یہ تم نے کیا کیا؟ خود کو زخمی کر لیا۔ کیا تمہارا دماغ نہیں بلکہ جانتا ہے۔

کیسے؟  
 یہ کہتے ہیں ان چوکھٹوں کو یاد آئی کہ اس بھاگنے والے جوان نے کہا تھا لڑکی کوچہ ڈاکٹر ہے، کالا جادو جانتی ہے۔ بات یاد آتے ہی وہ دونوں اپنے ساتھی چوکھٹا کو چھوڑ کر وہاں سے بھاگنے چلے گئے۔

جو چوکھٹے۔۔۔ انہیں اس سے پریشان کرتی ہوئی تھی۔ آئی پھر کار کی ایڈیٹرنگ سید پر ہاتھ پڑا۔ اسے ڈاکٹر ٹھکانے کی کھانسی کی کھانسی کی کھانسی کی بات نہیں آتی تھی۔ وہ اکثر بھول جاتی تھی کہ اس طرح ایک ایسی ہیوسٹ کا سادہ جادو رکھنا چاہیے اور اس کے ذریعے دیکھ کر یاد کرنا چاہیے۔ مارو زنگ کی کسی زیادتی کے مطابق کسی طرح کبھی یاد کرنا چاہیے۔ اس نے پالی گھن کر کسی طرح گاڑی اسٹارٹ کی، پھر اٹنے سے پہلے گھڑ بولنے لگی۔ ایک ایسی ہیوسٹ پر ڈاکٹر لگاؤ گاڑی تک بیٹھے تھے۔ آگے بڑھی۔ اس نے گھبرا کر ہاتھ پاؤں جلائے۔ گاڑی رگڑتی اس نے پریشان ہو کر سوچا۔ آخر مجھے کیا یادوں نہیں رہتا۔ جب کوئی کھانسی والا ہوتا ہے تو آسانی سے بیکھ لیتی ہوں، جب ایسی ہوتی ہوں تو گڑبڑ ہو جاتی ہے۔

وہ دروازہ کھول کر باہر آئی۔ پریشانی سے سوچنے لگی۔ پیدل کہاں جاؤں گئی۔ ڈر جاؤں گے، پتا نہیں دیکھنا علاقہ تھا۔ وہ کئی بار پرل اپنی کھانسی لیں اتنے برسے شہر کا ایک راستہ بھی اسے یاد نہیں تھا۔ وہ چھٹا نوجوان جو اس سے خوفزدہ ہو کر بھاگا تھا، دوسری منزل میں جا کر کھپ گیا تھا۔ جب اس نے امان لگا کر وہ بھاگی ہے اور غصہ لگا گیا ہے تو وہ دوسری منزل سے پریشان اترتا ہوا بیٹھے آیا۔ پھر جیسے ہی آتا رہا بیٹھے آیا اور جیسے ہی گاڑی کے قریب پہنچا تو چوکھٹا کو دیکھ کر کھٹک گیا۔ وہ بولی۔ خبردار، یہاں سے نہ بھاگنا۔ ادھر آؤ اور گاڑی چلاؤ۔

وہ تھکھکھ پانتا ہوا گاڑی کے قریب آیا۔ پھر بولا۔ مجھے جان سے زامنا۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے۔

جو چوکھٹے کا تو پھر آؤ، ہاتھ ملو۔ ہم دوست ہو گئے۔

وہ ڈرتے ڈرتے قریب آیا۔ پھر اس نے مصافحہ کیا۔ جو چوکھٹے کا۔ تم گاڑی چلاؤ۔ میں جیچھے بیٹھوں گی۔

وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ اس جوان نے ایڈیٹرنگ سید سے سنائی۔ پھر گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھی۔ جو چوکھٹے پر چھاپا۔ کیا تمہارے پاس کچھ رقم ہے؟ میں رات کسی ہونٹ میں گزارنا چاہتی ہوں۔

دوسری طرف ہارس کا ڈرائیو کرتا ہوا ڈور ڈور ڈک اسے تلاش کرتا رہا تھا۔ آخر تک بزرگ نہیں ہنس ڈپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر جنرل کے بیٹھے کے سامنے آیا۔ وہاں تلخ افراک پرا رہتا تھا۔ انہوں نے اسے روکا تو اس نے کہا۔ میں فریڈی اعلیٰ ہو کر بیٹھا ہوں۔ اپنے صاحب کو فوراً اطلاع دو۔ میں ملنا چاہتا ہوں۔

ایک صلح ہر سے دارا گیت کے ساتھ بیٹھے ہوئے کبھی میں گیا وہاں

”نہیں، وہ بہت خراب ہو گیا ہے۔ گندی گندی حرکتیں کر رہا تھا“ میں جھپٹ کر فوراً داپس چلا آیا۔ دماغی طور پر عاجز ہو کر سر جھکتا ہوتے ہوئے سوچنے لگا۔ بڑی مشکل ہے۔ ایک میرا بیٹا ہے، دوسری میری بہو ہے۔ میں دونوں کی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتا تھا جسے بزرگوں کو سننا نہیں چاہیے۔ آج میرا بیٹا اپنی دھن کے ساتھ ایک کپڑا کی بیٹی گیا تھا۔ میں اس کے ہنسنے کو سمجھتا تھا لیکن مشکل یہ تھی کہ جو جو کو سمجھا نہیں سکتا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے سے بیٹے کی طرف مائل نہیں کر سکتا تھا یا ذکر یہ بات خلاف تہذیب ہوتی؟

میں پھر جو جو کے پاس پہنچا، مخصوص کو ڈور ڈور ادا کرنے کے بعد بلا لیا۔ پارک بہت خراب ہو گیا ہے۔ چھتے چھتائیں تھا وہ میری جو جو کو پریشان کر رہا ہے۔ میں اس کے کان پر لگا کر ایسی سزا دوں گا کہ تم کو جی سے تالیاں بھانسنے لگوں گی؟

وہ خوش ہو کر بولی، ”بچ پاپا! آپ اسے سزا دیں گے؟“

”ہاں بیٹا! میں اسے اپنے پاس بلاؤں گا اور تمہارے سامنے سزا دوں گا“

”آپ اسے اچھے بلائیے“

”اسے بلانا بڑی بات نہیں ہے لیکن سزا تو تمہارے سامنے دوں گا، اس لیے تمہاری موجودگی ضروری ہے۔ مجھے تاؤ، اس وقت کس علاقے سے گزرا رہی ہو۔ میں تمہارے پاس آؤں گا۔ تمہیں اپنے ساتھ سلے جاؤں گی۔ پھر وہیں پارک کو بلاؤں گا کیونکہ ٹھیک ہے نا؟“

”ہاں ٹھیک ہے۔ گھر میں یہ علاقہ نہیں جانتی“

”کوئی بات نہیں۔ تم ڈرائیو کرنے والے لڑکے کو مخاطب کرو۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ کر کب کب کچھ معلوم کر لوں گا“

اس نے میری برائیت پر عمل کیا، اس نوجوان کو مخاطب کیا جب اس نے بات کی تو میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ میں پیرس میں جہاں قیام کر رہا تھا، وہ لوگ اس سے زیادہ ڈور نہیں تھے۔ میں نے اس جوان کے دماغ پر قبضہ چھایا، پھر گاڑی ڈرائیو کرانا ہوا اپنے کالج کے سامنے لاکر روک دیا۔ میرے کمرے کے آس پاس مسلج سائیکلوں کا پھرا رہتا تھا۔ وہ سہاوی اس گاڑی کو کبھی وہاں نہ رکھتے نہ بیٹے لیکن میں خود ہی کالج سے باہر آیا تھا۔ میں نے کچھ سیٹھ کا دردا زہ کھول کر کہا: ”آؤ بیٹی، کالج کے اندر چلو۔ سردی بڑھتی جا رہی ہے۔“

پھر میں نے اس نوجوان سے کہا: ”تم نے میری بیٹی کو کھینچ دیا ہے کہ تم اپنے چھتے چھتے جو لہذا اچھے بچے نہ بن اپنے گھر جاؤ“

وہ کار ڈرائیو کرنا بھلا چلا گیا۔ میں جو جو کو کے کالج کے اندر آیا۔ روشنی میں اسے دیکھا۔ کتنی بھاری لگ رہی تھی۔ مجھ سے ایک بیڑیوں میں سے آیا۔ پھر اس سے کہا: ”میں تم آدمی کو۔ میں ابھی باہر آ رہا ہوں“

”میں یہ پتلا ہوا ہال اس میں نہیں پہنوں گی، مجھے دوسرا چاہیے۔“

”فون کے ذریعے رابطہ قائم کیا۔ تنہا ہی دیر بعد اس نے گیٹ کھولنے سے کہا کہ تشریف لے جائیں۔ صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ کار ڈرائیو کرنا ہوا بیٹے کے ہاتھ میں آیا۔ ڈرائیو جرنل نور ہی باہر نکل کر اس کے استقبال کے لیے آ گیا تھا۔ گھر میں سے مسافر کرنے سے ہوتے ہلاکتیں: اتنی رات کو یہاں کیے آگئے، تہذیب تو ہے؟“

”غیرت ہوتی تو آپ کے پاس کیوں آتا۔ آپ کو راز دانی سے متاثر کیا ہے کہ میری اور جو جو کی شادی ہو گئی ہے اور ہم اس کو بچھ کر قیام کر رہے ہیں لیکن جو جو مجھے جھگڑا کر کے بھاگ گئی ہے۔ چنانچہ میں اس سے نفرت کی ہے۔ کن لوگوں کے ساتھ گئی ہے۔ میں اس گاڑی کو لائسنس کرتا رہا مگر کچھ پتا نہ چلا۔ آپ فوراً پاپا سے رابطہ قائم کریں اور مجھ سے بات کرائیں۔“

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے ڈرائنگ روم میں آئے۔ ڈرائیو جرنل نے ریسپورنڈنگ کر لیا۔ فون ان فون میری مصر دہشت زانیاں نہیں تھیں۔ میں وقت بھر سوچا کرتا تھا۔ فون کی گھنٹی نے پورے گاڑیوں کے روتے روتے کر دیکھو ناٹھایا۔ پھر اسے کانوں سے لگا کے چھوڑا۔

”ہیلو کون؟“

”فرڈ صاحب! آپ کے صاحبزادے میرے پاس آئے ہیں ان سے بات کریں“

پھر مجھے پارک کی آواز سنائی دی۔ وہ کمرہ رہتا تھا۔ پاپا غضب ہو گیا، جو جو جھگڑا کر کے بھاگ گئی ہے۔ چنانچہ میں کن لوگوں سے نفرت کی ہے اور اس وقت کہاں ہوگی؟ آپ فوراً اس کے دماغ میں پہنچیں۔“

میں نے کہا: ”میں ابھی اس کے پاس جا رہا ہوں۔ تم سے مجھے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ قائم کر لوں گا“

میں نے ریسپورنڈنگ کیا۔ خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے جو جو کے پاس پہنچا۔ اس نے سامنے روکی۔ پھر آہستہ آہستہ سامنے لیتے ہوئے بولی: ”کو ڈور ڈور؟“

میں نے کہا: ”میرا پاپا ان زبردست ہیں“

وہ خوش ہو کر بولی: ”پاپا آپ تھوڑی دیر پہلے آتے تو بڑا مزہ آتا میں تمہیں گندے پتوں کو چاٹنے سے منع کر دیا اور ایک کے پانچ میں گولی مار دی۔ اس ایڈیوچر میں بڑا مزہ آ رہا ہے“

”بیٹی! تمہیں اپنے دو لہکے کے ساتھ رہنا چاہیے۔ تم کس کا بھانگتے پھر رہی ہو؟“

”آپ دیکھ ہی رہے ہیں، میں کارڈ کچھلی سیٹ پر لیوں اور یہ جو کارڈ رائیو کر رہا ہے، بہت اچھا ہے۔ میں اس کے ساتھ ایک بومل میں رات گزاروں گی“

”کیسی باتیں کر رہی ہو، تمہیں پارک کے ساتھ رہنا چاہیے۔“

”ابھی وہاں سے گاتا“

میں نے پارک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”میں جو جو کو اپنے پاس لے آیا ہوں تم اپنے کالج میں جاؤ اور اس کے دوپارہ چورسے آؤ“

”آپ کہاں ہیں؟“

”ڈرائیو جرنل صاحب کے آؤ نہیں میرے پاس پہنچاؤں تو پھر میں نے ڈرائیو جرنل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”آئی رات کو زور سے دے رہا ہوں، اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ پاپا کس پاس ہیں؟“

میں نے وہی طرز پر حاضر ہو کر ملازم سے کافی بتانے کے لیے کہا، پھر ایک صوفے پر بیٹھ کر روشنی کے پاس آ گیا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے پارک دم سے ہاتھ کی حرکت کی۔ میرے مخاطب کر کے پھر وہاں سے آگئی۔ پھر بولی: ”یہ کجگت اور کیاں میرے بیٹے کے پیچھے پریشان ہیں؟ میں نے پوچھا تو کیا بات ہے؟“

”وہ جو سوئی ہے نا میرے بیٹے کو چھانسی رہی ہے“

”تم اطمینان رکھو۔ پارک دم ایسا بے پتھر ہے جس میں کبھی جو کب نہیں لگے گی۔ وہ عورت تو کسی سرور سے غیر فزولی ہائی نہیں کرتا۔ یہ قدرت کا عجیب تماشا ہے۔ بارے دونوں بیٹوں کے ذہن ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ایک کے پیچھے اور کیاں بھاگتی ہیں اور دوسری لطف نہیں دیتا۔ دوسرے بیٹے کے سامنے سلاما کرنے یا مارنے آئے یا جو جو آئے، وہ ہر ایک کے ساتھ فرخندگی کے ساتھ پیش آتا ہے اور زندہ دلی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔“

وہ ناگوار سے بولی: ”اسی ہے جیسا زندہ دلی آئے ہی جاہل کر پڑ“

میں نے پوچھا: ”اگر کسی دن یہ ثابت ہو گیا کہ پارک اول تھا لیا بیٹا ہے، یعنی نے اس کو جنم دیا ہے تب اس کے ساتھ تمہارا رویہ کیا ہوگا؟“

”تم پھر اچھا نہ والی باتیں کر رہے ہو“

”میں سمجھانے والی باتیں کر رہا ہوں۔ دونوں کے ساتھ کبھی کبھی لڑتے رکھو۔ دونوں کو ایک جیسی محبت اور متناہد۔ مجھے جب بھی موقع ملتا ہے میں تمہاری بھلائی کے لیے یہ باتیں سمجھاتا ہوں۔ پارک اول کی عمر کے ساتھ ساتھ تمہاری نفرت بڑھتی جا رہی ہے۔ تم اسے ہانک دینا کا ڈن کھینچنے کی ہوا، اگر تمہارے میں خیالات دے اور اس شخص میں کبھی پارک اول کو نقصان پہنچا پھر یہ جہید کھلا کر تم نے اپنے خیم دیا ہے تو تمہارے دماغ کو جوشاک پہنچے گا اس کا اندازہ تم خود کر سکتی ہو“

”تم مجھے ضرورت سے غلط سمجھتے آ رہے ہو۔ نہیں پارک اول سے نفرت کرتی ہوں ذرا سے پارک دم کا ڈن کھینچتے ہوں۔ یہی موقع ملا تو پارک اول کے لیے پھر پورے متناہدیت دوں گی“

”ابھی موقع آ رہا ہے۔ ہمارا بیٹا جاہلی ہو کے ساتھ ساگ رات

گزارشیں سکا۔ ایسا کیوں ہوا ہے اس مسئلے کو معلوم نہیں ہے لیکن ہم جو جو کے بچکانہ کن کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ای طرح ہتھیاری تو ہمارا بیٹا دماغی اختلال میں مبتلا ہو جائے گا“

”اگر ایسا ہو رہا ہے تو یہ ہمارے بیٹے کے حق میں برا ہوا ہوا ہے۔“

یہ یہ بات تشریح نہ کر کے کسی طرح جو جو کو بھانسا چاہیے۔

”میں بھی نہیں سمجھتا ہے“

میں نے اسے پارک کی طرف مائل نہیں کر سکتے یہ بات کچھ عجیب سی ہو گئی، عورت ہوا ایسا کر سکتی ہو“

”بیٹھک میں ایسا کر سکتی ہوں لیکن وہ مجھے بار بار اپنے دماغ میں نہیں آنے دے گی“

”میں اسے اپنے کالج میں لے آیا ہوں۔ ابھی کافی میں دوا لاکر دوں گا تو وہ کم از کم بارہ گھنٹے تک سانس نہیں لے گی تم اس کی دماغی مٹی اس کے اندر پہنچ کر مرے گی“

”اس کا بچکانہ ذہن دد کر کے لیے بارہ گھنٹے نا کافی ہیں اسے ایک ہی دن میں یہ سمجھنا مشکل ہے کہ پارک اس کا شوہر ہے اور شوہر کون ہے۔ نہیں ہوتا۔ اس کی ہر بات میں اپنا چاہیے۔ میرا شوہر ہے اس پر تنویری عمل کیا جائے اور اس کے دماغ میں مٹی تھیں نفس کشی جائیں تاکہ وہ پارک کی کسی بات سے انکار نہ کر سکے“

”تم اسے مائل کرنے کے دیکھو، اگر وہ ازدواجی رشتے کے لیے آمادہ نہیں ہوگی تو اس پر تنویری عمل کیا جائے گا“

”تم اسے کافی بلاؤں تو تنویری دیر بعد پہنچ رہی ہوں“

میں دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگا، اگر وہ پارک کی طرف مائل نہ ہوگی تو روشنی کا شوہر مناسب ہے۔ اس پر تنویری عمل کرنا طبی تنویری دیر بعد ملازم کافی کی ٹیبلٹ سے آیا۔ میں نے اسے پھر ایک کام کے لیے دوسرے کمرے میں بھیجا پھر پاپا میں اعضاء کو زور کرنے والی دوا ڈالی اور اس میں کافی ملائیں دی۔ اسے پیچھے سے اسی طرح عمل کیا۔ جب لازم آیا تو میں نے یہاں سے دیتے ہوئے کہا: ”اسے جو جو کو شے دو“

وہ کافی لے کر گیا، اسی وقت انٹرا لام نے موجود کیا۔ میں نے ریسپورنڈنگ کی پوچھا: ”کیا کیا بات ہے؟“

کالنگ کے پچھلے کٹ کے چاہیے نہ کہا: ”جناب! میں بہت پریشان ہوں۔ میرے ساتھ عجیب سی بات ہو گئی ہے۔ تنویری دیر پہلے جو جو صاحب آئی تھیں۔ وہ باہر جا نا چاہتا تھا۔ میں نے کہا صاحب سے اجازت لے لی ہے۔ انہوں نے کہا اجازت لے چکی ہوں۔ پھر اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا۔ جب ہوش آیا تو میں کچھلی مٹی کے اس آخری موٹر ترنسا کھڑا ہوا تھا۔ تنویری دیر تک میری عمر کی کھینچیں آیا۔ پھر یاد آیا کہ شاید بس جو جو نے مجھے ٹیلی فون کی فوری ٹیبلٹ لیا ہوگا۔ یہ کتنے ہی

میں دوڑتا ہوا ابھی یہاں پہنچا ہوں اور آپ کو اطلاع سے رہا ہوں؟  
 لازم ہے وہاں آکر کمانڈر جناب! جو جو صاحب کے سر میں بیٹھیں  
 شاید ہاتھ دم میں ہیں۔ میں نے کافی کی بیانی رکھ دی ہے  
 میں نے لڈزم کو نظر انداز کرتے ہوئے سیاہی سے لڑ رہا تھا یہ تم  
 پھیلے گیٹ پر تھمتا ہے کوئی تمہارے ساتھ ڈیوٹی پر نہیں تھا؟  
 "آپ جانتے ہیں بیشہ چار آدمیوں کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ میرے  
 جوتین ساتھی ہیں وہ بیان سے رہے ہیں کہ میں نے انہیں حکم دیا تھا کہ  
 وہ یہاں گیٹ پر ڈیوٹی دیتے ہیں لیکن ابھی جو جو صاحب کے ساتھ واپس  
 آ رہے ہیں"

میں نے ریور رکھ دیا۔ بات سمجھ میں آگئی جو جوتے اس سیاہی  
 کے دماغ پر قبضہ کرنا اس کے ساتھیوں کو حکم دیا ہو گا کہ وہاں ڈیوٹی  
 دیتے رہیں وہ سیاہی تھوڑی دیر بعد واپس آجیلے گا کہ کیا وہ اپنے ہی  
 مسلح سیاہی کے ساتھ جاری تھی اس لیے باقی بیٹوں سیاہی ملٹن ہو گئے  
 تھے۔ میں نے فوراً یہ خیال خوانی کی یہ وہاں اور جوتے کے پاس پہنچنا چاہا  
 کہ نہ سانس روک لی جوتے نے پھر کوشش کی تو اس کے دماغ میں جھگ  
 ٹی۔ میں نے کہا۔ اور پاپا آن ریزرو بیٹیں۔ بیٹے! سانس روکنا۔ یہ تمہیں  
 کیا ہو گیا ہے؟

اس نے کہا۔ میں ماما روتی کے پاس پارسی کی شکایت کرنے گئی  
 تھی تو ان کے دماغ میں فوراً جھل گیا کہ جوتے آپ وہاں پہلے سے پہلے  
 ہوئے تھے مانانے مجھے نہیں میں کیا۔ میں نے آپ لوگوں کی باتیں  
 سنی ہیں۔ آپ مجھے کافی ہیں دو ادا کر دو کہنا چاہتے ہیں اور ماما  
 پر تھوڑی تل کرنا چاہتی ہیں۔ میں آپ لوگوں کو دماغ میں نہیں آئے دوں گی۔  
 بس آپ جانتے۔

یکے ہی اکہ نے سانس روک لی۔ میں نے دوچار بار کوششیں  
 کیں۔ اس نے پاس آئے نہیں دیا۔ میں نے فوراً ہی وہاں کے اعلیٰ اڈرٹن  
 سے رابطہ قائم کرنا شروع کیا انہیں بتانے لگا کہ جو جو کے ساتھ کیسے  
 حالات پیش آئے ہیں اور وہ کس طرح اس شہر میں جھنڈ رہے۔ بہتر  
 بار میں نے اسے ایک کارڈ بھیجی تاکہ پر دیکھا ہے۔

تمام انسان نے وہ دیکھا کہ اس شہر کی ہر سڑک پر سے گزرنے  
 والی ہر گاڑی کو روک کر چیک کیا جائے گا۔ میں نے سوچا پارسی کو بھی  
 اس بات کی اطلاع دے دی جائے۔ میں اس کے دماغ میں پہنچا۔ بڑی  
 آسانی سے جاکر ٹی۔ دماغ کا روتہ رکھا۔ ہوا تھا اور جوتے ہاں پہنچی  
 ہوئی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ پارسی ہم مجھ سے بہت جنت کرتے ہو گیا  
 میرے دماغ کو گمزور کرنا ہے ہوتے

پارسی نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں! ایسا تو دشمن کرتے ہیں؟  
 "تو پھر تمہارے پاپا میرے دشمن ہیں؟"  
 یہ کسی بات کی کہی ہو؟

"شک کہہ رہی ہوں۔ تمہارے پاپا دماغ کو گمزور کرنے والی دوا  
 کافی میں کار بھی لانا چاہتے تھے۔ میں وہاں سے جھاگ آئی ہوں؟"  
 "جو جوتے میں کی ہو گیا ہے۔ تم مجھے ہی دشمن سمجھ کر میرے کونچ  
 سے جھاگ میں اب میرے باپ کو دشمن سمجھ کر دوں گی اور رہنا نہیں چاہتی  
 آخر تم ایسا کیوں کر رہی ہو؟"

"ارے دادا! مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ اپنی حرکتوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ  
 پالنے کے وقت تھیں مگر جسے سامنے سزا دیں گے لیکن وہاں جانے  
 پر معلوم ہوا ہے میرے دماغ کو گمزور کرنا چاہتے ہیں اور ماما جہر توڑی ل  
 کر کے یہ سمجھا چاہتی ہیں کہ شہر گنہ چہ نہیں ہوتا۔ اس کی ہر بات  
 مان لینا چاہیے۔ جملہ بات تو یہ کوئی ماننے والی بات ہوتی ہے کیا نہ دوستی  
 منوانے لگی طریقہ پر تلے کہ میرا دماغ خراب کیا جائے۔ پارسی!  
 مجھے کتنی خوشی تھی۔ میری شادی ہو گی۔ میں تمہاری دین بنوں گی۔ اب  
 دین ہی کر مجھے کیا مل رہا ہے۔ میں اپنے بھائی آکر کے پاس جانا چاہتی ہوں  
 تم نہیں نہیں کہہ دو گے۔ ادا سے میں واپس چل جاؤں؟"

"ہرگز نہیں وہاں ماما ہوں گے وہ مجھ پر توجہ نہیں لگی گی میرا  
 دماغ خراب ہو جائے گا۔ میں بے وقوف بن جاؤں گی۔ تمہاری ہر بات  
 کو اچھا سمجھوں گی۔ پھر تم مجھے کیسے بیٹے نظر نہیں آؤ گے۔ یہ تو بڑی دوستی  
 ہوتی۔ میں نہیں پارسی کا بھے بناؤں میری کھڑکی میں آؤں گی کہاں جاؤں۔  
 مجھے تمہاری ماما اور تمہارے پاپا سے ڈرگ رہا ہے؟"

"جو جوتے مجھ سے کئی گز دور ہے؟"  
 "تم خود انصاف سے کہو کیا مجھے ڈرنا نہیں چاہیے؟"  
 "میں وہ دہر کرنا ہوں اب کوئی ایسی بات نہیں کروں گا۔ میری  
 طرف سے کوئی ایسی حرکت نہیں ہو گی جس سے تمہیں شکایت ہو تم ڈرنا  
 پاس آ جاؤ؟"

"میں آؤں گی۔ تمہارے پاس آؤں گی تو ماما اور پاپا مجھ میں  
 مجھ سے جنت ہے تو میرے پاس آ جاؤ؟"  
 "جو پاپا جاتا تو ذیہ میں آ رہا ہوں؟"  
 "راز کھمرو! انکل سے پوچھ کر بتائی ہوں؟"

یہ کسی انکل کی بات کر رہی ہو؟  
 "انکل نے سننے انکل میں۔ بہت اچھے ہیں۔ بار سے پاپا سے  
 بھی اچھے ہیں۔ مجھے یاد آ رہے ہیں۔ مجھے کھانے کے لیے کو کو جاگٹ  
 دی ہے۔ میں ابھی کار میں ہوں۔ براہ راز رہا ہے۔ کیا تم کھاؤ گے؟"  
 "بہتر جو جو اچھے تھو۔ میں تم سے کہاں آ کر مل سکتا ہوں؟"  
 میں نے چند لمحے پہلے مونس کیا تھا کہ جو جوتے کا آواز اور لہجہ

کچھ ایسا ہر ہا تھا۔ جیسے اسے زندہ آرہی ہو۔ ہر قدر زبردستی اس کی سوج  
 کی کہیں گمزور کرنے لگیں۔ اس کے بعد بالکل ہی گمزور ہو گئی۔ یعنی  
 اب پارسی کے دماغ میں صرف میں تھلا وہ جو جوتے کا آواز ہے رہا تھا۔ تم

خاموش کیوں ہو گئی۔ روتی کیوں نہیں۔ جو جوتے جلدی اپنے انکل سے پوچھ  
 کر بتاؤ۔ مجھے تم سے کہاں آ کر ملنا چاہیے؟"

میں پارسی کے دماغ سے نکل آیا۔ جو جوتے کے دماغ میں پہنچا تو کول  
 میں لیکن وہ گری بیٹھ گیا۔ میرے ہوش کی حالت میں تھی۔ اتنی فاصل  
 تھی کہ اس کے گمزور دماغ سے موجودہ جتا کھانا معلوم نہیں کیا جا سکتا تھا  
 میں نے پارسی کے پاس آکر کہا۔ وہ ٹھیک کی گئی ہے۔ کوئی  
 اسے غوا کرنا رہا ہے تقریباً بائیس تیس منٹ پہلے میں نے اس سے ایذا  
 کیا تو وہ ایک کارڈ بھیجی بیٹھ رہی تھی۔ میرا خیال ہے اسے جاگٹ کے  
 ذریعے بے ہوش کیا گیا ہے؟

"اور پاپا کسی طرح اس کا سراغ لگائے۔ اگر ٹرانسڈار مشین کے  
 کس دوانے کے ہاتھ لگے گی تو تمہاری پریشانیوں بڑھ جائیں گی؟"  
 "میں ان خطا کرتا رہا ہوں۔ یہاں کی پولیس اور ایشیا میں دینے والے  
 پورے شہر میں پھیل گئے ہیں اور ہر گاڑی کو چیک کر رہے ہیں؟"  
 "پاپا! آپ نے اور ماننے سے کیوں سوچا کہ جو جوتے کے دماغ کو گمزور  
 بنا جائے اور اس پر توجہ نہیں مل گی جاوے؟"  
 "فہم ہے تم نے تم دونوں کی بھلائی کے لیے سوچا جو جوتے عمر  
 کو بچ گئے ہیں اس عمر کی لڑکیاں ذہن دار اور ذہنیات اور جو جوتے جو  
 حال ہوتی ہیں جو جوتے کو کسی خاتم پر پہنچانا چاہتے تھے؟"

"آپ ناخندہ کریں۔ آپ تمام خیال خوانی کرنے والوں کے پاس  
 ہر روز سے لے کر دو جا رہے تھے۔ روگے ہیں آپ کی دشمن تک  
 پہنچنے کے لیے اصحاب گمزور کرنے والی دوا سے پلاتے ہیں یا ایکٹ  
 کرتے ہیں یا اسے پوری طرح بچی گرفت میں رکھنے کے لیے اس پر  
 توجہ نہیں کرتے ہیں میں جانتا ہوں آپ جو بائیس گیس کے اپنے دشمن کو پلا  
 پلانے کے لیے جتن پڑھتے ہیں۔ یہی پھر سوال کرنا کہ جن کے والدین  
 ٹھیک تھے نہیں جانتے وہ اپنے سائی کس طرح حل کرتے ہیں کیا ہم ساری  
 زندگی آپ کی ٹیل بھی کما سکتے رہیں گے کیا میں اپنی شریک حیات  
 کو اپنے ساتھ نہیں ڈھال سکتا کیا اس کے لیے مجھے آپ لوگوں  
 کی ٹیل بھی لازمی ہے؟"

"تم ضرور دیکھیں کہ تم کو کوئی بات نہیں۔ جب تمہارا ہتھیار  
 ہو گا تو ہر مداخلت نہیں کریں گے لیکن تمہاری شادی کا معاملہ تمہارا اپنا  
 نہیں ہے۔ اسی لیے ہم نے ہی راز داری سے کام لیا تھا اور یہ  
 یہ تمہارا ہتھیار ہے جس کی آگ کو بیٹھ میں رہنے کے دوران بھی یہ ظاہر نہ  
 ہو کہ وہاں پارسی اور جو جوتے دو جوتے زندگی گزار رہے ہیں۔ ہم نے تم  
 دونوں پر بھروسہ کیا اور اب تک تمہارے معاملے میں مداخلت نہیں  
 کی لیکن جو جوتے جاتے کس کے ہاتھ لگ گئی ہے۔ اسے پہلے ہوش  
 کر کے لے جانے کا مطلب یہی سمجھیں آتا ہے کہ ٹرانسڈار مشین کے  
 چاہنے والے ہی ایسا کر رہے ہیں۔ انہیں ایک خیال خوانی کرنے والی

ہستی کی ضرورت تھی اور وہ اتنی بات کے ہاتھ لگ گئی ہے۔ میں دماغ  
 کرتا ہوں آئندہ ہم یہاں پوری کے معاملات میں کسی کچھ نہیں پوچھیں  
 گئے لیکن تمہاری بیوی کی ٹیل بھی جاتا ہے لہذا اس کے معاملات میں  
 ضرور مداخلت کریں گے۔ مجھے امید ہے جب وہ ہوش میں آئے گی  
 تو میں اس کے دماغ میں پہنچ کر بہت کچھ معلوم کر سوں گا؟"

پارسی خاموش رہا۔ وہ بعض اوقات ٹیل بھی لکانا فائدہ آٹھانے  
 سے انکار کرتا تھا لیکن یہ آپس طرح ہتھیار تھا کہ جو جوتے کا سراغ صرف  
 ہم ہی لگ سکتے ہیں۔ میں چپ چاپ ہتھیار کے دماغ میں پہنچا۔  
 اگرچہ اس کے ملک سے ہم نے ٹرانسڈار مشین کو ناپا کر دیا تھا اس  
 کے باوجود انہیں ایک خیال خوانی کرنے والی ہستی کی ضرورت تھی بلکہ  
 اس کی ضرورت ہر اس ہٹے ملک اور خطرناک تنظیم کے سربراہ تھی  
 جو ٹرانسڈار مشین میں دلچسپی رکھتا تھا اور اسے حاصل کرنے کی ہرگون  
 کوششوں میں اپنی بھی مصروف تھا وہ جانتے تھے ایک مشین تیار  
 ہو گئی ہے تو ضروری ابھی کس چپکار کوئی گئی ہے کسی نہ کسی تو متعلق عام  
 پر آئے گی۔ ایسے وقت میں کے پاس ٹیل بھی جاتے والے تھے کسی آئی  
 کا پلاٹا بھاری ہو گا اور کوئی بھی ٹرانسڈار مشین حاصل کرنے والا  
 اس کا محتاج رہے گا۔

اس کے خیالات سے پتا چلا اسے جو جوتے کو ناپا کرنے کا مسلم  
 نہیں ہے۔ میں نے ماسک میں سے رابطہ قائم کیا۔ براہ راست ماسک  
 سے اب رابطہ قائم نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے ایک جو جوتے کا ماسک  
 کا وعدہ قائم کیا تھا۔ میں نے اسی جو جوتے سے رابطہ قائم کیا۔ اس نے  
 پوچھا۔ فرمایا ہے فراہم صاحب! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ نے  
 کیسے یاد فرمایا؟

"میں پوچھنے آیا ہوں جو جوتے کا ہے؟"  
 "آپ ہم سے پوچھ رہے ہیں کیا جوتے آپ کے پاس نہیں ہے؟"  
 "اگر ہوئی تو نہ پوچھتا؟"  
 "آپ یقین کریں ہمیں اس مسئلے میں کوئی بات معلوم نہیں ہے۔"  
 "تم جو جوتے ہو تمہیں ہر بات کا علم نہیں ہو سکتا اور یہ تو بہت

ہی اہم بات ہے۔ ہو سکتے ہیں تم سے یہ راز چھپا گیا ہو لہذا اپنے  
 ماسک میں سے کہہ دینا اگر انہوں نے جو جوتے کو ناپا کیسے تو بہت ڈر کی  
 غلطی کی ہے ہاں یا انہوں نے ماسک کو ناپا کیا تھا میں نے صرف  
 دیکھا اس نے کمر مات کر دیا تھا اس بار دیکھا میں نہیں دوں گا خود  
 انتہائی کارروائیوں کروں گا؟"

"آپ ناحق ناراضی ہو رہے ہیں ہم کبھی جس جو جوتے کو ناپا کرنے  
 کی طاقت نہیں کریں گے؟"  
 "میں پندرہ منٹ بعد تمہارے پاس آؤں گا تم ماسک میں  
 معلوم کرو۔ اس کے بعد تھانے کے ذمے دار تم خود ہو گے؟"



میں وہاں سے چلا آیا۔ سلا را ان کی قدیم تھی۔ وہ ٹرانسفا مرشٹن حاصل کرنے کے لیے جب اسے قیدی بنا سکتے تھے تو جو جو کو بھی اپنے پاس لاکر رکھ سکتے تھے اس طرح ان کا بیڑا بھاری ہو جاتا اور جان فری ان کی طرف جھٹکتا میسر ٹرانسفا مرشٹن کے سلسلے میں ان سے سکھوا کرتا۔ اس کے بعد شیخ ہنگ پنہنا مالک میں کے لیے کوئی بڑی بات نہ ہوتی۔ میں نے سلا را کے دماغ پر دستک دی۔ اس نے پوچھا تو لوگوں نے ”میں فراغ دہلی طور ہوں“

وہ مسکرا کر بولی ”میں پارس سے جرت کرتی ہوں۔ کیا محبت کے اس رشتے سے تمہیں باپ کا بھی سکتی ہوں؟“  
”تم جو چاہو کر سکتی ہو لیکن محبت جھاندا مست مشکل ہوتا ہے۔“  
”مجھے آزر دیکھو“  
”مجھے بتا دو کہ ٹرانسفا مرشٹن کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے۔ انہوں نے تمہیں قید کر کے ایک اہم پوائنٹ حاصل کر لیا ہے۔ اب شاید جو جو بھی اغوا کیا ہے۔ اس طرح وہ تمہارے بھائی کو ٹرانسفا مرشٹن وہاں پنہنا جانے کے سلسلے میں قائل کر سکتے ہیں یا اس سلسلے میں کوئی مناسب سمجھو تاکہ کر سکتے ہیں۔“

”کیا واقعی جو جو اغوا کی گئے ہیں؟“  
”ہاں کیا تمہیں اس سلسلے میں کچھ معلوم ہے؟“  
”مجھے کوئی خاص معلوم نہیں انہوں نے مجھے بہت آرام سے رکھا ہے لیکن کیا کرتے ہو جہاں پہنچے ہیں اس کا علم نہیں ہے۔“  
”کیا تمہارے بھائی سے رابطہ قائم ہوتا ہے؟“  
”نہیں براہ راجہ جارح پتا نہیں کہاں کم ہو گئے ہیں۔ سب انہیں توڑ کر رہے ہیں مکان کا سراخ نہیں مل بابت۔“  
”آئندہ بھائی سے رابطہ قائم ہو تو ان سے کتنا بڑے بڑے سکور نے خزانہ جاسوس اور نظرانک تنظیموں کے قیام رکھنے والے مہرم سے ٹال کر سکتے ہو پرت ہیں۔ وہ زیادہ مہم ہے۔ دو پونہ نہیں رہ سکے گا۔ ٹرانسفا مرشٹن اس کی موت کا سنا کر ہی ہے۔ اگر وہ زندہ سوٹ رہنا چاہتا ہے تو یہی فرسٹ میں جھٹتے رابطہ قائم کرے۔“

سلا را نے وعدہ کیا ہے اسے یہی بھائی سے رابطہ قائم ہو گا وہ اسے جھوٹ کرے گا کہ ہم سے دوستی کرے اور کسی دوسرے کو ہٹا دے۔ میں اسرائیل خاتم کے دماغوں میں بادی باری جانے لگا۔ آئین میری موجودگی کا پتہ نہیں چل رہا تھا لیکن ان کے دماغوں سے یہ معلوم ہوا کہ وہاں بڑے بڑے پیلے پر تہہ میڈیاں ہوں گی۔ ہتھیار ہمتی سے تھے وہاں نئے لوگ آئے ہیں اور میرے لوگوں کو رٹا ڈیا گیا ہے یا انہوں نے دوسرے عہدے سے نکال لیے ہیں۔ آئندہ بے باؤنڈ کسب کے تمام مہروں کو ختم کر دیا تھا۔ ان کی جگہ اپنے اپنے گھر تھے لیکن وہاں کے جو اعلیٰ حکام تھے وہ آئندہ ایکشن پر تیار تھے۔ دماغوں سے ہم نے ایک

اعلیٰ حکم کو مخابرت کرتے ہوئے کہا ”میری بیٹی جو اغوا کی گئی ہے میں جانتا ہوں اسل را ہی لوگ کر سکتے ہیں جو آئندہ ٹرانسفا مرشٹن حاصل کر سکتا ہے۔ میں نے ایسے تمام متعلقہ لوگوں کو دکانگ دی ہے۔ تم سے بھی کہہ دوں گا تمہارے بلاؤنڈ کلب والوں نے پھر ہم سے چھوڑ دیا شروع کی ہے اور ہماری بیٹی کو اغوا کیا ہے تو اس کے نتائج بہت برے ہوں گے اس بل را ہماری انتہائی کارروائی کو نہیں رہے گی۔ تمہارا یہ ملک دنیا کے نقشے سے مٹ جائے گا۔ اس کے آگے کچھ گمانا نہیں ہے بلکہ کرنا ہے۔“

”دشمنوں کے خلاف جتنے داؤ بیچ استعمال کرتے آئے تھے انہوں نے اب اس کا توڑ کر لیا تھا جو جو کرنا کر کے کر لیا ہے۔ وہ جارح فری میں کہ ٹرانسفا مرشٹن تک پہنچنے کو مشکل دینے ہو گے۔ ان کی کامیابی کو ناکامی میں بدلنے کا سب سے ہی ایک راستہ یہ تھا کہ ہم پہلی شیخ کی کٹھن سے دوسری شیخ کو بھی کسی طریقے سے تباہ کر دیں۔“

شاہد قسٹ مہراں ہری تھی۔ ایسا سوچتے ہی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے لیسیو اٹھا کر پوچھا ”یہ کیا بات ہے؟“  
”ایک اعلیٰ افسر نے کہا: ”بڑی سہیلی کی بات ہے۔ ابھی جارح فری میں نے ٹیلیفون کے ذریعے ہم سے رابطہ قائم کیا ہے۔ آپ سے فروری میں کرنا چاہتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ آپ اس کے دماغ میں رہ جائیں۔ ٹیلیفون کے ذریعے گفتگو کر دیں کہ میں اسے آپ کا بیڈنگ ممبر سے دوں، وہ پانچ منٹ کے بعد فون کرے گا سلا را ہے۔“

”اسے خبر ضرور ہو بلکہ اپنی طرف سے کچھ باتیں کر اور اسے یقین دلانے کی کوشش کر کہ وہ زیادہ عرصے تک روٹوشن نہیں رہے گا۔ اسے سخت حفاظتی انتظامات میں رہنا چاہیے۔ فرانسیسی حکومت اسے ہر طرح کا تعاون پیش کرے گی۔“

”اپنی بات ہے ہم اسے پوری طرح اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کریں گے۔“  
رابطہ قائم ہو گیا کوئی دس منٹ کے بعد پھر فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے لیسیو اٹھا کر پوچھا ”کیا تو دوسری طرف سے جارح فری میں گئی اور اسٹائن فون میں نے پوچھا۔ یہ بولو جارح آپ کو کہاں ہو۔ کیوں اس طرح بھیجتے ہو جہاں سے ہو، تمہیں کسی دیکھی ہو سنا کرنا ہی پڑے گا۔“

”تم ہوتے کیسے ہو میں یا کسل تمہارے کیا ہوں۔ جہاں جاتا ہوں وہاں کا ہر آدمی دشمن نظر آتا ہے۔ یوں لگتا ہے کوئی ٹرانسفا مرشٹن کے لیے ایک مالک ہی کا گردن دبوڑے گا۔ آج مجھے یہاں بارود کا کوئی نہیں ہے۔“

”تمہارے ہر دماغ کو میں پک چکے تھے ہی تمہارے رہنے کا ٹھکانا بتا دوں گا اور ہر طرح سے تمہارے تنقح کا سامان کروں گا۔“  
”کیا تم جانتے ہو کہ میری من میں تمہارے بیٹے سے محبت کرتی ہے؟“  
”ان کا نام کیا ہے؟“

”میں ٹرانسفا مرشٹن تمہارے حوالے کر سکتا ہوں لیکن چند شرطیں ہوں گی۔“  
”تم جو بولو گے وہی ہوگا۔ اپنی شرائط پیش کرو۔“  
”پہلی شرط یہ کہ میری بیٹی کو شادی پارس سے ہوگی۔“  
”فری میں اہم جانتے ہو، ہمیں جو زبان دیتا ہوں اسے پورا کرنا ہوں اور جو کام نہیں کر سکتا اس کے لیے کسی زبان نہیں دیتا۔ میرے بیٹے کی شادی جو جسے ہو چکی ہے۔ اب کسی سے نہیں ہو سکتی۔ یہ لیا دلنا کا معاملہ تو سلا را اور پارس زندگی بھر ایک دوسرے کو چاہتے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اگر پارس جو جسے شادی کرنے کے بعد سلا را کو بھی شریک حیات بنانا چاہے یا سلا را ایک بیوی کے ہوتے ہوئے پارس سے شادی کرنا منظور کرے تو میں بھلا کیسے اعتراض کر سکوں گا۔“

”تمہاری بات معقول ہے۔ ہمیں یہ معاملات آن فوجیوں پر چھوڑ دینا چاہئیں۔ میری دوسری شرط یہ ہے کہ ٹرانسفا مرشٹن کے ذریعے سب سے پہلے میرے اور سلا را کے دماغوں میں ٹی جی کی صلاحیتیں منتقل کرائی جائیں۔“

میں پہلی فرسٹ میں دوسری ٹرانسفا مرشٹن کو بھی تباہ کر دینا چاہتا تھا لیکن جارح فری میں کی طرح اس میں اتنی ضروری تھی۔ اس طرح وہ ٹرانسفا مرشٹن ہمارے ہاتھ آجاتی۔ زیادہ سے زیادہ ہمیں ہتھیاروں سے بھی بھائی ٹی جی کو طمع سے لیتے۔ اس میں ہمارا کوئی نقصان نہیں تھا۔ سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ جو جو اغوا کرنے والے مہم کر سکتے رہ جاتے تو یہ پوری میسرے دماغ میں یہ تدبیر آئی کہ ٹرانسفا مرشٹن حاصل ہوتے ہی ہم خود کو ایک نئی سہیلی باری کا ہرگز نہیں اور جو جو اغوا کرنے والوں سے سوڈا کریں اور انہیں یہ بتائیں کہ ہمارے پاس شیخ کے بیٹے کی گولی چلانے والی ہستی نہیں ہے۔ تب وہ جو جو پیش کریں گے اور انہیں لیا

”ایک اعلیٰ افسر نے کہا: ”بڑی سہیلی کی بات ہے۔ ابھی جارح فری میں نے ٹیلیفون کے ذریعے ہم سے رابطہ قائم کیا ہے۔ آپ سے فروری میں کرنا چاہتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ آپ اس کے دماغ میں رہ جائیں۔ ٹیلیفون کے ذریعے گفتگو کر دیں کہ میں اسے آپ کا بیڈنگ ممبر سے دوں، وہ پانچ منٹ کے بعد فون کرے گا سلا را ہے۔“

”ایک اعلیٰ افسر نے کہا: ”بڑی سہیلی کی بات ہے۔ ابھی جارح فری میں نے ٹیلیفون کے ذریعے ہم سے رابطہ قائم کیا ہے۔ آپ سے فروری میں کرنا چاہتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ آپ اس کے دماغ میں رہ جائیں۔ ٹیلیفون کے ذریعے گفتگو کر دیں کہ میں اسے آپ کا بیڈنگ ممبر سے دوں، وہ پانچ منٹ کے بعد فون کرے گا سلا را ہے۔“

”ایک اعلیٰ افسر نے کہا: ”بڑی سہیلی کی بات ہے۔ ابھی جارح فری میں نے ٹیلیفون کے ذریعے ہم سے رابطہ قائم کیا ہے۔ آپ سے فروری میں کرنا چاہتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ آپ اس کے دماغ میں رہ جائیں۔ ٹیلیفون کے ذریعے گفتگو کر دیں کہ میں اسے آپ کا بیڈنگ ممبر سے دوں، وہ پانچ منٹ کے بعد فون کرے گا سلا را ہے۔“

پتہ: 127، سائیکلو گراف  
ڈو ہتھیارنگل  
ڈاکٹر: 10 ماہ  
شمارہ: 10

بک ٹائٹل: **ایک مہم جوئی**

اس بک کی شہرت: **ایک مہم جوئی**

اس بک کی شہرت: **ایک مہم جوئی**

کہا ہی ہوگا۔ لیکن وہ خواہ شکرانے سے ہو یا بدعاشی سے ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے اور وہ ہم پر بھروسہ کرنا ہی ہے۔ جو ہم پر بھروسہ کرے گا وہ ہمیں سے کماؤں کا حصہ بھی حاصل کرے گا۔

میں نے جانتے ہی نہیں تھے کہ اس کا حصہ بھی حاصل کرنا پڑتا ہے۔ جیسے ہی ان کا نشانہ فریضہ ہمارے ہاتھ آئے گا، ہم سب سے پہلے تمہارے اور سارا کے دماغ میں اپنا عمل مستقل کریں گے۔

اس نے کہا: "میں سرفراز اور ادا جانتے ہوئے ہیں اس میں سب سے پہلے تم پر کیوں بھروسہ کر رہا ہوں؟"

"میرے لیے کچھ ادا ہونے پر تم بھروسہ کرنا۔"

"پہلی بات تو یہ کہ میری ہی تمہارے بیٹے کو چاہتا ہے۔ دوسری بنیادی بات یہ کہ اس کا نشانہ فریضہ میں کسی کے بھی حوالے نہ کروں گا اور اپنی ہی شرط پیش کروں گا تو وہ فریضہ تمہارے لیے لیکن اپنا وعدہ اور نیتیں کر رہا ہوں۔ یہیں دھوکا دیا جائے گا بلکہ میں ڈال ڈال جائے گا تمہارے بارے میں یہ بات دشمن بھی کہتے ہیں کہ تم زبان کے دشمن ہو لہذا میں تم پر بھروسہ کر رہا ہوں۔"

"اگر بھروسہ کرنا ہے تو اپنے دماغ کے دروازے کھول دو میں ادا ہوں۔"

"میرے ایک اور شرط ہے۔ وہ پوری کر دو اس کے بعد میرے دماغ کے دروازے ہمیشہ تمہارے لیے کھلے رہیں گے۔"

"تیسری شرط بیان کرو۔"

وہ تیسری شرط پیش کرنے سے پہلے فریضہ بنا کر گود ڈوانی کے متعلق بتانے لگا کہ اس طرح اس سے مالی امداد حاصل کر کے اس نے ٹرانسفارمیشن تیار کی تھی اور گود ڈوانی اس کی بنیاد رکھی اور اپنی ہوس کا نشانہ بنا چکا تھا۔ اب اسے یقین ہو گیا ہے کہ گود ڈوانی کو کرنی چاہی ہے اور وہ اس کے ذریعے اس کا فریضہ کس بھی تھا یا نہیں ہے جس میں اس میں کاشی کا نقشہ اور پوری تفصیلات تحریر کی ہیں اور پوری جارج فریضہ میں نے مختصر طور پر یہ بیان بتانے کے بعد کہا کہ یہ تیسری شرط یہ ہے کہ تم اس بلیک میزنگ پیٹنٹ اور وہ بریٹن کیس، نقشہ اور تفصیلات بریت واپس لے آؤ۔"

"میرے لیے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ تم جانتے ہو وہ نقشہ میرے ہاتھ لگے گا کہ میں تمہارے حوالے کر کے اس طرح کروں گا کہ تم کو توڑ دینا ہو۔ میرے سامنے نہیں آسکتے ہو۔"

"میں ٹیلیفون کے ذریعے تم سے رابطہ قائم کروں گا۔ جب تم گود ڈوانی اور اس بلیک میزنگ پیٹنٹ جاؤ تو اپنا موجودہ پتہ بتاؤ گا۔ تم اس پتے پر ان دونوں پر ماسٹروں کو میرے پاس بھیج سکتے ہو اور میری حفاظت کے لیے ان کے دماغوں میں رہ سکتے ہو۔"

"اچھی بات ہے۔ کیا تمہارے پاس گود ڈوانی کا خون نمونہ ہے؟"

"ہاں اس کے کئی نمونے ہیں۔"

"جیسے نوٹ کر آؤ۔"

میں نے گود ڈوانی کے ہاتھ لگنے کو رکھنا شروع کیا۔ وہ خون بہا رہا تھا۔ میں لکھتا جا رہا تھا۔ پھر میں نے کہا: "تم کو مجھے گھٹے بعد پھر کرنا۔ میں تمہارے دشمنوں تک پیشگی کوئی کوشش کر رہا ہوں۔"

میں نے ریسیور رکھا ان کے سر پر ایک سرسری کر پھر ریسیور لٹکا کر باہر کی طرف اشارہ کرتے لگا۔ دوسری طرف کوئی ریسیور نہ تھا۔ میں اس کی آواز سنتا تھا اس کے منہ میں سے تو یہی ریسیور نکلتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ گود ڈوانی کی طرف نہیں سے تو یہی ریسیور نکلتا تھا۔ پھر دوسرا نمونہ ڈال کر پھر ایک نمونہ گود ڈوانی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا: "یہ کون ہیں؟"

میں نے کہا: "یہ ریسیور رکھ دو۔ اب میں ٹیلیفون پر بات کر رہا ہوں۔"

"یہ کیا بگاڑ ہے۔ تم کون ہو کیا چاہتے ہو؟"

میں نے ریسیور رکھ دیا وہ پوچھا: "میرے کون سے دماغ میں تم نے ریسیور کو کر ڈال دیا۔ میں نے اس کے دماغ میں گود ڈوانی کی آواز سنی۔ تمہارے بلیک میزنگ پیٹنٹ کے بغیر میری تم سے بات نہیں ہو سکتی۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا تھا اس کا پھیل گئے تھے۔ وہ ایک طرف خلا میں گئے۔ ہونے لگا کہ یہ کون رہا تھا اور سوچ رہا تھا یہ کونسا آواز ہے؟

"یہ فریضہ کا آواز ہے۔"

وہ ہنسنے لگا۔ اس کی سوچ کبھی نہ رہی تھی۔ پھر فریضہ اس کے پاس کیسے پہنچ سکتا ہے جبکہ میرا اس سے دور گا کہ وہ اس کے دماغ میں بہت مست تھا اور وہ اس لیے جارج فریضہ میں سے بھی دور تھا کہ خیال خالی کرنے والے اس کے ذریعے میرے گھر کا ڈر کر گیا۔"

میں نے کہا: "خیال خالی کرنے والوں کو گھر کا نہیں بگاڑنا معلوم ہوتا ہے۔ تمہاری بعد تمہیں یقین ہو جائے گا کہ میں تمہارے میں پہنچ چکا ہوں۔"

وہ کچھ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا۔ میں اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا۔ مجھے وہ ساری روٹا ہوا معلوم ہوئی کہ اس طرح اس نے دست راست کو مبارکباد دے کر ایک ٹیبلٹ لیا۔

کہا تھا اور وہ دست راست ایک بلیک میزنگ کر جا رہا تھا۔ پریشان کر رہا تھا اس سے وہ بریٹن کیس بھی لے گیا تھا۔ نقشہ گود ڈوانی کے پاس ایک تجویزی میں محفوظ تھا۔

میں نے اسے دست راست سے گھنٹا کرنے کا کہا۔ اس نے ریسیور لٹکا کر اس کے نمونہ ڈال کیسے۔ دوسرا اس کی آواز سنائی دی: "میں باس مکمل کیسے۔"

گود ڈوانی نے کہا: "میں بہت پریشان ہوں۔ تمہارے"

بلیک میزنگ پیٹنٹ میں تھا۔ اس نے فریضہ کے پاس لکھنا شروع کیا۔ وہ خون بہا رہا تھا۔ میں لکھتا جا رہا تھا۔ پھر میں نے کہا: "تم کو مجھے گھٹے بعد پھر کرنا۔ میں تمہارے دشمنوں تک پیشگی کوئی کوشش کر رہا ہوں۔"

میں نے ریسیور رکھا ان کے سر پر ایک سرسری کر پھر ریسیور لٹکا کر باہر کی طرف اشارہ کرتے لگا۔ دوسری طرف کوئی ریسیور نہ تھا۔ میں اس کی آواز سنتا تھا اس کے منہ میں سے تو یہی ریسیور نکلتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ گود ڈوانی کی طرف نہیں سے تو یہی ریسیور نکلتا تھا۔ پھر دوسرا نمونہ ڈال کر پھر ایک نمونہ گود ڈوانی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا: "یہ کون ہیں؟"

میں نے کہا: "یہ ریسیور رکھ دو۔ اب میں ٹیلیفون پر بات کر رہا ہوں۔"

"یہ کیا بگاڑ ہے۔ تم کون ہو کیا چاہتے ہو؟"

میں نے ریسیور رکھ دیا وہ پوچھا: "میرے کون سے دماغ میں تم نے ریسیور کو کر ڈال دیا۔ میں نے اس کے دماغ میں گود ڈوانی کی آواز سنی۔ تمہارے بلیک میزنگ پیٹنٹ کے بغیر میری تم سے بات نہیں ہو سکتی۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا تھا اس کا پھیل گئے تھے۔ وہ ایک طرف خلا میں گئے۔ ہونے لگا کہ یہ کون رہا تھا اور سوچ رہا تھا یہ کونسا آواز ہے؟

"یہ فریضہ کا آواز ہے۔"

وہ ہنسنے لگا۔ اس کی سوچ کبھی نہ رہی تھی۔ پھر فریضہ اس کے پاس کیسے پہنچ سکتا ہے جبکہ میرا اس سے دور گا کہ وہ اس کے دماغ میں بہت مست تھا اور وہ اس لیے جارج فریضہ میں سے بھی دور تھا کہ خیال خالی کرنے والے اس کے ذریعے میرے گھر کا ڈر کر گیا۔"

میں نے کہا: "خیال خالی کرنے والوں کو گھر کا نہیں بگاڑنا معلوم ہوتا ہے۔ تمہاری بعد تمہیں یقین ہو جائے گا کہ میں تمہارے میں پہنچ چکا ہوں۔"

وہ کچھ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا۔ میں اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا۔ مجھے وہ ساری روٹا ہوا معلوم ہوئی کہ اس طرح اس نے دست راست کو مبارکباد دے کر ایک ٹیبلٹ لیا۔

کہا تھا اور وہ دست راست ایک بلیک میزنگ کر جا رہا تھا۔ پریشان کر رہا تھا اس سے وہ بریٹن کیس بھی لے گیا تھا۔ نقشہ گود ڈوانی کے پاس ایک تجویزی میں محفوظ تھا۔

میں نے اسے دست راست سے گھنٹا کرنے کا کہا۔ اس نے ریسیور لٹکا کر اس کے نمونہ ڈال کیسے۔ دوسرا اس کی آواز سنائی دی: "میں باس مکمل کیسے۔"

گود ڈوانی نے کہا: "میں بہت پریشان ہوں۔ تمہارے"

بلیک میزنگ پیٹنٹ میں تھا۔ اس نے فریضہ کے پاس لکھنا شروع کیا۔ وہ خون بہا رہا تھا۔ میں لکھتا جا رہا تھا۔ پھر میں نے کہا: "تم کو مجھے گھٹے بعد پھر کرنا۔ میں تمہارے دشمنوں تک پیشگی کوئی کوشش کر رہا ہوں۔"

میں نے ریسیور رکھا ان کے سر پر ایک سرسری کر پھر ریسیور لٹکا کر باہر کی طرف اشارہ کرتے لگا۔ دوسری طرف کوئی ریسیور نہ تھا۔ میں اس کی آواز سنتا تھا اس کے منہ میں سے تو یہی ریسیور نکلتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ گود ڈوانی کی طرف نہیں سے تو یہی ریسیور نکلتا تھا۔ پھر دوسرا نمونہ ڈال کر پھر ایک نمونہ گود ڈوانی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا: "یہ کون ہیں؟"

میں نے کہا: "یہ ریسیور رکھ دو۔ اب میں ٹیلیفون پر بات کر رہا ہوں۔"

"یہ کیا بگاڑ ہے۔ تم کون ہو کیا چاہتے ہو؟"

میں نے ریسیور رکھ دیا وہ پوچھا: "میرے کون سے دماغ میں تم نے ریسیور کو کر ڈال دیا۔ میں نے اس کے دماغ میں گود ڈوانی کی آواز سنی۔ تمہارے بلیک میزنگ پیٹنٹ کے بغیر میری تم سے بات نہیں ہو سکتی۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا تھا اس کا پھیل گئے تھے۔ وہ ایک طرف خلا میں گئے۔ ہونے لگا کہ یہ کون رہا تھا اور سوچ رہا تھا یہ کونسا آواز ہے؟

"یہ فریضہ کا آواز ہے۔"

وہ ہنسنے لگا۔ اس کی سوچ کبھی نہ رہی تھی۔ پھر فریضہ اس کے پاس کیسے پہنچ سکتا ہے جبکہ میرا اس سے دور گا کہ وہ اس کے دماغ میں بہت مست تھا اور وہ اس لیے جارج فریضہ میں سے بھی دور تھا کہ خیال خالی کرنے والے اس کے ذریعے میرے گھر کا ڈر کر گیا۔"

میں نے کہا: "خیال خالی کرنے والوں کو گھر کا نہیں بگاڑنا معلوم ہوتا ہے۔ تمہاری بعد تمہیں یقین ہو جائے گا کہ میں تمہارے میں پہنچ چکا ہوں۔"

وہ کچھ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا۔ میں اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا۔ مجھے وہ ساری روٹا ہوا معلوم ہوئی کہ اس طرح اس نے دست راست کو مبارکباد دے کر ایک ٹیبلٹ لیا۔

کہا تھا اور وہ دست راست ایک بلیک میزنگ کر جا رہا تھا۔ پریشان کر رہا تھا اس سے وہ بریٹن کیس بھی لے گیا تھا۔ نقشہ گود ڈوانی کے پاس ایک تجویزی میں محفوظ تھا۔

میں نے اسے دست راست سے گھنٹا کرنے کا کہا۔ اس نے ریسیور لٹکا کر اس کے نمونہ ڈال کیسے۔ دوسرا اس کی آواز سنائی دی: "میں باس مکمل کیسے۔"

گود ڈوانی نے کہا: "میں بہت پریشان ہوں۔ تمہارے"

گوڈوانی ایک دم خوش ہو گیا۔ لازم سے بولا: ایسے تو بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ فوراً اٹھیں اندر لے آؤ میں خود ان کے استقبال کے لیے جاتا ہوں۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا اپنے پچھلے کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا جب کہ وہ جسے میں پہنچتا تو جارج فری میں کو دیکھ کر ٹھنک گیا۔ لازم کو دیکھ کر بولا: تم نے تو کما حقہ مسٹر فریاد تشریف لائے ہو۔ لازم نے سم کو ڈرا پیچھے ہٹتے ہوئے کہا: جناب! میں نے جارج فری میں صاحب کا نام اپنا تھا۔

فری میں نے ہنستے ہوئے کہا: اب تو تمہیں دن میں جوتار سے نظر آئیں گے اور جوتار سے تھلے کاروں میں پہنچنا چاہیے وہ دماغ میں پہنچا کرے گی۔

وہ پریشانی سے بولا: تمہیں میرا پتا کس نے بتایا؟ وہی جو تھلے دماغ میں رہنے لگا ہے۔ اپنے کسی مسلح بازو کو میرے خلاف کوئی عمل پیش نہ کرنا۔ کیا مجھے اندر آنے کے لیے نہیں کہو گے؟

وہ تیزی سے پلٹ کر اندر گیا۔ جارج فری میں اس کے پیچھے چلنے لگا۔ میں گوڈوانی کو سدھا اس تجویز والے کرنے کی طرف سے آیا۔ اس نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: وہ ہاشین کا نقشہ جارج فری میں دوڑتا ہوا ادھر گیا۔ نقشے کو کھول کر دیکھا پھر دوسرے تمام کاغذات کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے خوش ہو کر کہنے لگا: ہاں! میں سے، سب کچھ جو جو ہے۔ میرے تمام اہم کاغذات مجھے واپس مل گئے۔ تھینکس گاڈ۔

میں نے گوڈوانی کی زبان سے کہا: اپنا وعدہ پورا کرو، جیسے اپنے دماغ کے دورانے کھول دو۔

وہ ان تمام کاغذات کو ایک برلٹ میں رکھتے ہوئے بولا: میں ضرور اپنا وعدہ پورا کروں گا لیکن اس کی فوٹو اسٹیٹ کیا جان باقی ہیں؟

یہ کہہ کر اس نے ریوڑ لگا لگا، پھر گوڈوانی کو نشانہ پر رکھتے ہوئے بولا: تم نے میری زندگی حرام کر دی تھی، ایسے وقت تک تو میں مجھے تلاش کر رہے تھے، مجھے یہاں کی ضرورت تھی تم نے تباہ دے کر دو غلے بن کا مظاہرہ کیا۔ اپنے آدمی کے ذریعے کہیں مجھے کون سے رہنے نہیں دیا تم اس طرح میری زبان سے اگلا ناپا جانے سے کہ میں نے شین کہاں چھپا کر رکھی ہے۔ یہ تو تمہارا باپ بھی معلوم نہیں کر کے گا۔

گوڈوانی نے کہا: تم نے میرے ساتھ فریڈا کیا، میں نے تمہارے ساتھ کیا۔ تم تقریباً آٹھ برس سے مجھے ٹرانسفا مرشین کے سلسلے میں بلائے آ رہے ہو۔ میرے ایک کرڈوا اور سے زیادہ خرچ ہو گئے۔

لیکن اس ضمن سے مجھے فائدہ نہیں پہنچا ہے۔ پھر تم نے اپنی ہر ایک سلسلے میں مجھے دھوکا دیا۔

مے غرت، کیا تو مجھ سے کہیں تم سے ایک کرڈو سے نہ بنا ڈالے گا پھر میں کو تیرے حوالے کر دوں گا۔ ہرگز نہیں میں کو تیرے بے عزت کر زہرہ میں چھوڑوں گا تاکہ تو آئندہ میری ہی کے سلسلے کبھی بڑی نیت سے سوچ نہ کرے۔ ان کا اپنی دولت اور وسیع ذرا لے سے مجھے نقصان پہنچا سکے۔

میں نے گوڈوانی کی زبان سے کہا: جارج فری میں نے اسے گولی مارنے کی حماقت نہ کرنا۔ اسے زندہ چھوڑ دو۔

نہیں مسٹر فریاد! یہ میرا لشکار ہے۔ میں اس کے ہاتھوں پر ذیل ہوا ہوں اور بت پریشان ہوتا ہوں۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا، میرا سہارا سوا ہو چکا ہے، لہذا تم اس معاملے میں مداخلت نہ کرو۔

جب تک تمہیں شین کا نقشہ اور کاغذات نہیں ملے تھے یہ تمہارا معاملہ تھا۔ تمہاری چیزیں مل چکی ہیں لہذا پتہ چل چکا ہے اس سے چلے جاؤ۔ میں شطرنج کی بساط پر جب کوئی چال چلتا ہوں تو اپنے اس پاس کے نمروں کو پہچانتا ہوا چلتا ہوں۔ یہ گوڈوانی جیڑ لیے ایک اہم تھو ہے۔

مسٹر فریاد! تم نے زندہ رکھ کر میرے سر پر مسلط کرنا چاہتے ہو۔ میں یہ نہیں ہونے دوں گا۔ تمہی ایک فیصلہ سنا دو۔ میں ٹرانسفا مرشین کی ضرورت ہے یا نہیں؟

میں ایک ٹرانسفا مرشین تم سے لینے کے لیے خواہ مخواہ گوڈوانی کی جان نہیں لوں گا؟

وہ طنز پر انداز میں سکتا رہے بولا: مسٹر فریاد میں جانتا تھا، کس مرحلے پر ہی تم اختلاف کا بار نہ ڈھونڈ لو گے اور مجھے نقصان پہنچاؤ گے۔ تم خواہ مخواہ زبان کے جتنی مشورہ ہو تم اپنی زبان پر قائم رہنا نہیں چاہتے۔ کیا اس خوش فہمی میں مبتلا ہو کر مجھ سے مخالفت مول لے کر میری شین تک پہنچ جاؤ گے؟

میں نے گوڈوانی کے دماغ کو کسی حد تک آزاد رکھا تھا تاکہ وہ میری باتیں سن سکے اور وہ سن رہا تھا اور میرا احسان مند ہو رہا تھا۔ میں نے اس کے ذریعے دونوں ہاتھ ان کی صورت میں ہلاتے ہوئے کہا: دیکھو جارج! تمہارا اور فریاد کا اختلاف ہو رہا ہے۔ مجھے بیچ میں نہ مارو، یہ تجویز دیکھو۔ اس میں دو دنیا کے قیمتی ہیرے دکھے ہوئے ہیں، میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں، اچھی تمہیں پیش کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد تم اس تجویز کو کھول نہیں سکو گے کیونکہ اس کے خاص نمبر صرف میں جانتا ہوں۔

جارج فری میں سوچ میں پڑ گیا۔ اسے آئندہ دوپوش رہنے

کے لیے زیادہ سے زیادہ دولت کی ضرورت تھی، اگر وہ تجویز کے بعد میں نہ کھول سکتا تو اس کا افسوس ہوتا۔ اس نے کہا: جسٹو کرڈوا لگا تم دونوں ہاتھ اور ہاتھ کر تجویز کے پاس جاؤ اور اسے کھولو۔

تم اپنی ہود دونوں ہاتھ اوپر اٹھتے ہو تو تجویز کے کھول سکوں گا؟

جالاک نہ، جو ایک ہاتھ سے تجویز کھولو۔ وہ تجویز کے قریب گیا۔ جارج فری میں اس کے پیچھے پیچھ چلتا ہوا دو قدم کے فاصلے پر ٹک گیا۔ تجویز کھلتے ہی اس نے کہا: خبردار! اندر ہاتھ نہ ڈالنا۔ وہاں ریوڑ اور میں ہو سکتے ہیں۔ گوڈوانی فلا پیچھے ہٹ گیا۔ تجویز کے اندر ہیرے چمکا رہے تھے۔ قیمتی توتیوں کو دیکھ کر جارج فری میں کی آنکھیں جرجانی سے پھیل گئی تھیں۔ جیسے جیسے توتیوں کی گزریاں یہی کہیں ہوتی تھیں۔ وہ جلدی سے آگے بڑھا۔ اسے اطمینان ہو گیا تھا۔ تجویز کے اندر ہوا اور نہیں تھا۔ جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچا، گوڈوانی نے تجویز کے پٹ کو ایک لات ماری۔ جارج فری میں اس کے لیے تیار نہیں تھا۔ وہ تجویز ادبٹ کے درمیان الجھ گیا۔ اسے شوٹ لگی ساتھ ہی ہاتھ سے ریوڑ روکھوٹ گیا۔ گوڈوانی نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر کھونٹا مارا۔ وہ پیچھے کی طرف لڑکھڑایا۔ پھر کنگے بڑھ کر اس سے لپٹ گیا۔ دونوں کنگے ہاتھ پر گرفت رکھ کر ٹپٹے اور لڑکھٹے گئے۔ دونوں میں سے کوئی لڑنے کا فن نہیں جانتا تھا چونکہ میں گوڈوانی کے اندر موجود تھا، اس لیے وہ ڈلا گیا یا میں سے جارج فری میں کی چٹائی کو رہا تھا۔ پھر اس نے اسے ایک ٹھوکہ ماری۔

دوڑنا ہوا ریوڑ لگے پاس آکا اندر اسے اٹھا کر ریوڑ اب میلان جیسے ہاتھ میں ہے؟

جارج فری میں کے ہوش اڑ گئے۔ وہ کہیں سوچ نہیں سکتا تھا کہ اس طرح بازی پلٹ سکتی ہے۔ وہ جلدی سے انکار کی موٹ میں دونوں ہاتھ ہلاتے ہوئے بھلاڑ نہیں نہیں مسٹر فریاد تم ہمارے درمیان موجود ہو تم گوڈوانی کو گولی چلانے سے روکو۔ تم خیال خوافی کے ذریعے اس کے ہاتھ سے ریوڑ لو کر لے سکتے ہو۔

میں نے کہا: جب تم اپنے وعدے سے پھر گئے تو میں اس کا ریوڑ لو کیوں کر ڈاؤں۔ جہاں عابدہ جتیم ہو چکا ہے۔ تم نے سوا تھا، ٹرانسفا مرشین کا نقشہ اور اس کے اہم کاغذات مل چکے ہیں تم گوڈوانی کو گولی مارنے کو تمہارے دماغ میں آئے کے لیے اور تم سے رابطہ قائم کرنے کے لیے مجھے اور کوئی نہیں ملے گا۔

نہیں نہیں، تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ اگر میری سوچ غلط ہے تو بتاؤ، گوڈوانی کے مرنے کے بعد میں تم سے اس طرح رابطہ قائم کر سکتا ہوں۔

میں اس طرح فون کے ذریعے مے سے باتیں کرنے والا تھا۔ یعنی تم اپنا محتاج بنا کر رکھنے والے تھے جب تک تم نے وعدہ کیا تھا، نقشہ ملنے ہی اپنے دماغ کے دورانے کھول دو گے، اگر اب بھی تم نے ایمان نہیں ہوتو اپنے دماغ میں آئے دو یا اس ٹرانسفا مرشین کا پتا بتا دو۔

وہ انکار میں سر ہلا کر پیچھے ہٹے ہوئے بولا: نہیں، اسی میں نہیں بتاؤں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں، میں جس سب کچھ بتا دوں گا لیکن یہ سوچ نہیں ہے۔ میں ہر طرح سے اپنا تحفظ جانتا ہوں۔ تم دو سروں کو بے وقوف کیوں سمجھتے ہو؟ میں ایک بات پوچھتا ہوں۔ تم مجھے ٹرانسفا مرشین کا پتا بتاتے ہو یا نہیں؟ نہیں، تم مجھے جان سے مار ڈالو مگر میں نہیں بتاؤں گا۔ بے وقوف کو پچھتے پچھتے مجھے جان سے مارنے کی بے عزت ہے۔ دیکھو میں تمہارے دماغ میں کیسے پہنچ رہا ہوں۔ یہ کہتے ہی میں نے گوڈوانی کے ہاتھ سے فاش کر دیا۔ گولی اس کی ٹانگ میں لگی۔ وہ بیچ مارا کر اچھلا اور فرش پر گر کر ٹپٹے لگا۔ میں نے گوڈوانی سے کہا: تم کہہ چکے ہو، مجھے یہ نہیں چاہتا۔

میں اس طرح فون کے ذریعے مے سے باتیں کرنے والا تھا۔ یعنی تم اپنا محتاج بنا کر رکھنے والے تھے جب تک تم نے وعدہ کیا تھا، نقشہ ملنے ہی اپنے دماغ کے دورانے کھول دو گے، اگر اب بھی تم نے ایمان نہیں ہوتو اپنے دماغ میں آئے دو یا اس ٹرانسفا مرشین کا پتا بتا دو۔

وہ انکار میں سر ہلا کر پیچھے ہٹے ہوئے بولا: نہیں، اسی میں نہیں بتاؤں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں، میں جس سب کچھ بتا دوں گا لیکن یہ سوچ نہیں ہے۔ میں ہر طرح سے اپنا تحفظ جانتا ہوں۔ تم دو سروں کو بے وقوف کیوں سمجھتے ہو؟ میں ایک بات پوچھتا ہوں۔ تم مجھے ٹرانسفا مرشین کا پتا بتاتے ہو یا نہیں؟ نہیں، تم مجھے جان سے مار ڈالو مگر میں نہیں بتاؤں گا۔ بے وقوف کو پچھتے پچھتے مجھے جان سے مارنے کی بے عزت ہے۔ دیکھو میں تمہارے دماغ میں کیسے پہنچ رہا ہوں۔ یہ کہتے ہی میں نے گوڈوانی کے ہاتھ سے فاش کر دیا۔ گولی اس کی ٹانگ میں لگی۔ وہ بیچ مارا کر اچھلا اور فرش پر گر کر ٹپٹے لگا۔ میں نے گوڈوانی سے کہا: تم کہہ چکے ہو، مجھے یہ نہیں چاہتا۔

میں اس طرح فون کے ذریعے مے سے باتیں کرنے والا تھا۔ یعنی تم اپنا محتاج بنا کر رکھنے والے تھے جب تک تم نے وعدہ کیا تھا، نقشہ ملنے ہی اپنے دماغ کے دورانے کھول دو گے، اگر اب بھی تم نے ایمان نہیں ہوتو اپنے دماغ میں آئے دو یا اس ٹرانسفا مرشین کا پتا بتا دو۔

وہ انکار میں سر ہلا کر پیچھے ہٹے ہوئے بولا: نہیں، اسی میں نہیں بتاؤں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں، میں جس سب کچھ بتا دوں گا لیکن یہ سوچ نہیں ہے۔ میں ہر طرح سے اپنا تحفظ جانتا ہوں۔ تم دو سروں کو بے وقوف کیوں سمجھتے ہو؟ میں ایک بات پوچھتا ہوں۔ تم مجھے ٹرانسفا مرشین کا پتا بتاتے ہو یا نہیں؟ نہیں، تم مجھے جان سے مار ڈالو مگر میں نہیں بتاؤں گا۔ بے وقوف کو پچھتے پچھتے مجھے جان سے مارنے کی بے عزت ہے۔ دیکھو میں تمہارے دماغ میں کیسے پہنچ رہا ہوں۔ یہ کہتے ہی میں نے گوڈوانی کے ہاتھ سے فاش کر دیا۔ گولی اس کی ٹانگ میں لگی۔ وہ بیچ مارا کر اچھلا اور فرش پر گر کر ٹپٹے لگا۔ میں نے گوڈوانی سے کہا: تم کہہ چکے ہو، مجھے یہ نہیں چاہتا۔

میں اس طرح فون کے ذریعے مے سے باتیں کرنے والا تھا۔ یعنی تم اپنا محتاج بنا کر رکھنے والے تھے جب تک تم نے وعدہ کیا تھا، نقشہ ملنے ہی اپنے دماغ کے دورانے کھول دو گے، اگر اب بھی تم نے ایمان نہیں ہوتو اپنے دماغ میں آئے دو یا اس ٹرانسفا مرشین کا پتا بتا دو۔

وہ انکار میں سر ہلا کر پیچھے ہٹے ہوئے بولا: نہیں، اسی میں نہیں بتاؤں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں، میں جس سب کچھ بتا دوں گا لیکن یہ سوچ نہیں ہے۔ میں ہر طرح سے اپنا تحفظ جانتا ہوں۔ تم دو سروں کو بے وقوف کیوں سمجھتے ہو؟ میں ایک بات پوچھتا ہوں۔ تم مجھے ٹرانسفا مرشین کا پتا بتاتے ہو یا نہیں؟ نہیں، تم مجھے جان سے مار ڈالو مگر میں نہیں بتاؤں گا۔ بے وقوف کو پچھتے پچھتے مجھے جان سے مارنے کی بے عزت ہے۔ دیکھو میں تمہارے دماغ میں کیسے پہنچ رہا ہوں۔ یہ کہتے ہی میں نے گوڈوانی کے ہاتھ سے فاش کر دیا۔ گولی اس کی ٹانگ میں لگی۔ وہ بیچ مارا کر اچھلا اور فرش پر گر کر ٹپٹے لگا۔ میں نے گوڈوانی سے کہا: تم کہہ چکے ہو، مجھے یہ نہیں چاہتا۔

میں اس طرح فون کے ذریعے مے سے باتیں کرنے والا تھا۔ یعنی تم اپنا محتاج بنا کر رکھنے والے تھے جب تک تم نے وعدہ کیا تھا، نقشہ ملنے ہی اپنے دماغ کے دورانے کھول دو گے، اگر اب بھی تم نے ایمان نہیں ہوتو اپنے دماغ میں آئے دو یا اس ٹرانسفا مرشین کا پتا بتا دو۔

وہ انکار میں سر ہلا کر پیچھے ہٹے ہوئے بولا: نہیں، اسی میں نہیں بتاؤں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں، میں جس سب کچھ بتا دوں گا لیکن یہ سوچ نہیں ہے۔ میں ہر طرح سے اپنا تحفظ جانتا ہوں۔ تم دو سروں کو بے وقوف کیوں سمجھتے ہو؟ میں ایک بات پوچھتا ہوں۔ تم مجھے ٹرانسفا مرشین کا پتا بتاتے ہو یا نہیں؟ نہیں، تم مجھے جان سے مار ڈالو مگر میں نہیں بتاؤں گا۔ بے وقوف کو پچھتے پچھتے مجھے جان سے مارنے کی بے عزت ہے۔ دیکھو میں تمہارے دماغ میں کیسے پہنچ رہا ہوں۔ یہ کہتے ہی میں نے گوڈوانی کے ہاتھ سے فاش کر دیا۔ گولی اس کی ٹانگ میں لگی۔ وہ بیچ مارا کر اچھلا اور فرش پر گر کر ٹپٹے لگا۔ میں نے گوڈوانی سے کہا: تم کہہ چکے ہو، مجھے یہ نہیں چاہتا۔



لے سکتے ہیں، لہذا اب تمہارا ذہن رہنا مقبول ہے۔  
 وہ گڑبگڑ لانے لگا۔ فارگا ڈیک، مجھے صاف کر دو میں تمہیں  
 شین تک پہنچا دوں گا۔ میں تمہیں...  
 میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا: مجھے شین تک پہنچنے کے  
 لیے تمہاری کوئی ضرورت نہیں رہی۔  
 میں نے گودوانی کے ہاتھ سے گولی چلا دی۔ وہ گولی ٹھیک  
 اس کے سینے میں جا کر جوت ہوئی۔ وہ تڑپ تڑپ کر ہمیشہ کے  
 لیے خاموش ہو گیا۔ میں نے کہا: گودوانی! اس پریشان کن کو حفاظت  
 سے رکھو، ابھی تمہارے پاس دوسرا نشانہ رکھا ہے۔ پھر دونوں کی لاش  
 کو چھپانے کے انتظامات کر دینا۔ تم قانون کی کمرٹ میں نہیں آؤ  
 گے۔ میں تمہاری مدد کرتا ہوں گا۔

جو سوک کر ناپا جو ہو لیکن پہلی فرصت میں ان کا خذات کو آگ  
 لگا دو۔  
 اس نے حیرانی سے پوچھا: فراد صاحب! آپ اتنے تیر  
 کا خذات اور تیرے کو آگ لگانا چاہتے ہیں؟  
 میں ہرگز بڑی کو خفاک کر دینا چاہتا ہوں جس سے شیطان  
 پیدا ہوتے ہیں۔ میں جو کہ رہا ہوں، اس پر عمل کرو۔  
 اس نے بے چون و چرا میرے حکم کی تعمیل کی۔ بریف کیس  
 کھول کر اصل کا خذات نکالے، پھر اسی شخص کے ساتھ ملا کر لاکھڑ  
 کے دریلے آگ لگا دی جب تک وہ تمام کا خذات ملتے رہے۔ میں  
 اس کے دماغ میں موجود رہا۔ جب وہ جل کر لکھ ہو گئے تو میں نے  
 کہا: گودوانی! تم اپنے خذات سے ہنستے رہو۔ میں جا رہا ہوں۔ جو سکا  
 ہے جلد ہی تمہاری ضرورت پڑے۔ پھر رابطہ قائم کروں گا؟

میں نے وقتی اور امر کو مخاطب کیا۔ پھر انہیں خوشخبری سنائی کہ وہ رہی  
 ٹرانسفا مرشین کا بھی سراخ مل گیا ہے اور سو نیانے تباہ کرنے  
 والی ہے۔ لہذا تم دونوں اس کے پاس آتے جا تے رہنا میں تمام  
 رات جاگتا رہا ہوں اس لیے تھوڑی دیر سوچنا چاہتا ہوں۔  
 رہتی ہے کہا: تم آرام سے سو جاؤ اور اطمینان رکھو۔ میں اور  
 آہر سو نیانے بار بار رابطہ کیے گئے۔  
 میں نے واپس آ کر اپنے دماغ کو ہلاکت دی۔ پھر اطمینان  
 سے جا رہے تھے۔ ادر میں سویا، ادر جا رہی ہیں بیدار ہو  
 گیا۔ میرے دونوں ہاتھ صبح چاندنیے بیدار ہو جاتے تھے اور ورزش  
 فرود کرتے تھے۔ اس نے بیدار ہونے کے بعد جب دیکھا کہ میرا  
 کمر اڑھ ہے، میں سو رہا ہوں تو اس نے ٹھیک فرن کے ذریعے آہر  
 سے رابطہ قائم کیا۔ پھر اس سے پوچھا: جو جو کا سراخ تھا؟  
 اس نے کہا: ہم کو شینیں کر کے ہیں۔ اس کے دماغ میں  
 گرا سنا ہے۔ نہ ہماری سوچ کی لہر اسے محسوس ہوتی ہے، نہ  
 وہ خود کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہے۔ تمہارے پاس تباہ کیا ہوگا۔  
 اسے کوما میں لکھا گیا ہے۔  
 میں باہر نکلتے کے لیے جا رہا ہوں۔ کوئی اہم بات ہو تو  
 مجھے ضرور رابطہ قائم کریں؟

میں اور انعام لیا جانے کا تو میرا کیا بجلا ہوگا۔ کیا اختتامی کا سوائے  
 وہ دلیس مل جائے گی؟  
 میں نے کہا: میں تمہاری باتوں کا جواب تھوڑی دیر بعد  
 دوں گا۔  
 میں سو نیانے کے پاس پہنچا۔ وہ پچھلی رات ہی کے کام شروع  
 کر چکی تھی ماس کے پاس جتنے آدمی تھے وہ سب ہنر پرے پلے  
 والی کارا شین سے درخت کاٹ رہے تھے۔ ان درختوں کے  
 ٹکڑے ٹکڑے کر رہے تھے تاکہ کڑیاں جلانے کے کام آسکیں۔  
 میں نے کہا: سو نیانے! ہمارا بیٹا یا اس اول اس منصوبے سے  
 متعلق نہیں ہے۔ اسے اندر نہ لے کر شین تباہ ہوگی تو انہوں نے  
 والے جو جو جان سے مار ڈالیں گے؟  
 سو نیانے کہا: آج تک ایسا نہیں ہوا۔ ویسے پارس کا اندیشہ  
 ایک پہلو سے درست ہے۔ اگر جو جو کو آخرا کرنے والا کوئی خطرناک  
 تنظیم کا سربراہ نہ ہو، بڑے بڑے ممالک نہ ہوں، کوئی تھی یارنی ہو،  
 جیسے جارح فری میں تھا۔ ایسے ہی کسی سر پھرنے شین کے دیوانے  
 نے جو جو کو آخرا کیا ہو تو ہم اسے کیا نقصان پہنچا سکیں گے۔ نہ اس کا  
 کوئی اپنا ملک ہوگا، نہ اسے کسی قوم سے لگاؤ ہوگا۔ وہ زیادہ سے  
 زیادہ اپنی جان سے چلنے لگا، لیکن ہماری جو جو ہیں ہمارے ہاتھ  
 نہیں آسکتی گی۔

میں اس کے دست راست کے پاس پہنچا، اس کے دماغ  
 پر قبضہ جانا تو اس نے شین کے نقتے اور اس کے تمام اہم کا خذات  
 کی نوٹوشٹ کا پٹی لٹالی، اسے اپنے ساتھ لیا، پھر وہاں سے ہڈیاں  
 ہوا اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ کار کو تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا گودوانی کی  
 رہائش گاہ میں پہنچا تو اس کے آدھی جارح فری میں کی لاش کو ایک  
 پلاسٹک کے ٹھیلے میں پک کر رکھے تھے۔ اس کا دست راست  
 اس کمرے میں پہنچ کر ٹھیک گیا کیونکہ میں نے اس کے دماغ کو  
 آزاد چھوڑ دیا تھا۔ گودوانی نے کہا: آؤ میرے جانا، میرے مفاد اور  
 اس نقتے کو اہم کا خذات کے ساتھ بریف کیس کے نیچے رکھ دو۔  
 وہ بڑی طرح بکھلا بکھلا ہوا تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہاں  
 کیسے پہنچ گیا۔ اس نے حیرانی سے پوچھا: پاس! آپ کو کیسے پتا  
 چلا کہ میرے پاس شین کے کا خذات ہیں، کیا واقعی مشرف ہو جا رہے  
 درمیان موجود ہیں؟

میں نے فراد دلی تھوڑے وقت میں اپنا لیے اور اس سے  
 یہ فائدے حاصل کر رہا ہوں۔ چلو کا خذات وہاں رکھ دو۔  
 وہ چپ چاپ آگے بڑھ کر کا خذات کو بریف کیس کے نیچے  
 رکھتے ہوئے ہلاڑ پاس! آپ مجھے چندہ برس سے جانتے ہیں۔  
 میں نے کبھی تم کو حیرانی نہیں کی، کبھی آپ کے اعتماد کو دھوکا نہیں  
 دیا۔ ان کا خذات کی نوٹوشٹ کا کیا ہے؟ لے رکھیں کہ شاید کبھی اصل  
 آپ کے پاس سے گم ہو جائیں تو آپ کے کام آسکیں۔  
 میرے مفاد اور اگر تم نے ایسا کیا تھا تو مجھ سے کہہ سکتے تھے  
 لیکن تم جانتے تھے کہ میں تمہیں اس کی نقل رکھنے کی اجازت نہیں  
 دوں گا۔ آج فراد صاحب کی سرکاری نہ ہوتی تو ہم یہ کا خذات کبھی  
 میرے پاس نہ لاتے۔  
 میں نے کہا: گودوانی! یہ تمہارا جبر ہے۔ تم اس کے ساتھ

۱. ہمیں دوسری ٹرانسفا مرشین کا سراخ مل گیا ہے۔  
 ۲. آپ میرے دماغ میں آجائیں۔ میں رہیں اور کہ رہا ہوں؟  
 اس نے یہ پوچھ رکھا۔ پھر ٹھیک کے لیے میری رہائش گاہ  
 سے باہر آجئے میں آ گیا۔ آؤ اسے ٹرانسفا مرشین کے متعلق بتا رہا  
 تھا اور یقین دلانا تھا کہ اب جو جو کے لیے زیادہ خطرہ نہیں ہے جب  
 شین تباہ ہو جائے گی تو اسے انہوں نے والے اپنا سامنے لے کر  
 رہ جائیں گے۔  
 ”آپ رہیں تو سوچیں کہ ناکامی کی صورت میں وہ جتنا کہ جو جو  
 ہائی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔  
 مجھے ایسا ممکن نہیں ہے۔ وہ ہم ٹھیک جیسی جاننے والوں سے  
 خوفزدہ ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں، کسی دن بھی یہ بیدار کھلا کے کسی  
 نے انہوں کو آخرا کیا تو ہم صرف اسے نہیں بلکہ اس کے پورے ملک اور  
 پوری قوم کو نیست و نابود کر دیں گے۔“  
 میں جس آٹھ ٹکڑے بھلا ہو گیا۔ پارس نے کہا: کیا آپ نے  
 ہر پوچھ پوچھ کر لیا ہے۔ اگر وہ ٹرانسفا مرشین تباہ کی گئی تو کیا جو جو  
 کو جانی نقصان نہیں پہنچے گا، سلاما، ماسک مین کی قید میں ہے،  
 اسے بھی وہ زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ آرمو صاحب کہتے ہیں، اگر جو جو  
 کو جانی نقصان پہنچا تو انہوں نے والوں کی پوری قوم اور ملک  
 کے ساتھ نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ میں کتا ہوں، جو جو نہیں رہے

۱. ہمیں دوسری ٹرانسفا مرشین کا سراخ مل گیا ہے۔  
 ۲. آپ میرے دماغ میں آجائیں۔ میں رہیں اور کہ رہا ہوں؟  
 اس نے یہ پوچھ رکھا۔ پھر ٹھیک کے لیے میری رہائش گاہ  
 سے باہر آجئے میں آ گیا۔ آؤ اسے ٹرانسفا مرشین کے متعلق بتا رہا  
 تھا اور یقین دلانا تھا کہ اب جو جو کے لیے زیادہ خطرہ نہیں ہے جب  
 شین تباہ ہو جائے گی تو اسے انہوں نے والے اپنا سامنے لے کر  
 رہ جائیں گے۔  
 ”آپ رہیں تو سوچیں کہ ناکامی کی صورت میں وہ جتنا کہ جو جو  
 ہائی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔  
 مجھے ایسا ممکن نہیں ہے۔ وہ ہم ٹھیک جیسی جاننے والوں سے  
 خوفزدہ ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں، کسی دن بھی یہ بیدار کھلا کے کسی  
 نے انہوں کو آخرا کیا تو ہم صرف اسے نہیں بلکہ اس کے پورے ملک اور  
 پوری قوم کو نیست و نابود کر دیں گے۔“  
 میں جس آٹھ ٹکڑے بھلا ہو گیا۔ پارس نے کہا: کیا آپ نے  
 ہر پوچھ پوچھ کر لیا ہے۔ اگر وہ ٹرانسفا مرشین تباہ کی گئی تو کیا جو جو  
 کو جانی نقصان نہیں پہنچے گا، سلاما، ماسک مین کی قید میں ہے،  
 اسے بھی وہ زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ آرمو صاحب کہتے ہیں، اگر جو جو  
 کو جانی نقصان پہنچا تو انہوں نے والوں کی پوری قوم اور ملک  
 کے ساتھ نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ میں کتا ہوں، جو جو نہیں رہے

## ماہی آرٹ

کے ذریعے اپنی اہم  
 دوسروں کی حفاظت کیجیے

ابتداء سے ایک ٹکڑے سے  
 سیکھو

• ایک کتاب میں تمام سیکھنے والی چیزیں  
 • ان سیکھنے والی چیزوں کا بیان  
 • ۲۰۰ سے زائد تصاویر  
 • ہر سیکھنے والی چیز کا بیان  
 • ۲۰۰ سے زائد تصاویر  
 • ہر سیکھنے والی چیز کا بیان

• ایک کتاب میں تمام سیکھنے والی چیزیں  
 • ان سیکھنے والی چیزوں کا بیان  
 • ۲۰۰ سے زائد تصاویر  
 • ہر سیکھنے والی چیز کا بیان

کو شش کرو، اس کا ایک پڑھ بھی کسی کے ہاتھ نہ آئے۔ اس  
 کا ایک ایک حصہ، ایک ایک پڑھ تباہ ہو جائے۔  
 میں ہوگا؟  
 وہاں میرا سٹر مارک مین اور بیرونی گورنوں سے بھی  
 جگہ جگہ کیوں لگا رکھے ہیں جب تم شیروں کے خاترے قریب کسی  
 کا دروازی میں معروف رہو گی تو سب کے سب چوکنے ہو جائیں  
 گے۔ سب کی نظریں تم پر ہوں گی؟  
 میں اس بات کو سمجھتی ہوں۔ چونکہ ہمارا ارادہ شروع سے  
 ہی شین کو تباہ کرنے کا تھا، لہذا میں نے پہلے ہی سوچ لکھا تھا کہ  
 اسے کس طرح تباہ کیا جائے گا۔ اب اس پر عمل کرنا ہے لہذا میں  
 فراد اپنے منصوبے پر غور کرنا چاہتی ہوں۔ جب عمل شروع کروں تو  
 تم اگر دیکھ لینا یہاں کیا کچھ ہو رہا ہے؟  
 میں اپنی جگہ واپس آ گیا۔ صبح کے چار بج رہے تھے۔ میں

میں نے کہا: گودوانی! یہ تمہارا جبر ہے۔ تم اس کے ساتھ  
 62

• میں تم پارس اول کے خیال سے متفق ہوں؟  
• جب تک جو جو کو اغوا کرنے والے ہماری نظروں میں نہ آئیں اس وقت تک ہمیں شین کو تباہ نہیں کرنا چاہیے؟  
• پھر کیا کرو گی؟

• میں یہاں مکمل اختیارات کر کے رکھوں گی، جب بھی کوئی مناسب موقع ملے گا، اس شین کو تباہ کر دیا جائے گا؟  
• کیا اس طرح ہم یہ تسلیم نہیں کر رہے ہیں کہ ہمارا منصوبہ ناقص اور ناقابل عمل تھا؟

• ہرگز نہیں، ہمارے منصوبے میں ایک ذرا سی خامی تھی جس کی طرف ہمارے بیٹے نے اشارہ کیا۔ ہمارے بچے جوان ہو چکے ہیں، ماشاء اللہ بہت بھلا ہیں۔ ہمیں ان کی بات مان لینے میں اپنی ہنک محسوس نہیں کرنا چاہیے؟  
• تم یہ کڑیاں کٹوا کر کیا کرو گی؟

• میں شیروں کے فارے سے تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر ایک پندرہ یا بیس فٹ گہرا گڑھا کھدواؤں گی۔ اس گڑھے کا رقبہ پچاس مربع گز ہوگا۔ اس میں یہ کڑیاں بھردی جائیں گی۔ بیچ میں تھوڑا سا طائر ہے گا۔ جب اس شین کو تباہ کرنے کا وقت آئے گا تو اسے اس خلا میں لانگ ڈال دیا جائے گا اور پٹروں چھڑک کر آگ لگا دی جائے گی۔ پندرہ یا بیس فٹ گہرے گڑھے میں جب وہ شین رہے گی اور چاروں طرف آگ ہی آگ ہوگی تو اس میں شین کو لگاؤں جلانے کا؟

• کیا وہاں کیمپ لگانے والے دوسرے دشمن تمہاری اس کارروائی کو نہیں سمجھیں گے؟

• میں اس گڑھے کو کڑیوں سے بھرنے کے بعد اور کڑیوں کے تختوں کا فرش بچھاؤں گی۔ اس کی چاروں طرف ہوگی اور چاروں طرف پر چھت ڈالی جائے گی۔ اس میں کھڑکیاں اور دروازے نہیں ہوں گے ہم اس طرح کڑی کے چھوٹے چھوٹے کئی کا بیج بناؤں گے اور اپنے آدمیوں کی ایک چھوٹی سی ہٹی آباد کریں گے۔ شاید تمہیں پتا نہیں ہے، سپر ماسٹر اور ماسک مین کے آدمی اور یوڈی کو بیٹے بھی یہی کر رہے ہیں۔ انھوں نے سمجھ لیا ہے، شین آتی جلدی آتی نہیں کیے گی۔ پتا نہیں کتنا عرصہ لگے گا لہذا وہ لوگ بانس • میرے دو ٹاکڑ بنیے بنا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ہم لیکن تم جانتے تھے کہ تمہاری آباؤ اجداد کے تو انھیں شبہ دوں گا۔ آج فراد صاحب کی عمر

ذہن افراد کو ذہن بنانے کا فرم رکھتے تھے لیکن وہ ہر ہمارے ہاتھ نہیں آتی۔ اس بار بھی ہم امداد بدل رہے تھے۔ جو جو اور پارس کی خاطر اس کی تباہی کو کچھ عرصے کے لیے ملتوی کر رہے تھے۔ میں نے پارس سے کہا: تمہاری سونیا خاتم تھے متفق ہے۔ وہ شین کو تباہ نہیں کرے گی؟

اس نے خوش ہو کر کہا: میری تمنا بہت گریٹ ہے۔ بیڑیا کس طرح جو جو تک پہنچنے کی کوشش کیجئے؟

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچا تو اس نے سانس روک لی۔ میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ جیرانی سے بولوا: وہ کو مایا نہیں ہے۔ سانس روک رہی ہے۔

بیٹھے! ہم ایک کر سکتے ہیں۔ اے کو مایا کھا لیا ہے۔ میں پھر وہاں سے ہو کر آتا ہوں۔

پارس سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ بے چینی سے بولوا: آپ پھر اس کے دماغ میں جانے کی کوشش کریں؟

میں نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی اور اس کے دماغ میں پہنچا تو وہ ہنس رہی تھی اور پوچھ رہی تھی: کون پایا؟ کیا آپ ہیں؟ ہاں، بیٹھے میں ہوں۔ تم جلدی سے بناؤ، کماں ہوں، کون ٹولوں نے تمہیں قید کر رکھا ہے؟

وہ مصوویت سے بولی: مجھے مولا کو قید کرنے کا۔ میں تو یہاں مزے سے ہوں۔ ابھی ذرا دیر پہلے پارس نے مجھے فون کیا ہے، وہ یہاں بیٹھنے والا ہے؟

کیسی باتیں کرتی ہوئی، پارس تو میرے سامنے ہے؟  
• وہ آپ کا پارس دوم ہوگا؟

نہیں بیٹے، میں سچ کہہ رہا ہوں۔ پارس اول میں تھکا ہونے پر جس سے کل تمہاری شادی ہوئی، وہ میرے سامنے بیٹھتا ہے تمہارے لیے جے جین ہے۔ تمہیں یاد کر رہا ہے؟

وہ بولی: میرے پاسیے پیارے انکل کہتے ہیں، آپ اور تم دونوں فراد ہیں۔ میرے دشمن ہیں، میرا دماغ خراب کرنا چاہتے ہیں۔ مجھ پر تو نہیں عمل کر کے اپنے بیٹے کے ساتھ مجھے گندی چینی بنانا چاہتے ہیں۔ جبکہ انکل آپ کے بیٹے کو میرے پاس پہنچا رہے ہیں۔ میں آپ کو گولوں کی ایک بات نہیں سنوں گی۔ بس جلیے یہاں سے؟

اس نے سانس روک لی۔ میں اپنی جگہ والیں آ گیا۔ پارس نے پوچھا: کیا ہوا؟

• وہی ہوا ہے جس کا ہمیں اندیشہ تھا۔ وہ ڈمی پارس کو پیش کر رہے ہیں، جو جڑے کو تباہ نہیں ہے کہ وہ ڈمی ہے۔ مجھے اور تمہاری سزا کو فراد سمجھ رہی ہے۔ الزام دے رہی ہے کہ ہم اس کا دماغ خراب کرنا چاہتے تھے اور تو نہیں عمل کے فریڈ نے اسے گندی

بچی بنانا چاہتے تھے؟  
• آپ اتنی دیا س کے دماغ میں رہ کر گئے ہیں۔ کچھ اس کے اس پاس کا ماحول سمجھ میں آیا؟

• وہ ایک بیڈروم تھی۔ اسے بیڈروم کئی گھروں میں بھرتے ہیں۔ اس کے کئی سٹاٹ امریکی طرز کی تھی۔ اور پھر جسٹ آزاد کی تصویر بھی ہوتی تھی لیکن ایسا تو کسی دوسرے ملک کے امریکی باشندے بھی کرتے ہیں۔ اپنے ڈرائنگ روم اور بیڈروم کو اچھی طرز پر بھرتے ہیں؟

• بیڑیا، آپ سپر ماسٹر سے رابطہ قائم کر کے دیکھیں؟  
• میں نے سپر ماسٹر کے پاس پہنچ کر پہلے تو اس کے چور خیالات پڑھے، بتایا، اب وہ سپر ماسٹر نہیں رہا ہے۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا آیا ہے، میں نے ایک فوجی جنرل کے دماغ میں پہنچ کر کہا: میں فریڈ علی کی پوری رہا ہوں۔ مجھے یقین ہو گیا ہے میری بیٹی جو جو تو س لوگوں نے اغوا کیا ہے؟

وہ تیراتی سے بولوا: فراد صاحب! آپ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ ہم اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتے؟

• اپنی صفائی پیش نہ کرو۔ پہلے میری پوری بات سن لو میں جو کہہ رہا ہوں، وہ بات اپنے تمام اعلیٰ حکام تک پہنچا دو۔ جو جو تمہارے ملک میں پہنچا دی گئی ہے، تم لوگوں کی قید میں ہے۔ وہ جن کرے میں ہے وہاں تمہارے مجسٹر آزادی کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ اس کرے کا طرز آرائش بھی امریکی ہے۔ تم ہمیں گمراہ نہیں کر سکو گے؟

• جناب فراد صاحب! میں آپ کی یہ بات تمام اعلیٰ حکام تک پہنچا دوں گا لیکن کچھ میری عرض میں سن لیجئے۔ کیا ہم اتنے نادان ہیں کہ جو جو کو ایسے کرے میں رکھیں جس کا طرز آرائش امریکی ہو اور جہاں امریکا کا مجسٹر آزادی نظر آتا ہو۔ آپ میری اس بات پر کھڑے فرمائیں، جو جو کو اغوا کرنے والے بددماغی بہت چالاک ہیں۔ وہ آپ کو گولوں کو گڑھا کرنے کے لیے ایسی پالیسی چل رہے ہیں؟ اس کی یہ بات دل کو لگ رہی تھی۔ اس نے کہا: آپ نے ہماری ٹرانسفاڈریشن تباہ کر دی۔ ہم نے آف ٹاک نہیں کی کہ وہ شین ہم نے آپ کے چھین چکی تھی۔ آپ نے ہم سے ہمیشہ کے لیے چین لی لیکن یہ تو سوچے ٹرانسفاڈریشن کے بغیر ہم جو جو کو اپنے ملک میں بولنے لگے، اگر ہم یہ امید کریں کہ ہمارے فریڈ مین کی ٹرانسفاڈریشن ہمارے ہاتھ تک جلتے گی تو وہ کب لگے گی، اس میں کتنا عرصہ لگے گا، کیا اتنے عرصے تک ہم جو جو کو قید میں رکھ سکتے ہیں اور وہ ہمیں اس حماقت سے کہ اس کا لگاؤ وہاں لگی ہوئی تصویریں ہماری نشاندہی کرتی رہیں اور آپ ہمارے پیچھے پڑ جائیں؟

• آپ کی باتوں کو ذہن قبول کرتا ہے ہے جھک ہیں گمراہ کرنے کے لیے اس سرکھن کی جا سکتی ہیں لیکن جس حقیقت کو ذہن قبول کرتا ہے، بعض اوقات وہ حقیقت ایک فریب کے طور پر نظر آتی ہے۔ ہوا ہوتا ہے، ہم جھکا لگائے لگائے میں آپ کی بات پر غور تو کروں گا مگر آپ لوگوں پر بھروسہ نہیں کروں گا۔ میں نے واپس آ کر سوچا، آخر جو جو کو کون لے گیا ہے؟ بے جانے والا بہت بڑا شاطر ہے کہ جو جو کے مزاج کو سمجھتے ہوئے ڈمی پارس کو ہمیں ساتھ لے گیا ہے۔ سال، دو سال، دو سال میں بھی وہ شین اس کے ہاتھ نہیں گئے گی جو جو ڈمی پارس کے ساتھ طوطی رہے گی۔ اس کے ساتھ ہنسی کھیلتی رہے گی۔ اس بات کا اندیشہ نہیں رہے گا کہ ہمیں اس کے دماغ میں پہنچ سکتے ہیں، اسے ٹریپ کر کے واپس لاسکتے ہیں اور اس کے ذریعے اغوا کرنے والے تک بھی رسائی حاصل کر سکتے ہیں؟

میں نے فرینک سیکر کو ڈوانی کے پاس پہنچ کر پوچھا: جارج فریڈ مین کی لاش کہاں ہے؟  
اس نے جواب دیا: ان لاشوں کو کہیں دودنے جا کر بیٹھنے یا چھیلنے کا موقع نہیں تھا لہذا میں نے اپنے ہتھکے پیچھے ہی زمین کھود کر دفن کر دیا ہے؟

میں نے پولیس کے اعلیٰ افسر سے رابطہ قائم کرتے ہوئے کہا: میں فرینک سیکر کو ڈوانی کی رہائش گاہ کا پتا بنا رہا ہوں، اس ہتھکے کے پھیلے حصے میں دو لاشیں دفن کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک جارج فریڈ مین کی لاش ہے۔ اسے نکال کر اپنی تحویل میں لے لو گمراہوں کو قانونی گرفت میں نہ لینا۔ یہ سب کچھ میرے ایما پر ہوا ہے؟

اس اعلیٰ افسر نے اپنے ماتحت افسر کو حکم دیا۔ وہ پولیس کی ٹیم کے فرورڈ آڈر دے گا ہوگا۔ میں گمراہوں کے پاس آیا۔ وہ سوچ کے دہلیے مجھے کہہ رہا تھا: فراد صاحب! آپ اپنا ٹاک آئے اور اپنا ٹاک چلے گئے۔ کیا آپ میرے پاس موجود ہیں؟ میں نے کہا: میں تھوڑی دیر کے لیے گیا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ مجھے جارج فریڈ مین کی لاش کی ضرورت ہے۔ پولیس والے کہے ہیں، اسے یہاں سے نکال کر لے جائیں گے ہم پریشان نہ ہونا؟

• جناب! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ پولیس والے یہاں آئیں گے اور میرے اعلیٰ سے لاش نکال کر لے جائیں گے تو کیا مجھے قانونی گرفت میں نہیں لیں گے؟  
• میں نے کہا، انہی نے فراد علی تیمور سے دوستی کی ہے۔ دکھا کہیں نہیں کاڈو گے؟  
• وہ بے بسی سے بولوا: اچھی بات ہے۔ ویسے میں میں کہیں

بھاگ گئیں جا سکتا۔ پولیس والوں سے چھپ سکتا ہوں، آپ سے چھپنا ممکن نہیں ہے لہذا خود کو حالات کے دم و دم پر چھوڑ رہا ہوں۔“

تھوڑی دیر بعد پولیس والے پہنچ گئے۔ میرے کہنے پر گڑوانی نے شگے کے پیچھے اس جگہ کی نشاندہی کی جہاں دو لاشیں دفن کی گئی تھیں۔ انھوں نے وہ جگہ کھود کر جارج فری مین کی لاش نکالی، پھر مین کی سطح ہموار کردی، اس کے بعد اس لاش کو ایک اسٹریچر پر ڈال کر گاڑی کے پیچھے لٹک کر چپ چلے گئے۔ گڑوانی نے شدید حیرانی سے کہا: ”فریاد صاحب! آپ کیا چیز ہیں اکمال ہے، قانون بھی آپ کی منہ می میں ہوتا ہے کسی پولیس والے سے مجھ سے ایک سوال نہیں کیا۔“

ادنیٰ نے آئندہ تمہے کوئی سوال کرنے کا تم اطمینان سے بڑھا۔ آپ میرے دوست بن گئے ہیں، میں ہمیشہ اطمینان سے رہوں گا۔ پلیز مجھے اپنی خدمت کا موقع دیجیے۔“

تم کیا خدمت کرو گے۔ اگر تمہارا کوئی بحری یا فضائی جہاز مال لاتے ہوئے تالون کی دلدل میں پھنس جانے تو مجھ سے رابطہ قائم کر لینا میں اسے دلدل سے نکال دوں گا۔“

لیکن آپ سے رابطہ کسے قائم ہو سکتا ہے؟

پیرس کے کسی بھی اعلیٰ پولیس افسر کا نمبر پورا کرنا، اس سے کہنا، مجھ سے بات کرنا چاہتے ہو۔ میں جب تک پیرس میں رہوں گا، مجھ سے رابطہ قائم ہو جائے گا۔“

میں اس اعلیٰ پولیس افسر کے پاس آ گیا جس کے ماتحت، جارج فری مین کی لاش لے کر گئے تھے۔ میں نے کہا: ”اس لاش کو اچھی طرح صاف ستھرا کر کے اس کی تصویریں اتاری جائیں اور تمام اخبار والوں کو بتا دیا جائے کہ اس کے قتل ہونے کی خبر پہلے مجھے پر شائع کی جائے، آپ اخبار والوں کو بیان دیں گے کہ ایک دہرانے میں اس کی لاش پائی گئی تھی۔ ایک گولی اس کی ناک تک پہنچا اور دوسری سینے پر لگی ہے۔ اس کے پاس سے جو سلمان برآمد ہوا، اس سے پتہ چلا کہ یہ جارج فری مین ہے اور وہی شخص ہے جس نے ٹرانسفارمر مشین تیار کی تھی اور اسے افریقہ کے جنگل میں کہیں چھپا دیا تھا۔“

اس اعلیٰ افسر نے پوچھا: ”جناب فریاد صاحب! اجرت کے طور پر جارج فری مین کو کچھ سامان مل سکتا ہے؟“

میں ابھی بتاتا ہوں۔“

میں نے پھر گڑوانی کو مخاطب کر کے پوچھا: ”کیا جارج فری مین کے کچھ ایسے کاغذات یا کچھ ایسا سامان مل سکتا ہے جس سے پتہ چلے کہ اس کی لاش کے پاس وہ سامان پایا گیا تھا اور اس کے ذریعے اس کی شناخت کی گئی ہے؟“

گڑوانی نے کہا: ”میرے پاس اس کی دو طرح کی تم ہیں۔ وہ اپنے پاس دو طرح کے پاپیورٹ رکھتا تھا۔ ایک پاس میں اس کا نام جارج فری مین اور دوسرے میں اس کا نام بارہونے تھا اس کے علاوہ میرے پاس وہ دو ڈیو کیٹس ہے ماسک مین کی طرف سے ہمیں بھیجا گیا تھا جس میں سلاوا لہر بجائی سے مخاطب ہے۔“

اس نے جوت کافی ہیں، تمہارے پاس ابھی پولیس کا ایک افسر لگے گا، یہ چیزیں اس کے حوالے کر دینا۔“

میں نے اعلیٰ افسر سے کہا: ”اپنے ماتحت گڑوانی کی پاس بیچ دو۔ وہاں سے کچھ جوت حاصل ہو جائیں گے۔“

اعلیٰ افسر نے پوچھا: ”وہ کس قسم کے جوت ہیں، مجھے بتائیے تاکہ میں پیرس والوں کو مناسب بیان دے سکوں۔“

میں نے اسے بتا دیا: ”وہ دو طرح کی تصویریں اور دو طرح کے پاپیورٹ رکھتا تھا پھر آپ وہ دو ڈیو کیٹس چلا کر دیکھیں گے تو یہ باتیں معلوم ہو جائیں گی۔ اس کے مطابق آپ پیرس والوں کی پولیس دے سکیں گے۔ آپ کھٹے دو گھنٹے بعد ایک پیرس کا نفرس منہ کریں اور اس بات کو زیادہ سے زیادہ اچھلنے کی کوشش کریں۔ آپ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا۔“

میں نے اس سے کہا: ”جب پیرس کا نفرس ہوگی تو یہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں موجود رہوں گا اور اپنی مرضی کے مطابق بیان دیتا رہوں گا۔“

میں پاس کو اپنی تمام کارڈوائیوں کے متعلق بتاتا جا رہا تھا۔ اس نے پوچھا: ”جب ماسک مین کو معلوم ہوگا کہ وہ بازی ہار چکا ہے، جارج فری مین مرحلے کو کیا وہ سلاوا کو زندہ چھوڑ دے گا؟“

میں اسے دھمکی دینے والا ہوں۔ وہ سلاوا کے جس بجائی سے مشین کے سلسلے میں سوہا کرنا چاہتا تھا، وہ مرحلے سے لڑتا۔ سلاوا کو نقصان پہنچانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو میری طرف سے جھینٹیں اٹھائے گا۔“

میں شام کے وقت خیال خوانی کے ذریعے پیرس کا نفرس میں پہنچ گیا۔ وہ اعلیٰ افسر وہی بیانات دے رہا تھا جو میں سما چکا تھا پھر میں نے اس کی زبان سے کہا: ”جارج فری مین کی موت کے بعد اب وہ مشین کسی پراسرار خزانے کی طرح جو کئی ہے جو جڑ جانے کا دن بھی گئی ہے۔ بہر حال وہ بڑی بڑی خطرناک تنظیمیں اور بڑے بڑے ممالک جو جارج فری مین کو تلاش کر رہے تھے، اب ان کی تلاش ختم ہو چکی ہے اور جو اس متعلق فری مین نے مشین کے سلسلے میں کس قسم کا سمجھا یا یا سو دے بازی کرنا چاہتے تھے۔ وہ سلسلے میں ختم ہو چکا ہے لہذا

میں کے دواؤں کو اپنی اپنی طرح کی بساط پھر بجھانی ہوگی، میں نے اسے بتا دیا کہ اس نے مشین کے سلسلے میں کس قسم کے پاپیورٹ رکھتا تھا۔ ایک پاس میں اس کا نام جارج فری مین اور دوسرے میں اس کا نام بارہونے تھا اس کے علاوہ میرے پاس وہ دو ڈیو کیٹس ہے ماسک مین کی طرف سے ہمیں بھیجا گیا تھا جس میں سلاوا لہر بجائی سے مخاطب ہے۔“

اس نے جوت کافی ہیں، تمہارے پاس ابھی پولیس کا ایک افسر لگے گا، یہ چیزیں اس کے حوالے کر دینا۔“

میں نے اعلیٰ افسر سے کہا: ”اپنے ماتحت گڑوانی کی پاس بیچ دو۔ وہاں سے کچھ جوت حاصل ہو جائیں گے۔“

اعلیٰ افسر نے پوچھا: ”وہ کس قسم کے جوت ہیں، مجھے بتائیے تاکہ میں پیرس والوں کو مناسب بیان دے سکوں۔“

میں نے اسے بتا دیا: ”وہ دو طرح کی تصویریں اور دو طرح کے پاپیورٹ رکھتا تھا پھر آپ وہ دو ڈیو کیٹس چلا کر دیکھیں گے تو یہ باتیں معلوم ہو جائیں گی۔ اس کے مطابق آپ پیرس والوں کی پولیس دے سکیں گے۔ آپ کھٹے دو گھنٹے بعد ایک پیرس کا نفرس منہ کریں اور اس بات کو زیادہ سے زیادہ اچھلنے کی کوشش کریں۔ آپ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا۔“

میں نے اس سے کہا: ”جب پیرس کا نفرس ہوگی تو یہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں موجود رہوں گا اور اپنی مرضی کے مطابق بیان دیتا رہوں گا۔“

میں پاس کو اپنی تمام کارڈوائیوں کے متعلق بتاتا جا رہا تھا۔ اس نے پوچھا: ”جب ماسک مین کو معلوم ہوگا کہ وہ بازی ہار چکا ہے، جارج فری مین مرحلے کو کیا وہ سلاوا کو زندہ چھوڑ دے گا؟“

میں اسے دھمکی دینے والا ہوں۔ وہ سلاوا کے جس بجائی سے مشین کے سلسلے میں سوہا کرنا چاہتا تھا، وہ مرحلے سے لڑتا۔ سلاوا کو نقصان پہنچانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو میری طرف سے جھینٹیں اٹھائے گا۔“

میں شام کے وقت خیال خوانی کے ذریعے پیرس کا نفرس میں پہنچ گیا۔ وہ اعلیٰ افسر وہی بیانات دے رہا تھا جو میں سما چکا تھا پھر میں نے اس کی زبان سے کہا: ”جارج فری مین کی موت کے بعد اب وہ مشین کسی پراسرار خزانے کی طرح جو کئی ہے جو جڑ جانے کا دن بھی گئی ہے۔ بہر حال وہ بڑی بڑی خطرناک تنظیمیں اور بڑے بڑے ممالک جو جارج فری مین کو تلاش کر رہے تھے، اب ان کی تلاش ختم ہو چکی ہے اور جو اس متعلق فری مین نے مشین کے سلسلے میں کس قسم کا سمجھا یا یا سو دے بازی کرنا چاہتے تھے۔ وہ سلسلے میں ختم ہو چکا ہے لہذا

میں نے جواباً کہا: ”ٹرانسفارمر مشین کا سراخ لگانا الگ بات ہے لیکن سلاوا کے ذریعے جس طرح جارج فری مین پر دباؤ لایا جا رہا تھا اب وہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ جب تک وہ زندہ تھا، تم اس پر دباؤ ڈال کر اپنے طور پر اس مشین تک پہنچا چکے تھے، میں نے کوئی مداخلت نہیں کی۔ کیونکہ ٹرانسفارمر مشین کسی کی جاگیر نہیں ہے جو اسے حاصل کرنے، وہ اس کی ملکیت ہے۔ سلاوا کو قیدی بنا کر مشین حاصل کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ مجھے شبہ ہے کہ اس مقصد کے لیے میری بیٹی جو جو کچھ بھی اغوا کیا گیا ہے، جب یہ بھید کھلے گا تو میں سمجھوں گی۔ فی الحال کل شام تک جارج فری مین کی لاش مشرقی جزیرے پہنچ دی جائے گی اور کل ہی آج ہی رات سے پہلے سلاوا کو پیرس پہنچ جانا چاہیے۔ اگر جو جو کچھ تمہارے پاس ہو اور اسے پیرس پہنچ دو تو یہ تمہارے ملک اور تمہاری قوم کے حق میں بہتر ہوگا۔ اس سے آگے میں کوئی دھمکی نہیں دیتا جا رہا۔ دیش اس! میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر پیرس کو تمام باتیں بتائیں اس نے کہا: ”یہ آپ نے اچھا کیا۔ میں نے سلاوا کے ساتھ ایک اچھے دوست کی طرح وقت گزارا ہے۔ اب وہ دنیا میں نسا رہ رہے ہیں تو اس کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔“

میں تمہاری خاطر ہی ایسا کر رہا ہوں ورنہ سلاوا کے سلسلے میں اتنی باتیں کرنا اور وقت ضائع کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ وہ اپنی تمام اہمیت کھو چکی ہے۔ بجائی مرحلے کے ٹرانسفارمر مشین جہاں بھی ہے اس کے حلقے اسے کچھ معلوم نہیں ہے۔ وہ ہمارے تمام معاملات سے نکل چکی ہے، پھر بھی ہم اسے ماسک مین کی قید سے رہائی دلائیں گے۔“

لاکھوں قارئین کے دلوں کی دھڑکن

محی الدین نواب

کے (۱۰) سنگتی معنی کہا بیعت کے مجموعہ

ایمان کا نثر

مکتبہ نابتہ

مکتبہ نعت

قیمت ۸۰ روپے

شائع ہو چکا ہے

ترجمہ کمال علی بی بی اور استغاثہ



جب وہ پرس پہنچ جانے تو اسے یہ بتایا جائے کہ میں پرکاش میں آیا یا صاحب کے ادارے میں نہیں ہوں کسی اہم مسئلے میں دنیا کے کسی حصے میں جھنگ رہا ہوں؟

ہم دونوں ہاپ بیٹے اس سے دور رہیں گے اور دور رہ کر بھی اس کی رہائش کا مستقبل انتظام کر دیں گے تاکہ وہ کسی محتاج نہ رہے۔

دوسرے دن کے اخبارات نے شہین کے تمام دیوالیوں کو چرکا دیا۔ کوئی یقین کرنے کے لیے تیار نہیں تھا کہ اس نے چارج فری میں کس کو دیر لانے میں گولی مادی ہے۔ سب اس کی لاش دیکھنا چاہتے تھے۔ اخبارات میں یہ شائع ہو چکا تھا کہ اس کی لاش شام چار بجے تک رہے گی اس کے بعد مشرقی جزیرہ پہنچ دی جائے گی۔ دو ہر کو سپر ماسٹر اور اسرائیلی حکام کی طرف سے نمائندے لاش دیکھنے آئے۔ ہر زاویے سے اس کی تصویریں لیں۔ ان کے پاس اینٹی میک اپ کیسے بھی تھے تاکہ لاش پر میک اپ کیا گیا ہو اور اس کے پیچھے چھپا ہوا چہرہ واضح ہو جائے۔ شام کو وقت مقررہ پاس کی لاش ماسک مین کے پاس روانہ کر دی گئی۔ مجھے واقعی مزید دھمکی دینے کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ سارا آدھی رات سے پہلے ہی پہنچ گئی۔ اخباری رپورٹر اور فوٹو گرافر اسے گھیرے ہوئے طرح طرح کے سوالات کر رہے تھے۔ وہ جواب میں کہہ رہی تھی کہ میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ فرما دلی ہو تو میری رہائی کا انتظام کیا ہے۔ میں ان کا ٹھکانہ یاد کرتی ہوں اور ان کے بیٹے پارس سے فوراً ملنا چاہتی ہوں۔

ایک اعلیٰ افسر نے کہا کہ ہمیں انہوں سے پارس ڈیو پیرس میں ہے اور وہ بھی بابا صاحب کے ادارے میں۔ وہ کہاں ہے، یہ ہم بھی نہیں جانتے اور دربارہ صاحب کے متعلق تو ساری دنیا جانتی ہے کہ ان کا ٹھکانہ کوئی نہیں جانتا۔ جب بھی وہ منظر عام پر آتے ہیں تو کسی ڈرامائی مرحلے پر ڈھمی ثابت ہوتے ہیں۔

یہ سن کر وہ مایوس ہو گئی تھی۔ لیکن اس امید پر وہ دن رہ گئی کہ پارس سے عیار بھلہ ہی ملاقات ہو سکے گی۔ ماسک مین نے سارا کو واپس بھیج دیا تھا۔ اگر جو جو بھی اس کے پاس ہوتی تو اسے بھی واپس بھیج دیتا کیونکہ ٹرانسفر مرشدین اتنی آسانی سے ہاتھ آئے والی نہیں تھی۔

اور یہی بات دوسروں پر بھی صادق آتی تھی۔ چارج فری مین کی موت کے بعد کوئی اس شہین کو آسانی سے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے مجھے امید تھی، جو جو کو جو بھی لے گیا

ہے وہ اگر ہماری دشمنی سے خنفر وہ ہے تو اسے ہمارے پاس واپس بھیج دے گا۔ اگر چہ میری عام خیالی تھی لیکن کسی کبھی بچکانہ بات میں پوری ہوجاتی ہے۔

پارس اپنے بیٹھوم میں سو رہا تھا۔ اس نے حسب عذر اپنے دماغ کو ہدایت دی تھی۔ اگر کھانا غیر معمولی بات ہو تو کھانہ کھل جائے اور وہ غیر معمولی بات ہو گئی۔ اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے نیند بھری آنکھوں سے دیکھا۔ بستر کے قریب ہی کھڑی ہوئی تھی۔ اسے یقین نہیں آیا۔ پہلے تو اس نے سمجھا کہ وہ بچہ ہا ہے۔ وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا، پھر اس نے حیرانی سے پوچھا: جو تو تم؟

وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر بولی: جھوٹے، وہ نابالغ جھوٹے، ہم پاپا کے پاس چلے گئے اور جھوٹے سے پہلے ہی یہاں آ کر سو رہے ہو۔

وہ بستر سے اٹھ کر تھکا ہوا ہوا اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر بولا: اپنا ہاتھ مجھے دو۔ میں یقین کرنا چاہتا ہوں، تم میرے پاس آ گئی ہو۔

تم کیس باتیں کر رہے ہو کیا میں تمہارے پاس نہیں تھا؟ پارس نے سمجھ لیا، وہ اب تک اس کی ڈی کے ساتھ تھی اور اس کا ذکر کر رہی ہے۔ اس نے جلدی سے ہاں کے انداز میں سر ہلا کر کہا: میں تمہارے پاس ضرور تھا لیکن تم سے پہلے یہاں پہنچ گیا۔ اب یقین کرنا چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے پاس آ گئی ہو۔ اس نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ تب اسے یقین آیا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا ہے۔ حقیقت ہے۔ اس نے مارے خوشی کے جو جو کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے گراہ نکل۔ جو جھوٹے اور پچی ایڑی کی سینڈل پہنی ہوئی تھی۔ اس نے وہ ایڑی پارس کے پاؤں پر زور سے ماری تھا پھر اٹھ کر بولی: تم اب تک اچھے بننے کی طرح میرے ساتھ رہتے کیلئے تھے۔ اپنے پاپا کے گھر آئے ہی گندے بننے لگے۔ میں اسی لیے یہاں آئے سے انکار کر رہی ہوں۔

پارٹس گئے۔ نہیں جو جو، میں پہلے کی طرح اچھا بچہ ہوں۔ بس ذرا خوشی سے بے قابو ہو گیا تھا۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ آؤ، باا سے ملنے یا وہ خدا جیسے ہٹ کر بولی: وہ میرا دماغ تو نہیں خواب کریں گے۔ ماما بچہ تو میری عمل تو نہیں کریں گی؟

وہ ایسا کہیں نہیں کر سکتے۔ میں نے منع کیا ہے کہ میری جو جو کی مرضی کے خلاف کوئی کچھ نہ کرے۔ وہ خوش ہو کر بولی: تمہارے ہی جھوٹے سے پرائی ہوں۔

بچو مجھے اپنے ماں باپ سے بچا کر رکھنا۔ تم نکرہ کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے سر سے نکلا۔ پھر میرے نزدیک کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے فوراً ہی آنکھیں کھول دیں۔ پوچھا: کون ہے؟

پارس نے کہا: پاپا! جلدی دروازہ کھولے۔ دیکھیے کون آیا ہے۔ میں نے فوراً اٹھ کر دروازہ کھولا تو جو جو کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے مجھے ادب سے سلام کیا مگر مجھے ہونے انداز میں پارس کے پیچھے چل گئی۔ وہ ہنستے ہوئے بولا: میرا آپ سے اور ماما سے ڈر رہی ہے۔ اس کے دل سے ڈر نکالے۔

میں نے بڑے ہی محبت بھرے انداز میں کہا: تم تو میری بیٹی ہو میں بھلا تمہارا دماغ خراب کر سکتا ہوں۔ وہ تو میرا دماغ خراب ہو گیا تھا جو میں ایسی باتیں تمہاری ماما سے کہہ رہا تھا اب میں نے تمہاری ماما کو بھی حق سے ڈانٹ دیا ہے۔

آپ کچھ کہہ رہے ہیں؟ ہاں، تم تو جانتی ہو۔ اتنی بڑی دنیا میں تمہی تو ایک بیٹی ہو۔ ہر تم سے دشمنی کہیں نہیں کریں گے۔ ہمیشہ محبت کرتے رہیں گے۔ آؤ، میرے پاس۔ وہ جھپٹی ہوئی میرے پاس آئی۔ میں نے اس کا سر اپنے سینے سے لگا کر تھپکتے ہوئے کہا: میری بیٹی بت سمجھا رہے۔ اب یہاں اطمینان سے بیٹھ کر ہمیں بتائے گی کہ اتنے دنوں تک کہاں تھی اور اب کہاں سے آ رہی ہے؟

ہم سب کہنے میں آئے۔ جو جو نے کہا: آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں پاپا سے پوچھ لیجئے۔ یہ بھی تو میرے ساتھ تھا؟ میں نے بات باندھتے ہوئے کہا: تمہیں باا سے جب آخری بار تم میرے گھر سے نکل گئی تھی تو کو کو چاکلیٹ کھا رہی تھی؟

ہاں، پاپا سے۔ وہ بہت مزے کی چاکلیٹ تھی۔ گھر سے کھانے سے آؤ، بے ہوش ہو جاؤ گے۔ بہت کچھ بھول جاتا ہے۔ اس طرح وہ شخص سے تم پیارا یا رانگل کہتی ہو، اس نے پارس کو بھی وہی چاکلیٹ کھلائی تھی۔ یہ پہلی گیارہ کے تمہارے ساتھ اتنے دنوں سے کہاں تھا اور اب میرے گھر میں کیسے پہنچ گیا ہے؟

جائے گا؟ وہ اپنی عقل کے مطابق بتانے لگی: وہ میرے بہت پیارے پیارے اٹکل تھے۔ میں پھر ان سے ملنے جاؤں گی۔ میرا بہت خیال رکھتے تھے۔ مجھے بیٹن کی طرح چاہتے تھے۔ میں نے کہا، میں پارس کے بغیر نہیں رہوں گی تو انہوں نے چند گھنٹوں کے بعد ہی پارس کو میرے پاس پہنچا دیا۔ میں وہاں بہت خوش تھی۔ ہم دونوں ہنستے کھلتے رہتے تھے۔

میں نے اس کی بات کٹھنے ہونے پوچھا: کیا تمہیں پتا ہے، تم بہت ویر تک غافل رہی تھیں۔ اپنے ہوش میں نہیں تھیں، یعنی گوما میں تھیں؟

میں نے ہوش نہیں ہوتی تھی، سو گئی تھی، ایک دن اور ایک رات تک سوئی رہی۔ جب بیدار ہوئی تو پیارے پیارے اٹکل نے بتایا کہ آپ لوگوں نے چوری چھپے میرے دماغ پر تنزیہ عمل کیا تھا۔ پھر میرے پیارے اٹکل نے مجھے اس تنزیہ عمل سے نجات دلا دی۔

وہ جھوٹ کہتا ہے۔ ہم نے ایسا کوئی کام نہیں کیا تھا۔ تم ہماری پیاری بیٹی ہو، وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ تمہیں نادان اور بچی سمجھ کر بے وقوف بنا رہا تھا؟

میری سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ کتا ہے آپ دشمنی کر رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ وہ دشمنی کر رہا تھا؟

پارس نے پوچھا: جو جو میں تمہارے لیے کیا ہوں؟

تم تو بہت اچھے ہو۔

جب میں اچھا ہوں تو میرے پاپا جیسے کہے ہو سکتے ہیں؟ میں نے کہا: تم تقریباً بارہ برس سے ہمارے ساتھ ہو۔ کیا اب سے پہلے ہم نے کہیں دشمنی کی تھی؟

نہیں، آپ لوگوں نے کہیں ایسا نہیں کیا تھا۔ میری کچھ کچھ میں نہیں آ رہا ہے۔

جب کچھ مجھ میں نہ آئے، تو بات اپنے بزرگوں پر چھوڑ دین چاہیے۔ بزرگوں پر برس برس تمہیں کم از کم پارس پر تو بھروسہ ہے۔ اس لیے پارس کی بات کا اعتبار کرو۔ یہ بتاؤ، وہ تمہیں کیوں لے گئے تھے اور اتنی آسانی سے واپس کیوں کر دیا؟

جو جو نے حیرانی سے پوچھا: کیا آپ نہیں جانتے؟

اگر میں جانتا تو تم سے کیوں پوچھتا؟

پارس تم بتا دو تمہیں تو پتا ہے؟

میں ابھی کہہ سکتا ہوں۔ میری یادداشت کچھ کمزور ہو گئی ہے اور تم جو باتیں بتاتی جا رہی ہو، مجھے یاد آتی جا رہی ہیں۔

بتاؤ کیا ہوا؟

ارے اور کیا ہوگا۔ ہمارے پیارے پیارے اگلے نے ہیں اس لیے اپنے پاس بلا تا تھا کہ وہ تمہارے دماغ میں ٹیلی پیٹھی کا علم ڈالنا چاہتے تھے؟

میں نے اور ہمارے نے حیرانی سے پوچھا: یہ کیا کہہ رہی ہو؟

ہاں، سچ کہہ رہی ہوں۔ ان کے پاس ٹرانسفارمیشن ہے۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے دماغ میں بھی ٹیلی پیٹھی کی صلاحیت آجاتی ہے تو میں خوش ہو گئی۔ سوچنے لگی، پھر تو ہم ہزاروں آدمیوں کے بیچ میں بھی خاموش رہ کر سوچ کے ذریعے خوب باتیں کیا کریں گے؟

میں نے پریشان ہو کر پوچھا: بیٹی! آگے بتا دو کیا ہوا؟

آگے اور کیا ہونا تھا۔ وہاں ٹرانسفارمیشن کبھی ہوتی تھی مجھے ایک بستر مل گیا تھا۔ پھر میرے سر پر ایک آہنی کیپ پٹائی گئی، اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا۔

کیا تم نے دیکھا تھا، دوسرے بیڈ پر پارن کو لٹایا گیا تھا؟

ہاں، دوسرے بیڈ پر پارن تھا۔ پوچھ لیجیے، یہ حضرت تو سنانے بیٹھے ہیں؟

پارن نے اس کا ہاتھ تمام کر کہا: تمہیں پتہ سمجھ کر امتحان بنایا گیا ہے۔ میں وہاں نہیں تھا، میری ڈی ٹی تھی۔ ذرا بار کرو کچھ عرصہ پہلے تم نے سنا تھا کہ سلاوا اور جارج فری نے میری ایک ڈی ٹی تیار کی ہے جس کے ذریعے انھوں نے اسٹیشن حکام سے ایک کمر ڈوار سے بھی زیادہ رقم حاصل کی۔ اس کے بعد پایا اسے اپنے پاس لے گئے پھر یہاں سے وہ تمہارا پیارا پیارا انکل اسے انوکھا کر کے لے گیا؟

پارن اسے سمجھا رہا تھا اور میرے دماغ میں سننا ہٹ رہا تھا۔ میں ہر جہت سے دیکھتا تھا، کیا واقعی جو جو کے بیان کے مطابق کہیں ٹرانسفارمیشن ہے، جس کے ذریعے جو جو کے دماغ سے ٹیلی پیٹھی کا علم کسی دوسرے کے دماغ میں منتقل کیا گیا ہے؟

میں نے فوراً ہی خیال خزانہ کی پردازی کی۔ سونیا کے پاس پہنچا۔ اسے مختصر طور پر جو جو کے حالات بتائے۔ وہ بھی حیران ہو کر لڑی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میرا شیروں کے فار کے سامنے تو تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر رہنے وہ سب آباد کی ہے ہم ہر بار محتاط رہتے ہیں۔ کسی دشمن کو اس نگر کی طرف جلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پھر وہ شیروں کسی اور کے ہاتھ کیے لگ گئی ہے؟

تم ابھی اس غلام میں جانے کا انتظام کرو اور دیکھو شیروں موجود ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو اسے پہلی فرصت میں تباہ کر دو۔ وہ اسی وقت غلام میں جلتے کے انتظامات کرنے لگی۔

مجھے خاصے تجویز اور زہریلی گیس کے ہم گاڑیوں میں رکھ کر پھر وہ فائل شیروں کے غار کی طرف روانہ ہوا۔ تھریب ہونے لگی انھوں نے ہم کے دھماکے شروع کیے۔ سرفر دھواں ہم دھواں بیٹھنے لگا۔ شیروں کے غار سے نکل نکل کر جھاگ بھری دھماکوں کی آواز جنگل میں دو تھک گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کتے ہی ہلکا پھڑنسا میں پرواز کرتے ہوئے دکھائی دیے۔ اس وقت تک سونیا غار کے اندر پہنچ گئی تھی۔

وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمیں مامک پہنچے ہوئے تھے۔ اندر دھواں ہی دھواں تھا۔ دھواں پھٹنے کا اشتعال گایا تاکہ آگ سرد نہ ہو سکتی تھی۔ اس نے سونیا کی ہڈیاں ٹھس روٹھ کر کھینچ کر اسے اس دماغ میں سنبھل سنبھل کر ڈھونڈ کر تیار کر دیا تھی۔ آخر اس جگہ پہنچ گئی جہاں بڑے بڑے پتھر رکھے ہوئے تھے اور کچھ پتھروں کے پیچھے وہ ٹرانسفارمیشن چھپائی گئی تھی۔ اس کے ذرا دیر بعد سونیا نے اسے ان پتھروں کو ایک طرف ہٹا کر اشارہ کیا تو شیروں نظر آنے لگی۔

بڑی حیرانی کی بات تھی۔ شیروں تو اس جگہ موجود تھی پھر وہ تیسری شیروں کہاں سے آگئی جس میں سے جو جو کو گزارا گیا تھا اور اس کے دماغ سے ٹیلی پیٹھی کا علم کسی دوسرے کے دماغ میں منتقل کیا گیا تھا۔ کیا وہ شیروں جو سونیا کال رہی تھی، جھولی تھی اور اصل وہاں سے کوئی لے گیا تھا؟

سونیا اس شیروں کے ایک ایک حصے کے متعلق مجھے بتانے لگی اور میں تصدیق کرنے لگا کہ یہ اصل شیروں ہے۔ پوری شیروں چیک کرنے کے بعد یقین ہو گیا کہ ہر جارج فری میں کی ٹرانس شیروں وہی ہے اور اسے اب تک کسی نے ہاتھ نہیں لگا گیا تھا۔ سونیا وہاں سے وہ اصل شیروں لے جا رہی تھی۔

غار سے نکلے ہی پہلی کا پتھر سے ہم کے دھماکے ہونے لگے۔ سونیا کے وفاداروں نے ہارڈی کے اوپر مورچا بنا لیا تھا اور وہاں سے ہلکا پھڑنسا فائرنگ کر رہے تھے، سونیا کو وہاں سے شیروں کے ساتھ نکل جانے کا موقع دے رہے تھے اس کے آس پاس کسی گاڑیاں تھیں۔ دور پہلی کا پتھر سے وارننگ دی جا رہی تھی: ہم مادام سونیا کو پہلی اور آخری بار سمجھاتے ہیں۔ اس غار سے جو سامان بھی نکالا گیا ہے اسے کھلے سلاخ میں چھوڑ دیا جانے ورنہ وہ سامان کے ساتھ زندہ سلامت تیار جا سکیں گی۔

اس کے جواب میں سونیا کے آس پاس چلنے والی گاڑیوں کی چوٹیوں پر کھڑے ہوئے سلاخ انداز میں کا پتھر کی طرف فائرنگ کر رہے تھے۔ پہاڑیوں پر سے بھی فائرنگ ہونا

ہی۔ ہلکا پھڑنسا کو قریب آنے کا موقع نہیں مل رہا تھا اور سونیا نے ایک فرلانگ کا فاصلہ طے کرتے ہوئے اس ڈی کا بیانی سے بیچ لگی تھی جس کے فرش کے نیچے تقریباً پانچ سے نو فٹ گہرا گڑھا تھا۔ اس میں صرف کئی گز بھری ہوئی تھی۔ سونیا اور اس کے ساتھیوں نے جلدی جلدی شیروں کے ساتھ نکلنے لگا۔ اس گڑھے میں پھینک دیے۔ پتھر والے پتھروں کا پتھر ہر ایک چاروں طرف سے پتھروں چھوڑنے کے بعد پٹیا، پتھر ہر ایک چاروں طرف سے پتھروں چھوڑنے کے بعد نکال دی گئی۔

کچھ مدد میں دشمنوں کی طرف سے فائرنگ ہو رہی تھی اور اس فائرنگ کا جواب بھی دیا جا رہا تھا۔ کلاسی کے بڑے بڑے کا پتھر سے اب پھٹنے لگے ہوئے تھے۔ سونیا کے پاس دو ہلکا پتھر تھے۔ اس کے ساتھی ان ہلکا پتھروں کے ذریعے دوسرے ہلکا پتھروں سے فضائی جنگ میں مصروف تھے۔ میں سے لے کر فضائی بلند یوں تک دھماکے ہو رہے تھے۔ فائرنگ کی آواز میں دو تھک جنگلوں میں گونج رہی تھیں جاتو شہت زندہ ہو کر جھاگ رہے تھے۔ اس کا بیچ میں چھت کی بندرگی کے لیے گڑھے کی گہرائی تک آگ ہی جا سکتی تھی۔ اب وہ آگ سانی سے بجھتی نہیں جا سکتی تھی۔ وہاں اتنا پانی بھی نہیں تھا۔ آگ قریب پہنچ بھی جاتے تو اس بڑھتی ہوئی آگ کو بجھانا ممکن نہ ہوتا۔ لہذا شیروں کے ولولنے دوری دور سے یاد کرتے ہوئے اس شیروں کے چلنے کا تماشا دیکھ رہے تھے۔

دوسرے دن کے اخبارات نے شیروں کی تباہی کے مسئلے میں خبریں شائع کیں اور یہ واضح طور پر دکھا کر اب ہماری دنیا کو کئی ٹرانسفارمیشن نہیں رہی ہے۔ شیروں کے ولولوں کو لڑیوں جو جانا چاہے، ہم بھی یہی سمجھ رہے تھے۔ دو لوں شیروں کو ہم نے تباہ کیا تھا۔ تیسری شیروں کو ہمیں سکتی تھی اور جو جو نے جو جانا دیا تھا وہ بچا تھا اور ایک بچکا زندہ رہنے والی لڑکی کے بیان پر کسی حد تک یقین کیا جا سکتا تھا؟

اس مسئلے میں ایک بات کھٹک رہی تھی، آخر وہ انھوں نے سونیا کو جو جو کو مقصد سے لے گیا تھا۔ پھر اس نے کسی اور کا نقصان پہنچانے کے لیے اسے واپس کر دیا تھا۔ آخر میں نے ایسا کیوں کیا تھا؟ ہم دو ہفتے تک اس مسئلے میں الجھتے رہے۔ دو شیروں کو تباہ کرنے کے بعد اگرچہ اطمینان ہو گیا تھا مگر جو جو کے بیان نے اور اس کے انوکھے ہمیں بڑی طرح الجھا کر رکھا دیا تھا۔

ٹھیک دو ہفتے بعد میں نے اپنے دماغ میں پرانی سوچ لکھ کر رکھی۔ پہلے تو میں نے سانس روکی۔ پھر پلچکا لکھ کر

روتی؟

کسی مرد کو تقدیر سنائی دیا۔ میں نے پوچھا: اگر مرد کو ایسا ہم ہو۔ اس طرح کیوں نہیں رہے ہو؟

ایک اجنبی سی آواز نے ہنستے ہوئے پوچھا: مشرف زاد علی تیمور! کیا ایک ٹیلی پیٹھی جاننے والے کو اپنے دماغ میں خوش آمد دینا نہیں کورگے؟

میں کھڑا ہوا تھا، وجہ سے صوفے پر گر پڑا۔ میرے لیے بہت بلا شاک تھا۔ میں کہیں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دنیا ٹیلی پیٹھی جاننے والا ہماری دنیا میں آسکتا ہے اور وہ بھی شیروں کے ذریعے۔ اس کی آواز سنائی دی، تم درست سوچ رہے ہو۔ قدرتی طور پر ٹیلی پیٹھی کی کھانا بہت مشکل ہے۔ ایک ٹرانسفارمیشن کے کامیاب تجربے نے مجھے تمہارے دماغ میں پہنچا دیا ہے؟

تم کون ہو؟

وہ ہنستے ہوئے بولا: اپنی پیاری پیاری جو جو بیٹی کا پیارا پیارا انکل۔ میں اس مصمم لڑکی کا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔ جب تک زندہ رہوں گا، اسے ایک باپ کی طرح چاہتا رہوں گا۔ اس کے دماغ نے ٹیلی پیٹھی کا علم مجھے دیا۔ میں نے اپنے دماغ سے ایک دوسرے ساتھی کے دماغ میں یہی علم منتقل کیا۔ میرے دوسرے ساتھی نے میرے دماغ میں منتقل کیا۔ اس طرح ہم سات ٹیلی پیٹھی جاننے والے اس دنیا میں نیا جنم لے چکے ہیں؟

میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا: اہو خدا! یہ کیا ہو گیا۔ ازل سے اب تک ایک ہی شیطان تھا جو ہر انسان کے دماغ میں گھس جاتا تھا۔ اب تو مردمانوں میں گھسنے والے سات شیطان اوپر چلے ہو چکے ہیں؟

خاموش شیروں (اولیائے اللہ) کے پانچواں واقعہ

بیت المقدس کی شہرہ منقذہ ضیاء شمس شہزادی کے قلم سے

## روتی کے مریزا

مشائخ ہر چہ کچاہے

پہنچے قریب بیک مسائل سے ہب کریں، بار بار دست ہیں لکھیں

مکتبہ اشقیات، پوسٹ بکس نمبر ۹۹۲۷ لاہور

# بعض

معاذ اللہ جسے ہوتے ہیں بروہا تک ہی ظاہر ہوتے ہیں اور مانع کو شکرہ ہر جگہ بچھتا ہے جس سے پہلے کیسا گیسواہ بادلوں سے چلتی ہے۔ پھر آنکھوں کو تیرہ کرتی ہوتی ہے۔ جانے کہاں گم ہوتی ہے۔ لیکن اس کی چمک دیر تک آنکھوں کو چمکھاتی رہتی ہے۔ ایسی ہی وہ حیثیت تھی جو میرے دماغ میں بول رہی تھی۔ اور مجھے یقین نہیں آیا تھا کہ ہماری دنیا میں تیسری ٹرانسفارمیشن بھی موجود ہے جو ٹیلی ویژن جیسے دالے شیطاؤں کو دھتیم جا رہی ہے۔

بڑی حیران کن بات تھی۔ آخر وہ تیسری ٹرانسفارمیشن کہاں سے آگئی۔ وہ تک تیار ہوئی۔ کس نے کہا۔ کہ یہ شخص میری ذاتی معلومات نہیں تھیں۔ سب جانتے تھے۔ ساری دنیا جانتی تھی کہ ایک ٹرانسفارمیشن نے پھر اس کے ملک میں بھی، جسے ہم نے تباہ کر دیا۔ دوسری ٹرانسفارمیشن جو افریقہ کے جنگل میں تھی، اسے بھی تباہ کر کے کھارہا ہے۔ سربراہین نے گوڈوان کی ذریعے مشین کا نقشہ اور اس کی فوٹو اسٹیٹ کا پیمانہ بنا ڈالا تھا۔ البتہ ایک نقشہ ہر اس کے ملک میں رہا تھا۔ میں نے اپنے دماغ میں آنے والے سے پوچھا: تم کوں ہو؟ اپنا تعلق کراؤ؟ اس نے ہنستے ہوئے کہا: میں مزدور اپنا تعلق کراؤں گا لیکن یہ بات اچھریں چھو، تم میرا دل میرے دوسرے ٹیلی ویژن جانتے ہیں والے ساتھیوں کا ذکر کسی دوسرے سے نہیں کرو گے۔

اگر ایسا کروں تو؟  
 ہم تمہارے خلافت کوئی طاقت استعمال نہیں کریں گے۔ تم زبردست قوت برادری کے مالک ہو سناں بھی رکھتے ہو۔ ہم تمہارے دماغ میں زلزلہ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔  
 پھر کس کی بولتے ہو؟ مجھے پندرہ گنا چاہتے ہو؟  
 ہم تمہارا ذوق اڑانا نہیں چاہتے۔ تم دنیا والوں سے جتن بیچ کر لو گے کہ منٹے ٹیلی ویژن جانتے دالے پیدا ہو گئے ہیں۔ کوئی یقین نہیں کرے گا۔ اس لیے کہ ہم تمہاری طرح امتحانہ انداز میں اپنی خیال خفا کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔

وہ ہرچیز مخصوص انداز میں ہنسنے لگا۔ اس کے بعد بولا: فلاسوف؟ ذرا عقل سے کام لو۔ وہی ٹرانسفارمیشنیں تھیں اور وہی کو تم لوگوں نے تیار کر دیا اور اسے تیار کر کے اپنے پاؤں پر گھما دیں۔ تم کسی سے لو گے کہ میں جو کوئی بھی ہوں، تمہارے دماغ میں آتا ہوں تو لوگ تم سے سوال کریں گے۔ سبھی کوئی کیسے تمہارے دماغ میں آتا ہے؟ جبکہ تم لوگوں نے خود ہی ٹرانسفارمیشن کا وجود اس دنیا سے دھا ڈیا ہے۔

میرا آئندہ کیا باتیں ہیں اور آئندہ کوئی بھی بات باہر نہیں ہوتی۔ میں نے ہنس کر تمہارا نام اور کئی بار بتا دیا؟  
 کوئی بھی میدان جیت لینے کے بعد اتنی خوش ہوتی ہے کہ کوئی

بات ہر بے اختیار گفتگو کرتا ہے۔ وہ بھی گفتگو کرنے لگا۔ پھر نے کہا: میرا نام اسنو کے تو جو تک جاؤ گے۔ ویسے میرا کوئی نام نہیں ہے۔ عمدہ ہے۔ میں پھر باسز ہوں۔  
 چشم زدن میں مارا جا ملا ہے۔ آگیا۔ میں نے کہا: اب تک تم لوگوں نے مجھ سے وہ ٹرانسفارمیشن حاصل کرنے کے بعد ایک اور مشین تیار کر ڈالی تھی۔

تم کو کسی سے کوئی ملتا تھا۔ میرا سوس ہاں ہے۔ ہمارا کیمبریاڈ ہے۔ ہمارے ہاں دولت کی کمی نہیں ہے۔ جب ہم پانچ ہزار بیسیے ہیں اور ساتواں پر کمزور لائے کی کوششیں کر رہے ہیں تو اس ٹرانسفارمیشن کی کیا اہمیت ہے۔ ہم درجنوں مشینیں تیار کر سکتے ہیں۔ فی الحال معاشرہ ہے کہ ہم نے تم سے خوشحال حاصل کی تھی وہ ابھی تک ہاتھ پاس ہے اور اس کی برقعہ ہم نے تیار کی تھی اسے تم نے تباہ کر دیا۔ ہم پھر خوش ہو گئے۔ ہم بھی خوش ہیں۔

بے شک اتنا اہم ترین ملک ایک نہیں درجنوں مشینیں تیار کر سکتا ہے۔ ہم تو صرف اس نقشے کے متعلق سوچ رہے تھے جو پھر ہمارے ملک میں رہ گیا تھا اور جسے حاصل کر کے ملاؤ گے۔ لیے اعلان اور بار دوم ابھی تک بنیاد رکھی تھی۔ ہم اپنے اداروں میں بڑی طرح ناکام رہے تھے۔ نقشہ تو اب ایک معمولی سی بات بن گیا تھا۔ دیاں مکمل ٹرانسفارمیشن تیار ہو چکی تھی اور آئندہ بھی اس کے امکانات تھے۔

اُس نے کہا: مگر باسٹر ایک بہت بڑا اور بہت ہی خطرناک عمدہ ہے۔ ایک زمانہ تھا جب ہر باسٹر کا نام سن کر چھوٹے بڑے تمام ممالک دہشت زدہ ہو جاتا کرتے تھے جو کبھی اس عمدہ سے جو شخص ہوتا تھا وہ بلا کا مکار سیاست دان ہوتا تھا۔ اپنی سیاست چال بازیوں سے کسی بھی حکومت کا تختہ الٹ دیتا تھا۔ جب سے تم نے ٹیلی وژن کی ہمتیا استعمال کرنا شروع کیا ہے تب سے ہر باسٹر کی اہمیت کم ہوتے ہوئے صفر ہو گئی تھی۔ مسٹر ڈبا، تمہیں وہاں پوشے تو ضرور یاد ہو گا؟

ہاں، مجھے یاد ہے اور میرے قارئین کو بھی یاد ہو گا۔ وہ ہمارا مگر باسٹر تھا جو وطن بن کر میری زندگی میں آیا تھا۔ میں اسے بھی نہیں جھلا سکا ہوں کہ ان دنوں سونیا کی آکار تھی اور میری مانی دشمن تھی اور اس لیے ہمارے اس لیے بھی یاد رہے گا کہ وہی ایک ایسا مگر باسٹر تھا جو ٹیلی وژن کا جانا تھا۔

ہاں، باسٹر پوشے ہے تم نے مار ڈالا تھا۔ تم میرے باپ کے قائل ہو؟  
 نہیں نے حیران ہے پوچھا: باپ؟  
 نہیں باسٹر پوشے کا بیٹا ہوں۔ آج سے تیس برس پہلے ہی

نے قسم کھائی تھی کہ میں تمہیں کئے گی موت مادوں کا اور تمہارا مٹا کر دے گا۔ میں نے کئی سالوں تک اس سے نہیں نے یہ علم حاصل کرنے کے ہر مرحلے سے گزرتے رہنے کی کوشش کی، برسوں تک شمع جینی اور درجیلے کیا کچھ کرنا ہاں تک کہ یہ علم حاصل ہو سکا۔ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ اسے اندازہ تھا کہ بزرگ کو کوئی یہ علم یا ہتھیار حاصل کرنا جاہر گئے تو ہمیں کامیابی نہیں ہوگی۔  
 وہ ذرا وقت سے بولا: تین بڑی آلجن میں تھا اسے اندازہ تھا کہ اسے اندازہ نہیں نکال سکتا تھا برات، ہر دن یہ سوچتا تھا کہ کسی طرح تمہاری خرم تک پہنچ جاؤں۔ ہر سال میں جانتا تھا کہ میری یہ پرنسیپل تھی یا انتہائی جذبہ تھا، جس نے مجھے ٹیلی وژن میں کھینکے کا موقع نہیں دیا۔

نہیں نے کہا: اس کے باوجود تم کھینکے؟  
 لوگ سچ کہتے ہیں۔ جذبہ اگر صادق ہو، ارادے اگر خیران کی طرح مضبوط ہوں تو انسان کی خواہش ایک دن مزور پوری ہو جاتی ہے۔ جب ٹرانسفارمیشن کا پیکر نظر آیا تو میں تمام صلاحیتوں کے ساتھ میدان عمل میں آ گیا، خود کو گناہ رکھا لیکن یہ قسم کھالی کہ وہ مشین ضرور حاصل کروں گا جو کبھی باسٹر پوشے کا بیٹا ہوں، اس لیے یہاں کے اعلیٰ تمام تیسری بہت قدر کرتے ہیں۔ مجھے ہر طرح کی سہولتیں فراہم کرتے ہیں، انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ میں ٹرانسفارمیشن حاصل کروں اور اس کے ذریعے اپنے باپ کی طرح ٹیلی وژن کا علم حاصل کروں تو مجھے پھر باسٹر بنا دیا جائے گا۔

اور تم پھر باسٹر بن چکے ہو؟  
 دنیا کے لیے پھر باسٹر بن اور تمہارے لیے موت نا۔  
 میرے منہ مسکراتے ہوئے پوچھا: کب تک مار ڈالنے کا ارادہ ہے؟

”میں اتنا نادان نہیں ہوں کہ تمہارے لیے ایک اندھی گولی کسی اندھیرے سے پارسل کروں اور تم چند کیمیاؤں میں تڑپ تڑپ کر بیٹھ کے اپنے ختم ہو جاؤ۔“  
 ”نہیں میں تمہیں زندہ رکھوں گا اور اس موت ماٹن گا کہ تم کو فرموتے ہو گے مگر زندہ ہو گے۔ تمہارے ٹیلی وژن میں جاننے والے ساتھی اور تمہاری ناقابل شکست سونیا کی زندگی صرف تمہاری حفاظت کرنے کے لئے گزرتی ہے مگر وہ بھی تمہاری حفاظت نہیں کر سکتا۔ میں جس حد تک میں تمہیں جیتا کروں گا اس حد تک سے کوئی تمہیں نکال نہیں سکے گا۔“

میں نے مسکراتے ہوئے کہا: ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی میں کہہ چکا ہوں یہ سب آئندہ کیا باتیں ہیں اور آئندہ ہر بات اس طرح نہیں ہوتی جس طرح ہم اور تم سوچتے ہیں؟  
 ”درست کہتے ہو۔ تمہارے مقابلے پر آنے سے پہلے ہی میں نے

یہ اچھریں کچھ لیا تھا کہ مجھے زیادہ خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہیے لہذا میں آئندہ کیا بات نہیں کروں گا۔  
 میں نے پوچھا: تم نے میری بیٹی جو جو کو دیکھنے پہلے پہنچا دیتا یعنی اس وقت تک کہ تم ٹیلی وژن کا علم حاصل کر چکے تھے پھر وہ ہنستے بعد مجھ سے رابطہ کیوں قائم کرے ہو؟

اُس نے جواب دیا: میں اس عرصے میں نے یقین کرنا ہوا کہ اسی ٹیلی وژن کا علم حاصل ہو چکا ہے اور یہ ماری نہیں ہے۔ میرے دماغ میں یہ علم مستقل رہے گا۔ دوسری بات یہ کہ تم میرے ملک کے ہر رات سے واقف ہو، تم ہر وقت پاؤ ہو، ملک جھپکے ہی یہاں قیامت جیسے تباہیاں لائے گی۔ جو میرے ملک کو دیکھتے ہی دیکھتے کنگال بنا سکتے ہو۔ میری قوم کو مٹا سکتے ہو۔ اس لیے میں نے سوچا پہلے اپنے ملک اور اپنی قوم کے بچاؤ کی تدبیر کروں۔ تمہیں فرانس کی حکومت سر بچھاتی ہے، وہاں تمہیں ہر طرح کی آسائشیں اور سولیں میسر ہیں لہذا میں اس عرصے میں اس حکومت کے اہم رازوں تک پہنچا کر آیا۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ حکومت فرانس کے اعلیٰ حکام کے ذمہ دن رات یہ اور ڈی ڈی وغیرہ کے ذریعے تقریریں کرتے ہیں، اخبارات میں ان کی تصویریں چھپتی ہیں۔ ان کے دماغوں تک پہنچا کوئی بڑی بات نہیں ہے، اس طرح فوجی جنرل اور کرنل بھی ہم سے چھپے نہیں رہ سکتے۔ مختصر یہ کہ میں نے اس ملک کا ایک ایک ذریعہ علم کیا ہے جس طرح تم ہمارے تمام رازوں سے واقف ہو، اگر تمہیں نہیں ایک ذرا سا بھی نقصان پہنچا تو ہم ٹیلی وژن میں جاننے والے حکومت فرانس کو دس جگہ سے نقصان پہنچائیں گے اور اس کا الزام تمہارے سر آئے گا۔ کیونکہ یہ نقصان ٹیلی وژن کے ذریعے ہو گا اور ٹیلی وژن تمہارے تین ساتھی جانتے ہیں۔ ہم تو بائیں نہیں جانتے۔“

یہ کہتے ہی وہ ناخاندانہ انداز میں تمہارے گلے لگنے لگا۔ میں ابھی سانس روک کر اسے دماغ سے باہر نکال سکتا تھا لیکن اس سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ اسی اس نے کہا تھا کہ میرے مقابلے پر آنے سے پہلے اس نے یہ حتمی کر لیا ہے کہ کبھی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہے گا لیکن اپنے دوپارہ ہی لوگ ہوتے ہیں جو بڑی شکل سے اپنے گزروں پر قابو پالے ہیں۔ وہ جتنی ڈیگیں مار رہا تھا اس سے پتا چل رہا تھا کہ وہ خوش فہمی میں مبتلا ہے۔ اس لیے وہی ایک دن لے ڈوبے گا۔

میں نے پوچھا: تمہارے باقی چھ ٹیلی وژن جانتے والے ساتھی یقیناً تمہارے ماتحت ہوں گے؟  
 ”بے شک، وہ میرے ماتحت ہیں۔“  
 ”اس کا مطلب ہے تم نے ان ماتحتوں کے دماغوں میں ٹیلی وژن منتقل کرنے سے پہلے کوئی ایسی مکروری بھی رکھی ہوگی جس



کے باعث وہ تم سے بڑھتی ہو سکیں گے۔  
"یہ شخص مختار خیال ہے کیا تم نے اپنے شیلی بیٹیں جاننے والے  
ساتھیوں کو کسی طرح کمزور بنا کر رکھ لیا ہے تاکہ وہ کسی موقع پر تمہارا  
مقابلہ نہ کر سکیں؟"

میں نے جواب دیا: "روشنی میری ہی ہے۔ وہ بڑا لڑائی باز  
کے باوجود میری دشمن نہیں بن سکتی۔ مگر میں اس نے دشمنوں کے  
قریب میں آکر مجھ سے طرح طرح کے اختلافات کیے لیکن پھر میرے  
پاس چلا آئی۔ اس نے کبھی مجھ سے جاننا نقصان نہیں پہنچایا۔ دوسرا امر  
یہ ہے وہ انسان کے روپ میں ایک زشتہ ہے۔ وہ دوست اور دشمن  
سب سے محبت کرتا ہے۔ پھر بھلا کسی موقع پر مجھے کیسے نقصان پہنچا  
سکتا ہے۔ تیسری وجہ ہے جس کے متعلق تم اچھی طرح سمجھ چکے ہو۔  
سپر ماسٹر میرا مختار اماں الگ الگ ہے۔ مختار سے اس جو سخت  
پہن آن میں کوئی فرق نہیں ہو سکتا ہے۔ کوئی کسی موقع پر دھوکا کھانے  
سکتا ہے۔ لہذا تم نے اس مسئلے میں حذر کوئی قوش بند ہی کی ہوگی؟"  
اس بار وہ ذرا پریشان ہوا۔ ذرا سنبھل کر بولا: "میں سمجھ گیا  
تم میرے ماتحتوں میں کمزور تلاش کر کے ان کے ذریعے مجھ تک  
پہنچو گے۔ میں نے کہا تھا کہ میں زیادہ خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوں  
گا۔ ہو سکتا ہے تم ایک دن مجھ کو بیخ کن جاؤ۔ میں اس سے کیا  
ہوتا ہے میرے بعد جو سپر ماسٹر لگے گا وہ بھی شیلی بیٹیں جاننے  
والا ہوگا۔ وہ دن بھی مل جائے گا جب تم سپر ماسٹر کو مفر بنا دیا کرتے  
تھے۔ اب ہم برائے کی صلاحیتوں اور قوتوں کے مالک ہیں۔ اس بار  
دیجیو لینا تمہارا کیا حشر ہو جائے۔ آج کے بعد سے تم سسک سسک  
کر زندگی گزارو گے۔ اور میں مختار سے پاس آ جا جا رہوں  
گا۔ دیس آں۔"

وہ جلا گیا۔ اگرچہ ہماری گفتگو داغ کے اندر سوچ کے ذریعے  
ہوتی رہی تھی لیکن میں اپنی زبان سے جواب دیتا رہتا تھا کہ کیا پاس  
سنا سکتا ہے اور کہنے والی بھی نہیں جانتی کے متعلق اپنے طور پر اسے نام  
کرتا ہے۔ میں نے روشنی اور امر کو جواب بخش صاحب کے داغ  
میں لے کے لیے کہا۔ پھر بیٹوں کو ان ساتھیوں کے متعلق  
بتایا۔ ڈیرائی سے سن رہے تھے۔ جناب شہ صاحب نے کہا: "یہ  
بہت بڑا ہوا۔ اگر وہ اسی طرح گھنٹا کرے اور چپ چاپ خیال خوانی  
کے ذریعے فرانس میں حکومت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے  
رہے تو تم شیلی بیٹیں جاننے والے بھانجا ہو گے۔ میں ابھی  
یہاں کے اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم کرتا ہوں اور انہیں صورت حال  
سے آگاہ کرتا ہوں۔"

روشنی نے پوچھا: "ہمارے لیے کیا حکم ہے؟  
تم تینوں خیال خوانی کے ذریعے ان تمام ممالک کے

مرد ہوں تاکہ پنجو جہاد سے دوست ہیں۔ ان سے کوئی بھی  
انگیزات میں عمل کرنا ہے۔ یہ جوشائع ہونی چاہیے کہ ایک تیسری  
طوائف فراموشین موجود ہے اور اس کے ذریعے شیلی بیٹیں جاننے والے  
سات شیلیوں میں سے چلے ہیں جن میں سے ایک سپر ماسٹر نے پیرام  
کا ذکر خاص طور پر ہونا چاہیے۔"

جناب شہ صاحب نے بہترین مشورہ دیا تھا۔ وہ گھنٹا ہر  
خاصی سے خیال خوانی کے ذریعے ہمارے خلاف ماری دنیا میں  
غلط فہمی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ان کا فرض تھا کہ ہم ہر بدنامی کی آغ  
آنے سے پہلے انہیں بے نقاب کیا جائے۔ روشنی سوچنے کے  
پاس اور امر اعلیٰ لہی نے کہا کہ اس جلا گیا تاکہ انہیں موجودہ حالات کے  
متعلق تفصیلات بتائی جا سکیں۔ اس کے بعد وہ دوست ممالک  
کے سربراہوں کے پاس پہنچنے لگے۔ میں نے جو چیزیں ممالک میں  
مخاطب کرتے ہوئے کہا: "ایک بہت ہی بڑی خبر ہے۔ میں جو کہہ رہا  
ہوں اُسے کپور کے ذریعے اپنے ممالک میں تک پہنچاؤ۔"  
پھر میں نے اسے بھی سپر ماسٹر اور اس کے چھ ماتحتوں کے  
متعلق تفصیل سے بتایا اور شیلی بیٹیں کا علم حاصل کر چکے تھے اور اس  
خطبے سے آگاہ کیا کہ فرانس اور مشرق میں ان کے پاس جو ہوسے اگر  
ان ساتھیوں میں سے کوئی ایک کہہ سکتا ہے تو شیلی بیٹیں جاننے  
والا پیدا ہو جائے گا۔ اس طرح ممالک میں جو دوسری خبریات  
کھلائے گئے وہ سپر ماسٹر کے ماتحتوں میں طرح تیار ہوگا۔ ممالک میں کے  
ملک کا کوئی راز دار نہیں رہے گا اور اسے ایک چھوٹے حیرت انگیز  
طرح سپر ماسٹر کے قتل میں کرنا ہوگا۔

تھوڑی دیر بعد کپور کے ذریعے ممالک میں کا جواب ملا۔  
جناب فریاد صاحب، واقعی آپ نے بہت بڑی خبر سنائی ہے۔  
اگر ہمارے ملک پر انیم ہم اور بائیڈروجن ہم پر سنا لیا جاتے تو وہ بھی  
ہمارے لیے اتنی دہشتناک بات نہ ہوتی۔ کیونکہ ہم طاقت میں  
سپر ماسٹر کے ملک سے کسی طرح کم نہیں ہیں لیکن ان کا شلی بیٹیں رکھ  
لینا ہمارے لیے موت کا پیمانہ ہے۔ آپ بڑا نامی ہیں، ہمیں آپ  
کی اطلاع پر شہ ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ کی اطلاع درست  
ہوتی تو ہماری یہ عین خود بھی بہت بڑا نقصان پہنچانے کی تاہم  
آپ سے درخواست ہے کسی طرح ہمیں پختہ یقین دلانے کی  
کوشش کریں۔"

مجھے انہوں سے میرے پاس یقین دلانے کی کوئی صورت  
نہیں ہے۔ سپر ماسٹر نے طے کر لیا ہے کہ اپنے چھ شیلی بیٹیں جانتے  
والوں کے ساتھ کسی نام نہا نہیں ہوگا۔ چپ چاپ خیال خوانی کے  
ذریعے اپنے دشمنوں سے نمٹنا ہے گا اور اس طرح سارا الزام مجھ پر  
اور میرے شیلی بیٹیں جاننے والے ساتھیوں پر آسکتا ہے گا۔"

ممالک میں کی طرف سے جواب ملا: "میں ایسا تو نہیں ہے کہ  
آپ میں نقصان پہنچانا چاہتے ہوں اور اس سے پہلے ہی پیش ہدی  
کر رہے ہوں کہ کوئی اور بھی شیلی بیٹیں جاننے والا پیدا ہو گیا ہے۔ وہ  
میں ایک نہیں سات ہیں۔"

میں جھپٹ کر اسے پوچھ لگا کہ اس لیے تمہارے ملک کو تباہ  
کردیگا جبکہ میں برسوں سے تمہارے ایک ایک راز سے واقف  
ہوں کیا تم میں جانتے کہ دو ہفتے پہلے جو امر اعلیٰ لہی تھی ہاسی کے  
خانے سے ہر ماسٹر نے اپنے دام میں شیلی بیٹیں منتقل کرانی ہے۔"  
ممالک میں نے جواب دیا: "چھوٹے ہم کیسے یقین کریں کہ جو واقعی  
الزام کی گئی تھی، آپ نے ہم سے کہا وہ الزام کی گئی ہے تو ہم نے  
یقین کر لیا۔ دیکھئے سرگرمیوں اور لڑنے کی بات نہیں ہے ہم سب  
اپنے درمیان بے اعتمادی کی اونچی اونچی دیواریں اٹھا چکے ہیں۔ اعتماد  
خاتم کرنے کے لیے سپر ماسٹر کو کرنا ہوگا۔ ایسے ایک بات اعلیٰ  
ہے سپر ماسٹر کے شیلی بیٹیں کیسے کہ لہتھیں شیلی بیٹیں جاننے والوں  
کا ایک نماز بانا ہوگا، وہ نہ تمہاری پیشانی سے سپر ماسٹر کا لیل بیٹہ  
کے لیے ختم ہو جائے گا؟"

یہ ممالک میں اور دوسرے تمام بڑے ممالک کے لیے  
لڑ کر ہے تھا۔ سپر ماسٹر نے علم کیسے کے بعد تمام ملکوں کو اپنے پاؤں  
تے روندنے والا تھا۔ ویسے بھی تو گو میں تھے کسی کو یقین نہیں  
آ رہا تھا کہ سپر ماسٹر اپنے ممالک میں ہتھیار حاصل کر چکا ہے۔ جب کوئی  
ملک بھی کوئی خطرناک ہتھیار ایجاد کرتا ہے تو ساری دنیا میں اس  
کی پہلی کتاب ہے تاکہ دشمنوں کے دلوں میں دہشت بیٹھ جائے لیکن  
سپر ماسٹر شیلی بیٹیں جیسے خطرناک ہتھیار حاصل کرنے کے باوجود دشمن  
تھا۔ اس کا نظارہ نہیں کر رہا تھا۔ ممالک میں اور دوسرے ممالک  
کے سربراہان اس سے اسلئے میں پوچھ کر رہے تھے اور وہ لاعلمی ظہر  
کر رہا تھا۔ انہیں ہشتے ہوئے جواب دے رہا تھا: "شیلی بیٹیں اور  
ہم، ہمیں کہاں سے یہ علم حاصل ہو سکتا ہے، جبکہ فریاد نے ہماری  
فرانس اور مشرق میں تباہ کر دی؟"

وہ بڑی زبردستی جالیں حل رہا تھا۔ اگر وہ خیال خوانی کا مظاہرہ  
کرنا تو اسے زیادہ اس کے دشمنوں کو خوف دہواتا ہے۔ اس کے گانے  
گھنٹے ٹپک دیتے ہیں اس کے خلاف تمام ہاتھ باندھے لیے ہماری امداد  
ممالک کے آج میں توکل ہے جو رگڑ ہوسنے ہی والا ہمارے  
بڑے ممالک ہیں اپنی طرف کو لانے والے تھے۔ اس طرح سپر ماسٹر  
کے تمام لہے نہ ہوتے۔ دوسری طرف وہ چپ چاپ خیال خوانی کے  
ذریعے تمام ممالک کے راز معلوم کرتا رہتا اور اپنے دشمنوں کو چپکے  
چپکے شیلی بیٹیں کے ذریعے اپنے راستے سے ہٹاتا رہتا بیٹہ کے لیے  
ختم کر دیتا تو سارا الزام ہم پر آتا۔"

دوسرے نظروں میں اس کے سب سے بڑے دشمن ہم تھے  
ہم نچر کر رہے تھے۔ وہ سب سے پہلے ہماری ساکھ بگاڑنا چاہتا تھا۔  
دنیا والوں کی نظروں میں ہمیں ناقابل اعتبار ثابت کرنا چاہتا تھا۔ اس  
نے خلیج کی آگ لگائی ایک ہی وقت میں ہمیں مارے گا۔ بگڑا ہوا رکھ کر  
ہر راز کرتا ہے گا۔ اس کی چال کچھ نہیں آ رہی تھی۔ وہ ہمیں تمام  
ممالک کی نظروں میں گر کر رکھ کر اپنے دینار گھاٹ کا۔ اس کی پہلی  
کوشش یہ ہوگی کہ فرانس کی حکومت ہمیں پناہ دے دے نہیں اپنے  
ملک سے نکال دے۔ اس کے بعد کوئی دوسرا ملک نہیں پناہ دے سکتے  
غور وہ رہے کہ جہاں ہمارے قدم جائیں گے وہاں تباہی پھیلے گی اور  
یہ تباہی چپ چاپ ہوسے ہی ہر امر طریقے سے سپر ماسٹر پہنچا کرے گا۔  
روشنی نے کہا: "فریاد اس ملک میں سات شیطانی ہیں اور  
وہاں میرا پاس تنہا ہے۔ اسے واپس پھلو۔"

"میں اس کی ماں ہوں۔ سہلا وہ میری بات کیسے ٹال سکتا ہے  
لیکن ایسے دلائل پیش کرتا ہے کہ میں خاموش ہو جاتی ہوں۔"  
"میں بھی تو خاموش کیسے دلائل پیش کرتا ہے؟"  
"کیا تم پاس کے پاس جا کر خود اس سے باتیں نہیں کر سکتے؟"  
"اجتہاد پارا ہوں۔ تم جہم پاؤ؟"  
ہم دونوں خیال خوانی کے ذریعے پاس دوم کے پاس جانا  
چاہتے تھے۔ اس وقت شیلی بیٹیں کی گھنٹی بجی گئی۔ میں نے لہجہ اور  
کہا: "ہیلو، کون ہے؟"

"پاپا! میں آپ کا بیٹا پاس اقل بول رہا ہوں۔"  
"کیا بات ہے بیٹے؟"  
"کیا جو کچھ وہاں آگئی ہے؟"  
"مہینوں تو یہی وہی ہے مختار کے ساتھ گئی تھی بات کیا ہے؟"  
"ہم پندرہ منٹ پہلے ایک ساتھ تھے۔ اقل ناؤر کے قریب  
ادبین ریسٹورنٹ میں پہنچ کر اس نے کہا: "اس کو یہ کھانے کی اور میں  
کا پیٹنا چاہتا تھا۔ لہذا سیلف سروس کے طور پر چیزوں لانے کے  
لیے اندر گیا۔ وہاں مجھے کو یہی کہہ کر انتظار کرنا پڑا۔ جب یہ چیزوں لے  
کر آیا تو وہ اپنی میز پر نہیں بیٹھیں۔ میں نے فوراً دو تک نظروں ڈالیں  
کیسے کٹ پانچہ ہر آکر دیکھا، انہیں ریسٹوران کے اندر گیا لیکن وہ کہیں  
دکھان نہیں دے رہی ہے۔"

"تم وہیں رہو گی ابھی معلوم کرتا ہوں۔"  
میں نے خیال خوانی کی پرواز کی اور جو کے دماغ میں پہنچا اپنے  
تو اس نے سانس روکی۔ پھر پوچھا: "پیارے پیارے اقل! کیا  
آپ ہیں؟"

”میں نہیں تھا، میں تھا لایا ہوں“

”کیا بات ہے پاپا؟“

”تم جس کے ساتھ تھیں ہو اس طرف دیکھو“

”اُس نے میری ہدایت کے مطابق دیکھا تو اس کے ساتھ بیٹھا ہوا کہ ڈرنا کر ہاتھ ڈال رہا تھا۔ فریادیں بھی مانی نہیں تھیں۔ نہ کہ بیٹھا تعین دھکا ہوا رہا ہے۔ یہ تھا پارس اول نہیں ہے۔ وہ ڈمی ہے“ وہ ہنستے ہوئے بولی ”آپ کیس باتیں کر رہے ہیں۔ نہیں اپنے پارس کے ساتھ آپ کے گھر سے چل کر یہاں آئی ہوں اد اب اپنے بیٹے کو ڈمی کر رہے ہیں“

”جینی، تعین بچکر دیا گیا ہے جس وقت پارس ریسٹورنٹ میں سیٹ مروس کے لیے اندر گیا تو اس کے بعد کیا ہوا مجھے بتاؤ“

”ادر کیا ہونا تھا۔ پارس اندر سے خالی ہاتھ آیا۔ اس نے کہا یہاں میری پسند کی جلی آتش کریم ہے۔ پارس تھکے لیے آتش کریم اور لپٹے لیے کافی لایا تھا۔ تم ڈمی کے ساتھ جا چکی تھیں“

”وہ ہنستے مٹی سمجھ ڈمی پارس سے بولی۔ تم نے کچھ سنا۔ پاپا کیا کر رہے ہیں؟“

”وہ لڑا۔ لڑتا تو تھا جسے پاپا ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ذرا نہیں منوں وہ کیا کر رہے ہیں؟“

”جو ہوتے آئے میری تمہا باتیں بتائیں۔ وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ”پاپا بڑھے ہو گئے ہیں۔ اس کے سب کا علاج ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو ڈمی کر رہے ہیں“

”یہ کہہ کر اس نے تھکر لگایا۔ جو بھی اس کے ساتھ ہنسنے لگی۔ نہیں ہے کہا۔ جو بوا اگر ڈمی نہیں ہے تو اس سے کوئی جھے اپنے دماغ میں آئے دے“

”جو رہے کہا۔ پارس! تم اپنے پاپا کو دماغ میں آئے دو“

”ادہ شور، ہوسٹ دیکھ۔ پاپا تشرف لائے“

”نہیں نے اس کے دماغ میں پہنچنا چاہتا تو اس نے سانس روک لی نہیں نے دو بارہ کوشش کی۔ اس نے دو بارہ سانس روک لی پھر جرج سے لولا ”واہ، کمال ہے، نہیں پاپا کا اختراع کر رہا ہوں گزرو میرے دماغ میں نہیں آ سکتے ہیں۔“

”نہیں نے جرج سے کہا۔ ”یہ سمجھو بل رہا ہے نہیں دماغ میں آنا چاہتا ہوں یا سانس روک لیتا ہے۔“

”جو رہے کہا۔ پارس کیا بات ہے پاپا کہتے ہیں وہ تمہارے پاس آنا چاہتے ہیں، تم سانس روک لیتے ہو“

”ڈمی نے کہا۔ ”واہ، یہ سفید جھوٹ ہے بلکہ یہ ہمارے پاپا

”نہیں ہیں۔ جرج ہمیں دشمنوں سے ہوشیار بنا رہا ہے یہ کوئی فہم ہے جو پاپا بن کر تھکے پاس آ رہا ہے۔ پندرہ سالہ آدمی ہے اسے کڑا کر اپنے پاس آئے نہیں دیتا ہوں۔ ذرا فہم ہی عقل سے جو کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ بیٹھا میں کیوں دماغ میں نہیں آئے دوں گا؟“

”جو رہے کہا۔ ”اُسے سڑق ٹوٹ کر ہو، کیوں پاپا بن کر میرے ساتھ آ رہے ہو۔ چلے جاؤ یہاں سے۔“

”کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ میں نے دوسری بارہ کے دماغ میں چلنے کی کوشش کی تو اس نے پھر سانس روک لی۔ تیس بار بھی اس نے یہی کیا۔ نہیں لہتے پارس سے کہا۔ ”اس کے ساتھ ڈمی بچکر چل گیا ہے۔ تم نہیں انتظار کرو۔ میں اس پر رابطہ قائم کروں گا۔“

”فون کی گفتنی سچ رہی تھی۔ میں نے ریسپر ہاتھ لگا کر کہا۔ ”کیا کون ہے؟“

”کسی اجنبی نے کہا۔ ”خبر داد! تم نے کوشش کر لی کیا جو پارس کے پاس سے واپس لائے ہو؟“

”کون ہو تم؟“

”پڑھا سڑکا ایک ادنیٰ خادم ہوں اور تمہارے خیال کے مطابق دوسرا شیطان“

”تم ایسی حرکتیں کیوں کر رہے ہو؟“

”آخر شیطان ٹھہرا، اٹنی نیدر جس حرکتیں کرتا ہی ہوں“

”میں نہیں مانتا۔ کسی خاص مقصد کے تحت جو جو کردار کے درمیان آ لیا جا رہا ہے۔“

”تم تو سمجھانے سے پہلے ہی سمجھ لیتے ہو۔ پھر جو چھتے کیوں سمجھتی پھر رہا ہوں، اس کا مقصد کیا ہے؟“

”بھئی پچھلے دنوں ہم نے جو اور ڈمی پارس کو اپنے مقصد کے لیے افواہ کیا تھا۔ اس گھر سے میں ڈمی پارس جو جسے متاثر ہو گیا ہے اس سے محبت کرنے لگا ہے۔ اس کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا ہے وہ ڈمی ہمارے بہت کام کی چیز ہے۔ پھر ہم اس کی خواہش کیے پوری کر رہے ہیں“

”نہیں نے ہنسنے سے تھکر کر کہا۔ ”وہ میری بیوی ہے۔ اگر ڈمی نے اُسے کبھی سبیل نیت سے ہاتھ لگایا تو میں اُس کے ساتھ تھیں جو چاہتا میں ملا دوں گا“

”جب جرج چاہے خاک میں ملا دیتا۔ فی الحال اپنے بیٹے سے کورہ واپس عزت کی حفاظت کرے ورنہ ڈمی کو جب بھی خوف، گادہ اسے اُٹالے جائے گا“

”شیطان کے بچے، تمہارا سچا سڑج جو جو کو بیٹھ کر کتاب آ کا احسان آتا ہے کہ اس کے ذہن نے لیٹ جیٹس کا علم حاصل اور تم اس کی عزت کو نظر سے ڈال رہے ہو۔“

”پڑھا سڑج جو جو کو بیٹھ کر کہتا ہے۔ میں نے تو نہیں کہا کیا،

”اب تک تمہاری سہم میں نہیں آئی۔ نہیں ایسے مواقع پیدا کر رہا ہوں کہ پارس جنوں میں بیٹھا ہو کر جس سے ٹھکر جائے۔“

”جب ہے یہ تم کو توں کو یہ عرض نہیں ہے کہ وہ ڈمی میرے بیٹے کے متعلق ہے۔ پارس نے کہا۔ ”میں نے یہی تمہارے لئے کہا۔“

”کیوں نہیں، کیا تم قبول گئے کہ تمہارے ہی بیٹے پارس اول کے دماغ سے تمام صلاحیتیں اُس ذہن کے دماغ میں منتقل ہو گئی ہیں۔“

”تھکے بیٹے کے ایک ایک واقعہ اور اُن کے توڑ جاتا ہے،“

”نئے نئے نئے یہ دماغی صلاحیتیں تھیں اور ڈمی کے دماغ میں منتقل کر دی گئیں۔ لیکن ڈرائنگ اور مشین کے ذریعے جہاں صلاحیتیں منتقل نہیں ہوتیں، ہاسٹرو اور ڈی کے ذریعے دوڑوں بیٹوں کو جہاں طور پر فلائڈ بنا دیا ہے۔ تم کہتے ہو۔ ڈمی پارس تمہارے بہت کام کا آدمی ہے۔ پھر اس کے آدمی کو اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔“

”اس نے تمہارے گئے ہوئے کہا۔ اس وقت سے ڈرو جب تمہارے بیٹے ٹھکر ڈمی سے ہوگا۔ ابھی میں نہیں بتاؤں گا کہ ڈمی اُسے کسی طرح اپنا بیٹا بنے گا۔ آئے والا وقت بتائے گا۔ فی الحال اپنے بیٹے کو سمجھاؤ، ڈمی کے دیکھے نہ جائے۔ شیک دس بچے جو ہر اسی ریسٹوران کی اسی میز پر بنا دی جاتی ہیں۔“

”اُس نے ریسپر دیکھ کر دیا نہیں نے بیٹوں کو دوتین بار کر ڈیٹا کو لکھ لکھایا۔ پھر ریسپر دیکھ کر دیا۔ اس وقت سے کہا۔ ”میری گھ مٹی میں آ کر رہے، یہ کیا بچکر چل رہا ہے۔ تم کہتے ہو وہ لوگ خیال خوانی ملتے ہیں۔ اس کی لیٹوں کرنے والے کے بیان کے مطابق وہ دوسرا شیطان ہے۔ لیکن وہ خیال خوانی کے ذریعے تمہارے دماغ میں نہیں آ رہا تھا۔ ٹیل فون سے باتیں کر رہا تھا۔“

”مرو تھی، ادہ لوگ بہت ہوشیار ہیں، یقیناً میرے دماغ میں پڑھا سڑج ادہ دوسرا شیطان آیا ہوگا۔ چونکہ تم میرے دماغ میں مسلسل موجود ہو، لہذا اس کی آمد کا پتہ نہیں چل سکتا میں نے حواس نہیں روک لی تو اس نے بیٹھ لیا ہوگا کہ تم اور موجود ہو۔ لہذا انھوں نے مجھے مخالف کیا۔ پڑھا سڑج نے اپنے اس ماتحت کو جٹی پتی جانا ہے اور جو اس وقت پیرس میں ہے اُسے خیال خوانی کے ذریعے ہدایت کی ہوگی کہ مجھ سے ٹیل فون کے ذریعے بات کرے اور اُس نے یہی کیا تھا۔“

”اس وقت سات بجے ہیں اور جو جرات دس بجے سے پہلے پارس کے پاس واپس نہیں آئے گی۔ تم اس بچکر میں میرے بیٹے کے پاس نہیں جا سکو گے۔“

”تمہارا بیٹا کہیں جھاگا نہیں رہا ہے۔ میں اس سے دس بجے کے بعد رابطہ قائم کروں گا۔ تم جاؤ۔“

”میں جا کر اُسے کھاتی ہوں۔ وہ اپنی رہائش گاہ سے باہر نکلے اگر اُن سات شیطانوں میں سے کسی نے پہچان لیا تو وہ عیبیوں میں

”پھنس جائے گا۔“

”تم اُسے سمجھا دو اور جو کے توئیروا ک جا کر اُس کے گلے میں تعویذ باندھ دو کسی مزار پر جا کر منت مان لو تو تمہارا بیٹا اُن سلت شیطانوں کی نظروں میں نہ آئے۔ تم جو کر سکتی ہو کرو، مگر یہاں سے چل جاؤ۔“

”وہ چلی گئی، نہیں نے پارس اول کے پاس آ کر کہا بیٹھے یہ سارا بچکر پڑھا سڑج نے چھلایا ہے۔ اس کا دوسرا شیطان کہتا ہے کہ ڈمی بھی جو جو کو پسند کرنے لگا ہے۔ اُس کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا ہے لہذا اُسے ہوش دیا جا رہا ہے۔ اس طرح وہ تمہاری غیرت کو لکھنا چاہتے ہیں تاکہ تم جنوں میں بیٹھا ہو کر ڈمی سے ٹھکر جاؤ۔“

”لیکن ڈمی کا بچہ ہے کہاں؟ آپ کچھ نشانہ ہی کریں نہیں اُس سے گفتگوں گا۔“

”دوسرے شیطان کی باؤل سے پتا چلتا ہے، انھوں نے ڈمی کو بڑی طرح تعین تیار کیا ہے۔ ڈرائنگ مشین کے ذریعے تمہارے دماغ کی تمام صلاحیتیں اُس کے دماغ میں منتقل کی ہیں وہ تمہارے ہر واقعہ کو اور اُس کے توڑ کو سمجھتا ہے۔ انھوں نے یہ کیا فیصلہ کیا تھا بنا لیا ہے کہ کسی طرح تم توں کو ٹھکر ڈمی اور اس ٹھکر ڈمی خزانہ کرے، تم اپنا بیٹا بن جاؤ بیٹھے ہیں مشورہ دیتا ہوں، جوش اور جذبات میں نہ آنا۔ ہوسٹ سے کام لو۔ اُن کی کچالوں کو سمجھتے ہوئے ڈمی تک پہنچو۔“

”یعنی میں ابھی اُس ڈمی کو تلاش نہ کروں۔ اس ریسٹوران میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا اور اُس سے کب تک جو جو کی واپسی کا انتظار کرتا ہوں؟“

”بھئی ایسا وقت بھی آتا ہے کہ بڑے بڑے ذہنوں کو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر چپ چاپ بیٹھ کر رہنا پڑتا ہے۔ تمہی بتاؤ، میں کیا کر سکتا ہوں؟ جو جو مجھے اپنے دماغ میں آئے نہیں دیتی۔ میں یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ وہ ڈمی کے ساتھ کہاں جا رہی ہے وہیں یہاں کے پولیس والوں سے کب تک ایسی خدمات لیتا رہوں کہ جو جو بار بار غائب ہوتی رہے اور وہ بار بار اُسے تلاش کرتے رہیں۔ یہ ہمارا مسئلہ ہے۔ میں اس سے نمٹنا چاہتی ہوں۔“

”پارس کا ڈرنا ہو کر رہا تھا اور مختلف ہوشوں اور گیلوں میں جا کر اُسے تلاش کر رہا تھا۔ میں نے اسٹیل جس کے ڈرائنگ میز پر لے لیا۔ ”آپ لوگوں کو بار بار زحمت دے رہا ہوں گھر میری ہے، یہ میری ہوگی عزت کا سوال ہے۔ ایک ڈمی پارس اُسے کہیں لے کر اسی شہر میں گوم رہا ہے۔ وہ کسی ریسٹوران، کلب یا ہسٹورک ویڈیو میں پایا جا سکتا ہے۔ پلیز، آپ اپنے ذہن استعمال کر کے کسی طرح جو جو کو ڈھونڈ سکتیں۔ اُس کے ساتھ جو بھی پارس ہو اُسے حرارت میں لے لیں۔“

”میں اس میں احکامات صادر کرتا ہوں“  
 ایک بات کا خاص خیال رکھیں۔ جو جو کی تلاش میں رہ کر نوازوں کو بھیج رہے ہیں، وہ بھگت کے ماہر ہوں تو ہست سے، انداگر نہ ہوں تو ان سے نہیں کے گونگے ہر سے بن کر جو جو کو تلاش کریں اور کسی بھی پاس کے سامنے زبان نہ کھولیں۔“

ڈائریکٹر جنرل نے اپنے ماتحت کو حکم دیا۔ اپنے ناکہ پابانویٹ سرائف سائون کو جو جو کی تلاش میں روانہ کر دو اور انھیں خاص طور پر یہ ہدایت کر دو کہ وہ کسی بھی پاس کے سامنے اپنی زبان نہ کھولیں، بلکہ گونگے اور ہر سے بن کر رہیں۔“

اس کا ماتحت ٹیلی فون اور ٹرانسمیٹر کے ذریعے تمام سرائف سائون کو یہ ہدایات پہنچانے لگا، تقریباً نو بجے فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے ریسپونڈ کیا تو رائٹلی جس نے ڈائریکٹر جنرل نے کہا: ”جناب، ہم نے پاس کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ کہتا ہے، اصل پاس ہے اور آپ کا بیٹا ہے۔ آپ تصدیق کر لیں۔“

دوسرے ہی لمحے فون پر پاس اول کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا: ”پاپا! یہ کیا اور ہے، جسے گرفتار کرنا چاہیے دعا زاد گھوڑا ہے اور مجھے یہاں پکڑ کر لایا گیا ہے۔“

”مجھے اپنے دامان میں آنے دو۔ میں تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔“  
 اس نے اپنے دامان کے دواڑھے کھول دیے، میرے پاس نے ڈائریکٹر جنرل سے کہا: ”یہ میرا پوتا بیٹا ہے۔ میں نے آپ سے کہا تھا جو پاس جو جو کے ساتھ دیکھا جائے اسے گرفتار کرنا چاہئے۔“

ڈائریکٹر جنرل نے اپنے ماتحتوں کو ڈکھلتے ہوئے کہا: ”احکامات کو غور سے سناؤ اور اسی کے مطابق عمل کرو۔ جو پاس جو جو کے ساتھ دیکھا جائے، اسے حراست میں لو۔ یہ ہمارا اصل پاس بابا ہے۔“

پاس کو گرفتار کر دیا گیا، وہ پھر اپنی کار میں بیٹھ کر جو جو کی تلاش میں نکل پڑا۔ اس ملک کے سرائف سائون بہت ہی ذہین اور تجربہ کار تھے۔ میری بھین میں آگیا تھا کہ آخر وہ جو جو کو تلاش کرنے میں کیوں ناکام ہو رہے ہیں، پاس بھی ناکام ہو رہا تھا۔ آخر تک ہار کر وہ دس بج کر دس منٹ پر جب اسی رستہ سائون میں پہنچا جہاں جو جو اس سے بھڑک رہی تھی تو اس نے اطمینان کی ایک گہری سانس لی۔ وہ اسی میز کے پاس کسی پر بیٹھی ہوئی تھی، وہ تیزی سے جلتا ہوا اس کے پاس پہنچا۔ پھر ایک کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھنے

ہوئے بولا: ”تم کو کمال جلی گئی تھیں؟“  
 وہ حیرانی سے بولی: ”یہ کیسا سوال کر رہے ہو، میں تو تمہارے ساتھ تھی۔ تم ابھی یہ کہہ کر گئے تھے کہ گاڑی کو ایک جگہ پارک کر کے آ رہے ہو۔“

”میں تمہاری تلاش میں کسی ایک جگہ گاڑی کو پارک نہ کر سکا۔ سات بجے سے اس وقت تک تمہیں تلاش کرنا پڑا ہے اور ہوں۔“

”تم کسی بات کو کہتے ہو، ہم باپ کے گھسے بھل کر ایک ساتھ گھسے پھرتے سب ہیں۔ کتنا مزہ آتا رہا سرسنگ میں وہ جو کر کتنا ہنسنا ہوتا رہا۔ کیا یہ سب کچھ مجھوں گے اور اب اگر مجھے ڈانٹ رہے ہو۔“

دو گونے گئے رنگ مٹی۔ پھر منہ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی: ”پاس کو دیکھتے ہوئے بولی: ”ادھ میں تو مجھوں کی ہی گئی تھی۔ جسے مجھے پہلے ہی مجھادی تھا کہ ہمارے دشمن تمہارے دامان کو ہبکا ہے۔ میں کبھی کبھی تمہارے دامان سے چند منٹ پہلے کی باتیں جھٹکا دیتے ہیں۔ شاید وہ دشمن یہی کہتے ہیں، آگ لگے ایسے دشمنوں کو۔ خدا میں ان کی آواز سن لوں تو ان کے دامان میں پہنچ کر زلزلہ پیدا کر دوں گی۔“

پاس نے کہا: ”اچھا، تو اس ڈمی کے پیچھے نے تمہیں پہلے سے ہی بے بھادیا ہے کہ میرا دامان الٹ مکتا ہے، میں بائیں جھولنا ہوں۔ وہ کم بخت خوب پکڑا رہا ہے۔“

جو جو نے اس کے ہاتھ کو پھینکے ہوئے کہا: ”پاس تمہارے جو جاؤ میں پاس سے کون گی، وہ تمہارے دامان میں آکر اس دشمن دہان سے نکال دیں، پھر یہیں سب کچھ یاد آجائے گا۔“

پاس نے کہا: ”تم یہ بتاؤ، کیا اس ڈمی نے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا؟“  
 ”تم غواہ مخواہ ڈمی کے جا رہے ہو، جب کہ تم میرے ساتھ تھے۔“

”چلو، میں ہی تمہارے ساتھ تھا مجھے کچھ نہیں یاد آ رہا ہے۔ یہ بتاؤ، کیا میں نے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا؟“  
 ”ہاں، تم نے ہاتھ پکڑا تھا۔“

”کیا میں نے تمہیں سینے سے لگایا تھا؟“  
 ”قویہ، قویہ، کیسی گندی باتیں کر رہے ہو، ایسا تو گندے پتے کہتے ہیں، اگر تم ایسا کہتے تو میں تم سے دور بھاگ جاتی پھر کبھی تم سے بات نہ کرتی۔“

پاس نے اطمینان کی سانس لی کہ اس کی معصومیت کو نہیں نہیں پہنچی تھی، لیکن ڈمی کا جو درد تو شرمناک تھا۔ آج ایسا نہیں ہوا، آئندہ ہو سکتا تھا، لہذا اب ڈمی کو کچھ پہنچنا بہت ضروری ہو گیا تھا۔

اس نے خڑکھوکا ہاتھ پکڑ کر کہنے ہوئے کہا: ”چلو، ہم گھر چلیں گے۔“  
 وہ دونوں اٹھ گئے، وہاں سے چلتے ہوئے کار کی طرف آگے کے ٹرانزیشن میں والوں نے راستہ روک لیا، ان کے ساتھ کچھ مسلح جا رہی تھی۔ ایک سرائف سائون نے پاس کو روک رکھا ہے۔ ہونے ایک کا تھنڈی بری بڑھائی، پاس نے اسے روک دیکھا۔

پھر یہ لکھا تھا: ”تم زیر حراست ہو۔ ہم سے زبان کھولنے کی ناکا

کوشش نہ کرنا، ہم جانتے ہیں تمہارے پیچھے ٹیلی فون ہانسنے والے دشمن پیچھے ہوتے ہیں، لہذا چپ چاپ ہمارے ساتھ چلو۔“  
 پاس نے وہ چہرہ پکڑ کر کہنے لگی: ”اس سرائف سائون کو اور دوسرے سائون کو دیکھنا، مسٹر! اب سے ایک گھنٹا پہلے ہی مجھے یہ ہدایت مل لی تھی، تمہارے ڈائریکٹر جنرل کے پاس پہنچایا ہے۔“

میں تصدیق کی، میں اصل پاس ہوں۔“  
 میں تھا پھر میرے باپ نے تصدیق کی، میں اصل پاس ہوں۔“  
 اس کے ساتھ کھڑے ہوئے دوسرے سرائف سائون نے پھر چہرہ پکڑ لکھا، پھر اسے پاس کی طرف بڑھادیا، اس میں لکھا ہوا تھا: ”اگر تم اصل پاس ہو تب بھی ہم تصدیق کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔“

”کم آن“  
 پاس نے ایک مری سانس لی، پھر جو جو سے کہا: ”آؤ پتا نہیں تھا، یہ نا انصافی کی کیا کل کھلا میں گی۔“  
 میں فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسپونڈ کرنا شروع کیا۔ ڈائریکٹر جنرل نے کہا: ”مسٹر! ہاں! ہم نے جو جو کے ساتھ پاس کو پکڑ لیا ہے۔ یقیناً یہ ڈمی ہے، لیکن اصل ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ آپ اس کے دامان میں پہنچ کر تصدیق کر لیں۔“

تقریباً دیر بعد پاس کی آواز ریسپونڈ پر سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا: ”پاپا! یہ کیا مصیبت ہے مجھے دوبارہ پکڑ لیا گیا ہے۔ میں دامان کے دواڑھے کھول چکا ہوں، آپ تصدیق لے آئیں۔“

میں نے اس کے دامان میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے، پھر ڈائریکٹر جنرل سے کہا: ”آپ کو پھر غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ میرا اصل بیٹا ہے۔“

ڈائریکٹر جنرل نے کہا: ”کمال ہے صاحب، تقریباً دیر پہلے آپ نے اس پاس کو اصلی کہا تھا، اب یہ جو جو جو کے ساتھ پکڑا گیا ہے۔۔۔“

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا: ”جو جو کے ساتھ گھسٹنے والا پاس تقریباً دیر پہلے فرار ہو چکا ہے۔ بہرحال آپ کا شکر ہے، میں جو جو مل گئی۔ آپ اپنے آڈیو کی نگرانی میں انھیں ان کے کرایج تک پہنچادیں۔“

میں نے ریسپونڈ رکھ دیا۔ پاس اور جو جو اس جھیل کے کنارے اپنے کرایج میں رہنے لگے تھے، میں جا رہا تھا، دونوں کو زیادہ سے زیادہ تمنا کی، میرا اور وہ ایک دوسرے سے جھپٹتے رہیں تو شاید جو جو آزاد ہوئی اور وہاں تک پہنچا ہوتا۔

میں نے اچانک سانس روک لی پھر آہستہ آہستہ سانس لینے لگا، مجھے پھر اس کی آواز سنائی دی۔ یہ بیولو ہوا، یہ جب تک کہ اس کا پاپا۔“

میں نے کہا: ”اس بار وہ ڈمی جو جو کے قریب آئے گا تو یہ بتا دیا جائے گا۔“

وہ ہنسنے ہوئے بولا: ”میں تمہاری بات ہی دہرا رہا ہوں۔ یہ سب آئندہ کی باتیں ہیں اور آئندہ اس طرح نہیں ہوتا جس طرح ہم اور تم سوچتے ہیں، میں تم سے کہنے آیا ہوں، یہ ایک معمولی سا خود ہے۔ آج ڈمی سے جو جو کو ہاتھ نہیں لگایا ہے، لیکن اس کی ممانعت نہیں دی جا سکتی۔“

”تم کس قدر ذلیل اور کمینے ہو، جو جو کو پکڑی گئے ہو اور اسے ڈمی پاس سے لوٹ کر نہا پاتے ہو؟“  
 ”جو جو ابھی کوڑی ہے، صرف نکاح پڑھانے سے کیا ہوتا ہے۔ وہ اگر ڈمی سے متاثر ہو جائے گی اور اس کے ساتھ آزاد ہو جائے گا، تو اسے آزاد کرنا چاہیے کہ وہ میرا فرض ہے کہ میں ایک بزرگ کے حیثیت سے اپنی بچی کو ڈمی پاس سے منسوب کر دوں، اس پر تم اعتراض کرنے والے کون ہوئے ہو؟“

”کیا تم یہی دھمکی دیتے آتے ہو؟“  
 ”نہیں، میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ اس ملک کے ایک ایک اہم افسر کے دامان میں پہنچ چکا ہوں، جس وقت تم انہیں جنس کے ڈائریکٹر جنرل سے درخواست کر رہے تھے کہ جو جو کو تلاش کیا جائے اور اس کے ساتھ پائے جانے والے پاس کو حراست میں لیا جائے تو میں اس کے دامان میں موجود تھا، جب ڈائریکٹر جنرل نے اپنے ماتحت کو حکم دیا تو میں ماتحت کے پاس موجود تھا، اور جب ماتحت نے سرائف سائون کو ہدایت کی کہ وہ جو جو کے ساتھ پائے جانے والے پاس کے سامنے گونگے اور ہر سے بن جائیں تو ان سب نے میری کرنے کا وعدہ کیا اور جب زبان سے وعدہ کیا تو میں ان سب کے دامانوں میں پہنچنا چکا گیا، یہ تم جانتے ہو کہ میں تمہا نہیں ہوں۔ میرے ساتھ اور بھی شیطان ہیں، لہذا اتنے سلسلے سرائف سائون کے دامانوں میں وہ بھی پہنچتے رہے ہیں اور انھیں جو جو کی تلاش سے جھٹکتے رہے ہیں، انھوں نے کسی بھی سرائف سائون کو اس سرسنگ کی طرف جانے نہیں دیا جہاں جو جو ڈمی کے ساتھ گئی تھی۔“

”کیا تمہاری بات ختم ہو گئی؟“

”کیا تمہاری بات ختم ہو گئی؟“

”کیا تمہاری بات ختم ہو گئی؟“

”کیا تمہاری بات ختم ہو گئی؟“

”کیا تمہاری بات ختم ہو گئی؟“

کھتام (Khatam) advertisement with a scale showing weights and text in Urdu.



ہنیں، ایک بات اور جو ہر تھامے لگے کہ بڑی ہن گئی ہے۔  
 دم آتے نکل سکتے، جو، دا گل سکتے ہو، اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا  
 ہونا پارس ڈمی سے نہ ٹکرائے اور اپنا بیچ ذہن تو ایک جیسرا دستہ  
 بھی ہے جو کہ باہر صاحب کے ادارے میں بھیج دو، وہ وہاں  
 محفوظ رکھے گا اور ڈمی پارس کبھی وہاں تک پہنچ نہیں سکے گا۔  
 دشمن کتنا بہترین مشورہ دے رہا تھا جو ہر باہر صاحب

کے ادارے میں پناہ دینی تو ڈمی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا اس  
 طرح ہمیں اس کی طرف سے آئندہ کوئی پریشانی نہ ہوتی۔ میں نے  
 کہا: "بہر باہر، کیا تم مجھے جو کہی طرح نادان سمجھتے ہو۔ تم آتے  
 ادارے میں پہنچانا چاہتے ہو تاکہ اس کے ذریعے وہاں کی ایک  
 ایک بات سے واقف ہو سکو۔"

"اس کے لیے جو ہر ضروری نہیں ہے۔ تمہارے باہر صاحب  
 کے ادارے میں ایسے طلبہ و طالبات ہیں جو نہ تو لوگ کے ماہر ہیں اور  
 نہ ہی ان کے دماغ حساس ہیں۔ میں ایسے طلبہ و طالبات کے ماہرین  
 تک پہنچ رہا ہوں، ایک دن بہت اہم انکشافات کروں گا ان اعمال  
 رات زیادہ ہو گئی ہے، تمہاری ہوا اور میٹا لپے کا بیج میں پہنچ جائے  
 گے تمہیں آرام سے سو جاؤ۔ سو فار!"

وہ مجھے آرام سے سوئے گا مشورہ دے کر جا گیا لیکن میری  
 نیند اڑا گیا، ہو سکتا ہے اس نے حیثیت کہا ہو۔ لیکن یہ سچ بھی ہو  
 سکتا ہے کہ وہ ہمارے ادارے کے طلبہ و طالبات تک پہنچ رہا ہے  
 اور ان کے ذریعے ادارے کے اہم رازوں تک بھی پہنچتا چلا جائے  
 گا۔ میں نے جناب شیخ صاحب کو مخاطب کیا اور اپنی پریشانی ظاہر  
 کی، انھوں نے کہا: "تم ابھی اس مسئلے پر پریشان ہو رہے ہو،  
 میں تو اسی وقت سمجھ گیا تھا جب تم نے بتایا تھا کہ بہر باہر اور  
 اس کے چند اہل علموں کے قیدی چینی کا علم حاصل کر لیا ہے، میں نے  
 اُس دن ادارے کے ایسے افراد کی فرست دیا جو نہ تو لوگ کے ماہر  
 ہیں اور نہ ہی جن کے دماغ حساس ہیں، ایسے ایک سو چالیس افراد  
 کی فرست تیار ہوئی، ان میں جو بہت زیادہ اہم تھے میں نے انھیں  
 ادارے میں روک لیا تاکہ ان پر تحقیق عمل کر کے ان کے دماغ کو  
 حساس بنایا جائے۔ ہاں تمام لوگوں کو ادارے سے باہر جانے کا حکم  
 دیا۔ باہر ان کی رہائش کا معقول انتظام کر دیا گیا ہے اور جن لوگوں  
 کو ادارے میں رکھا گیا ہے، ان پر تحقیق عملی ہو چکا ہے، انھیں اس  
 مسئلے میں پریشان نہیں ہونا چاہیے، جاؤ آرام سے سو جاؤ!"

میں دماغی طور پر حائر ہو گیا۔ پچھلے دنوں کے رازوں کے  
 دماغ میں جھانک کر دکھا۔ وہ جو ہر ادارے کو اپنی نگرانی میں  
 کا بیج تک لے گیا تھا، پتا چلا، وہ دو دنوں غیر حیات سے وہاں  
 پہنچ گئے ہیں اور اس کا بیج کے چاروں طرف سخت پھرا لگا

دیا گیا ہے۔ میں فی الحال ان کی طرف سے مطمئن ہو گیا لیکن میرے  
 نصب میں نیز نہیں سمجھ رہی تھی کہ اس نے کیا تھا، میں پارس دوم سے  
 رابطہ قائم کروں، اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ نرا من کو جانے لگا، انھیں  
 کی ناراضگی سے بچنے کے لیے میں پارس دوم کے پاس پہنچ گیا۔

پتھر کو دانتوں سے چلبا نہیں جاسکتا، دانت ٹوٹ جاتے  
 ہیں۔ سوئی بھی ہزار کوششوں کے باوجود پارس دوم جیسے پتھر  
 تو ڈال نہ جاسکتا۔ وہ دولت مند باپ کی مغزور بیٹی تھی۔ بہت  
 ہندی تھی، پارس نے اُسے بڑی طرح متاثر کیا تھا۔ وہ بھی اسی  
 متاثر کرنا چاہتی تھی لیکن اس کو کوئی طریقہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔  
 ایک روز اس نے فون پر پارس کو مخاطب کیا: "بہر باہر  
 علی را، میں تمہارے پاس ایک دو ٹیوٹ فلم بھیج رہی ہوں، اسے  
 ضرور دیکھنا!"

پارس وہاں علی را کو نام سے آیا تھا اس نے کہا: "میرے  
 پاس اتنا وقت ہے، اور نہ ہی مجھے فلموں سے کوئی دلچسپی ہے!"  
 "میری خاطر اس فلم کو ضرور دیکھ لینا"  
 اس نے بیچھا جھرانے کے لیے کہا: "اجبھی بات ہے،  
 میں دیکھ لوں گا!"

ایک گھنٹے بعد سوئی کے ملازم نے وہ فلم اس کے پاس  
 پہنچادی۔ اس نے فلم لے لی اور ایک طرف چھینک کر سنبھل  
 گیا۔ اس رات سوئی نے پھر فون کیا اور پوچھا: "فلم کیسے تھی؟  
 پارس نے جواب دیا: "بہت اچھی فلم تھی، ایسی عمدہ فلمیں  
 اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں کے ساتھ بیٹھ کر دیکھنی چاہئیں،"  
 وہ بجز کرولی نہ کیا بگوسا کہ ہے، ہو گیا واقعی تم نے فلم دیکھ  
 لی ہے؟

وہ گلہ زار پوچھا: "دراصل بات یہ ہے کہ مجھے وقت نہیں ملا  
 میں پہلے یہ کہہ چکا ہوں مجھے فلموں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"  
 "کیا تم میری خاطر ایک دو ٹیوٹ فلمیں دیکھ سکتے ہیں؟"  
 فلم تمہارے پاس بھیج رہی ہوں، وہ صرف ایک گھنٹے کا ہے، کیا  
 میرے لیے اتنا وقت بھی نہیں نکال سکتے؟"  
 "اگر وہ فلم اچھی ہے تو میں اس کے لیے وقت ضرور  
 نکالوں گا!"

سوئی کا ملازم ایک گھنٹے بعد وہ فلم لے آیا، پارس نے  
 لے کر ایک طرف رکھ دیا۔ ایک گھنٹے بعد سوئی نے فون پر پوچھا  
 "کیا فلم دیکھ لی؟"  
 وہ ذرا جھکتے ہوئے لولا: "ہاں دیکھی، زندگی میں اتنی  
 خوبصورت فلم پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی!"

اس نے فون پر بکر پوچھا: "کیا تمہارے پاس ہے؟"  
 "ہاںکل سچ، میں اتنی اچھی، اتنی خوبصورت فلم تمہارے  
 باپ کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ سکتا ہوں!"

باپ کو بکر پوچھا: "کیا تمہارے پاس ہے؟"  
 وہ بیٹھ کر بولی: "کیا تمہارے پاس ہے؟"  
 "میں نے اپنے بیٹروں کے برکوش میں ایک ایک  
 ڈیوٹی کیریٹیب کر دیا تھا اور اسے آن کر دیا تھا۔ پھر میں نے اپنی  
 ہر داہے اور بائیں ہاتھ سے تمہیں یہ دکھانے کی کوشش کی ہے  
 کہ میں باہر سے اور اندر سے کتنی حسین ہوں۔ پتیز، میری ایک  
 بات ملن لو اس فلم کو ایک بار دیکھ لو!"  
 پارس دوم نے کہا: "پہلے تم نے یہ کیوں نہیں بتایا کہ وہ ایسی  
 فلم ہے، تو برا غضب ہو گیا!"

وہ پریشان ہو کر بولی: "کیا غضب ہو گیا ہے؟"  
 "میں نے سوچا تھا، تمہاری فلم ہے۔ تم نے اچھے اچھے موقعوں  
 پر اپنے عزیزوں اور رشتے داروں کے ساتھ ایک یا دو گار فلم ناٹ  
 ہو گئی، یہ سوچ کر نہیں نے وہ فلم تمہارے پاس پہنچ دی ہے!"  
 وہ صبح کرولی نہ یونان سنس، کیا تم نے کبھی وہ فلم میرے  
 باپ کے پاس بھیج دی ہے؟"

"میرا خیال ہے، تمہارے باپ کو یا کسی اور کو پوچھو، یہ تمہاری  
 غلطی ہے، تمہیں پہلے ہی بتانا چاہیے تھا کہ وہ فلم اس ناپک کی  
 ہے، بہر حال اب بھی تم اس غلطی سے بچ سکتی ہو، اپنے مکان کے  
 دروازے پر کھڑی ہو جاؤ، کوئی بھی وہ فلم لائے اور تمہارے پاس  
 کے حوالے کرنا چاہے تو اسے جھپٹ لینا اور اگر باپ کے ہاتھ لگ  
 جائے تو شرم سے مریخا نے کی کوشش کرنا!"

وہ ہنسنے سے یہ سید بخ کر ڈھلنے لگی۔ اس نے پارس کے  
 پیچھے چاہوں پھر لڑے تھے تاکہ اس کی مصروفیات کے متعلق رپورٹ  
 ملتی رہے، وہ اپنی رہائش گاہ میں کب تک رہتا ہے اور باہر کہاں کہاں  
 جاتا ہے، اسے رپورٹ ملنی کہ پارس و اناٹ ہاس ٹکب کے قمار  
 خانے میں ہے، سوئی نے اپنی بیسی بیسیوں کو لٹا لٹا کر اس خمر کے  
 حسین ترین لوکیاں کھائی تھیں، پھر ان کے ساتھ کھب میں پہنچ گئیں۔  
 انھیں باہر طرح سمجھا دیا کہ پارس کے سامنے کس انداز سے آنا چاہیے اب  
 وہ اور اندر میں آگئی تھی، پارس کی پراسانی کو ختم کر دیا جاتی تھی، اس  
 سے سوچا، اگر مجھ میں کوئی کمی نہ رہتی ہے تو دوسری لوگوں میں نہیں  
 ہوگی، اگر وہ مرد ہے، اس نے کسی لڑکی کو دیکھ کر ضرور دیکھ گا۔

اس نے فلم خانے میں پہنچ کر پارس سے کہا: "میں تمہارے  
 ساتھ کیلنا چاہتی ہوں۔ دیکھتی ہوں، بیٹھ تکس کی حیات اور کس  
 کی پار ہوتی ہے؟"

وہ دوسری میز پر آکر بیٹھ گئے، پارس نے تاش کی گڑیاں

پہنٹ کر سامنے رکھتے ہوئے کہا: "کیا شرط لگاتی ہو؟"  
 وہ بولی: "میراں تو قدر کم لگاتی جاتی ہے لیکن میں واڈو اپنا  
 دل لگاتی ہوں!"

پارس نے کہا: "مجھے غور ہے، اگر تمہاری جاؤگی تو میں تمہارے  
 دل کے سامنے بارہا فون کروں گا اور اگر میں حیات ماؤں تو تم اپنا بارہا بولو  
 اپنے ساتھ لے جاؤ گی، پھر جس میرے پیچھے نہیں آؤ گی!"  
 وہ بولی: "مجھے منظور ہے، پتے پاؤ!"

یہ لگتی اچھی نہیں تھی، پہنٹ کر رکھی ہے، تم اسے دوبارہ  
 پہنٹ لو، مجھے الزام نہ دینا کہ میں شام ہوں اور میں نے اپنی مرضی  
 کے مطابق پتے ادھر ادھر کر دیے ہیں!"

وہ گڑھی اٹھا کر بیٹھنے لگی، اُس وقت اس کی ایک حسین قرین  
 سہیلی اس کے پاس آئی، ایک ادائے ناز سے پارس کو دیکھا، دونوں  
 کی نگہوں میں، وہ سہرا کرتے ہوئے سوئی سے بولی: "ادھا ملی ڈالنگ  
 سوئی، اتم یہاں ہوا اور میں تمہیں کہاں کہاں تلاش کر رہی ہوں!"  
 سوئی نے کہا: "آؤ یہاں بیٹھا اور دیکھو، ایک دلچسپ باہر  
 جمد ہیں ہے!"

پارس نے اس کی سہیلی کو دیکھ کر کہا: "تم بہت حسین ہو، کیا  
 تم بھی دل ہارنے آئی ہو؟"  
 وہ ایک آہ بھر تے ہوئے بولی: "تم بہت بیٹھ رہو، بولو تو اچھی  
 دل بارہا ڈالو!"

تالیسے نہیں، ہر ماہ کے درمیان پتے بانٹے جاتے ہیں تم بھی اس  
 بازی میں شریک ہو جاؤ، اب میں طرف پتے جاتے گے، جو ماہ سے  
 گا وہ پتا ہانا ہوا دل اپنے ساتھ واپس لے جائے گا اور تم اس سے  
 جو بازی جیتے گی وہ مجھے بھی جیت جائے گی!"

سوئی نے گڑھی اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا: "جو کچھ تم  
 کھڑی ہو گئے ہیں، اس لیے تم یہ نہ بھوکو کہ میں نے پتے لگائے ہیں  
 لہذا تم ایک بار اور جھپٹ لو!"

پارس نے موقع غنیمت ہاں کر تاش کے پتے پھینٹے۔ وہ  
 زبردست شاندار پتہ کار تین تین تین پتے پانچے وقت سمجھ رہا تھا  
 کہ اس کے پاس! کا، ڈنگ اور تکی ہے اور دونوں لوگوں کے پاس  
 چھوٹے چھوٹے رنگ پتے ہیں۔ سوئی نے پہلے ہی اپنے پتے  
 اٹھا کر دیکھے تو اس کے پاس بادشاہ، بیگم اور خلیفہ تھا۔ وہ خوش  
 ہو گئی، اُس کی سہیلی نے اپنے پتے اٹھا کر دیکھے، اُس کے پاس  
 بیگم، خلیفہ اور دو ہلا تھا۔ وہ بھی خوش ہو گئی، اسی وقت دو سہیلیاں اور  
 آگئیں، وہ بھی خند و شاداب میں کسی سے کم نہیں تھیں، پارس نے  
 انھیں دیکھتے ہی کہا: "آؤ گڑھیوں لاکر بیٹھ جاؤ معلوم ہوتا ہے؟"  
 تم لوگوں کے ساتھ بھی ایک ایک باہر کیلنا ہو گی!"

سوئی نے ہنستے ہوئے کہا: میرے پاس اتنا بڑا پتہ ہے کہ تم اس کے بعد کسی کے ساتھ نہیں کھیل سکو گے؟  
 یہ کہہ کر اس نے اپنے تینوں بے آٹ دیے۔ اس کی سہیلی نے دایں ہونکر کہا: اہ میرے پاس تو تم سے کمتر ہیں؟  
 سوئی نے خستہ کہا: اس سے بڑے پتے نہیں ہو سکتے؟  
 پارس نے کہا: تم جو معلوم ہو اس سے بڑے ادا بھی کئی پتے ہیں؟

اس نے اپنے تینوں بے آٹ دیے۔ انھیں دیکھتے ہی سوئی جھگ کا طرح چٹو گئی۔ پارس نے کہا: اب بھی مکمل سے کام لو اپنا راستہ لگ کر لو۔ اگر یہ لو لیں تمھارے ساتھ آتی ہیں تو انھیں دایں جانے کے لیے کہہ دو؟

سوئی نے ایک سرد آہ بھر کر کہا: آخر تم نے مجھے شکست دے دی۔ چلو تم اپنی جیت کی خوشی میں میری ایک بات مان لو۔ میرے ساتھ رات کا کھانا بھی لیتے رہو۔ ستوران میں کھاؤ؟  
 پارس نے اٹھتے ہوئے کہا: میں تمھاری یہ خواہش ضرور پوری کر دوں گا؟

سوئی نے اپنی تمام سہیلیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: تم سب اپنے حق و حساب کے متعلق دیکھیں۔ مارن تھیں۔ تمھاری بڑے ہی جبراً زیادے سے چھیننے والی تصویریں مہا ہن چوں ہوتی ہیں لیکن عام آدمیوں میں اور خاص آدمیوں میں بڑا فرق ہوتا ہے اور تم میرے ساتھ کھڑے ہوئے اس خاص آدمی کو دیکھ رہی ہو۔ اُسے ا یہاں سے جاؤ؟

وہ پارس کے ساتھ چلتی ہوئی اس کلب سے باہر آئی پھر اپنی کار میں بیٹھ کر لوٹی۔ کیا واقعی تم میرے ساتھ اس لیے کھانا کھانے جا رہے ہو کہ یہ میری آخری خواہش ہے۔ اس کے بعد ہماری ملاقات نہیں ہوگی؟

پارس نے شکست لے لی۔ کہا: بیانیہ پارس نے والی کو یہ سوال نہیں کرنا چاہیے گا۔ لڑی آگے بڑھاؤ؟

اس نے ٹیپ چاپ گاڑی اشارت کی پھر اسے ڈر لٹا کر کہتے ہوئے ایک بہت ہی مینگے رہستوران میں پہنچی۔ وہاں بڑے بڑے کرڈھتی اور دلربا بیتی بڑے بین آکر کھاتے تھے۔ پارس اس کے ساتھ رہستوران میں داخل ہوا۔ ڈانٹنگ ہال میں پہنچتے ہی وہ ایک نیر کی طرف دیکھ کر شکست گیا۔ ایک ادھیڑ عمر شخص کے ساتھ ایک نوجو و دیشیرہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے بہت ہی پیرا سرا پیارا سا لباس پہنا ہوا تھا۔ دو چھٹیاں کو عمدہ کر انھیں سینے پر پانپ کی طرح لٹکتے لیے چھڑ پڑا تھا۔ چہرے کے نقوش بہت ہی نیکھے اور جاذب نظر تھے۔ سوئی نے اس کی نظروں کا تعاقب کرتے

ہوئے پوچھا: کیا وہ لڑکی تمھیں پسند آ رہی ہے؟  
 پارس نے اپنے خیال سے چونک کر سوئی کو دیکھا۔ پھر کہلا ڈیچو خن بسے کہتے ہیں؟

سوئی نے تیرائی سے پوچھا: اس میں کیا ہے؟  
 اس نے ایک آپ نہیں کیا ہے۔ خدا نے اسے جو کچھ عطا کیا ہے، اسے دلے کا دیا ہی رکھا ہے؟  
 سوئی نے کہا: میں دعوے سے کہتی ہوں، اس نے لاش اور کریم استعمال کیا ہے؟

بعض لوگوں اور کریم ختمی نقطہ نگاہ سے استعمال کے جانے کے قابل ہوتے ہیں اور انھیں ہر لڑکی کو اپنی جلد کی حفاظت کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ اس لڑکی میں یہ خوبی ہے کہ اس نے کوئی چیز عموماً ہر ایک آپ نہیں کیا ہے؟

پھر وہ ایک سرد آہ بھر کر لولا: میں نے اپنا پاکتان نہیں دیکھا ہے لیکن اس کی تصویریں دیکھی ہیں۔ وہاں کی لڑکیوں کو بہت ساری تصویریں میں دیکھا ہے۔ بس انھیں میں سے ایک لڑکی ہی یہ ہے۔ جتنا نہیں، یہ کیوں ہے؟

سوئی نے کہا: یہ بہت اونچے سرد آہ دار کی لڑکی ہے۔ اس سے بات کرنا چاہو گے تو اس کے باڈی گارڈ تمھیں گولی مار دیں گے؟

آخر مظلوم تو ہو، یہ کیوں ہے؟  
 یہ لنگ فرنا نڈو کی میتھی تیری ہے؟

پارس نے پوچھا: فیری؛ فیری کے معنی ہوتے ہیں پری اور واقعی اس کا نام اس کے حسن اور اس کی معصومیت کے مطابق ہے؟

سوئی نے نکل کر پوچھا: کیا تم اس پر عاشق ہو رہے ہو؟  
 تم اپنے نقطہ نظر سے دو سوچو۔ کسی کے حسن اور اس کی سادگی کو پسند کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اس کے لیے جنون بن گئے ہیں؟

آگے بڑھو، یہاں تمھاری دال نہیں لگے گی؟  
 پارس نے سوئی کو طنز پر نظروں سے دیکھا۔ پھر اس سے کہا: میں ڈرا ڈراؤٹ لٹ کی طرف جانا چاہتا ہوں؟  
 سوئی نے اس کی رہنمائی کی، لولا: تم یہاں ٹھہرو دینی ابھی آنا ہوں؟

وہ تیزی سے چلتا ہوا ایک ڈانٹ میں گیا۔ دو دروازے کو بند کیا۔ پھر جب سے چھوڑا اسرا لٹنگ کنگ فرنا نڈو کی محسوس لڑکی کو کسی پر رابطہ کرنے لگا۔ پارس کو میری اور فرنا نڈو کی دوستی کے بارے میں بہت کچھ معلوم تھا۔ وہ اس کی میتھی فیری

کے متعلق بھی بہت کچھ سن چکا تھا۔ اگرچہ فیری بہت پراسی ہیاری سی لڑکی تھی، اسے بہت اچھی لگ رہی تھی، وہاں دم کے مزاج میں عاشقی اور دلچسپی نہیں تھی، ایک اچھی لڑکی کو دیکھ کر وہ صاف دلی سے کہہ رہا تھا کہ وہ بہت اچھی ہے۔ بس بے بندگی میں بیٹھ گئی۔

بگ فرنا نڈو نے اپنی جیب میں رکھے ہوئے ٹرانسپیرڈ اشارہ موصول کیا تو اپنی جیب سے لولا: تم خدا بیخو۔ میں ابھی آتا ہوں؟

وہ تیزی سے چلتا ہوا ڈانٹ کے دروازے پر آیا۔ وہ دروازہ بند تھا، پھر اس کے پیچھے پارس موجود تھا۔ وہ دوسرے ڈانٹ میں گیا۔ پھر جب سے فرنا نڈو نکال کر اسے آپرٹ کرتے ہوئے لولا: یہ لولا فرنا نڈو لٹنگ؟

پارس نے فیری کو آواز دلائی کہ میں یہ لولا فرنا نڈو کیا تم مجھے آواز سے پہچان سکتے ہو؟

وہ خوش سے اچھل کر لولا: میری جان! میں تمھیں اپنی قبر میں بھی پہچان سکتا ہوں، تم کس ہوجو؟ جلدی ہو، لو میں آ جاؤں؟  
 میرے پاس آگے کی حماقت نہ کرنا۔ انیشلی پلس دل سے میرے پیچھے ہٹتے ہوئے ہیں۔ ایک خوش فیری سنا سنا ہوں، میرا بیٹا پارس دم اسٹر میں ہے؟

وہ خوش ہو کر لولا: کیا واقعی مجھے فودا اس کا پتا چاؤ؟  
 فرنا نڈو اے تمھاری بہت بڑی حماقت ہے مجھے اپنی بات پوری کہنے دیا کرو؟

ادھ اسوری، جلدی سے لولا اور کہا بات ہے؟  
 بات یہ ہے کہ وہ اس رہستوران میں پہنچ چکا ہے۔ میں اس کے دروازے میں تھا۔ اس کے ذریعے میں نے تمھیں پہچان لیا۔

اب وہ ہماری میز پر آئے دل سے لیکن خود کو اپنی ظاہر کرنے کا تم بھی اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش نہ کرنا۔ ہاں، اگر میرا بیٹا پسند کرے تو اس سے وقتی طور پر دوستی کرنا، درمیں آل فرنا نڈو نے جلدی سے کہا: اوسے یار، اتنی جلدی دینا آل دکھو کچھ تو تریاں کرو؟

کیا تمھارا مزاج خراب ہو گیا ہے۔ ڈانٹ میں گھس کر زیادہ دیر بات کر کے تو کوئی وہاں پہنچ جائے گا مجھے جو کھانا تھا کہ چکا ہوں، جب ضرورت ہوگی تمھارے پاس آ جاؤں گا، یا تم سے باتیں کر لوں گا، فی الحال خدا حافظ؟

پارس نے رابطہ قائم کر دیا اور اس ڈانٹ کو آت کے کے اپنے جیب میں رکھ لیا۔ پھر دو دروازے کو ڈرا سارا لٹنگ کر جھانکے۔ سانسے دلے ڈانٹ کا دروازہ کھل گیا اور فرنا نڈو وہاں سے نکل

کر جا رہا تھا۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو پارس بھی وہاں سے نکل آیا۔ ڈانٹ ایریا سے ماہر سوئی کھڑی تھی، اس نے پارس کو دیکھ کر کہا: توبہ ہے، ادھر تو ڈانٹ میں گئے، ادھر لنگ فرنا نڈو بھی دوسرے ڈانٹ میں گیا تھا، کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟

پارس نے انہی ہی لگنا: میں اپنے نام سے گیا تھا، کسی دوسرے کے ڈانٹ میں جھانکا اور اسے سیکرنا حماقت ہے؟  
 سوئی اس کے ساتھ چلتے ہوئے لولا: ہم کس گوشے والی میز پر بیٹھیں گے؟

میں، میں اس لڑکی فیری کے پاس جاؤں گا؟  
 کیا تمھارا مزاج خراب ہو رہا ہے لنگ فرنا نڈو تو دولت مند ہے کہ تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے؟

اگر اتنا ہی دولت مند ہے کہ تمھاری جیس دولت مند باپ کی بیٹی بھی اس سے متاثر ہے تو آؤ، میں اسی کی میز پر تمھیں کھانا کھلاؤں گا؟

وہ ہاتھ پیر کر کھینچتے ہوئے لولا: تم بات کی گرائی کو سمجھتے نہیں ہو رہے میرے باپ کا دشمن ہے۔ جب باپ کا دشمن ہے تو میرا بھی دشمن ہے؟

میتھی آخر دشمن کسی لیے ہے؟  
 یہ کاروباری معاملات میں میرے باپ کو کئی بار نقصان پہنچا چکا ہے؟

میں اتنی سی بات ہے۔ میں اس نقصان کو مبالغہ میں بدل دوں گا؟

وہ بے یقینی سے لولا: کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟  
 آؤ، میں نے کیا صرف ہے آؤ؟

وہ جانا نہیں جا رہی تھی لیکن پارس کا ساتھ بھی چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ لہذا جزو قرار اس کے ساتھ چلتی ہوئی لنگ فرنا نڈو کی میز کے پاس آئی۔ فرنا نڈو نے سر اٹھا کر دیکھا، پھر چوہا چلے گیا بولنے، کیا اس ڈانٹنگ ہال میں خالی جگہ نہیں مل رہی ہے؟  
 پارس نے سسکر کر کہا: آپ میں سمجھ کر اپنے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دے دیں؟

میتھی، میں لیے لوگوں کو ساتھ بٹھانا ہوں جن میں کچھ خیریاں ہوتی ہیں اور جو بلا حاجت ہوتے ہیں؟

لنگ فرنا نڈو، پارس کو سر سے پاؤں تک دیکھ رہا تھا۔ اسے لگے سے لگے۔ پارس نے کہا: مجھ میں بہت ساری خیریاں ہیں۔ فی الحال اپنی ایک صلاحیت کا مظاہرہ کروں گا میں کے ذریعے آپ کو کادہ ہادی نقصان سے بچا سکتا ہوں اور شاید

زیادہ سے زیادہ مانع و لاکھتا ہوں؟

تو ہر عمارت اور کس بات کی ہے۔ سامنے اگر کچھ ہو ایک بڑی زمین کو قطع ہونا چاہئے اور دیکھی اتنی دور سے کہ آن رنگ ہوانے گیٹ پر سیٹ بی سائٹیسی۔

وہ اس کے قریب والی بیڑی بیڑی گیا۔ سوئی کو بیٹھے کا اشارہ کیا پھر کہا پہلے ہمارا تعارف ہو جائے مجھے علی مراد کہتے ہیں۔ نیٹا پیرس سے آیا ہوں اور یہ آپ کے کاروباری فرینڈ ہیں۔ ہاؤسنگ کی بیٹی ہے؟

بلکہ فریڈ نے اسے چونک کر دیکھا پھر مسکرا کر بولا۔ آقا تو سوئی سوئی ہے۔ کبھی اس بات کی فریڈ ہے کہ یہ اپنے باپ کی دشمنی کو بھلا کر میری بیڑی بیڑی ہے۔ جو فریڈوں کے درمیان رہ کر محبت کرنے آتا ہے۔ نہیں اس سے بے جا تعجب مت کرتا ہوں۔ بلو ٹیٹی اپنے انکل سے کیا تم لوگ کیا جانتی ہو جو بچا ہوتی ہو، وہی سنے گا؟

فریڈ نے کن نکھیں ہوں۔۔۔ سے پارس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو ان کو بھی آج میں بہت خوش ہوں۔ آج میری زندگی میں ایک ایسی برسی آئی ہے، جس کے لیے میں اپنا سب کچھ کھٹا سکتا ہوں؟

سوئی نے کہا۔ میں سموت آتا جا ہوتی ہوں کہ آپ بزرگوں کے درمیان خوشی ہے وہ تم ہو جائے؟

”سبحو ختم ہو گئی؟“

پارس نے کہا۔ انکل، ایسے نہیں، آپ نے اس کے باپا کو ہر نقصان پہنچایا ہے اس کی تلافی کرو دیجیے۔

”اچھی بات ہے، سوئی اتم یہاں سے جا کر اپنے باپ سے کہنا، حکومت بارہ تاریخ کو اسٹیکنگ کا منیٹ شدہ مال سیکلام کر رہی ہے، جس کی مالیت تقریباً بیچاس کروڑ ڈالر ہے۔ اسٹڈی میں صرف میں ہی تھا۔ باپ کے مقابلے میں اونچی بولی سے لے سکتا ہوں لیکن تمہاری خاطر نہیں دوں گا۔ اپنے باپ سے کہنا میں کروڑ سے زیادہ بولی دے نہیں اس سے پہلے ہی میرا اندہ چھوڑ دوں گا۔ اگر تمہارے باپ نے میں کروڑ ڈالر میں وہ تمام اسٹیکل مال حاصل کر لیا تو آسے مزید میں کروڑ ڈالر کا منافع ہوگا۔ کیا تم خوش ہو؟“

سوئی فریڈ سے بچوئی نہیں سمجھی تھی اس نے کہا۔ وہ انکل، ابیں آپ کا کس طرح شکر ادا کروں؟

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم بزرگوں کے درمیان دوستی چاہتی تھیں، میں اس طرح دوستی کی ابتداء کر رہا ہوں، اب دیکھنا چاہتا ہوں، جو آیا تمہارا باپ کیا کرنا چاہے گا؟“

پارس نے کہا۔ انکل، ابیں نے اپنا تعارف کر لیا لیکن آپ نے اپنا اور اپنی صاحبزادی کا تعارف نہیں کرایا۔

بلکہ فریڈ نے اپنا تعارف کرنے کے بعد کہا۔ یہ میری بیٹی فریڈ ہے۔ میں اسے پارس سے فریڈ کہتا ہوں۔

فریڈ نے مسکراتے ہوئے مسانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ پارس نے کہا۔ انکل، آپ کی فریڈ کو بھر سے ہاتھ بڑھا رہی ہے۔ میں دوسرے ہاتھ بڑھاؤں گا۔ درمیان میں آپ ہیں، کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ایک سے ہٹ جائیں؟

فریڈ ہنستے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ وہ دل ہی دل میں کہہ رہا تھا۔ میں بھی کیا احمق ہوں۔ لوگ لوگ کو ساتھ بیٹھے ہاتھ پہلے ہی دینا چاہیے تھا۔

پارس نے فریڈ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر بولا۔ کیا یہی طریقہ ہے کہنا بچکا کر مجھے تم سے مل کر خوش ہو رہی ہے؟

فریڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔ انگریزی نہیں، اور یہی ہے تو ہر گوارا نہیں کرنا چاہیے؟

”تم خوشی کی بات کہہ رہی ہو، مجھ پر تو رونا بھی طاری ہو رہی ہے۔ میں تم کو کہہ کر کہہ سکتا ہوں کہ تمہاری جیسی حسین لڑکی زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا ہوں۔“

وہ شرمائی اس کا چہرہ گلابی تھا جس کے مارے سرخ ہونے لگا۔ پارس نے اس کے قریب جھٹک کر کان کے قریب سرگوشی میں کہا۔ میری اس بے تکلفی کو فریڈ اور مطلب زینا دراصل میں سوئی سے بھی چھڑانا چاہتا ہوں؟

دوسری طرف سوئی بھلا رہی تھی۔ اسے اپنے باپ کے کاروبار کے سلسلے میں بیٹی خوشی ہوئی تھی، پارس کے دوسری طرف جھگڑنے سے اتنی ہی مایوسی اور شکست کا احساس ہو رہا تھا۔

فریڈ کا ہاتھ ابھی تک پارس کے ہاتھ میں تھا۔ اس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ میں تمہیں دیکھ کر تم کو کال بنا سکتا ہوں؟

سوئی نے ٹالوڑی سے کہا۔ علی مراد، فریڈ کا دیا ہاں ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے جبکہ لڑکیوں کا دیا ہاں ہاتھ دیکھا جاتا ہے۔

فریڈ نے اپنی بڑی بڑی مڑی مڑی آنکھوں سے پارس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ واقعی تم غلط ہاتھ دیکھ رہے ہو؟

وہ ایک سرکہ ہنسا کر بولا۔ تمہارا ہاتھ تو کیا، میں تمہاری کسی چیز کو غلط نہیں کہہ سکتا۔ قدرت نے تمہیں سر سے پاؤں تک غلطی سے پاک رکھا ہے۔

فریڈ نے ایک دم سے شرمناک بنا ہاتھ چھڑا لیا، پارس کو اس جیسا کہ مشرقی انداز بہت اچھا لگا۔ اس نے کہا۔ انکل، یہ مغرب کی پروردہ ہے لیکن مشرقی لڑکیوں کی طرح شرماتی ہے؟

فریڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میری بیٹی مشرقی مغرب اور ہاں کے اندر تیس کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جو بہت مقبول ہے۔

اس سلسلے میں یہ ہر امر جس تک پاکستان اور بھارت کے درمیان ہے۔ وہاں کی زبان میں بولتی ہے؟

پارس نے حیرت اور سرت سے فریڈ کو دیکھا پھر آردو زبان میں پوچھا۔ کیا واقعی تم ہماری زبان میں گفتگو کر سکتی ہو؟

اس نے بھی آردو زبان میں جواب دیا۔ جہاں ایک پاکستانی بزرگ میرے کا ہاتھ پکے ہیں، میں نے ان سے زبان سیکھی ہے؟

وہ خوش ہو کر بولا۔ اب میں یہ مزید تم کو کہہ تم سے مل کر ہے درخشی ہو رہی ہے اور یہ کوئی رسمی چیز نہیں ہے؟

سوئی نے کہا۔ منغل میں بیٹھ کر منغل کی زبان بولنی چاہیے؟

”مہمہ زبان بول رہے ہیں جسے پہلے ہندوستان سے نکالا گیا، پھر چنگیز دیش سے نکالا گیا، اب تم اس منغل سے نکالنا چاہتی ہو؟“

فریڈ نے کہا۔ ”مجھے بائیں بھی کہتے جاؤ دیکھتے ہیں جاؤ؟“

سوئی نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا۔ مجھے بھوک نہیں ہے علی میرے ساتھ چلو؟

پارس نے کہا۔ فریڈ اپنے لیے ہر چیز کو تمہیں کہہ رہی ہو، یہ میں تمہارے باپ کا نوکر ہوں؟

”تم نے میرے ساتھ رات کا کھانا کھانے کا وہرا لیا تھا؟“

”رات کا ہی کھانا ہے اور تم اسے چھوڑ کر اٹھ رہی ہو؟“

”میں نے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا، اس منغل سے کھانے کے لیے نہیں تھا، مغرب کے خلاف ہے پلیز بیٹھ جاؤ؟“

”میں نہیں بیٹھوں گی؟“

”اگر تم اس طرح آٹھ کروڑ کی رقم دے کر ہی اسٹیک ہو گی کیونکہ میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا؟“

”ہاں ہاں، کیوں میرا ساتھ دو گے۔ ایک حسین لڑکی جو دیکھ لے، کیا میں کسی سے کم ہوں؟“

”تم نے ایک بیٹی حسین لڑکیاں مجھے رکھانے کے لیے نہیں کی، وہ بھی کسی سے کم نہیں تھیں۔ تمہیں کب عقل آئے گی تم نے اپنی دولت کی چمک دکھا کر مجھے حاصل کرنا چاہا پھر میرے پیچھے ہٹنے لگا دیے۔ جب میں کسی طرح تمہارے خن کے حال مٹاؤں تو تمہیں تناسلی کی بازی کھیلنی۔ اس میں میں بھی ہار گیا۔“

”میری فریڈ، ادا انسان دوستی ہے کہ اتنا کہہ ہونے کے باوجود تم نے ایک بیٹی حسین لڑکیاں مجھے رکھانے کے لیے نہیں کی، وہ بھی کسی سے کم نہیں تھیں۔ تمہیں کب عقل آئے گی تم نے اپنی دولت کی چمک دکھا کر مجھے حاصل کرنا چاہا پھر میرے پیچھے ہٹنے لگا دیے۔ جب میں کسی طرح تمہارے خن کے حال مٹاؤں تو تمہیں تناسلی کی بازی کھیلنی۔ اس میں میں بھی ہار گیا۔“

تمہارے باپ کا وہ باری نقصان سے بچا رہا ہوں، تم اپنی ضد اور عجز میں یہ بھول رہی ہو کہ تمہیں کم از کم کاروباری انداز میں سیکل بٹھانا چاہیے۔ اپنے باپ کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہم سب کے ساتھ محنت اور سہاہت سے کام لینا چاہیے۔

”اور نہ، کاروباری انداز میں سکرٹے والی عورتیں بالادری ہوتی ہیں اور میں ایسی نہیں ہوں؟“

”یہ شک وہ تو تمہاری ڈیڑھ ٹون سے ظاہر ہے؟“

وہ ایک دم سے بھلا گئی، ہر طرف کو دانتوں سے جباتی ہوئی تھی، اس کو دیکھتی رہی، پھر ایک جھگڑنے سے پلٹ کر جانے لگی۔ جانے کا انداز ایسا ہی دھما دھما سا تھا جیسے پارس آواز دے گا تو وہ پلٹ کر ذرا غرے دکھائے گی پھر آوازے لگی لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔ آخر وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

فریڈ نے پوچھا۔ یہ تم سے کہاں ٹکرائی تھی؟

”یہ ایک پتلا، پیرس سے آئے وقت جہاز میں ملاقات ہوئی تھی، تب سے کچھ بڑھتی ہے، خدا کرے اب بھی چھوڑے؟“

فریڈ نے کہا۔ ”بیٹے! اس سے بھیجا تو پھر اس کی مشکل بات ہے۔ میں تو تمہاری آمد کی خوشی میں اس کے باپ کو فائدہ پہنچانے کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اگر اس سے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو اس کے باپ کا سارا کاروبار پلٹ کر دوں گا۔ انھیں فٹ ہاتھ کا بھیکاری بنا دوں گا۔ ہر حال اسے جہنم میں جانے دو۔ اب تم ہمارے ساتھ رہو گے؟“

”انکل، میں جانتا ہوں، آپ مجھے کئی قیمت کرتے ہیں لیکن یہ نہ بھولیں کہ انٹیل جنس والے آپ کے پیچھے رہتے ہیں۔ آپ کے قریب جو بھی آتا ہے، اس کے متعلق چھان بین شروع ہوجاتی ہے۔ کیا آپ نے ایک بڑی چیز نہیں ہے؟“

وہ جھٹک کر بولا۔ ”کیا چیز؟“

”میرے پاس تیل پتی کا کلمہ حاصل کر لیا ہے، اب تو انٹیل جنس والوں کے لیے اور آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اگر وہ میرے متعلق مزہ اتنی رپورٹ پیش کر دیں کہ میں آپ کے ساتھ اس میں مزہ نہ کھو سکوں، رہا ہوں تو میرے پاس فوراً آپ کے دماغ میں کچھ میرے متعلق پوری تفصیلات معلوم کسے گا؟“

”ادھ گاڈ! یہ تو میری سے بھی زیادہ بڑی شرم ہے، میں تم سے اچھی ہوں اور ابھی تمہیں رخصت کر دوں، میرا دل بھی یہ نہیں مانتے گا میرا یہ اربوں ڈالر کا بھیسہ، ہوا کاروبار آخر کس کے کام آئے گا؟“

”آپ جذباتی ہو رہے ہیں؟“

”اگر میں جذباتی ہوتا تو یہ جذبات بہت پہلے تم کو پکے



ہوئے جب تم پھوٹے تھے تب ہی میں نے فیصلہ کر لیا تھا۔ اگر تمھارے اور میری کے درمیان نظر راستہ نہ ہوگی تو میں ساری دولت اور جا بیلو تمھارے نام لکھ دوں گا اور اگر تمھارے مزاج ایک دوسرے سے مختلف ہوئے تو پانسب کچھ دونوں میں آدھا آدھا تقسیم کر دوں گا!

پارس نے ہنستے ہوئے کہا: ابھی تو میں دودھ دیتا پتھر ہوں، آپ میری نشانی اور میرے نام اپنی جانیلو کی منتقلی کے متعلق بھی نہ سوچیں۔

منٹیک ہے، یہ دقت کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے گا لیکن میں تمھیں کہیں دوسری جگہ کیے جانے دوں۔ پورے امریکا میں میرا کاروبار پھیلا ہوا ہے۔ ہر بڑے شہر کے فلائنگ کلب میں میرے ایک دو بلیک بائرن موجود ہوتے ہیں، ہر جگہ میرے بلیک بائرن لائڈ کاربن ہیں۔ یہ سب کچھ تمھارے کام نہیں آئے گا تو پھر ان کا نازہ کیسا ہے، ہمیں یہاں رہ کر نہ جانے کیسے کیے دروازے اختیار کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ یہ سب کچھ میں کر سکتا ہوں۔ فری نے کہا: اٹکل، آپ کی باتوں سے انا مزہ ہورہا ہے کہ مرطعلی مراد حقیقت کون ہیں؟

فری نے پارس کو دیکھا، پارس نے جلدی سے نظریں چرا لیں۔ اس کی خوب صورت خزاں آنکھیں دل کو دھوکا دیتی تھیں۔ وہ بولی: کیا تم اٹکل فری کو کہنے بیٹھے ہو؟

وہ انبات میں سر ہلا کر ہنسا۔ اس سے کہنے کے لیے فرنا نڈو کو مخاطب کرتے ہوئے بولا: آپ کے پاس تو کچھ ہے وہ میرا نہ سمی، فری کا مزہ ہے۔ اگر کبھی تقدیر نے اجازت دی تو آپ سے مزہ درجہ طرح کی مدد حاصل کروں گا۔ فی الحال مجھے اجازت دیجئے۔ میرا آپ لوگوں کے ساتھ رہنا مناسب نہیں ہے۔ فرنا نڈو نے منہ پر جھجک کر آہستگی سے کہا: بیٹھے یہ بات تو اب ایشیائی نہیں دوائے دور تک پہنچائیں گے گا ایک خیر و خوجوان میری سزہ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اور بے لگتی سے گنگٹو کر رہا تھا۔ جب بات کھل ہی گئی ہے تو مجھ سے دور کیوں جا رہے ہو؟

اٹکل بات کھل گئی ہے اس لیے جا رہا ہوں۔ یہاں سے جاتے ہی اپنی شناخت بدل دوں گا۔ با سپورٹ بدل جائے گا۔ نام بدل جانے کا چہرہ بھی بدل جائے گا!

ابھی بات ہے۔ میں تمھارے باپ سے بات کروں گا اور ایسا کوئی راستہ نکالوں گا کہ تم ہم سے ملنے کے بعد پھر کبھی چھڑا نہ ہو سکو۔

میں کسی نیکی میں چلا جاؤں گا؟  
کیسے بائیں کرتے ہو۔ فرنا نڈو کا میٹھا اور نیکی میں چلنے کی فری نے کہا: شاہی تم میرے ساتھ جانا نہیں چاہتے؟  
کیسے بائیں کر رہی ہو میری بیٹی کوئی غلطی پڑا نہیں کرنا چاہتا چلو، مجھے گھر تک چھوڑ آؤ۔

وہ منکراتی ہوئی اس کے ساتھ ہو گئی۔ وہاں سے جانے لگی۔ فرنا نڈو بڑی حسرت سے اور سرت سے دونوں کو شانہ شانہ جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے سوچ کے ذریعے کہا: ایسے اور فرادے کے بیچ، میری زندگی کے حسین ترین لمحات میں کہاں غائب ہے۔ ذرا میرے دماغ میں آ اور دیکھ کتنا خوب صورت جوڑا میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ دیکھ میں تجھے صاف طور پر کر رہا ہوں۔ یہ میرا پہلا اور آخری فیصلہ ہے۔ میں نے اس شے سے بڑے کو دام دیا ہے۔

وہ دونوں ایک دوسرے راٹھ کے سامنے بیٹھے۔ فری اس کے لیے دروازہ کھولنا چاہتی تھی، اس نے ہاتھ پکڑ کر کہا: یہ غلط بات ہے۔ اپنی کیٹ کے مطابق مرد عورت کے لیے دروازہ کھولتا ہے۔

اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ فری نے کہا: لیکن میں ڈراؤ کر دوں گی۔ کیا یہ شہر تمھارے لیے اجنبی نہیں ہے؟  
ہاں، پہلی بار آیا ہوں، لیکن یہاں کے متعلق کچھ غلطی معلومات ہو گئی ہیں۔

وہ اگلی منٹ پر بیٹھ گئی۔ پارس نے دروازہ بند کیا۔ پھر دوسری طرف گھوم کر اسٹریٹنگ سیٹ سمجھا لی۔ اسے پاک ایریا سے نکال کر مین روڈ پر آ گیا۔ فری نے پوچھا: تمھارا نام پارس ہے؟

ہاں، پارس دوم۔ میرا ایک اور بھائی ہے۔ اسے پارس اول کہتے ہیں۔

تم دونوں کے نام پارس کیوں ہیں؟  
دراصل یہ فیصلہ نہیں ہو رہا ہے کہ ہم دونوں میں سے کون فری کا دل تھوکیں گا۔

فری نے کہا: ظاہر ہے، دو میں سے کوئی ایک ہوگا لیکن دوسرا کیا ہوگا؟

مجھے بھی ظاہر ہے، دوسرا لاوارٹ ہوگا۔ اس کے ماں باپ کا نام پتا، گھنگا کا کچھ معلوم نہیں ہو سکے گا۔  
وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی: بہت سے لاوارٹ ایسے ہوتے ہیں جنھیں بہت اچھا گھر بہت اچھے والدین کا سایہ مل جاتا ہے۔ میں تم سے کچھ چھپانا نہیں چاہتی۔ میری کمائی بھی کھلی ہی ہے۔

یہی تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ تم بھی لاوارٹ ہو؟  
میں نہیں کہنا چاہتی ہوں۔  
پارس نے مسکراتے ہوئے کہا: کیسی باتیں کر رہی ہو تم! اچھی طرح جانتے ہیں، تم تک فرنا نڈو کی بیٹی ہو۔

میں سے کوئی اٹھا رہا برس بیٹے گنگ فرنا نڈو کی بیٹی ایک باطل میں رہ کر تقسیم حاصل کرتی تھی۔ اٹھی دنوں کے بعد ایک جوانان سے محبت ہو گئی۔ یہ محبت بڑھتے بڑھتے شادی کے مرحلے تک پہنچنے والی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ گنگ فرنا نڈو کو اپنی محبت کے ہاتھ میں سب کچھ تادے اور اس جوانان کو بھی فرنا نڈو کے سامنے لے جائے لیکن اچھا پتا چلا وہ شادی شدہ ہے اور اس کے دو بچے ہیں۔

پارس نے کہا: تب چارمی کے ساتھ زبردست دھوکا ہوا مجھے جہاں تک یاد آتا ہے، ان کی بیٹی کا نام مجھے فری تھا۔

ہاں، اسی کی یاد تازہ رکھنے کے لیے مجھے فری کہا جاتا ہے۔ اس شادی شدہ عاشق سے تعلقات کے نتیجے میں وہ اس کی بیٹی کی ماں بن گئی۔ اس نے بدنامی سے بیٹھے اور اپنے اٹکل کو بدنامی سے بولنے کے لیے بہنی کے ساتھ ٹکرے میں بند ہو کر خود کو آگ لگا لی۔ وہ اس بیٹی کے ساتھ جیل میں جانا چاہتی تھی لیکن قدرت نے خطا کار کو سزا دی۔ اس سزے والی کوئی نہ بچا سکا اور جو بچی بے قصور تھی وہ کسی نہ کسی طرح بچ گئی۔

پارس نے گاڑی سے نکل کے کنا سے روک دی۔ وہ رو رہی تھی، اور دو مال سے آنکھیں پونچھ رہی تھی پارس نے کہا: یہ کیا پاگل پن ہے، جیسی تم تو بہت کمزور لڑکی ہو۔

وہ کچھ بولی۔ پارس نے کہا: میری طرف دیکھو۔  
اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ اس نے صورت نظریں اٹھائیں پارس کا دل بے طرح دھڑکنے لگا۔ وہ آنکھیں آنسوؤں سے وصل کر کے اور دل نشین ہو گئی تھیں۔ وہ سوچنے لگا: میں نے خواہ مخواہ اسے اپنی طرف دیکھنے کے لیے کہا۔ انسان خود ہی گرفتار ہونے کی حماقت کر بیٹھا ہے۔ میرے سامنے ایک بہت طویل پرنسپل راستہ ہے کوئی منزل نہیں ہے پھر میں کیوں گرفتار ہو رہا ہوں۔ تمہیں، مجھے اس سے کچھ کرنا چاہنا چاہیے۔

اس نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ سٹوڈی ڈریٹنگ دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔ پارس نے سوجا میں نے اسے اپنی طرف دیکھنے کے لیے کہا تھا۔ مجھے کچھ کتنا چاہیے تھا۔ یہ کیا سوچ رہی ہوگی۔ پھر اس کے دل پر ایک بوجھ ہے، اسے انکار دینا چاہیے۔

یہ سوچ کر اس نے کہا: تم لاوارٹ نہیں ہو؟  
وہ پھر ایک سرد آہ بھر کر بولی: ہاں، جیسے تم میں سے کوئی پارس لاوارٹ ہے اور کوئی نہیں ہے۔  
ایسی بات نہیں ہے۔ دیکھو نا، تم گنگ فرنا نڈو کی بیٹی کی بیٹی ہو۔

میرا باپ کون ہے؟  
وہی شخص جس نے تمھاری ماں کو دھوکا دیا۔  
لیکن وہ کون تھا؟ کوئی آٹھ تک اسے تلاش نہ کر سکا۔

اس کا نام ایک معلوم نہ ہو سکا۔ کیا لاوارٹ اسے ہی نہیں کہتے جس کے باپ کا کوئی نام نہ ہو؟

پارس ڈیڑھا سیکنڈ کے پار دیکھتے ہوئے بولا: کیسے یہ بھٹکان ہوگا کہ میرے باپ کا بھی نام نہیں معلوم ہے تب میں تمھاری طرف آنسو نہیں بہاؤں گا۔

تم مرد ہو۔  
عورت کی فولاد بن سکتی ہے، اگر وہ نہ چاہے۔  
یہ کیا تم میری ایک بات کا یقین کر لو گے؟

مردوں کو دل بولو۔  
میں نے آج تک ایسی ایک آنسو نہیں بہا۔ یہ معلوم ہونے کے بعد بھی کہ میری پیدائش کن حالات میں ہوئی ہے، میں تمہیں سے مسکرا کر رہ گئی۔ آج تمھارے سامنے ہے اختیار آنسو نکلنے کے پہلے تو میں خود حیران ہوئی، ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ پھر ہمیں یہ آیا، میں تمھیں اپنے آنسو دکھانا چاہتی ہوں۔ سزا یہ نہیں ہے چاہتی ہوں کبھی تمھارے پاس میں ایسا ہی کوئی انگشتاں ہو تو میں بے اختیار تمھیں یاد آ جاؤں۔

وہ خاموش رہا، اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ ایسے وقت کیا کتنا چاہیے۔ وہ اندر ہی اندر کش مکش میں مبتلا تھا۔ اپنی بے چسناہ سنجیدگی اور خشک مزاجی کے نتیجے میں جو کچھ تھا، یہ سب بکواس ہے۔ نہ جانتے میری زندگی میں ایسی کتنی رونق منکراتی ہوئی لڑکیاں آئیں گی۔ مجھے کسی سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن میں کیوں متاثر ہو رہا ہوں، یہ کون سا جادو ہے، یہ کیسی کشش ہے، کیوں میں اپنے اصولوں سے ہٹ رہا ہوں؟

وہ آہستگی سے بولی: کیا تمھیں گھر جانے کی جلدی ہے؟  
وہ ہنسی چمڑنے کے لیے کہنا چاہتا تھا، ہاں مجھے فوراً گھر پہنچنا ہے لیکن دھولتے بولتے لڑکھا گیا۔ تن۔۔۔ بینا۔  
کوئی ملدی نہیں ہے۔

یہ کیا تم نے پانچ دن رات میں کسی دیکھا کی سیر کی ہے؟  
کیسی اس کا موقع نہیں ملا۔  
تم اس ملک میں، اس شہر میں ہمارے مہمان ہو۔

بچے میری بانی کا موقد ہو۔ میں تمہیں دریا کی سر کرنا چاہتی ہوں۔  
 "ہیں کہاں جانا ہوگا؟"  
 "میرا، پاک جلیں گے۔ وہاں ہماری ذاتی نمونہ ہو۔  
 پھر ہم جو حصہ وہاں رہیں گے۔"  
 "میں دینا دیکھنے کے لیے یا صاحب کے ادارے سے  
 نکلا ہوں۔ ساما سے بھی میری کہا تھا کہ تم کو جابا ہوں۔ اب تو وہ  
 نہیں ہو سکے گا۔"  
 "کس کام کے لیے آئے تھے؟"  
 "یہ ایک لیا جیٹر ہے۔ ٹرانسفارمریشن کا معاملہ ہے۔ میں  
 اس کا نقشہ غائب کرنا چاہتا تھا۔ کیا تمہیں تو مشین موجود  
 ہے۔ نقشے کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ اب تو رومی چین کیلستا  
 سے اہد تقدیر نے تمہارے پاس پہنچا دیا ہے تاکہ مجھے برقرار  
 کر سکو۔"  
 "میری نے یہ سہارا اٹھا کر سنبھرا ڈال کے پھر رابطہ قائم ہوتے  
 ہی کہا۔ میں نے فری بول رہی ہوں۔ یہ سہارا نکل کو دو۔"  
 "ڈراؤ یہ بعد ہی کنگ فرنا نڈو کی آزاد سٹائی وی۔ میلو مانی  
 ڈاٹر۔ کیا حال ہے۔ کیا پاس تمہارے ساتھ ہے؟"  
 "جی ہاں، ہم دونوں بھری ہارک جا رہے ہیں۔ وہاں  
 سے دریا کی سرکارا دو ہے۔ آپ خود آہا رہے۔ میرے نمونہ  
 ریزرو کروا دیں۔"  
 "وہ ابھی ریزرو ہو جائے گی۔ اس میں تم دونوں کی ضروریات  
 کا سامان موجود ہوگا۔ کیا وہ کارڈ ڈرائیو کر رہی ہو؟"  
 "جی نہیں، پاس ڈرائیو کر رہے ہیں۔"  
 "اُس سے کو، تم کارڈ ڈرائیو کرو گی۔ اور وہ آرام سے  
 بیٹھ کر ڈرائیو کر لیتے تھے جسے کھنگو کرے گا۔"  
 "پاس نے گاڑی سڑک کے کنارے روک دی۔ دونوں نے  
 اپنی بگ بڈل میں اب فری کارڈ ڈرائیو کر رہی تھی اور وہ اس کی بیٹھ  
 پر بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ڈرائیو پر بارش شروع ہوئی۔ اس  
 نے اپنے ڈرائیو کو آہستہ آہستہ پھر کہا۔ "میں علی مارا ہوں رہا ہوں  
 انکل، آپ کو کیلینون پر میرا مانا نہیں لینا چاہیے تھا۔"  
 "اوہ! مسووری، مجھ سے بیٹھو۔ تو تمہیں تم دونوں کے  
 لیے نمونہ ریزرو ریزرو ہو چکی ہے۔ اُس کے ڈرائیو میں لالو  
 اور کارٹون بھی رکھے ہوئے ہیں۔ ایک بات یاد رکھو۔ اس  
 یوٹ کو کہیں بھی ساحل کے پاس روکو تو صرف اُسے لاک ڈرو  
 بلکہ اُس کے ایجن کا ایک پڑھ بھی کھول کر جیب میں رکھ لو۔  
 یہاں اکثر پرائیویٹ کشتیاں چوری ہوتی رہتی ہیں۔"  
 "اچھی بات ہے۔ میں یہ احتیاطی تدبیر کروں گا۔"  
 "ایک بات مجھے کھنگو کر رہی ہے۔ اگر ایٹلی جنس والوں

نے تمہیں میرے ساتھ دیکھا ہے تو وہ تمہارے بارے میں بہت  
 حاصل کرنے کی فکر میں ہوں گے۔ تم نہیں جانتے، یہاں فری کو  
 میری بیٹی کی حیثیت سے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے بچے ایک  
 لمبی داستان ہے جو میں کسی وقت سناؤں گا۔"  
 "فری نے مجھے ساری باتیں بتادی ہیں۔"  
 "اوہ یہ لڑکی بڑی جلد باز ہے اور بہت ہی معصوم ہے۔  
 کسی کو دھوکا دینا نہیں چاہتی۔ کیا تم اس سے نفرت کرو گے؟"  
 "آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ کیا آپ ہمارے خاندان نڈو  
 نہیں جانتے۔ کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ کسی دن میرے متعلق بھی  
 ایسا انکشاف ہو سکتا ہے؟"  
 "نہیں بیٹا، خدا نکرے ایسا ہو۔ میری دماغ ایسا  
 تم خرابہ کے بیٹے ثابت ہو سکتا۔"  
 "آپ ایٹلی جنس والوں کے متعلق کچھ کہہ رہے تھے۔"  
 "ہاں بیٹے، میں نے فری کو اپنے سے دور رکھ کر اس  
 کی پرورش کی ہے۔ میں سخت آہٹیں میں تھا کہ اس سے اپنا رشتہ  
 کیا ظاہر کروں اور کس طرح سماج میں اس کی پوزیشن بنا  
 سکوں۔ آخر میں نے سوچا، میری بیٹی کی موت کو سولہ برس گزر چکے  
 ہیں۔ دینا والے شاید اُسے بھول چکے ہیں۔ تو مجھ کو وہ سوسائٹی میں  
 زیادہ مقبول نہیں تھی۔ یہ سوچ بھر کر میں نے فری کو اپنی بیٹی بنا  
 لیا اور میری بیان دیا کہ پاکستان اور بھارت میں رہ کر ایک  
 کتاب لکھ رہی تھی۔ بہت عرصے بعد مجھ سے ملنے آئی ہے۔ یہ  
 بات میں نے اپنے چند خاص لوگوں کو بتائی ہے۔ یہ کوئی پریس  
 کانفرنس والا بیان نہیں ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایٹلی جنس  
 والے بھی فری کو مجھ سے مشورہ نہیں کر سکتے۔"  
 "میں آپ کی بات کسی حد تک سمجھ رہا ہوں لیکن ایٹلی جنس  
 والوں نے اگر بولیں تو آپ کے ساتھ مجھے دیکھا ہے تو پھر فری  
 کے ساتھ بھی دیکھا ہے۔"  
 "یہی تو کہنے جا رہا ہوں۔ فری کے ساتھ تمہیں دیکھنے کے  
 باوجود وہ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ جس طرح تمہارے ہائے  
 میں بالکل نئی تحقیقات ہوں گی، اسی طرح فری کے سلسلے میں  
 بھی ہوں گی۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ جس طرح تم ابھی اپنا پاسپورٹ  
 اور اپنی شناخت بدلنے جا رہے ہو، اسی طرح فری کی بھی شناخت  
 بدل دی جائے اور اس کا نام بدل دیا جائے؟"  
 "یعنی اب فری آپ سے دور رہا کرے گا؟"  
 "ہاں، میرے ساتھ رہے گی تو خواہ مخواہ قانون گرفت  
 میں آتی رہے گی۔ میں تو ان قانون کے مخالفوں سے نڈا آ رہا  
 ہوں۔ وہ اس معاملے میں بالکل کوہری ہے۔ خواہ مخواہ پریشان  
 ہوتی رہے گی۔"

یکن یہ کیل کہاں چلے گی؟  
 اس کی نگر کر دو۔ میرے ذرا بھت وسیع ہیں۔ اگر  
 وہ اس ملک سے نکل جانا چاہے تو بہت اچھی بات ہوگی۔ فرانس  
 جا رہا ہے۔ وہ پیرس پہنچے گی تو وہاں میرے ذرا بھت بھی کام  
 آئیں گے اور تمہارے اباؤ دنیو بھی موجود ہیں۔ بہر حال میں نہیں  
 ماننا کہ فری اس سلسلے میں کیا فیصلہ کرے گی یا تم دونوں متفقہ  
 طور پر کسی نتیجے پر پہنچو گے۔ میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں  
 فیصلہ کرواے گا اس سے آگاہ نہ کرنا اور نہ ہی مجھے اپنی نئی شناخت  
 بتانا تاکہ وہ ٹیل پیس جانتے والا سب سے سڑ پب چاپ میرے مانگ  
 میں آکر تم لوگوں کے بارے میں کچھ معلوم نہ کر سکے۔"  
 "پاس بھر با تھا کہ توقع تھے بالکل ہی خلاف فری کی  
 ذمہ داری اس کے سر آ رہی ہے۔ وہ حیران تھا کہ تقدیر اس کے  
 ساتھ کیا تماشہ کر رہی ہے۔ نئے ایک بہت ہی بھولی بھالی،  
 بہت ہی خوب صورت لڑکی کے پاس لے آئی ہے۔ وہ اس سے  
 دُور جانا چاہتا ہے لیکن حالات اُسے اور قریب کسے جا رہے  
 ہیں۔ وہ فری کے سلسلے میں کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرنا  
 چاہتا تھا اور انکار بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کی عجیب حالت  
 ہوئی تھی۔"  
 "فرانسیس نے کنگ فرنا نڈو کی آزاد سٹائی ورس رہی تھی۔  
 اگر فری کے سلسلے میں تم کوئی پریشانی محسوس کرو تو اسے اپنے  
 پاپا کے پاس روانہ کر دینا جب وہ تمہارے والدین کے سامنے  
 میں پیرس پہنچ جائے گی تو میں یہاں اطمینان سے رہ سکوں گا۔  
 فی الحال یہ ہماری آخری گفت گو ہے۔ حالات نے اجازت دی تو  
 پھر ملیں گے۔ دیش آل۔"  
 "وہ فری سے ہو گیا اس نے فرانسیس کو جیب میں رکھ لیا۔ پھر  
 دنگلوں کے پاس چلے گئے۔ دونوں تھوڑی دیر تک خاموش  
 رہے۔ چورہ لہلی "میں تمہارے لیے مصیبت بن گئی ہوں؟"  
 "آں؟ وہ چنگ کر بولا۔ "نہیں تو، مصیبت  
 کہیں کہیں تمہارے لیے مصیبت ہوں۔ دیکھو، نا، میری خاطر تم اپنا  
 وقت متان کر رہی ہو۔ مجھے دریا کی سیر کرنے سے جا رہی ہو۔"  
 "میں وہ دہرہ کرتی ہوں۔ میرا تفریح کے بعد تمہیں گھر پہنچا  
 آؤں گی اس کے بعد کبھی ملاقات نہیں کروں گی۔ میں نے انکل  
 کی بات سن لی ہے۔ وہ جانتے ہیں، میں پیرس چلی جاؤں یہی  
 بہتر ہے۔ اگر کل کی فلائٹ میں سیٹ مل جاتی تو میں کل ہی  
 علی جاؤں گی۔"  
 "وہ جب رہا سوچنے لگا: آخر یہ لڑکی کیا چیز ہے۔ میری  
 مستقل مزاجی کو کھڑو کر رہی ہے، جانتی ہے تو چلی جائے مجھے  
 اپنا وقت آزاد کرے گا کہ اپنا چاہیے، سخت ہن جانا چاہیے۔ پتھر

ہو جانا چاہیے۔  
 وہ بیٹری پانک پہنچ گئے۔ وہاں اُن کے لیے ایک نمونہ  
 تیار تھی کنگ فرنا نڈو کے ایک خاص ماتحت نے وہاں تک  
 اُن کی رہنمائی کی۔ پھر پاس کو بتایا کہ وہ نمونہ کس طرح بینڈل  
 کی جاسکتی ہے اور اس میں کتنی طرح کے خفیہ مکنیز ہیں۔ اُس  
 نے ایک چھوٹا سا ریوٹ کزنڈو دیتے ہوئے کہا: جب ریوٹ  
 کزنڈو کے اس ٹین کو دباؤ کے تو ایک خفیہ ڈیش بورڈ  
 نکل جائے گا۔"  
 "پاس نے اُس ٹین کو دبا کر دیکھا۔ ڈیش بورڈ ایک طرف  
 سے نکلنا چلا گیا۔ اُس کے اندر ایک ریوٹ اور کئی کھارٹون رکھے  
 ہوئے تھے۔ فوٹوں کی گڈیاں اور ایک ڈرائیو بھی تھا۔ اُس نے  
 ریوٹ کزنڈو کے خفیہ ڈیش بورڈ کو پھر بند کر دیا۔ اس بورڈ  
 کا ایجن خراب ہونے کی صورت میں ایک ایسٹرا ایجن تھا۔ پھلے  
 حلقے میں کھاتے تھے کی چیزیں تھیں۔ پانی کی بوتلیں بھی رکھی  
 ہوئی تھیں۔ ڈیش بورڈ کا ایک خانہ جو واضح طور پر نکل سکتا تھا  
 اُس میں دو نارچ لائٹ اور آدھائی ڈارک لینس کے گلاس رکھے  
 ہوئے تھے۔ جنہیں اندھیرے میں بہن لوتو تاکہ فری حد تک  
 چٹ جاتی تھی اور بہت کچھ نظر کرنے لگتا تھا۔  
 کنگ فرنا نڈو کو خاص آدمی تھا یا میں سمجھانے کے بعد  
 جلا گیا۔ فری نے کہا: "آؤ بیٹھو، ہم چلتے ہیں۔"  
 "ڈرا ایک منٹ۔"  
 "یہ کہہ کر پاس نے اپنے دونوں ہاتھ سر سے ہٹائے۔ ان  
 ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملا لیا۔ انھیں ایک دوسرے  
 سے الگ کیا۔ پھر ایک دوسرے سے ملایا۔ پھر ہاتھ نیچے کر لیے۔  
 فری نے پوچھا: "یہ کیا ہے؟"  
 "میں اپنی ٹھکانی کرنے والے ایک شخص کو بلا رہا ہوں۔"  
 "اصلی بی بی کے ماتحت اس کی ٹھکانی کرتے رہتے تھے۔  
 اُس نے کہہ دیا تھا، جب بھی ان کی ضرورت ہوگی تو وہ اسی طرح  
 ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرے گا تو کوئی نہیں ماتحت اُس کے قریب  
 آسکتا ہے۔ صرف ہند ہی سیکڑ کے بعد ایک شخص اس  
 کے قریب آکر بولا: "میں پاس با بابا۔"  
 اُس نے کہا: "میں ابھی دریا کی سیر کے لیے جا رہا ہوں۔  
 ہم جزیرہ ایس تک جائیں گے پھر واپس آجائیں گے۔ اصلی بی بی  
 کو میرا بیٹا آدم۔ میں نے آج کنگ فرنا نڈو سے ملاقات کی  
 ہے اور اُن کی ایک بیٹی کے ساتھ تفریح کے لیے جا رہا ہوں۔  
 جو سکتا ہے، ایٹلی جنس والوں نے مجھے فرنا نڈو کے ساتھ دیکھ  
 لیا اور وہ سکتا ہے۔ یہ کنگ میری اور فرنا نڈو کی بیٹی فری کی  
 شناخت بدلنی پڑے۔ وہ اس بات کے لیے تیار ہیں۔ کس

وقت بھی ہمارا نیا پاسورٹ اور اس ضمن میں رہنے کے سلسلے میں نئے کاغذات تیار رہتے جائیں گے۔  
 اس شخص نے کہا کہ میں آپ کو بیجا دوں گا مگر آپ جزیروں کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟  
 "میں کچھ نہیں جانتا۔"  
 اسے عرف عام میں آئی لینڈ آف ٹیڈر یعنی آنسوؤں کا جزیرہ کہتے ہیں۔ وہاں پہلے امریکا کے قدیم باشندے آباد تھے۔ اب وہ بالکل ویران ہے۔ آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں، ویران جزیروں میں خطرات کی گمانی ہی ہوتی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم میں سے کوئی آپ کے ساتھ ہی سکتا ہے۔  
 فیروز نے کہا: میں اس جزیرے کے متعلق جانتی ہوں، ہم وہاں قدم نہیں رکھیں گے۔ ہم تو صرف جزیرے کے ساحل تک جائیں گے یہ وہاں کے لغو لوگوں سے بچنا ہے۔  
 اس شخص نے کہا: پھر تو آپ مفروضہ ہیں، آپ کے پیلے کسی ہاڈی گارڈ کی ضرورت نہیں ہے۔  
 وہ جلا گیا۔ پارس ہرٹوٹ کی اسٹریٹنگ میٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ فیروز نے قریب آکر کہا: تم نے تو کہا تھا، کبھی دیکھا کی میر نہیں کی۔ یہ ہرٹوٹ کیسے چلا گئے؟  
 "میں نے کہا تھا، جاندار دن رات میں کبھی میر نہیں کی درنہ بے سائیکل اور ٹورسے لے کر ہرٹوٹ اور ہوائی جہاز تک چلا سکتا ہے۔"  
 وہ اس کے ساتھ والی میٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ دور تک جاندار پھیلی ہوئی تھی۔ کتنے ہی دماغی بوڑھے پتھر والی کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی کشتی پر دو محبت کرنے والے چہرے جلا رہے تھے۔ کسی کشتی پر صورت محبوب چہرہ جلا رہا تھا اور محبوب اس کے شانے پر بوسہ کر رہی تھی۔  
 فیروز ان مناظر سے نظریں چڑا رہی تھی اور شرارتی ہونے سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔ پارس کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ امریکا جیسے مشرقی ایسی شہر میں لوگوں کے لیے گریڈ کی دماغی ماحول بہت اچھا لگ رہا تھا۔ اس نے آج تک خشک مضافین چڑھے تھے، خشک موزوںات پر لہریں لہریں کرتا رہا تھا۔ اس نے خصوصاً سائیکل کے زہراؤں کے ٹولے کے متعلق کافی معلومات حاصل کی تھیں۔ کہاں زہراؤں کہاں بہتیں۔ دونوں میں دشن و آسمان کا فرق تھا۔ وہ نہریں آب و ہوا سے لیکر کر جاندار میں لہر لہر متا جا رہا تھا۔  
 اس نے سچی بات لہریں یعنی جسم آزاد کی قریب پہنچ کر فکرت سے کہی کہ وہ آزاد ہے۔ آزادی کا جسم امریکی قوم کے لیے قابل فخر ہے اور میرے والی یہ عورت خاموش رہ کر کبھی آزاد ہی

کی داستان سن رہا ہے۔ لیکن تم اتنی دیر سے خاموش رہ کر سنا بنا رہی ہو؟  
 وہ جھینپ کر بولی: میں... میں ہوتی خاموش رہ کر ہوں۔  
 "یہ تو جسم آزاد ہے، تم جسم کیوں ہوتی ہو؟  
 وہ ایک گہری سانس لے کر بولی: میں تقدیر کی قسم کھاتی ہوں کہ یہ سانس لے کر ہی جی بے چینی اور غمزدگی اور غمزدگی میں جین لینے کی دھمکی دیتی ہے۔"  
 "انسان کو ایسا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ قسمت پرست نہ چاہیے۔ جو اسے مل رہا ہے اسے ہنسی خوشی قبول کرنا چاہیے۔  
 کیا ہوگا؟ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا۔"  
 وہ بولی: انجنینر نہ کرو۔ ہم چہرے چلائیں گے۔  
 پارس نے انجنینر نہ کرنا۔ دونوں نے ایک ایک چہرہ پھر اس کے ذہن لے آگے رکھنے گئے۔ پارس نے پوچھا: اگر ہم کاپورا ایک چکر لگانا چاہیں تو کتنا وقت لگے گا؟  
 "انجنینر اسٹارٹ کر کے چلا جانے تو ہم تین گھنٹے میں ہی ہر ایک ایک چکر لگا لیں گے۔"  
 اور اگر چہرے چلائیں تو؟  
 وہ مشکراتے ہوئے بولی: پھر تو بازو جھک جائیں گے۔  
 اس موٹر بوٹ پر گر پڑیں گے۔  
 اگر گرتے وقت کوئی ہاندھتا ہے تو؟  
 اس کی مسکراہٹ ایک دم سے حیا میں بدل گئی۔ وہ منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اس کی یہی آواز رہی تھی۔  
 وہ بریٹان بوسہ کر سونے لگا۔ یہ غلط بات ہے۔ آواز نہ لے۔  
 اس مرتلے میں مجھے مستقل مزاج رہنا چاہیے۔ اپنی قوت ارادی سے کام لے کر اس لڑکی سے بچنا چاہیے۔ اگر آج اس کے ساتھ چڑھنے خیریت سے گزار کر دوں تو پھر اس کا جاؤ مجھ پر نہیں چل سکے گا۔  
 وہ چہرہ چلا جاتے ہوئے جسم آزاد سے دور نکل گئے۔  
 وہ ہانپتے ہوئے بولی: میں تو جھک گئی ہوں، بلیڈ انجن اسٹارٹ کرے۔  
 اس نے انجن اسٹارٹ کیا۔ موٹر بوٹ تیزی سے تلے بڑھنے لگی۔ پارس کی کتھیں تھیں آ یا کر دل کی دھڑکنیں تیز ہونے یا موٹر بوٹ کی رفتار؟  
 پارس نے خود کو محبت کے اس لیے دم خون سے مرنے کے لیے پوچھا۔ تمہارے انکل اپنی بیٹی کی یاد تازہ رکھنے کے لیے تمہیں فکری کتھیں ہیں اور تمہارا اصل نام فرزانہ ہے۔ اگر میں بھی فرزانہ کہوں تو؟  
 وہ ایک دم سے خوش ہو کر بولی: ہاں، ہاں تو کسی پاکستان

کی لہام ہو گیا۔ مجھے یہ نام پسند ہے پھر کو فرزانہ؟  
 رکن لہام نے سے بیاد سے دیکھتے ہوئے کہا: فرزانہ؟  
 پارس نے کہا: فرزانہ؟  
 پارس اس کا نام لے کر کزن انجینوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے انجین خراب ناک ہو گئی تھی اور یہ قدرتی حیا کا ایک لی خرابی تھا کہ خراب ناک ہونے کے باوجود وہ شام جا رہی تھی۔  
 "جان بخت تھا کہ خراب ناک ہونے کے لیے میں کراچی میں رہتی جا رہی تھی۔ پھر ایک گہری سانس لے کر بولی: میں کراچی میں رہتی جا رہی تھی۔ پشاور گئی، لاہور میں قیام کیا۔ ہر جگہ ایک انفرادی زندگی میں رہی۔ اور اجتماعی تہذیب بھی۔ میں نے اکثر سوچا، اگر مجھے تہذیب بھی ملتی اور اوقیں کہاں کہوں گی۔ کراچی، کوئٹہ، پشاور یا لاہور؟  
 پارس نے پوچھا: پھر تم نے کیا فیصلہ کیا؟  
 فیروز نے پشاور کو منتخب کیا۔ پھر اسے بولی: فیصلہ عورت نہیں کرتی، اس کا جیون ساتھی کرتا ہے۔"  
 آسان پر جان بھر کر رہا تھا۔ جاندار لہر لہر رہتی تھی۔ مرد بڑے بڑے جھوٹے بول لگ رہے تھے۔ یہ ان دیکھی میوہ بولنے لگ رہی ہوا اور ہوا کے سرد جھونکوں کو گراما رہی ہو۔ اس نے پوچھا: ہم کتنی دور آگے ہیں؟  
 وہ ہلکے پھلکے پھر اس پاس دیکھنے کے بعد راتے دور تک دیکھتے ہوئے بولی: وہ دیکھو، ہم جزیرہ ایس لینڈ آف آئی لینڈ آف ٹیڈر کے قریب پہنچ رہے ہیں۔"  
 پارس نے دور تک نظریں دوڑاتے ہوئے دیکھا آنسوؤں کا جزیرہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ اتنی خوشیاں ملنے کے بعد آنسوؤں کے قریب جانا کیا واقف مندی ہوگی، ہاں اس کے دل نے کہا: ہرگز نہیں۔ ہم اس جزیرے کے قریب سے گزر کر واپس نہ جاسکتے گے۔  
 اس نے پوچھا: تم آنسوؤں کے جزیرے کے متعلق کیا جانتی ہو؟  
 "یہاں کبھی امریکا کے قدیم باشندے آباد تھے۔ ان کے دو میان خانہ جنگی ہوئی اور سب کے سب مارے گئے۔ وہاں نہ کوئی کتھیں باہری ہو سکتی ہے نہ وہاں کوئی مدنی خاندان ہے۔ دور تک ریگستان ہے، پتھر کی پہاڑیاں اور چٹانیں ہیں۔ وہاں عام آدمیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ خراج کے سپاہی دن رات اس جزیرے کے اطراف گشت کرتے رہتے ہیں۔"  
 پارس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا: یہ بات مجھے بالکل نئی ہے۔  
 "مخفی ہے نہیں بتانا۔"  
 "تم اس محبت کی بات کر رہے ہو؟  
 "ہاں، میں نے بیٹی پارک میں بلا تھا۔ جو میرے ساتھ ہاڈی گارڈ کی حیثیت سے آنا چاہتا تھا۔"

فرزانہ نے کہا: اس جزیرے کے متعلق بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ میں اس لیے جانتی ہوں کہ انکل کی معلومات بہت وسیع ہیں۔ انھوں نے ایک دن مجھے بھلا بھلا کتھیں شہ کی سیر کے لیے نکلوا کر اس جزیرے کے قریب سے گزرنا مگر وہاں قدم نہ رکھنا۔ وہ جزیرہ سرکاری تحویل میں ہے۔"  
 پارس بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا۔ اس نے بڑھانے کے انداز میں کہا: اس کا مطلب ہے، اس جزیرے میں کوئی خاص بات ہے۔"  
 فرزانہ نے کہا: بھلا خاص بات کیا ہو سکتی ہے؟ سرکاری معاملات ہیں۔ وہاں کوئی فوجی اڈہ بھی ہو سکتا ہے۔ تم کیا سوچ رہے ہو؟  
 "میں جزیرے میں جاننے کے متعلق سوچ رہا ہوں۔"  
 وہ جزیروں سے بولی: یہ ممکن نہیں ہے۔ رات کے وقت کوئٹہ گارڈ بہت متناظر ہے۔ میں اور بیٹو وانگ پارٹنر موٹر بوٹ وغیرہ میں چاروں طرف گشت کرتی رہتی ہیں۔  
 پارس نے موٹر بوٹ کو واپس موڑتے ہوئے کہا: چلو، میں تمہیں بیٹری پارک چھوڑ دوں گا۔ وہاں سے واپس آؤں گا۔  
 "کیا تمہارا ڈر ہے، کیا مجھے چھوڑ دو گے؟  
 "تم خود کو کہہ رہی ہو، یہاں ہر قدم پر خطرہ ہے اور سخت پہرا ہے۔ تمہیں خطرات سے بچنے کی عادت نہیں ہے۔ یہ عادت مجھے نہیں ہے۔ لیکن مجھے بہت کچھ سکھایا گیا ہے۔ اس لیے خطرات کا عادی ہونا چاہیے گا۔"  
 "تمہیں سکھایا گیا ہے اور میں تمہارے ساتھ رہ کر کتھیں ہوں۔ تمہاری طرح خطرات کی عادی ہی نہیں ہوں، تمہیں جزیرے میں تنہا نہیں جانے دوں گی۔"  
 "پاگل نہ ہو۔ تم میرے ساتھ جاؤ گی تو مجھ پر دوہری فتنے لگائیں۔  
 ماند ہو جائیں گے۔ ایک تو مجھے اپنی جان بچانے کی فکر ہوگی۔ دوسرے، تمہاری حفاظت کا خیال رکھنا گا۔"  
 فرزانہ نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔ ایک گہری سانس لے کر سوچنے لگی۔ یہی تو کتھیں دیکھنا چاہتی ہوں، تم خطرات میں میرا کتنا خیال رکھتے ہو، یہی تو مراد اٹھی ہے اور یہی تو محبت ہوگی۔  
 وہ زبان سے کچھ نہ بولی۔ چپ چاپ انکیشن کی چابی کو گھما دیا، انجن بند کیا۔ پارس نے پوچھا: کیا کر رہی ہو؟  
 "وہی ہو سکتی ہوں۔ ہم اس جزیرے میں ساتھ جائیں گے یا پھر نہیں جائیں گے۔"  
 اسی وقت ایک موٹر بوٹ تیزی سے پستی ہوئی آئی اس کی سرخ لائٹ ان پر ٹپ رہی تھی۔ میگا فون کے ذریعے کہا جا رہا تھا: ڈونٹ اسٹے ہیئر، گو بیگ ڈوئی اسپچووائٹ لہرن لہریں





کھنکھار رہا ہوگا۔ دو دنوں ہی پڑھام ہیں اور خاتمہ جا کر دیکھو،  
پارس نے فرزانہ کا ہاتھ پکڑا، پھر وہیں مڑ کر ایک پتھر  
کا ڈنٹین چلا گیا۔ وہاں اس کے کان کے قریب سرگوشی کی تہتم  
چپ چاپ کھڑی رہنا نہیں آنے والے سے منٹ ٹوں گا؟  
تھوڑی دیر تک گری خاموشی رہی۔ پٹیکے ہلکے قدموں  
کی آہٹ سنائی دے رہی تھی۔ وہ آ رہا تھا۔ جب اس بڑے  
سے پتھر کے قریب سے گزرتے ہوئے جانے لگا تو پارس نے  
اسٹین گن کے دستے سے اس کے سر پر زور وار ضرب لگائی، اس  
کے مقلق سے ہلکی سی کراہ نکلی۔ پھر وہ زمین پر گر پڑا۔ پارس نے  
دوسری ضرب لگائی۔ اس کے بعد وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکا۔  
اس کی طرف سے مطمئن ہو کر وہ اطمینان سے چلتا ہوا خار کے  
وہانے کی طرف ہالے لگا۔ فرزانہ حیران تھی کہ وہ کتنی دیر وہ دلیہ  
سے کام لے رہا ہے۔ اُسے خدا ہی خوف نہیں تھا کہ پیمانہ لیا  
جائے گا۔ حالانکہ وہ مسلح افراد کی دلدی میں تھا۔ پھر میں ایسا خطرہ  
مولو لینا مناسب نہیں تھا۔

وہ سوچ رہی تھی اور دقتی جا رہی تھی۔ پارس خار کے  
پاس پہنچ گیا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی اس نے ایک ماہی اسٹین  
گن کے دستے سے دوسرے مسلح محافظ پر حملہ کیا، اُسے  
سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ وہ محافظ خاصا سگڑا تھا۔ بڑا جی دار  
تھا۔ وہ پارس سے لپٹ گیا۔ دو دنوں ہتھیار تھا۔ پھر کراہی کی  
دھلان سے لڑکھٹے لگے۔ پارس کی کوشش میں تھی کہ وہ منہ  
سے آواز نہ نکال سکے۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایک ہاتھ سے  
اس کی گردن دبوچ لی تھی اور دوسرے ہاتھ سے مڑب مڑب لگا رہا  
تھا۔ وہ ماسٹر وائسور کی کے بنانے ہوئے فولادی ہاتھ تھے۔  
آخر اس کا نہالت کتنی مڑب میں کھا سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی  
ٹھنڈا پڑ گیا۔

خار میں داخل ہونے کا راستہ آسان ہو گیا۔ وہ فرزانہ کا  
ہاتھ پکڑ کر دوڑتا ہوا نازک آیا۔ پھر جسے تھوڑی اندر ہلنے لگا فرزانہ  
نے سارے کے طور پر اس کے ایک بازو کو تھام لیا تھا۔ بازو کے  
مچھلی اٹھ رہی تھی اور وہ سوچ رہی تھی کہ یہ تو وہ فولادی تم ہے  
جس کے مقلق لڑکیاں سوچتی ہیں، مجھے تو بوشے بھانے آئیڈیل  
ہل گیا ہے۔ کیا ہو گا کہ اس کے ساتھ ایک خنجر تک ہم میں صدمت  
ہوں۔ جان جائے، کوئی بات نہیں۔ جان کی تقدیر کرنے والا تو  
ساتھ ہے۔

وہ خاص کے ایک ایسے حصے میں پہنچے، جہاں راستہ بند ہو گیا  
تھا، دائیں بائیں کوئی راستہ سمجھان نہیں دے رہا تھا۔ اس نے  
مڑب مڑب کی پھر جادوں طرف روشنی کرتے ہوئے دیکھنے لگا  
ایک جگہ ایک آہنی کل نظر آیا۔ اس نے اس کی کوادھر سے اٹھ

گھمایا تو چانک ہی وہ ہنداستہ دروازے کی طرف ایک  
سڑکے لگا۔ اس دروازے کے دوسری طرف دو سنگ  
بڑا سا مال دکھائی دے رہا تھا۔ بہت اونچائی تک کریشٹ  
ہوئی اور دوسرے اصر جا رہی تھیں۔ نیچے لڑکیاں سامان سے  
ہوئی گزر رہی تھیں۔ اس ہال کے ایک دور افتادہ حصے  
میں ادھی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے کوئی شمشادہ تخت  
پر بیٹھا ہو۔ اس نے آئی بیجا تے ہوئے کہا: تم آج  
آئے تے تو کمال کر دیا۔ ہمارے جہان کے پاپیلوں سے  
بچا کر آئے اور ادھر آ کر ہمارے ہاڑ آدھوں کو کھانا کھا کر  
یہ تماشا اس اسکرین پر دیکھتے آ رہے ہیں۔

اُس نے ایک اسکرین کی جانب اشارہ کیا۔ پارس اس  
فرزانہ نے اُدھر دیکھا۔ خار کے باہر کھتر نظر آ رہا تھا۔  
کرسی پر بیٹھا ہوا شخص ریوٹ گنڈولڈ کاٹین دہار ہاتھ اس  
ذریعے اسکرین کا مشورہ دلتا جا رہا تھا اور وہ چاروں ہالک  
والے شخص کے بعد دھجرتے نظر آتے جا رہے تھے۔ شاہزاد  
پر بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: اپنے ہتھیار چھین کر دو۔  
اسٹین گن کی گولیاں بچھ تک ہمیں پہنچ سکیں گی اور اگر  
استعمال کرنا ہی چاہتے ہو تو اپنے اس پاس دیکھو۔

پارس نے دائیں بائیں نظریں گھما کر دیکھا کہ جسے  
مسلح افراد تھے جو کاشکوت ہاتھوں میں لیے چھوڑوں گا  
میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے ہتھیار چھین کر دیے۔ فرزانہ  
اس کی دیکھا دیکھی اپنی اسٹین گن اور کار تو سوں کی پٹی کی پٹی  
دی۔ وہ شخص کرسی سے اٹھ کر دوڑاں ہاتھ پھیلا کر لوٹا۔  
بہت کچھ دار ہوا۔ اُدھر سے قریب آؤ اور ہاتھ ڈاکر تم کون ہو؟  
پارس نے فرزانہ کا ہاتھ صفحہ مٹی سے تھام لیا۔ پھر اس  
ساتھ آگے بڑھتے ہوئے بولا: تم یہاں کتنی کی سیر کے لیے  
آئے تھے۔ چنک کر اس جویر سے میں پہنچ گئے۔

تم جھوٹ بول رہے ہو۔ یہ تم سمجھ کر تھا۔ پھر  
رہے گا میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں۔  
دوسرے ہی لمحے پارس نے سانس روک لی، اسے بڑا  
سوچ کی لہر محسوس ہوئی تھی۔ شاہزادہ کرسی سے اٹھنے والے  
قتلہ لگاتے ہوئے کہا: اچھا تو تمہارا داغ حساس ہے۔ ہاتھ  
کے ماہر جو سانس روک لیتے ہو۔ کسی ٹیپے میں جانے والے کا  
داغ میں اس کے اہانت نہیں دیتے۔ یہ تم بہت خنجراک ہو۔  
پارس نے فرزانہ کے کان کے قریب جھک کر گوشہ  
کہا: تم کوئی بات نہ کرنا۔ کوئی بھی نہ کہہنا۔

شاہزادہ کرسی کے پاس کھڑے ہوئے شخص نے ایک طرف  
سے دوسری طرف جاتے ہوئے کہا: فرزانہ کل تھوڑی دیر میں

واہل کر شیطان کتاب ہے۔ اس حساب سے میں شیطان فریبچ ہوں۔  
وہی آتم کو، خود ہی تادو تو ہر تے۔  
پارس نے کہا: میری بے سستی کوئی اور میری ہے۔  
شیطان فریبچے سے ایک زوردار قتلہ لگا گیا ہے۔ میں  
تھوڑی دیر میں یہ کوئی سکا ہوا۔ بالی دی سے، تمہارے  
نفاذ سے چاہتا ہے، تم کوئی معمولی جوان نہیں، ہوا تھا۔ چہرہ  
ہے کہ شرفی ہو، تمہاری گنت کو جاتی ہے کہ مفری ہو۔ لہذا تم مارک  
نہیں کے ملک سے تعلق نہیں رکھتے ہو۔ تم یہودی بھی نہیں ہو۔  
میرے حساب سے تم فرزانہ کی تھوڑے سے تعلق رکھتے ہو، کیا تم

پارس دم ہو؟  
پارس نے ایک گری ماسٹس لے کر کہا: میرے باپ نے  
اگر تو لوگوں کو شیطان کہا تو وہ غلط نہیں کہا۔ شیطان اپنے  
ہنگاموں سے صحیح سمت اور صحیح مقام تک پہنچ جاتا ہے۔  
یہ تہ ہی شیطان فریبچے سے قتلہ لگا ہوا ہے۔ وہ  
ہنس رہا تھا اور اُدھر سے اُدھر جا رہا تھا۔ پھر ہنستے ہوئے  
اُدھر سے اُدھر آ رہا تھا۔ اس کے قتلے تھے کہ کتنے کا نام نہیں لے  
رہے تھے۔ اس نے بری مشکول سے اپنے قتلوں پر قابو پاتے  
ہوئے کہا: یہ چھ پر ظالم ہو رہا ہے۔ پھر ظالم پر بڑا ظالم کر رہا  
ہے۔ اُس نے حکم دیا ہے، میں فرزانہ کو اس کے کسی بھی قتلے دار  
کو قتل کر دوں، انھیں زندہ رکھوں اور پانچ جاگیر چھوڑ دوں۔ یہ  
کون ظلم ہے کہ تم میرے چار آدھوں کو ہلاک کر کے میرے خاں میں  
گھس آئے اور میں تمہیں ہلاک نہیں کر سکا۔ آہ کیا کروں پھر  
آخر پانچ طرح سے اس کی حکم دلوں نہیں کر سکتا۔ چلو کوئی بات نہیں۔  
فرانٹیں پانچ بنا کر دی رکھتا ہوں، کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے؟

پھر اس نے ہنستے ہوئے فرزانہ کی طرف دیکھا اور کہا:-  
"ہاں، یہ کسی فریبچہ اور فریبچے سے معلوم ہوتا ہے۔ جوان کی دلہیز پر  
قتلہ کرتے ہی میری دلہیز پر قتلہ ہو جاتا ہے۔"  
فرزانہ نے ہنستے ہی پارس سے چپک گئی۔ دونوں کے دل  
ایک دوسرے مل کر دھڑکنے لگے۔ یہ دونوں کلاب تھا یہ خطرات  
سے آگاہی تھی۔

اب یا تو شیطان کی موت آئی تھی یا میرے دونوں بیٹوں کی  
شانت۔ کیونکہ شیطان فریبچہ پارس دوم سے لگا گیا تھا اور شیطان  
نبرد پارس اول کے پیچھے پڑا ہوا تھا اور اسے پایا، جانے کے  
لیے دو کیا اس کا لڑکھنڈا مارا تھا۔

پارس اول جو جو کے ساتھ جمیل کے کان سے والے کا بیج  
نہ تھا۔ اس نے جو جو کے ہاتھ کو جھٹ سے تھام کر کہا: میں اپنی  
جان سے زیادہ تمہیں چاہتا ہوں۔ تم مجھے کتنا چاہتی ہو؟

میں نہیں تمہیں جان سے زیادہ چاہتی ہوں؟  
میں جو پوچھوں گا، اس کا صحیح جواب دو گی؟  
کیا میں تمہاری بات کا صحیح جواب نہیں دیتی ہوں؟  
وہ نالاش ہونے والی تھی، پارس نے پھر اسے سمجھا سکا  
کہا: تم اتنی بھادور کو کیسی غلط جواب نہیں دیتی ہو۔ اچھا  
یہ بتاؤ، جیب میں اس رستوں میں تمہارے لیے اس کس کس اور  
پہننے کے کانی لینے کے لیے گیا تو اس کے بعد میں خالی ہاتھ آیا۔ کیا  
میرا پاس بھی نہیں تھا یا بدلا ہوا تھا؟

جو جو نے تھوڑی دیر سوچ کر جواب دیا: ہاں، لیا پاس باگل  
ایسا ہی تھا؟  
پارس نے کہا: کار کی چابی میرے پاس تھی۔ تم اس ڈمھے  
پارس کے ساتھ کس کار میں گئی تھیں کیا وہ میری کار تھی؟  
جو جو نے پھر تھوڑی دیر سوچنے کے بعد پریشان ہو کر کہا  
مجھے یاد نہیں آ رہا ہے۔ مگر اتنا سمجھ میں آ رہا ہے کہ وہ تمہاری  
کار نہیں تھی؟

پلیز جو جو اسی بات سے سمجھو کہ وہ ڈمھی پاس تھا میں  
نہیں تھا۔ وہ کسی دوسری کار میں تھیں لے گیا تھا؟  
وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ مارنے لگی۔ پارس نے پوچھا: یہ  
کیا کر رہی ہو؟

میں اپنی عقل کو ظالم سمجھا رہی ہوں۔ اتنی سی بات سمجھ  
میں نہیں آتی کہ تمہارے ساتھ تھیں کار میں آئی تھی، اسی کار میں  
دلیں کیوں نہیں گئی۔ کوئی دوسری کار کہاں سے آئی؟  
پارس نے کہا: شاہزادہ، تم اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر  
عقل کو صحیح راستے پر آئی ہو اور صحیح طور پر سوچ رہی ہو۔ تم  
بہت سمجھ دار ہوئی جا رہی ہو۔ کیا تمہیں یقین آ گیا ہے کہ وہ ڈمھی  
پارس ہی تھا؟

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی: میں کیسے یقین کروں، وہ تو  
تم ہی تھے۔ میرے پاؤں تک تم ہی تھے۔ تمہارا چہرہ بھی تم ہی تھا؟  
تمہارا جسم بھی تم ہی تھا؟ تمہارا لباس بھی تم ہی تھا۔ تمہاری آواز اور  
لہجہ بھی تم ہی تھی؟ تمہیں کیسے یقین کروں کہ وہ ڈمھی تھا؟  
"جو جو مجھے کی کوشش کرو۔ ڈمھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کیا  
تم نے باا صاحب کے ادارے میں نہیں دیکھا تھا کہ تمہاری جیب دو  
ڈمیز تھیں؟ گئی تھیں، جو لوگ اس تمہاری نقل کرتے تھیں، وہ باا صاحب  
تمہاری آواز میں اور تمہارے لہجے میں ملتی تھیں۔ وہ تمہارے ہی  
قادر اور قامت کی تھیں، تمہاری طرح حرکتیں کرتی تھیں تمہاری ہی  
طرح باتیں کرتی تھیں؟

ہاں، یاد آیا۔ وہ لوگ اس کو باا صاحب کے جیب میں تھیں صرف  
میری یہی صورت نہیں تھی؟

بہت تھاری جگہ انہیں استعمال کرنے کا موقع آتا تو باہا صاحب کے ادارے میں ان کے چہرے پر بلاشبک سرجری کی جاتی پھر وہ صورت کے اعتبار سے جیسی بالکل جو جو ہی نظر آتیں؟

ایسا کہتے وقت پارس نے سوچا: اگر ڈمی پارس کو دھوکا دینے کے لیے ایک ڈمی جو جو پیش کیا جائے اور اصلی جو جو کہ چھپا لیا جائے تو کیسا ہے گا؟

اُس کے دماغ نے جواب دیا: یہ احمقانہ اقدامات ہوں گے کیونکہ سب سے پہلے اُس کے دوسرے ٹیلی بیٹھی جانے والے شیطان اس ڈمی جو جو کے دماغ میں پہنچ کر اصلیت معلوم کر لیں گے؟

اس وقت اپنا تک اُس کی نظر جو جو کی انگلی پر پڑی جو جو اپنی ایک انگلی میں انگوٹھی پہنے ہوئے تھی اس انگوٹھی کو پارس نے پہلے ہی نہیں دیکھا تھا۔ اُس نے پوچھا: یہ انگوٹھی کہاں سے آئی؟

وہ ہنستے ہوئے بولی: میں تو تم میں خرابی ہے تم بھول جاتے ہو یہ تم نے ہی ایک دکان سے خرید کر دی تھی؟

پارس نے کہا: پتیرا بھجے یہ انگوٹھی آزار کھاؤ؟

اُس نے وہ انگوٹھی اپنی انگلی سے اُتار کر اسے دے دی۔

پارس نے اُسے اُلٹ پلٹ کر دیکھا، بات سمجھ میں آگئی وہ انگوٹھی نہیں بلکہ انڈیکسنگ سٹاف اس کے ذریعے کسی جاسوس کو پتا چاتا تھا کہ جو جو کہاں ہے۔ مشرق میں یا مغرب میں ہے، شمال یا جنوب میں۔ اگر جنوب میں ہے تو کتنے فاصلے پر ہے، اس جاسوس کے سامنے یہ تین پیکٹوں کا ایک اینٹرو اسکرن ہو گا جس پر یہ بات واضح طور پر بتائی جاتی ہوگی کہ وہ انگوٹھی پہننے والی کسی چار دیواری میں ہے یا کھلی جگہ میں ہے اور کتنے فاصلے پر ہے۔

اس انگوٹھی کو سمجھنے کے بعد یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ ڈمی پارس کس طرح جو جو کا سر لگا لیتا ہے کہ وہ کہاں ہے، کیا وہ مریض لگاتے ہوئے اس کی شریک حیات جو جو کی خواب گاہ میں بھی پہنچ جاتا ہے؟

یہ ایسی بات تھی جو ایک غرت مزدبھر کو دلش میں بیٹھا کر سکتی تھی پارس نے ضبط سے کام لیا پھر مسکراتے ہوئے کہا: جو جو کیا یہ انگوٹھی نہیں پہن لوں؟

وہ ہنستے ہوئے بولی: تمھاری انگلیاں تو موٹی موٹی ہیں۔

یہ انگوٹھی کیسے آئے گی؟

اس جھوٹی انگلی میں آجائے گی۔ یہ دیکھو؟

اُس نے چھوٹی انگلی میں وہ انگوٹھی پہنی۔ وہ خوش ہو کر

کر بولی: اسے واہ یہ تو تمھاری انگلی میں آگئی۔ اچھی بات ہے اسے پہن لو؟

پارس نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا: اب تم آرام سے سو جاؤ، رات بہت زیادہ ہو گئی ہے۔

وہ ٹیکے پر سر رکھ کر لیٹ گئی پارس نے اُسے حسرت سے دیکھا۔ اُس کا سر نہ تھا اب اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا وہ ہر ضرب سے کام لیتا رہا پھر پریشان ہو کر کمر سے الگ ہو گیا۔ اُس سے بولا: تم نے تمھارے دماغ کو ہدایات دے کر سونے کی عادی ہو چکے ہو انہیں بند کر کے سو جاؤ؟

وہ معصوم تھی۔ اس کے پریشان جذبات کو تو نہیں سکتی تھی۔ اُس نے انہیں بند کر لیں۔ پارس وہاں سے جلتا ہوا دوسرا کمرے میں آکر لیٹ گیا سب سے پہلی سے کمرے میں بدلنے لگا دو مہینے گزر چکے تھے، تیسرا مہینہ گزرنے والا تھا اور وہ اندر سے ہنسی رہا تھا۔ اس کے اندر باہر ناہیدہ ہنسنے لگا۔ اگر اس کی نیند کوئی دوسرا ہوتا تو اب تک نہ جانتے کہاں کہاں بھٹکتا اور بھٹکتا رہتا۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ وہ بستر سے اٹھ کر اپنے قدموں پہلے، ہاتھ جو جو کی خواب گاہ کے پاس پہنچا کھڑکی کے پردے کو ہٹا کر دیکھا۔ وہ گہری نیند میں تھی۔ اُس کی نیند اس بات کو چھٹا رہی تھی کہ

دو دنوں طرف سے آگ بر لبر لگی ہوئی

دوسری طرف بر لبر سے آگ نہیں تھی۔ وہ اگلے اطمینان سے سو رہی تھی جیسے اس کے دل بھرا ہو کوئی قیامت نہیں آرہی ہے۔ اس دنیا میں صحت پر یوں کی گماناں ہوتی ہیں جو بند آنکھوں کے پیچھے خوابوں میں نظر آتی ہیں اور شاید وہ اپنے پارس کو شہزادے کے روپ میں پر یوں کے درمیان دیکھ رہی تھی۔

وہ مایوس ہو کر دوسرے بیڈروم میں آگیا۔ وہاں بستر پر گر کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ پھر اس نے انہیں بند کیں اور اپنے دماغ کو ہدایات دیں کہ وہ چھپے چھپے ٹیکے سونا رہے۔ اگر یہ معمولی بات ہو تو فوراً آنکھ کھل جائے۔ چڑھو کہ چین سے دماغ کو ہدایات دینے کی عادت تھی اور دماغ اس کا نالہ فرمان تھا اس لیے اتنی بے چینی اور اضطراب کے باوجود اُسے نیند آگئی۔

اپنا تک اُس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اندھیرے میں بیڈروم ڈائل کو دیکھا۔ رات کا ایک بجنا تھا۔ کوئی دروازے کو کھول رہا تھا۔ وہ بڑی آہستگی سے بستر سے اٹھا پھر دوپٹے سے تھوڑے تھوڑے کی طرف ہانپنے لگا۔ شکار آگیا تھا۔ اُس نے چھوٹی انگلی میں جو انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اُس کا انڈیکسنگ سٹاف ہاتھ میں لیا جو جو کی کمرے میں ہے۔

دو دروازے کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے طرف سے آنے والا ڈمی کسی تار کے ذریعے متعلق دروازے کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کامیاب ہو گیا۔ دروازہ کھل گیا کھلتے ہی ڈمی کے منہ پر ایک زبردست ٹھوسنا پڑا۔ یہ ٹھوسنا خلاف توقع تھا۔ وہ دھکڑھکا ہوا پیچھے گریڈور کی دیوار سے جا ٹکرا گیا۔

پارس نے کہا: بیٹے! وہ انڈیکسنگ سٹاف کی ٹھوسنا میری انگلی میں ہے۔ تم میری بیوی کے ساتھ سماگ سات منانے آئے تھے بلکہ غیبت ذلیل کہتے، میں تمھیں بتاؤں گا کہ سماگ رات کیسے منائی جاتی ہے؟

اپنا تک ہی ڈمی نے اس پر حملہ کیا یہ واٹر پارس بھی جانتا تھا۔ اُس نے توڑ کر لیا۔ پارس نے اس پر جوابی حملہ کیا تو ڈمی اس حملے کو سمجھتا تھا اس لیے اس نے بھی توڑ کر لیا پھر ڈمی ایک دو دنوں کے درمیان ایسا ہی جوڑ توڑ جاری رہا پھر پارس نے سمجھ لیا کہ یہ ٹھوسنا مشین کے ذریعے میرے دماغ سے سارے ہی داؤ بیج حاصل کر کے لگایا جا رہا ہے۔ اُس نے اپنے منہ سے ماسٹر اور سٹورڈی سے جوئے ڈیو بیج کھینے کی بات کرنا چاہی۔ یہ یقیناً ان کا توڑ اس کے پاس نہیں ہوگا۔

ڈمی نے کہا: میں تم سے ایک فیصلہ کرنا چاہتا ہوں، جو جو تو تمھاری ہوگی یا میری کیوں کر میں بھی اسے اتنی ہی قدرت سے چاہتا ہوں جتنا کہ تم چاہتے ہو؟

پارس نے ناگوار سے کہا: تم کتنی غیر شریفانہ اور غیر اخلاقی گفتگو کر رہے ہو۔ کیا تمھیں احساس ہے کہ تم کتنی بیعتی جا سننے والے شیطانوں کے اشاروں پر چل رہے ہو اور ایک میاں بیوی کی زندگی کو مذاب بنا رہے ہو؟

اس کی بات سن کر ہونے ہی ڈمی نے اس پر حملہ کیا پارس نے اس حملے کو روک لیا پھر اور سٹورڈی کا ایک داؤ ڈالا تو ڈمی کے منہ سے بیچ بھل گئی۔ وہ فریض پر گرنے کے بعد اٹھنے میں دقت محسوس کر رہا تھا۔ پارس نے کہا: میں تمھیں ہمدستے رہا ہوں، آرام سے اٹھو اور آرام سے حملہ کرو، پھر جواب دہت آرام سے مار کھاتے رہو تمھاری لاش بھی اس کا بیج ہے، باہر بڑے آرام سے جانے گی؟

وہ ڈمی شکل سے اٹھا پھر اپنا تک ہی چا توڑ کھانے کے کھولتے ہوئے پتیرا بدلنے لگا۔ پارس کو معلوم نہیں تھا کہ کھانے کے کھولنے کے پیچھے کیا بات ہے، دراصل وہ دوسرا شیطان ڈمی کے دماغ میں پہنچ گیا تھا اور اسے ڈانٹ کر کہہ رہا تھا کہ تم

میری اجازت کے بغیر میاں کیوں آئے اور ڈمی سوچ کے ذریعے کہہ رہا تھا میں جو جو کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آج اس کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے اس نے بیڈروم میں آنا چاہتا تھا لیکن یہ کم نبت پارس پھر کتاب میں بیڈی بن رہا ہے۔ تب دوسرے شیطان نے شور مچا دیا اور فوراً چا توڑ کھانے اور کسی طرح پارس کو زخمی کر دیا کہ میں اس کے دماغ میں سے بیچ نکالوں؟

پارس نے جواب میں پتیرا بدلتے ہوئے کہا: تمھارے دماغ میں جتنی صلاحیتیں ہیں وہ سب مجھ سے حاصل کی ہوئی ہیں یعنی تمھاری اور میری عادت، ایک جیسی ہے لیکن میری عادت یہ نہیں ہے کہ میں کسی نئے پیر چا توڑ یا کوئی دوسرا ہتھیار اٹھاؤں، تم میرے ہتھیار میرے خلاف کیوں اٹھا رہے ہو، تمھارا مقصد کیا ہے؟

ڈمی نے کوئی جواب نہیں دیا پتیرا بدلتے ہوئے اس پر حملہ کیا۔ پارس نے اپنے آپ کو پائیا پھر کہا: میں پتیرا ہوں۔ یقیناً وہ دوسرا شیطان تمھارے دماغ میں بھاڑ چاہتا ہے کہ کسی طرح مجھے زخمی کرے اور میرے دماغ میں بیچ جمانے؟

یہ کہتے ہی پارس نے اپنے منہ سے دھکڑھکا پیر کہا: شاہد تم یہ نہیں جانتے کہ میرے پاپا میرے دماغ میں موجود ہیں، اگر میں نے بھی کسی طرح تمھیں زخمی کر دیا اور وہ تمھارے دماغ میں پہنچ گئے تب تمھارا کیا حشر ہوگا؟

ڈمی ذرا سہم گیا۔ اس کے دماغ میں دوسرا شیطان بول رہا تھا۔ پرواہت کرو، کسی طرح اسے زخمی کرو؟

اور ڈمی کہہ رہا تھا: یہ فولاد ہے، اس کا ایک ہاتھ مجھ پر پڑتا ہے تو آنکھوں کے سامنے تار سے ناسپننے لگتے ہیں؟

دوسرے شیطان نے ہنستے سے کہا: جو اس مدت کو کسی طرح اسے زخمی کر دو، کیا تم داؤ بیج بھول رہے ہو؟

میں جیتنے داؤ بیج جانتا ہوں، پارس ان کے توڑ جانا ہے۔ میں کس طرح حملہ کروں؟ میری سمجھ میں نہیں آتا؟

دوسرے شیطان نے کہا: تم انہیں پہلے ہی سمجھا چکے ہیں، جب بھی پارس سے مقابلہ ہوا ہے یہی نصرت میں زخمی کرنے کی کوشش کرو تو تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟

میں حملہ کیسے کرنا، دروازہ کھولتے ہی اس نے تڑتڑ چلنے شروع کر دیے تھے۔ اس کے فولادی ہاتھوں نے میرے ہوش اٹھا دیے تھے؟

یہ تو نا سمن۔ تم باقاعدہ چا توڑ کر کے زخمی نہیں کر



سنتے تو نہ سمی، ماور سے جا تو بھیک کر تو زخمی کر سکتے ہو فوراً میری ہدایات پر عمل کرو۔  
 دوسرے جا تو بھینکنے کے لیے لازی تھا کہ جا تو لوگ کی طرف سے پڑا جانتے تھیں کہ دستے کی طرف سے چپا تو بھینکا ہر ایک کا کام نہیں ہوتا لیا ہر طرف ماہر خنجر زن ہی کرتے ہیں۔ جب ڈمی نے اسے نوک کی طرف سے پکڑا تو پارس جو کتا ہو گیا، جیسے ہی اس نے جا تو بھینکا، وہ الٹی قلابازی کھانکر ایک طرف گیا۔ دوسری طرف جا تو کڑی کے دروازے میں جو سمت ہو گیا، پارس نے سکرانے ہوئے کہا۔  
 ”وہ جا تو ہم دونوں کے لیے برابر فاصلے پر ہے۔ اب دیکھو کون اسے اپنی گرفت میں لیتا ہے؟“  
 بیسنے ہی ڈمی جا تو کی طرف لپکا تو اس کے پیٹ پر ایک لات پڑی۔ وہ پھرتے پھرتے کھجکا، دوسری لات منہ پر پڑی، وہ پھر لڑکھڑاتا ہوا جا کر دیوار سے ٹکرا گیا، پارس کا ایک ہاتھ ہتھوڑے کی طرح لٹکا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے تارے نجانے گئے تھے۔ وہ دیر تک اپنے آپ کو سنہال نہ سکا، جب اس نے خود کو سنہال کر دیکھا تو پارس کے ہاتھ میں جا تو تھا۔ جا تو کی نوک اس کی پیشی میں تھی پھراس نے وہ جا تو اس کی طرف پھینکا، وہ فضا میں سنسنا ہوا آیا۔ اور اس کے سینے میں ٹھیک دل کی جگہ گرائی میں اتر گیا۔  
 وہ اظہان سے جلتا ہوا اپنے بھنگے میں آیا۔ رسیور اٹھا کر پولیس کے ایک اعلیٰ افسر کے منہ پر ڈال کے پھر رابطہ قائم ہوئے کہ بعد کہا ”میرے کایچ کے اطراف آپ کے مسخ ساہیوں کا پیرا ہے، اس کے باوجود ڈمی پارس میں گھس گیا تھا اور پھر پرتا لٹا نہ چلے کر ہاتھ۔ قدامت کے منہ میں بیچ گیا۔ اس کی لاش میرے کایچ میں پٹی ہوئی ہے۔ پتیزیر یا لاش اٹھوا لیں اور اپنے لوگوں کا حما سب کریں کہ ان کی موجودگی میں کوئی دشمن میرے کایچ میں کیسے گھس آیا؟“  
 اس نے رسیور رکھ دیا پھر دروازے کی طرف دیکھا، وہاں جو بڑھکڑی ہوئی تھی، اس نے کہا ”میں نے اپنے دماغ کو ہدایت دی تھی، کوئی غیر معمولی بات ہو تو میری آنکھ کھل جائے، تم دونوں کے جھگڑنے کی آواز سنائی دی تو میری آنکھ کھل گئی تھی لیکن یہ کون ہے جو یہاں تک لپکا تھا، ہاں مشکل ہے؟“  
 ”میں آج شام سے تمہیں ہی سمجھا تا رہا ہوں کہ ایک ڈمی پارس ہے جو تمہیں دھوکا دے رہا ہے، اس رسیوران سے ہی ڈمی تمہیں ہلاکت کا سہارا دیا۔ پھر اس نے کہا:

بچے تک تمہارے ساتھ رہا تھا۔ یہ اس وقت بھی تمہارا بٹھرم میں آنا چاہتا تھا اور تمہارے ساتھ گنہ سے بچتا حرکتیں کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے مار ڈالا۔“  
 جو جواس سے آگ لگ گئی، کہنے لگی ”میں کتنی اہم ہوتی تھی، باتوں پر یقین نہیں کر رہی تھی، اب اس کی لاش دیکھو یقین آ رہا ہے۔ آئندہ میں تمہاری کسی بات کو سمجھوں نہیں سمجھوں گی۔“  
 پارس نے اسے تھپکتے ہوئے کہا ”تم میری باتوں پر کرتی رہو گی تو ہم کسی دشمن سے دھوکا نہیں کھائیں گے۔ وہ اسے بٹھرم میں لے کر آیا، پھر اس کے بہتر لٹکا کر بولا ”ایک بات تاؤ کیا تم اپنے دماغ میں پرانی کی لہریں محسوس کر رہی ہو؟“  
 ”بالکل نہیں، میرا دماغ نارمل ہے، کوئی دوسری سوز نہیں ہے؟“  
 ”تو پھر اپنی آنکھیں بند کر اور دماغ کو ہدایت دو آرام سے سوئی رہو گی، اگر یا تمہارے دماغ میں آئینے تو آنکھ نہیں کھلے گی ورنہ کتنی بھی پرانی سوج کی لہر کو محسوس کرتے ہی تم فیز سے بیدار ہو جاؤ گی۔“  
 اس نے پارس کی ہدایت کے مطابق اپنے دماغ کو ہدایت دی پھر تھوڑی دیر کے بعد سو گئی، پارس نے وہاں پر بٹھرم میں آکر رسیور اٹھا یا، میرے منہ پر ڈال کر سنے کے بعد رابطہ قائم کیا، میں نے رسیور اٹھا کر پوچھا ”ہیلو بیوٹے کیا بات ہے؟“  
 ”پاپا! میں نے اسے سلا دیا ہے اور اس کے دماغ کو ہدایت دی ہے کہ آپ کے سوا کوئی بھی پرانی سوج کی ہو تو اس کی آنکھ کھل جائے، لہذا ایسی صورت میں آپ کے خرابیدہ دماغ پر ترمیمی عمل کر سکتے ہیں اور اس کے دماغ کو دوسرے شیطانوں کی خیال خوانی سے محفوظ کر سکتے ہیں؟“  
 ”یہ تم نے بہت اچھا کیا میں اس کے پاس رہا ہوں۔“  
 اس نے رسیور رکھ دیا، پولیس کے اعلیٰ افسران کا قریب آگئے تھے، وہاں اس پاس پیرا اپنے والوں کو ڈانٹ رہے تھے کہ ان کی موجودگی میں ایک دشمن اس طرف کاٹیج میں گھس آیا تھا۔ ڈمی پارس کی لاش وہاں سے اٹھا گئی تھی، تھوڑی دیر بعد ہی فون کی گھنٹی بجنے لگی، پارس نے رسیور اٹھا کر پوچھا ”ہیلو کون ہے؟“  
 دوسری طرف سے قہقہہ سنائی دیا۔ پھر اس نے کہا:

ہوں اور شیطان۔ میں نے تمہارے باپ سے کہا تھا تم کبھی ڈمی پارس کو ہلاک نہیں کر سکو گے اور ایک دن وہ ڈمی کاٹیج اپنا بیچنا ہے گا۔ وہ دن ضرور آئے گا کیوں کہ ڈمی پارس ابھی زندہ ہے۔ ایک کے مرنے سے کیا ہو سکتا ہے، کیا ملاقات میں نہیں ایسے درجنوں ڈمی تیار نہیں کر سکتی؟“  
 یہ کہتے ہی رسیور رکھ لیا، اس نے اپنے رسیور رکھتے ہوئے دیکھا، پھر اسے کریدل پر رکھتے ہوئے افسر نے کہا ”وہ ڈمی بھی جاننے والا دوسرا شیطان تھا، جینے کر رہا تھا کہ ایسے درجنوں ڈمی تیار کرنے کے ذریعے تیار ہو سکتے ہیں۔“  
 افسر نے پریشان ہو کر کہا ”پارس بابا، یہ تو بڑی پریشانی کی بات ہے۔“  
 ”ہے تو پریشانی کی بات لیکن مصیبت جو آنے والی ہے اس سے ہم کتنا نہیں سکتے لہذا اس کا مردار وارتقا لہ کرنا ہی پڑے گا۔ دیکھتے ہیں آئندہ کیا ہونے والا ہے؟“  
 اعلیٰ افسران نے پارس کو یقین دلایا کہ اب کوئی اس کاٹیج میں داخل نہیں ہو سکتے گا کیوں کہ پیرا اور زیادہ سخت کر دیا گیا ہے، اس کاٹیج کے آس پاس ایسے مسلح افراد کا پیرا لگا یا گیا ہے جو لوگوں کے ماہر ہیں اور ڈمی بھی جاننے والے ان کے دماغوں میں نہیں آسکتے گے۔  
 پارس نے پوچھا ”آفسر! کیا آپ لوگ کا کے ماہر ہیں یا آپ کا دماغ حساس ہے؟“  
 ایک افسر نے کہا ”میں پرانی سوج کی لہروں کو محسوس کر سکتا ہوں۔“  
 پارس نے کہا ”آپ میرے سامنے منظر چائیں، باقی افراد باہر چلے جائیں۔“  
 پارس کے حکم کے مطابق تمام لوگ باہر چلے گئے، صرف وہ افسر رہ گیا، پارس نے کہا ”جو کہ آپ لوگ کا کے ماہر ہیں اس لیے کایچ کے اطراف پیرا اپنے والوں کو سمجھا دیجیے کہ میں ہال سے باہر جاؤں گا اور یہاں والیں آؤں گا تو ہر دفعہ مخصوص کوڈرز ڈمز ہراؤں گا۔ وہ کوڈرز ڈمز ہیں۔ پارس فابریز جو ڈمز ہراؤں گا۔“  
 وہ افسر باہر چلا گیا، اس نے تمام ہرے داروں کو یہی کوڈرز ڈمز سنائے، انہیں سختی سے تاکید کی کہ یہ کوڈرز ڈمز اپنے گھر کے کسی ذمہ کے سامنے بھی نہ دہرائیں۔  
 افسر کے جاننے کے بعد میں نے پارس کو مخاطب کیا اور کہا ”میں نے جو جو کے دماغ پر ترمیمی عمل کیا ہے اور مطمئن ہوا اب پیرا اور اس کے باقی پھر شیطان اس کے دماغ میں

نہیں آسکتے گے، میں نے اپنے لیے ایک خاص کوڈرز ڈمز مقرر کر دیا ہے جسے سن کر وہ مجھے اپنے دماغ میں جگڑے گی ورنہ کسی بھی سوج کی لہر کو دھتکار دے گی اور دماغ کو ہلاک کر دے گی۔“  
 ”وہ مجھے کس طرح پہچانے گی، ابھی وہ دوسرا شیطان کہ رہا تھا کہ ٹرانسفارمیشن کے ذریعے درجنوں ڈمی پارس تیار کیے جا سکتے ہیں بلکہ تیار کیے جا چکے ہوں گے۔“  
 ”تکررہ کر دو، میں نے جو جو کے دماغ میں یہ بات نقش کر دی ہے کہ میں پارس کی چھوٹی انگلی کا ناخن بٹھا دو ہی اسی ہوگا۔ باقی کو وہ نقلی سمجھ کر دھتکارے اور کبھی اس کے سامنے یہ نظارہ نہ کرے کہ اس نے اصلی اور نقلی کی پہچان کیسے کی ہے۔“  
 ”یقیناً، پاپا! آپ نے ایسی پیش بندی کی ہے کہ اب سپر ماسٹر کی کوئی چال کامیاب نہیں ہو سکتی گی۔“  
 ”اب تم آرام سے سو جاؤ، میں جا رہا ہوں۔“  
 میں اس کے پاس سے واپس آیا، اس نے جو جو کے بٹھرم کے پاس ایک گھڑی کا کردہ ذرا سا ہٹا کر دیکھا، وہ گھڑی میں بند تھی، وہ پھر سمجھا کر اپنے بٹھرم میں آ گیا۔ بسترو پر جا رہا تھا، چت لیٹ کر چھت کی طرف تکتے ہوئے سوچنے لگا، کیا میری شادی ہو چکی ہے؟ اگر شادی ہو چکی ہے تو میری دھن ..... پچھلے دو ہفتوں سے پرلین کے خواب کیوں دیکھ رہی ہے اور میں پرلین کو اغوا کرنے والا جن کیوں بنا جا رہا ہوں؟“  
 وہ کھٹے بھریک کر ڈم ہلکا ہا، بقول شاعر  
 کباب سینگ کے مندرم کلاٹ بدلتے ہیں  
 بومل اٹھا ہے یہ بیلو تو وہ بیو بیٹے ہیں  
 وہ مات کے تمہیں بچے اٹھ کر بیٹھ گیا، اس کے اندر دھواں بھر گیا تھا، وہ ایک دم سے بوکھلا ہوا تھا، تیزی سے چلتا ہوا کایچ سے باہر آیا، ایک مسلح سپاہی نے اسے روکا، اس نے قریب جا کر کہا ”پارن فابریز جو ڈمز پارس، سپاہی مطمئن ہو گیا، اس نے کار کا دروازہ کھولا۔ اسٹیرنگ سیٹ منبھال لی، پھر اسے ڈرائیو کرنا ہوا، کایچ سے دوزخ جلا گیا، اب اس پر دوا لگی طاری ہو گئی تھی، اس کی نگاہوں کے سامنے صرف سلاٹا محسوس رہی تھی، وہ سلاٹا جن نے پہلی بار اس کے جذبات کو آوارہ کیا تھا، اگرچہ وہ عینے وقت پر کارواں کی سے بچ گیا تھا تاہم سلاٹا نے جو نظارہ پیش کیا تھا وہ اسی کا جائزہ طلبہ جو جو سے کتا آکر لٹا تھا اور نا کام

ہوتا جا رہا تھا۔

سلارا اپنے بستر پر لٹی ہوئی بے چینی سے کروٹیں بدل رہی تھی وہ در بات اسی طرح کبھی جاگتی تھی کبھی سوئی تھی اور کبھی ہنسنے لگتی تھی۔ اسی طرح اسے یوں لگتا تھا جیسے پارس اس کے دروازے پر آ پہنچا ہے آہٹ پکچان ہوتے تھے در پر نظر ہوتی تھی اور وہ ہر آہٹ پر چونک کر دوڑتے ہوئے در کھلے پر پہنچ جاتی تھی۔ اسے کھول کر دیکھتی تھی وہاں صرف ہوا کا جھونکا آتا تھا۔

اپنے بھائی کے ساتھ ایک غیر معمولی ڈرائنگ روم میں تیار کرنے والی سلارا کا اب نہ کوئی دوست رہا تھا نہ کوئی دشمن۔ اس کی کوئی اہلیت نہیں رہی تھی۔ اسے اس بات کی پروا بھی نہیں تھی کہ وہ دوسروں کی نظر میں اہم ہے یا نہیں، وہ صرف پارس کی نظروں میں اہلیت اختیار کرنا چاہتی تھی۔ ہاں اس کے خاطرہ پریرس میں تھی۔ اس کا دل کسنا تھا، آج نہیں تو کل وہ سنگدل ضرور آئے گا۔

دروازے پر دستک سن کر وہ چونک گئی۔ بستر سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ دماغ نے کہا، دھوکا ہوگا، دروازہ کھلے گا تو ہوا کا جھونکا ہوگا کیونکہ دل دلوایا تھا، دماغ کی بات نہیں مانتا تھا۔ وہ دیوانی دوڑتی ہوئی دروازے پر آئی، پھر جب اسے کھولا تو اوپر کی سانس اور پرہ گئی۔ سچ سچ اس کی گنگا ہوں گے سامنے پارس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مارے صبر سے کہ اپنی انگلی کو ماتوں سے کاٹ لیا، پھر سچ بڑی، وہ خواب نہیں دیکھ رہی تھی، سچ سچ اس کا محبوب اس کے دروازے پر آ گیا تھا۔

آسنے والے نے دروازہ بند کر دیا۔

بعض اوقات مصروفیت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ آدمی خود کو بھول جاتا ہے، صرف مصروفیت کو یاد رکھتا ہے۔ یہ ہماری دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے آرام، سکون اور مستحکم حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے لیکن اتنی محنت اور راتنی مصروفیت کے باوجود خوشی بخورنی دیر کے لیے بنتی ہے۔ ہمیشہ ہی ہوتا ہے، دستروں کا صفحہ بہت کم ہوتا ہے، ماسیجیم خوشیوں سے کھیل رہے ہوتے ہیں کجاہنگ صدر ہم پر حملہ آور ہوتا ہے، ہمارے حلق میں قہقہے ٹھٹھ جاتے ہیں اور سچ مچل پڑتی ہے۔

کیا رگی سلارا کے حلق سے چیخ نکلی پارس نے ایک دم سے پریشان ہو کر پوچھا کیا ہوا؟ وہ کچھ نہیں بولی رہی تھی، گھر کھلنے کی کوشش نہ کر رہی تھی۔ دونوں ٹھیکانہ پہنچی ہوئی تھیں، ہاتھ پاؤں کاٹے ہوئے تھے، دیر سے پھیلنے جا رہے تھے، دانت پروا نہ تھے، پارس

اسے سمجھو کہ لو پھیر رہا تھا، سلارا! ایلیز لہجھے تازہ تھیں کیا ہو رہا ہے؟“  
اسی لمحے سلارا کے بدن کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور وہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گئی۔ وہ خندوں کے لیے کھڑکیوں کو کھولنے کا سوچنے لگا، یہ کیا ہو گیا، راجھی تو راجھی تھی، ہنس رہی تھی اور رہی تھی، پھر بری داری داری جا رہی تھی اور اب اپنی جان لوں اور ہے۔ سمجھ نہیں آتا، یہ اجاہنگ کیا ہو گیا ہے؟

اس نے اس کی کھائی تمام لی، نہیں کو محسوس کرنا چاہا پھر دل کی دھڑکن کو بھی محسوس کرنے کی ناکام کوشش کی، موت نہ اس پر قبضہ جاتا تھا، پارس نے اسے غور سے دیکھا تو حیران رہ گیا اس کا چہرہ اور اس کے ہاتھ پاؤں نیلے پڑے تھے، وہ ایک دم سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا، اس کی سمجھ نہیں بچھا رہا تھا، وہ فرما رہی تھی، فون کے پاس آیا پھر اٹھا کر فون ڈال کے پھر رابطہ قائم ہونے پر کلمہ پہلوا اپنے گھر فرما دئی، بیورو کا بیٹا پارس علی تیور ٹولن میرا پتا فونٹ کرو، یہاں سے ایک کمرے میں لاش پڑی ہوئی ہے، اس لاش کا فوری رپورٹ مارڈ فیوری ہے۔ پلیز، آپ ایبولینس لے کر چلے آئیں یہی نکتہ کر رہا ہوں۔“

تھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی، ایبولینس کے ساتھ علی آئی، سلارا کی لاش کو اسپتال پہنچا یا گیا، پولیس کے ایک اعلیٰ افسر نے مجھے بھی اس بات کی اطلاع دی، میں نے پوچھا تو آخر وہ کس کی لاش ہے؟“  
”جناب! اسی سلارا کی ہے جسے آپ نے ماسک میں کی قبر سے رہائی دلائی تھی۔“  
”اس کی موت کیسے ہوئی؟“

”چائیں، اچھی ڈاکٹر کی رپورٹ کے بعد معلوم ہوگا۔ ویلے آتا رہا ہے، میں اس کے جسم میں زہر پھیل گیا ہے۔“  
میں لباس تبدیل کرنے کے اسپتال پہنچ گیا۔ وہاں پارس خود تھا، مجھے دیکھتے ہی اس نے نظر سے چھکایا۔ میں سیدھا ڈاکٹر کے پاس گیا، وہ رپورٹ مارڈ کے بعد اپنے چہرے میں آگیا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی پورا بہت تشویش ناک رپورٹ ہے۔ ام اتنے دنوں تک پارس کا علاج کرتے رہے، پھر طبعی ہو گئے کہ آپ کا بیٹا نارمل ہو گیا ہے، لیکن نہیں مٹھرا دیر بظاہر زاروں سے ہزار۔ اب بھی اس کی رگوں میں موجود ہے جو اسے نقصان تو نہیں پہنچا رہا ہے لیکن دوسروں کے لیے نقصان دہ ہے۔“  
پارس نے یہ خبر سنی تو دونوں ہاتھوں سے سرخام کر دیا گیا، ادھر مارے باہر تم نے کیا کیا مجھے زہر ہلانگ بنا کر چھوڑ دیا۔

خدا، تیری قدرت کو سمجھنا بہت مشکل ہے، تو نے اس لیے جو جوانی میں مصمم اور پارسا رکھا تا کہ وہ میرے زہر سے محفوظ رہے۔“  
ایک مصمم تھی، وہ بچ گئی، ایک گنگا رتی وہ مر گئی اور میں گاہ کا شریک تھا، ساری زندگی اس مذہب میں مبتلا رہوں گا، کسی کو شریک نہ بنا کر اس کے ساتھ اذواجی زندگی نہیں چوراجتا، نہیں گزار سکتا، کبھی نہیں گزار سکتا۔

پارس اور فرزانہ ایک جان دو قالب ہو گئے تھے، وہ کوئی وقت بھرا رو میں نہ ماحول نہیں تھا، اور نہ ہی وہ محبت کے مارے تھے بلکہ جان کے لالے پڑ گئے تھے، فرزانہ کھل کر بنا لیا، چاہتی تھی، پارس نے اسے باروں میں بنا دے دی تھی، لیکن وہ سب سے ہی لے دونوں طرف سے مسلح افراد نے دونوں کو بھڑکھینچا اور انھیں ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔

ایسے وقت فرزانہ نے کمال اداکاری کا ثبوت دیا، خوفزدہ ہونے کے باوجود وہ گئی تھی اور کوئی نہ کرنا تھا کہ اشاروں سے لے گئی تو اپنے بوائے فریڈ کے پاس جانے کی اس سے الگ نہیں ہو سکی۔

شیطان غیر بھرنے نالی بجاتے ہوئے کہا، لڑکی، تو بہت جالاک ہے، لڑکے پر جان دیتی ہے اور جان دینے کے لیے کوئی جگہ نہیں ملی، ہمارے پاس آگئی ہے۔“  
وہ اپنی جگہ سے آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا فرزانہ کی طرف آسنے لگا، پارس نے کن آنکھوں سے اسے پاس کھڑے ہونے سے منع اڈوا کر دیکھا، ان کے پاس سیون ایم ایم کی آنکھیں تھیں اور دور آنکھوں کی نالیں اس کی دو کنکٹیوں سے لگی ہوئی تھیں، اس نے شہرہ کیسے کہا، آخر اتنی دہشت بھی کیسی، میں مراں سے بھاگنے کی جرات نہیں کر سکتوں گا، راضی کی نال ڈرا بٹا کر رکھو۔“

ایک مسخ شخص نے کہا، جو اس مت کر دو چپ چاپ کھڑے رہو، روز کوئی مار دوں گا۔“  
ادھر وہ شیطان غیر بھرنے فرزانہ کے سامنے پہنچ گیا تھا، اپنے ایک ہاتھ سے گھر رہا تھا، اس میں لڑکی کے جسم کے کئی حصے سے ایک چھوٹی سی، بہت ہی چھوٹی بولی کا لڑکھال اور ڈرام دیکھتے ہیں، یہ کچھ بولتی ہے یا نہیں؟“  
فرزانہ کا چہرہ سیاٹ تھا، کوئی تاثر نہیں لے رہا تھا۔ دونوں چپ چاپ کھڑی تھی جیسے کچھ سنا ہی نہ دے رہا ہو۔

اس کی بولی کاٹ لینے کا جو حکم دیا گیا تھا اس کے نتیجے میں اسے ذرا خوفزدہ ہونا چاہیے تھا، لیکن وہ پارس کے مزاج اور اس کے انداز سے بے ساختہ بولی اور تری تھی، ایسے ہی وقت ایک شخص نے چاقو نکال لیا، پھر اس کی طرف بڑھنے لگا، اجاہنگ ہی پارس نے میری آواز اور کب مجھے میں کہا، ٹک جاؤ۔“  
شیطان غیر بھرنے نے ایک دم سے چونک کر پارس کی طرف دیکھا، وہ بولا، یقیناً تم نے میری آواز اور کب دیکھے، یہ بیان لیا ہوگا، تم کو غلطی کر رہے ہو تو واضح الفاظ میں سن لو، میں فریڈ علی تیور ہوں، وہ لڑکی اور یہ جوان میرے۔۔۔۔۔ آؤ، لڑکھیں، میں نے ہی یہاں تک انھیں پہنچا یا ہے۔“

شیطان غیر بھرنے جتنے ہوئے کہا، اب یہ والیں نہیں جائیں گے اور نہ ہی تم یہاں کے متعلق کوئی معلومات حاصل کر سکو گے۔“

پارس نے کہا، تم نے ٹیلی پیٹیو کا علم حاصل کر لیا، لیکن عقل حاصل نہیں کی، ایک غیر معمولی علم حاصل کرنے کی خوشی میں اسیاتی تذبذب بھول جاتے ہو، کیا تم اس نے ماتوں کو یہ حکم نہیں دے سکتے تھے، مگر ہمارے یہاں پلینٹے ہی گنگے ہرے بن جائیں۔“  
وہ غصے سے سینہ تان کر بولا، مجھے علم لینے کی ضرورت نہیں ہے، یہ میرا اشارہ سمجھتے ہیں۔ ان میں سے کوئی اپنی زبان نہیں کھولے گا۔“

میلے وقف میرے پاس کھڑے ہوئے، راضی برادر نے اپنی زبان کھول لی ہے۔“  
جس راضی برادر نے اسے ڈانٹ کر خاموش رہنے کے لیے کہا تھا اور گولی مار دینے کی دہمکی دی تھی، وہ سمجھ گیا تھا۔ سمجھ رہا تھا، اب فریڈ کی تیور اس کے دماغ میں آئے گا۔ پارس نے کہا، ڈرا اس ماتحت سے پوچھو، کیا اس نے مجھے اپنی آواز نہیں سنا لی ہے۔ اگر تعین نہیں تو میں اس کے دماغ میں پہنچ رہا ہوں اور اس کی بندوبستی کوئی سیدھی تھوڑی طرف آ رہی ہے۔“

یہ کہتی تھی، اس نے ایک لمحہ ضائع نہیں کیا، دونوں آنکھوں کی نال جو اس کی کنکٹیوں سے لگی ہوئی تھیں، انھیں مستیوں میں جگڑ کر ڈرا لگا کر کے ایک ہلکا سا جھٹکا دیا، دونوں کے آنکھوں کو لٹا کر پرکھی ہوئی تھیں، وہ فائر نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن راضی کے جھٹکا کھانے سے لڑا لیکر رو دیا اور فریڈ تو فائر ہونے لگا، میں نے اس کی آواز کے ساتھ گولیاں نکلیں، پارس ایک ایک پوزیشن کو سمجھ رہا تھا، اپنے ہاتھ کی نال کو بکڑتے ہی اس نے اس کا رخ ٹھیک شیطان کی طرف کر دیا۔

طرف کا تھا۔ ابھی اس کی زندگی تھی۔ اس لیے گولی شانے کو چینی ہوئی کل گئی۔ اس کی دماغ میں بیخ سنا رہی، وہ اچھل کوفرش پر گر پڑا۔ کچھ ماتحت بوکھلا گئے تھے، کچھ بڑے ہی مستند اور ہوشیار تھے۔ ان میں سے کسی ایک نے پارس کی طرف فائزنگ کی۔ وہ ایسا نازی تو نہیں تھا کہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہ جاتا۔ اس نے پیٹے ہی چھلانگ لگائی تھی جس رانفل حالے کے ذریعے گولی جلائی تھی اس کے سر کے اوپر سے تلابازی سے گھاٹا ہوا پیچھے آیا پھر اسے پیچھے سے بھرا گیا۔ اس کی طرف آنے والی گولی کو لیا اس رانفل واسلے کو لیں، وہ کھڑے کھڑے لاش بن گیا۔

پارس کو خود سے زیادہ فرزانہ کی فکر تھی، وہ اسی طرح لاش کو بکھڑے ہونے اپنے سامنے ڈھالنا نہ ہونے اس کی داخل سے گولی جلا رہا تھا۔ دوسری گولی اس نے اس جاقو واسلے کو ماری جو پویشین بدلتے ہی جاقو چیک کر رانفل بھٹا رہا تھا وہ رانفل سمیت فرش پر لڑنہا ہوا پارس نے فرخ کو کھد "فرزانہ! فرما پیچھے پیچھے جاؤ" وہ فائزنگ کے ڈر سے بیٹھ گئی۔ جاقو اس کے قریب ہی فرخ پر پڑا ہوا تھا۔ پارس کی بات سنتے ہی وہ جاقو اٹھا کر بھاگتی ہوئی پھر کے پیچھے چلی گئی، دو آدمی، شیطان نبرچھ کو اٹھا کر لے جا رہے تھے پارس نے ایک گولی ماری، دوسرے کو نشانہ بنانے کا موقع نہیں ملا کیوں کہ دائیں طرف سے فائزنگ ہو رہی تھی۔ وہ اپنے سامنے ڈھال بنی ہوئی لاش کو فائزنگ کی زد میں لے آیا۔ وہ تمام گولیاں مٹوہ کھا رہا تھا اور اس کے پیچھے زندہ اسے لیے ہونے ایک چٹان کی آڑ میں پہنچ رہا تھا۔ پھر اس نے وہاں سے لگا کاتے ہوئے کہا: "میں شیطان نبرچھ سے کہہ رہا ہوں اگر کوئی اسے اٹھا کر لے جائے گا تو اس بار گولی ٹھیک اس کے سینے میں بیوست ہوگی"

اسے اٹھانے والوں میں سے ایک تو گولی کھا کر گریجا تھا، دوسرے کے کانڈھے پر لاد کر لے جانا چاہتا تھا، رہتے ہی وہ رگ گیا۔ پارس نے پھر میرے لب دو پیچھے میں کہا۔ "شیطان نبرچھ! یاد رکھو، کسی وقت بھی تمہارے دماغ میں پہنچ سکتا ہوں، لیکن یہاں چاروں طرف گولیاں چلانے والوں کے دماغوں میں پہنچ کر تمہارے فحاشی انتظام کو خاک میں ملانے ہوں، اگر ابھی زندگی چاہتے ہو تو انھیں ہتھیار پھینکنے کا حکم دو"

وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "پھر ایک دو ہتھیار"

چیک کر دو اس بات کا انتظار کر رہے ہو کیا تم لوگ ہم ہر میں مہرجاؤ؟

وہ پھر پھر کر ہتھیار پھینکنے لگے، وہ ایسا کراہتا چاہتے تھے لیکن برسات دی تو بارش ٹٹ کے مکھ سے پارس نے شیطان نبرچھ کے قریب کھڑے ہونے سے فرخ دیا، تم اپنے پاس کو اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔

وہ حکم کی تعمیل کرنے لگا شیطان کی شیطنت کی دھری رہ گئی تھی، وہ شدید تکلیف سے کراہتے ہوئے رہا تھا "پلیز مجھے میرے عمل اڑ پینچاؤ، میں تو میں مہرجاؤ" وہ قریب لایا گیا۔ پارس نے اسے لاسنے وا کو گولی ماری، پھر کہا "میں نے حکم دیا تھا کہ ہتھیار دے دیے جائیں لیکن یہ شخص ابھی تک اپنے پاس ہتھیار ہونے تھا"

اس نے مرنے والے کے ہوسٹرسے پر لاد رکھا چیک کیا، شیطان نبرچھ کو پیچھے سے سہارا دے کر کھڑا پھر لیا اور دکھاتے ہوئے پوجھا "میرے متعلق کہاں اطلاع پہنچائی گئی ہے؟"

وہ تکلیف سے مذہال ہو رہا تھا، بڑی شکلے "میں خیال تو ان کے ذریعے پھر ماسٹرسے رابطہ قائم کرنا، لیکن مجھے موقع نہیں ملا، ہو سکتا ہے، میرے اسٹنٹ اسے ٹرانسمیٹر کے ذریعے اطلاع دی ہو"

"تمہارا اسٹنٹ کہاں ہے، اس کا نام کیا ہے اس نے نام بتایا، پارس نے اس کا نام لے کر ہونے کہا، وہ جہاں بھی ہے سامنے آجائے"

وہ تھوڑی دیر میں آیا تھا اٹھانے سامنے کچھا بڑا کھڑا ہو گیا، پارس نے پوجھا "تم نے ٹرانسمیٹر ذریعے پھر ماسٹرو کو اطلاع دی ہے؟"

"پھر ماسٹرسے براہ راست رابطہ قائم نہ ہو، میں نے اس کے لیے بیجا مہرجاؤ دیا ہے"

پارس نے اسے دیا اور دکھاتے ہوئے کہا "مہرجاؤ"

وہ دُور جانے لگا، پارس نے شیطان کے فرخ سرگوشی کہتے ہوئے پوجھا "یہاں ٹرانسفارمیشن: وہ حسب رہا تکلیف سے کراہتا رہا، پارس نے کہا دوسری بار سوال نہیں کروں گا، گولی ماروں گا، اگر تم چاہتا تھیں یہی املا پہنچائی جانتے تو فوراً جواب دو"

اس نے جواب دیا "ہاں، ٹرانسفارمیشن ہے"

یہ بھی ہے کہ تم وہاں تک پہنچ نہیں سکو گے"

میں نہیں پہنچ سکوں گا لیکن تم ہارو دی سڑک پہنچائی گئی، وہ پہنچ کے گئے"

وہ برائی سے دیر سے پھیلانے غلاموں میں کھنڈا گا پاراں لیا، دُور ہوتا ہے تم اپنا اعلان نہیں کرانا چاہتے۔ زندہ رہنا چاہتے"

"میں جانتا ہوں، پلیز فرما، طبی املا پہنچاؤ"

پھر ہی سوال کر رہا ہوں، میرے جواب دوسرے توڑ نہ پھینے وقوع درآ گا، بارودی سڑک کا سو بچ کہاں ہے؟"

دن، میں، مجھ سے نہ پوجھو، پلیز مجھے چھوڑ دو"

"میرا کھڑا تو فرخ پر گر دو گے، پھر بھی میں اٹھ سکو گے"

"پھر ماسٹرسے دماغ میں پہنچ کر یہ معلوم کئے گا یہ نہ بتاؤ، اب ہے تو وہ مجھے مار ڈالے گا"

"میں فراد علی میور ہوں، تمہارے دماغ کو اس طرح اڑوں گا کہ پھر ماسٹرسے پہنچ نہیں سکے گا"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"تم سوال کر کے وقت ضائع کر رہے ہو"

پھر اس نے بتایا کہ بارودی سڑک کا میں سو بچ کہاں پاراں ہے، اسے اٹھا کر فوراً ہی اپنے کانڈھے پر لاد لیا پھر اناز میں کہا "میں تمہارے پاس کو علاج کے لیے لے آیا ہوں، اگر کوئی مجھ پر گولی چلائے گا تو میرے ساتھ یہ آئے گا، لہذا تمہارے پیچھے کوئی اس غارت سے باہر نہ آئے"

پھر اس نے کہا "فرزانہ، میرے آگے آگے چلو"

وہ دُور تھی ہوتی اس کے پاس آئی اور اس کے آگے گئے، ہوتی نکلسے، باہر پہنچ گئی، پھر وہ تیزی سے دُور نے سامنے والی چھوٹی سی سیاہی کی طرف جانے لگے، پارس ناچار اٹھا اور پلٹ باٹ تو غصہ کی طرف دیکھنا چاہتا تھا۔ بارودی نظریں آ رہا تھا، سب کو اپنے پاس کی غلغلی فرزانہ نے اسے پوجھا، تم اس کا وزن اٹھانے کا ایک سڑک گئے"

"تم گھر نہ کرو، اب میرے پیچھے آ جاؤ، ہو سکتا ہے سامنے پاراں سے فائزنگ شروع ہو جائے"

وہ اسے کانڈھوں پر اٹھانے دُور تا ہوا سیاہی کے باہر آ کر کھنڈے لگا کر کہا "ہاٹ! کون ہے، اور اس غارت فائزنگ کی آواز کیسے جا رہی تھیں؟"

پارس نے کہا "اس غارت کے اندر کیا یہی کہا جاتا ہے، اس کے کانڈھوں میں، ایک دوسرے پر گولیاں چلانے لگے"

یوں، پاس زخمی ہو گیا ہے، میں اسے کسی طرح بھا کر یہاں لے آیا ہوں، اسے فوری طبی املا کی ضرورت ہے"

پھر کسی نے پہنچ کر کہا "پاس کو فوراً لے آؤ"

پارس نے تیزی سے سیاہی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "فرزانہ، وہ سامنے جو بڑا سا پتھر نظر آ رہا ہے، تم اس کی آڑ میں جا کر چھب جانا، سامنے خانا، اس لیے کہ دُور سے تمہاری بارودی آغوش دھوکے شے رہی ہے، جب وہ قریب ایک لڑکی کو دیکھیں گے تو بھید کھل جائے گا"

فرزانہ نے اس کی ہدایت پر عمل کیا، وہ زخمی شیطان کو اپنے کانڈھے پر اٹھانے اس سیاہی کے دان میں پہنچا۔ وہاں بھی ایک مصنوعی غار بنا لیا گیا تھا، اس کا دروازہ اس کے لیے کھولا گیا، ٹرانسفارمیشن دسے غارتگ جو بارودی سڑک پہنچائی گئی تھی، اس کا سو بچ اس دُور والی سیاہی میں رکھا گیا تھا، تا کہ یہاں سو بچ دبانے والوں پر دھماکوں کا اثر نہ ہو اور وہ جان بھا کر فوراً وہاں سے دُور نکل سکیں۔ پارس سیاہی کے مصنوعی غار میں داخل ہوتے ہوئے آدمیوں کو گن رہا تھا، وہ تعداد میں چھ تھے، ان سے بھی زیادہ ہو سکتے تھے لیکن نظر نہیں آ رہے تھے، شاید اس سیاہی کے دوسرے مقامات پر ان کی گولی ہو گئی ہو، کئی شخص نے کہا "پاس کو فوراً یہاں لانا دو"

دوسرے نے پوجھا "گولی کہاں لگی ہے؟"

پارس نے اسے کانڈھوں سے اتارنا پھر اپنے سامنے ڈھال بنا کر بولا "گولی تو ایک ہی لگی تھی لیکن اب تین نہیں کتنی گولیاں اس کے جسم میں بیوست ہوں گی کیوں کہ تم ادھر بسے فائزنگ کے ادھر سے یہ مجھے ڈھال بن کر مانتے گا"

ایسا کہتے ہوئے وہ گن انکھوں سے بڑے سے سو بچ لورڈ کو دیکھ رہا تھا، ایک شخص نے اسٹین گن بھٹانے ہوئے کہا "ابھی تو تم ہی وہ دشمن ہو جس نے اس سیاہی میں فائزنگ کرائی ہے، اور اب یہاں آئے ہو، کیا پاس نے تمہیں بتا دیا ہے کہ اس سیاہی میں کیا خاص بات ہے؟"

پارس نے کہا "ہاں، اب میں اس سو بچ لورڈ کی طرف جا رہا ہوں"

اس نے اسٹین گن کا مریخ اپنے پاس کی طرف کرتا ہونے کہا "آپ سیاہی والے اٹھ تھے، ایک شخص کو بھانسنے کے لیے تمہیں یہاں تک آنے کا موقع دیا تاکہ تم اس سو بچ کے ذریعے پوری سیاہی کو تباہ کر سکو اور وہاں جو بڑا چھب ہوا ہے وہ بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے، لیکن یہاں آسان نہیں ہے، تم لمبے پتوں کا کھین سمجھ کے آئے ہو تو یہ لو"



اس نے تڑپاڑا طرف نازنگ شروع کی، اس شیطان نے ہر طرف سے صرف ایک ہی چیز نکلی اور وہ خدا ہوا گیا۔ ہر ساری گولیاں اپنے جسم پر لکھا تا رہا نازنگ صرف دوچار سیکڑے تک رہی، پارس نے جوا ہر طرف ایک گولی چلائی اور وہ اسٹین گن والا انچیں کو پھیلے دیوار سے جا ملا، اس میں توازن برقرار رکھنے کی حکمت نہیں تھی، وہ لگا کر آگے آیا اور فرش پر اوندھے منہ گر پڑا۔

پارس نے دوسری گولی چلائی، دوسرا آدمی گولا باقیے چاروں نے چھلانگیں لگاتے ہوئے دوسری طرف جاتے ہوئے اپنی اپنی پوزیشن کسی نہ کسی پتھر یا دیوار کی لڑائی میں کرنی۔ پارس کے ریلو اور میں چار گولیاں رہ گئی تھیں، اس کے مقابلے پر دشمنوں کے پاس ہتھیاروں اور کارٹروں کی کمی نہیں تھی۔ اس نے سر اٹھا کر جھپٹ کر اور دیوار کو دیکھا، جھپٹ پتھر کی گولی دیواروں کو تڑپاڑا کر کے لگا کر کوشش کی گئی تھی، اس غار میں مختلف دیواروں پر تین بلب لگے ہوئے تھے جن سے دور دور تک روشنی پھیل رہی تھی۔

اس نے ایک بلب کا نشانہ لیا، وہ ایک چھتا کے سے ٹوٹ کر کھڑ گیا، اس کی ہر حرکت دیکھ کر دوسری طرف پھینے ہوئے لوگوں نے اس پر نازنگ کی لیکن ایک لاش اس کی شناخت کر رہی تھی، اس نے دوسرے بلب کو بھی توڑا، پھر تیسرے بلب کو توڑتے ہی تاریکی چھا گئی، اس نے لاش کو ایک طرف ڈالا، پھر زمین پر لپٹ گیا، اوندھے منہ رکھتے ہوئے ان دو مسلح افراد کی طرف جانے لگا جو اس کی گولی کا نشانہ بن کر ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکے تھے، وہاں پہنچ کر اس نے اسٹین گن اٹھائی، کارٹروس کی بیچی سنبھالی، اس وقت تک دشمن سو بیچ بورڈ کی طرف نازنگ کر رہے تھے، ان کا خیال تھا پارس اٹھ کر آئے تھے ہی اس بورڈ کی طرف جانے کا لیکن وہ دیکھتا ہوا اس پتھر کی طرف جا رہا تھا، جہاں ایک شخص چھپا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے ایک دیوار کی آڑ میں دو شخص نازنگ کر رہے تھے پھر نازنگ بند ہو گیا، وہ پوزیشن تھیں ان کے غصہ اٹھنے والے تھنا دشمن کہاں ہو گا؟ سو بیچ بورڈ کے پاس ہوتا تو لوگوں کا نشانہ بن چکا ہوتا؛ انھوں نے فرش بل کر نازنگ کیا، شاید وہ دوسری طرف سے آ رہا ہو، اٹھ کر اسے ان کی بندو قوں سے شعلہ نکل رہے تھے۔ انہی شعلوں کو نشانہ بناتے ہوئے پارس نے پھر اسٹین گن کا ایک برسٹ مارا، دو ختم ہو گئے تیسرا وہ جواس ہو کر جھاگ رہا تھا۔ پارس نے اس کے سروں کی آواز پر نازنگ کی، وہ بھی اپنے آخری بیچ کے ساتھ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا، اب اس کے

راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی، وہ آسانی سے سوچ کر پورے طرف پہنچ سکتا تھا، اس نے جیسے ہی ادھر قدم بٹھا یا کسی لاکھارستانی دی؟ اندر جو کوئی بھی ہے وہ اپنے ہتھیار چھپا کر لے اور ہاتھ اٹھا کر باہر آجائے۔

پارس خاموش رہا، اس ٹیسے سے پتھر کی آڑ میں کھڑا پھر آئے والے نے کدو دیکھو، فوٹو کوئی بھی ہوا، پتھر سے آسنے والی لڑکی ہماری حواست میں ہے، یقین نہ ہو تو اپنی ہاتھ سے دیکھ لو، ہم اسے مارنے کی دہشتی میں دکھا رہے ہیں، لڑکی، تم بھی اس غار کے اندر جاؤ۔ اسی وقت تاراج روشن ہوئی، فزاناہ سہمی ہوئی نے رہی تھی، آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی ہوئی اس طرف آ کر پھر پارس چھپ کر کھڑا ہوا تھا، وہ تاراج دیکھ کر کہنے لگا، کو دیکھ رہا تھا، ایک سائے کی طرح دکھائی دے رہا تھا، اس کے پیچھے اور بھی چار مسلح افراد ہو سکتے تھے، اس نے ایک سے اسٹین گن سنبھالی، پھر دوسرے ہاتھ سے ریلو اور کھلا، اب اس ریلو اور میں صرف ایک گولی رہ گئی تھی، تاراج روشن کرنے والے نے کہا، میں تین تک گن رہا ہوں، اگر تیرہ ہتھیار نہ پھینکے اور خود کو گرفتاری کے لیے پیش نہ کیا تو ہم لڑکی کو کوئی مار دیں گے، ایک...

پارس نے سوچ لیا تھا، اس کے پاس ایک گولی رہی ہے، وہ سب سے اہم تاراج پر چلے گی، پھر اس کے ہی اس نے ٹلانگ دیا، گولی سیدھی تاراج اٹھ کر جا کر لگی، اس نے چھتا کا ہوا، دو بارہ تاریکی چھا گئی، پارس نے ایک لمبے خانے کے بغیر ریلو اور کو ایک طرف پھینکا، دونوں ہاتھوں اسٹین گن سنبھالی، فزاناہ اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھی رہا۔ وہ اندھا دھند ٹلانگ کا کارٹروس مارتا جلا گیا، تقریباً تین دن چھین سنائی دیں، اس کے بعد سناٹا چھا گیا۔

اس وقت ایک ایک لمحہ قیستی تھا، اس نے فوراً جب سے انٹرنی ڈارک کا کلر نکالا، اسے آنکھوں پر پہنانا، ایک چیزیں واضح طور پر نظر آنے لگیں۔ اب کوئی مقابلہ تھا۔ ایک طرف فزاناہ سہمی ہوئی کھڑی تھی، اس نے کہا، وقت دمل کر گیا، پھر لکھا، کرو فوراً انٹرنی ڈارک کا کلر نکالنا بہت کچھ نظر آئے گا، میں تمھارے پاس آ رہا ہوں۔ یہ کہتے ہی وہ پیٹے سوچ بورڈ کی طرف گیا۔ وہاں پہنچ کر سوچنے، اس نے سب کو ان کر دیا، ایک ایک اپنی کل تھا، اور پھر سے نیچے کی طرف دبا یا، اس کے ساتھ ہی جیسے زلزلہ لگا، پاؤں تلے زمین لرزنے لگی۔ وہ دوڑتا ہوا فزاناہ کے

آپا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی طرح دوڑتا ہوا منہ سوی غار سے باہر نکلی، اس کی طرف دوڑنے لگتے ہوئے کھٹکنا جاتا تھا، اس کا ایک قیامت کا دھماکا ہوا، وہ دونوں چلتے چلتے گئے اور زمین پر اوندھے لپٹ گئے، پارس فیری پچھا گیا تاکہ دھماکے کے نتیجے میں پتھر وغیرہ لڑکرائیں، وہ مخمخ نظر ہے، پیٹے تو وہ سہمی ہوئی تھی، پھر اچانک ہی کوئی اندیشہ، کوئی خوف نہ رہا۔ دل دھڑک دھڑک کر کھٹنے لگا، ایسے ہی دھماکے ہوتے رہے، وہ پتھروں سے بچا، تانبے میں ان کا پانچاں تلے دب کر رہا۔

پارس نے کہا، فزاناہ جو صے سے کام لو اور یہاں سے پھر کو روٹی پور، ہمیں زیادہ سے زیادہ دور جانا چاہیے۔ اس نے اٹھتے ہوئے اسے سہارا دیا، وہ فرار ہی اٹھ کر کھڑی ہو گئی، پھر دوڑتے ہوئے اس کے ساتھ چلنے لگی، جزیرے میں پہلے پہنچ گئی تھی، خطرے کا سائرن بج رہا تھا۔ کہتے ہی مسلح افراد دور دور تک دوڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے، جس پٹائی میں دھماکا ہوا تھا، وہاں سے شعلے بلند ہو رہے تھے، جس کے نتیجے میں جزیرہ دور تک روشن ہوتا جا رہا تھا۔

پھر دوسرا قیامت خیز دھماکا ہوا، وہ دوڑتے دوڑتے پھر لڑکھڑا کر گر پڑی، پارس نے جھک کر اسے اٹھایا، اچانک ہی اسے کانڈھے پر لاد لیا، وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتی تھی، شعلے پورے کھٹنے لگی، پھر ٹوڑا پلینر جیسے چھڑوہ میں جھلکے ساتھ دوڑتی ہوئی جاؤں گی۔

وہ بہت خود دوڑتے ہوئے بولا، تم جس طرح میرے ساتھ دوڑتی آ رہی تھیں، اسے میں چبنا کتا ہوں اور دوڑتا کئے کہتے ہیں، تم دیکھ رہی ہو؟ واضح وہ زندگی میں پہلی بار دیکھ رہی تھی کہ جواں مرد کا ہونے میں۔ وہ اسے ایک شعلے کی طرح اٹھانے پوری رفتار سے دوڑتا جا رہا تھا، ساحلی عجیبوں پر سے مسلح افراد آتا کئے تھے، وہ بھی اٹھ کھٹنے کی فکر میں تھے، ان میں سے ایک نے پوچھا، تم کون ہو، اور کسے اٹھا کر لے جا رہے ہو؟

پارس نے کہا، ہمارا ایک ساتھی زخمی ہو گیا ہے، اسے طبی اور طبی ضرورت ہے۔  
"تو پھر اسے کیمپ کی طرف لے جاؤ۔"  
"چنانچہ ٹوٹ کر کیمپ کی طرف آ رہی ہیں وہاں بھی خطرہ بڑھ گیا ہے۔"  
اس کے ساتھ ساتھ تین مسلح افراد دوڑتے چلے آئے

تھے ایک نے کہا، تم جھک گئے ہو، ہم سب کو یہ بوجھاٹھا بنا چاہیے، آخر یہ ہمارا زخمی ساتھی ہے۔  
فزاناہ پریشان ہو گئی، وہ سبھی کو رانہیں کرکتی تھی کہ کوئی اس کے بدن کو ہاتھ لگائے، پارس اسے اٹھا کر لے جا رہا تھا، تو زخم آ رہی تھی لیکن اچھا بھی لگ رہا تھا، یہ احساس بڑھا ہے، خوش کن تھا کہ کوئی محبت سے اس کا بوجھاٹھا نہ والا ہے، دوسرے تو اسے زخمی سمجھ کر ہمدردی سے اٹھانا جانتے تھے اور وہ ہمدردی کے نام پر کسی کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دے سکتی تھی۔

پارس بھی نہیں جانتا تھا کہ فزاناہ کو ہاتھ لگانے والا کوئی اور ہو پھر یہ کہ اسے ہاتھ لگاتے ہی قاتل جانا کہ وہ لڑکی ہے، وہ دوڑتے ہوئے اور ہاتھ پٹتے ہوئے کہہ رہا تھا، کوئی خاص بوجھ نہیں ہے، بس اب ہم ساحل کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ ایک نے اس کا بازو پکڑ کر روک لیا، دوسرے نے کہا۔

"ملاؤ اسے مجھے دو۔"  
تیسرے نے کہا، تعجب ہے، تم دوسرے زخمی ساتھی کو اس طرح اٹھانے لارہے ہو جیسے یہ کوئی معشوقہ ہو، تم تو تنکے کا نام نہیں لے رہے ہو۔

اس نے مجبور ہو کر فزاناہ کو کانڈھے سے اتار لیا، کھڑی ہو گئی، اس کی کٹھنیں پھلی ہوئی تو بہت پیٹے پھیلے جپان کی جاتی۔ اس نے دو چوٹیاں گوندھی ہوئی تھیں، جنھیں وردی کے گریبان میں شعلوں لیا تھا، پارس کے کانڈھے پر چھوٹنے کے باعث اس کا چہرہ جھکا ہوا تھا، ایک تو چاندی روشنی تھی، دوسرے دھماکوں کے باعث جھڑکتے ہوئے شعلے دور دور تک جزیرے کو روشن کر رہے تھے، ماب شعلوں کا عکس اس کے سینہ چہرے پر پڑ رہا تھا، وہ تینوں حیرانی سے دیکھ رہے تھے، کوئی بات خلاف توقع ہو تو دیکھنے والا چند لمحوں کے لیے اپنے آپ کو بھول جاتا ہے، بس اس لمحے سے پارس نے فائدہ اٹھایا، اس نے اسٹین گن سنبھالی، دوسرے بھی چونک گئے، پارس نے ایک برسٹ مارا، تڑپاڑا کی آواز کے ساتھ دو آدمی چھپتے ہوئے گئے، تیسرے نے پارس کو نشانے پر رکھا، اگر فزاناہ سے ذرا بھی چوک ہوئی تو پارس کی چیخیں بھی آسمان تک جاتیں، پھر واپس سنا نہیں، اسے خطرے میں دیکھتے ہی وہ ایک دم سے تڑپ گئی تھی، جیتختی ہوئی دوڑتی ہوئی آئی اور اس تیسرے آدمی سے لپٹ گئی، بھلا ایک نازک اندام میں اتنی قوت کہاں سے ہوتی ہے کہ ایک ایک سیاہی کو کھڑک کر رکھ سکے، سیاہی نے ایک جھپکے سے الگ کیا، چھپے دھکا دیا، پھر اسٹین گن سنبھالنا چاہی

تو در پر ہو چکی تھی ماس کے منہ پر ایک گھونسا لٹھا۔ دوسری لگ  
 ہاتھوں پر بڑی، اشہین کن ہاتھ سے نکل کر دوڑ جاتی تھی وہ لگوانا  
 ہوا فرزانہ کے پاس آکر گوا۔ اس کے حلق سے ایک پینچ نکلی وہ  
 دین لگ کر تڑپنے لگا پہلے تو پارسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ اس  
 کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، جب وہ تڑپتا ہوا ادا ہوا تو اس کی  
 پشت میں وہ چاقو بوسٹ تھا جو غار میں فرزانہ کے ہاتھ لگ  
 گیا تھا۔

اس نے فرزانہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا یا وہ اٹھ کر گئی، پھر ملوکی  
 سے ہاتھ پھینکا کر بولی "میں خود ہی دوڑتی چلوں گی"  
 وہ پھر دوڑنے لگے۔ یہی کا پٹروں کی آواز سنائی دے  
 رہی تھی۔ ان دھماکوں کی خبر لے کر فرزانہ دوڑ دوڑ کر پہل گئی تھی  
 اس لیے، سہی کا پٹر جزیرے کے آس پاس پرواز کر رہے تھے،  
 ان کی پرواز بہت اونچی تھی تاکہ دھماکوں سے اڑنے والے پتھر  
 ان تک نہ پہنچ سکیں۔ وہ اپنی موٹر بوٹ تک پہنچ گئے، پارسی  
 نے کہا "فرزاوردی آتا رہو"

وہ خود دردی آتا ہونے لگا، اس دردی کے نیچے اپنا  
 لباس اتار دھو کر شرماتے ہوئے بولی "میں نہیں آتا سکتی"  
 پارسی نے اسے دیکھا۔ پھر گھبرا گیا کہنے لگا "مجھ سے  
 جی غلطی ہوئی۔ مجھے پہلے سمجھا نا چاہیے تھا تو تمہیں اپنے لباس  
 کے اوپر دردی پہنچی چاہیے، کیا اس موٹر بوٹ میں کوئی ایسا پڑا  
 ہو گا جس میں تم اپنے آپ کو چھپا سکو اس دردی سے نجات  
 پانا بہت ضروری ہے، اماں لادی فونج، سہی کا پٹر کے ذریعے  
 پہنچنا چاہتا ہے۔ دریا نی آستوں سے بھی فوجی جوان آرہے ہوں  
 گئے اور یہاں سے گزرتے والوں کو روکتے روکتے رہیں گے۔  
 تمہیں دردی میں دیکھ کر گرفتار کیا جا سکتا ہے"

وہ موٹر بوٹ پر آگے، وہ بولی "میں دیکھتی ہوں، شاید  
 کوئی ایسا پٹر اٹل جاسے"

پارسی نے ننگو کو کھولا، پھر اپنی اشارت کر کے آگے  
 ٹرھا دیا۔ وہ پریشان تھی، شرابی تھی، کس طرح دردی آتا ہے  
 اور کس طرح کوئی کپڑا لپیٹ کر چپا کر ڈھانے، پارسی نے  
 اپنی کس شور میں چیتے ہوئے کہا "فرزانہ جلدی کرو، کوئی بھی  
 پیڑ و لنگ پارسی اس طرف آسکتی ہے"

بوٹ کے پھیلے تھے میں جہاں کہانے پینے کی چیزیں  
 رکھی ہوئی تھیں وہاں ایک بڑا سا چادر تھا کپڑا تیار ہوا رکھا  
 تھا شاید وہ اس لیے تھا کہ میں کپکاپک منانے کے لیے زمین پر  
 بیٹھنا ہوتا تو اسے چھپا جا سکتا، وہ بولی "ایک کپڑا ہے، میں نے  
 دردی کے اوپر لپیٹ لینی ہوں"

"ہرگز نہیں، وردی ہر حال میں آتا کر پھینکو"  
 "میں ایسا نہیں کر سکتی۔ یہاں لباس بدلنے کی جگہ کوئی  
 نہیں ہے"

"میرے عقل سے کام لو، ابھی اس طرف ویرانی ہے، تم فوراً  
 لباس بدل لینی ہو، میں وعدہ کرتا ہوں۔ پلٹ کر نہیں دیکھوں گا"  
 اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک بوٹ تیار نہیں کس طرف  
 سے نکل آئی۔ اس میں مسلح فوجی بیٹھے ہوئے تھے، پارسی نے  
 کہا "فرزاوردی بوٹ لٹو"

اُدھر سے لگا کر پوچھا جا رہا تھا۔ ہالٹ، اکون ہے؟  
 اپنی شناخت کرو"

دو دنوں کشتیاں ایک دوسرے کے قریب آرہی تھیں۔  
 پھر آسنے والوں نے ان دونوں کو غور سے دیکھا۔ پارسی نے کہا  
 "مہم بیڑی پارک سے آسنے میں بادھ سے گزر رہے تھے  
 راستے سے جوتنگ گئے"

ایک فوجی نے ڈانٹ کر پوچھا "کیا تمہیں جزیرے سے شے دکھائی  
 نہیں گئے رہے ہیں، دھماکے سنائی نہیں گئے رہے ہیں؟"  
 "انھی دھماکوں کے باعث ہم بدحواس ہو گئے، ہمیں  
 راستہ گھمائی نہیں گئے رہا ہے"

ایک فوجی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اس  
 طرف جاؤ کیا اتھاری موٹر بوٹ میں قطب نما نہیں ہے کیا  
 تم اس سے رہنمائی حاصل نہیں کر سکتے؟"

پارسی نے اپنے سر پر ہاتھ مار کر کہا "اُدھ سو سو ری!  
 میں بدحواسی میں قطب نما سے کام لیتا ہی بھول گیا تھا"  
 وہ فوجی، پارسی سے باتیں کر رہے تھے اور فرزانہ کو دیکھتے  
 بارہے تھے۔ ایک حسین نوجوان لڑکی حرف چاوری میں چھپی ہوئی  
 بے اشتارنگا ہے اس کی طرف اٹھنے لگی تھی۔ پارسی نے بوٹ  
 کی رفتار بڑھائی پھر ان کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ کچھ دیر  
 کے بعد اس نے کہا "دیکھو میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔  
 اب بھی پلٹ کر نہیں دیکھ رہا ہوں، پلیز کسی طرح اس دردی سے  
 نجات حاصل کرو"

پارسی اسے سمجھا بھی رہا تھا اور اس پر غصہ بھی آ رہا تھا۔  
 وہ حالات کی نزاکت کو نہیں سمجھ رہی تھی۔ اگر وہ بیڑی پارک  
 بنیہرت پہنچ جاتے تب بھی وہ دردی ان کے لیے معیبت  
 بن جاتی ہے۔ اسے غصہ آتا تھا کیا اس کے شرمانے  
 کی اداؤں کو میا رہی تھی۔ پارسی کو شاید اس بات کا پوری طرح  
 احساس نہیں تھا کہ فرزانہ کی شرمیلی ادائیں اسے چھپے چھپے  
 ٹوٹ رہی ہیں۔

اب وہ پارک کے ایسے حصے سے گزر رہے تھے جہاں  
 منہنی کشتیاں آتی جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ سب افراد فوجی  
 میں تھے اور پانچ اپنی موٹر بوٹ تیز رفتاری سے دوڑاتے جا  
 رہے تھے اگرچہ وہ سب جزیرے سے دور نکل گئے تھے  
 لیکن دھماکے سنائی دے رہے تھے۔ پیڑ و لنگ پارسی کا فون  
 کے ذریعے ہدایات دیتی پھر رہی تھی یا لائگ آئی لینڈ کی طرف  
 رخ کرنے کے لیے کسر رہا تھی۔

آخر وہ بیڑی پارک پہنچ گئے، پہلے ہی دھماکے کی آواز  
 نیو پارک میں دوڑ دوڑتے سنتی تھی۔ اعلیٰ لی بی کے ماتحت  
 اس جزیرے کی طرف جانا چاہتے تھے لیکن فوراً ہی پانڈیاں  
 ماند کر دی تھیں کسی موٹر بوٹ کو وہاں سے جانے کے  
 اجازت نہیں مل رہی تھی۔ کنگ فرزانہ بھی اپنے خاص اوپر  
 کے ساتھ وہاں پہنچ گیا تھا۔ سب ہی شوش میں مبتلا تھے۔  
 مسائل پر پولیس کے علاوہ فوجی جوان اور جاسوس بھی تھے۔ وہ  
 تمام موٹر بوٹس کو چیک کر رہے تھے، جو بھی دریا کی طرف سے  
 والیوں کو اٹھا، اس کا نام، پتا اور اس کے کاغذات دیکھ  
 رہے تھے۔

ان کی موٹر بوٹ ساحل سے آکر لگی۔ ہر طرف لوگوں کے  
 پھیلے تھے، ان میں عمر میں زیادہ نظر آ رہی تھیں۔ جب ان کی موٹر  
 بوٹ پہنچی تو دروں اور دروں کی نظریں فرزانہ پر جم گئیں۔ وہ چہرہ  
 ایک چادر لپیٹے ہوئے تھی۔ پارسی موٹر بوٹ سے اٹا لیکن وہ آتے  
 دیکھی جا رہی تھی، وہ موٹر بوٹ پر کھڑے رہ کر توازن نہیں  
 سنبھال سکتی تھی۔ پارسی نے اسے سہارا دے کر کھڑا کیا پھر  
 اچانک ہی اسے دونوں بازوؤں میں اٹھالیا، اس کی اوپر کی  
 سانس اور درہ گئی، اگر اسے معلوم ہوتا کہ وہ اس طرح بازوؤں سے  
 اٹھائے گا تو فوراً ہی بیٹھ جاتی لیکن اب تو وہ سارے لوگوں کے  
 سامنے تاننا بن گئی تھی۔

فرزانہ کے بدن پر لپٹی ہوئی چادر سوائے نشان بن گئی  
 تھی۔ عمر میں سکارا رہی تھیں، مردوبھی ایک دوسرے کو منہ تیز  
 نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ جب پارسی نے اسے دونوں  
 بازوؤں میں اٹھایا تو سب کے سب تالیاں بجانے لگے۔  
 فرزانہ نے آنکھیں بند کر لی تھیں، دونوں ہاتھوں سے  
 چہرے کو چھایا تھا، شرم سے سر جباری تھی۔ پارسی اسے  
 بازوؤں میں اٹھائے دوپٹا پہنوں کے درمیان میں رہا تھا۔ اگر  
 زمین میں گرا جا رہا تھا۔ وہ بے چاری مفت میں بدنام ہو رہی تھی  
 اگر وہ اسے دردی آتا رہے تو اسے چادر لپیٹنے پر مجبور کرتا تو لوگوں  
 کو غلط فہمی نہ ہوتی۔

وہ ایک دفتر میں بیٹھے۔ اعلیٰ لی بی کے دوران تحت دفتر کے  
 باہر کھڑے ہوئے تھے۔ کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی صرف  
 کنگ فرزانہ اپنے وسیع تعلقات کی بنا پر پہلے ہی اندر جا بیٹھ  
 گیا تھا۔ باہر سے تالوں کی آواز سن رہی تھی۔ پارسی نے  
 اس کے کان کے قریب منہ لے جا کر کہا "جو کچھ ہو رہا ہے  
 اس کا مجھے بہت اشوک ہے۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔ کبھی  
 سوچ بھی نہیں سکتا تھا، ایسے حالات ہوں گے، دیکھو ہم دفتر  
 کی چادر دھاری میں آگئے ہیں، ہاتھ پٹا ڈرا چھین کھولو میں تمہیں  
 زمین پر اتار رہا ہوں"

اس نے آتا دیا۔ وہ کھڑی تو ہو گئی لیکن اس کے ہاتھ  
 اسی طرح چہرے پر تھے۔ وہ منہ پھیلانے ہوئے تھی۔ پارسی ایک  
 آفسیروں کے کاغذات دکھانے لگا۔ کنگ فرزانہ ڈرتے کہا۔  
 "فیوری کیا تمہی تک ان دھماکوں سے ڈر رہی ہو، ہاتھ پٹا ڈرا  
 خوفزدہ بہرے کی کوئی بات نہیں ہے، تم بالکل محفوظ ہو"  
 پھر وہ پارسی کے شانے کو تھپک کر بولا "بیٹھے امن نے  
 میرا برسوں کا خواب لورا کر دیا، لیے تو میں تھا ہے باپے دونوں  
 کے رشتے کی بات کر دوں گا لیکن یہ شادی سے پہلے..."

وہ اپنی بات چھوڑ کر دفتر لگانے لگا فرزانہ دہشتے میں  
 اس کی تو اس تھی، اس کی منتی جی کی بیٹی تھی اور وہ اپنی ہمدردی  
 مطابق بہت خوش ہو کر تھم لگاتے ہوئے ایسی باتیں کر رہا  
 تھا کہ ایک فرزانہ نے بیچ کر کہا "نہیں" اور اس کے ساتھ  
 ہی اس نے اپنے چہرے پر سے ہاتھ ہٹا دیا چہرہ آنسوؤں سے  
 بھیگ رہا تھا، وہ دوتے ہوئے کہہ رہی تھی "ایسی کوئی بات  
 نہیں ہے۔ میں تمہاری بیٹی جیوری کی طرح بے غیرت نہیں ہوں، وہ  
 میری ماما ہوئی تو کیا ہوا اس نے بزرگوں کے اعتقاد کو دھوکا  
 دیدہ جسم اور جان، دل اور وہ ارمان جو ایک عورت صرف  
 اپنے مرد کے لیے بنا کر رکھتی ہے، اسے کسی دوسرے کے  
 حوالے کیا میں ایسی بے غیرت نہیں ہوں، میں کسی بنا کر رشتے  
 کے بغیر کبھی کسی کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دے سکتی، یہ  
 میری بدبھنی ہے کہ میں بے چادر لپیٹ کر گناہ گار کہلانے لگی  
 جب کہ بے چادر عورت کی عزت اور اس کا تان ڈھانچا ہے، میں  
 نے کچھ نہیں کیا ہے، میں نے کچھ نہیں کیا ہے، مجھے بدنام نہ کرو۔  
 تم عورت کو ایسی نظروں سے دیکھتے ہو، خدا کے لیے چادر کو توئی نظر  
 سے نہ دیکھو"

وہ بول رہی تھی اور دردی تھی، تمام آفسیروں سے حیرانی  
 سے دیکھ رہے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس میں سے  
 رونے کی کیا بات ہے، وہ لوگ فرزانہ کو ایسی نظروں سے

دیکھ رہے تھے جیسے کسی احمق لڑکی کو دیکھ رہے ہوں، لنگ  
فریادوں کی نظر میں جھک گئی تھیں۔ اسے اپنی بیٹی کی گمراہی یا د  
آگئی تھی اور پارس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، اس صرح فریاد کو  
دلاسا نہ کسی طرح اس کے آنسو بولے۔ وہ جزیرے سے  
ایک بہت بڑی بازی جیت کر آیا تھا اور ایک لڑکی کے آنسوؤں  
سے مات کھا رہا تھا۔

جب جزیرے میں پہلا دھماکا ہوا، اسی وقت اعلیٰ بی بی  
نے ہٹ لائن پر فرانس کے ایک اعلیٰ حاکم کو اطلاع دی کہ فریادوں  
رابطہ قائم کرنے کے لیے کہا جائے۔ اس حاکم کے ذریعے جی  
فرن نمبر پر یہ پیام بھیج دیا گیا تھا لیکن میں گھر میں موجود نہیں  
تھا۔ پارس اڈل کے ساتھ اسپتال میں تھا، پھر اس کا علاج  
ہو رہا تھا اس کے اندر سے زہر ختم کر دینے کے سلسلے میں  
کئی ڈاکٹر سرجرل ہٹ گئے تھے۔ اور اس سلسلے میں  
بحث کر رہے تھے جب مجھے اطلاع ملی تو کافی دیر ہو چکی تھی۔  
میں نے اعلیٰ بی بی کو مخاطب کیا: "بہنو، حیرت تو ہے؟"

"ہاں، ابھی تک میں گھبرائی ہوئی تھی، پارس کا کچھ پتا  
نہیں تھا، مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ بحیرت والیں آگیا ہے؟"  
میں نے حیرانی سے پوچھا: "کہاں سے والیں آگیا ہے؟"  
اس نے مجھے مختصر طور پر بتایا کہ کس طرح پارس لنگ  
فریادوں کی بیٹی فریاد کے ساتھ جزیرہ آ رہی تھی اور وہاں دھماکے  
ہونے لگے، اب آدھر منگھا کی حالت کا اعلان کر دیا گیا ہے۔  
فریادوں کی بیٹی کا پٹروں میں جزیرے کے اطراف منگلا ہے  
ہیں، جو کشتیاں آدھر سیر و فریاد کی عرض سے گئی تھیں، انھیں  
فریادوں میں بھیجا جا رہا ہے، بہر حال اب مجھے اطمینان ہے کہ  
ایک ماتحت نے اطلاع دی ہے کہ پارس فریاد کے ساتھ  
بحیرت والیں آگیا ہے۔"

"جزیرے میں دھماکے کیسے ہو رہے ہیں؟"  
میں حیران ہوں، ہمارے جیسے نے وہاں قدم رکھا ہے اور  
یہ سب کچھ ہونے لگا ہے۔ تم اس سے رابطہ قائم کر کے معلوم کر  
سکتے ہو؟"  
میں خیال خواتی کی بردار کر کے اپنے بیٹے کے پاس جانا  
چاہتا تھا، اسی وقت مجھے برائی سوج کی خبر محسوس ہوئی، میں نے  
پوچھا: "کون ہے؟"

سیر ماسٹر کی آواز سنائی دی: "فریاد بہت پھٹاؤ گے  
میں تمہارے ایک ایک ٹیکہ پتیجی جانے والے کو اور تمہارے  
خانہ کے ایک ایک زندہ کو کچی کچی کر کے کھانے کا مٹا چاہتا  
تھا، تم لوگوں کو تڑپا تڑپا کر زندہ رکھوں لیکن تم سب میرے

لیے خطرناک ہوتے چاہیے ہو۔"  
میں نے پوچھا: "آخریات کیا ہے؟"  
"جان بوجھ کر انجان، نہ تو تمہارے جزیرہ اس میں تباہی پ  
دی ہے، میری ٹرانسفارمیشن اور نقشے کو تباہ کر دیا ہے؟"  
میں نے ایک دم سے خوش ہو کر پوچھا: "کیا سچ ک  
رہے ہو؟"

"یوں ایجنٹ نہ کرو، میں تمہارے فریاد کو خوب سمجھتا ہوں،  
"دیکھو سیر ماسٹر، یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ میں نے اس  
انجام دیا ہوتا تو سینہ ٹان کو تم سے کتا کر ٹرانسفارمیشن کسی  
کے باپ کی جاگ نہیں ہے۔ یہ ہمارے درمیان طے ہو چکا ہے،  
جو بھی اسے حاصل کرے، جو بھی اسے تباہ کرے لہذا انہوں  
نے اسے تباہ کر دیا ہوتا تو تم سے ڈرنے یا کسی طرح دینے کو کافی  
بات نہیں تھی، تم ہوش میں نہ آؤ، ذرا سہولت سے جاؤ، فریاد  
کیوں الزام دے رہے ہو؟"

"اس ٹرانسفارمیشن کو اور ہمارے خفیہ ڈسٹے کو دفن  
ٹیکہ پتیجی جانے والا ہی تباہ کر سکتا ہے؟"  
"تمہارا الزام زیادہ درست ہے، کیا تو وہ ہے پچھل  
جنگ عظیم میں بہت سے نامور سائنس دانوں نے بہت سے  
خفیہ اور خطرناک ڈسٹوں کو تباہ کر دیا، وہ ٹیکہ پتیجی نہیں جانتے  
تھے، تم کوئی قوت پیش کر دو گے؟"

"اس ڈسٹ سے جاہ آدمی زخمی حالت میں ملے ہیں، انھیں  
طبی امداد پہنچانی جا رہی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ تم خیال خواتی نے  
ذریعے اپنے دوا کاروں کے دماغوں میں موجود تھے، ان دو  
آلہ کاروں میں ایک نوجوان لڑکی اور ایک نوجوان لڑکا تھا؟"  
اس کی بات سنتے ہی میرا دل لنگ فریادوں کی بیٹی اور  
اور اپنے بیٹے پارس کی طرف گیا، چون کہ یہ میرا چھوٹا خیال تھا،  
اس لیے میں نے فریادوں کو پتہ لگایا، تاکہ سیر ماسٹر لنگ فریاد  
پر بڑھ نہ دوڑے۔ میں نے پوچھا: "سیر ماسٹر! میں تمہیں  
نہیں یقین دلاؤں کہ میں خیال خواتی کے ذریعے تمہارے کسی  
خفیہ ڈسٹے میں موجود نہیں تھا، میری سمجھ میں نہیں آتا، یہ کیا  
چلتا ہے۔ ذرا عقل سے سوچو، اگر مجھے اس خفیہ ڈسٹے  
بارے میں معلوم ہوتا تو میں کسی بھی آلہ کار کو دیا بیٹھنے کی  
رحمت کوئی گوارا کرتا، تمہارے ہی کسی آدمی کو پتہ لگا کہ کار  
بنالیا؟"

"یاد رہے، ذرا عقل سے سوچو، اگر مجھے اس خفیہ ڈسٹے  
کیا وہ غلط بیان دے رہے ہیں جب کہ وہ پورے ہوش  
حواس میں ہیں؟"

میں نے کہا: "میں تم سے کسی طرح کم تر نہیں ہوں، تم  
سے خوف زدہ نہیں ہوں۔ تمہارے مرعب دودبے میں میں  
ہم، اگر تم مجھ پر جھوٹا الزام دے کر کوئی انتقامی کارروائی کرنا  
چاہتے ہو تو میں اس کے لیے تیار ہوں، لیکن یہ بات خدا کو حاضر  
بنا کر جان کر کہتا ہوں، میں یا میری کوئی خیال خواتی کرنے والا ساتھی  
کبھی اس خفیہ ڈسٹے میں نہیں گیا اور نہ ہی ہم میں سے کسی نے  
اپنے آلہ کار کو دہاں بھیجا ہے اور وہاں خیال خواتی کا مظاہرہ  
کیا ہے؟"

"چند لمحوں تک خاموشی رہی، پھر سیر ماسٹر نے کہا: "میں  
جاتا ہوں، تم کسی کے ہاؤ میں نہیں آتے، نہ ہی کسی کی دھمکی سے  
خوف زدہ ہوتے ہو، اس ٹرانسفارمیشن اور نقشے کی تباہی کا  
مشن تمہارے لیے بہت اہم تھا، اس اہم کامیابی کو تم بھی پتیجی  
والے نہیں تھے، لیکن میں حیران ہوں، یہاں خیال خواتی کا مظاہرہ  
کس نے کیا؟"  
"میں کیا کر سکتا ہوں، تمہارے آدمیوں کو غلط فہمی ہو سکتی  
ہے، میرے پاس تین خیال خواتی کرنے والے ساتھی ہیں، تمہارے  
پاس سچے ساتھی ہیں، کیا تم ان کے علاوہ بھی کسی سنے دشمن  
خیال خواتی کرنے والے کے متعلق سوچ سکتے ہیں یا یقین  
کر سکتے ہیں؟"

"سیر ماسٹر نے کہا: "ہرگز نہیں، وہ آخری ٹرانسفارم  
مشین تھی جو تباہ ہو چکی ہے، اتنی بڑی دنیا میں صرف دو  
خیال خواتی کرنے والوں کی بیٹیاں ہیں، ایک تمہاری، ایک میری  
تیسرا کوئی نہیں ہو سکتا؟"

"میں نے کہا: "اگر ایسی بات ہے تو پھر میری بات یاد  
رکھو، آج نہیں تو کل تم پر اس بات کا انکشاف ہوا کہ تمہارے  
ہی کا خیال خواتی کرنے والے ساتھی نے تمہارے ساتھ ڈسٹ  
چال چا ہے؟"

"میں نہیں مانتا،"  
"نہ تو یقین عقل ساتھ دنا چاہے تو ذرا غور کرنا اور  
یہ سچا کہ تمہارے بعد کس شخص کو سیر ماسٹر بنا یا بلانے کا ادار  
کے کیا اخراجات ہوں گے؟"  
"تم کو کیا چاہتے ہو؟"  
سیر ماسٹر نے کہا: "جو لوگوں کو خود بخود سمجھ سکتے ہو، تمہارے بعد جو شخص  
کو ٹرانسفارمیشن سے کچا جس رکھتا ہے وہ کبھی یہ نہیں جانتے گا  
کہ اس ٹرانسفارمیشن سے کون ایسا شخص ٹیکہ پتیجی کا علم حاصل  
کے گا، اس لیے معمولی علم کے علاوہ دوسری صلاحیتوں میں بھی  
اس سے بڑھ کر، اگر تمہیں موت کو ماننے کا ہنر آ جانتے حالانکہ

ایسا ناممکن ہے لیکن فرض کر لیا جائے کہ تمہیں موت کو ماننے  
کا ہنر آ گیا ہے تو کیا تم چاہو گے کہ کوئی دوسرا بھی دیکھ لے؟"  
"ہم بھی ایسا نہیں چاہتے کہ کوئی ہم سے کچھ زیادہ دیکھ  
کر بڑھو جاسے، اس نے کہا۔"

"لہذا تمہاری اس آخری ٹرانسفارمیشن اور نقشے کی تباہی  
کا ذمہ دار وہی شخص ہے جو آئندہ سیر ماسٹر بننے والا ہے؟"  
"وہ پھر چھپ رہا، شاید کچھ سوچے، پتا نہیں میں نے کہا: "تم  
شکایت کرنے میرے پاس چلے آئے، میں کس سے شکایت  
کروں، تمہارا ایک ٹیکہ پتیجی جاننے والا ماتحت یہاں آکر میری  
ہوادہ دہی کر رہا تھا، کوئی ڈسٹ پارس اس کے لیے بہت اہم ہے  
اور وہ ڈسٹ مارا گیا ہے؟"

"اس نے جواب دیا: "فریاد، اپنے قوموں نے فیصلہ کیا تھا  
کہ تمام بڑے بڑے ممالک کو خیال خواتی کے ذریعے نقصان  
پہنچانا جاؤں اور اس کا الزام تم پر آتا ہے، پھر میں نے  
سوچا، اپنے تمہارے رشتے داروں سے منٹا چاہیے، رشتے  
داروں میں سونیا، اعلیٰ بی بی، بیوی کے علاوہ تمہارے خیال  
خواتی کرنے والے ساتھی ہیں، پھر تمہاری شریک حیات  
رہتی ہے اور اس کے دو بیٹے، میں نے سوچا ہے، اپنے  
تمہارے ان خون کے رشتوں کو چھوڑا جائے اور انھیں اس  
حد تک نقصان پہنچایا جائے کہ یہ اپنا جو بھی زندگی گزارنے  
نہیں، تمہارا ایک بیٹا یا اس اول ہماری نظروں میں آگیا ہے  
لیکن پارس دو دم کا سراغ ابھی تک ہمیں نہیں مل سکا  
اسے بھی ہم ڈھونڈ لیا لیں گے، پھر اسے اپنے نظروں سے  
گزاریں گے، تم لوگوں کی زندگی میں حرام ہو جائیں گی، تم میرے  
پاس آؤ گے اور اگر کوئی اگر انکار کرے گا، زندگی کی جھلک  
مانچو گے، پھر میں پوچھوں گا، میرے باپ ماسٹر بنے  
ہلاک کرتے وقت تمہارے دل میں ہمدردی کیوں نہ پڑائی؟"

"میں نے تمہارے باپ کو نہیں چھوڑا، تمہارا باپ  
خود میرے ملک میں آیا تھا اور میرے پیچھے لگا تھا، بہر حال  
میں اپنی طرف سے صفائی پیش نہیں کروں گا، تمہارے جو بھی ہیں  
آتا ہے کہ وہ میں جو اپنی اقدامات کے لیے تیار ہوں، میں طرح  
ایک بنیام میں دو توارس نہیں رہ سکتی، اسی طرح اس دنیا میں دو  
ٹیکہ پتیجی جانتے والی پارٹیاں نہیں رہ سکیں گی، کسی ایک کو فنا  
ہونا ہے؟"  
سیر ماسٹر نے کہا: "تم اپنی بوری تم کے ساتھ رفتا ہو  
جاؤ گے؟"



اور میں کہتا ہوں، ہم دونوں ہی ٹائپوں کے تقاضوں  
 خدا سے بزرگ و برتر کے لیے ہے۔ اب جاؤ یہاں سے۔  
 میں نے سانس روک لی، تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر  
 اندر سے قہر کا ایک سندر تھا جو میری ماں رہا تھا۔ اگرچہ اس  
 بات کی تصدیق نہیں ہوتی تھی کہ میرے بیٹے نے ہی وہ ٹرانسفارمر  
 مشین تیار کی ہے لیکن مجھے یقین تھا میں نے خیال خوانی کی پر از  
 گی، اپنے بیٹے کے دماغ میں پہنچا، آسان سے جگہ تک تھی کہ میں  
 رسوائی دہل چلے سے موجود تھی، وہ دماغ فرقتا اپنے بیٹے کی غیرت  
 معلوم کرنے کے لیے اس کے پاس پہنچ گیا کہ تھی، وہ پوچھ  
 رہی تھی، بیٹے کا یہ لڑکی بہت خوبصورت ہے؟  
 ماما! اسے مقابلہ میں بھیجے گا ارادہ نہیں ہے میں  
 نہیں جانتا، خن کے کتے ہیں، ہاں یہ ضرور ہوں گا کہ اس میں خن  
 سیرت ہے؟

”مجھے اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ بتاؤ“

پارکس تانے لگا کہ اس طرح اس نے پہلی بار اسے  
 بلگ فرمائندہ کے ساتھ دیکھا تھا، جس طرح اس سے دوستی  
 ہوئی اور وہ جزیرہ ارس کی طرف گئے، پچھ اس دوران جزیرے  
 میں شیطان نبر جو ہے سگماؤ ہو گیا، وہاں انکشاف ہوا کہ اس  
 خفیہ آڈے میں ٹرانسفارمر مشین چھپا کر رکھی گئی ہے اور  
 وہاں اس کا نقشہ بھی موجود ہے، اس نے جان کی بازی لگائی  
 اور اس آڈے کو ٹرانسفارمر مشین سمیت تیار کر دیا۔

حسب پارکس نے اس بات کی وضاحت کی کہ فرزانہ کس  
 طرح چادر کی وجہ سے ہند نام ہو رہی ہے تو رسوائی نے کہا۔  
 ”وہ اتنی وہ مفت میں بدنام ہو رہی ہے، کیا تم نے اسے تسلیاں  
 دی ہیں؟“

”میں نے زندگی میں کبھی لڑکی سے بات نہیں کی۔  
 مجھے نہیں معلوم، ایسے وقت کیا کرنا چاہیے کہ کتنا چاہیے میں  
 نے اپنی دلالت میں اسے سمجھا یا ہے۔ اگرچہ اس کے آنسو ٹھونکنے  
 میں لیکن وہ بہت ادا اور دل برداشتہ ہے، اس کے دل پر  
 بدنامی کا لہر چھ ہے؟“

”کیا وہ تمہیں بہت پسند ہے؟“

وہ خاموش رہا، رسوائی نے مسکرا کر کہا ”اس سے بات  
 کرو اور اس کی آواز سن کر میں اس کے پاس جاؤں گی اور اسے پیار  
 سے سمجھاؤں گی“

”اشلی جنس والے لگ فرمائندہ کے پیچھے بڑے رہتے  
 ہیں، اگر شہر ماسٹر کنگ فرمائندہ کے دماغ میں پہنچ کر تو اس  
 کے ذریعے معلوم کر لے گا کہ فرزانہ علی تیمور کا بیٹا اس کی بیٹی

کے ساتھ گھومتا پھر تیار ہے اور وہی جزیرے میں گیا تھا۔  
 ”تمہارے ذہن سے جو ہم کام تھا وہ تم نے انجام لے لیا  
 اب واپس آ جانا چاہیے۔“  
 ”میں بھی یہ سوچ رہا ہوں لیکن فرزانہ کو چھوڑ کر نہیں  
 آؤں گا۔“

”میں کب کہتی ہوں، اسے چھوڑ دو۔ میں تم دونوں کی  
 واپسی کا انتظام کرتی ہوں۔ تمہارے پاس سے بات کروں گی،  
 کتنا ہے وہ بڑے بڑے ذرائع اختیار کر کے کل کی فرمائندہ  
 سے تمہیں اپنے پاس ہوں۔“

”میں نے کہا، اپنی ماں کو فرزانہ کی آواز سنا دو اور میرے  
 اپنے دماغ میں رہتے دو، دیکھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔  
 اس نے فرزانہ کو مخاطب کیا اور کہا، میری ماما اور ابا  
 ہمارے درمیان موجود ہیں، وہ تمہاری آواز سن کر تمہارے پاس  
 آنا چاہتے ہیں۔“

وہ فرزانہ کی آنکھ کو کھڑی ہو گئی۔ پھر سہرا جگا کر ہاتھ پٹا  
 ہونے شروع کیا، انداز میں آواز کہا، لیکن رسوائی نے اس کے  
 دماغ میں پہنچتے ہی وہ خیر ساری دماغ میں دی ہوں گی، اس کی باہم  
 لیتی رہی ہوگی، میں نے پارکس سے کہا، ”تھوڑی دیر پہلے فرزانہ  
 میرے پاس آیا تھا۔ وہ الزام دے رہا تھا کہ میں خیال خوانی نے  
 ذریعے اس فائرس موجود تھا اور میں نے ہی وہ ٹرانسفارمر  
 تیار کیا ہے۔“

پارکس نے مسکرا کر کہا ”آپ پر الزام آنا ہی تھا، اس  
 آگیا۔“

”کیا مطلب؟“

پارکس نے مجھ سے کہا کہ متعلق تفصیل سے سب کو  
 بتا دیا میں نے خوش ہو کر کہا، بہت بوقت ایسی حاضر دماغی کا  
 دیتے ہو جس کی پہلے سے توقع نہیں کی جا سکتی، میں نے ہنر  
 خوش ہوں، پہلی بار تم نے ایک مہرے کو کوئی مار کر زندہ شمش  
 زبان کھلوائی اور آج تم نے میرے کانڈھے پر بند و پارک  
 کر لوائی، شیلی بیٹی بھی نہ جانتے ہوئے بھی شیلی بیٹی کی ہمش  
 طاری کر دی، شامائیں، اللہ تمہیں ہر بلا سے محفوظ رکھے اور  
 باقی عمر بھی تم دونوں بیٹیوں کو لگ جائے آمین۔“

یہ سوج لیا سارا منادانی ہوتی ہے کہ یہ ماسٹر خاموش  
 ہو گا کہ کسی کو ایک شے میں اختیارات مل جائیں تو وہ خاموش  
 نہیں بیٹھتا۔ ان تمام اختیارات کو استعمال کر کے اپنے دل کا  
 خباں نکالتا ہے، پھر یہ ماسٹر کو تو شیلی بیٹی کے ذریعے

ساری دنیا پر حکومت کرنے کے اختیارات حاصل ہو گئے  
 تھے، میں اس کے راستے کا کاٹتا تھا، وہ مجھ سے اپنے باپ  
 کے لڑنے کا انتقام ہر حال میں لینا چاہتا تھا، میری پوری ٹیم کو تیار  
 کر دیتا چاہتا تھا، ایسی صحبت میں وہ بھلا خائن نہیں کیسے رہ  
 سکتا تھا۔

”میں نے اسرائیلی حکومت سے ہار دوستی کرنے کے  
 لیے پورے کوششیں کر لیں اور ہارنا نام رہے، آخری بار  
 شیلی کی موت نے ہمیں یہ اچھی طرح سمجھا دیا کہ میری کبھی  
 مسلمان کے ہونے میں نہیں ہوں گے اور ان سے دوستی بالکل  
 ایسی ہی ہے جیسے کوئی آگ سے دوستی کرے۔“

موجودہ سپر ماسٹر نے سب سے پہلے اسرائیلی حکام  
 کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا۔ یوں تو فرزانہ سے ہم سے  
 دونوں ملکوں کے درمیان گہرے تعلقات، گرمی دوستی اور  
 گہرا رشتہ چلا آ رہا تھا، رشتہ اس طرح کہ اس ملک اسرائیلی  
 حکومت کو جرم دیا تھا، اور ان سے قرب و جوار کی اسلامی  
 ملکوں کے سرور پرستی تواریک طرح لٹکا کر چھوڑ دیا تھا۔  
 موجودہ سپر ماسٹر کا باپ ماسٹر پورٹو ہے یہودی تھا۔  
 اس نے سوچ رکھا تھا کہ شیلی بیٹی کے ذریعے اپنی یہودی قوم  
 کو فائدہ پہنچائے گا لیکن اس سے پہلے ہی وہ میرے ہاتھوں  
 سے مارا گیا تھا، اب اس بات کا عدا اس کا بیٹا کر چکا تھا، اپنی  
 یہودی قوم کو شیلی بیٹی کے ذریعے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے  
 لیے اس نے دہشتناک معاہدہ کر چکا تھا۔

معاہدے کی سب سے پہلی شرط یہ تھی کہ اعلیٰ حکام اور ملازم  
 کلب والے بھی اس بات کا اعتراف نہیں کریں گے کہ سپر ماسٹر  
 شیلی بیٹی جانتا ہے اور اس سے اسرا بیٹیوں کے خاص مراسم ہیں۔  
 اگر فرزانہ اس کے شیلی بیٹی جانتے والے ساتھیوں نے  
 کبھی اسرا بیٹیوں کو انابن لڑائی نقصان پہنچایا تو اس کے جواب میں  
 سپر ماسٹر شیلی خوانی کے ذریعے فرانس کی حکومت کو یا ایسی ہی  
 حکومت کو جو فرزانہ کی حمایت ہے، زبردست نقصان پہنچانے کا اس  
 مسئلے میں اسرائیلی حکام یہ بیان دیں گے کہ فرزانہ اور اس کے ساتھی  
 شیلی بیٹی کے ذریعے ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں اور ہم شیلی بیٹی جانتے  
 ہونے اپنی حکومت علی کے ذریعے انتقامی کارروائی کرتے ہیں۔

معاہدے کی رو سے اگر اسرائیلی اعلیٰ عہدے، فرزانہ علی تیمور  
 یا بااہما حب کے ادا کے سے متعلق کوئی اہم معلومات فراہم کریں گے  
 تو سپر ماسٹر اس کے بدلے اسرائیلی حکومت کے لیے کسی دشمن  
 کھسکا کر معلوم کرے گا۔  
 اگر وہ فرزانہ علی تیمور کی کسی ساتھی عورت کو یا اس کے

بیٹیوں میں سے کسی کو اغوا کریں گے تو سپر ماسٹر اس کے بدلے  
 اسرائیلی کی اہم شخصیتوں کو دشمن ملکوں کی قید سے رہائی دلائے گا۔  
 فرزانہ علی تیمور کی ساتھی عورتوں اور اس کے دونوں بیٹیوں  
 کے متعلق سپر ماسٹر کی خاص ہدایت یہ تھی کہ انھیں اغوا کرنے کے  
 بعد کبھی جان سے نہ مارا جائے بلکہ ایسی آڈے میں دی جاتی رہیں کہ  
 وہ زندگی کی جگہ مانگتے رہیں اور انھیں زندگی لے نہ سوت۔

سپر ماسٹر نے جزیرہ ارس میں ٹرانسفارمر مشین کی تباہی  
 کے بعد فیصلہ کر لیا تھا، اب اپنے کسی ماتحت شیلی بیٹی جانتے  
 والے کو ایسی کوئی ڈٹے والی نہیں دے گا کہ سب سے پہلے وقت کسی  
 ذکی ہونے پر فرزانہ یا اس کے ساتھیوں سے ٹکرانے کا امکان ہو،  
 اگرچہ اس بات کا ثبوت نہیں مل رہا تھا کہ وہ آخری ٹرانسفارمر  
 مشین بھی فرزانہ نے تیار کی ہے، تاہم اس ٹرانسفارمر مشین.....  
 کے ساتھ ایک شیلی بیٹی جانتے والے شیطان کی موت نے  
 اسے چوکنا کر دیا تھا، باقی باج شیلی بیٹی جانتے والے شیطانوں کو وہ  
 بے موت مرنے کے لیے کہیں سوچے سمجھے بغیر کرے نہیں بڑھا سکتا  
 تھا، پھر اس میں برہمنی بیٹی جانتے والا، پارکس اول اور جو جو کے  
 پیچھے بڑھا تھا، شہر ماسٹر نے اسے بھی واپس بلانا تھا۔

اب اس کی حکمت عملی تھی کہ اسرائیلی اینٹیٹوں اور جاسوس  
 کے ذریعے میری ساتھی عورتوں اور میرے دونوں بیٹیوں کو پریشان

یہ کہیں کسی جوت کی بیٹیوں کے گناہ کو لے کر کہنے کے قابل بناتی ہے

شہر فریبانی  
 مسند  
 کے قلم

فرزانہ علی تیمور کی تفصیلات

یہ کہیں کسی جوت کی بیٹیوں کے گناہ کو لے کر کہنے کے قابل بناتی ہے

تفصیلات

ان خصوصیات کے لیے جو آپ کو حکومت چاہتی ہیں  
 اور ان کے حوالے سے جو معلومات کو سمجھنا چاہتی ہیں،  
 یا آپ کو ان کے بارے میں مزید جاننا ہے،

111

کیا جائے اس نے حکومت برطانیہ سے درخواست کی کہ فرادلی تیسرا اور اس کے تمام ساتھیوں کو برطانیہ کی زمین پر قدم رکھنے کی اجازت نہ دی جائے۔ برطانوی حکومت نے جواب دیا۔ فرادلی سے نہ ہاری دوستی ہے نہ دشمنی ہے۔ ہم خود خواہ اس سے چھوڑ چکا کرنا نہیں چاہتے۔

سپر سائرن نے کہا: میری معلومات بہت وسیع ہیں۔ سیرس جاسوس بہت دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی اطلاع کے مطابق فرادلی تیسرا تھا جسے ملک کے کسی اہم شخص کو زبردست نقصان پہنچانے والا ہے۔ اس نقصان سے صرف میں ہی بچا سکتا ہوں۔ ہم کیسے یقین کر لیں کہ فرادلی خواہ مخواہ ہمیں نقصان پہنچانے والا ہے؟

”جب وہ نقصان پہنچانے کا تب تمہیں یقین آئے گا پھر میں پوچھوں گا کیا مجھ سے دوستی کرے ہو۔ اگر دوستی کرے تو میں تمہاری طرف سے انتہائی کارروائی شروع کروں گا اور اس یقین کے ساتھ کہ وہ آئندہ تمہیں بھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

حکومت برطانیہ خواہ مخواہ مجھ سے دشمنی مول لینے کو تیار نہیں تھی لیکن سپر سائرن نے مجھ کو دیا اس کا ایک مسافر فرادلیا لہذا سے بنکاک جا رہا تھا۔ چاکا ایک اس کے پائلٹ نے کنٹرول ٹاور کو اطلاع دی کہ فرادلی تیسرا اس کے دماغ میں گھس آیا ہے۔

وہ دھکی رہا ہے۔ اگر حکومت برطانیہ نے اس کا مطالبہ پورا نہیں کیا تو اس جہاز کو تباہ کر دیا جائے گا۔ یہ تیرا لینڈنگ کے ذمے دارا فرادلی کا پہنچائی گئی انھوں نے پوچھا: فرادلی کا مطالبہ کیا ہے؟

”تمہارے کے پائلٹ نے کہا: فرادلی کا مطالبہ اسرائیلی حکام سے اس کی عبوری شہر شیا کو حرام موت مرنے پر مجبور کر دیا۔ اب وہ انتقام لینا چاہتا ہے اور حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے ملک سے تمام یہودیوں کو نکال دے۔“

جواب ملا: یہ ناممکن ہے۔ یہودی یہاں کے کاروباریں چھلانے ہوئے ہیں۔ انھیں نکالا جائے گا تو یہاں کی معیشت تباہ ہو جائے گی۔ بہت ہنگامہ ہو گا۔ خاتہ پختہ شروع ہو جائے گی۔ فرادلی کو ذرا عقل سے کام لینا چاہیے۔ ایک طیارے کے پائلٹ کے ذریعے اپنا مطالبہ منولنے کا یہ کوئی دانش مندانہ طریقہ نہیں ہے۔ ہم فرادلی تیسرا سے درخواست کرتے ہیں وہ ہمارے پاس خیال خانی کے ذریعے آئے اور اس مسئلے میں کوئی مناسب سمجھو تا کرے۔“

پائلٹ نے کہا: فرادلی تیسرا کہتا ہے یہ طیارہ چھ گھنٹے میں بنکاک پہنچے گا۔ اس دوران اس کی جہاں بھی بیک

جرتی ہے۔ اسے آرتے نہیں دیا جائے گا۔ اگر پائلٹ گھنٹہ اندر مطالبہ پورا نہ کیا تو بجا چکان گھنٹا ختم ہوتے ہی یہ جہاز تباہ کر دیا جائے گا۔

برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران بول کھلا گئے تھے۔ سو اٹ لائن فرانسسی حکام سے رابطہ قائم کر رہے تھے کہ رہے تھے، وہ فرادلی تیسرا کو اس لیے جا رہا ہے کہ باز رکھیں۔ جب مجھے یہ اطلاع ملی تو میں نے حیران سے کہا: ”میں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا ہے۔ میں یہاں پیرس میں سے فرانسسی حکام کی پناہ میں ہوں۔ میں ایسا مطالبہ ہرگز نہیں کروں گا جب کہ میں براہ راست انگلینڈ میں کاروبار کرنے والے تمام یہودیوں کے دماغوں میں بیج سکتا ہوں۔ انھیں وہاں سے بھگانے پر مجبور کر سکتا ہوں۔ صرف اتنا نہیں اراہلی میں جینے یہودی ہیں ان سب کو گولی کا تاج خا سکتا ہوں۔ پھر جیلا برطانوی حکومت کو پریشان کر کے کیٹے گا۔“

میری طرف سے فرانسسی حکام نے بھی برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران کو یقین دلا یا لیکن وہ یقین کرنے کے لیے تیار نہیں تھے وہ ایک ہی بات کہ رہے تھے۔ ”اگر فرادلی اس میں کر رہا ہے تو اس کے تیل پتھی جانے والے ساتھی ایسا کر رہے ہوں گے کیوں کہ ان کے سوا کوئی اور ٹیلی پتھی نہیں جانتا ہے۔“

اس کے جواب میں انھیں پھر سمجھا گیا کہ سپر سائرن ٹیلی پتھی جانتا ہے لیکن وہ اپنی اس صلاحیت کو چھپانے کرتے ہے۔ وہ ہمارے تمہارے ملک میں جو بھی تباہیاں پھیلانے گا اس کا الزام فرادلی اور اس کے تیل پتھی جاننے والے ساتھیوں پر رکھے گا۔ وہ اپنے علم کو راز میں رکھ کر فرادلی کو ساری دنیا میں بدنام کرنا چاہتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ فرادلی اور اس کے ساتھی عرقوں کو اور ان کے بچوں کو کسی ملک میں بنا دے۔ وہ جن ملک میں قدم رکھے وہاں تباہیاں پھیلنے میں اس کا ملک کے حکمران دہشت زدہ ہو کر فرادلی کو اس کے خاندان سے سیت اپنے ہاں سے نکال دیں۔

میں نے خیال خانی کی پرواز کی اسپر سائرن کے دلہا میں پہنچا جایا۔ اس نے ماسٹر روک لی میں نے پھر دوسری بار گوشش کی۔ اس نے پوچھا: کیا فرادلی تم ہو؟

”ہاں تم میری انتہا کر رہے ہو۔ ابھی تو پائلٹ نے کہا: ”اسٹیٹیم“ دے چکے ہو۔ کیا تم میں ذرا بھی انسانیت نہیں ہے؟ طیارے میں کتنی ہی مائیں بنیں۔ بھائی اور باپ ہیں۔ کتنے معصوم بچے مرنے کر رہے ہیں؟

”کیا تم واقعی اس طیارے کی بات کر رہے ہو اپنا تیل

کہاں پلا کر رہا ہے؟ مجھ پر ایسا معمولی آدمی یہاں بیٹھے وہ کہاں سے کیسے تباہ کر سکتا ہے؟

”تم بہت جینے ہو۔ اپنی ملی پتھی کی صلاحیتوں کو چھپا کر اور ایلام پھر پورہنا چاہتے ہو۔ دیکھو مجھے مجبور نہ کرو۔ میں اس طیارے کو تباہ نہیں ہرانا چاہتا۔“

”تو پھر تباہ نہیں ہو گا۔ تم جاکر اسے ہرانا چاہو۔“

میں نے ایک فرانسسی حکام سے کہا: ”میں اس طیارے کے پائلٹ کی آواز سننا چاہتا ہوں۔“

اس کے لیے فوری طور پر انتظامات کیے گئے۔ مجھ اس کنٹرول ٹاور کے آفیسر کی آواز سنائی گئی جو وہاں ڈیوٹی پر تھا۔ پھر اس نے طیارے کے پائلٹ سے رابطہ قائم کیا۔ اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ اسے بار بار مخاطب کیا جا رہا تھا لیکن وہ کوئی جواب نہیں دیتا تھا۔ آخری خبر تھی کہ طیارہ ابھی فیض سلامت پرواز کر رہا ہے۔ میں نے کہا: ”وہ شیطان اپنی مکارانہ چالیں چل رہا ہے۔۔۔۔۔ اس نے پائلٹ کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما لیا ہے۔ اسے بولنے سے روک رہا ہے تاکہ میں اس کی آواز سنوں۔ اس کے دماغ تک پہنچ سکوں۔“

فرانسسی افسران نے کہا: ”مسٹر فرادلی! ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آپ ہم سے گفتگو میں مصروف نہیں۔ ایسے میں آپ اس پائلٹ کے دماغ پر قبضہ نہیں جاسکتے۔“

وہ ایک ہی وقت میں مصروف نہیں رہ سکتے لیکن ہم برطانوی حکومت کو یقین نہیں دلا سکیں گے۔ سپر سائرن واقعی مکالمہ دکھا رہا ہے۔ آپ کوئی تدبیر سوچیں۔ کسی طرح اس طیارے کو بچا لیں۔“

”ایک صورت ہے۔ آپ فرادلی سے کہیں کہ اس پائلٹ کی تصویر خلیاں سیارے کے ذریعے ہمارے ٹی وی ملک ارسال کریں۔ میں اس کی تصویر کا کلور زاپ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں جھانک کر دماغ میں بیج پھاؤں گا۔ اس کے ساتھ جتنے ائیر پرسن اور اسٹوڈنٹس ہوں۔ ان کی تصویر میں بھی ہمارے ٹی وی ذریعہ پہنچائی جائیں۔“

اس مسئلے میں بھی انتظامات ہونے لگے تقریباً تین گھنٹے گزر چکے تھے۔ دو گھنٹے باقی تھے۔ میں نے رسونٹی اور ڈیوٹی مخاطب کو نہ ہونے کہا: ”میرے دماغ میں موجود جو سپر سائرن ہمارے خلاف بہت زبردست چالیں چل رہا ہے۔ ہمیں اس کا ٹوٹر تو کرنا ہے۔“

آدھے گھنٹے کے اندر ہی ہم ڈی اسکرن کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور باری باری پائلٹ، کو پائلٹ، تین ائیر

پرسن اور اسٹوڈنٹس ڈیوٹی تصویریں دیکھتے جا رہے تھے۔ یہ تصویریں وی سی آر کے ذریعے ریکارڈ بھی کی جا رہی تھی۔ سب سے پہلے میں نے پائلٹ کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا۔ پھر اس کے دماغ میں بیج پھانچا۔ مجھے محسوس ہوا جیسے اس کا دماغ پتھر کا ہو گیا ہے۔ وہ دنڈا سکرن کے پار نظر میں آتا ہے۔ جیسے جیسے تھا میں نے کہا: ”کی فریبی ملک کا نام بناؤ جہاں سے یہ طیارہ گزرنے والا ہے۔“

وہ بالکل خاموش رہا۔ میں اس کی سوچ کو ٹوٹا رہا تھا اور سمجھ رہا تھا اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما گیا ہے۔ اگر سپر سائرن کی گرفت ذرا بھی کمزور ہوتی تو میں اپنے لیے جگہ بنا لیتا اور اپنے حکم کی تعمیل ضرور کرتا۔ تاہم میں نے دماغی طور پر وہاں کی فریبی سے پوچھا: ”کیا تم میرے ساتھ نہیں؟“

”ہاں میں اس کے دماغ میں بیج گئی تھی۔“

”تم وقتاً فوقتاً اس کے دماغ میں جاتی رہو۔ مسٹر آرمز۔ تم میرے دماغ میں زبردست چالیں کو پائلٹ کے دماغ میں جا رہا ہوں۔“

اس کے دماغ میں پہنچنے پر بھی یہی معلوم ہوا کہ کسی نے قبضہ جما یا ہے۔ سپر سائرن ایک وقت دو آدمیوں کے دماغوں پر قبضہ نہیں جاسکتا تھا۔ اس کا ٹی پتھی جاننے والا ماتحت ایسا کر رہا تھا۔ میں نے آرمز سے کہا: ”تم اس کے دماغ میں برابر موجود رہو۔ جیسے ہی کوئی کمزوری محسوس کرو۔ اسے فوراً دماغی جھٹکا پہنچاؤ۔ اس طرح دوسرے ٹی پتھی جاننے والے اس کے گرفت ذرا کمزور ہو جائے گی۔“

میں نے ایک اسپر ڈیوٹی تصویر دیکھی، اس کی آنکھوں میں جھانکی پھر دماغ میں بیج لگا دیا۔ وہ پریشان تھا۔ اپنے ایک اسپر ڈیوٹی اور تین ائیر پرسن کے درمیان کھڑا ہوا۔ ٹی وی میں کہہ رہا تھا: ”تین ائیر پرسن کیا ہو گیا ہے۔ پائلٹ اور کو پائلٹ دونوں نے کہیں کہہ دو۔ وہ نڈر کر لیا ہے۔ ہم پائلٹ کیوں نہیں جانتے جانتے یہاں ٹی فون سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔ گمراہ ہے وہ جواب نہیں دے رہے۔ ہم سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا ٹوٹر ہے؟“

آخر وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟

میں نے اسپر ڈیوٹی کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ اس کے ذریعے پوچھا: ”یہاں کوئی ڈرل نہیں ہے؟“ میں پائلٹ کیوں کے دروازے میں سوراخ کرنا چاہتا ہوں؟

ایک ائیر پرسن نے کہا: ”مسافر اس طرح دروازے پر سوراخ کرتے ہوئے دیکھیں گے تو پریشان ہو جائیں گے۔ اس کی وجوہات دریافت کریں گے۔“

”ابھی مسافروں کے لیے پریشان ہونے کی بات نہیں ہے۔ ابھی مسافروں کو پکارتے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یقیناً اس پائلٹ کین میں کوئی تیز مزاج مرد ہے۔“

ایک ایئر ہوسٹس نے پوچھا: ”آخر تم سوراخ کیوں سے کرنا چاہتے ہو؟“

”ہاں، ایئر ہوسٹس میں ایک گیس سلنڈر رکھا ہوا ہے۔ اس میں گیس کے ذریعے اس پائلٹ کین میں گیس خارج کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح وہ کھائے گئے گی۔ مجبور ہو کر دروازہ مزور کھولیں گے۔ ایئر ہوسٹس نے خوش ہو کر کہا: ”یہ بھی تمہارے لیے اس کے لیے سوراخ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پائلٹ کین کے دروازے کے پچھلے حصے میں اتنا سا علاحدہ ضرور ہے کہ ایک بار ایک سی ٹی وی والے سے گزری جا سکتی ہے۔“

میں نے ان لوگوں کے ساتھ مل کر فرار ہی ٹکی اور گیس سلنڈر یا ٹکی کو اس گیس سلنڈر سے منسلک کیا۔ پھر تیزی سے چلا ہوا اس پائلٹ کین کے دروازے کے پاس آیا وہاں ٹھٹھنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ ٹکی کو اس دروازے کے پچھلے حصے سے گزار کر سلنڈر کی چابی نکالی اور اسٹیورڈ کے دماغ کو صرف ایک لمبے کے لیے آزاد چھوڑا اور آرمز کو منطاب کیا۔ میرے دماغ میں آؤ۔ پھر میں نے اسٹیورڈ کے دماغ پر قبضہ جمایا اور صبر سے آکر پوچھا: ”کیا بات ہے؟“

میں نے کہا: ”کین کے اندر گیس چھوڑی جا رہی ہے۔ رستہ سے جا کر گواہ ہو جا رہے ہیں۔ کین کے اندر سے ان کا دماغ نکال کر دھو جاؤ۔ وہ پریشان ہوں گے اور ان کے دماغ پر قبضہ جملنے والے بھی پوری طرح انھیں گرفت میں نہیں رکھ سکیں گے، ایسی صورت میں انھیں مار ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ ایسے ہی وقت میں اپنی خیال خرابی کی پوری قوت سے ان دونوں کے دماغوں پر قبضہ جمانا ہے اور ان شیطانوں کے ارادوں کو ناکام بنانا ہے۔ میں بھی ایسے وقت پہنچ جاؤں گا کہ اب جاؤ اور رستہ کو یہ باتیں سمجھاؤ۔“

آرمز حلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی دروازے کے دوسری طرف سے کھائے کی آواز سنائی دینے لگی تھیں۔ میں نے اسٹیورڈ سے کہا: ”ہیئر سٹریٹس میں فرار کی تیور تھارے دماغ پر قبضہ جمانے ہوئے تھا۔ اب اسے تھوڑا تھوڑا آزاد چھوڑا ہوں۔ تم میری باتیں غور سے سنو۔ تمہارا طیارہ بہت ہی خطرے میں ہے، دشمن اسے تیار کرنا چاہتے ہیں، لہذا میں تمہارے دماغ پر قبضہ جم کر یہ گیس کین کے اندر خارج کر رہا ہوں۔ یہاں سے پائلٹ اور کو پائلٹ بری حالت میں باہر نکلیں

گئے تمہارا فریق ہے۔ کمان دونوں کے ہاتھ پیر یا نہ ہو اور انھیں بلے بس کر دو جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہی بات ہے۔ ساتھ اسٹیورڈ سے کہتے جاؤ۔“

وہ اپنے ساتھی اسٹیورڈ سے ہی باتیں کرنے لگا۔ اس دوران اور پریشان تھا اور بے یقینی سے اپنے ساتھی کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا: ”اس وقت بے یقینی تڑپ کو تیار کرنے کے لیے میری کمان کا ثبوت یہی ہے کہ پائلٹ کین کا دروازہ کئی گھنٹے سے بند ہے اور میں اسے گیس سلنڈر کے ذریعے کھلا رہا ہوں۔“

یہ کہتے ہی میں پھر کو پائلٹ کے دماغ میں پہنچا اور ان دونوں کھائے رہے تھے۔ رستہ پٹی، پائلٹ کے دماغ میں ملنا اور کو پائلٹ کے دماغ میں تھا اور اس تہ جہ میں تھا کہ کو پائلٹ کو دروازے کے پاس لے جا کر کسی طرح اسے کھولنے سے روکی طرف ٹکی پہنچ جانے والا شیطان بھی ایسی جلدو جہ میں مصروف تھا مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ سپر اسٹار پائلٹ کے دماغ پر یہ اور وہ اس طیارے کو کس بھی لگا سکتا ہے۔ میں فرار ہی ٹکی کے دماغ میں پہنچا اور رستہ سے کہا: ”تم آرمز کی مدد کرو۔“

پھر میں نے کہا: ”سپر اسٹار میں تمہاری چال کا کیا یہ نہیں ہونے دوں گا۔“

یہ کہتے ہی میں نے پائلٹ کے دماغ کو ایک جھٹکا پہنچایا تو اس کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔ سپر اسٹار کی گرفت دروازہ کھول دینی۔ اس نے بھی اس کے دماغ کو جوابی جھٹکا پہنچایا۔ اب اس کی چال یہ تھی کہ پائلٹ بالکل ہی ناکارہ ہو جائے۔ اس جہاز کو ٹرولر نہ کر سکے، وہ دراصل میرے قریب میں آ گیا تھا۔ میں بھی یہاں تھا کہ پائلٹ ناکارہ ہو جائے۔ میں نے اسے پھر ایک دماغی جھٹکا پہنچا کہ اس کی سیٹ سے اٹھایا اور دروازے کے پاس لے کر دروازہ کھلا دیا۔ پھر میں نے فوراً ہی اسٹیورڈ کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ پھر اسے دوڑا تا ہوا لاکر پائلٹ کی کرسی پر بٹھا دیا۔ اس کے بعد چیخ کر لولا: ”رستہ! ان دونوں شیطانوں سے خامی بنگ ہوگی لیکن ہمت نہ رہا۔ بلکہ اسٹیورڈ وغیرہ کے دماغ پر قبضہ جا کر مسافروں سے کہو کہ وہ ان دونوں کو قابو میں کریں تو طیارہ صحیح سلامت زمین پر اتر سکتا ہے۔“

ان دونوں نے یہی کیا کہ وہ سپر اسٹار اور اس کے ماتحت ٹکی پہنچ جانے والوں کے دماغوں میں رہ کر کیننگ کرتے رہے۔ سپر اسٹار کسی طرح اس پائلٹ کو اسٹیورڈ کی طرف پہنچا کر اسے اس کی جگہ سے جٹا جٹا ہٹا تھا لیکن رستہ خیال خرابی کوئی آرمز تھی۔ وہ اس کی چال کو کامیاب ہونے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔ آرمز نے اس کو پائلٹ کے ذریعے چیخ کر مسافروں

سے کہا: ”ان پائلٹ اور کو پائلٹ کو اپنے قابو میں کرو۔ انھیں باندھ کر رکھو۔ نہ جہاز تیار ہو جائے گا۔“

دوسرے اسٹیورڈ اور ایئر ہوسٹس نے یہ تھا تا اچھی طرح سمجھا لیا تھا۔ اپنے ساتھی اسٹیورڈ کو پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھ کر جہاز کو ٹرول کر کے ہونے دیکھ رہے تھے، لہذا وہ مسافروں سے درخواست کرنے لگے کہ انھیں اپنے قابو میں کیا جائے۔

مسافروں میں کھلبلی مچ گئی تھی۔ بہت سے مسافروں کے ہاتھ جھینٹے چلنے لگے تھے۔ بہت سے دلیر تھے، وہ ان کے بڑھ تھے جھینٹے چلنے لگے تھے۔ بہت سے دلیر تھے، وہ ان کے بڑھ کر ان دونوں کو اپنے قابو میں کر چکے تھے۔ اس دوران میں اسٹیورڈ سے کہا: ”یہاں تا اب تم اسی طرح جہاز کو ٹرول کر رہے ہو میں سمجھتی تھی کہ تمہارے دماغ سے جاؤں گا پھر آ جاؤں گا اور تمہیں گارنٹی دے رہا ہوں گا۔“

میں نے رستہ سے کہا: ”اب ان کی فکر نہ کرو۔ وہ دونوں شیطان مسافروں کو اپنا آلہ کار بنانے کے لہذا تم اور آرمز دوسرے مسافروں کے دماغوں میں پہنچنے کی کوششیں کرتے رہو۔ جب بھی دوسرے مسافر پائلٹ رستم کی طرف آئے کی کوشش کرنے تو ان کا راستہ روکتے رہو۔“

میں پھر اسٹیورڈ کے پاس آ گیا، اس کے ذریعے کنٹرول ٹاور سے رابطہ قائم کرتے ہوئے لولا: ”ہمارا طیارہ مصیبت میں ہے، ہم آپ کے ایئر پورٹ پر اترنا چاہتے ہیں۔ پلینز ہماری بیل پ کریں۔“

آرمز نے غصے سے کہی وہ طیارہ دہلی کے ایئر پورٹ پر اترنے لگا۔ اسٹیورڈ نے میری ہدایات کے مطابق اطلاع دینی تھی کہ اس طیارے میں کچھ مجرم ہیں جنہیں حراست میں لیا جائے اور وہ مجرم پائلٹ اور کو پائلٹ میں جو دراصل بے قصور ہیں ان پر ہندی لٹی لٹی جمانے والوں نے قبضہ جمار کھا ہے۔ مالا مال رستہ اور ٹکی تھوڑا سا دور سفر کرنے ہماری مدد کی اور اس طرح ہم مسافروں کی جان بچانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

طیارہ رن ہے۔ بڑا کٹھن ہے۔ پہلے مسافروں کو اتارنے کے انتظامات کیے گئے۔ جس نے اور فرانس کے اعلیٰ افسرانے ایک دوسرے سے خوش ہو کر دعا گو کیا۔ ہم نے تقریباً بارہ مسافروں کی جان بچائی تھی، جن میں معصوم بچے بھی شامل تھے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ میں نے اپنے آپ کو بزد نام ہونے سے بچایا تھا۔ سپر اسٹار نے میرے دماغ میں کہا: ”کمان کا کامیابی بارک ہو لیکن یہ کہے ثابت کر دے کہ ٹکی جیتی جمانے والا سپر اسٹار ہے۔ تم نے شاید ایک بات بغیر نہیں کی۔ میں نے اس طیارے کے راکٹ سے پہلے ہی پائلٹ اور کو پائلٹ کو اچھی خاصی پلائی تھی۔ وہ

نہیں میں تھے۔ یقیناً نشہ سرچو سرچو کر رہا ہوا گا اور وہ اپنے فریقوں سے فاصلہ ہو گئے ہوں گے۔ نشے کی حالت میں کنٹرول ٹاور والوں سے فریڈ کا ذکر کر رہے ہو گئے جب کہ بے جا یہ فریڈ تو خدائی خدمت گار ہے۔ اس نے اسٹیورڈ کے ذریعے اس طیارے کو تباہی سے بچا لیا۔ تب تک تم بدنامی سے بچ گئے۔ لیکن مجھے بے نقاب نہیں کر کے اور نہ ہی کبھی کر سکو گے۔“

اسی وقت ایک آفسیئر نے کہا: ”مسٹر فریڈ اور اطالوی پارلیمنٹ کے ممبران کچھ رہے ہیں، یہ کیا تھا شاہ ہے، فریڈ تو ٹکی تھیں ہیں اتنی ہمت بنا رہے۔ پہلے تو پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جمانا رکھا، پھر خود کو بدنامی سے بچانے کے لیے اسٹیورڈ کو آلہ کار بنایا، پائلٹ اور کو پائلٹ کو مار ڈالا تاکہ وہ اس کے خلاف بیان نہ دے سکیں، اسٹیورڈ کو اپنے قابو میں رکھا تاکہ وہ... درشت میں مبتلا ہو کر اس کی حمایت میں بیان دیتا ہے، کیا ہم فریڈ ہی اس بچکانہ چال کو سمجھ نہیں سکتے؟“

سپر اسٹار نے میرے دماغ میں قبضہ لگایا اور کہا: ”لو میں سمجھ رہا تھا تم بدنامی سے بچ گئے اور میں بے نقاب نہیں ہوا، وہ اسے کہتے ہیں کمال، میں تو نقاب میں ہی ہوں کئی جگھے الزام نہیں دے سکتے۔ سارا الزام تم پر آتا ہے۔“

میں نے ان کواری سے کہا: ”مجھے الزام کی پروا نہیں ہے۔ آج نہیں تو کل میں اپنی طرف سے پوری طرح صفائی پیش کرنے کی کوشش کروں گا اور انھیں اپنے اعتماد میں لے لوں گا لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے مسافروں کی جان بچائی، طیارے کو تیار نہیں ہونے دیا۔“

”فریڈ! ذرا حساب لگا کر تباہی دہنے مسافروں کی جان بچانے کے لیے کتنے گھٹے خالص کیے؟“

میں نے کہا: ”تقریباً دو گھنٹے۔“

اس نے پھر قبضہ لگا لیا اس کے بعد کہا: ”میں بھی چاہتا تھا تم لوگ ایک جگہ سے کامیاب ہو جاؤ تو دوسری جگہ ناکام رہو۔ میں تمہیں دو گھنٹے تک غافل رکھتا جاتا تھا کیوں کہ وہ گھنٹے میں پہلی بار پھر میری سے پرواز کرنا ہوا اور پ کی کسی بھی سرحد کو پار کر سکتا ہے۔“

میں نے چونک کر پوچھا: ”تم کمانا کیا چاہتے ہو؟“

”مجھے نہ پوچھو۔ فدایہ دیکھو، جو جہاز پارسل اول کہاں لگا



ہوئی ہے؟ کیا ایک آپ لوگوں کی بخرازی میں بے ادبوں کی جلال کامیاب ہو گئی ہے؟

اصلی انفرسٹے کہا؟ جناب! یہ آپ کا کہہ رہے ہیں۔ جو صاحب ہمارے بخرازی میں ہیں، میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔

”میں تم سے پہلے معلوم کروں گا، بہر حال تم ٹیلیفون کے ذریعے اپنی آسلی ٹولرو“

میں ایک ماتحت افسر کے دماغ میں پہنچا، وہ جو جوتی ٹرائی پر مامور تھا، اپنے کسی سٹے سپاہیوں کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ اس کے کچھ سپاہی مارے گئے تھے اور کچھ سپاہیوں کے ساتھ وہ ایک جگہ بندھا پڑا تھا۔ ٹیلیفون کی کھٹی شیخ رہی تھی، لیکن وہ سپاہیوں تک نہیں پہنچ سکا تھا، میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا: تمہارا افسر اپنے سپاہیوں کے ساتھ بندھا پڑا ہے، وہ ڈسٹیور نہیں اٹھاسکے گا۔“

یہ کہہ کر میں نے پارس اول کے دماغ کی طرف جھانک لگائی پھر ایک دم سے بے چین ہو گیا، وہ بھی غافل تھا، اس کے دماغ سے بھی بے ہوشی کا تپا پتا تھا، میں دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگا، یہ اچانک کیا ہو رہا ہے اور ان حالات میں سے مجھے کیا کرنا چاہیے؟

سپر ماسٹر تھوڈے لگا تاہم میرے دماغ میں آیا میں نے اسے آسنے دیا، اس نے کہا: اب بھی اعتراف کر لو، جاری آفری ٹرانسفاڈر میں تمہارے بیٹے سے تہا کہ ہے اور تم اس کے ذریعے خیال خالی کر رہے تھے، اس کی مدد کر رہے تھے۔“

”میں نے کوئی خیال خالی نہیں کی، میں نے کسی کی مدد نہیں کی، میں غلط بات کبھی نہیں کہوں گا۔“

”کیا تمہیں پتا ہے، اس ٹرانسفاڈر میں تم کے ساتھ میرا ایک نیلی پتی جانتے والا ماتحت مارا گیا ہے؟“

”میں اس مسئلے میں کچھ نہیں جانتا، اگر جانا تو سترے کا ٹھکانا کر، ایکوں کر ایک ٹی پتی جانتے والا شیطان کم ہو چکا ہے۔“

”دیکھو سپر ماسٹر، خواہ مخواہ غلطیوں سے دشمنی بول لینا چاہتے ہو۔ تم اپنے باپ کا انتقام لینے کے لیے مجھ سے کراؤ، مگر میرے چہرے کے پیچھے نہ پڑو، اس کا انجام بہت بُرا ہوگا۔“

”میں تو جھٹکتا جا رہا ہوں، انعام لگتا ہوا، تم نے سب تک دوسروں کو انجام تک پہنچا یا ہے، کوئی ایسا بھی تو ہو کر تمہیں انجام تک پہنچائے، اندر وہ میں ہوں۔“

”میں نے اب تک تمہارے پلیئنگ کو دیکھا ہے، تمہارا ایک دیوانے کی بڑیا ایک ایسے طالب علم کی خوش فہمی جس نے نیا نیا نیلی پتی کا علم کھا ہوا، لیکن تم حد سے بڑھ رہے ہو، لہذا آج سے

یہ یقین گئی، میں تمہارے مقابلے پر یاد رہا ہوں اور اس لمحے کے بعد تم کبھی میرے دماغ میں نہیں آسکو گے، ناؤ گیت ڈاؤن! میں نے سانس روک لی، اسے ایک کچھ سے کی طرح دماغ سے نکال دیا۔ اب اس کی ایک ایک جال کو ذرا ذرا سے سمجھنا ضروری تھا، اس نے جو جو ادب پاروں کو اس طرح اپنا کیا، یہ مجھے بعد میں معلوم ہوا، لیکن میں قارئین کو اس پر تیار نہ ہونے دیتا تھا، سبھی جانتے تھے کہ وہ اس کا سلسلہ قائم ہے۔

مہ نے پارس اول کو کچھ طرزی اسپتال پہنچا دیا تھا، تاکہ تمام ڈاکٹر تھوڈے سے اس کا علاج کریں اور کسی طرح اس کے اندر کے سارے ذہن کو ختم کر دیں، سپر ماسٹر فرانس کے رہنے میں دو دو رنگ پہنچ چکا تھا، وہ جانتا تھا، میرے بیٹے کا علاج ہو رہا ہے، اس نے اپنے دو پتی پتی جانتے والے ماتحتوں سے کہا، ان میں سے ایک جو جو کے پاس رہے گا اور دوسرا اس سہیل کا پشتر کے پائلٹ کے دماغ میں رہے گا جو ان دونوں کو یہاں سے لے جائے گا۔

خود سپر ماسٹر نے اس فوجی افسر کے دماغ پر قبضہ کر لیا، پارس کی لگائی پر مامور تھا، اس انفرسٹے ڈاکٹروں سے کہا، ابھی بھی فریاد صاحب کا فون آیا ہے، کہ پارس اول کے لیے بہت زیادہ خطرات پیدا ہو گئے ہیں، لہذا انھیں ایک خفیہ چناؤ گاؤں لے جا رہے ہیں، آپ لوگ وہیں آکر اس کا علاج کریں گے۔“

جب آنا پڑا فوجی افسر بھرا ہوا تھا تو جھلا کون شہ کر رہا تھا، ایک ایئر بولٹس منگوائی گئی، پارس اس ایئر بولٹس کے ساتھ جیتا ہوا ایئر بولٹس کے پھیلنے سے میں آیا، انفرسٹے کہا: یہاں لیٹ جاؤ، پارس نے سکر اسے ہونے لگا، کون سا بیارہوں، میرا تو صرف ذہن کا علاج ہو رہا ہے۔“

اسی وقت ایک فوجی جوان نے کسی آہنی چیز سے اس کے سر پر ایک زوردار ضرب لگائی، پارس کا سر ٹکرا گیا، لیکن وہ بھی ہلاک نہ ہوا، ایک ضرب سے کچھ بچ گیا، لیکن اس نے ایک اتا پتھر اس جوان کو لگا، وہ لڑکھڑاتا ہوا ایئر بولٹس کی دلدور سے جا کر ٹکرا گیا، ایئر بولٹس اس پر چھلانگ لگائی، پارس نے ایک ہاتھ سے اس کی ٹمرو لوجی، دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن پکڑ لی، اگر وہ یہی جی ذہن میں ناخوں پر رکھ کر اسے اچھال دیتا اور ایئر بولٹس ہوجاتا تو پارس کا جھلا ہوتا یہی اس سے ہو جاتا، ایئر بولٹس نے دیر تک اس سے لپٹ کر رہنے کا موقع ملا، اتنی دیر میں اس نے انجینئر کی سوئی اس کے بازو میں پیوست کر دی تھی، پھر اسے ہوش نہیں رہا، کہ کون اس سے لپٹا ہوا ہے اور اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے، سختی کریں بھی اس

ہذا رخ میں پہنچا تو اس نے مجھے محسوس نہیں کیا، وہ اپنی ذات کا اسکل غافل ہوجا تھا۔

جو جو گواہوں کو زیادہ مشکل نہیں تھا، سپر ماسٹر نے اپنی جیبی جانتے والے ماتحت کو اس کی بخرازی پر مامور کیا، اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ جب بھی وہ جو جو سے بے گھر اس کا پایا یا پایا را اسکل ہے تو وہ اس کی سہولت پر لکے گا۔

لہذا جب اس نے ایک سہیل کا پیٹر کی آواز سنی تو اس نے جو جو سے اس کے اسکل کی آواز میں کہا: سہیل جو جو میں تمہارا پایا یا پایا را اسکل بول رہا ہوں، کیا مجھ سے ملنا چاہتی ہو؟

”ہاں، اسکل، آپ کہاں ہیں۔ میں آپ کو بہت یاد کر رہی ہوں، میرے ساتھ جاننے کیا کیا پتھر محل رہے، میرا پارس اسپتال میں ہے، ایک ناگن اس کے اندر ذہن پر جبری جاری ہے لیا آپ اس کا ذہن نکال سکتے ہیں؟“

”میری پیاری بیٹی، میں اسی لیے تمہارے پاس آیا ہوں کہ وہ ناگن کہیں تمہارے اندر ذہن پر چھڑے، اگر تم اس ذہن سے پہنچا جاتی ہو تو تمہارے بہتر کے سر ہانے والی مینگی دوڑائیں، ایک انجینئر لکھا ہوا ہے، تم اس کی سوئی اپنے بازو میں پیوست کر لو اور اس کی تمام دوا اپنے اندر ناخیکٹ کر لو، اس کے بعد کسی بھی ناگن کا ذہن تم پر اثر نہیں کرے گا۔“

”وہ خوش ہو کر بہتر پیٹھ گئی، پھر بولی: ”سچ اسکل کیا میں اس ناگن سے محفوظ رہوں گی؟“

”میں تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا، تم وہ ناخیکٹ اپنے بازو میں لگاؤ۔“

اس نے مینگی دوڑا کر کھولا، وہاں ایک سرخ بھری ہوئی دیکھی تھی، اس نے اپنے پیارے اسکل کی ہدایت کے مطابق اس کی سوئی اپنے بازو میں پیوست کیا، پھر اس کی ساری دوا اپنے اندر ایکٹ کر لی، اس کے بعد اسے کوئی ہوش نہ رہا۔

”نہ وہ دونوں ہوش میں تھے، نہ مہم فریاد کی تھی، نہ اس کا سر اسکل لگا سکتا تھا، ویسے ایک حقیقت کو میں سمجھتا ہوں، آنا ناگن آ رہا ہوں، وہ یہ کہ جسے اندر رکھے اسے کون کچھ سمجھ سکتی ہیں، یہ قیاسیں تو تھی ہی نہیں، لیکن میں یہی سمجھی اور اس کی اولاد نے مجھے مار ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، میری زندگی تھی، اس لیے آج تک جی رہا ہوں، کہنے ہی سہی پتھر دشمن میرے مقابلے پر آئے، کہتے ہی ناقابل شکست دشمنی شکست کھا کر ہمیشہ کے لیے فنا ہو گئے، میری طرح آج میرے بچے بھی مصائب کا شکار ہو رہے تھے اور ان کے ساتھ بھی

دی بھارت صادق آ رہی تھی کہ جسے خدا رکھے اسے کون کچھتے۔

یوں تو سپر ماسٹر کے دو پتی پتی جانتے والے ماتحت پارس اور جو جو کو اغوا کر کے لے جا رہے تھے، لیکن اغوا کرنے والے دوسرے آگے کاروں میں تمام کے تمام بیوردی تھے اور وہ ان دونوں کو اسرائیل لے جانا چاہتے تھے، اسٹیبل کے قریب پہنچتے ہی سہیل کا پتھر میں اچانک ٹوٹی ٹیکٹیکل فریال پیدا ہو گئی، جب تک وہ اسے زمین پر اتارنا، اس کی غرائی معلوم نہیں ہو سکتی تھی، اس نے حتی الامکان کوشش کی کہ سہیل کا پتھر کو زیادہ سے زیادہ دیر تک پرواز کر کے ہونٹے لے جائے، آخر وہ اسے پارس آئی لینڈ تک لے ہی گیا۔

یہ سب کچھ ایسے وقت ہو رہا تھا، جب میں طیارے کے سافروں کو جاننے میں مصروف تھا، اور جب مجھے ان کے اغوا کا علم ہوا تو میں یہ معلوم نہیں کر سکتا تھا کہ جو جو اور پارس اول پارس آئی لینڈ پہنچائے گئے ہیں، وہ دونوں بے ہوش تھے اور میری کوئی رہنمائی نہیں کر سکتے تھے۔

سپر ماسٹر نے حکم دیا: ”جو تماشائے دونوں کے ساتھ کرنا ہے وہ اسی جیسے میں کیا جائے۔ زیادہ خطرہ مول لینا مناسب نہیں ہے، ہو سکتا ہے پارس ہوش میں آئے کے بعد مصیبت بن جائے یا فراوان کے ذریعے تم لوگوں تک پہنچ جائے، پھر تم انھیں اسرائیل تک لے جا سکو گے۔“

ایک بار میں پارس کے دماغ میں پہنچا تو وہ ہوش میں آچکا تھا، اور جو جو در کوسوں پر بندھے ہوئے تھے اور دونوں کے سامنے ایک بڑا سا اسکرین تھا، میں نے جیسے ہی اسے مخاطب کیا، اس نے کہا: ”یا آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں۔“

”کیا بات ہے بیٹے؟“

”یہ لوگ صحیح منوں میں شیطان ہیں، یہ سامنے ٹالے اسکرین پر ابھی ایک اخلاق سوز فلم دکھائے تھے اور اس کے بعد مجھے دوسری فلم چلانے والے میں پلیئر آپ یہاں سے

شہر چورنگ ویلوٹ جریہ قیمت چیزیں گرانڈ مارڈر بڑا ہے

ان چیزوں کی خرید و کمیشن

**بنک ویلوٹ کی چوبیاں**

پیشہ کاروں کے لیے ایک نیا ٹیکنیکل ٹول

کتابیات پبلیکیشنز، ڈوسٹ بکس نمبر ۲۳، کراچی ۱

”اے اتنا تار دو تم کہاں ہو؟“

”مجھے پتا نہیں ہے۔ میں یہاں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ میں پلینز آپ میرے دماغ میں نہ رہیں۔ میں اپنے حالات سے متاثر ہوں گا۔ آپ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد اگر میری خبریت معلوم کریں۔“

میں اس کے دماغ سے چلا آیا مجھے سیر ماسٹر پر غصہ آ رہا تھا۔ وہ کم قیمت ایسی چالیں چل رہا تھا کہ میں اپنی اولاد کے دماغ میں بیچ کر بھی ان کی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ وہاں وہ بیسے شرمی کی انتہا کر رہا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ اب پارس اور جو جو کے ساتھ کیا ہوا ہے لیکن بعد میں دوسرے ذرائع سے جو کچھ معلوم ہوا اسے میں بیان کر رہا ہوں۔ وہ دو ایک کمروں پر بندھے ہوئے تھے۔ وہ ایک بڑا سا ہال تھا ان کے سامنے ایک اسکرین پر فلم چل رہی تھی جو جوس نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور کہہ رہی تھی ”یار سے یار سے اٹکل تم بھی گنہے بچے ہو گئے ہو، تمہیں شرم نہیں آتی؟“

پارس نے بھی آنکھیں بند رکھی تھیں اور کہہ رہا تھا۔ ”جو جو جب تک تم نادان بچی بن کر رہو گی، ہم نئی نئی مصیبتوں میں مبتلا ہوتے رہیں گے۔ تم فرار ہر ایک اعتماد کو لیتی ہو۔ دشمن کو اب بھی پکارا پیارا اٹکل کہہ رہی ہو۔“

وہ جہاں تھے اس بڑے سے ہال میں ایک بہت بڑا بیگ بچھا ہوا تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا ”تم دونوں آنکھیں کھلی جاؤ، میں دیر نہ۔“

ایک ٹھانڈا مارنے کی آواز آئی جو جو کے حلق سے چیخ نکلی، اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ پارس نے آنکھیں کھول کر ادھر دیکھا تو وہ رو رہی تھی ”تم بہت غراب بچے ہو۔ لڑکی کو تھپڑ مارتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی۔“

پارس بندھا ہوا تھا اور زور لگا کر رسی توڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ”مرد کے بچے ہوتو رسی کھولو۔ تم نے جو جو کو ایک ٹھانڈا مارا ہے، میں تمہارے ہاتھ کاٹ کر پھینک دوں گا۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا ”اپنے ماں باپ کو بلاؤ تاکہ وہ میرے دماغ میں بیچنے کی ناکام کوشش کریں۔ انہیں یہ کبھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ تم دونوں کو کہاں سے لایا گیا ہے۔ بہر حال وہ سامنے بہت ہی خوب صورت اور آرام دہ بنگا دکھ رہے ہو۔ تم یہاں بروی کے لیے ہے اس میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔ سنا ہے جو جو کے شادی سے

ہوتی ہے تم نے ان دو اجماعی وظیفہ ادا نہیں کیا ہے اور تم کبھی کیسے ہوتے ہو تم تو ذمہ لے ہو جس کے پاس جاؤ گے وہ بیچارہ سلاوا کی طرح زہریلی محبت سے مر جائے گی۔“

پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر کسی کو حکم دیا ”انجینئر نے آؤ۔ ایک ملازم ایک ٹرے پر سرج اور کینکشن کی پھوٹی سی شے لے کر آیا۔ وہ شخص کہنے لگا۔ ”دراصل جو جو جذبات کو نہیں سمجھتی ہے۔ یہ ذہنی طور پر ابھی تک بچکے ہے لیکن انجینئر اس بچی کو اجاب تک جان بٹانے گا۔“

اس نے سرج میں کوئی دوا رکھی پھر جو جو کے پاس آکر اس کے ایک بازو کی آستین کو پکڑ کر ایک جھٹکے سے پھاڑ دیا۔ سرج کی موٹی اس کے بازو میں چھوٹی پھوڑاواں کے اندر ایک گڑی جو جو کے چہرے پر بے تکلف کے آثار تھے۔ وہ بڑھڑا رہی تھی۔ انہیں بڑا جھلا کر رہی تھی۔ پھر وہ دیر بعد وہ چپ ہو گئی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ پارس اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ ذرا آگے پیچھے جھوم رہی تھی اس شخص نے اس کی رسیاں کھول دیں، وہ غور سے بیٹھ بیٹھے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی ”تنتا اچھا لاک رہا ہے۔ یہ سامنے کی دوا اور دھرسے ادھر ٹھوم رہی ہے۔ آہا یہ انداز کیا ہو رہا ہے، جی جانتا ہے، ہوا میں اٹنے لگوں۔“

وہ کرسی سے اچھل کر کھڑی ہوئی جیسے اچھل کر چرائیں اڑنا چاہتی ہو لیکن ڈنک گائی گرتے گرتے سنبھل گئی پھر شریوں کی طرح ادھر سے ادھر جاتے ہوئے ہنسنے لگی۔ ہنسنے ہنسنے اس نے اپنے لباس کا ایک حصہ پھاڑ دیا۔ پارس نے چیخ کر کہا ”جو جو بھیا کر رہی ہو؟ ہوش میں آؤ دیکھو۔ تمہارا بدن نکل رہا ہے۔“

اس ہال کا ایک دروازہ کھلنے لگا۔ اس دروازے میں چار بیلوں تم کہہ سکتے تھے کہ وہ صرف ٹنگوٹ بننے ہوئے تھے۔ ان کے سر کی قسم چنان کی طرح سخت دکھائی دے رہے تھے اس شخص نے کہا ”یہ چار بیلوں بہت ہی بدماش ہیں کسی بہن یا بچی کی عزت کا خیال نہیں کرتے۔ یہ بھی نہیں سوچیں گے کہ جو جو تمہاری شریک حیات ہے۔“

اس نے ایک بیلوں سے کہا ”پارس کی رسیاں کھولنا۔ پانچ ٹاڈ ہو گیا لیکن ان بیلوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ وہ شخص کہہ رہا تھا ”یہ گونگے اور بے ہوش ہوتھا۔ اب آپ ان کے دماغوں تک نہیں پہنچ سکتے گا۔ حکم میں دم غم ہے تو ان چاروں کی پٹیاں پسٹاں توڑ دو۔ اگر لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہتے تو ایک شریف آدمی کی طرح

اپنی بروی کے پاس جاؤ اور شوہر ہونے کا حق ادا کرو۔“

اگر جو جو دروازہ دار کھٹنے لگا رہی تھی اور پانسے اس نوح فرح کو پھینک رہی تھی اس شخص نے کہہ دے جاتے ہوئے نے کہا ”میں جا رہا ہوں۔ دروازہ کھلا ہے کا اور یہ چاروں بیلوں اس بات کے چشمہ درگاہ رہیں گے کہ تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کی ہے۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر یہ جاؤ اسے بیلوں مدد ان میں آئیں گے۔ فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔“

چراہتی بروی کی عزت ان چاروں سے بچانا چاہتے ہو تو جاؤ اپنی بروی کو سنبھالو وہ دوا لڑائی ہو رہی ہے۔“

وہ اس ہال سے باہر نکلا۔ پارس نے غصے سے چیخ کر کہا ”ابے او ذلیل، شیطان کے بچے، میں زہر ملا ضرور ہوں، لیکن جو جو کو اپنے زہر سے کبھی نہیں ماروں گا۔“

اس کی بات سننے ہی ایک بیلوں نے پک کر جو جو کو پکڑ لیا۔ پھر اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر پنگ کے اوپر پھینک دیا۔ پارس ایک دم سے تڑپ کر گئے بڑھا تو اس کے تڑپ پر ایک بیلوں کا گھونسا بڑا اچھی وہ نہ تو مار کھاتا میں اپنی توہین سمجھ رہا تھا اور نہ ہی کسی پر جوانی عملہ کرنا چاہتا تھا اسے جو جو کی نگہ تھی وہ بیلوں سے گترا کر اسے بچانے کے لیے جانا چاہتا تھا لیکن پیچھے سے ایک لات بڑی۔ وہ اپنا توازن قائم نہ کر سکا۔ اس نے فرش پر جا کر اوردھرتے نہ گڑھا۔ اس سے نیچے کر وہ اٹھنا، چاروں بیلوں نے اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں پکڑ لیے پھر اسے جھلا تے ہوئے جو جو کے پاس پھینک دیا۔

کانوں میں اسی شخص کی آواز گونج رہی تھی، وہ کہہ رہا تھا ”نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ یہ صرف جبار بیلوں ہی یہ ادا تو یہ تمہاری ہڈیاں پسٹاں توڑ دیں گے۔ اگر کسی طرح بچ سکتے ہیں کا سیاب ہو بھی گئے تو اس ہال کے جو جو دیوانہ دار قہقہے لگاتے ہوئے اس پر چھا گئی تھی۔

وہ حیران و پریشان اپنی جھین کی سامھی کو اپنی شرم کے حیات کو اپنی جان کو ایسے روپ میں دیکھ رہا تھا جس کی وہ کبھی توقع نہیں کر سکتا تھا۔

واقعی نجات کا راستہ نہیں تھا۔ اگر وہ جو جو کو اپنے زہر سے محفوظ رکھنا چاہتا تو وہ چاروں بیلوں اس کی عزت کے دشمن بن جاتے۔

# بیوں

تو دیکھو کہ کوئی گیت ہے، جو جھپٹتے سے کوئی کوئی کتاب سے بکھوڑ کر کرنے کے لیے زیادہ سرچنے بھیننے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ دوسری کے لیے صرف خود کوئی ہوتا ہے، لیکن دشمن کے لیے ہوش و حواس میں رہنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ بھیننے کا نتیجہ ہوتی ہے اور غصے کے وقت آدمی بھی ہوش میں نہیں رہتا۔

پیرا مٹر تیار نہیں ہوں سے غصے میں تمہارے لپ کی موت کا انتقام مجھ سے لینا چاہتا تھا۔ انتقامی کارروائی کے لیے آدمی جابہ کتا ہی طور اور جارج منصور بنالے اس منصوبے کی بنیاد میں غصہ اور غمخواری بہت عاقبت موجود رہتا ہے۔ وہ پارس اور جو جو کو ایک ہار دیواری میں تیک کر کے اسٹین از دوای و ظہیر ادا کر کے غور کر رہا تھا۔ دیکھا جاتے تو وہ بڑی دلچسپی سے ہال میں رہتا۔ ایک دن اس کو اٹھ لگا کر نجات سے نقل کر لیا جاتا تھا۔ اگر اس کا منصوبہ نہیں تک ہوتا تو شاید وہ کامیاب ہو جاتا لیکن اس نے ہار بیلوں کو متاثر کر کے پریچنگ کر پارس کو اس نیچے پر سنبھال دیا۔ اسے ایسے ہی مزاج کے لیے ہی مرنا ہے تو پھر اپنی جو جو کی جان کا دشمن کیوں نہ ہو جب مزاجی ظہور اور پھر توڑنے سے دو دو ہاتھ کے جان لے گا جان لے گا۔

پیرا مٹر کے منصوبے کا کامیاب بیلوں ہونا کہہ پارس کو اس بات کی ضمانت دینا کہ ان دو اجماعی رشتے کے بعد اسے جو جو مرانے مگر پارس کو رہا کر دیا جائے گا۔ اگلا کھ پارس کبھی جو جو کی ہلاکت کو مارا نہ کرے لیکن یہ بات پیرا مٹر کے غلط نظریے سے کہہ رہا ہوں۔ وہ یہ خیال قائم کر سکتا تھا کہ پارس اپنی جان بچانے کے لیے فوج میں جاتا ہے۔ جو جو کو مار کر اپنی نجات کا راستہ بنا سکتا ہے، لیکن اس کی پلاننگ میں خرابی ہو گئی تھی۔ اسے پارس کے ذرا کار لاس نہ کر دیا تھا۔ وہ بھول گئے تھے کہ اس کی گولوں میں ساپ کا زہر دھڑکا ہے اور ساپ کا لاس نہ صرف اسے روکا جائے اسے نکلے کا وقت دیرا جائے تو وہ پھینکا تار ہے اور ڈسٹا شروع کر دیتا ہے۔

دو کا اثر سے جو جو پر لڑائی ماری تھی وہ اپنے ہالوں کو توڑ رہی تھی، اس کو تار کر رہی تھی۔ پارس نہیں جانتا تھا کہ کوئی اسے اسے ہال میں دیکھے لیکن وہ قابو میں نہیں آ رہی تھی۔ اس نے جو جو کو اس کے سر کو دونوں ہاتھوں سے قہقہہ کیا۔ اور دونوں پٹیوں کی ضرورت کو گول پر اپنے انگوٹھوں کا دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ اچانک جو جو کے قہقہے ٹھٹھ گئے اس کے حلق سے کرنا لگی اور وہ بیٹھ بیٹھ گیا۔ پیرا مٹر نے اسے جسم ڈھیلا کر لیا۔ پارس نے اسے اسٹیج سے ٹا دیا۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

ان نے ہسپتال چلے گئے اور پیرا مٹر کو اس پر ڈال دی۔ وہ اپنی شریک حیات کو اسی طرح چاروں میں بچانے کے بعد بیلوں کی طرف گھوم گیا۔ ان چاروں کو باری باری دیکھ کر بولا ”یہ لڑکی تھی معلوم ہے، اپنی معلوم ہے، جیتی کوئی نواز ہی بچو جاتا ہے۔ تم نے اس

بچی کو لیے معاً ایک پنجایا جہاں اس کا پاس تار تار جو گیا۔ اگر تم لوگوں نے شادیاں کی ہیں تو تمھارے گھروں میں بیٹیاں سنو۔ زوجہ کی اور گھر شادیاں نہیں کیں تو بیٹیاں تینا بول گی۔ ایک بے گھر کے لیے صرف ایک لمحے کے لیے باپ یا جان کی آکھ سے دیکھو، تمہیں اپنی بیٹی یا جن بیٹیاں بہتر بیٹا پر میں بیٹا پر نظر آئے گی پھر تمہیں میں نظر آئے گا کہ جس کو باگ و بندہ ملے تو چھتے کھوٹے آ رہے ہیں۔ خدا کے لیے ایک لمحے کے لیے اسے صرف باپ یا جان کی آکھ سے دیکھو۔

وہ چاؤں قشقہ لگانے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا: "انوکا کچنیا ہاری بیٹیوں اور بیٹوں کا حال ہے۔ رہے رہے۔ اسے وہ ہائے۔ مینو بیٹا زور کی پناہ میں رہتی ہیں۔ انھیں سیال لانا تو درمگ بات ہے۔ کوئی ان کی طرف آنکھ اٹھا لینے کی سبھی جزاؤں نہیں کر سکتے۔"

پارسی نے کہا: "بہنہ اپنے گھر کو جاتا تو۔ چن چن گھٹوں میں تمہاری گھر والوں کو اس چارو بیاری میں لے آؤں گا؟"

پارسی کے یہ الفاظ ان شہزادوں کے لیے گالی سے کم نہیں تھے۔ ان میں سے ایک نے ششمل پر تیزی سے چیرا ہلا بھرتی سے قریب آکر ایک زبردست رافٹ مارنے کی کوشش کی، لیکن اس کی حسرت دل میں ہی دم گئی۔ وہ مزاج نہیں نہیں سکتا تھا کہ سامنے والا کھڑے ہی کھڑے نفسا مچھلے گا اور حکم کرنے والے کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپری اور پٹلا باری کھانا چوادورسی طرف چلا جائے گا۔ "دوستا نے میدان خالی دوجائے گا اس نے پٹ کر دیکھا جسے بول چہ سمجھا ہوا تھا اس نے بیچے بیچتے ہی دوسرے پہلوان کو لگ مارا۔ وہ لالت کیا کر لاکھڑا کیا میرے پہلوان نے اسے سنبھال لیا۔ پہلے پہلوان نے جیسے ہی پٹ کر دیکھا، منہ زبردست کر لائے گا ہتھ پڑا۔ اس ہاتھ نے سجا دیا کہ وہ ہاتھ نہیں ہے۔ آہنی سلاٹ پر نسانی کھال منڈھی ہوئی ہے۔"

لالت کھلنے والا غصے سے آگے بڑھا۔ پہلوانوں میں بفرانی ہوتی ہے کہ وہ جہادی حیرم ہوتے ہیں، تیزی سے حرکت نہیں کر سکتے ان کے مقابلے میں پارسی جیسے کی طرح جھرتیلا تھا۔ اس نے کھولیا تھا وہاں پوی آہنی کا فائنگ اسٹائل کام آئے گا۔ ایسے لیے وہ ایک جگہ نہیں ٹھہر سکتا۔ پہلی کی طرح پٹا کھتا۔ ایک طرف سے چھلانگ لگاتا تھا۔ دوسری طرف پہنچنے سے پہلے ہی نفسا میں سمرات کے ذریعے سمت دل دیتا تھا پہلوان کو اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ کبھی اس پر گرسے گی۔ جب وہ چھوٹے کی طرح آگے بڑھتا تھا اور برس کر گزرتا تھا تو وہ چوڑوں کو سلاٹے ہونے کرتے تھے۔ "لے او بندر کی اولاد اور دون کی طرح ایک جگہ کھڑا رہو۔ عقاب دیکھو نہیں کہ تاپے پارسی نے پوچھا کیا ایک تمہا شخص سے لڑنے والے چار پہلوانوں کو مر دیکھا جائے؟"

پارسی نے آہی دیر تک لڑنے کے دوران چوتھے پہلوان کو بلبلار دیکھا تھا۔ وہ ابتدا میں سے دور جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس مقابلے میں حقد نہیں

لے رہا تھا۔ تین پہلوانوں میں سے کوئی ایک اس کی طرف پہنچتا تھا تو وہ ان سے دور ہو کر دوسری جگہ ہاتھ باندھ کر تماشائی کھینچے گا تھا۔ چاہے ساتھیوں کی مدد کرے ہاتھ اور نہ ہی پارسی سے زبانی ہیروری کر ہاتھ شایہ وہ اس کے لڑنے کے انداز کو دیکھ رہا تھا۔ پھر ہاتھ اچھی طرح پر کھرا ہاتھ اور آخر میں اس کے لیے دھکا تابت ہونے والا تھا۔

ایک پہلوان نے ٹرسے نرم کھانے کے لہجہ میں بولا: "پوچھا کیا تمہارا تماشائی بن کر لے رہے ہو؟"

دوسرا پہلوان ملکہ لڑا کھلا ہوا تماشائی پہلوان کے قریب آکر اچھری مددی سے آنکھ حرکت لے رہے بولا۔ "کیا دوسرے لڑا رہے ہیں صرف تم نہیں ملکہ تیں گے؟ کیا تم اس انتظار میں ہو کہ تم اس جگہ کوسے کے ہاتھوں سے مر جاؤ اور تم تنہا ماموٹے کی ساری رقم لے جاؤ؟"

تماشائی پہلوان نے پوچھا: "کیا تمی اور لڑنے کے بعد تم لوگوں کو یقین ہو گیا ہے کہ یہ جوان تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا کہ اوص مجھے مساوتے کی رقم لے جانے کے لیے زہرہ چھوڑنے کا پکا؟"

"ہم اور کیا ہمیں؟" تان کو یہی نظر آ رہے ہیں؟

نئے شک میں ہونے والا ہے۔ یہ غالب آئے گا، اس لیے میرے غیر جانبدار ہوں۔"

"تم نے متاثر ہونے سے پہلے یہ کیے پھر لیا تھا؟"

اس نے بے شک پریشی ہوتی ہو کر دیکھا، پھر کہا: "مجھے اس جوان کی شہزوری تھی نہیں ان کی باتوں نے ملا ہے۔ آج سے دس برس پہلے کچھ غصے میری بین کا خاکہ لے گئے تھے۔ میں موجود تھا سحران کا ستارہ ذکر سکا۔ ان دنوں میں بہت کم اور تھا۔ میں کو نہ سما سکا۔ وہ ہے چاری کسی کو زندہ رکھنے کے قابل رہی۔ اس نے خود شہزادی کرنی۔ اس روز میری سہیلی آیا کہ کووری انسان کو جیسے ہی ٹرہہ بنا لوتی ہے اور میں ایک ٹرسے کی طرح زندگی نہیں گزاروں گا۔ طاقت حاصل کروں گا طاقت۔"

اس نے پارسی کو دیکھا، پھر کہا: "میں نے پہلوانی شروع کی، اپنا اسم بنانے لگا۔ اپنے اندر زیادہ سے زیادہ طاقت اور جملہ ہڈیاں کرنے لگا۔ کتنے ہی پہلوانوں سے مارا مارا اور ان سے طرح طرح کے داؤد و جھگڑا رہ میں نے چار برس میں اتنی قوت حاصل کر لی کہ اپنی بین کے تا کوں کو ڈونڈ ڈونڈ کر مارتے رہا۔ وہ مجھ سے معافیاں مانگتے تھے میرے قدموں میں سر رکھتے تھے اور ان کے سر کو مچھتا تھا۔ آخر میں نے انھیں تڑپا ہٹا کر پربہ سے لیے تم کو دیا۔"

پارسی نے پوچھا: "جب تم ایک بین کا رقم پیچھے تھے تو دوسری لڑکی کی بچو کی اور بے بسی سے نالوا اٹھانے کیوں آئے؟"

"میں نے ان دس برسوں میں اتنی زیادہ قوت حاصل کر لی کہ بچوری ہے ہی اور کووری کو بھولتا ہوں۔ میں نے سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ اپنی بین کا انتقام لے چکا ہوں، میرا فرض ادا ہو چکا ہے۔ میں نے ساری دنیا کی کمزور

وقوں کی مخالفت کا کیا کیا نہیں کیا ہے۔ ویسے میں ہر ماہی کمزوروں پر کھاتی ہے۔ میں اسے ہمدردی کروں گا تو ہر ماہی کسی سے کروں گا، اس نے کچھ دفعہ کہا پھر کسی کسی سامان لی اور کہا: "طاقت بڑی ہلا ہے۔ یہ انسان کو ہے جس کا علم ہے قدرت۔ تیار کیا ہے۔ میں بھی سفردار رہے قدرت بن گیا۔ کورہ خوروں سے کھنے لگا۔ ان کے رشتے والوں کو اس کی طرح ٹھکرے مانے لگا جس طرح میری بین کو اٹھانے والوں نے مجھے ٹھکرے باری تھیں۔ آوری نا تو اپنا لڑاؤت قبول جلتا ہے پھر لڑیں کر ٹرسے وقت کا انتقام دوسروں سے لیتا ہے۔ لیکن تو جوان تاج تمہاری باتوں نے مجھے مجبور ڈالا ہے۔ میں بہا بھی تمہاری شریک حیات کو رکھتا ہوں تو میری بین نظر آنے لگی ہے۔ تمہاری دلیری اور تو فروری نے مجھے متاثر کیا ہے۔ مجھے بتاؤ، تم کوں چو کھنی تھانے ہاتھوں تمہاری شریک حیات کو یوں قتل کرنا چاہتا ہے؟"

پارسی نے کہا: "میری رودت بے طاقت ہے۔ کیا اتنا کہہ دینا کہ تو ہرگز نہیں فرماؤ تو کرا بٹا ہوں؟"

ان چاروں کو جیسے کیا جھکا ہوا پنہا۔ وہ پچھے بٹ گئے۔ ایک نے پکچہ تے ہوئے پوچھا: "کیا تم پتہ کر رہے ہو؟"

پارسی نے پوچھا: "کیا تم اپنے باپ کا نام غلط بنا کر اپنی مال کی توہین کر رہے ہو؟"

وہ جھپٹ گیا۔ دوسرے نے پوچھا: "تم نے پہلے کیوں نہ بتایا؟ بن کر تو نے نہیں تمہارے پیچھے کیا ہے؟" انھوں نے بھی تمہاری احصیت نہیں بتائی۔"

تیسرے نے پریشان ہو کر کہا: "اسے باپ سے۔ ہم اٹھانے میں اپنے اور میری بیٹی کا عذاب نازل کر رہے تھے۔"

تماشائی پہلوان نے کہا: "اب بھی کچھ نہیں بچھا۔ ہم اس کی تلافی کر سکتے ہیں غضب خدا کا، وہ کہتے جلاؤ اچھی استعمال کر رہے ہیں اور میں فرار و صاحب کا دشمن ہی بنا ہے، ہم اندر ہم دس ہزار ڈالر کے لاپے میس اپنی اپنی جگر کھولتے ہیں۔ لعنت ہے ہاری عقل پر۔"

پارسی نے پوچھا: "اس آڑے میں میرے دشمن کے کتنے مسلح فراری ہیں؟"

"وہ لوگ پہلی کا شیریں آئے تھے کہیں دوسری جگہ جانے والے تھے، کیا کہ چوڑیں خرابی پہلوان ہونے کے باعث اس جزیرے میں اتر گئے۔ ان میں سے ایک کالٹ ہے، دوسرا وہ شخص ہے جسے تم نے تھوڑی دیر پہلا اس چاروں میں ہی دیکھا تھا، باقی چار مسلح افراد اس بندر روانے کے ہاؤنڈ ہیں، ان کو تمہاری بیٹی کی کسی کر دین گے۔ یہ جلاؤ آ رہے۔ یہاں ہمارے کوئی زیادہ نہیں۔"

وہ بولتے بولتے چپ ہو گیا، غلامی میں دل چھنے گا جیسے کسی سوچ میں تم آگے ہو یا سوچ کی لہروں کو سن رہا ہو۔ پارسی نے پوچھا: "کیا بات ہے؟" اس نے کہا: "کوئی میرے دماغ میں کہہ رہا ہے تم چھوٹ بول رہے ہو تم فرار و صاحب کے بیٹے نہیں ہو۔"

پارسی نے کہا: "وہ یقیناً ٹپٹی ہو جی جانے والا ہلا دشمن سپر ماٹر ہے؟" سپر ماٹر نیا س زخمی پہلوان کے دماغ میں کہا: "میں فرار و علی ہو ہوں۔ یہ ساری دنیا جانتی ہے کہ صرف میں اور میرے ساتھی ٹپٹی جینی جاتے ہیں ہلا کوئی دشمن یہ علم نہیں ہانتا۔ یہ تو جوان صرف دلیری نہیں، حکمت رکھتا ہے۔"

زخمی پہلوان نے پارسی سے کہا: "تم بڑا ہر فرار و صاحب کا کوئی دشمن ٹپٹی جینی نہیں جانتا۔"

پارسی سوچ میں پڑ گیا۔ سپر ماٹر ٹپٹی کو سہالانے کر ان پہلوانوں کو پھراس کا دشمن بنا رہا تھا۔ وہ ایک ایک کر کے پھر توجہ بدل رہے تھے۔ صرف تماشائی پہلوان کا خوش تھا جو کچھ وہ زخمی نہیں تھا اس لیے سپر ماٹر اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے دفن نہیں سکتا تھا۔ پارسی نے پوچھا: "تم سب مجھے اس طرح گھور کر کیوں دیکھ رہے ہو؟ کیا وہ ٹپٹی جینی جانتے والا شیطان تم لوگوں کو بھگنے میں کا صاحب ہو گیا ہے؟"

ان میں سے ایک نے کہا: "شرم کر پھوڑی دیر سے میرے ٹپٹی جینی جانتے والے کو باپ کہہ رہے تھے، اسے انہوں نے اسے شیطان کہہ رہے پڑے وہ تماشائی خیم پارسی کو اور کبھی اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے ایک ساتھی سے پوچھا: "کیا پور ہے؟ کیا واقعی تم لوگوں کے دماغوں میں کوئی بول رہا ہے؟"

"ہاں، فرار و صاحب بول رہے ہیں؟"

پارسی نے کہا: "یہ جھوٹ ہے ان کے دماغوں میں بولنے والا وہی دشمن ہے جس کے ایک ہاتھ نے تم لوگوں کو میرے خلاف کرانے پر مائل کیا ہے۔"

"وہ میرے دماغ میں کیوں نہیں آ رہے؟"

"وہ جانتا ہے کہ تم جینی نہیں ہو۔ سوئی کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لوگے۔ پھر اس نے ان فریوں کے دماغوں میں کار سلوم کر لیا ہے کہ تم میرے حمایتی ہو۔ وہ ٹپٹی جینی کے ذریعے ان تینوں کو تیز اپنا آڈر کار بنا سکتا ہے تمہیں نہیں بنا سکتے گا۔"

اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: "کیا وہ خود کو فرار و صاحب ہے؟"

"لے شک، خیال تو ان کرنے والا فرار و ہی ہو سکتا ہے۔"

"فرار و صاحب کے متعلق ہماری معلومات محدود ہیں، سحران نام جانتے ہیں کہ انھوں نے ٹپٹی جینی کے ذریعے کسی کی دولت پر قبضہ کیا کسی عورت کی عزت پر جبر پڑا تھا۔ ٹپٹی جینی اور وہ اس کی شریک حیات پر جبر کیوں کر رہے ہیں کیوں اس کی عزت اور جان کے دشمن ہو گئے ہیں؟ کیا تمہارے دماغوں میں ایسے والا میری اس بات کا جواب ہے؟"

سپر ماٹر نے زخمی پہلوان کو مچھایا: "میں دوست عمروں کی عزت کرتا ہوں اور دشمن عمروں کو معات نہیں کرتا۔ میرے فرار و ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ میں سوچ کے در لیے بول رہا ہوں اور



اس فرزندِ نوجوان کا پول کھول رہا ہے۔

زنجی بھولانوں نے شہر یا سڑک کو اب ستایا۔ پارس کے حاجی کے کما۔  
"نوجوان اتنا محنت مند ہو گیا ہے کہ شریکِ حیات کے لیے جان کی بازی  
لگا کر تم سے متاثر کرے، وہ خواہ مخواہ ہے محنت ہی کہ فرزندِ صاحب کو  
اپنا باپ بنیں گے گا۔"

شہر پارٹن نے کہا: "تمہارے ساتھی فضول بحث کر رہے ہیں تم تو  
مل کر اس کی تباہی کرو لے سہے کی طرح زنجی کو چھوڑیں اس کے دماغ میں  
پہنچ کر لے سہے ہی دوست بنا لو گے گا۔"

ایک بھولان نے کہا: "کیسی باتیں کرتے ہو؟ ہم تو ہیں اس جوان سے  
مقابلہ کر کے آدھے ہو چکے ہیں۔ اپنے ناز و دم ساتھی سے مقابلہ کر کے زمین  
سے اٹھنے کے قابل ہی نہیں رہیں گے۔"

دوسرے بھولان نے پوچھا: "آخر تم میں آپس میں کیوں لڑنا چاہتے ہو؟  
میں تمہیں اس جوان کے فریب سے بچانا چاہتا ہوں اور تمہارے  
سوا میں کسی کو تم پر بھروسہ نہیں بنانا چاہتا ہوں۔ جو تمہیں کورس  
دس ہزار روٹ لگا۔"

تینوں کے منہ حیرت سے کھل گئے۔ لکھنے پوچھنا یہ کیا تمہاری  
کے ذہنیے ہماری کچھ مدد کر سکتے ہو؟  
"ہاں کر سکتا ہوں تمہیں کسی طرح اچانک ہی حکم کر کے اس جوان کو ٹنگی  
کر دو پھر تمہارا اس کے دماغ میں پہنچ کر لے سہے تمہارے مقابلے میں کمزور  
بنادوں گا۔"

"یہ تو تمہاری کسے میں گھنٹی اندازے والی بات ہے۔ ہم اپنے قسم  
داؤ بیچ آ رہے ہیں، ہر کسی طرح ہاتھ نہیں آئے گی۔ اس کی طرح اور دوسرے دھڑ  
لیکتے ہیں جب یہ ہاتھ نہیں آئے گا تو ہم کسی طرح اسے زنجی کریں گے؟  
دوسرے نے کہا: "بھائی! تمہیں کبھی جاننے والے، تم پہلی ذات  
سے زیادہ دے کر ہماری طاقت سے کام لینا چاہتے ہو، لیکن اگر ہم اس  
بھوکے کو نقصان پہنچا سکتے تو زنجی بھائی کی مدد کو مانگتے؟"

"اچھا بات ہے۔ مدد ہیج رہی ہے، جیسے ہم دروازے پر دستک  
ہو، فوراً آگے بڑھ کر کھول دینا میرے سہے آؤ گی آ رہے ہیں۔ وہ اندازتے  
ہی نوجوان کو گولی مار دیں گے۔"

یہ کہہ کر شہر پارٹن نے اپنے اس مانتھ کے دماغ پر دستک دی  
جو پارس اور جو جو کوئی کا پٹن میں وہاں لایا تھا۔ اپنے اس مانتھ نے  
ساتھ روٹی، پھر لہو چھڑا کون ہے؟

"تمہارا باپ شہر پارٹن؟  
وہ فرزندِ اٹھ کر لڑتا نہیں ہوتے ہوئے بولا: "میں سرب۔"

وہ غصے سے بولا: "بیوری کے بیچے، تم نے میرے شکار کو  
کہاں پہنچا دیا ہے۔ وہاں پارس بازی لٹ رہا ہے۔ اس نے تین بھولانوں  
کو زنجی کر دیا۔ تم نے کسی سے جوہر کا انتخاب کیا ہے، کیا تمہیں ہی آؤ

ملاحظہ؟

"سرا بھالتے ہیں، یہی کا پٹن میں بیلا ہونے والے نوجوان  
ہیں اس بڑے سے میں پہنچا دیا۔ میری فری سولمات کے مطابق  
میں ہی لوگ شہر پارٹنک ہمارا شہر بھالتے ہیں۔ اسے خطر کا  
کسی ان کے آدھے پر پھینچا نہیں لے سہے۔ زنجی نے مجھے لہو چھڑا  
ان کی خدمات حاصل کی ہیں۔ ہر حال میں، بڑے سے جوہر سے  
کی کوشش کروں گا کہ آپ مجھے ایک موقع آدوں۔"

"مجھے تین بھولانوں کے دماغوں میں مگر لگتی ہے، ہر  
روک لیتا ہے۔ اور وہ پارس کا حاجی ہے۔ تم مسخ آؤ کر لڑو گے  
اس دروازے پر دستک دو۔ ایک بھولان دروازہ کھولے گا، تم  
ہی پارس کو گولی مار دینا۔"

"جنگ، پہلے تو اسے گولی مارنے کی بات نہیں ہونی چاہی  
نے وہ وہ کیا تھا کہ آپ اسے زندہ سلامت، ہلکے ٹولے کر لیں  
اور ہم اسرا لیں، اسے قیدی بنا کر رکھیں گے۔"

"یہ جنگ پہلے نہ لے وہ کیا تھا، لیکن تمہاری حاجتوں نے ہم  
دیے۔ اگر پارس نہ اس حاجی بھولان کے ذہنیے میں وہاں  
مار جاتا تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ اس کے ذہنیے سے یہ لڑنا  
ہو جائے گا کہ اس کے اور جو جو کے اعزاز میں اسرا لیں گے، ہاتھ  
فرار کو معلوم ہوگا تو اس بار وہ تمہیں دیوں سے زبردست اختیار  
اس نے پریشان ہو کر کہا: "میں جناب! یہ لڑنا فاش نہیں  
چاہیے۔ میں خود ریواؤ لے کر اپنے آدوں کے ساتھ آؤں گا۔  
کھلتے ہی اسے گولی مار دوں گا۔"

شہر پارٹن اس چار دیواری میں اگیا۔ ایک زنجی کے ذہنیے  
کے حاجی بھولان نے کہا: "تم جہاں آؤ انداز میں اس نوجوان سے تازہ  
کئے ہو جب تمہیں یقین ہوگا کہ یہ فریڈ ہے اور میں فریڈ ہی تو ہوں  
تم اپنی سلامتی کے لیے مجھ سے مافیاء مانگو گے، لیکن جو میرے شکار  
میں کام نہیں آتا، اس کے بھی مانتھ نہیں کرتا۔"

پارس نے کہا: "شہر پارٹن تم میرے ایک حاجی کو میرے غلام  
بھول کر یہ دروازہ کھولنا چاہتے ہو۔ تمہاری جاں آسانی سے مجھ میں آ  
ہے۔ اب تمہارے ساتھی ہی ایک دروازہ دے گیا ہے۔ جہاں سے تمہارا  
مسخ افراد آ رہے اور میرے حاجی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔  
اس کی بات پوری ہوتے ہی دروازے پر دستک سنا  
ایک آؤ کر بھولان تیزی سے آگے بڑھا۔ پارس نے چاک چاک  
لگائی پھر اس کے سامنے دیوار کی گولہ پشہر پارٹن کے پاس  
آؤ کر بھی دروازے تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ یہ تینوں پٹے ہوئے  
مڑے ہیں۔"

زنجی بھولان نے دروازے کی طرف منہ اٹھا کر چیخے ہوئے کہا

"نا کر دو، دروازے کا لاک ٹھوڑو۔"

"پارس فریڈ ہی اچھا چھل کر وہاں سے ہٹ گیا۔ ایک دیوار کی آؤ میں  
پہنچ کر اپنے حاجی سے بولا: "فریڈ صحران جاؤ۔"

"وہ دروازہ پارس کی طرف آیا۔ اسے ایسی ٹھنی لٹھروں سے گویا  
چھلنے کی آؤ میں گھسیٹنے کی گویا لٹھروں سے گویا  
انداز میں تھیں۔ ایک گولی زنجی بھولان کو لگی اور جین مار کر اچھلا۔ بھولان  
بڑھ کر تڑپنے لگا۔ پارس نے کہا: "بھولان! تمہیں جانتا تھا کہ تمہارے  
گزار دیتے ہو، ذرا دماغی قوت کو بھی بڑھایا کرو۔ دیکھو وہ شیطان اڑھ  
تمہارے دست بن رہا تھا اور اڑھ لے آؤ میں سے اندھا دھند فارنگ  
گروا رہے تھے اس بات کی پروا نہیں ہے کہ اس فارنگ سے تمہاری  
جان بھی بچاؤ گی۔"

"وہ بھولان زمین پر تڑپ تڑپ کر ٹھٹھا ہو چکا تھا۔ پارس اپنی  
بڑے چھلکے مار کر دوسرے بھولان کے پاس پہنچا۔ وہ پریشان ہو کر  
بولا: "بھائی! اب جلد کرنا۔ میں عقل آؤٹی ہے، تم دوست ہیں۔"  
پارس اس کے بیچھے آکر اسے ڈھال بناتے ہوئے بولا: "دوست  
ہو تو آؤ، دالوں کو روکو۔ جو بول رہے، اسے کاؤ۔"

اسی وقت فارنگ سے لاک ٹوٹ گیا۔ دروازے کے پٹ  
پر ہارے ٹھکر ماری گئی، اور دھڑ کھلا اڑھ رہا حاجی بھولان نے وہ کرنی  
اٹھائی، جس پر پارس کو ٹھکر کا بانھا لگا تھا۔ اس نے آنے والے پر  
کری لے ماری جس کے نتیجے میں وہ آتے ہی فارنگ نہ کر سکا کہ کرنی  
کی زمین آ کر وہ بیچھے چلے گئے۔ حاجی بھولان نے بڑی بے باکی سے ان  
پر چھلکے لگائی، پارس نے دوسرے بھولان کو بیچھے سے ایک لالت  
مار کر کہا: "ماڑ پٹے ساتھی کی مدد کرو۔"

"وہ لالت کھا کر ٹھٹھکا، ہوا نہ جانے کے باوجود آنے والوں پر  
خود بخود مار مار کر حاجی بھولان اٹھیں، فارنگ سے باز کھینے کی کوشش  
کر رہا تھا اور بیچھے کھڑے رہا تھا۔ اپنی سلامتی چاہتے ہو تو اب گولی نہ  
چلانا، یہ میرا لڑا ہے، یہاں سے کوئی زندہ واپس نہیں جائے گا۔"

اسی صورت میں جب وہ بھولان ان سے اچھے ہوئے تھے، وہ  
تنگا لٹ پر فارنگ نہیں کر سکتے تھے اور بھولانوں کو گولی مار کر اٹھنے کے  
بجائے اڑھ سے ڈھکی مٹی میں لٹھ نہیں چاہتے تھے۔ وہ بیوری مانتھ،  
پارس کا نشانہ لینے کا موقع دیکھ رہا تھا۔ پارس نے ان کی جانب چھلکے  
لگائی، اس نے گولی چلا دی، لیکن فریقہاں نے نہیں سچھ پائے تھے کہ  
وہ چھلکے لگنے کے دوران کسی طرح سمت بدل دیتا ہے۔ فارنگ  
نہاں اس نے نہ سچھ پارس کو ڈھونڈا، اسی وقت اچھٹ پٹھو کر  
بڑی لڑائی بھڑکتی رہا، اچھلا، پارس نے اسے پیچ کر لیا۔  
دوسرے نے اس پر گولی چلائی، مانتھ سے تو یہ تڑپ دی گئی تھی  
کہ بھولانوں کے سامنے اچھٹ ایک جگہ بٹھرو پائے کی طرح جگہ دلتے

رہا، اس نے جگہ بدل کر فارنگ کرنے والے کو گولی ماری پھر وہاں سے  
بیک پیچھے ہی دوسری جگہ آیا، دوسرے داخل ہوا، گارٹ بنا۔ ان  
بھولانوں کے مسلح مانتھ اب تک یہ سچ نہیں پائے تھے کہ وہاں کسی ہو  
رہا ہے۔ کچھ کچھ اٹھوں نے اپنے بھولانوں کو پارس کے خلاف سو دکر تے  
دیکھا تھا اور مسخ بیوریوں کو ممان سمجھا ہوا تھا۔ وہ سڑن بھی نہیں کتے تھے  
کہ بازی یوں پٹ کتے ہیں، سوسے کے خلاف بیوری ممانوں سے بھگڑا  
ہو سکتا ہے۔ ہر حال اتنی دیر میں وہ سپرین کو کچھ گئے، اب میں مسخ  
بیوری روکتے تھے۔ انہیں نشانہ نہ ہرکتے ہوئے کہا: "بھائی! چھٹا چھٹا  
وہ کم کم تیل پر بھور ہو گئے۔ انہوں نے مقہار بھیک دیے۔  
پارس نے اپنے حاجی سے کہا: "اپنے آؤ میں کو دم دو، اب کوئی منہ  
آؤ نہ دے گا۔ وہ شیطان کسی کے دماغ میں پہنچ کر تمہیں نقصان پہنچا  
سکتا ہے۔ یہ دوسری بھولان اس کی تباہی خانی کے سامنے جو رہی۔ ان سے  
بھی میں نقصان پہنچ سکتا ہے۔ انہیں فی الحال کسی کمرے میں بند کر دو۔  
"تم درست کہتے ہو۔ اس شیطان نے میرے ساتھیوں کا دماغی  
کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے کی ناکام کوشش کی تھی۔"

پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "تم دونوں لڑنا، ماننا، اس  
شیطان سے دوستی کا انجام اپنے ایک ساتھی کی موت کی صورت میں  
دیکھ سچے ہو۔ میں تمہاری بھولائی کے لیے تمہیں قید کر رہا ہوں۔"

ایک زنجی نے کہا: "ہمارے دماغ میں آنے والا شیطان نہیں فریڈ  
ہے، تم اتنی ہی بات نہیں کہتے کہ فریڈ اس کا باپ ہے تو اس کے  
دماغ میں کیوں نہیں آؤ، یہی سچتے کے ذہنیے تمہاری مدد کو نہیں کر لیا؟  
حالی تھے پارس کو کھنکھار کر کہ یہ خیال مجھے بھی آیا تھا، مانتھ  
بھنگا ہے میں تم سے پوچھنا چھو گیا، فریڈ صاحب تمہارے والد ہیں۔  
انہیں خیال خانی کے ذہنیے تمہاری مدد کرنا چاہیے، مگر وہ تم میں سے  
کسی کے دماغ میں نہیں آتے ہیں، آخر بات کیا ہے؟"

"بیوری کی بات ہے، میرے باپا دوسرے معاملات میں مصروف  
ہیں جو کچھ میں اپنے معاملات سے غور نہ جانتا ہوں۔ اس لیے وہ کبھی بھی  
میرے دماغ میں آتے ہیں تم فریڈ صبر کرو، وہ فرصت پائے ہی ہمارے  
پاس آئیں گے۔"

شہر پارٹن نے تھکے تھکے ہوئے کہا: "یہ بھوکا تمہیں خوب آؤ  
بنا رہا ہے، سوچنے کی بات ہے، کیا باپ کو اپنے معاملات سے اتنی  
ڈی پی ہے کہ وہ لٹھ سڑتات میں مگر پٹے تب ہی وہ اس کی پروا نہیں  
کرتا؟ وہ میں فریڈ ہی تمہیں ہوں، میرا بیٹا پارس میرے پاس موجود ہے۔  
یہ نوجوان بہت ہی خطرناک ہے، میں پھر سمجھا ہوں، میرے آؤ میں  
کو بھڑو، اور اس نوجوان کو ہمارے ٹولے کر دو۔ ذرا فریڈ سے دوستی  
کرنا چاہتی ہے تم دشمن کی حالت نہ کرو۔"

حاجی نے پریشان ہو کر کہا: "بیوری مجھ میں نہیں آتا، گے فریڈ کو

اور کے شیطان؟ یہ بات دل کو گتھی ہے کہ تم اس لڑکی کے ساتھ نہ جانے کب سے ان کی قید میں ہو۔ بیلا کا پتہ کہہ دینے سے وہ بھاگ جائے گی۔ پھر چار گھنٹے سے ہائے آؤسے میں ہو گیا ایک ایک گھنٹے سے ہاپ کو تمہاری خیریت معلوم کرنے کی فرصت نہیں ملی؟

پارس نے کہا: "بعض حالات میں ایسا ہوتا ہے، میرے پاس ان رات کی ایک ہی مصلیٰ میں مصروف رہتے ہیں، جنہیں پھر پھر بد سونا چاہیے..."

اس نے انکار میں ہنسنے سے کہا: "میں کسی پر سوسو سوسو نہیں کروں گا، جو کچھ میں تمہاری دلیری اور جو فریسی سے متاثر ہوں اس لیے تمہیں دو گھنٹے کی مصلحت دے رہا ہوں۔ اس طرح میں فریسا صاحب کو میرے دماغ میں آنا چاہیے"

پیراٹھنے آلا کر کے ذریعے کہا: "میں فریسا ہوں۔ اپنے دماغ کا دروازہ کھولو، میں آتا ہوں"

اس نے پھر انکار میں ہاتھ ہلا کر کہا: "نہیں میں تمہاری باتیں سن چکا ہوں، تمہارے علاوہ کوئی دوسرا میرے دماغ میں آکر اس نوزائے کی حمایت کرے گا تو وہی فریسا ہوگا۔ اگر دو گھنٹے کے اندر کسی نے مجھے سے خیال خواتی کے ذریعے رابطہ قائم کر لیا تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ فریسا دارا اور اس کے ساتھیوں کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ یہ بھی جانتے والے فریسا ہی ہوتے"

پیراٹھنے اس کی یہ باتیں سن کر بریشان ہو گیا تھا۔ دو گھنٹے بہت ہوتے ہیں۔ اسے اندیشہ تھا کہ میں اتنی دیر میں ضرور اپنے بیٹے تک پہنچوں گا، پیراٹھنے میں تمام چالیوں کام ہو جائیں گی۔ اس کا اندیشہ غلط نہیں تھا۔ میں نے پارس کے دماغ پر دستک دی۔ اس نے سانس روک لی، پھر سانس لیتے ہوئے پوچھا: "کون؟"

میں نے کوڑو ڈور ڈور میں کہا: "یوریا پائوٹس یورمانڈر"

"اوہ پاپا، خدا کا شکر ہے، آپ آگئے۔ یہاں پیراٹھنے خود کو فریسا بنا کر میری کوششیں ناکام بنا رہے ہیں۔ میں آپ کو اپنے حمایتی کی آواز سنا رہا ہوں، آپ اس کے دماغ میں پہنچ کر تعین دلائیں کہ میں آپ کا بیٹا ہوں اور اتنی دیر سے فریسا بننے والا پیراٹھنے ہے"

"اس کی آواز سناؤ"

پارس نے اپنے حمایتی سے پوچھا: "تمہارا نام کیا ہے؟"

"مجھے مائٹی پائٹنٹ ہے"

میں اس کی آواز سننے ہی اس کے دماغ میں آیا۔ وہ سانس روکنا چاہتا تھا، میں نے کہا: "میں فریسا کو تو میری سانس زور کو"

اس نے پوچھا: "میں کیسے تعین کروں؟ کیا یہ نوجوان تمہارا بیٹا ہے؟" "بے شک، میرا بیٹا پارس ہے۔ اتنی دیر سے میں پتہ نہیں چلنے دیکھ رہا تھا، میرے دماغ پر دست ہے۔ اس کو بھنتے ٹرانسفاورٹیشن کے ذریعے

یہ علم حاصل کر لیا ہے۔ میں اسے بے نقاب کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، پھر بھی یہ شیطان کہیں نہ کہیں کھلیا ہو گا، جسے اس طرح سے میرے بیٹے اور سوسو کو انور کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ خدا کا شکر ہے، میں دیر سے پہنچا پھر بھی درست پہنچا، تم ہائے ساتھ تمہارا کرو۔"

"جناب فریسا صاحب، آپ تعادلات کی بات کرتے ہیں، کیا یہ نوجوان میں حاضر ہے، حکم دیجیے"

"تم اس شخص سے بات کرو، میرے بیٹے اور سوسو کو یہاں لانا، میں تمہارے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ کر میرے معلوم کرنا چاہتا ہوں"

آخر میں انہیں انکار کے کہاں پہنچانا چاہتے تھے؟ "پیراٹھنے کے بیرونی ماتحت کو دو آدھوں نے پھر کر کے گرفت بٹھا دیا تھا، لیکن وہ ایسے نرپ رہا تھا جسے گرفت سے نکالنا پورا ہوا، مائٹی پائٹنٹ نے اسے گھر گھر کر کے ہونے حکم دیا، آرام سے بیٹھو اور سب بڑی طرح پیش آؤں گا"

وہ ہانک کر سر ہکا کر آرام سے بیٹھ گیا، مائٹی پائٹنٹ نے پوچھا: "تم انہیں انکار کے کہاں لے جا رہے تھے؟"

اس نے جواب نہیں دیا، پائٹنٹ نے اس کے ہاتھ کو نکلنے میں جبر کر کے ایک جھٹکے سے اٹھایا، اس کے دیر سے پھیل گئے تھے۔ وہ بائبل ساکت تھا۔ میں نے کہا: "میرا کہہ دو"

مائٹی پائٹنٹ نے جواب دیا: "وہی اور کون؟" "مجھ کیسے؟" "ہجرت پر گرفت سے نکلنے کی توجہ دیکھ کر رہا تھا"

"یہ تمہارے آدھوں کی گرفت سے نکلنے کے لیے نہیں، بلکہ سانس لینے کی کوشش میں توجہ رہا تھا، پیراٹھنے اس کے دماغ پر قبضہ چار کے سانس لینے سے روکتا رہا، اگر تھوڑے گھنٹے جانے سے یہ مر گیا"

"اوہ گاڈ! کیا دماغ اسے والے یوں سانس روک کر رہا ہے؟" "میں نے کہا: اس کے دوسرے ساتھیوں سے معلوم کرو، یہ بیلی کا پٹر میں کہاں جانے والے تھے؟"

وہ دوسرے قیدیوں سے پوچھنے کا سب نے ایک ہی جواب دیا: "ہم نہیں جانتے۔ ہم سے کام آیا جا رہا تھا، منزل نہیں بتائی گئی تھی"

میں نے ایک ایک کے دماغ میں پہنچ کر حقیقت معلوم کی، وہ پتہ کدے تھے، ران کے دماغوں سے صرف ایک بات معلوم ہوئی، کہ پیراٹھنے جسے وہ گھونٹ کر مارا تھا، وہ یہودی تھا۔ میں نے مائٹی پائٹنٹ سے کہا: "یہ لوگ درست کہہ رہے ہیں، انہیں منزل کا پتا نہیں بتایا گیا تھا۔ فی الحال انہیں قیدی بنا کر رکھو"

اس نے اپنے آدھوں کو کہا: "انہیں ایک کمرے میں لے جا کر بند کر دو"

اس کے حکم کی تعمیل ہونے لگی، میں نے پارس سے پوچھا: "بیلی کا پٹر میں اتنے ہی افراد تھے؟"

"جی ہاں، اس نے جواب دیا، پھر چوک کر بولا: "بیلی کا پٹر کا پائٹنٹ یہاں نہیں ہے"

"معلوم کرو وہ کہاں ہے۔ اتنا تو معلوم ہو چکا ہے کہ ان میں سے ایک یہودی تھا، تم دونوں کے اغوا میں اسٹریٹیجیوں کا بھی ہاتھ ہو سکتا ہے، یہ تصدیق کرنا چاہتا ہوں"

پارس نے مائٹی پائٹنٹ سے پوچھا: "بیلی کا پٹر کا پائٹنٹ کہاں ہے؟" "مائٹی پائٹنٹ یہی سوال اپنے خاص ماتحت سے کیا، اس نے جواب دیا: "وہ ذریعے میں کہیں تفریح کے لیے گیا ہے، کسی بار یا کلب میں ہوگا"

وہ خاص ماتحت ایک بڑا سا پائٹنٹ لایا تھا، اسے پارس کو قید سے ہونے بولا: "اس میں زنا نڈیاں ہے، اپنی شریک حیات کے لیے لے جائیے"

پارس نے وہ پکٹ لے کر کہا: "کسی اچھے ڈاکٹر کو بلو، میری حالت کو اپنی نگاہوں سے ضرورت ہے"

وہ ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا۔ میں نے کہا: "بیٹے، تم جو کچھ پاس رکھو، میں اس پائٹنٹ کے پاس پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ جو پوٹش میں آنے کی تو اس کا دماغ قید سے مزور ہوگا، پھر پائٹنٹ سے آکر بنا کتا ہے، تمہیں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ میں تمہارے پاس آتا ہوں گا"

میں نے مائٹی پائٹنٹ سے کہا: "تم یہاں سے نکلو اور ذریعے کے بار بار تفریح کا ہوں، میں ملو، اس پائٹنٹ تک پہنچنا ضروری ہے، میں تمہارا دماغ میں ہوں گا"

وہ آؤسے سے باہر جانے لگا۔ میں نے کہا: "ذرا مضمون"

وہ ٹپ گیا، میں اس کے دماغ سے نکل آیا، پھر چند کیلنڈر کے بعد اس کے اندر پہنچا تو اس نے میری سوجن کی لہرو محسوس نہیں کیا، میں نے کہا: "مائٹی پائٹنٹ، تم جیسا بھی کی جاؤں، کو رفتہ رفتہ سمجھو گے، میں تمہیں سمجھاؤں گا، جب تک ایک خیال خواتی کہنے والا تمہارے دماغ میں موجود ہو، تم دوسرے خیال خواتی کہنے والے کو محسوس نہیں کر سکو گے"

اس نے پوچھا: "کیوں محسوس نہیں کر سکوں گا؟"

"اس لیے کہ تمہارے دماغ کا دروازہ پہلے خیال خواتی کہنے والے کے لیے کھلا ہے، اگر دوسرا چپ چاپ آکر تمہارا خیال پڑھتا رہے گا، اگلی گھنٹے دماغ میں میرے علاوہ پیراٹھنے ہی موجود ہے"

اس نے چونک کر پوچھا: "کیا واقعی؟"

"ہاں، اگلی ہی چند کیلنڈر کے لیے تمہارے دماغ سے باہر گیا تھا، تو تم نے مجھے دبا دلتے ہوئے محسوس کیا نہ آتے ہوئے، کیونکہ دوسرا خیال خواتی تھا"

اس نے پوچھا: "فریسا صاحب، شیطان کو پکڑنے کے لیے لائقوں کو پکڑنا چاہئے، پیراٹھنے کے لیے کیا پکڑیں؟"

"مضمون، میں ابھی بتانا ہوں"

میں اس کے دماغ سے نکلا، پھر اگلی اس بار وہ سانس روکنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا: "میں فریسا ہوں، ذرا اس دیر کے لیے گیا تھا، پھر اگلی پوٹش یہ تصدیق کرنا چاہتی ہے، کہ وہ شیطان لائقوں پڑھنے سے پہلے ہی جہاں گیا ہے، یہ تو عجیب ہے، آؤسے میں اس دماغ میں اس طرح سے محسوس کر سکتا ہوں؟"

"میری موجودگی میں کبھی محسوس نہیں کر سکو گے، فی الحال جاؤ، کی ایک دیر ہے، اپنے ساتھ ایک ماتحت رکھو، مجھے اس کی آواز سناؤ، میں اس کے دماغ میں روکر ذریعے میں تمہارے ساتھ گھومتا رہوں گا، کوئی ضرورت ہوئی تو اس ماتحت کی زبان سے تمہیں محتاط کر دوں گا"

اس نے نوزائے ایک ماتحت کو طلب کیا۔ اس کی آواز نوزائے پھر میری ہدایت کے مطابق اسے حکم دیا کہ وہ عینہ کو لگا بنا ہے گا۔ اس کی زبان سے صرف فریسا صاحب بولا کر کہیں گے، میں نے اسے احتیاطی تدبیر سے پیراٹھنے کو مائٹی پائٹنٹ کے دماغ میں جانے سے روک دیا، اسے سمجھا دیا کہ فی الحال وہ مجھے ہی دماغ میں سنانے سے۔ اس کے بعد کوئی بھی خیال خواتی کرنے والا اس کے اندر آئے گا تو وہ مرنے ہی ہوگا۔

مائٹی پائٹنٹ اپنے ماتحت کے ساتھ ایک کمرے میں آکر بیٹھ گیا، اسے اشارت کر کے آگے بڑھاتے ہوئے بولا: "ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، آپ مناسب تمہیں جواب دیں، کیا پیراٹھنے اس پائٹنٹ کے دماغ میں نہیں پہنچا ہوگا؟"

اس کا جواب ملنے کی طرف جا رہی تھی، میں نے کہا: "ابھی گاڑی میں تم دونوں ہو کوئی تھمرا سننے والا نہیں ہے، اس لیے تمہارے ماتحت کی زبان سے جواب دے رہا ہوں، پیراٹھنے پائٹنٹ کے دماغ میں پہنچ چکا ہوگا اور شاید تمہیں پہنچا ہو۔ ہم خیال خواتی کرنے والے بیک وقت دوسروں افراد کے سب دلیے کو باطن میں رکھ سکتے، اگر ایک ٹیم ہو تو تمہیں تمام افراد تک پہنچنا ضروری نہیں ہوتا، ان کے سر پر اور دو دروازوں کو ان کے دماغوں میں جگہ بنا کر ہوتا ہے، ہو سکتا ہے، پیراٹھنے اس بیرونی ماتحت کے دماغ میں جگہ بنا کر ہوتی سب کو نظر انداز کرنا ہو"

مائٹی پائٹنٹ نے کہا: "ہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہے، اگر وہ شیطان سب کے دماغوں میں پہنچتا تو اس کے جن آدمیوں کو تم نے قیدی بنا کر رکھا ہے، انہیں بھی تمہیں پہنچنے کے ذریعے قتل کر دیتا۔ اس معاملے میں وہ ناکام رہا، آپ کو ان کے ذریعے یہ تو معلوم ہو گیا کہ اس کے لیے کام کرنے والا اور اس کے ہاتھوں مرنے والا یہودی تھا، خدا کرے وہ پائٹنٹ بھی اس کی ٹیم میں سے محفوظ ہو"

میں نے کہا: "تمہارے نام سے پتا چلتا ہے کہ تم آؤسے مسلمان آؤ"

”الجملة الذين صرفت مسلمان ہوں۔“

”بھیرے ہاشمی پاشا کا مطلب ہوا؟“

وہ ہنستے ہوئے بولا: میرا اصل نام اکبر پاشا ہے، چونکہ میں نے اس جزیرے میں کافی طاقت حاصل کر لی ہے اس لیے لوگ مجھے ہاشمی پاشا کہتے ہیں۔ صرف اہل خلافت کا اٹھا ہے میں تو محض ہاشمی ہوں۔“

میں اس دوران کسی ریڈر میں دم آگرم سے لیٹ کر خیال غوازی نہیں کر رہا تھا۔ میری اولاد وصیت میں چھوڑا میرا آرام کروں، جیسا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے فرسٹری افسران کے تعاون سے ایک پہلی کلاس پٹر حاصل کیا تھا، اس میں سفر کرتا ہوا ہاشمی پاشا سے رابطہ قائم کیے ہوئے تھا۔ میری منزل وہی پرسنل آئی ٹی تھی۔

اس نے پوچھا: فراد صاحب! خیال غوازی کرنے والے کتنی دور بیٹھ کر سوا کے داغ میں پہنچ جاتے ہیں؟“

دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس وقت میں ایک پہلی کلاس پٹر میں سفر کر رہا ہوں اور دو گھنٹے کے اندر جزیرے میں تمھارے پاس پہنچنے والا ہوں۔“

اس نے خوش ہو کر کہہ دیا: واقعی آپ آگے ہیں؟ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں آپ کو قریب سے دیکھ سکوں گا۔“

میں اس سے باتیں کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا، پٹر ماٹر نام کام ہونے کے بعد کیا کر رہا ہوگا؟ یہ بات موٹی کسی محفل سے بھی سوجی جا سکتی ہے کہ اس نے اس ناگامی کی رپورٹ اپنے پڑوں کو دی ہوگی۔

ابھی تصدیق نہیں ہوئی تھی کہ اسٹریٹل اس معاملے میں کس حد تک موثر ہیں۔ اگر میں تو پٹر ماٹر نے اسٹریٹل حکام پر یہ کہہ کر غصہ اتارا ہوگا کہ ان کا یہودی ایجنٹ ناکا ہونگلا۔ اس کی حماقتوں کے باعث پارس اور جو ہاتھ سے نکل گئے۔

ناگام ہونے والے غامض نہیں بیٹھیں گے۔ اب بڑے پیمانے پر پٹر ماٹر کے خاص اڈا کار اور اسٹریٹل ایجنٹ جزیرے میں پہنچیں گے بلکہ پہنچ رہے ہوں گے۔ ان سے نشتے کے لیے جزیرے کے تمام جرائم پیشہ افراد کو اپنی جیب میں رکھنا ضروری ہوگا۔ تھا میں نے ماتحت کی زبان سے پوچھا: ہاشمی پاشا! اس جزیرے میں کتنے ایسے وفادار مل سکتے ہیں، جو لوگ ماہر ہوں یا سماں اور دفاعی طور پر لڑنے صحت مند ہوں کہ دفاع میں پرانی سوچ کی لہروں آگے سے بے چینی محسوس کر کے تمھاری طرح بے اختیار سانس روک لیتے ہوں؟“

اس نے جواب دیا: میں نہیں جانتا لوگاکے ماہر کون لوگ ہوتے ہیں، لیکن میرے جیسے صحت مند نہیں ہوگیں وفادار ضرور مل جائیں گے۔ ”میاں چھوٹے بڑے کتنے خنڈے بدمعاش ہوں گے؟“

اس نے مسکاکر کہا: ”آپ نے دنیا دیکھی ہے، یہ تو جانتے ہی

ہیں کہ ایسے چھوٹے چھوٹے جزیرے دولت مندوں کی سیاسی سرکھلی ہوتے ہیں۔ میاں ایسے لوگوں کی آبادی ہے جو بڑے لوگوں کی کسب و کاری کا سامان فراہم کرتے ہیں، اور انہیں مجھے ڈھونڈنے سے شاید دو چار ہزار آدمی مل جائیں اور مزاحمت سے لے کر غریب تک سب ہی شیطان بنیں۔“

”تم ایسے تمام شیطانوں کو فروغ دینے پر آمادہ ہوں۔“

”جناب! اس لیے کہ کافی رقم کی ضرورت ہوگی۔“

”تمھیں دو چار گھنٹوں میں لاکھوں ڈالرن مل جائیں گے۔“

”لاکھوں ڈالر! اس کا مندرجہ صحت سے کھل گیا۔ وہ بڑی مشکل سے سانس لیتے ہوئے بولا: ”جناب! ایسے ملیں گے؟“

”میں تمھیں بتاؤں گا کافی اہمال کام کی بات کرو۔ پٹر ماٹر نام ہونے کے بعد ماہر خطرناک لوگوں کو بھیج رہا ہوگا تمھارے پاس بھی وفاداروں کی فوج ہونا چاہیے۔“

”فراد صاحب... بدعاش آخر بدمعاش ہوتے ہیں۔ رقم کے لانچ میں دھوکا دیتے ہیں۔ ہم سے بھی معاوضہ لیں گے، دشمن سے بھی ایسا آ تو دیکھا کر لیجئے۔ میری نظروں میں صرف یہی ہیں ایسے صحت مند جوان ہیں، جو مصلحت کے پتے میں ہمارے وفادار بنیں گے۔“

”اس سے پہلے کہ پٹر ماٹر انھیں خریدے، تم ہر قیمت پر انھیں حاصل کرو۔ ابھی انھیں سے فون پر معاملات طے کرو۔ ان سے ہوا، رقم کی ادائیگی چھ گھنٹے بعد ہوگی۔“

”کیا میں نہیں، وفاداروں سے کام چل جائے گا؟“

”باقی بدمعاشوں سے بھی رابطہ قائم کرتے رہو۔ میں ان کے ہاتھوں میں پہنچ کر مصلحت حاصل کروں گا جو وفادار رہیں گے۔ انھیں معاوضہ دیا جائے گا جو فریبی ہوں گے، انھیں سزا ملے گی۔“

”جناب! میں یہ سوچ سوچ کر حیران ہوں کہ مجھے دو چار گھنٹوں میں لاکھوں ڈالرن ملنے والے ہیں۔“

”یہ تو وفاداروں کا معاوضہ اور ہتھیار خریدنے کی رقم ہوگی تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں تمھیں کیا انعام دوں گا۔“

اس نے جلدی سے پوچھا: ”لگ... کیا انعام دیں گے؟“

”میرا بیٹا اور ہوتی ریت سے پیرس پہنچ جائیں گے تو اس جزیرے میں سب سے بڑے سرمایہ دار کا نام ابھرنے کا اور وہ نام ہوگا ہاشمی پاشا۔“

وہ خوشی سے کانپ رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں اسٹریٹل ایک رپہ تھا۔ میں نے کہا: ”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“

”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“

”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“

”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“

”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“

”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“

”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“

”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“

”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“

”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“

”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“

”اسے امام سلطانہ آندری کہتے ہیں۔“

اس نے ریسپورٹ لکھ کر پڑا ل کر کہتے ہوئے پوچھا: ”مجھے فون پر کیا کہنا ہوگا؟“

”تم غامض رہو گے۔ میں تمھارے داغ میں آ رہا ہوں۔“

میں اس کے پاس پہنچ گیا، وہ ہاتھ پیرا ل کر کہنے کے بعد انتظار کر رہا تھا۔ دوسری طرف گھنٹی بج رہی تھی پھر کسی نے کہا: ”سیلو؟“

میں نے ہاشمی پاشا کی زبان سے پوچھا: ”کیا میں ملام کے پیش کیٹر ٹری سے متعلق ہوں؟“

”جی ہاں، فرلینے۔“

”کیٹر ٹری صاحب! تمھاری آواز بھیجی ہوئی ہے۔ ذرا کھانگا کر گلا صاف کرو، پھر بولو۔“

یہ کہہ کر میں نے ہاشما سے ریسپورٹ رکھوایا اور کیٹر ٹری کے داغ میں پہنچ گیا۔ اس بے چارے نے کھانگا کر گلا صاف کیا پھر کہا: ”مستر امیری آواز دیکھ رہے۔ شاید آپ کے ریسپورٹ میں کچھ فریائی ہے۔“

اس نے ریسپورٹ کان سے ہٹا کر دیکھا پھر کان سے لگا کر سیلو ہینوکھ پتا چلا لائن کٹ گئی ہے۔ اس نے ریسپورٹ رکھ دیا۔ اس کی سوچ نے بتایا۔ امام سلطانہ آندری عمل میں ہے۔ شام کو گھنٹہ سواری کے لباس میں باہر نکلے گی۔ میں اس کی کیٹر ٹری کو سلطانہ تک پہنچانا چاہتا تھا۔ اس خیال سے ہی اس کے داغ نے سم کھا۔ ”یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔ میں عمل ملام کا جو مخصوص رہائشی حصہ ہے، وہاں آج تک کسی مرد نے قدم نہیں رکھا۔ بیٹنگ مجھے محسوس ہے، میں وہاں جانا چاہتا ہوں، لیکن زندگی سے بیزار ہونے کے بعد یہی جا سکتے ہوں۔“

اس عمل کے متعلق کیٹر ٹری کی معلومات محدود تھیں۔ وہ اتنا جانتا تھا کہ ایک آہنی سلطانوں کی دیوار اسے جو عمل کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے، ملاخوں کے اس پار جہاں سلطانہ نہ تھی ہے، وہاں دو چھپتے آڈری سے گھومتے رہتے ہیں۔ ان میں ایک نہر ہے دوسری ماہ ہے۔ ان کے پتے بھی ہیں۔ وہ نپے لات کو سلطانہ کے ساتھ بہت پروردہ سوتے ہیں۔

وہ روزانہ ایک گائے یا چار بکرے ان چھپوں کے آگے ڈالتی تھی۔ عمل کے پیچھے صفت نس کے ٹوٹا کر کے تھے۔ جو صرف سلطانہ کو پہنچتے تھے اور اس کے ایک شانے پر کسی بھی دشمن کی بوٹیاں نذر کر کے صرف ٹوٹیوں کا ڈکھا پتھا چھوڑ دیتے تھے۔ عمل کے ایک حصے میں ایک ایسی چار دیواری تھی جو آہنی ہاتھوں سے بنائی گئی تھی۔ اس میں دو دروازے زہریلے سانپ تھے، انھیں وہ اپنے ہاتھوں سے دودھ پلاتی تھی۔ جو سانپ اُسے پکڑتا تھا۔ اس کے ساتھ کھیلنے کے لیے خود اس کے ستر سے زہر نکالتی تھی چھوٹی چھوٹی ہلانے کے لیے اسے بیڈر دم میں لے جاتی تھی۔

”خود کو سنبھالو، یہ سب تمھیں ملے گا۔“



ان عادات سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کسی روز نہ صرف عورت ہے بلکہ کے ملازم ہوں یاصل کی ضروریات کا سامان چلائی کرنے والے لوگ ہوں یا پولیس انسوز ہوں۔ سب اس کے سامنے سر جھکا کر بات کر سکتے تھے۔ اس سے نظروں ملاتے وقت یوں لگتا تھا جیسے اس کی آنکھوں سے سانپ بھینک رہے ہوں۔

وہ بھی مکتوا نہیں تھی۔ کیس کی کٹھن کر سکتے وقت تھے۔ اس کے ہاتھوں لوگ چھوٹے لوگوں کو ٹھکر کریں ملتے ہی ہیں لیکن اس عورت کے مزاج میں درنگ اور بے رحمی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ ضرورت مندوں کو سوڈا لے کر ہزار ڈالر تک دیتی تھی۔ مگر شرط یہ ہوتی تھی کہ رقم لینے والے لوہان ہوتے تھے۔

اس سے مار کھاتے تھے۔ وہ خرابوں اور حاجت مندوں کی ہڈی تھی اور دینے اور دینے تھی۔ ایک شخص کے طور پر ان سے پولو کے میدان میں کھیلتی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک پولو لٹکے ہوئی تھی۔ وہ گھوڑے پر سوار رہتی تھی اور کسی بھی ضرورت مند سے کتنی تھی۔ کچھ یہ میدان بست وسیع و عریض ہے۔ تم خود کو بچانے کے لیے بھاگتے ہو۔ میں تمہارے پیچھے گھومتے دوڑاؤں لگی اور اس چٹری سے مارنی جاؤں گی۔ اگر تم نے آدھے گھنٹے تک خود پھیرنا تو میں تمہیں پانچ سو ڈالر دوں گی اور خود کو نہ بچا کے تو میرے ہاتھوں لوہان بھی ہوگی اور تم بھی صرف سو ڈالر حاصل کرو گے۔

وہ زبردست شکاری تھی مگر سواری میں اسے مہارت حاصل تھی۔ میدان میں آنے والے حاجت مند آدھے گھنٹے تک خود کو بچا نہیں پاتے تھے۔ اس سے مار کھاتے کھاتے اپنے ہی او میں ڈوب جاتے تھے۔ وہ پہلے سیکڑی ایسے نوٹیں منظر نہیں دیکھ سکتی تھی۔ نظروں پھیرتے تھے۔ اس تک میدان میں ایک ہی شخص ایسا آیا تھا۔ جس نے خود کو آدھے گھنٹے تک اس کے ظلم سے بچا کھاتے۔

ملازم سلطانہ آفندی نے خوش ہو کر اسے پانچ سو ڈالر دیے اور انعام دیتے پانچ ماہ ایک اس کی پٹائی شروع کر دی۔ وہ اپنی شکست برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے آدمیوں نے اسے بازی بیٹھے والے کو ہانڈ دیا تھا۔ سلطانہ نے بھی بھڑکے پٹائی کرنے کے بعد اسے اور پانچ سو ڈالر دیے اور حکم دیا۔ چلے جاؤ یہاں سے۔ آنے والے جو جڑے میں نظر نہ آتا۔ اگر میرے غلاموں نے تمہیں دیکھا تو ان کو گولی مار کے سمندر میں پھینک دیں گے۔ میں جسے شکار کرتی ہوں اس کی لاش پولیس والوں کو بھی نہیں ملتی۔

میں پرسنل سیکرٹری کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ ایک دم سے چونک گیا۔ انٹرا کام سے آواز آرہی تھی۔ اس نے فوراً سیورٹا شکر کہا۔ میں ماوام!

ملازم سلطانہ آفندی کی پھرتی آواز سنائی دی۔ میں اجازت نہ

منج رہی ہوں اس کے مطابق سفید عربی گھوڑے کی قیمت آدھ روپے میری مراد پوری ہوئی۔ میں نے اس کی آواز سن لی کہ قیمت بے بول رہی تھی جیسے فون کے ذریعے سننے والے کے دماغ میں پتھر پار رہی ہو۔ میں نے پہل سیکرٹری کے پاس سے پرواز کی اور اس کے دماغ میں پتھر کیا۔ اس نے کچھ لمبے سہنی کی عروس کی آفر نہ ہرے سامنے لیا اور درندوں کے ساتھ کھینچنے والی عورت تھی، یقیناً مضبوط دماغ اور کھنڈ لاد کی مالک تھی۔ اس کی چٹنی جس نے کہا۔ کوئی غیر معمولی بات ہے۔ میں نے اس کے لیے میں سکھاتا ہوں۔ کہا۔ یہ چھلانگ نہیں ہوتی۔ کیا ہو سکتی ہے۔ کیا میں ایک کروڑ عورت کی طرح اپنے اندر کسی کوئی عروس کر سکتی ہوں۔ میں تو شیرینی ہوں۔

وہ خوش ہوئی سکھانے لگی۔ میں نے اسے ہلا دیا تھا۔ وہ ایک مہنگی گھڑی پر بیٹھی آہستہ آہستہ چھوٹی رہتی تھی۔ قریب ہی ایک اجڑا عذری عورت ارب سے کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے۔۔۔ ہم کی طرف ایک لیٹر لیٹر بڑھا ہوا۔ اس لیٹر بڑھ کا غذا مام کے لیے خاص طور پر تیار کیا جاتا تھا۔ اس کا رنگ ہلکا آسمانی ہوتا تھا۔ اور اس میں سے جینے صحتی خوشبو بھرتی تھی۔ اس نے پتھر پر لکھا تھا۔ سفید عربی گھوڑے کی قیمت پچھ ہزار ڈالر اور کی جانی۔

وہ اجازت نامہ بھی آدا لینی کے لیے رہ رہتی تھی تاکہ دولت کی آمد و رفت کا حساب ہے۔ میں نے اس کے دماغ پر پورے طرح قبضہ جما لیا۔ اس کے ہاتھ سے دوسرا اجازت نامہ کھرا لیا۔ اس نے لکھا ایک بریف کیس میں پانچ لاکھ ڈالر رکھ کر اسے اسٹینٹ سیکرٹری کے حوالے کر ڈالو اور اسے ہارٹ کر دو، وہ رقم لے کر کار میں ساؤنڈ بار کے سامنے اختلا کرے۔ ایک شخص اگر یہ الفاظ ادا کرے گا۔ دولت صرف موت کے بعد ساتھ نہیں چھوڑتی، زندگی میں بھی ساتھ چھوڑتی ہے۔ ایسے الفاظ ادا کرنے والے کو وہ بریف کیس دے دیا جائے۔ اس سے اور کوئی بات نہ کی جائے۔ وہ بریف کیس دے کر چپ چاپ رہا۔

اس نے یہ تجربہ بھی، پیچھے دو تھپ کے پھر اسے اجڑا عذری عورت کے حوالے کر دیا۔ وہ آدب سے اٹھے پاؤں پٹی ہوئی ٹوٹا سے باہر آئی باہر چلتے ہی ٹھٹھے تھے جو اسے بچاتے تھے۔ وہ اپنی ٹوٹا والی دیوار کے پاس آئی، دروازے کے تالے کھولا پھر باہر کر اسے دوسری طرف سے لاک کر دیا۔ وہاں سے ملتی ہوئی عمل کے مختلف حوالوں سے گزرتی ہوئی پرسنل سیکرٹری کے پاس آئی اور وہ دور رسیدی اس کے سامنے پہن کر دیں۔

سیکرٹری نے دوسری رسیوں کو بڑھ کر تعجب سے سوچا۔ پانچ لاکھ ڈالر اپنے پڑا سراغ ملازمین کیوں ادا کیے جا رہے ہیں؟ وہ سوچ سکتا تھا۔ خبر بھی کر سکتا تھا، مگر ماوم کے تحریری حکم کے

مہ کوئی سوال کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ جہاں بیٹھ کر دفتری کام کرتا تھا، وہاں اس کے پیچھے ایک بڑا سا آہنی دروازہ تھا۔ وہ ایک جڑی کا دروازہ تھا اور تجزیہ کا سائز ایک فٹ کے برابر تھا۔ اس نے ایک درجہ میں دونوں دروازوں کا حوالہ کر کے رقم کی تفصیلات دے دیں۔ پھر اس آہنی دروازے کے پاس جا کر اس کے مخصوص نمبر ڈالے۔ اس کے بعد دوسری طرف منہ کھینک کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اسی طرح مہ کی عورت دروازے کے پاس آئی۔ اس نے بھی چند مخصوص نمبر ڈالنے کے پھر ایک مہن رہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

پہلی سیکرٹری اور اجڑا عذری عورت، دونوں ہی سلطانہ آفندی کے گھر سے کے ملازم تھے۔ ان میں سے کوئی تنہا وہ دروازہ نہیں کھول سکتا تھا۔ دونوں کو ایک دوسرے کے مخصوص نمبروں کے ذریعہ سلام نہیں ہوتی تھی۔ وہ کھلے ہوئے دروازے سے اندر آئے۔ چاروں طرف دیواروں پر بڑے بڑے ایک بنے ہوئے تھے۔ ایک ایک میں اوپر سے پیچھے تک نوٹوں کی بھاری گڈیاں رکھی ہوئی تھیں۔ دوسری دیوار کے ایک ایک میں اسی طرح اوپر سے نیچے تک ہیرے جو ہار ہاتھ لگے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی عملی ماہا جالیں چھوڑنے کے خزانے تک پہنچ گیا ہو۔ ایک ایک میں اس دولت، زمین اور جاہد کے ملحق رکھنے والی دستاویزات رکھی ہوئی تھیں۔

سیکرٹری نے عربی گھوڑے کی ادائیگی کے لیے پچھ ہزار ڈالر لگا کر ایک نفاذ میں رکھے پھر ایک بریف کیس میں پانچ لاکھ ڈالر رکھ کر لے بنڈ کیا اس کے بعد باہر گیا۔ اس نے ایک مہن کو دیا اور دروازہ کھولنے کی طرح خود بخود بند ہو گیا۔ اسے اپنے مخصوص نمبروں کی ترتیب سے لاک کرنے کے بعد وہ کرای پر آ گیا۔ اس عورت نے بھی اسے اپنے مخصوص نمبروں سے لاک کیا پھر وہاں سے مل گئی پرسنل سیکرٹری نے اپنے اسٹینٹ کو طلب کیا اور کہا۔ یہ بریف کیس لے جاؤ اور ملازمہ بار کے سامنے آجی گاڑی میں بیٹھیں۔ یہ ایک شخص تھا۔ اسے ہال کے مخصوص کوڈ ڈیوڈا کر کے تم پر بریف کیس اس کے دل لے کر کے چپ چاپ چلے آنا۔ اس شخص نے کوئی بات نہ کرنا۔

اس نے اپنے اسٹینٹ کو مخصوص کوڈ ڈیوڈا کر دیا۔ وہ بریف کیس لے کر روانہ ہو گیا۔ جب وہ عمل سے باہر گیا تو گاڑی میں بیٹھا تو اس نے اس گاڑی کا رنگ، ماڈل اور غیر معلوم کیا پھر ہال کے پانچ کے پاس آ گیا۔ وہ ایک بڑے سے ہال میں کمرے میں ایسے بھولانے کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جو سب کے سب ہانڈی بلڈر تھے۔ وہ اس سے کہہ رہا تھا۔ میں ایک ماہ کے لیے تم سب کی خدمات حاصل

کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے تم میں سے ہر جوان کو پچھ ہزار ڈالر دوں گا۔

ایک جوان نے کہا۔ فریاد صاحب کے کام آنا ہماری خوش قسمتی ہے اور پچھ ہزار ڈالر ہماری توقع سے بہت زیادہ ہیں۔ دوسرے جوان نے کہا۔ ہم ان کے بیٹے اور بھوکے لیے جان کی بازی لگا دیں گے۔

تیسرے نے کہا۔ تم ایک ماہ کی بات کر رہے ہو، ہم زندگی ان کے لیے وقف کرنے کو تیار ہیں۔ کیا فریاد صاحب ہم سے گھنگو کرنا پسند کریں گے؟

میں نے پاشا کے ماتحت کی زبان سے کہا۔ میں فریاد سے تم سب سے مخاطب ہوں، ابھی تم سے باتیں کروں گا۔ بیٹے پاشا کو یہ بتا دوں کہ ساحل پر ماہر ہاتھ بار کے سامنے ایک نیلے رنگ کی کار کھڑی ہوئی ہے۔ اس کا نمبر بی بی ۷۸۸۸۔۷۸۔۷۸۔۷۸۔ اس کار کی اسٹارٹ سٹاپ پر ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ تم اس کے پاس جا کر یہ نوٹ ڈرو اور ادا کرو۔ دولت صرف موت کے بعد ساتھ نہیں چھوڑتی، زندگی میں بھی ساتھ چھوڑتی ہے، مسٹر پاشا! تمہاری یہ بات سن کر وہ شخص تمہیں بریف کیس دے گا۔ تم وہ بریف کیس لے کر اس سے کچھ کہنے کے بعد پھرتے آؤ۔

پاشا نے کہا۔ جناب! آپ نے جسٹس پیدا کر دیا ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں اس بریف کیس میں کیا ہے؟

پانچ لاکھ ڈالر ہیں۔ یہ سنتے ہی سب کے سب حیرانی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پاشا نے حیرت کے کھڑا بھی نہ ہو سکا۔ میں نے کہا۔ یہ وقت ضائع نہ کرو۔ فوراً ساؤتھ بار کے سامنے جاؤ۔ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا، دوڑا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ میں نے دوسروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ شاید تم سوچ رہے ہو کہ تمہارے سامنے مائٹی پاشا کا ماتحت بول رہا ہے، یہ فریاد نہیں ہے۔ ذرا عذر کرو تو اس کی آواز ارب و لہجہ برلا ہوا محسوس ہوگا۔

ایک جوان نے کہا۔ یہ درست ہے، پھر بھی ہمارے لیے یہ ہالک اور کھمی بات ہے کہ ایک شخص دوسرے کے دماغ سے اور زبان سے بول رہا ہے؟

دوسرے نے پوچھا۔ کیا آپ ہمارے دماغ میں آئیں گے؟ میں ہاری ہاری ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان سے عجیب عجیب سی حرکتیں کرانے لگا۔ وہ حیرت اور صدمت کا اظہار کر رہے تھے۔ میں نے کہا۔ تم سب میں اختلاف کر دو۔ میں مائٹی پاشا کی خبر لے کر آتا ہوں۔

میں اس سیکرٹری کے دماغ میں پہنچا اور ماہر ہاتھ بار کے سامنے

انتظار کرنا تھا کہ مائیں باپا کے دامخ میں نہیں گئی۔ ہلکے درمیان بیٹے ہو چکا تھا کہ پڑا بچہ کو اپنے منہ میں لے کر رکھنے کے لیے اسے پاشا کے دامخ سے بھی دور رکھنا ہوگا۔ لہذا فی الحال میں ہمیشہ سے خیال خزانے کے ذریعے لاپرواہی میں بیٹے کو رکھوں گا۔ وہ منٹ کے بعد ہی وہ ہال کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے گھر شری کی کار کو پہنچا اور پھر اگلے گئے کہ جس بیکٹری کی نظروں کا پاشا سے بڑھانے رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ کسی موقع پر اسے پہچان نہ سکے۔ اس نے قریب آکر جی کوٹھ دروازے پہلے بیکٹری نے ساتھ والی سیٹ پر رکھا اور بیکٹری کے اٹھا کر اسے تھام لیا۔ وہ مزید کچھ کے لئے بیٹے کے لئے کھینچا گیا۔ بیٹے نے تھوڑی دیر تک اسے اسٹیئرنگ سیٹ پر بڑھانے رکھا۔ پھر اس سے کار اشارت کر کے آگے بڑھا دی۔ اس کے بعد اسے ادھر ادھر دیکھنے کا موقع دیا۔ اس وقت تک مائیں پاشا جا چکا تھا۔ بیکٹری پریشان ہو کر سو رہا تھا۔ میں بیکٹری کے پاس سے گئے والے کو دیکھتا اور پھر پشیمان چاہتا تھا، مگر مجھے کیا ہو گیا تھا میں اسے ایک نظر بھی نہ دیکھ سکا۔

اس نے کار ایک جانب روک دی، تاکہ وہ منٹ نظر ہی سے دھڑلے لگا۔ اول تو پاشا وہاں نہیں تھا، اگر وہ اتارا اس کے سامنے سے گزرتا، تب ہی وہ اسے پہچان نہ پاتا تو کیا اس نے بیکٹری کے سامنے پہنچنے کی طرف بڑھنے لگا۔ میں نے سلطانہ کی خبر لی، وہ مہر کی نیند میں تھی۔ اسی طرح بیٹنگ پیپر بھولتے بھولتے سو گئی تھی۔ میں نے اس کے دامخ پر پوری طرح قبضہ کر لیا اس سے پانچ لاکھ ڈالر کی ادائیگی کا اجازت نامہ لکھوا لیا تھا۔ اگر میں اس کے دامخ کو بعد میں آزاد چھوڑ دیتا تو اسے یقین ہو جاتا کہ یقیناً اس کے ساتھ غیر معمولی بات ہو رہی ہے۔ وہ بھولنے والی کرسی پر بیٹھے بیٹھے غائب دامخ ہو گئی تھی۔ وہ اس ادھیڑ عمر کی خاص ملازم کو بلا کر اس سلسلے میں سوالات کرتی تب اسے معلوم ہو جاتا کہ اس نے ایک تین دور رسیدیں کچھ کر دی ہیں۔

جب وہ خاص ملازم رسیدیں لے کر گئی تو میں نے سلطانہ کے دامخ کو آزاد نہیں چھوڑا۔ اسی طرح قابض رکھا۔ اسے بیٹنگ پیپر پر ملانا تاکہ وہ مائیں پاشا کو رقم ملنے تک سیدھا ہو کر کوئی پہنچا نہ کرے۔ اس وقت بھی وہ آرام سے سو رہی تھی۔ میں ان جوانوں کے پاس آیا۔ پاشا وہاں برلین کے لئے کراچی آ گیا تھا۔ سوچو کہ وہ لاکھ کیا ہوا تھا۔ اس لیے سب میرا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے اس کے ماتحت کی زبان سے کہا کہ جب تک اسے سامنے رکھا ہو تو کسی کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ اس کا لاکھ توڑ دو۔

مائیں پاشا پہلے جابے عین ہوا تھا۔ میری بات سننے ہی اس نے لاکھ توڑ دیا۔ سب لوگ قریب آگئے تھے۔ برلین میں کھستے ہی سب کے سب چند لمحوں کے لیے ساکت رہ گئے۔ وہ ڈر ڈر کر

بہاوش تھے۔ رقم حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتے تھے۔ لیکن رقم نے آج تک پانچ لاکھ ڈالر ایک ساتھ نہیں دیکھے تھے۔ اسے کس قدر بڑی بڑی گدیاں رکھ کر پوچھا گیا۔ کیا پوسے پانچ لاکھ ڈالر اسے دوسرے نے کہا ہے تو پاشا نے زیادہ کہا۔ میں نے بیکٹری سے کہا کہ جتنے بھی ہوں، ہم حساب میں کر لیں گے۔ بیٹیں گے تو صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جائے گی۔ میں نے کہا کہ پاشا برلین میں خلی کر کے کسی کو سامان کر بھی روانہ کر دو، تاکہ وہ اسے سمندر میں چھینک آئے۔ صرف یہ کہ ایسا ہے جس کے ذریعے کسی کو بھی اس رقم کا سراغ مل سکے۔ پاشا نے اسے خالی کہا، پھر ایک جوان سے کہا کہ تم اسے میں چھینک آؤ۔

اس جوان نے پوچھا کہ فرما صاحب! ہالے اس کا بچہ ایک گھر کونوں سے کیا اس میں اسے چھینکا جا سکتا ہے؟

وہ خالی برلین کے لئے چلا گیا۔ پاشا نے کہا کہ فرما وہ میری بیوی اور مجھے۔ آپ نے اتنی جلدی اتنی بڑی رقم کیسے کر لی؟

جب میں کسی کے دامخ میں پہنچ جاتا ہوں تو کیا کسی کو میں نہیں پہنچ سکتا؟

بے شک، اس میں کیا شک ہے۔ آپ دنیا کی ہر تجویز خزانے تک پہنچ سکتے ہیں۔ آپ کس قدر دولت مند ہوں گے اس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔

میں نے ہنستے ہوئے کہا: جیانی! میری حیب میں ایک کوری نہیں رہتی۔ دنیا کے کسی بھی چھوٹے بڑے بینک میں یہ لاکھ ڈنٹ نہیں ہے۔

”آپ دنیا کے ہر بینک میں جاتے ہیں اور آپ کا نہیں ہوا نہیں ہے، تعجب ہے! اچھا! پھر کیا آپ کے گھر میں آپ کی لاکھ تجویز میں دنیا کے قیمتی ہیرے جواہرات ضرور ہوں گے؟“

”میرا کوئی ذخیرہ نہیں ہے تو ذرا تجویز میں کہاں سے لے گی؟ پاشا نے پوچھا: ”لیکن ایک بینک ہوگا، ایک بینک آپ کے پاس بچوں کو اپنے گھر کی اور دولت کی خواہش نہیں ہوتی؟“

”خواہش نہیں ہوتی، جب تک میں کبھی پیسے کا علم ہائے ساتھ ہے، جب میں بھی ہائے ساتھ رہوں گی یہ بڑے مہنگے اور خطرناک تنظیموں کے جرم پینے افراد ہیں کون سے کبھی گھر میں رہتے رہیں گے۔ ہار گھر ہوگا تو اسے کھنڈر بنا یا جائے گا۔ دولت کی تو ٹوٹ لی جائے گی۔“

”آپ نے کبھی سوچا کہ بڑھاپے میں کیا ہوگا؟“

وہاں سوچا ہے۔ میرا دامخ دوسرے بوڑھوں کی طرح کمزور ہو گیا۔ میں خیال خزانے میں کر سکتوں گا۔ دنیا کا ہر بوڑھا اپنی اولاد کے رحم و کرم میں ہوتا ہے۔ اولاد سعادت مند ہو تو اس کا بڑھاپا آرام سے گزارے گا۔ ورنہ کسی شہر خزانے والے سے کہنے کھانے اور بلغم بخینے تک تھکتے مرنے چاہیے۔“

”میں آپ کا بڑھاپا دوسروں سے مختلف ہوگا۔ خزانوں کو میرے ہی علم ہوگا کہ آپ بوڑھے اور کمزور ہو چکے ہیں تو وہ صلاح فرماتے ہیں آپ کو ختم کر دیں گے۔“

”ہائے والے سے پہلے نہ لانا زیادہ طاقتور ہے۔ فلاں دیکھ نے مجھے روٹی دی ہے۔ دونوں سعادت مند ہیں۔ دونوں ہی دیر و زہین اور ہر طرح کے علوم و فنون سے لالامال ہیں۔ میرا خیال ہے اولاد بھی اور مضبوط ہو تو بوڑھے باپ کے لیے اس سے مضبوط قانون کوئی نہیں ہوتا۔“

وہ جوان برلین میں کونوں میں چھینک کر آ گیا۔ میں نے کہا: پاشا! میں ان تمام جوانوں کے دامخوں میں جا کر انہیں بھی طرح طرح کی گئی ہوں۔ یہ میرے وہاں دار ہیں گے۔ تم اپنے وعدے کے مطابق ہر جوان کو دس ہزار ڈالر اور ایک کروڑ روپے میں اپنے بچوں کے ساتھ یہاں سے جاؤ گا تو خالص کچھ اور رقم بھی انعام کے طور پر ملے گی۔ مائیں پاشا نے دو لاکھ ڈالر الگ کر کے میرے پاس رکھتے ہوئے کہا: ”تمہیں جوان ہر دس ہزار کے حساب سے ہائٹ لو۔“

ایک جوان نے کہا: ”یہ ہماری زندگی کا پہلا سودا ہے کام سے پہلے ہی دام مل رہا ہے۔ بستر ہوتا، اگر میں کوئی کام بتایا جاتا۔“

میں نے کہا: ”پڑا مشر مائیں پاشا کے اڈے کو جاتا ہے۔ وہاں میرے پیچھے زیادہ دیر محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔ یہ بتاؤ ان کے لیے یہاں محفوظ جگہ کون سی ہو سکتی ہے؟ جہے صرف ایک رات کے لیے ہو چاہیے۔“

”صرف ایک رات کے لیے کیوں؟“

”اے علی سے وہ سلطانہ آندی کے عمل میں رہیں گے۔“

سب نے چمک چمک کر پاشا کے ماتحت کو دکھا کر دیکھ ہی میں اس کی زبان سے بول رہا تھا۔ پاشا نے کہا: ”جناب! تم بات پڑھنا پڑھتے ہو۔ میں نے کئی گھنٹوں پہلے ہی یہ بات پڑھ کر ان کے ہاتھ سے کام لیا ہے۔ دوست ہوں! دشمن یا قانون کے سمانظ ہوں، وہ کوئی اس کی اہانت کے بغیر اس عمل کے اہلے میں بھی قدم نہیں رکھ سکتا۔“

”چرا کوئی کوئی قدم نہیں رکھ سکتا، لہذا وہاں میرے پیچھے محفوظ رہیں گے۔ اس سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔“

ایک جوان نے کہا: ”اگر ایک ہی رات کی بات ہے تو وہ دونوں اس کا بیچ میں ہو سکتے ہیں۔ ہم سب اس کا بیچ کے باہر جاگتے رہیں گے۔ ایک چوڑی کو بھی ادھر نہیں آنے دیں گے۔“

ایک نے پوچھا: ”کیا انہیں یہاں چھپا کر لایا جائے گا؟“

”میں نے کہا: ”پڑا مشر میں بہت دور تک جا چکا ہے۔ چمکا ہوگا۔ اسی کے آدمیوں کی نظر مائیں پاشا پر ہوگی کہ یہ کہاں کہاں جا رہا ہے اور کیا کرتا پھر رہا ہے۔ اس کے اڈے کے پاس مسلمانوں کو رکھنے والے موجود ہوں گے۔ میرا بیٹا اور بوڑھا ایک باپ میں آئیں، ہائے سے نکلنے ہی پہچان لیے ہائیں گے۔ لہذا وہ چھپ کر نہیں آئیں گے۔ انہیں کس سے آنے والی اندھی گولیوں سے پہچاننا تھا۔ کام ہے۔“

”آپ ہم پر پھیر دیا کریں۔ ہم انہیں برحفاظت یہاں سے لے کر انہوں نے ہمیں دیکھ کر اس میں پھیر پاشا کے ساتھ اس کے اڈے میں پہنچ گئے۔ جو جو ہوش میں تھی، ایک بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ وہ بہت کمزور رہی تھی۔ اسے یاد نہیں تھا کہ اس طرح ایک ایجنٹ کے ذریعے دیا جاتی ہیں بلکہ کیا گیا تھا۔ اور اس کی یہ پوشی کے دوران ہائیں پر کیا گزرتی رہی تھی۔ میں نے کوٹھڑوں کے ساتھ پاس کو مخاطب کیا اس نے کہا: ”اس پاپا؟“

میں نے کہا: ”جو جو بہت کمزور ہے، پڑا مشر اس کے دامخ میں ہر وقت آ سکتا ہے اور اسے آزاد کرنا ہر پڑا مشر میں ہر اضافہ کر سکتا ہے۔“

”میری پڑا مشر مجھے بھی ہے۔“

”میں اسے جلد سے جلد باہر صاحب کے ادارے میں پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ فی الحال تم پاشا اور دوسرے وفاداروں کے ساتھ ایک کا بیچ میں جاؤ۔“

”پاپا! یہاں اور وہاں میں کیا فرق ہے، پڑا مشر جو جو کے دامخ میں رہ کر مسلم کرے گا کہ وہ دوسری جگہ کہاں ہے۔ جلد یہاں بھی ہو سکتا ہے، وہاں بھی ہو سکتا ہے۔“

”فرق ہے، یہ اڈا ہمارا ہے، پڑا مشر یہاں قانون کی مدد سے حکمران کا ہے۔ کسی کا بیچ جگہ وہ صرف اس کے آکر ہی حکمران کھتے ہیں۔ ان سے ہائے وہاں منٹ میں گے۔“

اسی وقت مائیں پاشا نے وہاں پہنچ کر کہا: ”پارسیا! آپ کے پاپا نے...“

پارسیا نے ماتحت کاٹ کر کہا: ”دوسری جگہ ہماری پیشکش کا انتظام کیا ہے۔“

وہ جھینپ کر بلائے میں بھول گیا تھا کہ میں نے یہی جگہ سے پہلے آپ کے پاس پہنچ سکتی ہے۔“

”مطلبیاشا اچھے یہ تائیں، ہم یہاں سے اس طرح دوسری جگہ جائیں گے۔“  
 آپ اپنی شریک حیات کے ساتھ ایک دیکھ کر میں بیٹھیں گے  
 ہمارے گاڑیاں آپ کے آگے پیچھے ہوں گی؟

پارس نے سوچ کے ذریعے کہا: ”یا پاپا! اسے مجھانیے۔ یہاں سے  
 اس کا ایک آدمی نانا دہاسا پن کر لاس دیکھ کر میں بیٹھے گا۔ دو گاڑیاں  
 میرا ساسا پن کر لاس کے ساتھ جائے گا۔ ان کے جانے کے بعد میں  
 جو جو کے ساتھ تھانسی گاڑی میں جاؤں گا؟“

میں نے کہا: ”بلکل اچھی ہے لیکن یہ بیٹھوں ہے ہو کر پراسٹر  
 جو جو کے پاس رکھتا ہے فراڈ کو سمجھنے کا؟“  
 ”وہ نہیں سمجھ پائے گا۔ آپ جو جو کے دامغ پر قبضہ ہو کر رہیں  
 گے اس کے دامغ کو لگا رکھیں گے۔ کیا میرا میڈیا غلط ہے؟“  
 ”ڈنڈر فل ایڈیٹریا میں بیٹھوں گا تمہارا میں اس کے دامغ کو کچھ  
 دیکھ لاک رکھ سکتا ہوں؟“

”کیا پراسٹر پاشا کے دوسرے آدمیوں کو شریک کر سکتا ہے؟“  
 ”نہیں، وہ سب باڈی بلڈر ہیں۔ وہ سوچ کی لہروں کو دامغ  
 میں جگہ نہیں دس گے۔“

میں نے پاشا کو سمجھا کیا کہ اب اس اور جو جو کی جگہ ان کے لباس  
 میں اس کے دو آدمی جائیں گے۔ اس کے حکم پر اس کے ایک  
 آدمی نے نانا دہاسا پن بنا دوسرے نے پارس کا لباس پہن لیا۔  
 میں نے جو جو کے دامغ میں آکر ایک ساعت کے لیے اس کی سانس  
 روکی تاکہ پراسٹر چٹا ہو تو سانس روکنے ہی نکل جانے پھر میں نے  
 اس کے دامغ پر پوری طرح قبضہ جما لیا۔

اب پراسٹر جو جو کے پاس جگہ نہ بننے سے ہی سوچے گا کہ ہم  
 اس کے دامغ کو لگا کر کے پارس کے ساتھ کسی دوسری جگہ منتقل کر رہے  
 ہیں۔ ان حالات میں اسے اپنے ان آدمیوں پر بھروسہ کرنا پڑے گا جو اسے  
 کے باہر نگرانی میں مصروف ہوں گے۔ پراسٹر میری دیر بعد ہی ہوا۔ پاشا اور  
 دوسرے دونوں اس دیکھ کر اپنے تھمیرے میں لے کر لڑنے سے بچے  
 نکلانے کرنے والوں نے اس دیکھ کر ایک عورت اور ایک مرد کو  
 بیٹھنے دیکھا۔ پراسٹر نے بہت پہلے جو جو کے ذریعے ان کے اوپر پارس  
 کے لباس کو دیکھا تھا۔ اس نے اپنے آدمیوں کو ان کے پاس کا رنگ  
 اور ڈیزائن سمجھا دیا تھا۔ پھر وہ دھوکا کیسے دکھاتے؟ جیسے ہی وہ گایا  
 اڑنے سے نکل کر پراسٹر کی دوڑ گئیں ان پر فائرنگ شروع ہو گئی۔  
 مائٹی پاشا پوری تیار لوگوں کے ساتھ آتا تھا۔ اس کے آدمی جو ابلی  
 فائرنگ کرتے ہوئے گاڑیاں تیز رفتاری سے نکال لے جانے کی  
 کوشش کر رہے تھے۔ یہ کوشش دشمنوں کو ادرتین دلا رہی تھی کہ  
 پارس اور جو جو اس دیکھ میں موجود ہیں۔ وہ جس راستے سے گزرتے تھے  
 وہاں کے لوگ راستہ بھڑک جھاگ رہے تھے۔ دوسری گاڑیوں والے

اپنی سمتیں بدل رہے تھے۔ دشمنوں کو اس بات کی پروا نہیں رہی  
 دہشت پھیلے گی۔ وہ کسی بھی طرح جو جو اور پارس کو ہلاک کرنے کی  
 تھے۔ انھیں اس سے اچھا موقع پھر شایرنگل ہی سے ملے۔

دشمنوں کی ایک گاڑی کا پیٹریسٹ ہو گیا تھا۔ ڈنڈر اور  
 قلابوں نے نہ رکھ سکا۔ وہ گاڑی تیزی سے گھوم کر ایک دکان کے  
 کو توڑتی ہوئی اندر گئی۔ پاشا کی بھی ایک گاڑی کا ٹھکانہ  
 وہ سامنے سے آئے والی گاڑی سے ٹکرا کر دوسری طرف گھوم  
 اس کے باوجود دونوں طرف سے فائرنگ جاری تھی گاڑیوں  
 سے آگے پیچھے دوڑتی جاری تھیں۔ گاڑیوں کے پیچھے سے بیٹھنے  
 کی گاڑیاں اٹکی تھیں۔ وہ دور دور سے انھیں دیکھ رہی تھی  
 دیکھنے کے ذریعے انھیں وارننگ دی جا رہی تھی کہ فائرنگ  
 ندی اور انھوں نے فرار کو نہیں کے حوالے نہ لیا تو دہشت گرد  
 کے ساتھ سختی سے نشتا جانے گا۔

مائٹی پاشا اپنی گاڑی میں گھسے ہوئے لادوڈا سپیکر سے کہا  
 ”میں مائٹی پاشا قانون کا احترام کرتا ہوں۔ یہ نامعلوم دہشت گرد  
 کیوں مجھے اور میرے آدمیوں کو مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں وہاں  
 رہا ہوں۔ قانون کے منظر ان دہشت گردوں کو روکنے کی کوئی  
 جو غنڈے پاشا جو غنڈے کا نائب کر رہے تھے، ماہ اتنے بار  
 نہیں ہو سکتے تھے کہ پولیس کی آمد پر فائرنگ اور تعاقب جاری  
 پراسٹرانٹ کے داخلوں میں جا کر انھیں سمجھو کر رہا تھا۔ جب اس  
 دیکھا کہ یہ موقع ہاتھ سے نکل رہا ہے تو اس نے ایک آلکار سے  
 ”ایک بیٹری ڈیٹا رکھو، میں ابھی تھا سے پاس آؤں گا۔“

وہ اس کے دامغ سے نکل کر اس کی گاڑی کے ڈرائیور کے  
 پر تاملین ہو گیا۔ بڑی خطرناک منگ رفتار پر چلتے ہوئے  
 دیکھنے کے قریب لے جانے کے لیے ان کے یقین تھا کہ پارس اور جو  
 موجود ہیں۔ قریب پہنچتے ہی اس نے ڈرائیور کے دامغ سے نکل کر  
 پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کے دامغ پر قبضہ چھلایا۔ بیٹری ڈیٹا  
 کے تھمیرے پاس لے جا کر اس کی چابی نکالی، پھر ایک دوڑ میں  
 پانچ چھک گئیں کہ بیٹری ڈیٹا کو اس دیکھ کے اندر چھیک گیا۔  
 چار کیٹڈ کے اندر ہی زبردست دھماکا ہوا۔ دیکھنے کے کچھ لمحے  
 میں آٹسے اور انسانی تھمیرے سنا دی۔ آگے پیچھے جانے والے  
 ادھر ادھر ہو کر گئیں۔ اب ندی کو سمجھانے کی ضرورت نہ تھی  
 نہ کوئی تعاقب کرنا چاہتا تھا۔ وہ اپنی دانست میں پارس اور جو جو  
 کر چکے تھے۔

میں سنا ہیوں نے انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سنا  
 ہتھیار چھیک دیے۔ مائٹی پاشا نے کہا: ”مجھ پر ظلم ہوا ہے۔ ان  
 نے میری دیکھ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ مجھ سے

کیا جانے، ان سے پوچھا جائے، آخر یہ کون لوگ ہیں؟  
 پارس انسان نے کہا: ”تم سب تمہارے سپیرو۔ وہاں تمہارا بیان  
 لیا جائے گا۔“

وہ انھیں پریس اسٹیشن لے جانے لگے۔ ایسے ہی وقت مجھے پرنٹی  
 سوچ کی محسوس ہوئی میں نے پوچھا: ”کون ہے؟“  
 پراسٹر کی آواز سنی دی۔ ”تم سمجھاری میں شیطان کے بھی  
 باپ ہو۔“

ابھی میں نے تعاقب باپ بننے کا دعویٰ نہیں کیا ہے، کام کی  
 بات کرو۔“  
 وہ میں نے سوچا تھا، بیٹری ڈیٹا کے دھماکے سے جو جو اور پارس  
 یا تو ہلاک ہو گئے یا پھر زخمی ہو گئے، مجھے دامغ میں گھول جانے کی  
 یقین ہے کہ بیٹری ڈیٹا نے سانس روک لی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ  
 پوری دیکھ جانے سے آڑھی ہوا رہتا تھا! بیٹری ڈیٹا جو ہلاک دماغی طور  
 پر کمزور نہ ہوا ہو؟“

”آگے ہلو۔“  
 ”میں نے جو جو کے دامغ میں بیٹھنے کی کوشش کی۔ اس کا دامغ  
 بیٹری ڈیٹا کے طور پر لاک ہے۔ اگر وہ بھی زخمی ہوتی تو میرا راستہ صاف ہوتا۔  
 پٹی ہوتی تو اس کے متعلق دامغ کا پتا نہ چلتا۔ تم نے اس دیکھ میں ڈیٹی  
 جو جو اور پراسٹر کو سمجھا تھا؟“

”میں نے کیا کیا تھا اور کیا کر رہا ہوں، یہ تمہیں رفتہ رفتہ معلوم  
 ہو جائے گا۔ دوسرے مدت سے بڑھ گئے ہو۔ آج تم نے میرے بیٹھے اور  
 ہو لو ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اب میری انتہائی  
 کاروائی متھی جیسا کہ ہوگی، یہ تمہیں بتاؤں گی دیر بعد معلوم ہو جائے گا۔  
 ناڈیٹ آؤٹ؟“

وہ شاید کچھ اور کہنا چاہتا تھا، میں نے سانس روک لی۔ وہ  
 باہر نکل گیا۔ میں ایک باڈی بلڈر کے پاس پہنچا۔ وہ سب تمہارے جن  
 تھے، پراسٹر کے جن آدمیوں نے تعاقب کیا تھا، وہ بیان دے رہے  
 تھے، ”جناب! ہم فریڈ مائل تو ساری ٹیلی فونی سے سمجھ رہے تھے۔ وہ ہمارے  
 داخلوں میں آکر ہمیں ان کا تعاقب کرنے اور فائرنگ کرنے پر مجبور  
 کر رہا تھا۔“

مائٹی پاشا نے پولیس آفیسر سے کہا: ”جناب! یہ سراسر جھوٹ  
 ہے۔ یہ لوگ پراسٹر کے غنڈے ہیں۔ پراسٹر ٹیلی فونی سے پتہ چلتا ہے  
 مگر وہ لوگ پراسٹر کے فریڈ مائل صاحب کے نام سے ایسی واردات  
 کرنے کے انھیں ہر نام کا پتہ چاہتا ہے۔“

پلیس انفرسٹری پوجھارے، کیا سٹریڈو پتہ چھانے بیان کی تصدیق  
 کر سکتے ہیں؟“  
 میں نے ہائی بلڈر کی زبان سے کہا: ”جی ہاں میں فریڈ مائل

اس شخص کی زبان سے بول رہا ہوں؟“  
 انفرسٹری تعجب سے ہائی بلڈر کو دیکھا، پھر کہا: ”یہ تو ہمیں تمہارا  
 لگتا ہے۔ میں کیسے یقین کروں کہ سٹریڈو دہلی ہے؟“

میں نے کہا: ”آپ کی کیسپ نیٹو بڑھی ہے اور آپ کسی پر  
 بیٹھے ہیں پختہ ارادہ کر لیں کہ آپ کو سب سے نہیں رکھیں گے اور کہہ سکتے  
 نہیں چھوڑیں گے۔ میں آپ کے دامغ میں آکر آپ کے ارادے  
 کے خلاف ایسا کر لوں گا؟“

”ابھی بات ہے میں پختہ ارادہ کرتا ہوں۔“  
 اس کی بات ختم ہوتے ہی میں نے اس کے دامغ پر قبضہ جما لیا  
 اس نے ایک اٹھا کر سر پر رکھی، پھر کسی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے  
 اس کے دامغ کا آڈیو چھوڑ دیا۔ اس نے تعجب سے خود کو دیکھا پھر  
 کسی پر نظر ڈالی۔ اس کے بعد میری ایک نظر نہیں آئی۔ اس نے جلدی  
 سے سر پر ہاتھ رکھا، پھر کہا: ”نکل ہے! مجھے بس یوں لگا جیسے میں چند  
 ساعتوں کے لیے گم ہو گیا ہوں، اب دیکھ رہا ہوں، اپنے ارادے  
 کے خلاف کر رہی ہے اور کیا ہوں اور کیا ہے؟“

میں نے کہا: ”آپ یقین کر لیں کہ فریڈ مائل کے دامغ میں بول  
 رہا ہے۔“  
 ”وہ سٹریڈو! میں بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ اپنے دامغ  
 میں آپ کی آواز عجیب سی لگ رہی ہے۔“  
 ”اب آپ یقین کر لیں کہ پراسٹر ٹیلی فونی جانتا ہے اور  
 میرے نام سے ان غنڈوں کو شریک کرتا رہا ہے۔“  
 ”وہ شبہ مجھے یقین کرنا چاہیے۔ ان غنڈوں کی زیادتی ہی  
 ہے۔ انھوں نے مائٹی پاشا کی دیکھ کر ہلاک اور اس میں بیٹھے ہوئے  
 ڈرائیور سمیت تین افراد کو ہلاک کیا ہے۔“

”کیا میں اسے کروں کہ آپ مائٹی پاشا اور میرے تمام وفاداروں  
 کو ہلاک کر دیں گے؟“  
 ”میں ان کے زخمی بیانات لے کر جانے کی اجازت دے دوں  
 گا۔ ہائی دیو سے پراسٹر آپ کا دشمن کیوں ہے؟“

”یہ بین الاقوامی طرز کی دشمنی ہے۔ تمام ممالک کے حکمرانوں  
 کو یہ سوچ کر نیند نہیں آتی کہ میں ٹیلی فونی کے ذریعے کسی وقت بھی  
 کسی ملک کو بھی تباہ کر سکتا ہوں۔ یا شاید ان کے دامغ میں میں پرخ  
 کر لیا کہ ملک کے راز معلوم کرتا ہوں اور دوسرے ملک تک پہنچا  
 دیتا ہوں۔ میری خیال خولی کہ برسوں کے کچھ ہیں، لیکن نہ تو میں نے  
 کسی ملک کو تباہ کیا اور نہ ہی کسی نے یہ ثابت کیا ہے کہ میں کسی ملک  
 کے اہم راز چھپا کر کرتا ہوں۔“

انفرسٹری پوچھا: ”دیکھ میں ہلاک ہونے والے کون ہیں؟“  
 ”ہے جانے میرے بیٹے اور بوہر قربان ہو گئے، کالے کے



لوگ تھے۔ میں ان قربانی نے والوں کے ہاں مذکورہ آلام سے زندگی گزارنے کے لیے بڑی بڑی زمینیں دوں گا۔ مرنے والوں کے لیے افسوس کا مہلہ کر دوں گا۔ مجھے واقعی ان کے لیے افسوس ہے۔

میں نے خود بڑی دیر تک اس سے باتیں کیں پھر پھر پارٹیکلر ملک کے ایک سربراہ کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے پریشان ہو کر کہا۔ "مشرقی فرار آپ نے میرے پاس آنے کی رحمت نہیں کی آج کیا بات ہے؟"

"آج خاص بات ہے، آپ جانتے ہیں، میں کوئی سیاسی آدمی نہیں ہوں، اگر ہوتا تو آپ کے ملک کے کام لازم میرے سینے میں دفن نہ رہتے، یہ دوسری شہر حالات تک پہنچ جاتے؟"

"یہ سب کئی شہر ہی ملک کا راز تک نہیں پہنچتی جانتے والے کے لیے راز نہیں رہتا۔ آپ تمام ملک کے راز جانتے ہیں، مگر کسی کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرتے؟"

"میں صرف آپ کے ملک کی بات کر رہا ہوں۔"

"میں تسلیم کرتا ہوں، آپ نے میرے ملک کو کبھی نقصان نہیں پہنچایا..."

"اب پہنچاؤں گا؟"

"وہ چونک کر بولا، کیا آپ سنجیدہ ہیں؟"

"میرا آپ سے نفاق کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

"لیکن آپ ایک ہی ہاٹے سے خلاف کیوں ہو گئے؟ کیا مکتب میں کوئی بڑا سودا ہے جو لیا ہے؟"

"میں نے پوچھا، کوئی سودا کتنا بڑا ہو سکتا ہے؟ کوئی بڑے کتنی دولت لے سکتا ہے؟ جبکہ میں ایک دن میں ساری دنیا کی دولت ہبزا حاصل کر سکتا ہوں جو میرے کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ کسی سے سوا نہیں کرتا۔"

"پھر آپ نقصان کیوں پہنچانا چاہتے ہیں؟"

"میں اس کا جواب بھی دوں گا۔ پہلے آپ اپنی حکومت کے تمام عہدیداروں اور مشوروں کو ایک گھنٹے کے اندر ہنگامی اجلاس کے لیے طلب کریں۔ میں ٹھیک ایک گھنٹے بعد آؤں گا۔ اگر ہنگامی اجلاس نہ ہوا تو میں وجہ بتائے بغیر اس ملک میں ماسی تباہی لاؤں گا کہ آپ برسوں تک اپنا نقصان پورا نہیں کر سکیں گے۔ سو فائدہ"

دوڑ کا فائدہ کیا ہوا؟

وہ بڑے سے ڈرا رنگ دم میں اگر بیٹھ گئے، مائیکر فون سے اس دنگ میں میرے آدھی ماٹھے گئے، ان کا افسوس نہیں سہا سب مرنے ماننے والی زندگی گزار رہے ہیں۔ مگر وہ واقعی آئی ہو کر دوڑ کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بات جہاں تھی، وہیں رہ گئی۔ ان کے اور بوسا معقول پناہ گاہ تک نہ آسکے۔ میرے آڑے میں کیا پارسل نے ایک کمرے سے نکل کر کہا: "میرے آگے ہیں؟"

سب کے سب جہازوں سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ مائیکر نے پوچھا: "آپ اور یہاں؟"

"جی ہاں، میں اگلا نہیں ہوں۔ میری شریک جہاز میں آ رہی ہے۔"

"لیکن آپ یہاں کی طرح آئے؟"

"مجھے عام لوگ آتے ہیں کھلے عام فائرنگ ہو رہی تھی، جان بچانے کے لیے دوسرے اڈے چھوٹ گیا۔ میرے اور نے ایک گاڑی والے سے نفٹ مانگی۔ اس کے انکار پر سوڈا ٹوٹ دکھایا۔ اس نے پھر لڑا کر لیا اور دکھایا۔ اس نے بڑی سے یہاں پہنچا دیا۔"

میں اس بات کا اندیشہ نہیں تھا کہ دشمن آپ کو دیکھ سکے؟

"کھینچے دیکھتے؟ ہاؤس کے پاس کھڑی کرنے والے سب تم لوگوں کا تعاقب کر رہے تھے۔ وہاں کوئی دشمن نہیں رہا تھا۔ دوچار ہوتے تو میں ان سے منٹ کر چلا آتا۔ جہاں آچکا ہوں پھانٹنے تمام وفاداروں سے کہا: اب اس کا منہج کے صرف دو آدمی رہیں گے۔ ایک وہ جو یہاں کی صفائی کرے گا۔ باس صاحب کی ضرورت کا خیال رکھے گا۔ دوسرا ان کے لیے گا۔ گارڈ صاحب خیال خزانہ کے ذریعے دونوں کو چیک کریں۔"

اس طرح دشمن ان کے خلاف کوئی چال نہیں چل سکے گا کیوں کہ میں نے کہا: تم ٹھیک کہتے ہو۔ باقی آدمی باہر رہ کر ہلاک ہوا پورا دیتے رہیں گے۔"

میں نے آپ کے پاس پہنچ کر جو اور پارسل کی مختصر روداد سنا، پھر کہہ دوں خزانہ کے ذریعے بھی جو جو کے پاس اور وفاداروں کے پاس آتے جلتے رہے۔ کوئی مختصر محسوس کر دو تو بچا اطلاع دو۔"

میں نے اسے ایک وفادار کے درمیان میں پہنچایا۔ ان کا آپ تعاقب کر لیا تاکہ وہ بھی کوڑو ڈنڈے کے ذریعے رابطہ قائم کرسکے۔ اس بعد راز خود ہی تمام وفاداروں کے رازوں کو پہنچا گیا۔ میں اس اجلاس میں پہنچ گیا۔ وہاں تیری جبری اور فضائی افواج کے سربراہ اور میری توقع کے مطابق پورا مشن موجود تھا۔

میں نے ایک عہدیدار کی زبان سے کہا: "میں فرار ملی تو مرنا آپ لوگوں کے درمیان موجود ہوں۔ پھر باسٹری جو دوڑی تباری ہے کہ آپ ویرس منتقلی میں آنے کا سبب معلوم ہو چکا ہے۔"

پھر پارسل نے کہا: "ہاں میں نے بتا دیا ہے، اٹھارہ اسی اور میرے اہل خانہ ہونے والے تھے۔ تمہاری روقت تمہارے اہل خانہ سے بچا گیا۔ تم نکل ہونے میں حق بجانب ہو رہی ہو۔ اسی وقت ہوتا ہے۔ یہ سب کتنی عین کرمیت دیکھ سب جانز ہے کیا تعدادی ملی پوچھی سے ہوں کبھی نقصان نہیں پہنچا؟"

میں نے جواب دیا: "اب تک میں نے تمہارے معمولی مہروں کو نقصان پہنچایا ہے۔ ایک ماہ پھر میری بھڑی پڑھو، تمہیں معلوم ہوگا کہ آج اس میں کسی مخالفت کرنے والے کی ماں، بہن، بھائی، بیٹی، یا بیٹے نقصان نہیں پہنچایا۔ اگر اس اجلاس میں ملے ہو جانے کو تو اس محبت اور بلک میں سب کو جانز ہے تو یہاں بیٹھے ہوئے تمام عہدیدار اپنے اپنے فرائض میں کامیاب کریں گے۔ میں ان میں سے ہر ایک کی ماں، بہن، بھائی، بیٹی اور بیٹے کے رازوں میں پک چھپتے ہی پہنچ سکتا ہوں۔"

پھر پارسل نے کہا: "مشرقی فرار! اب تمہارے عزیزوں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے تمہارے پاس کبھی پہنچ جاتے والے تین ہیں۔ میرے پاس باقی ہیں۔"

"تم میرے عزیزوں کے ساتھ لیا کر رہا ہے جو پھر دیکھ دینے کے لیے اور کیا رہ گیا ہے؟"

"فرانسسی نیکوٹ برسوں سے تمہاری دوست اور محافظ ہے۔ میں وہاں تباہیاں پھیلانے کی حکمت کو تمہارے خلاف کر سکتا ہوں۔"

"میں نے پوچھا: اس حکومت کی دشمنی سے میرا کیا بچو گے گا؟"

"تمہارے رشتے داروں اور چاہنے والوں کی بنا کہ تمہیں ہر حال میں لے۔ اس حکومت کے ایک نوٹس پر تم لوگوں کو بلا صاحب کے اڑانے سے نکال دیا جائے گا۔"

"میں نے کہا: شاید یہ بات اب تک تمہارے علم میں نہیں آئی ہے؟"

"میرے تمام رشتے دار اور چاہنے والے ہر برس سے نکل چکے ہیں۔ تم اور تمہارے بیٹے بھی ہائے والے ان کے رازوں میں پہنچ کر ان کا پتا کھانا مسلم اہلکاروں کو سکھائے۔"

"میں نے کہا: یہ بات سن کر اسے چڑھ گیا۔ میں نے کہا: اب ذرا فوکر اور فرائض میں تباہیاں پھیلاؤ گے تو میرے باپ کا کیا جانے گا؟"

"میں نے کہا: تمہیں سب میں تباہیاں پھیلاؤں گا تو تمہارے باپ کا بھی جانے کا احتمال تو کم کا نہیں ہے۔ میں نے کہا: اب ذرا ہر ماہ نامی کا ایک نسخہ بنانے کا۔"

"وہاں بٹھا ہوا کوئی عہدیدار اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ کوئی گھر نہیں تھا، کوئی ملک نہیں تھا، کوئی زمین نہیں تھی وہ

زندگی کے نشیب و فراز  
گستاخ و ثواب  
اندھیروں اور اجالوں  
وقت اور حال کے ہنسیوں جنم لینے والی ایک  
بصیرت افروز کہانی۔

# علامہ حسین

میاں شاہ علی کی داستان حیات سب رنگ و طرح میں شائع ہونے والی سلسلہ اور کتابی جو پہلی بار کتابی شکل میں شائع ہوئی ایک عجیب اور بے شبہ شخص کی الگ الگ کہانی۔ اس نے جرم و گناہ کے راستوں کو اپنے سے انکار کیا تو جرم بنا کر اسے سبیل کی آہنی سلاخوں کے پھیلنے چھیننے کے باوجود قسمت نے اسے گھر بار اور والدین کے ملنے سے محروم کر دیا۔!!

وہ جیل سے رہا ہو کر اپنا کواؤں کا سینہ دکھا رہا تھا۔ انتقام کے شعلے اس کے دہرے دہرے جھلساتے تھے۔ لیکن ایک دوست نے اس کی رہنمائی ایک مرد کا دل کے آستانے تک کر دی۔!!

وہ عین حقیقی میں ڈوب گیا۔ اس نے اپنے آپ کو تھیں ندرتس توفیق روشن کر دیا۔ لیکن ایک ایسا ایک حافظ نے اس کے ذہن کو کوڑو پھر کر لڑا دیا تو اس نے تڑپ کر اٹھیں کھولیں۔!!

تاکید راہوں کی گفتگو سے ابھرنے والی ایک خوبصورت اور عبثہ رنگین داستان۔

قیمت :- ۱۵ روپے

سے کا پتہ

کتابیات پبلکیشنز

میری کسی چیز کو تباہ کرنے کی دوسری کوشش کر رہا تھا۔ وہ اپنا پانچواں ہاتھ نکالتے تھے۔ ایک عہدیدار نے ٹھکانا کر گلاصاف کرتے ہوئے کہا۔  
 "ایک دوسرے کو چیلنج کرنا محض پوکھا زہن ہے۔ ہمیں دوستانہ مباحثوں میں گفتگو کرنا چاہیے۔"

میں نے کہا کہ میری احتیاطی تدابیر کے نتیجے میں آپ لوگ دوست ماحول میں گفتگو کرنے کو تیار ہیں، لیکن پھر مارنے سے جو کچھ کیا اس کے نتیجے میں میری طرف سے تھوڑی سی دشمنی ضرور ہوگی۔"

وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ پھر مارنے کا تم بہت اکرہتے ہو۔ اگر میں بھی ایک چھوڑ دوں، میرا کوئی گھر نہ ہو اور یہ پٹر پٹر کی فٹے داری نہ ہو تو مجھے بھی بڑا نہیں ہوگی کہ تم اس ملک کا ایک شہر کرتے ہو۔ میں ہر طرح سے آلاؤ پر تم سے نمٹنا شروع کروں گا تو تمہاری باتوں کی نیز جہازم ہو جائے گی، وہی کا سکون نارت ہو جائے گا تو تمہیں کسی ملک میں پناہ نہیں ملے گی کہ تم پناہ دینے والے کون کے شہر کی حفاظت کے لیے مائے جہت ہوتے رہو گے۔ میں نے بھی سوچ رکھا ہے، وہ پناہ میں سے گزر جانے کا قوالی ہے اور قارات کر لوں گا۔"

ایک اعلیٰ عہدیدار نے پھر مارنے سے سخت لہجے میں کہا کہ جو کس بند کروں، تم جو شہر میں آکر یہ کہہ رہے ہو کہ پھر مارنے کے عہدے سے مستعفی دو گئے۔ اس کے بعد تمہیں ہمارے ملک کی تباہی کی کوئی پروا نہیں ہو گی کیا اس کی وجہ سے تمہیں شہر مارنے میں نہیں سے گوارا دیا ہے، کیا تم اس طرح مثبت وطن ہونے کا ثبوت دے سکتے ہو؟

پھر مارنے کا میں مثبت وطن ہوں، میں نے صرف فریاد کی دھمکی کی جواب میں دھمکی دی ہے۔  
 ہر مشرف فریاد اپنی دھمکیوں پر بس وقت بھی عمل کر سکتے ہیں کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟

وہ چپ رہا۔ ایک فوجی جنرل نے کہا کہ پھر مارنے نے مشرف فریاد کے بیٹے اور پورے تانہ جھکر لے کے بہت بڑی حماقت کا ثبوت دیا ہے۔  
 دوسرے عہدیدار نے کہا کہ تمہیں اس کے لیے تحریری طور پر سامانی مانگی ہوگی اور یہ عہدہ کرنا ہوگا کہ آئندہ تم مشرف فریاد کے سبھی بیٹے میری قاتلانہ دھمکیوں کو نہ کرنا دو گے۔"

میں نے کہا کہ یہ آپ کا پھر مارنے ہے۔ اس کے تحریری ماحائف مانگئے۔ آپ مہمان کر دیں گے لیکن میں نہیں کر دوں گا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں؟"  
 "میں اس کی حسرت پوری کرنا چاہتا ہوں، آپ نے پھر مارنے کے عہدے سے بیک وقت کر دیں تاکہ ہر طرح سے آزاد ہو کر میرا ویسا حرام کرے۔"

مشرف فریاد نے اس کی پہلی غلطی ہے، ہم اسے عہدے سے ہٹا نہیں سکتے۔"

"اسے بنا دینے میں آپ کے ملک کا فائدہ ہے، میں آپ کے ملک سے نہیں اسے انتقام لوں گا۔"

"پھر آپ پھر مارنے کو قبول جائیں، کچھ اس طرح انتقام لیں کہ ہمارا نقصان نہ ہو اور آپ کے دل کی بیخوساں نکل جائے۔"

میں نے پوچھا کہ میں پھر مارنے میں آپس میں منہ نہیں اس نے حماقت سے کہا۔ میں تیار ہوں، دیکھتا ہوں تم میرا کیا بگاڑ لو گے۔"

میں جس عہدیدار کی زبان سے بول رہا تھا، اس نے ٹھٹھی کا ہاتھ اپنا اس کا نخرس ہال کا دروازہ کھلا، ایک منیع ہلائی گاڑا اندر گرا کر اب سٹرا ہو گیا۔ عہدیدار نے کہا کہ ایک گلاس پانی لاؤ۔"

ہاڈی گاڑو میں سر کر کے جانا چاہتا تھا، میں نے اس کے داغ پر تڑپا جاسا۔ اس نے پھر سے پورا اور نکلتے ہی چشم زدن میں پٹ کرنا دیا۔ پھر مارنے کے حق سے بیخوش نکل گئی اس کے اندر میں بڑی سوت ہو گئی تو تمام عہدیدار اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑے ہو گئے تھے۔ اہم سے تھے پتے میں سبھی دوڑتے ہوئے آگے تھے۔ میں نے کہا کہ ہاٹ۔"

آنے والے رنگ گئے، اس ہاڈی کا رنگو جاڑوں طرف سے گھبرا گیا تھا، میں نے کہا کہ ہاڈی گاڑو کو ڈانٹتے رہیں، یہ میں اس کے داغ میں ہوں، میں نے اس کے ہاتھ سے گولی پھانسی ہے، پھر مارنے آپ سب کے سامنے اچھا کیا تھا۔ دیکھتے ہوں تم میرا کیا بگاڑ لو گے، تو جیسا تم اپنے پھر مارنے سے محروم ہو چکے ہو، یہ زندہ اور پناہ میں ایک ملک زندہ ہے، لیکن خیال خزانہ میں رکھے گا۔ ہم خیال خزانہ کرنے والے باری باری اس کے داغ میں آئیں گے اور گولی کے زخم کو کبھی بھرتے نہیں دیں گے۔"

پھر میں نے پھر مارنے کے داغ میں بیٹھ کر کہا، کیا مجھے آنے سے روک سکتے ہو؟

وہ تکلیف سے تڑپ رہا تھا، میں نے کہا کہ بول میں مشرف فریاد میرے بچوں کے اعوام میں اسرا میں شامل تھے؟

وہ بول نہیں چاہتا تھا، میں نے واقعی جھٹکا پہنچایا، وہ نہیں مانا ہوا فرش پر پڑنے لگا، کچھ پامپا میں اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے میں نے کہا کہ ایک تو گولی کا زخم ہے، دوسرے داغی جھٹکے کا پانچتے ہو۔ تمہاری مرضی ہے، اور میں ایک اور جھٹکا پہنچا رہا ہوں۔"

وہ ایک دم سے تڑپ کر بیٹھتے ہوئے بولا کہ تمہیں میں بتانا ہوں، مجھے جھٹکے نہ دو، میں پارس اور جو جو کو تیرے بنا کر تار تار بیا رکھنا چاہتا تھا، میرے اس منصوبے میں اسرا میں حکومت شامل تھی، جب ہم نے دیکھا، ناکامی ہو رہی ہے تو میں نے دونوں کو ہلاک کرنا چاہا۔ مجھے صاف کر دو، پھر آدھی جھٹکے نہ پہنچاؤ۔"

میں نے ایک عہدیدار کی زبان سے کہا کہ میں آیا آپ کو لوں گا۔"

میں ان بیویوں سے جس طرح انتقام لوں گا... اس کے نتیجے میں وہ تو یہ تو یہ کریں گے، میں جانے سے پہلے آپ لوگوں کو بھی طرح سمجھا دیتا ہوں، آئندہ وہ خوب سخت جھگڑے پھر مارنے کا انتخاب کریں اور اسے سمجھیں، میرے بیوی بچوں اور دوسرے چاہنے والوں پر قاتلانہ حملہ کرنا اپنے ملک کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہوگا، اس بار میں اس بہت سے انتقام لینے پر تیار ہوں، آئندہ وہ سب بڑھ جاؤں گا۔  
 دیش آہل۔"

چند ماہی پھر مارنے کو اس طرح بردارال کرنے کا ہاتھ تھے، میں اس کے داغ میں بیٹھ گیا، گولی بازوں کے ربا نہیں ہوئی تھی، وہ تکلیف کی شدت سے بے حال ہو رہا تھا، میں نے اس کے دوسرے... ہاتھ کی انگلیوں سے بازو کے زخم کو کھینچنا شروع کیا تو اس نے ایک ٹھٹکا تیرخ مادی، اس طرح میرے اچھل کر نیچے گر پڑا، یہ تکلیف کی انتہا تھی، وہ بے ہوش ہو چکا تھا، میں اس کے داغ سے ٹھٹکی آیا۔ یہ ہاتھ لے کر وہ بھی کباب اس کا زخم بڑھتا جانے کا داغ کمزور ہوتے ہوتے سوچتے سمجھتے کے قابل نہیں رہے گا اور جو داغ بھٹکے کے قابل نہیں، وہ جھلا خیال خزانہ کیا کر سکتے گا۔ میں اس حال میں اتنے زور دے کر شہر میں کوہ پرت، تاک میں بیٹھا، چاہتا تھا، میں نے ترقی کو اس کے متعلق بتایا اور کہا کہ وہ اب بھی بے ہوش ہے، یقیناً آپریشن تھیرا لے ہا یا جانے گا، اس کے بازو سے گولی نکالی جانے لگی، جب وہ ہوش میں آئے تو مجھے اطلاع دینا، میں پھر اسے اذیت میں مبتلا کروں گا۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ میرا بیٹا کا پھر مارنے سے آئی لینڈ میں امرت رہا تھا، میں جانتا تھا پھر مارنے اور اسرا میں بیوں کے آڈاکار فلائنگ کلاب اور ممالی علاقوں پر نظر رکھیں گے، ہر کرنے والے کا پھینک کریں گے، اس کے متعلق پوری تفصیلات معلوم کریں گے، انھیں یقین ہوگا کہ جو ہوا پارس کی حفاظت کے لیے ہم میں سے کوئی اس جزیرے میں آئے گا، اگرچہ پھر مارنے کا وہ ہو گیا تھا، لیکن بے کار ہونے سے پہلے جو جی 9 بڑا تھا اس کی کھل بھیجے گا، کاشانی۔

میرے زندگی میں اس لیے مجرم مارنے آتے ہیں جو اپنی جہانی اور دماغی طاقت اور صلاحیتوں سے اپنے وسیع ذرائع سے اور اپنے خوفناک ارادوں سے زبردست اور ناقابل شکست نظریات میں ہیں، لیکن بے ہنگام طاقت کے زخم میں ایسی حماقتیں کرتے ہیں کہ میری گرفت میں پہنچتے پہنچتے چھوڑے جاتے ہیں، اب یہ پھر مارنے کا ہی تھا، یہ تمام سالہ پھر مارنے کے مصلحتوں میں سوت تھا، میرے داغ میں بیٹی بار آتے ہی یہ شدت لاداری کا تار تار تھا کہ وہ مارنے لگے، کا بیٹا ہے اور پھیلے میں برس سے ٹھٹکی لے کر گرنے کے منصوبے پر عمل کر رہے تھے، آج تکلی جی جی جیسا علم حاصل کر کے میری روح قبض کرنے آ گیا ہے۔

دیکھا زبردست وسیع ذرائع کا مالک اور میرے پونے خاندان کو

ختم کرنے کا ارادہ رکھنے والا اب میرے دم پر کم رہتا تھا۔ فریاد نے کچھ کرنے سے وہ مر جاتا، انسان کی زندگی میں شہری ملک بجا رہا آتی ہیں، یوں لگتا ہے کہ وہ جیاریاں غائب آجائیں گی اور آڈو مر جانے کا نہیں بہت زیادہ دنے والے جیاریوں پر غائب آجاتے ہیں، صحت مند ہونے کے بعد وہ ملک بجا رہا، میں بڑی ہی سچی تھی، میرے اکثر دشمن تھے، میں اتنا زبردست دشمن جو ترقی کی قوت مانا گیا، انہیں نہیں کریں مجھے ہیرو نہیں، آ۔ بڑے بڑے دعوے کرنے والے زبان لہا سے منبر مارتیں تو پھر ہی شدت سے وقت ضائع ہونے کا احساس ہوتا ہے، کم بہت چار چھ بیٹھے خوب دوڑتے ہیں، شیطان کی طرح دکھان کر تے ہیں، پھر میرے ہاتھوں فدا ہو جاتے ہیں۔

ہر حال میں جی جی ماننے والا پھر مارنے پر غیر تنگ انہماک کو پہنچ گیا، اپنے باپ مارنے لگے، اسے انتقام چھ سے نہ لے سکے، رستوں نے لے کر کہا کہ فریاد وہ تو اپنی پیش تھیرا لے کر پہنچ سکا، اس نے راستے میں ہی دم توڑ دیا۔"

میں نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ اتنا کمزور نہیں تھا۔"

رستوں نے کہا کہ اس کا داغ میں پہنچ جانے والوں کے لیے مکمل چکا تھا، اس کے ہر کسی خیال خزانہ کرنے والے ساتھی نے اس کے داغ پر قبضہ جگر اس کی سانس روک دی۔"

یعنی جزیرے میں اس نے اپنے آڈاکاروں کے نصیب میں بھی موت کھچی، اویسی ہی موت اسے بھی نصیب ہوئی، اس کے ملک کے تمام اعلیٰ حکام نے پھر مارنے میں اس کے داغ میں جگر بنانے کے بعد اور نہ جانے کسی کسی خفیہ حکومت حاصل کر لوں گا اور ان کے ملک کی کمزوریاں معلوم کرتا رہا، میری سوچ کر انھوں نے دوسرے پہل پہنچنے والے کو اسے مارنے کا حکم دیا ہوگا، اور اب تو بیا پھر مارنے کا وہ بھی یقیناً پہل پہنچ جانے والا ہوگا۔

میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑا، ایک شیطان گیا، دوسرا شیطان آ گیا، البتہ پہلے سے زیادہ شکلات پیدا ہو گئیں، ایک تو جزیرے میں پارس اور جو جو کے خلاف جو کچھ ہونے والا تھا، اس سلسلے میں پھر مارنے کے ملک کا لازم نہیں ہوا، جاسکتا تھا، جو کچھ ہونے والا تھا اور دنیا پھر مارنے اس سلسلے میں مکمل کھڑے نہیں لگے، ہٹا پھر خیر جاندار ہے گا۔ وہ کوہ سراج رکھتا ہے اور آئندہ کیا کرنے والا ہے، یہ جھٹکے لیے مجھے اختیار کرنا ہوگا۔

تھے یا اس ملک کے حکمران اور نہ تو فلاسفران مسکوری سنی کا پیروں میں  
 آکر آتے تھے۔ فلانک کلب کے باہر کی ایک کڑی لٹیر کا رین باجٹ سے  
 جو موں کی کڑیاں موجود ہیں ہیں۔ مں فراد کی جیت سے اپنے لیے  
 کسی شاندار کڑی کا انعام نہیں کر لیا کرتے تھا لہذا ایک گاڑی میں بیٹھ کر  
 ہوتی ہی برین پیج کیا۔ میرا موجودہ نام شمش یک تھا اس نام سے جو  
 کا فلانک اور باجٹ وغیرہ بناتے تھے انھیں فلانک کلب کے  
 ایگریکلچر کاؤنسل اور ہوتوں کے کاؤنسل پر لکھا اور ایک کرا حاصل کر لیا۔  
 میں کسی بھی ہوتوں میں پہنچ کر وہاں کے پنجرہ کچن کے پیر وائر لار  
 دو مرسے بیٹھ بیٹھ اور ہوتوں کے دماغ میں لگ جاتا ہوں۔ جب بھی  
 کھانے پینے کی کسی چیز کا آرڈر دیتا ہوں، اچھی طرح اطمینان کر لیتا ہوں  
 کہ میری مطلوب چیزوں میں کوئی مضرت لوہیات تو مل نہیں گی۔ میں اس  
 طرف سے مطمئن ہو کر جو کہ دماغ میں پہنچا۔ میں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا  
 کرتا ہوں کہ جہاں میں کسی محلے میں چوک جاتا ہوں وہاں تقدیر میرا  
 ہو جاتی ہے۔ میں جو کہ پاس صحیح وقت پر پہنچا۔ وہاں کوئی خیال  
 توانی کرنے والا اجنبی موجود تھا۔

وہ جو کوئی زندگی حالت میں ٹریپ کر کے ٹرانس میں لارہا تھا  
 اور وہ اس کی مولد تھی وہی والی تھی۔ میں نے فوراً ہی اس کے دماغ  
 کو گرفت میں لے لیا۔ تو میری عمل کرنے والے کی طرف سے اس کے کان  
 بہرے کر دیے۔ اب وہ اس کی آواز نہیں سن سکتی تھی۔ جب آواز ہی  
 کاؤنٹ تک نہ پہنچے تو تو میری عمل میں برتا۔ وہ دیر دیر سے نارل  
 ہو کر مولد کے مطابق سکون سے سوئے گا۔

میں خیال توانی کرنے والے انہی کی آواز اور باجٹ کو اچھی  
 طرح میں چکا تھا۔ جو کو کو اس کے ظہیر سے لکھنے کے لیے پھر اس کی  
 آواز سن۔ وہ میرا ہی سے پوچھ رہا تھا۔ تمہا موش کیوں ہو، میری باتوں  
 کا جواب دو۔

میں نے جو توئی زبان سے کہا، میں ابھی تک سمجھ رہی تھی، تم  
 میرے بھائی آ رہے ہو، لیکن تمہارا لہجہ بالکل سچا ہے۔ پہلے یہ بتاؤ تم کو  
 ہوں پھر میری عمل کیوں کرنا چاہتے ہو؟

اس نے جواب دیا مجھے غلط سمجھو، میں تمہارا بھائی ہوں،  
 تمہا کے باعث آواز بدل گئی ہے۔ فریڈ نے کہا ہے تمہارے دماغ  
 کو فوراً تو میری عمل کے ذریعے لاک کر دیا جائے۔  
 تم میرے بھائی ہوتو باا تمہارے دماغ میں اگر باتیں کرتے  
 ہوں گے؟

”یہ شک وہ میرے پاس آتے ہیں۔“  
 ”تھیک ہے۔ دماغ کے دروازے کھلے کھو، باا آپ سے میں۔“  
 میں نے یہ کہتے ہی اس کے دماغ کی طرف جھانک لگائی۔ اس  
 نے پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ میں نے چند

کیڑوں کے بعد میری کوشش کی اس نے میرا سانس روک لی۔ ایک خیال  
 تھا کہ وہ شاید ایک آدھ منٹ سے زیادہ سانس نہیں روک سکتا۔ پہلے  
 چند کیڑوں کا وقت دیا۔ پھر ایک منٹ کے وقفے سے دماغ میں پہنچا۔  
 وہ چالاک تھا پرانی سوچ کی لہر کے نکلنے سے ہی سانس لینے لگا تھا۔ اس طرح  
 آدھ منٹ سانس روکنے میں دشواری نہیں ہوتی تھی۔

اگر مہا سے موقع درپا اور ایک ایک کیڑوں میں اس کے پاس  
 پہنچا تو وہ بھی ایک ایک کیڑوں کے وقفے سے سانس روکتا جا رہا۔ میں  
 نے اندازہ کر لیا وہ لوگا کا ماہر ہے اور کسی منٹ تک سانس پر کا ہوا  
 ہے۔ لہذا اس کا بچا ہر دور جو کہ دماغ میں آ گیا۔ ایک اندیشہ  
 تھا کہ وہ پھر آکر ہے۔

میں نے بار بار کو بتایا مہا جو جو کو کسی طرح ٹریپ کیا گیا تھا۔  
 اس نے پریشان ہو کر کہا، باا، کیسے اور فرار کیسے۔ میں جو توئی دوسرے  
 ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہوں کسی دشمن کے گرد باا تک نہیں پہنچ سکتا۔  
 کیا آپ یہاں پہنچ گئے ہیں؟

”ہاں میں ہوتوں میں ہوں۔“  
 ”تھیک ہے۔ مل کر خوش ہوگی، لیکن یہاں آپ کی موجودگی بتا  
 رہی ہے کہ میرا ان کے اصل کھانڈا آپ ہوں گے اور میں آپ کے  
 ماتحت اور کام کروں گا۔ مجھے یہ منظور نہیں ہے۔ اگر آپ نے صبح ہونے  
 تک جو جو کو ہرس نہ پہنچا تو پھر میں اس کی باجٹوں کے لیے پرانی باا  
 سے نکال لے جاؤں گا۔ آپ کی معذرتی ہی مدد اس لیے چاہتا ہوں کہ  
 جو جو کے ساتھ تو میں جانا چاہتا ہوں۔ گولڈن میری شریک حیات  
 میرے ہی زہر سے مارنے کی سازش کی ہے ان سے اسی جزیرے میں  
 منتقل چاہتا ہوں۔“

میں نے سکھاتے ہوئے کہا، تم بہت بھڑے بیٹھے ہو۔ میں  
 ماننا ہوں جو جو جسے تمہیں پکڑنے کا موقع نہیں مل رہا ہے۔ میں  
 کل صبح تک اس پر میں جیسے کی کوشش کروں گا۔

”اور یہ وعدہ کریں کہ آپ بھی یہاں سے چلے جائیں گے۔“  
 ”بیٹھے ایسی خبر نہ کرو۔ تمہارے مقابلے میں یہی جیتی جانتے والے  
 دشمن ہیں۔ لوچے کو لوہا کاٹ سکتا ہے۔ میں ہی انھیں کاٹ سکتا ہوں۔“  
 ”سواری ٹرے سے باا، یہ آپ کی خوش نمی ہے۔ میں یہی جیتی جانتے  
 والوں سے ہی منٹ کر دکھاؤں گا۔ دیکھئے آپ ایسے باا نہیں۔۔۔  
 جو جوان بچوں کو کبھی اپنی انگلی پکڑ کر چلاتے ہیں۔ پینز، یو پیو، گو  
 فرام ہیئر۔“

”اچھی بات ہے، میں بھی چلا جاؤں گا۔ فی الحال جو جو کے پاس  
 جا رہا ہوں اس کے دماغ کو مستقل لاک رکھنا ضروری ہو گیا ہے۔“  
 میں ٹیپ ٹیپ چل کر جو جو کے دماغ میں آیا تھا۔ ٹیپ ٹیپ کی آواز  
 کرتا رہا۔ پھر لیٹھن ہو گیا کہ وہ خیال توانی کرنے والا اجنبی وہاں موجود۔

میں نے اس کے متعلق تقریباً سے کہا تھا کہ اس کے پیرا مشر کے لیے دو باا  
 میں جیتا جانتے والے وقت کے مائل میں سے وہ ایک ہو گا کیونکہ مشین  
 نے اب تک اتنے ہی خیال توانی کرنے والے پہلے کیے تھے۔ ہمارے  
 دانت میں ایک ٹرانس فائر مشین نافذ ہے۔ یہ تیار ہی دوسری مشین  
 موشوں نے تیار کیا تھا اور یہ پھر بیٹھا تھا کہ ساری مشینیں ختم ہو چکی ہیں  
 لیکن پیرا مشر نے ہلاک دکھائی تھی اس نے دوسری تیار کی تھیں۔ یہ  
 اس کی ہوتی تھی کہ اس دم اس دوسری مشین تک پہنچ گیا تھا اور پھر  
 ڈرمانی انداز میں مے ختم کر کے تھا۔ اس سب سے اب ہماری دنیا  
 میں کوئی ٹرانس فائر مشین نہیں رہی تھی۔ البتہ پیرا مشر کے اعلیٰ انسان نے  
 اس مشین کا نقشہ کھینچا تھا۔ اس کی تین مختلف مقامات میں چھپا چکی ہوں  
 گی۔ وہی وقت میں ایک نئی ٹرانس فائر مشین تیار کر سکتے ہیں۔ فی الحال جو  
 بھی خیال توانی کرنے والا جو جو کے دماغ میں آیا تھا، وہ پیرا مشر کے کلب سے  
 ہی آتا تھا۔

میں نے جو جو کو آہستہ آہستہ ٹرانس میں لاکر اپنی مولد تیار کیا۔ اس کے  
 دماغ کو اس حد تک حساس بننے کا حکم دیا کہ وہ کسی بھی پرانی سوچ کی  
 لہر کو محسوس کر کے فرار سانس روک لے۔ یوں ایک ہفتے تک وہ کسی کو  
 بھی دماغ میں نہ آنے دے۔ پھر موش نے اسے تو میری نیند سونے کے  
 لیے مجبور کیا۔ اسی جیسے اطمینان میں تھا جس طرح میں اس خیال توانی  
 کرنے والے کے تو میری عمل کے دوران پہنچ گیا تھا اور اس کے عمل میں  
 ٹیپ چل کر کارڈ والی تھی، اس طرح وہ میرے عمل کے دوران کر  
 سکتا تھا۔

میں جس پہلی کارڈ میں آیا تھا، وہ ابھی فیڈ میں موجود تھا۔ میری  
 منہیت ایک بہت بڑے بڑے میں کی تھی۔ میں فلائز کے مشورہ  
 صورت مختلف پرفیڈز کے ٹرے لایا تھا۔ کارڈ میں سے سواہ داروں  
 یا کہ فلارڈ سے سوڈا کروں۔ اس طرح میرے بڑے میں ہونے کا  
 فخر تھا۔ میں نے فلانک کلب کے قوانین کے مطابق اپنے  
 ہی لاکر پر جو جو جسے تک وہاں رکھنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔  
 اب میں کسی دوسرے سے جو جو کو اس کے ذریعے یہاں سے لے جانا  
 چاہتا تھا۔

میں نے جو جو کی تو میری نیند پوری ہونے کے بعد اس کے دماغ  
 میں پہنچا ہوا۔ اس نے سانس روک لی۔ میرے سر سے لاک بوجھ اتر  
 گیا۔ اب وہ سانس سے ٹریپ نہیں کر سکتے تھے۔

\*\*\*  
 سلطانہ آندی کی آنکھ کھلی تو وہ چونک گئی۔ اس نے تیرانی سے  
 سوچا، میں بیٹھ کر پڑھ رہی تھی۔ کون سے کیسے سو گئی؟  
 وہ دن باری اچھل کر بھولنے والی کسی سے امر کی پھر نیند کے  
 غماز کو دور کرنے کے لیے بچوں کے بل لکھتی ہوئی سوچنے لگی۔ ایسا بھی

نہیں ہوا۔ مجھ سے پہلے دماغ پر لوہا تو ہے۔ میں مسلسل دروازی جاگ سکتی  
 ہوں۔ اور جب ہا ہوں دماغ کو ہلاکت سے کمری نیند سو سکتی ہوں  
 پھر آج آپ ہی آپ ہی مرضی کے بغیر کیسے سو گئی؟  
 وہ بچوں کے بل لکھتی ہوئی خواب گاہ سے باہر آئی ایک پتیا  
 پک کر اس کے پاس آیا، وہ بولی، دل ٹائیگر کیا تم ہی خواب گاہ  
 میں آئے تھے، یہ کیا تمہاں سے ہو میں ہے وقت کیسے سو گئی تھی؟  
 ٹائیگر نے ایک پنجا مارا اس نے ایک آنکھ سے رک گیا پھر  
 اسے گلے لگا کر بولی، تم میں سے کھینچنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ آج میرے  
 ساتھ ایک غیر معمولی بات ہوئی ہے۔

اس کی بات ختم ہوتے ہی ٹائیگر نے اسے فرش پر بیٹھ دیا۔ وہ  
 بیچ مار کر بیٹھتے ہوئے بولی، شرم کر کے تم میرے بغیر نہ نہیں سکتے۔  
 اس نے پوری قوت سے کروٹ بدل کر ٹائیگر کو جھٹک کر دیا۔  
 دونوں میں کشش ہونے لگی، پھر ٹائیگر اس پر چھلکا، وہ اس کے قہقہے سے  
 نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ دونوں کچھ دیر تک ایک دوسرے سے  
 کبھی زبرد ہوتے تھے کبھی زبرد ہوتے تھے۔ پہلے ہی ماہہ ذرا فاصلے پر  
 کھڑی انھیں لڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ سلطانہ آندی نے ہنسنے ہوئے  
 اس ماہہ کو مخاطب کیا، اے روزی! اپنے ٹائیگر کو رکھو، بہت شرم  
 ہو گیا ہے۔

روزی غراتی ہوئی قریب آئی۔ اپنے ٹوکڑا پنجا مارا زرنے  
 پلٹ کر ٹوکڑا پھر وہ ایک دوسرے سے ختم ہوا۔ سلطانہ کو جانت  
 مل گئی۔ وہ دونوں کو لڑتے ہوئے دیکھنے لگی۔ ان کی کتوں کبھی سکھانے  
 اور کبھی ہنسنے لگتی تھی۔ اس کے خاص حصے سے باہر آج تک کسی نے اسے  
 ہنسا تو کجا سکھاتے ہوئے ہی نہیں دیکھا تھا۔ وہ تھوڑی دیر بعد ایک  
 چابک لہراتے ہوئے بولی، ڈیش آل ٹم، ان آنگ ہو جاؤ، بہت پر  
 چکا۔ میں کبھی ہوں آنگ ہو جاؤ۔

اس نے ٹوکڑا چابک رسا کیا، وہ آنگ ہو کر دور چلا گیا  
 پڑھی غلامہ آہنی سلاخوں والار وہاں کھول کر لاندہ رکھی۔ سلطانہ نے  
 پوچھا، کیا میں تمہاری موجودگی میں سو گئی تھی؟

ہماری زندگی کی ناکہ، آپ نے لاندہ کی سلسلے میں درواجا زت  
 نامے دیے، پھر کھینچ بند کر لیں، اس کے بعد میں چلی گئی میں نہیں  
 کہہ سکتی کہ آپ سو گئی تھیں یا آپ نے صرف آنکھیں بند کر لی تھیں؟  
 سلطانہ نے اسے گھومتے ہوئے پوچھا، اے اچھی تم نے کیا کہا؟ اور  
 اجازت نامے؟

”ہی ہوں، مارا ما۔“  
 ”تاکہ سنس امیر راج کمزور نہیں ہے۔ میں نے صرف عرفی  
 گھوٹے کی اطلاع کا اجازت نامہ لیا تھا۔“  
 ”مارا، میں جوتھ لولوں گی تو آپ کے قدموں میں جان جاؤں گی۔“



سلطان نے اسے سوچا ہوں نظروں سے دیکھا، پھر حکم دیا: جاؤ!  
 وہ اجازت لے کر آیا۔  
 بوڑھے خادم بھی گئی، عسکری دربار پر واپس آئی۔ سلطان آفندی  
 اسی جھوٹے والی کرسی پر بیٹھی تھی۔ خادم نے وہ دونوں کا خدو اب  
 سے اس کی طرف بڑھانے۔ اس نے کانڈت ہاتھ میں لیے، سلاک اخذ  
 عرفی ٹھوسے کی قیمت ادا کرنے کے سلسلے میں تھا۔ اس نے وہ کاغذ  
 والے کر دیا۔ دوسرے کو تھیب سے پڑھنے لگی، پھر جھوٹے سے اتر کر  
 بولی: کیا یہ نہیں ہے کہا ہے؟  
 ”جی ہاں ملازم! آپ اپنی تحریر پہچان سکتی ہیں۔“  
 ”کیا یہ نہیں ہے سائے کہا ہے؟“  
 ”جی ہاں، میری آنکھوں کے سامنے کہا ہے۔“  
 ”کیا تم نے اسے پڑھا ہے؟“  
 ”میری کیا حال آپ کی تحریر اجازت کے بغیر پڑھوں؟“  
 ”پر سنیں بیکری سے، رابطہ قائم کرو۔“  
 خادم نے وہ ہانکی کے ذریعے رابطہ قائم کیا۔ سلطان نے واک ہانکی  
 ہاتھ میں لے کر پھیرا، کیا میری تحریر کے مطابق پانچ لاکھ ادا کر دیے گئے ہیں؟“  
 ”جی ہاں ملازم!“  
 ”کیا تمہارا اسٹنٹ اس شخص کو پہچان سکتا ہے جو اس سے پانچ  
 لاکھ لے گیا ہے؟“  
 ”نہ ملازم! وہ پہچان نہیں سکتے گا۔ اس نے اس شخص کا چہرہ نہیں دیکھا۔“  
 وہ خزا کر بولی: کیوں نہیں دیکھا؟ کیا وہ اندھا ہو گیا تھا؟“  
 ”ملازم! اجان کی امان جانتا ہوں۔ آپ کی تحریر نہایت پر اسرار  
 تھی۔ اس شخص کو ڈروڈ کے ذریعے رابطہ قائم کرنے اور  
 رقم ادا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ تم آپ کے غلام ہیں، آپ کے ہر حکم  
 کی تعمیل نظر میں جھکا کر اوسر جھکا کر کرتے ہیں۔ اسٹنٹ نے بھی یہی  
 کیا تھا۔“  
 ”اسٹنٹ کو بلاؤ۔ وہ حکم کے ساتھ اس پر لگے گی۔ ذرا دربار  
 ہی۔ اسٹنٹ کی موڈ باز آواز نہ دے۔ وہ بولی: تمہارے پرچہ پورے پر  
 مجھے کر ڈوں گا نقصان ہو جائے پھر میں تمہیں معاف کر دوں گی، بلکہ  
 انعام بھی دوں گی، بساؤ، کیا تم نے اس شخص کی صورت دیکھی تھی؟“  
 ”میں نے کبھی نہیں دیکھا، اس کے آنے اور بلیفٹ سے پہلے تک  
 میری نظریں نہ تھکی رہیں۔“  
 ”پر سچ بتاؤ، کیا یہ سب بیان نہیں ہو کر پراسرار انداز میں رقم لے  
 جانے والے کی صورت ایک بار دیکھی؟“  
 ”جی ہاں ملازم! کئی بار میں نے دیکھا، میں نے کئی بار جاپا نظریں  
 اٹھا کر دیکھیں، پھر میں تمہیں کھاتا کرتا ہوں، کوئی انجانائی قوت مجھے جس  
 ارادے سے باز رکھ رہی تھی، جب وہ شخص قریب آیا تو یوں لگا جیسے

میں رمانی طور پر غائب ہو گیا ہوں، پھر رمانی طور پر حاضر ہوا تو پہچان  
 میں کا ربط ہو کر نہ ہوں اور اس مقام پر اسے رلیف کے ساتھ دیکھا  
 سے ڈرا دوسا گیا ہوں۔ میں نے جلدی سے کارروائی کر ڈیڑھ گھنٹہ  
 نظریں دوڑائیں، لیکن میں اس شخص کو دیکھ کر کھینچا تو پہچان نہ پائی  
 میں سے دیکھ نہیں پایا تھا۔ میری یہ باتیں جے کی گئی ہوں، کیا تمہارے  
 نے ماں کھینچنے کا وعدہ کیا تھا اس لیے میں ڈر ہی کر رہا ہوں پھر  
 ساتھ پیش آیا۔ میری ایک ایک بات سچ ہے۔“  
 وہ اپنے پتھر جیسے لہجے میں بولی: مجھے یقین ہے تم کبھی  
 سچے ہو۔“  
 اس نے رابطہ ختم کرنے والی ٹیبلٹ پر ہینڈ پیک ریڈنگ  
 کرنا شروع کیا۔ ”جاڑیاں سے۔“  
 وہ ہانے لگی۔ اس نے سخت لہجے میں کہا: ”سنو، یہ معلوم کرو  
 میرے غلاموں میں ایسا کون ہے جو تمہیں پہچانی کے متعلق نامی معلومات  
 رکھتا ہے۔ ایسا کوئی ہو تو اسے آدھے گھنٹے میں ننگ روم میں بلا کر  
 خادم بھی لائی۔ وہ صلاح دے گی: میں جا دو تو نے پانچ نہیں  
 رکھتی۔ تمہیں پہچانی کے متعلق بھی یقین سے نہیں کس کئی کہ یہ سچ جاننے والا  
 اپنے معمول کو کس طرح ٹریپ کرتا ہے، کوئی اچھی معلومات رکھنے  
 والا ہی اس پر روشنی ڈال سکتا ہے۔“  
 وہ آدھے گھنٹے بعد صبح کے خاص حصے سے نکل کر شنگ روم  
 میں آئی۔ خادم نے کہا: ”ہانے عمل میں ایسے تین افراد ہیں جو اس  
 علم کو معلومات حاصل کرنے کی حد تک پڑھتے ہیں اور اس سلسلے  
 تازہ ترین معلومات رکھتے ہیں۔“  
 ”ان تینوں کو حاضر کرو۔“  
 وہ حاضر ہوئے، جھک کر سلام کیا، پھر اب سے ایک طرف  
 کھڑے ہو گئے۔ سلطان نے ایک غلام کی طرف انگلی اٹھا کر سوال کیا  
 ”کیا تمہیں پہچانی جاننے والا دوسرے کے دماغ کو اپنے قابو میں رکھ  
 اس سے اپنی مرضی کے مطابق عمل کر سکتا ہے؟“  
 اس نے جواب دیا: ”جی ہاں ملازم! یہ علم جاننے والا دوسرے  
 کے دماغ پر قبضہ کر کے اسے غائب و مارج بنا سکتا ہے اور اس کے  
 غائب و مارج رہنے کے دوران اس سے اپنی مرضی کے مطابق اپنے  
 کام بھی کر سکتا ہے اور بڑے کام بھی۔“  
 ”وہ جس کے دماغ میں آتا ہے، کیا اس کے گھر میں خود اس  
 پھری کر سکتا ہے؟“  
 ”جی ہاں ملازم! یہ تو معمولی بات ہے، وہ اپنے معمول سے قتل  
 بھی کر سکتا ہے۔ اپنے معمول کو اس کی جگہ چھوڑ کر اپنے گھر میں آنے  
 پر مائل کر سکتا ہے۔“  
 ”گرمزوں میں اس کے گھر نہ جانا چاہیے تو؟“

”تو وہ معمول کو غائب و مارج بنانے کا جب وہ ماہر مبالغہ ہو  
 ہو تو خود کو اپنے مال کے گھر میں پائے گا۔ اسے پتا نہیں چلے گا کہ کتنا  
 ناملے کر کے وہاں پہنچا ہے۔“  
 ”جی ہاں، جیڑے میں کوئی ایسا علم جاننے والا ہے؟“  
 ”دوسرے غلام نے کہا۔ فریڈا نے تمہارا صاحب میں۔“  
 ”بولی: میں یہ نام بار بار سن چکی ہوں، لیکن یقین نہیں آتا کہ وہ ایسا  
 غیر معمولی علم جانتا ہوگا، لیکن آج میں تسلیم کرتی ہوں کہ تم نے فریڈا کو یہاں  
 دیکھا ہے۔“  
 ”جی نہیں ملازم! آج ساحل شاپو پر دو گروہوں کے درمیان غارتگی  
 ہوا تھا، پھر وہ سب تھانے پہنچانے گئے، میں اتفاق سے وہاں موجود  
 تھا، میں نے اپنی آنکھوں سے پولیس افسر کو ظاہر میں دیکھا اور اپنے  
 کانوں سے بار بار فریڈا صاحب کا نام سنا، ان دونوں کے درمیان خیال  
 خوانی کے ذریعے گفتگو ہو رہی تھی۔“  
 سلطان آفندی نے حکم دیا: ”اس پولیس افسر سے رابطہ قائم کرو۔“  
 حکم کی تعمیل کی گئی، ایک منٹ کے اندر رابطہ قائم ہو گیا، پولیس  
 افسر نے کہا: ”ملازم! آپ نے مجھے بار بار دیا، یہ میری خوش نصیبی ہے،  
 میرے لائق کوئی خدمت ہے؟“  
 ”کیا آج فریڈا تمہیں پورے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ قائم ہوا تھا؟“  
 ”جی ہاں ملازم! یہ میری خوش نصیبی ہے، فریڈا صاحب ایک  
 عظیم انسان ہیں۔“  
 ”کیا تمہیں سے رابطہ قائم ہو سکتا ہے؟“  
 ”میں یقین سے نہیں کر سکتا، آپ نے یہاں کے سب سے بڑے  
 درماش ماہر بھی پاشا کا نام سنا ہوگا، فریڈا صاحب سے اس کی شناسائی ہے۔“  
 ”میں پاشا سے معلوم کروں گا، ہاں، اس کے سب طرح رابطہ قائم ہو سکتا ہے۔“  
 ”کیا فریڈا جیڑے میں موجود ہے؟“  
 ”میں یہی یقین سے نہیں کر سکتا، کیونکہ خیال خوانی کرنے والا  
 دنیا کے ایک سر سے پرہیز کر دوسرے سر سے والوں سے رابطہ قائم  
 کر لیتا ہے۔“  
 ”کیا تم نے کہا تھا، فریڈا ایک عظیم انسان ہے یا مائٹی پاشا سے  
 شناسائی بارودی کھینچنے والا عظیم ہوتا ہے؟“  
 ”میں تو ان کی حکمت ہے، ایک درماش ہے، قصور نہیں جانتے تو  
 اسے بے قصور ثابت کرنے کے لیے مجھے جیسے معمولی افسر کے پاس بھی پہنچ  
 جاتے ہیں۔“  
 ”گرمزوں میں اس کے سر سے پانچ لاکھ ڈالر خیال خوانی کے ذریعے  
 جملے گئے ہیں، تم یقین کرو گے؟“  
 ”ہاں میں عظیم سب کو سمجھتا ہوں، اس کی ضرورت ہے، میں اس کو  
 بند کرنے کے یقین کروں گا۔“

”خیال خوانی کے ذریعے چوری ہوئی ہے، لہذا تمہارا فریڈا۔“  
 ”جی نہیں ملازم! ہماری دنیا میں خیال خوانی کرنے والے شیطان  
 میں ہیں، ایسے جیسا کہ شیطان نے اپنے اذکاروں کو مائٹی پاشا کے تپ  
 میں رکھا تھا، لیکن اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ آپ کے ہاں خیال خوانی  
 کے ذریعے چوری کرنے والا وہی شیطان ہوگا۔“  
 ”اس کا نام کیا ہے؟“  
 ”دنیا سے چھوڑ کر اسے ہم سے ہاتھی ہے۔“  
 ”وہ حیرانی سے بولی: ہاں گاڈ ایم اتنے بڑے مک کے پھول شکر  
 شیطان کہہ سکتے ہیں، وہ جس ملک میں قدم رکھے گا، وہاں اس کے قہوں میں  
 دوات چلنے لگے گی، پھر اسے پانچ لاکھ ڈالر چلنے لگی کی ضرورت پڑ  
 سکتی ہے؟“  
 ”ملازم! وہ دنیا والوں سے خیال خوانی کے علم کو چھپا لے، اور فریڈا  
 بن کر جگہ جگہ واردات کر سکتا ہے، تاکہ فریڈا صاحب و نام ہوتے رہیں۔“  
 ”وہ حقارت سے بولی: تم آج تک ایسے ہی معمولی افسر ہو۔ پولیس  
 والے ہو کر اچھے بڑے کی تو نہیں بن سکتے، جو دنیا کے سب سے بڑے  
 ملک کا پٹر مارٹر ہے، اسے شیطان کے ہوا جو درماشوں کی حمایت  
 کرتا ہے، اسے عظیم انسان سمجھتے ہو، بہتر ہوگا، تم پہلی فرصت میں پولیس  
 کی ملازمت چھوڑ دو۔“  
 ”اس نے رابطہ ختم کر دیا، پھر خادم سے کہا: ”میں آدھے گھنٹے کے  
 اندر مائٹی پاشا کو یہاں دیکھنا چاہتی ہوں۔“  
 ”یہ حکم نے کہ وہ شنگ روم سے گئی، اپنے بیڈ روم میں پہنچ  
 کر اس نے ریسورٹ لٹھا، مائٹی پاشا کے پٹر مارٹر کے مک کے ایک  
 سفیر سے رابطہ قائم کیا، پھر کہا: ”میں سلطان آفندی ہی بولی رہی ہوں۔“  
 ”سفیر نے کہا: ”میں ملازم! آپ نے کیسے پایا؟“  
 ”میں آپ کے پٹر مارٹر سے فریڈا کو پٹر مارٹر کے متعلق گفتگو کرنا  
 چاہتی ہوں، یہ بہت ضروری ہے۔“  
 ”میں اپنے اعلیٰ حکام سے اسے رابطہ قائم کروں گا، جیسے ہی پٹر مارٹر  
 سے رابطہ قائم ہوگا، میں آپ سے بات کر دوں گا۔“  
 سلطان نے ریسورٹ رکھ دیا، میں نے بھی ایک مائٹی پاشا اندر دوسرے  
 رفاہیوں کو اپنے وہاں پہنچنے کی اطلاع نہیں دی تھی، تمام ضروری کاموں  
 سے غفلت کر اس کے پاس پہنچا تو وہاں سلطان آفندی کے سبب افراد پہنچے  
 ہوئے تھے، ایک کمرہ ہاتھ پاشا تھیں، ہماری ملازم نے طلب کیا ہے۔  
 فریڈا۔“  
 ”ملازم نے مجھے کیوں طلب کیا ہے؟“  
 ”یہ ہم نہیں جانتے۔ میں صرف اتنا حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں آدھے  
 گھنٹے کے اندر اس میں پہنچنا ہوا ہے، تمہیں صرف تلاش کرنے میں ایک گھنٹا  
 گزار گیا ہے۔“

”پھر تو مادام تعین سلاز میں گی؟“  
 ”نہیں، ہم نے اسے تسلیم کر دینے پر رابطہ قائم کر کے عمل میں خبر  
 پہنچادی تھی کہ تعین تلاش کیا جا رہا ہے۔“  
 ”ابھی بات ہے۔ میں اس بار بدل کر آ رہی ہوں۔“  
 پاشا ٹھہر گیا پھر اٹھا۔ دوسرے دفاتر والوں نے کاغذ کے دو دانے  
 پر اسے روک کر کہا: ”آگے تم دفاتر چاہنا جو تو ہم ملام کے آدمیوں کو فرائض تک  
 کر کے چکے کھاتے ہیں۔“  
 وہ پریشان ہو کر بولا: ”بات بڑھ جائے گی۔ دونوں طرف سے فرائض  
 ہوگی، پولیس آئے گی اور یہاں کی پولیس ملام کے خلاف کچھ نہیں کرے  
 گی۔ چتا نہیں فریاد صاحب کہاں ہیں۔“  
 ”وہ کاغذ کے اندر آیا۔ پارس نے پوچھا: کیا بات ہے؟ یہ باہر کون  
 لوگ ہیں؟“  
 ”مادام سلطانہ آؤندی کے آدمی ہیں۔ مجھے ملام کے سامنے حاضر ہونا  
 پڑے گا اگر انکا کردار کو تو زبردستی ہی لے جائیں گے۔“  
 ”سہارا لیا ہے؟“  
 ”یہ تو وہاں ہانے کے بعد ہی معلوم ہوگا۔“  
 ”تو توجہ جاؤ، توجہ نہ کیوں ہو؟“  
 ”وہ بہت خطرناک عورت ہے۔“  
 ”تم اس جزیرے کے سب سے بڑے دو مہاشا ہو کر لگے عورت  
 سے ڈرتے ہو؟“  
 ”وہ عقلی سے عورت بن کر پیدا ہوئی ہے۔ اصل میں بد مہاشا کی  
 بد مہاشا ہے۔“  
 ”جب آتی ہی بد مہاشا ہے، تو توجہ نہیں جانا ہی ہوگا۔“  
 ”جی ہاں، ملام اور موت کا حکم عمل نہیں سکتا۔ میں کسی ہلنے دیر  
 سے جانا چاہتا ہوں، شاید اس وقت تک فراد صاحب آجائیں۔“  
 ”میرا مشورہ ہے، ورنہ ڈر کر۔ یہاں میں نے اور جو جوتے پناہ ہے  
 اور مر گیا ہوگا تو ہم دشمنوں کی نظر میں آجائیں گے۔“  
 ”وہ دل سے بولا: ”ابھی ماں ہے، میں آپ دونوں پر آؤں  
 نہیں آئے دونوں کا میں جا رہا ہوں، لیکن میں عملی کام نہیں کر رہی ہے۔  
 آپ مشورہ دو، اگر وہاں سے مجھ پر پانچ لاکھ ڈالر کی چوری کا الزام لگایا تو  
 مجھے کیا کتا چاہیے کیا کتا چاہیے؟“  
 ”کیا کتا نے چوری کی ہے؟“  
 ”میں نے نہیں کی آپ کے پاپانے وہ رقم اس عمل سے نکال  
 کر ہم تک پہنچا رہی تھی۔ جو وہاں نظر آ رہا ہے مجھ سے سب اس رقم سے  
 حاصل کیے گئے ہیں۔“  
 ”اچھا تو یہ بگڑ ہے، بہر حال تمہیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ  
 رقم تم نے تو عمل سے غائب نہیں کی، ایک لاکھ بابت پوچھنا ہوں، کیا تم

مرد ہو؟“  
 ”جی! جی ہاں۔ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟“  
 ”تو پھر مرد کی طرح جاؤ، مرد کی طرح اس عورت سے بات کرو، وہ  
 کتنی ہی خطرناک ہے، آخر عورت ہی ہوگی۔“  
 وہ سر جھکا کر باہر آیا۔ پھر سلطانہ کے آدمیوں کے ساتھ گیا۔  
 میں بیٹھ گیا۔ ایسے ہی وقت میں اس کے اہمیت کے پاس آیا۔ اس نے  
 بتایا کہ مادام کے آدمی پاشا کو چمکولے جا رہے ہیں۔ پاشا سے رطبا  
 تھا کہ میں اس کے دریاغ میں نہیں آؤں گا۔ اگر وہ میرا سر قطع ہو گیا  
 لیکن دوسرے خیال خزانہ کرنے والے کہ طرف سے خطہ تھا۔ میں پاشا کے  
 پاس نہیں گیا۔ سلطانہ کے پاس پہنچ گیا۔  
 وہ مجھ پر چینی عموں کرنے لگی۔ میں نے معلوم کرنے لگا کہ فرائض  
 سے بیدار ہونے کے بعد اب تک کیا کرتی رہی ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا۔  
 وہ مجھے بد مہاشا اور پیر پاشا کو ایک عظیم انسان سمجھ رہی تھی اور میں  
 خیالات پڑھ رہا تھا، اُدھر وہ اضطراب کے عالم میں مل رہی تھی۔ پیر  
 وہ تو آدم آئینے کے سامنے کرکٹھی ہو گئی آئینے میں خود کو دیکھتے ہوا  
 بولی۔ ”کون تو تم؟ میں اپنے آپ سے نہیں تم سے پوچھ رہی ہوں۔“  
 کوئی غیر معمولی سی بات پہلی پہلی عموں ہوئی تھی، میں نے پہلے بار اسے  
 نظر انداز کیا، بس کے نتیجے میں میرے پانچ لاکھ ڈالر گئے اور میں سلطان  
 معمول بے وقت ہو گئی۔ سب میں یقین سے کہتی ہوں، تم میرے دریاغ  
 میں ہوا ایسے میں بے یقینی ہی محسوس کر رہی ہوں، بتاؤ تم کون ہو؟“  
 میں نے جواب نہیں دیا، اس نے چند لمحوں کے بعد کہا: ”تم تھانوں  
 رکھ دو، وہاں نہیں کھڑے۔ تم نے میرے دریاغ میں رکھ دو معلوم کر لیا ہوگا  
 کہ مجھے مروذات سے سخت نفرت ہے، تم لوگ مروکلاتے ہو اور عورت  
 سے کم تر ہو کر تیروں کی طرح خود کو چھپاتے ہو۔ مروہ تو اسانے آؤ  
 اپنا نام بتاؤ۔“  
 اس نے فریوم کی ایک بوتل اٹھائی پھر آئینے میں اپنا نشانہ دینے  
 ہوئے کہا: ”میرے سامنے آنے والا اور مجھ سے برتر کرانے والا کبھی  
 مسیح سلامت نہیں رہتا، میں اس کے جیتنے اور ڈیڑھی ہوں۔“  
 اس نے بوتل پیچ کر ماری، ایک چھینکے کی آواز بھری آئینے  
 محلوں کے محلوں سے پھرتی گئی۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا: ”میں ہاگی  
 ہو گئی ہوں اپنی ہی پیر کو نقصان پہنچا رہی ہوں، بس سے شرم کا کیا کھنکھارے؟“  
 وہ ہنستے سے سر جھکا کر بولی: ”میں اور پاشا کے یہ بھی خود کو کیا کہہ  
 رہی ہوں؟ میں ہاگی نہیں ہوں۔ اچھا طرح سمجھ رہی ہوں کہ دشمن جو بد  
 ہے، میں نے اسے دکھایا ہے کہ بس طرح آئے گئے کے محلوں سے نظر آ رہے  
 ہیں۔ اس طرح اس کی ٹوٹیوں کے محلوں سے نظر آئیں گے۔ گوشہ میرے  
 گئے تھا چمکے ہوں گے۔“  
 میں نے اس کی سلام میں باگشت پر لپکی نہ گئے تھا چمکے ہوں

”ہوں گے... ہوں گے... گئے... گئے...“  
 ”وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر غلام کی جھنجھکی مچ کر بولی۔  
 ”نہیں، میرے دریاغ میں آؤ، ورنہ تک میری آواز کیسے گوشہ کی کتنی بیٹھا  
 میں نے اس کی سوچ میں پریشانی سے کہا: ”مگر کر رہی تھی ماں!  
 کیا یہ سہا ہے؟ کیا اسے میں نہیں پہنچتا؟ عمل بھولوں؟ نہیں مجھے کوئی  
 دوا یا مشروب استعمال کرنا چاہیے۔ شاید میرے دریاغ کو سکون مل سکے۔“  
 وہ تیزی سے چلتی ہوئی فریوم کے پاس گئی۔ اسے کھولا ایک  
 چم میں غرضت چوس بھرا ہوا تھا۔ اس نے جب کو منہ لگا کر غٹھا غٹھا  
 پھر گری گری مائیں لینے لگی۔ ایسے وقت میں چمچ چاپ اس کے باغ  
 سے نکل گیا۔ وہ یقیناً یہ سمجھ رہی ہوگی کہ ششہ سے گھونٹ پینے سے  
 دریاغ کو سکون مل رہا ہے۔ میں نے ایک دفاتر کے پاس پہنچ کر کہا: ”اپنے  
 ایک ساتھی کے ساتھ ساتھ ہمارے باہر بیٹھے ہو اور میرے اگے  
 حکم کا انتظار کرو۔“  
 اس نے کہا: ”ابھی یہاں سے جا رہا ہوں جناب۔“  
 میں نے دفاتر سے بات کرنے میں صرف چند ہی کیلکٹ صرف  
 کیے تھے لیکن حکام کو ابھی جوس لپاری ہو گئی۔ میں نے اس کے دریاغ  
 میں پینتے ہی ششہ لگایا، جوس اس کے منق سے ناک میں آ گیا، جگ ہاتھ  
 سے جھڑ گیا۔ وہ ایک ہاتھ سینے پر رکھ کر کہنے لگی: ”اس کا دوسرا  
 ہاتھ ناک سے جیتے ہوئے جوس کو چھو کر رہا تھا۔ وہ ابھی حالت میں نیک  
 سوچ کی لہروں کے باعث ہے، جی عموں نہیں کہہ رہی تھی۔ سچا ہے آپ  
 کو سنبھالنے میں لگی ہوئی تھی۔“  
 تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ کچھ آرام مل سلا  
 تھا اس نے ششہ لگانے کے ذریعے خلود کو سلا لیا۔ وہ فوراً حاضر ہو گئی۔  
 اس نے کہا: ”شیشہ کے محلوں سے صاف کر دو۔“  
 وہ جلدی جلدی صفائی کرنے لگی مشورہ ملام آئیں، بند کیے تھوچ  
 رہی تھی، کیا اب بھی وہ میرے دریاغ میں موجود ہے؟ میں نے ان ہوں  
 میرے ساتھ آتی دریاغ کے پاس ہوتا رہا، کیا اس نے میرے دریاغ میں  
 رکھ رکھے آئینہ توڑنے پر موزوں تھا، میں اس میں نے خود کیا خطاب  
 ششہ لگایا، سچا سمجھنے کو کیا میں اس کا الزام بھی اسے دوں گی،  
 جب کو کھانسی یا کھینکے تو ترقی طور پر بے اختیار ہوتی ہیں۔ اوگھا ڈا  
 میں کیسے معلوم کروں کہ خیال خزانہ کرنے والا کوئی موجود ہے یا نہیں۔  
 میں اس کے ذریعے خلود کو دیکھ رہا تھا۔ وہ صفائی کرنے کے بعد  
 اڑھیس سے چمکا کر بولی: ”مادام آپ کے حکم سے ہلکے آدمی مائیں پاشا  
 کو لے آئے ہیں۔“  
 میں نے سلطانہ کے باغ پر پوری طرح قبضہ چھو لیا۔ اس کے لیے  
 اس کے ہونٹوں کو تم کر دیا۔ وہ بولی: ”میں تھوڑی دیر کے لیے باہر جا رہی  
 ہوں، پرنسٹن بگڑ شری سے نو میری موجودگی میں آہنی سیٹ کو سلا لیا گئے۔“

”میں مادام، آپ کی سواہی کے لیے ہٹا لیا کھڑا نکالی جائے یا  
 روٹس لاس۔“  
 ”میں کی سواہی کا کڑی کو خود ڈراؤنگی کروں گی میرے ساتھ کھڑا ہونے  
 گا روٹ نہیں ہوگا۔“  
 ”میں ملام؟“  
 ”میرے وہاں آنے تک مائیں پاشا کو تو میں مگھو، اب ہمارا مال سے  
 وہ چلی گئی، سلطانہ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر لیا اس تبدیلی کیا پھر اپنا  
 لپٹر سٹیڈ اور قلم لے کر کھینچے۔ ”میں آج کی تاریخ میں جیتنے میرے اور  
 جو اہمیت ہے جا رہی ہوں اس کے ذمے دار میری خاص خداداد پرسنل  
 سیکورٹی نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھ رہی ہوں کہ وہ اس میں گھبر رہی ہوں۔“  
 اس نے یہ کھار کر دستخط کیا، پھر وہ کاغذ لے کر اپنے مخصوص  
 رٹھی تھی جتنے سے باہر آئی، عمل کی تمنا میں اس دریاغ مقدم ہو گئے تھے۔  
 وہ جہاں سے گزرتی تھی سب جھک کر سلام کرتے تھے۔ مسخ کا ڈرائیو  
 باجگاری نشین ہو رہے تھے۔ اس نے پرسنل سیکورٹی کے پاس آ کر وہ کاغذ لیا  
 پھر کہا: ”اسے رٹھی مائیں دریاغ اور سیٹ کھولو۔“  
 اس نے اپنی مالگاری خرید کر ایک رٹھی میں نوٹ کیا پھر رٹھی  
 خداداد کے ساتھ اس آہنی سیٹ کھولوا۔ وہ دونوں اپنی مالگاری کے پیچھے  
 گھر اٹھائیں میں داخل ہوئے اس نے کہا: ”میرا ایک آہنی لاؤ۔“  
 آہنی حاضر ہو گیا، میں نے مادام کے ذریعے سب سے قسمی میرے  
 جو اہمیت نکالنے اور اٹھائیں آہنی میں ڈال دیا، پھر ششہ سے ٹوٹیوں  
 کی گڈیاں نکالیں، انھیں بھی آہنی میں رکھ کر بند کر دیا۔ وہ چھپیں لاکھ  
 ڈالر تھے۔ سلطانہ نے کہا: ”یہ آہنی میری گاڑی میں رکھ دو۔“  
 وہ وہاں سے چلتی ہوئی، عمل کے مختلف محلوں سے گزرتی ہوئی  
 باہر آئی، ایک باڈی گاڑنے اس کے لیے اسٹیڈنگ سیٹ کا دروازہ  
 کھولا۔ وہ حکم سے چمکی تھی کہ اس کے ساتھ کوئی نہیں جائے گا پرنسٹن بگڑ  
 نے آہنی لاکر اس کے ساتھ والی سیٹ پر رکھ دیا، دوائے کو بند کر دیا۔  
 وہ بولی: ”میں نے جو تحریری اجازت نامہ دیا ہے اسے میں وہاں پر رکھنا  
 چاہتی ہوں۔“  
 اس نے گاڑی اشارت کی پھر اسے آگے بڑھا دیا، میں نے اس  
 کے ذریعے ایک معمولی گاڑی کے لیے حکم دیا تھا، تاکہ کوئی اس گاڑی کو  
 دیکھ کر دوسرے معلوم نہ کر سکے کہ ان کے سامنے سے مادام سلطانہ آؤندی  
 گزر رہی ہے۔ میں جانتا تھا کوئی اسے پہل نہیں دے پڑے گا، اس طرح  
 کوئی آہنی لے جانے والے کو بھی نہیں دیکھے گا، وہ دفاتر اپنے ایک  
 ساتھی کے ساتھ ساتھ ساتھ ہمارے سامنے اپنی کار کے پاس کھڑا ہوا تھا،  
 میں نے اس کے قریب گاڑی روکی، وہ دونوں ملام کو دیکھ کر گھبرا گئے، میں  
 نے اس کی زبان سے کہا: ”کیوں جان لگی جا رہی ہے، میں فرما ہوں،  
 مادام سلطانہ آؤندی کی زبان سے بولی جا رہا ہوں، ساتھ والی سیٹ پر رکھا

ہوا ایچی کیس اٹھاؤ اور یہاں سے چلے جاؤ کم آن، ہاں ٹاسٹ ٹا  
 وہ دوڑتا ہوا گھونک دوسری طرف آیا۔ دروازہ کھول کر اٹھنے لگا  
 کچھ دروازے کو بند کر کے اسی طرح دوڑتا ہوا گیا اور اسی کاوڑی  
 میں جا بیٹھا اس کا سامنی کھڑی کو ڈھک کر تڑا ہوا دہانے سے چلا گیا۔ ایک  
 منٹ بعد ملنے کے کارٹا رٹ کی اسے ڈھک کر کھڑی ہوئی سندر کے  
 ساحل پر آئی۔ میں نے اس کے دماغ کو نوٹ لیا۔ وہ ایک دم سے  
 چونک گئی خود کو کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر دیکھ کر بوکھا گئی۔ کھڑکی  
 کے باہر سندر دیکھ رہا تھا۔ وہ بے اختیار بڑھنے لگی۔ میں تو اپنی ٹانگہ  
 میں جھکی رہا کیسے آگئی؟

اب اسے جواب دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں نے پھر پوری  
 طرح قبضہ جمایا۔ وہ آرام سے ڈھک کر کھڑی ہوئی محل کے احاطے میں داخل  
 ہوئی۔ کوئی کار کو لاکھ جگہ روک کر کھٹنے ہی لازم دھڑتے ہوئے آئے۔ ایک  
 نئے کار دروازہ کھولا۔ میں اسے اس کے ہی مشرور انداز میں چلا تا ہوا  
 محل کے اندر لے گیا۔ پرسنل سیکرٹری نے اسے کہا: "مادام! آپ نے مجھ یا  
 تھا کہ آپ کی دلچسپی آپ کی یہ حقہ میں کروں؟"  
 میں نے سلطانہ کو آواز دے کر کہا: "وہ کچھ چونک گئی، شدید حیرانی سے  
 دیکھا، وہ اس کی خواب گاہ تھی، وہ سندر کا گھر تھا اور نہ ہی وہ کارٹا رٹ  
 ہوتی تھی۔ خود کو محل کے اندر دیکھ کر ہی جھکی پرسنل سیکرٹری اس کے سامنے  
 ادب سے جھکا ہوا ایک کاغذ پیش کر رہا تھا۔ وہ چند منٹوں تک کھٹنے کے  
 عالم میں رہی۔ یہ سچہ رہی تھی کبھی یہ سچہ کبھی نہیں آگئی ہے۔ کوئی  
 اسے غائب دماغ بنا کر محل سے باہر لے گیا تھا۔ وہ اپنے ہاڈی گاڑڈ  
 اور غلاموں کے سامنے یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ ایک مرد اسے اپنی  
 مرضی کے مطابق بچا رہا ہے، وہ اپنی تو میں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔  
 یہ ظاہر ہونے سے پہلے مر جاننا پسند کرتی۔

اس نے پتانی پر لڑ لڑاں کر کے سیکرٹری سے پوچھا: "یہ کیا ہے؟"  
 اس نے اپنی بات دہرائی، سلطانہ نے میں نے کرنا چاہتی تھی اور  
 سیکرٹری کو بھینسا میں نہیں کہہ سکتی تھی کیونکہ وہ ایسا پہلے ہی کر چکی تھی۔  
 اس نے سیکرٹری کے ہاتھ سے کاغذ کو جھپٹ کر دیکھا۔ اپنی تحریر کو پھر  
 اپنی حیران کن چھٹائی جلدی سے آگے بڑھ کر بولی، "سلاوہ آؤ"  
 وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس ڈھری کر کے میں پہنچی، جہاں ایک  
 بڑے کمرے کے برابر کڑن سیٹ تھا۔ اور اس میں تاروں کی دولت  
 چھپی ہوئی تھی۔ اس نے مسخ کا ڈھکڑو دہانے کے حکم دیا پھر ان  
 کے جاننے کے بعد سیکرٹری اور اپنی ہی خاص خادمہ پر ایک نظر ڈالی اس  
 کے بعد خادمہ سے پوچھا: "تم قانون کی صفائی کے بعد علی گئی تھیں؟ اس  
 کے بعد کیا ہوا؟"

میری جان کی لگلا میں نے آپ کے حکم کے مطابق سیکرٹری  
 کو اطلاع دی کہ آپ یہاں تشریف لائے والی ہیں۔ محل کے باہر جا کر

آپ کا حکم سنایا کہ آپ کے لیے ایک حامی کار لائی جائے گی  
 کہیں تشریف لے جائیں گے اور آپ کے ساتھ کوئی نہیں جائے گا  
 کیا یہ تمام احکامات میں نے دیے تھے؟"  
 "جی ہاں مادام! میں غلط سیانی سے پہلے آپ کے قہقہوں میں  
 جان سے دوں گی۔"

وہ سیکرٹری سے بولی: "تم بتاؤ، کیا میں یہاں آئی تھی؟"  
 "میں مادام! آپ یہاں تشریف لائی تھیں۔"  
 "میں نے یہاں کیا کیا تھا اور کیا کیا تھا؟"  
 پرسنل سیکرٹری تفصیل سے ایک ایک بات بتانے لگا۔ اس  
 خادمہ اس کی تائید کر رہی تھی۔ سلطانہ آندھی نے تمام باتیں سننے کے بعد پوچھا  
 "میں آپ ہی کو کتنی رقم اور میرے سوا ہرگز کسی کو نہیں دے گا؟"  
 سیکرٹری نے جواب دیا: "مگر ان کی صورت میں ہی نہیں دے گا۔"  
 اسی وقت حساب لگایا تھا، وہ پتہ لاکھ ڈالر تھے۔ میرے سوا ہرگز کسی کو نہیں  
 آؤں گی آپ ہی میں تھی، میں ان کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔"  
 وہ پھر ہی جھکی میرے سوا ہرگز کسی کو نہیں دے گا۔  
 برابر رقم لا تھتے سے لگتی تھی۔ اسے اتنے بڑے نقصانات کا ذرا لالہ دقت  
 وہ اس سے زیادہ دولت پھر حاصل کر سکتی تھی اسے کوئی بھی سلسلہ ہو تو  
 ملتی جتنی چاہتے وہاں سے لگاں بڑے گا اور کنگال ہونے کی نگرہ سے بچھڑا  
 اسے تو میں نے اس کا احساس ہوا تھا۔ ایک مرد اسے اپنے اشاروں پر بچا رہا تھا  
 اگر یہ بات دوسروں کو معلوم ہوگی تو تو میں کو شدید ساس اسے اڈالے گا۔  
 وہ سوچتی ہوئی نظروں سے پرسنل سیکرٹری اور اپنی خاص خادمہ  
 کو دیکھے جا رہی تھی اور اسے خوف کے ان دونوں کی جان بھی جا رہی تھی۔  
 اس نے حکم دیا: "یہ بات اس کمرے سے باہر نہیں جانے گی۔"  
 دونوں نے جھک کر کہا: "میں مادام!"

اس نے خادمہ سے کہا: "مادام! یا شا کو تنگ روم میں حاضر کرو۔"  
 اس سے پہلے میرے خاص سفر سازوں کو پیش کرو۔"  
 وہ سر جھکے اٹھتے قہقہوں سے چلی گئی۔ فون کی گھنٹی بجی۔  
 سیکرٹری نے ریسپونڈ کیا، دوسری طرف کی باتیں سنیں، پھر کہا: "مادام!  
 سفیر صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"  
 سلطانہ آندھی نے ریسپونڈ کے پوچھا: "میلو، کیا سفیر صاحب  
 سے بات ہو سکتی ہے؟"  
 دوسری طرف سے جواب ملا: "سوری مادام! ابھی اطلاع  
 ملی ہے کہ فرما علی تمہارے ہاں سے اعلیٰ حکام کی موجودگی میں پلاٹ  
 کو ہلاک کر دیا ہے۔"  
 وہ بولی: "یہ کتنے تعجب کی بات ہے، تمہارا لکھ دینا کا بڑے  
 دن میرا وہ ہے اور تم کہتے ہو، تمہارے اعلیٰ حکام کی موجودگی میں  
 فرمادے کسی ایسے غیرے کو نہیں پھر ماسٹر کو قتل کیا ہے۔ جیسے یہ

لوں بچوں کا کہیں ہو کیا فرماؤ گھر گزار گیا ہے؟  
 "مادام! آپ شاید پیشگی سے متعلق زیادہ نہیں جانتیں۔  
 فرماؤ کہ بیٹا، جو کچھ میں نے سچ بتا دیا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک  
 کوئی پڑھتات، فرماؤ کہ دشمن نانا نے کی حماقت نہیں کرتی؟"  
 یہی مسئلہ میرا مشرٹلی بیٹھتا جاتا تھا؟"  
 "سوری مادام! میں اس مسئلے میں کچھ نہیں جانتا۔"

اس نے ریسپونڈ کر دیا۔ خادمہ سابق افراد کے ساتھ وہاں آئی۔  
 ان میں دو بڑے اور تین جوان تھے۔ وہ سب سلطانہ آندھی کے بہت  
 ہی ذہین اور بڑے کار جاسوس تھے۔ اس کے سامنے اس کو آپ سے  
 ہی ذہین کر سلا کر ہے تھے۔ وہ ایک بڑا لوگ تھیں بڑے بڑے کر بولی۔  
 جھک کر سلام کرتے تھے۔ وہ بات یہاں سے باہر نہ جانے۔  
 میں جوابات دینے جا رہی ہوں، وہ بات یہاں سے باہر نہ جانے۔  
 یہ ایک راز ہے جسے تم سب اپنے سینے میں چھپا کر رکھو گے اور جو  
 ہم تمہیں سونا جا رہا ہے، اسے سختی انجام دو گے۔"  
 ان سب نے خاموشی سے ہاتھ داندھ کر سر کو جھکیا لیا جب  
 تک مالک سوال نہ کرتی۔ ان میں سے کوئی زبان للانے کی جرأت  
 نہ کرتا۔ وہ بولی: "کوئی ملٹی میڈیا جاننے والا میرے دماغ میں آتا ہے  
 ابھی وہ مجھے بال طور پر نقصان پہنچا رہا ہے۔ آندھ نہ جانے اس کے  
 ہاتھوں اور کیسے کیسے نقصانات اٹھاؤ گی اس سے پہلے مجھے  
 معافی اذیتاں کرنا چاہتی ہوں۔ اور اس سے بھی پہلے یہ معلوم کرنا  
 چاہتی ہوں، تم لوگ ملٹی میڈیا جاننے والے سے کس طرح محفوظ رہ  
 سکتے ہو جب تک تم اپنی حفاظت نہیں کرو گے، میری حفاظت بھی  
 نہیں کر سکو گے۔"

مادام نے ان سے سوال کیا تھا، وہ جواب دینے والے تھے۔  
 اچانک بوڑھے جاسوس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے جاسوس ساتھیوں کو  
 خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ آگے بڑھ کر ایک کاغذ پر لکھا: "مادام!  
 ہالہ پہلا معافی اذیتاں ادا کی ہے، آج سے ہم تمام جاسوس کو کھینچ  
 جائیں اور آپ کے ہر سوال کا تحریری جواب دیں کیونکہ ملٹی میڈیا  
 جاننے والا اپنے مقالے کی انھوں میں جھانک کر اس کی آواز اور  
 لب دلیے کو سن کر دماغ میں پھینچا ہے۔ ہم کھینچے رہیں گے اور  
 انھوں پر ایسے چڑھائے کھینچے گے تو وہ ہلکے دماغوں میں کبھی  
 نہیں آسکے گا۔"

اس نے وہ تحریر مادام کو پیش کی۔ وہ اسے بڑھ کر بولی: "مجھے  
 خوشی ہے تم نے بروقت معافی اذیتاں ادا کی ہے۔ کیا کچھ بھی سہی طرح  
 اس کی ملٹی میڈیا سے محفوظ رکھ سکتے ہو؟"  
 اس نے وہ تحریر مادام سے لے کر اپنے ساتھیوں کو بڑھانے کے  
 لیے دی تاکہ وہ بھی کھینچے بن جائیں پھر اس نے دوسرے کاغذ پر لکھا  
 "کسی کی خیال تو اتنی سے بچنے کے لیے دماغ کا بہت زیادہ حساس ہونا

ضروری ہے۔ ماشا اللہ آپ جہاں اور دنیا کی طور پر کافی صحت مند  
 ہیں کہ آپ پر اپنی صحت کی اور لوگوں کو محسوس کرتی ہیں؟  
 "ہاں، میں نے جہاں سے محسوس کرتی ہوں، ابھی مجھ کو کبھی ہوں؟"  
 اس نے کہا: "آپ فوراً سانس روک لیں۔"

اس نے سانس روکی، میں اس کے دماغ سے نکل گیا۔ اگر میں  
 چاہتا تو سلطانہ کی زبان سے حکم دیا کہ کوئی لوگ انہیں نہیں لے گا۔  
 پھر وہ ملٹی میڈیا کا شکار ہو جانا منظور کیسے، لیکن مادام کے حکم سے  
 انکار نہ کرتے۔ فوراً بول پڑے۔ مگر میں نے جان بوجھ کر ڈھکیا لی۔  
 میں اس مفرد عورت کو ہر طرح بچاؤ کا موقع دے کر یہ ثابت کرنا  
 چاہتا تھا کہ وہ فریاد کے معنی قتلے میں بیٹھ کر مجھ سے برتر نہیں  
 رہے گی۔ ایک دن ایک اس کے سر کے تابع ہونا پڑا ہے گا۔

میں نے وفاداروں کے پاس آ کر دیکھا، انھوں نے بڑی داندھی  
 سے وہ آپٹیمی لاکر پاس کے حوالے کر دیا تھا۔ میں نے کہا: "وہ آپٹیمی  
 وفاداروں کو پاس کے کھٹنے تاکہ کرو۔ اسے ایسی جگہ چھپایا جا جائے  
 جہاں تلاش کرنے والے نہ پہنچ سکیں۔"  
 "ہاں! ہاں! ہاں! معاملت ہی کچھ کم پریشان کن نہیں تھی۔ آپ اب  
 مادام سلطانہ آندھی کو ایک نیا مسئلہ بنا رہے ہیں کیا اس سے کچھ بچھڑ  
 کرنا ضروری ہے؟"

میں نے کہا: "اس چیز سے میں پھر ماسٹر اور اسٹریٹیجیوں  
 سے نمٹنے کے لیے ہیں جہاں وفاداروں کی ضرورت تھی اور دوسروں  
 کو وفادار بنانے کھٹنے کے لیے بڑی بڑی رقموں کی ضرورت پڑتی  
 ہے۔ سلطانہ نہایت ہی مفرد اور بے رحم عورت ہے، وہ ہزاروں  
 اور حاجت مندوں سے ہتھیار سلوک کرتی ہے۔ انھیں طرح طرح  
 سے اذیتیں پہنچاتی ہے، پھر انھیں کچھ رقم دیتی ہے، جس دولت کے  
 بل پر وہ ایسے مقام ڈھاتی ہے، میں وہی دولت اس سے حاصل  
 کر کے اپنے ضرورت مند وفاداروں کو شے رہا ہوں۔"  
 "کیا آپ جو جو کچھ لے لیے کچھ کر رہے ہیں؟"  
 "انشاء اللہ وہ آج رات یہاں سے روانہ ہو جائے گی۔"  
 "آپ نے وعدہ کیا ہے، آپ کبھی نہیں آئیں گے۔"  
 "ہاں، مگر میں کہیں اور جاؤں گا۔ جو جو کچھ روٹی کے بعد  
 تمہارے معاملات سے الگ ہو جاؤں گا۔"



خاص ہاڈی گاڑ کر رکھتی ہوں سیکرٹری ہاؤس جو آؤ کو کھینچ کر ہزار ڈالرا انعام دوں۔

بڑھے جا سوس جو آؤ نے ٹھیک کر سلام کیا، پھر ایک کا فذ پر لکھا۔ خیال خوانی کرنے والے سے معقولہ دینے کی لک اور تیسرے ہے۔ اگر کوئی تو بھی عمل کرنے والا آپ کو مولد بنا کر آپ کے ماغ کو سانس رہنے کا حکم دے تو آپ بیٹھے دو بیٹھے یا ایک ماہ تک ٹیلی فون سے مہلوں سے معقولہ رقم لگی کوئی آپ کو نیند کی حالت میں بھی ٹریپ نہیں کر سکے گا۔

سلطان نے وہ قرور پڑھ کر کچھ سوچتے ہوئے کہا یہ تدبیر واقعی عجیب ہے، لیکن میں تو بھی عمل کے ذریعے بھی کسی کو خور پوری نہیں ہونے دوں گی۔ کوئی مجھے اپنی مولد بنائے، میں بدعا شت نہیں کر سکتی۔ کوئی اور تدبیر سوچ کر بتاؤ۔

اس نے کہا۔ ایک آخری تدبیر یہی ہے کہ آپ صبح و شام یوگا کی مشقیں کریں اور ہر دو سوسے تیسرے دن سانس روکنے کا وقت بڑھاتی جائیں۔ اگر آپ پانچ منٹ بھی سانس روکنے کی عادی ہو جائیں گی تو آپ کو کسی کی ٹیل پیٹھی سے بھی نقصان نہیں پہنچے گا۔

یہ معقولہ تدبیر ہے۔ میں اس پر عمل کروں گی اب تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ فرط داس جزیرے میں موجود ہے یا نہیں؟ آج خیال خوانی کے ذریعے میرے ہمیرے ہوا ہرات چڑھ گئے ہیں نقد رقم مل کر تقریباً ایک کروڑ کی چوری ہو چکی ہے۔ اتنی دولت، اتنی جلدی جزیرے سے باہر نہیں جا سکے گی۔ اگر فرط داس میں نہیں ہے تو معلوم کرو، اتنا مال کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے اس نے کسی کو اپنا آؤ کو رنرور بنا یا ہوگا۔ تم لوگ ماسٹی پاشا کو بھی طرح جانتے ہو۔

پتا چلا ہے، فرط داس اس کی نشانی ہے۔ وہ بڑھنگ روم میں موجود ہے۔ اس سے کچھ اکولنے کی کوشش کرو۔

میں پاشا کے پاس آیا۔ اس نے بے اختیار سانس روک لی چونکہ وہ اپنی گرفتاری سے پریشان تھا اور کئی مہینوں سے میرا انتظار کر رہا تھا، اس لیے سانس لیتے ہوئے لولا۔ آپ نے لو کہا تھا میرے داغ میں نہیں آئیں گے۔ میں کیسے تعین کروں، آپ ہیں؟

”کیونکہ تمہارے ساتھ کوڈورڈز مقرر نہیں ہوئے تھے لہذا تمہاری آٹھ کے لیے کچھ ایسی باتیں بتا رہا ہوں جو دشمن خیال خوانی کرنے والوں کے علم میں نہیں ہیں۔ میں تمہارے ماتحت کے ذریعے تم سے باتیں کرتا تھا تم نے مادام کے ماتحت سے ریلنگیں لیتے ہوئے کوڈورڈز میں کہا تھا زہولت صرف موت کے بعد دیکھا نہیں چھوڑتی زندگی میں کسی ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔“

اس نے کہا۔ میں فرط داس صاحب اچھے تعین ہو گیا ہے۔ مثلاً کاشکر ہے آپ آگے۔ میں اس بلا زہولت کی قیدی میں ہوں آپ

ہی مجھے یہاں سے نکال سکتے ہیں۔

میں نے کہا۔ یہاں تم سے پوچھ گچھ ہوگی۔ تم کسی خیال خوانی کے ذریعے ہونے والی چوری کا اعتراف نہ کرنا۔ صرف یہ بات ہی کہ تم فرط داس کے بچوں کے محافظ ہو۔ اس لیے ہائے دریاں وہ گناہ میں بھی بیان دوں گا لیکن وہ حقیقت اکولنے کے لیے مجھ پر ظلم کرے گی۔

”میں تمہارے پاس ہوں گا تم پر اصرار نہیں آسکے گی۔ جا سوس جو تو ایک شخص کے ساتھ اس کمرے میں آیا میں شخص نے کہا۔ پاشا اٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ مادام شریف لارہی ہیں۔“

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس دروازے کی طرف دیکھے لگا پہل سے وہ داخل ہونے والی تھی، لیکن وہ نظر نہیں آ رہی تھی چند لمحوں اور چند منٹوں کا انتظار بھی ایسے وقت جان لیا ہوتا ہے، جب یہ سولی پر بھی پھول کے دوران تو وہ جھٹے سے چانگ کٹوں کے چھوٹے آواز سنائی دی۔ پاشا نے سم کر کہا۔ فرط داس صاحب! ان کٹوں کے متعلق مشورہ ہے کہ وہ انسانی گوشت کھاتے ہیں۔“

”اپنے دل سے خوف نکال دو۔ وہی اچھا کر رہا ہوں۔“

میں سلطان کے ایک ہاڈی گاڑ کے داغ میں پہنچا پھر اسے دوڑاتا ہوا بڑھنگ روم کے دروازے تک لے آیا۔ عمل کے اندر ہی دروازے سے سلطان آؤندی داخل ہو رہی تھی اس کے آگے دو کتے تھے جن کی زنجیریں وہ تھامے ہوئے تھی۔ یہ خیال ہے، ماسٹی پاشا کی حالت غیر ہو رہی ہوگی میں اس کے پاس نہیں جا سکتا تھا۔ ہاڈی گاڑ کے داغ پر چھپا ہوا تھا اسے دروازے کی آڑ میں چھپا کر روک رکھا تھا سلطان داسے دیکھ نہیں سکتی تھی۔

وہ کمرے میں آتے ہی پاشا کو حقارت سے دیکھتے ہوئے بولی۔ تمہارے جیسے بدعاش ماسٹی کھلاتے ہیں، جب کہ تمہیں کتا بھی نہیں کھلاتا چاہیے، کیونکہ تم نے زیادہ بدعاش ہوتے ہوئے ابھی زنجیریں چھوڑ دوں تو تمہاری ایک بونٹی بھی نظر نہیں آئے گی۔“

وہ عاجزی سے لولا۔ مادام! میرا مقصود کیا ہے؟

ایک شخص نے ڈانٹ کر کہا۔ فرط داس! آپ کیا تم نہیں جانتے، جب تک مادام کو کوئی سوال نہ کریں، میرا سانس کے ساتھ کوئی زبان کھولنے کی جرأت نہیں کرنا۔ آؤندہ یہ بات یاد رکھنا۔“

سلطان نے پوچھا۔ فرط داس کہاں ہے؟

”تھوڑی دیر پہلے میرے داغ میں تھے، ابھی آنے کے لیے کہ گئے ہیں۔“

اس سے تمہاری نشانی کیسے ہونے پڑی؟

”میں پاشا ان کے بچوں کو مار ڈالنا چاہتا تھا میں نے بچوں کی جان بچائی اور اب ان کی حفاظت کر رہا ہوں۔ اس لیے وہ مجھ سے خوش ہیں۔“

”اور اس خوشی میں وہ تمہیں لاکھوں ڈالرا اور میرے ہوا ہرات دے رہا ہے؟“

”میرے آپ کی فرط داس ہیں، ایسا نہ ان سے دوستی کی ہے اور دوستی میں حاضرت نہیں لیا جاتا۔“

دوستی میں صرف تین تک گنتی ہوں۔ اتنی دیر ہو جاوے مست کرو۔ میں صرف تین تک گنتی ہوں۔ اتنی دیر میں تم نے چوری کے مال کی نشاندہی نہ کی تو کتنے چھوڑ دوں گی لیگ۔“

”میں چاہتا ہوں میرے پاس چوری کا مال نہیں ہے۔“

”دوستی میں، یہ بڑی غلام عورت تھی اس نے تمہیں کتنے ہی زنجیریں چھوڑ دیں کتنے خوفناک خطرے اس کے ساتھ یوں پاشا کی طرف پکھے جیسے بہت دلفریب انسان کا گوشت لہ رہا ہو لیکن وہ محض ایک کر رہ گئے۔ جھانپیں جھانپیں کی آواز کے ساتھ دو گولیاں پلپلپیں۔ دو گولیاں فرط داس پر گر پڑے تھے۔ ہاڈی گاڑ نے کمرے میں داخل ہو کر ریلو اور کھاتے ہوئے کہا۔ فرط داس کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔“

سلطان آؤندی نے بیچ کر کہا۔ تم میرا ٹھیک کھاتے ہو اور مجھ پر ریلو اتنا لہے ہو، یہ جاننے ہوا، یہ کتنے تمہیں کتوں سے زیادہ بچنے دیتے اور تم نے انہیں گولی مار دی۔“

ہاڈی گاڑ نے کہا۔ اس وقت جیرے سامنے تیرا ٹھیک خوار ہاڈی گاڑ نہیں، فرط داس تیرے ہے۔“

”فرط داس؟ اس نے بے یقینی سے کہا۔ تم میرے غلام کی زبان سے بول رہے ہو؟“

”ہاں، میں نے تیرے جیسی کتیا پہلی بار دیکھی ہے جو اپنے تڑپ کو بے تصور انسانوں کا گوشت کھلاتی ہے۔“

اس عمل کے لوگ بہت مستعد تھے، فوراً ہی عمل کے ڈاکٹر کو لے آئے تھے۔ مادام کو سلاوا کے کمرے پر بیٹھا گیا تھا۔ ڈاکٹر پوچھ رہا تھا۔ مادام! آپ بڑا ہی نکلیت تیاں۔“

وہ گہری گہری سانس لیتے ہوئے بولی۔ یہ میرا سر پھوڑنے کی طرح دکھ رہا ہے، میرے سر کی تکلیف فوراً دور کرو۔“

میں نے ڈاکٹر کے ذریعے اعصاب ٹھنک دوا کا ایک انجکشن تیار کیا پھر سرخ کی ننگ اس کے بازو میں پورست کر کے وہ دو اس کی رگوں میں پہنچا دی۔ وہ تھوڑی دیر تک آٹھیں بند کیے بیٹھ رہی دماغی تکلیف قلم سے کم ہو گئی تھی، اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اس کے حکم کے مطابق بے چارے ہاڈی گاڑ کو زنجیروں میں بچھڑا گیا تھا میں نے کہا۔ سلطان! تو مجھے زنجیروں میں بچھڑا کر رکھو، اس نے جھ پڑھ کر دیکھا جاتی تھی لیکن میں تو تیرے اندر ہوں۔ مجھ پر تھوڑے کئے لیے اپنے آپ پر تھوڑا ہوگا۔“

اس نے سانس روکنے کی ہاکام کوشش کی، میں نے کہا۔ تیرے عمل کے ایک ایک فرد کے اندر بیچ سکتا ہوں۔ میں نے تیرے ڈاکٹر کے ذریعے تیرے اعصاب کو زور دیا ہے۔ تو سانس نہیں روک سکے گی اور جس نے تجھے سانس روکنے کی تدبیر سمجھائی ہے میں اس کے داغ میں بھی بیچ سکتا ہوں۔ یہ دیکھ۔“

میں نے ہاڈی گاڑ کے اندر بیچ کر اس کا زنجیروں والا ہتھوڑا سے جا سوس جو آؤ کے منہ پر مارا۔ وہ جیتتا ہوا پوچھی گی۔ دوسرے سب آؤڈ نے ہاڈی گاڑ کو چاؤں طرف سے گھیر لیا۔ میرا کام بن گیا۔ اتنی زنجیریں گھیر گئے۔ جو آؤ بڑی طرح زخمی ہوا تھا بے اختیار اس نے ہاڈی گاڑ کو پہنچ گیا۔ میں نے اس کے داغ کو بھٹکا پہنچا کر اسے مادام کے پاس پہنچا دیا۔ پھر اس کی زبان سے کہا۔ میں فرط داس ہوں، اگر یہ جا سوس مار کھا کر بے اختیار زہولت اور تڑپ رہنا چاہتا تو میں تیرے کسی ہاڈی گاڑ کے ذریعے اسے گولی مار کر زخمی کر دیتا۔ اب تیرے عمل میں تیرے کون سا محافظ رکھ لیا ہے؟

دہان خاموشی چھا گئی، اس عمل میں مادام سلطان آؤندی کا خوف چھایا رہتا تھا، آؤڈ ٹٹا پھینکی رشتہ طاری تھی، جا سوس جو آؤ نے پوچھا۔ مہشر فرط داس! آپ خولنا خواہ ہاڈی مادام کے ڈش کیوں بن گئے ہیں؟

میں نے کہا۔ یہی سوال میں کرتا ہوں۔ ماسٹی پاشا کو کوئی جرم ثابت کیسے ہو سکتا ہے؟ اس پر کتنے کیوں چھوڑے گئے؟

”عمل سے تقریباً ایک کروڑ ڈالرا خیال خوانی کے ذریعے چڑھائے گئے ہیں۔ آپ بڑا نامیں، شہ آؤ پر ہی ہو سکتا ہے۔“

”میں ابھی تمہاری بات کا جواب دوں گا پہلے میرے سوال کا جواب دو۔ پاشا پر کتنے کیوں چھوڑے گئے؟“

”میں ابھی تمہاری بات کا جواب دوں گا پہلے میرے سوال کا

بیسے دم عمل رہا ہو۔“



میں ہستیا فراموش چڑھتا تو تک باہتھا اور دماغ کو ہر طرح کی سوچ سے خالی رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایسا ممکن تو نہیں ہے کہ دماغ ایک لمحے کو بھی سوچ سے خالی ہو، لیکن کوشش کرنے سے پریشان کن خیالات سے بچت مل جاتی ہے۔ یوں چپ چاپ لیٹے رہنے کے دوران مجھے نلگ فرنا مذکورہ معنی، فرزند اور بارس دوم یاد آکر رہے تھے۔ بارس دوم سے آخری ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب وہ فرانسہ فرینٹین کو تہہ کرنا اور جاکھا ہنگامہ سرب پا کرنے کے بعد نیویارک پہنچ گیا تھا۔ سو سوئی نے کہا تھا: میرے بیٹے نے اپنے باپ کے برابر کارنامہ انجام دیا ہے۔ باپ نے ایک مشین تیار کی، بیٹے نے دوسری راب میں اپنے بیٹے اور چوہے والی ہوس فرزند کو اولاد میں بلا لیا ہے۔“

اب بیسائیں بارس دوم اور فرزند ہرس پہنچے تھے۔ باپ تک نیویارک میں تھے۔ میں معلوم کر سکتا تھا لیکن میں نے خود کو مزید خیال خفائی سے باز رکھا۔ اس کی محرکاتی اور صلت کے لیے روشنی کافی تھی، اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوئی تو وہ مجھے ضرور بتائی۔ میں اٹھ کھڑے کیا لیٹے رہنے سے خواہ مخواہ کوئی رشتہ اور کوئی رشتہ یاد آتی اور میں خیال خوانی پر مجبور ہو جاتا۔

میں نے انہی سے اپنا لباس نکالا، باقاعدہ دم آگے دوڑوانے کو اندر سے بند کیا، کپڑے کے سامنے کھڑے ہو کر شیوے کی پھرشاد کھول کر کھڑے پانی سے صفا لیٹھن آئے۔ لگا۔ مجھے بہت لطف آ رہا تھا۔ میں وہ رنگ پانی میں بھیگتا رہا پھر اچانک ہی میں نے غیر معمولی سخی بات محسوس کی۔ یہ بات شاور بند کرنے کے بعد محسوس ہوئی تھی میں تیزی سے باقاعدہ دم کی چاروں لاری پر نظر پڑا۔ کچھ عیب کی بو محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے دروازے کی طرف دیکھا، اس کے کھلنے سے سے سفید رنگ کا دھواں اندر آ رہا تھا۔ میں ایک کمر دروازے پر آیا، اس کے بیڈرل کو گھما کر کھولنا چاہا۔ پتا چلا اسے باہر سے بند کر دیا گیا ہے۔ دشمن مجھے پہچان گئے تھے اور تیزیرے میں یہ ان کی طرف سے پہلا جان لیوا حملہ تھا۔

میں نے دروازے پر زور زور سے جھوننے مارے۔ ہونٹوں کو سوتھی سے بند رکھا۔ سانس بھی روک لی۔ دروازہ زہر پلا دھواں اب تک میرے پیچھڑوں تک پہنچ چکا ہوتا۔ دروازے پر پلٹ اور جھوننے مارا تھا۔ حق، انھوں نے اسے کھولنے اور مجھ پر حملہ کرنے کے لیے بند نہیں کیا تھا۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ باقاعدہ دم کی ایک ایک پیڑ کو سامنے کے لیے دیکھ رہا تھا۔ وہ ان ایسی کوئی مضبوط چیز نہیں تھی جس سے دروازے کو توڑا جا سکتا۔ بد قسمتی سے روشن دان میں نہیں تھا، اگر ہوتا اور دشمنان سے منہ لگا کر باہر کی تازہ ہوا میں سانس لیتا۔ مجھ پر ہڑاوت آ گیا تھا اور یہ میرا آخری وقت بھی ہو سکتا تھا۔

مجھے چاروں طرف سے بند کر دیا گیا تھا۔ خذرا کا راستہ نہیں تھا۔ مجھے ملنے کے لیے ایسا منصوبہ بنا لیا تھا کہ میں دم نہیں مار سکتا تھا۔ یعنی سانس بھی نہیں لے سکتا تھا۔ سانس قیامت توڑ نہیں گیس مارا دھائی، لیکن میں کوشش کر رہا تھا۔ سانس روک کر کھڑے تین منٹ گزر چکے تھے۔ مزید مدت تک نہ ہون گیس کو اپنے پیچھڑوں تک پہنچنے سے روک سکتا تھا اس کے بعد؟

اس کے بعد اگر مجھے چند ایک منٹ سانس لینے کا موقع ملتا تو میں پھر دو چار منٹ تک سانس روک سکتا تھا۔ لیکن باقاعدہ دم میں چاروں طرف گیس پھیل رہی تھی، اچانک ایک تیسرے بھروسہ آئی، میں نے ایک کمر شاور کو پوری طرح کھول دیا۔ پانی موٹلا دھار باریش کی طرح پھر پڑنے لگا۔ میں نے چوہے سے سانس کی توڑ مڑ میں گیس محسوس نہیں ہوئی۔

یہ پانی اور گیس کی جھلک دیکھنے کی بات ہے۔ گیس میری طرف آ رہی تھی مگر پانی کی تیز چوہا سے جھکا کر منتشر ہو رہی تھی اس حد میں پہنچ رہی تھی جہاں تک شاور کا پانی میرے اطراف تھا۔ ایسے ہی مجھے سانس لینے کا موقع مل رہا تھا۔ وہ گیس یقیناً پانی میں حل ہو کر باہر نکلے گا۔ مگر مجھ تک پہنچ سکتی تھی، لیکن وہ شاور کا پانی تھا، اور پے سے بچے جلا تھا اور وہ گیس پانی میں رستہ بنا تی تھی اور وہ اپنے نیچے جلا جاتا تھا اور میرے چہرے تک دوسرا تازہ پانی پہنچتا لگا تھا۔

اب مجھ کو اس صلت میں رہی تھی کہ میں خیال خفائی کر سکتا ہوں۔ کے متبر اور ملازموں کے دماغوں میں پہنچ کر انھیں ڈرانا اور ہاکر میں لاسکوں، پیچھے کے ذریعے قانون کے محافظوں کو طلب کر سکتا ہوں۔ باقاعدہ دم کا دروازہ آسانی سے کھولا سکتا تھا، لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ مجھے خود ہی دشمنوں سے منہ نہ ہو گیا تھا۔ میں نے سانس روکنا شاور کے نیچے سے نکل کر دروازے کے قریب آنا بھی پسند کیا۔ آوازیں نکالنے لگا جیسے میرا دم گھٹ رہا ہو۔ میری آواز تیز تر جگمگ ہوتی جا رہی تھی۔ مجھے انھیں یقین دلانا تھا کہ میری آواز اور میری سانس دور جی جا رہی ہے۔

میں دوا پس شاور کے نیچے آکر سانس لینے لگا۔ دروازے کی پہا دیکھا۔ اب اس کے کچھ حصے سے دھواں نہیں آ رہا تھا، لیکن باقاعدہ دم کے اندر یہ دستور چھلنا پڑا تھا۔ دشمنوں کی عمدہ تقریباً وہ گھنٹے سے جاری تھی۔ بعض یقین ہو گیا کہ میں دم توڑ چکا ہوں۔ شاید انھیں میرا وجود دیکھ کر معلوم تھا کہ میں باوجود چھ منٹ سے زیادہ سانس نہیں روک سکتا۔ میری نظریں دروازے کے بیڈرل پر تھیں۔ جیسے ہی اس میں حرکت ہوئی، میں سانس روک کر گیسے فرش پر جا رہا تھا۔ چہرہ ہو گیا۔

دروازہ کھلا۔ کچھ اور گیسے چار افراد اندر داخل ہوئے۔ انھوں نے مجھ سے معذور بننے کے لیے ناک اور زہر پکڑا لیا۔ لیٹھ رکھا تھا۔

بیسے دروازوں پر کھڑے گھیسے ہوئے کمرے میں لے آئے باقاعدہ دم کو بند کر دیا۔ کھولیں۔ سینگ میں کوئی ترسواڑی سے آن کھانے کے لیے تھی۔ میں تھوڑی سی جی گیس ہوا تو باہر نکل جانے۔ وہ مجھے دیکھ رہے تھے۔ میرے دوسرے پھیل کر سناٹ ہو گئے تھے۔ میں انھیں دیکھ رہا تھا۔ ان میں سے دو کے ہاتھ میں سانس فیکر تھے۔ وہ ریلاور تھے، ایک ریلاور والے نے کہا: یہ تو رکھا ہے دوسرے نے کہا: مرنے دو۔ یہ تھا راباپ تو میں ہے؟

جو اس وقت کرو، ہم نے اسے قتل کرنے کا معاوضہ نہیں دیا ہے؟ تیسرے نے کہا: ٹھیک تو ہے۔ باس نے کہا تھا: اسے بے پوش کر کے چہرے کو ٹھلا جائے۔ اگر یہ ایک آپ میں ہو تو ایک آپ انڈر کر اس کی اصلیت معلوم کی جائے؟

جو تھے نے کہا: اب اصلیت کیا معلوم کریں تم نے باقاعدہ دم کو آدھے ٹھیک گیس پیچھڑوں نے کہا: ایسے ہی ٹھیک ہے۔ ہوش نہیں ہوتا مرنا ہے؟

ایک نے میرے قریب آکر گھٹنے ٹیک دیے پھر ٹھیک کر میرے سینے سے کان لگا کر دھواں کو مڑوں کرنے لگا۔ میں نے کہا: تمہیں سینے سے لگ کر مڑے کا امین ثابت کرتے ہو؟

وہ ایک دم سے اچھل کر بچھے چلا گیا۔ ریلاور والوں نے فریاد ہی تو کھم دیا۔ فریاد جہاں ہو وہیں پڑے رہو، ذرا جی حرکت کو مجھے تو گولی مل جائے گی؟

میں نے لیٹے ہی لیٹے پوچھا: تمہیں مذاق کرتے ہو؟ پچوں کے لینے کا ریلاور دیکھ کر ڈر رہا ہے پھر؟

ایک ریلاور والے نے جھکا کر کہا: آجائے سے چوں کاروں کو کمر رہا ہے۔ ابھی ٹھاٹھ میں سے گولی چلے گی اور ہائے کہ کمر چلے گا؟ میں نے اٹھتے ہوئے کہا: میں اس حق نہیں ہوں پہلے تم لوگوں نے مجھے ڈلنے کے لیے باقاعدہ دم میں بیٹھا بیٹھا سا دھواں پھوڑ دیا، میں تو سمجھ گیا تھا، مجھ پر ہاتھ لگنا شاید کوئی زہر پلا دھواں ہے۔ مگر وہاں جی زہر زندگی میں پہلی بار میرے دھواں کا زہر بھی پکڑ لیا؟

وہ ایک دوسرے کو سارے نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ایک نے پوچھا: کیا وہ ہوش کرنے والی گیس نہیں تھی؟ میں نے پوچھا: تاکہ جس کے اذھواں میں بے ہوش ہو گیا تھا دوسرے نے کہا: اس کا مطلب ہے، اس کا نڈارنے ہیں دھوکے سے نفی گیس دے دی ہے؟

تیسرے نے کہا: ہم ڈگا نڈارنے بعد میں منٹ لیں گے مگر ہائے یہ ریلاور ایسی ہیں؟

میں ابھی دیکھ کر تھکا ہوا ہوں۔ یہ ایسی ہیں یا نقل؟ میں نے یہ کہتے ہی اس کے دماغ میں پہنچ کر ریلاور کو ہاتھ سے

اچھلا۔ وہ اچھل کر میری طرف آیا۔ میں نے سانس کو کھریا۔ مجھ کو دوسرے ریلاور والے کو نشانے پر رکھتے ہی گولی پلا دی۔ گولی اس کے بازو کی ہڈی کو توڑتی ہوئی گزر گئی۔ ریلاور ہاتھ سے جھوٹ کر میرے قدموں میں لگ گیا۔ میں نے تعجب سے کہا: اسے یہ تو اصلی ہے، کہاں ہے استعمال کرنے کے بعد ایسی اور نفی کا پتا چلتا ہے؟

وہ اپنے بازو کو تمام کر لے رہا تھا۔ باقی تینوں پریشان ہو کر میرے ہاتھ میں ریلاور کو دیکھ رہے تھے۔ میں ان سے سوالات کرتا جا رہا تھا۔ اس زنجی نے مجھے یہ خبر سنا کر کھلا ہنگامہ لگا ہی اس کا دایاں بازو زخمی تھا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے ریلاور اٹھا نا چاہا۔ میں نے بائیں بازو پر گولی ماری، وہ بیخبر مار کر گر پڑا۔ وہ تینوں سم کر ڈال دیا ہو گئے۔ میں نے فرش پر لیٹنے والے کے اوٹ کو مٹھی میں جھکا کر بٹھا دیا۔ پھر دوسرا ریلاور اس کے سامنے رکھ کر کہا: اب میں تمہیں گولی نہیں ماروں گا تم یہ ریلاور استعمال کر سکتے ہو؟

میں ایک صوفے پر آرام سے بیٹھ گیا۔ میرے ہاتھ میں ریلاور تھا۔ وہ تینوں لاپتہ جگہ سے بن نہیں سکتے تھے اور جس کے سامنے ریلاور رکھا ہوا تھا، وہ دونوں زخمی بازو ملا نہیں سکتا تھا۔ تکلیف سے کہتے ہوئے کہا: ہاتھ! پھر پر دم کرو۔ مجھے طبی امداد پہنچاؤ، نہیں تو میں مر جاؤں گا؟

”ابھی جلدی مرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے مارنے آئے ہو، ریلاور سامنے بٹھا ہے اٹھاؤ اور مجھے گولی مار دو؟“

اس نے نظریں جھکا کر فرش پر پڑے ہوئے ریلاور کو بے بسی سے دیکھا۔ ایسی حالت میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسان کو ہتھیار نہیں ملتا، انسانی ہاتھ لگتے ہیں۔ دونا جہاں میں ہتھیار بیٹھے ہیں، بننے دو ہتھیار اٹھانے والے ہاتھ توڑ دو، کہیں سے کوئی گولی نہیں چلے گی۔

میں نے صوفے سے اٹھ کر اپنا ریلاور بھی اس کے آگے ڈال دیا۔ میرے خالی ہاتھ ہوتے ہی وہ تینوں دوڑتے ہوئے ریلاوروں کی طرف آئے، جو سب سے پہلے اٹھنے کے لیے جھکا، اس کے منڈ پر لٹ پڑی۔ دوسرے کے پیٹ پر گھونسا اور میرے گز ان پر کراٹے کا ہاتھ پڑا۔ وہ مارا کھا کر بچھے گئے۔ میں نے کہا: ہاری غلطی یہ ہے کہ ہم ہتھیاروں کو غلط اقدوں میں پہنچتے دیتے ہیں۔ میں یہ غلطی نہیں کروں گا۔ ویسے تم میں سے کوئی ریلاور تک پہنچ سکتا ہے تو پہنچ کر دکھاؤ۔“

وہ دس منٹ تک اٹے رہے کسی کسی طرح ریلاوروں تک پہنچنے کی سر توڑ کوشش کرتے رہے، آخر ٹھیک کر ڈالنے لگے۔ وہ کمزور نہیں تھے۔ چٹھے ہوئے بد معاش تھے، لیکن اٹنے کا ہنر نہیں جانتے تھے۔ اکثر بد معاش صرف دھواں جھلنے کا ہنر جانتے



میں ان میں سے ایک نے مجھ کا کزن غنی سامنی سے کہا اے اوکاٹھ کے آٹا ایک جگہ بیچ گیا ہے۔ دونوں ہاتھ زخمی ہو گئے تو کیا ریوا لورڈ کو پاؤں سے ہٹا کر رکھتا ہے ہاس نہیں پہنچا سکتا؟

وہ تکلیف سے کہتا ہے ہونے لولاہے ٹھٹے میں ایسا کر سکتا ہوں۔ لیکن میں کروں گا۔ مجھے شرم آرہی ہے۔ تم بھی ذرا سوچو۔ جاہتا تو ان ریوا لورڈ سے میں ہلاک کر دیتا یا پھر میں نشانہ پر ہر گھر کو نہیں کو گلوب کرتا۔ مجھے ہم پر ہمدردان ہے، وہیں تو یہ کوا متوجہ دے لیا ہے۔ وہ تینوں مجھے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔ میں جاہتا تو پہلے ہی نیل تو ان کے ذریعے انھیں سوچنے والوں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیتا۔ مگر پتا ہاتھ پاؤں کا رنگ بھڑانا چاہتا تھا اس لیے تھوڑی سی دوزخ کر لی۔ میں نے کہا "تم لوگ بھتیجیاں نہیں بیچ کے اب میں تمھاری جیبوں تک پہنچ کر باقی کارٹوس کا لوٹا گیا"

انھوں نے جلدی سے اپنی اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر کارٹوس کے ساتھ دوسری چیزیں بھی نکال کر سامنے ڈال دیں۔ تمام جیبیں خالی کر دیں۔ میں نے تمام کارٹوس اٹھالے۔ دونوں ریوا لورڈ کے چہرے بھی تھلی کر دیے۔ پھر ہاتھ روم میں آکر وہ کارٹوس کو ڈیس وال کر بھاڑ دیے۔ کمرے میں آکر اٹیچی کھول۔ اس میں سے فرسٹ ایڈ کا سامان نکال کر اس کے دونوں ہاتھوں کے زخم پر ایک دو ایک اسپرے کی جس سے خون برسا بند ہو گیا۔ اس کے بعد دونوں ہاتھوں کی مرہم چسپی کرنے لگا۔ وہ تینوں میرے سامنے روئیے پر حیران اور پریشان تھے۔ وہ مجھے مار ڈالنے یا نقصان پہنچانے آئے تھے۔ ان کے ہر کھس میں دوستوں میں باہر بڑا ڈر تھا۔ ان کی وہ بھی توقع نہیں کر سکتے تھے۔

اس دوران خیال تو ان جاری تھی۔ ان کی سوچ نے تیار ایک شخص نے ٹیڈیفون کے ذریعے میرے متعلق سوچا کیا تھا۔ ان سے کہا تھا کہ وہ ہوش کے کمرے میں آکر کسی طرح مجھ پر قابو پائیں گے اور میری اصلیت معلوم کریں گے تو ان چاروں کو دو ہزار ڈالر دیے جائیں گے۔ وہ شخص میرے ہی کمرے میں فون کر کے ان سے میری اصلیت پوچھنے والا تھا۔ میں نے یہ معلوم کرنے کے بعد اس سے پوچھا "تم لوگ کس کے لیے کام کر رہے ہو؟"

انھوں نے پہلے ہی سے پتہ چارہ بنا دیا۔ وہ چاروں اسے صورت سے نہیں پہچانتے۔۔۔۔۔ فون پر سورا ہوا تھا۔ فون کرنے والے نے کہا تھا اگر یہ سورا منظور ہے تو اپنے مکان کے باہر جاؤ۔ دروازے کے پاس پھیلوں کا ایک گلاس ہے۔ اس کے نیچے ایک انعام ہے۔ لٹافے میں پیشگی کے طور پر باغی سوڈا لیں۔ کام ہونے کے بعد کامیابی کا تعین ہوا تو میں خود ہوش کے اس کمرے میں آؤں گا اور تمھارا باقی معاوضہ ادا کروں گا۔"

میں نے انھیں سمجھا دیا۔ ابھی اس کا فون آنے لگا۔ اس سے کہا "تو"

تمھارا شکامیں کے ذریعے بے ہوش ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے وہ نیم بے ہوشی میں پارس اور روسی کا نام بڑبڑاتا تھا۔ اس کے چہرے کا ایک ایک انداز دیکھا ہے لیکن ہم ایک آپ اتارنے کے بعد مجھ کے پچان نہیں سکتے۔ چہ نہیں، کیونکہ ہے؟"

تھوڑی دیر میں ٹیڈیفون کی گفتگو سنائی دی۔ ان میں سے ایک نے زبردستی اٹھایا، میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ دوسری طرف نہرٹی تھی۔ میں نے اس کی زبان سے کہا "میں کوئی نرس یا کس سے لولہ رہا ہوں"

دوسری طرف سے آواز آئی "میں نرس رہا ہوں"

"اس کے چہرے پر ایک آپ تھا، ہم نے انکار دیا ہے۔"

"کون ہے وہ؟"

"ہم چہرے سے اسے پچان نہیں سکتے۔ وہ ہانس لیے ایجنسی ہے"

"تم لوگوں نے اس پر کس طرح قابو پایا؟"

"وہ ہاتھ روم کے اندر تھا۔ ہم نے دروازے کو باہر سے بند کر کے بے ہوش کرنے والی گیس چھوڑ دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھول کر دیکھا اس پر نیم بے ہوشی طاری تھی۔ وہ بڑبڑاتا رہا تھا۔"

"بڑبڑاتا رہتا تھا اجلی تباؤ، کیا بڑبڑاتا رہتا تھا؟"

"کچھ اچھا طرح سمجھ میں نہیں آیا، مگر دو نام ایسے تھے جو بار بار اس کی زبان پر آتے تھے۔ وہ کبھی پارس کہہ رہا تھا اور کبھی روسی؟"

دوسری طرف سے خوش ہو کر کہا گیا "شاہاش! واقعی تم لوگوں نے کام دکھایا ہے۔ کیا وہ بے ہوش ہے؟"

"جی ہاں، ہم نے اسے منبھول سے باندھ رکھا ہے۔"

"وہی ڈن، وہی ڈن۔ میں ابھی آ رہا ہوں۔"

رابطہ قائم ہو گیا۔ میں دوسری طرف سے ہونے والے کے دماغ میں پہنچ سکتا تھا لیکن وہ سامنے روک لیتا تو سا رکھیں گے۔ جب وہ آجی رہا تھا تو مجھے اس کے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے ان تینوں سے کہا "اپنے زخمی سامنی کو اٹھا کر ہاتھ روم میں لے جاؤ۔ اس آنے والے کو یہاں کوئی زخمی نظر نہیں آنا چاہیے۔"

انھوں نے اپنے زخمی سامنی کو ہاتھ روم میں پہنچا دیا۔ باہر آکر دروازے کو بند کر دیا۔ لیکن ان سے کہا "وہ مجھے آئے گا میں بے ہوش کر کر فریڈ پریلٹ جاؤں گا۔ تم میں سے ایک میری بائیں اور دوسرا دائیں جانب کھڑا رہے گا؟"

پھر میں نے تیسرے سے کہا "تم کمرے سے باہر جاؤ۔ دروازے کے پاس کھڑے ہو۔ جب وہ آنے کو اسے روک لیتا اور اسے اپنے تختی کر لے کے لیے کہتا۔ وہ فون پر ہونے والی گفتگو کا حالانے گا تم کہہ سکتے ہو فون پر ہونے والی گفتگو کو بھی سن کر یہاں آنا ہے۔ عرض یہ کہ تم تھوڑی دیر اسے باتوں میں لگاتے کہ لہ کر کے میں

لے آتا۔"

وہ باہر چلا گیا۔ میں اس لیے آنے والے کو تھوڑی دیر باتوں میں لگا چاہتا تھا تاکہ اس کے ساتھ دوسرے آنے والوں کو بھی سمجھ سکوں۔ ہرے زبان کے دماغوں میں پہنچ سکوں۔ میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور ہاتھ پیر کر کے ہونے شخص کے دماغ میں تھا۔ اس نے دو آدمیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ ان میں سے ایک بہترین سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ انھوں نے ہنس پر فریڈ کی ایک کھٹی۔ دوسرا بیٹون اور بیگٹ سے اس کا ہڈی کاڑھ ہرک تھا۔ میں صوفے سے اٹھ کر تالین پر چاروں ٹانے چت ہو گیا۔ سوٹ والے نے میرے سول کے پاس آکر حکم دیا۔ "دروازہ کھولو اور اندر چلو۔"

میرے سول نے پوچھا "تم کون ہو؟"

"دی ہوں، جس نے ابھی فون پر گفتگو کی تھی؟"

وہ دیری ہلاکت کے مطابق اسے باتوں میں لگا کر بائیں نے سوچا تھا، زیادہ لوگ آئیں گے تو مجھے ان کے دماغوں میں پہنچنا ہوگا۔ لیکن آنے والے صرت دوتھے۔ میرا سول میری مرضی کے مطابق دروازہ کھول کر انھیں اندر لے آیا۔ دروازے کو اندر سے بند کرنے کے بعد وہیں کھڑا رہا تاکہ کسی کو فرار کا راستہ آسانی سے نہ ملے۔ میں نے فون پر باتیں کرنے والے شخص کے دماغ میں جگہ بنائی وہ سوٹ پہنے، ایک لگانے آہستہ آہستہ چلتا ہوا میرے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ہاتھ جیب میں تھا اور جیب میں ریوا لور تھا۔

اسے خطرے کا احساس ہو گیا تھا۔ اس نے کہنے کے پرماٹوں کو گھومتے ہوئے کہا "تم نے فون پر بتایا تھا، اس کا ایک لگا آگیا ہے، لیکن چہ تو وہی ہے جو فلائنگ کلب سے یہاں پہنچا۔" کلب پہاڑی نظر میں تھا۔

ہڈی گاڑنے لگا۔ "ہاس! کچھ گڑبڑ ہے؟"

وہ ہڈی گاڑ رہا تو ریوا لور نکال کر ہاس کے سامنے ڈھال بن گیا۔ میں نے اس کے دماغ میں چھانک لگائی۔ اس نے سامنے روک لی پھر ہڈی لگا سے سامنے لیتے ہوئے پوچھا "کیوں ڈر ڈر ڈر رہے ہو؟"

کسی کو بھی کو ڈر ڈر ڈر ڈر ڈر کرنے میں جتنا وقت لگتا اتنے وقت میں نے اس کے دماغ کو چھانکنا پہنچایا۔ اس کے حلق سے چیخ لگی۔ چیخ بھڑا ہوا ہاس بہت پہلے ہی خطرہ محسوس کر چکا تھا اپنے ہڈی گاڑ رہا تھیں اور اس کے ہاتھ سے ریوا لور چھپتے دیکھ کر اس نے فوراً جیب سے ریوا لور نکالا۔ میں نے ہڈی گاڑ کر دو سرا وہاں تک چھانک لیا۔ اس سے محسوس ہوا کہ وہ میرا نشانہ نہ لے سکا۔ لولہ لڑا کر بیچ گیا۔ میں اس کی کھوپڑی میں پہنچ گیا۔ اس نے ریوا لور کے چہرے سے گویاں نکال کر ایک غنڈے کو دیتے ہوئے کہا "انھیں اپنی جیب میں رکھ لو۔"

وہ غنڈے میرے ہاتھ لگے تھے میں نے کہا "اس کی جیب سے مجھ کو یہاں نکال کر رکھ لو۔"

اس نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ میں نے تالین پر بیٹھے ہوئے ریوا لور کو اٹھا کر خالی کر دیا پھر باڈی گاڑ کر دیکھا، وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھا سے فرش پر دو زانو ہو گیا تھا۔ میں نے کہا "تم اپنے ہاس کی حفاظت کرنے آئے تھے۔ تم ایک اچھے فائلنگ ہو سکتے ہو۔ مگر میرے ہاس تمھاری جنگی صلاحیتوں کو اڑانے کا وقت نہیں ہے۔ لہذا ایک جھٹکا اور۔۔۔"

وہ میرے جھکے پڑے ہونے مارنا ہوا فرش پر سنا چھلا، پھر فرش پر گر کر تھپتھپنے لگا۔ اس کے ہاس نے میرا نشانہ لے کر بار بار ڈھانچ کر دیا۔ میرا جبرانی سے ریوا لور کو دیکھنے لگا۔ اسے بتائیں تھا کہ کس طرح خیال خانی کے ذریعے ریوا لور خالی ہو چکا ہے۔ میں نے دوسرا ریوا لور اس کی طرف پھینکا۔ اس نے توجہ سے دیکھا اسے جلدی سے اٹھا یا اس کے جیمبر کو کچھ پھر پھر جھانکا۔ وہ اسے میرے منہ پر مارنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے کسی کے منہ پر مانے پر مجبور کیا۔ وہ تکلیف سے کہتا ہے لگا۔ ہڈی گاڑ کر کھت بڑی حالت تھی۔ وہ فرش پر پڑا ایک ہاتھ انکار میں ہلا کر کمر ہاتھ ہانڈا گڑسٹیک اچھے معائنہ کر دیا۔ مجھے فوراً مار ڈالو۔ میرا دماغ چھٹ رہا ہے۔ میں یہ اذیت برداشت نہیں کر سکتا۔ خدا کے لیے میرے دماغ میں نہ آتا۔"

"اگر تم مجھ کو بلو گے تو میں اس کا تباؤ دیکھنے دماغ میں کون آتا ہے۔ تم ابھی کس سے کو ڈر ڈر ڈر چھو رہے تھے؟"

وہ ٹھہری گری نا سئیں لیتے ہوئے بولا "ایک گنم شخص ہے۔ وہ اپنے ہاس کے میں کچھ نہیں بتا تا جس کے بھی دماغ کو اپنے قابو میں کرنا ہے۔ اس نے اپنی مرضی کے مطابق زبردستی کام کرنا ہے۔"

"مگر تم تو سامنے روک لیتے ہو اس نے تم پر کیسے جبر کیا؟"

"وہ میرے ہاس کو پریشان کرنا ہے۔ میں اپنے ہاس کا وفادار ہوں۔ انھوں نے حکم دیا کہ میں اس ٹیڈیفون والے کو دماغ میں آنے دیا کروں۔ اس نے میرے ہاس آکر کو ڈر ڈر ڈر مقرر کر لیے تاکہ تم میرے دماغ میں آکر دھوکا نہ دے سکو۔"

میں نے اس کے ہاس سے پوچھا "کیا تم بھی اسے گنم شخص کو گئے؟"

وہ اپنے دونوں کانوں کو بچھتے ہوئے بولا "میں کبھی گا تو یقین نہیں آئے گا۔ آپ میری سوچ پڑھ کر معلوم کر سکتے ہیں۔ وہ میرے لیے بالکل اجنبی ہے۔ زبردستی میری دولت اور میرے ذلیق استعمال کر رہا ہے۔"

وہ اس جزیرے میں مدام سلطانہ آفندی کے بعد دوسرا رب پتی سرا ہوا تھا۔ اس کا نام کریم بیگ تھا۔ اسے مجھ سے کوئی ڈالنے نہ تھی

نہیں تھی وہاں تباہی آدی تھا کہ میں جی جاتا تھا تو اس کے قدموں کے تالین بچھانے جانتے تھے۔ وہ جی زمین پر قدم نہیں رکھتا تھا۔ ایسا شخص میرے دشمن کی خیل خوانی سے مجبور ہو کر مجھے قتل کرنے پوئل کے کرے میں آیا تھا۔

دشمنوں کو اب یہ معلوم ہو چکا تھا کہ میں پوئل کے پاس کرے میں ہوں۔ خیل خوانی کرنے والا مجھے پوئل کے باہر نکال کرے کے باہر میری موت کا سامان کرنا ہو گا۔ پتا نہیں تھے اچانک لوگ میری کھات میں پوئل گئے۔ میں نے فرزا بھی اپنی پاشا سے رابطہ قائم کر کے اسے بتا کر میں کس پوئل کے کس کرے میں ہوں۔ باہر میرے لیے منظور ہے۔ اپنے وفاداروں کے ساتھ پوئل کے بیرونی دروازے سے میرے کمرے تک ماما بنا لو۔ دشمنوں کو اپنے کی کوکشتی کرور میں بھی رابطہ قائم کروں گا۔

میں نے دائمی طور پر حاضر ہو کر کہا: "مستر کیم بلیگ! میں تعین نقصان نہیں پہنچاؤں گا تم اور تمہارا باڈی گارڈ دونوں جھپے بے تصور ہو۔ لیکن میں جانتا ہوں تم لوگوں کو یہاں سے جانے دوں گا۔ تیرے کھت پھر خیل خوانی کے ذریعے تم لوگوں کو میرے خلاف اقدام کرنے پر مجبور کرے گا۔"

کیم بلیگ نے کہا: "میں بری طرح بھینس گیا ہوں۔ آپ کا درست بن سکا ہوں، مگر وہ بھینس نہیں دے گا۔ اگر ہاں کرے آپ سے دشمنی کر دوں تو وہ جبراً لڑے گا۔ پھر مجھے کسی طرح اس سے نجات دلایئے۔"

"میں اپنے معاملات سے غصے کے لیے تعین نجات دلانے کی تدبیر سوچوں گا۔ آج وہ تعین الکر اکر بنائے تو میں تمہارے خلاف اختتامی کارروائی نہیں کروں گا۔ اب تم لوگ یہاں سے ایک ایک کر کے باہر جاؤ۔ میں تمہاری پناہ چاہتا ہوں۔"

وہ میرا شکریہ ادا کر کے باڈی گارڈ کے ساتھ چلا گیا۔ وہ بیڑا ہاتھ روم میں گئے، پھر اپنے زخمی ساتھی کو سہارا دے کر جانے لگے۔ میں نے دو ہزار ڈالر دے کر کہا: "یہ تم آپس میں بانٹ لو۔" وہ میرے زخمی سولک سے بے حد شرمندہ تھے۔ سر جھک کر چلے گئے۔ میں نے مائٹی پاشا سے رابطہ قائم کیا۔ وہ پوئل کے باہر موجود تھا اس نے کہا: "آپ دوسرے وفاداروں کے پاس پہنچ کر تعین اخصوں نے آپ کی مرضی کے مطابق عافیتا ہے یا نہیں۔"

"میں ان کے پاس جا رہا ہوں۔ بلکہ وہ آئندہ میں واماغ میں آتے ہی کہوں گا۔ دشمن نافرمانی کرے گا تو وہ زور ڈاؤں کیا جائے تو فوراً اس روک لینا۔"

میں نے دوسرے وفاداروں کے پاس پہنچ کر میری کوڈ ورڈ مقرر کیے۔ ان میں سے ایک نے کہا: "دشمن پوئل کے ہار کا ڈنٹر

پر ہیں۔ مجھے ان پر شہر ہے۔ وہ بلبل ہٹھری دیکھ رہے تھے۔ ہم ہی رہاں کا ایک بہت بڑا سولہ دار کیم بلیگ اور میری منزلوں آیا ایک شخص اس کے پیچھے چلا گیا۔ دوسرا ایک بلیگ ہار کا ڈنٹر میں نے کہا: "شاہکس ماسی طرح آخصیں کھلی کھلی کرور۔" بلکہ میں نہ کہوں گی کسی سے "داجھو۔"

میں فوراً ہٹھری بلیگ کے واماغ میں پہنچا جو شخص اس کا قاب کر رہا تھا، وہ پوئل کے باہر لڑ کر رہا تھا۔ وہ سولہ ہزار میں دی جی جی جی جی کا ماسٹر ہوں تو کھانے واماغ میں آتا ہے۔ ہار کا اس الکر اکر کی زبان سے پوچھ رہا ہوں۔ تمہارے ہار کی کوشش ہے۔ میں جا کر کیوں نہیں دیکھا۔ وہاں فرزا کا کوئی اور آدمی ہو سکتا ہے۔ کیم بلیگ نے کہا: "جب تک ہم فرزا صاحب کیم بلیگ میں ہے تم فتنہ ہائے واماغ میں آتے جانتے رہے۔ تم یہاں سے کے ذریعے کسی کو بھی ہاتھ روم میں بھانٹنے کو بھیج سکتے تھے۔" وہ ہنستے ہوئے بولا: "میں یہ دیکھتے ہیں تم ہو گا تمہارے طرح مائٹی پاشا کے ساتھ عدالت جیت رہا تھا۔ میں اس طرح بھی لڑا تھا۔ تعین موصول دن کا تو تم اس کے قدموں میں پہنچ جاؤ گے۔"

"میں تم دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہ دوں گی جانتا ہوں۔ فرزا کے لیے میرا چھاپا چھوڑ دو۔" "تم بچھا چھوڑنے کی بات کر رہے ہو۔ میں تو تعین روت کی سزاؤں کا حشر ادا کرنے سے ہاتھ اٹکتا تھا۔ اس کرے سے اس کی لاش نکل سکتی تھی۔ مگر تمہاری جان تو کس کے ہاتھ میں ہے۔ تم وہ نہ ہو سکتے۔ اگر تم منظرے موت سے بچنا چاہتے ہو تو اسے آج رات کسی طرح شہانے لگا دو۔ واماغ میں جمع ہو کر شہانے لگا جاؤ۔ وہ میں الکر اکر کی زبان سے بول رہا تھا۔ میں اس کے ہار میں پہنچ چاہا۔ پہنچ کر معلوم کر رہا تھا کہ ان کے کتنے آدمیوں کا پوئل کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ کس کے پاس کس قسم کے ہتھیار ہیں؟ نے ایک وفادار کو فٹفٹ کے پاس پہنچایا۔ وہاں میرے ہار دشمن تھے۔ وہ جانتے تھے کہ میں کس کے نکل کر فٹفٹ کے ذریعے ہی چلے ہوں۔ میرے وفادار نے ایک شخص کے پاس جا کر محنت سے میرے مکلانہ دو سو کس سے روم سروں کو کال کیا جا رہا ہے۔ تم یہ دیکھا رہاں بیٹھ کر ہٹھری کر رہے ہو۔"

وہ بھڑک کر بولا: "اے ویشی ہو گا تیرا باپ! اکی میں تھے ہاں کا لازم دکھانی ہے رہا ہوں۔"

میں نے بولنے والے کے واماغ پر تعین جانا۔ اس کی سزا نے بتا کر وہ چاروں جھپے کر پہلے گولی مارنے کی کوشش کریں گے۔ ان کے خیال کے مطابق اگر میں پہنچ گیا اور فٹفٹ سے فرزا ہوا تو وہ فٹفٹ کا دروازہ بند ہوتے ہوتے ایک ہیٹھری گیند لگے۔

لیکن اب زینے کا راستہ روکنے والے لچھ کوہ گئے تھے فٹفٹ میں دھاک کے سبب تمام لوگ زینے پر سے دوڑتے ہوئے، ہٹھری لگاتے ہوئے جلد سے جلد باہر نکل جانا چاہتے تھے۔ فرزا کو لڑا سلاط کی طرح روکنے میں نہیں آ رہا تھا۔ جگانے والے ایک دوسرے سے محالے جارہے تھے۔ میں ان کے درمیان دھکے کھاتا ہوا لگے بڑھا ہوا سٹراؤ کو دیکھتا جا رہا تھا۔ وہ پریشان ہو کر سٹراؤ لگا کر کھیلنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لوگ ایسے گڑبڑ ہو کر فرزا کے زینے پہنچے تھے کہ ان کی نظر میں ٹھہرنے نہیں پاتے تھے۔ مگھان کے سامنے سے گزر کر پوئل کے باہر لڑا گیا۔

دشمن باہر بھی موجود تھے۔ پوئل کا علامہ افوں کو روکنے اور کھانے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن سب پر ہتشت طاری تھی۔ وہ منظر پرستے کے لیے پوئل کے باہر ہتشت دور نکل جانا چاہتے تھے۔ ایک عورت تختے سے نیچے کود کر میں اٹھانے ہوئے تھی۔ دوسری بلبل میں تقریباً پانچ برس کی بچی کودا بنے جھگ رہی تھی۔ دوسروں سے ٹکرائے جی میں نے ایک بار اسے گرنے سے بچایا۔ پانچ برس کی بچی کو خود اٹھایا اور ہاتھ سے عورت کا ہاتھ پکڑا۔ پھر اسے سہارا دے کر چلنے لگا۔ یوں میں ایک بیوی اور دو بچوں والا نظر آ رہا تھا۔ کوئی بچہ پر شہ نہیں کر سکتا تھا۔ ہم فٹفٹ ہاتھ پر دوڑتے ہوئے دوڑتے ہوئے گئے۔ پھر ایک بیوی میں بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا: "تم کہاں جاؤ گی؟"

وہ ہانپتی ہوئی بولی: "میں نہیں جانتی کہاں جانا چاہیے۔ میرا تمام سامان پوئل کے کمرے میں ہے۔ اگر سامان کے ساتھ نکلے گا تو متے ملتا تو میں القروہ واپس چل جاتی۔"

"خاتون! آپ کوئی خبریں میرا نہیں ہے۔ وہ اتفاقاً دھماکا تھا۔ اب ایسا نہیں ہو گا۔ آپ تھوڑی دیر بعد واپس جائیں گی تو تمام سامان مل جائے گا۔"

میں ٹھیکسی روکنے کے لیے کہا۔ خاتون نے میرا شکریہ ادا کیا۔ اتنی دیر میں اس کی سوت سے بتایا کہ وہ پوئل کے کمرے میں ابھی خاصی رقم چھوڑ آئی ہے۔ میں نے اسے ایک ہزار ڈالر دیے۔ وہ الکر اکر نکلے گئی۔ میں نے کہا: "میں پوئل میں آکر اپنی رقم واپس لے لوں گا۔ ابھی آپ کو اس کی ضرورت ہے۔"

اس نے ایک ہاتھ پر شکریہ ادا کرتے ہوئے رقم لے لی۔ میں بھی سے آ گیا۔ میرے سامنے تین تھکے نیلگوں مندر تھا۔ میں مکل چھوڑ کر ساحل سے پر گیا۔ پھر ایک طرف آہستہ آہستہ چلتے ہوئے مائٹی پاشا اور دوسرے وفاداروں کو باری باری مخاطب کیا۔ باخیں پوئل سے واپس آ جانے کے لیے کہا۔ وہ حیران تھے کہ میں اس طرح پوئل سے نکل گیا۔ یہاں سے پوچھا: "جناب! آپ کہاں ہیں؟ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔"

مجھ سے ملنے کی حاققت ذکر کرنا دشمن جانتے ہیں۔ تم میرے لیے کام کر رہے ہو۔ وہ تمہارا بچھا کرتے ہوئے میرے پیچھے پڑ جائیں گے۔ میں نہیں چاہتا۔ آئندہ انھیں میرا ٹھکانا معلوم ہو۔"

"جناب! میں نے تو انوں اور میرے وفادار سے جھرا ہوا لچھی دکھا ہے۔ اسے لایس گھنچا ہے۔ کوئی وہاں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ کیا آئندہ بھی آپ ملام کی روت پر پلوہ صاف کریں گے؟"

"میں نہیں جانتا۔ آئندہ کیا ہو گا۔ ملام نے انوں اور میرے وفادار سے جھرا ہوا لچھی دکھا ہے۔"

اس کی اور بچی سانس اوپر رو گئی۔ میں نے پوچھا: "میرا مرض

کہوں ہوں میں نے تم سے کہا تھا، اس جزیرے کو چھوڑنے سے پہلے  
 تمہیں دولت مند بنا دوں گا۔  
 جبے تک آپ نہ ان کے ذہنی ہیں میری بھئی میں نہیں آتا میں  
 آپ کے لیے کیا کروں؟  
 "میرے بچوں کی حفاظت کرتے رہو، وہی کافی ہے۔"  
 "بیٹے؟ جناب! وہ آپ کے بیٹے اور بہنوئی بن گئے۔"  
 میں نے چونک کر پوچھا: کیا جیتے ہو؟ وہ کہا گئے، کب گئے؟  
 "میں تو پہلے ہی آپ کو بتانا چاہتا تھا لیکن آپ مجھ سے رابطہ  
 قائم نہیں کر رہے تھے۔ جب رابطہ قائم کیا تو آپ خطرے میں تھے،  
 آپ سب کو بھول کر ہوش کی طرف دوڑ پڑے۔ اب موقع مل رہا ہے  
 تو تیار ہوں۔ پہلے ہمارے صاحب کو سہارا دینا ہے۔ وہ دیکھتے ہی بعد  
 واپس آکر اپنی شکرگاہ کی حالت کو دیکھ لے گا۔ چاہے وہ وہاں لڑائی کے  
 ہیچے فلائنگ کلب گئے تھے۔ ان کے بیان کے مطابق وہ ایک ایسی ہیڈ کوارٹر  
 میں نہیں گئے ہیں۔"  
 آخر وہ جو جو کو لے کر کہاں چلا گیا؟ میں نے فوراً سوال کر لیا  
 چلا گیا۔ کئی پارسی کے دماغ میں بیٹھتے ہی کوڈر ڈولڈی لے گئے۔ اس نے  
 تے سامنے نہیں روکی۔ وہ جو جو کو سارا دیتا ہوا ایسی گا پٹر سے اتر رہا تھا  
 میں نے پوچھا: تم کہاں آگئے ہو؟  
 "یہ سفری استنبول ہے۔"  
 "یہ تمہارے ساتھ کون لوگ ہیں؟"  
 "میں یقین سے نہیں کہہ سکتا، یہ درست بھی ہو سکتے ہیں اور  
 دشمن بھی۔"  
 کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے؟ تم نے میرا انتظار کیا کیا؟  
 "موجودہ صورت مندرجہ بالا ہے، وہ آپ کا انتظار کرتے  
 ہیں۔ میں سمجھ گیا تھا، آپ کو سلطان آفندی سے گفتگوں کی فرصت نہیں  
 ملے گی، ایک کے بعد ایک سلسلہ پیش آئے گا۔ وہاں سے نکلنے کے تو  
 آپ کو ایک نئی مصیبت کا دھمکنا ملے گا۔ جب آپ کو مصائب  
 کی تقریبات ایشور کرنے سے فرصت ملے گی تو ہمارا طرف توجہ  
 دیں گے۔"  
 "میں تم دونوں کی حفاظت کا مکمل انتظام کر چکا تھا۔ تمہیں  
 شکرایت کیا ہے؟"  
 "آپ نے اپنی حفاظت کے لیے کبھی وفاداروں کی فوج نہیں  
 بنائی، میں وقت پر وہ پاروں کو لے کر آکر رہا رہتا ہے۔ میں کیا آپ  
 سے کم ہوں؟"  
 "بیٹے تم سمجھتے کیوں نہیں، ہزار مسروقات کے باوجود میں  
 نے جو جو کو یہاں سے روانہ کرنے کے انتظامات کر لیے تھے۔ تم  
 نے وہ مسرو پر بھروسہ کر کے خطرہ مول لیا ہے۔ مجھے بتاؤ وہ کون  
 156

لوگ ہیں، مجھے ان کی آوازیں سناؤ۔"  
 "میں ان کے بارے میں ابھی طرح نہیں جانتا۔ ایک بار میں  
 ان سے دوستی ہو گئی۔ وہاں ایک کاؤنٹرنگرل نے مجھے شراب پیش کی  
 میں نے انکار کر دیا۔ میرے انکار پر سب لوگ قہقہے لگانے لگے۔  
 ایک نے کہا: اس سینڈ کے ہاتھ سے ایک جام پینے کے لیے اس  
 بار میں بغیر لگی رہتی ہے اور قمار لگ کر لے رہی ہے۔"  
 دوسرے نے ہنسنے ہوئے کہا: یہ تو کسی مولوی کی اولاد ہے  
 بھول کر یہاں آ گیا ہے۔  
 وہاں استنبول کا ایک امیر کو شخص بھیجا ہوا تھا۔ وہ اپنی بیوی سے  
 اٹھ کر میرے پاس کاؤنٹرنگرل کے ہاتھ سے لے کر بڑھتا ہوا  
 بولا: نوجوان امیر زام الفرڈی مولونو ہے، میں استنبول سے آیا ہوں۔  
 میں نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا: مجھے کیا تیرا کہتے ہیں؟  
 لندن سے آیا ہوں؟  
 "تم نہیں جانتے، پھر یہاں کیوں آئے ہو؟"  
 "آپ ہار کی بات پوچھ رہے ہیں، میں اس جزیرے میں آکر  
 پہنچا ہوں۔ یہاں کوئی ایسی جگہ تلاش کر رہا ہوں۔ جہاں کم از کم  
 پینے والا ملے۔ اب آپ کہیں گے، شراب خانے میں بھی پینے  
 ہیں۔ میں کہوں گا، نہیں صاحب، جن کے ارادے مضبوط ہوتے ہیں  
 وہ شراب خانے میں آکر بھی تو نہیں توڑتے۔ میں ایسا ہی مضبوط  
 ارادہ رکھنے والے کو تلاش کر رہا ہوں۔"  
 کیا یہاں کوئی ملا؟  
 "جی ہاں، مل گیا۔"  
 "میں ایسے شخص سے ضرور ملوں گا، کہاں ہے وہ؟"  
 وہ چاند طرف دیکھنے لگا، میں نے کہا: وہ آپ کے سامنے  
 کھڑا ہے۔"  
 اس نے مجھے چونک کر دیکھا پھر زوردار قہقہے لگاتے ہوئے  
 کہا: میری کمال کر دیا مجھے اونیٹا رہا میری کیا احمق ہوں، اٹھو  
 سے دیکھ چکا تھا کہ تم نے سینڈ کا جام چھوڑ دیا پھر میری پوچھ رہا ہوں۔  
 کہ وہ مضبوط لڑنے والا دلوان ہے، نان سنس، تم مجھے نان سنس کہو۔"  
 پینے کے دوران کوئی شخص نہیں رہتا۔ جب صرف آپ  
 کو نہیں سب کو نان سنس کہتا ہے۔"  
 "واہ، کیا بات سے بات مل رہی ہے؟ مجھ کو کبھی دیکھا  
 میں نے دوستی کر لی، ہاتھوں ہاتھوں میں پتا چلا، وہ دیکھتے ہی بعد  
 اپنے بیٹی کا پٹر میں اپنے استنبول جانے لگا۔ وہاں سے ایک چارٹرڈ  
 طیارے میں پہلے پرک اور لندن جانے لگا۔ میں نے کہا: میں اپنی  
 واقف کے ساتھ جانا چاہتا ہوں، کیا بیٹی کا پٹر اور طیارے میں ہانک  
 لیے گناہش ہوگی؟

میں گناہش کی بات کرتے ہو، میں تو تمہارے ساتھ بہت اچھا  
 وقت گزارا گا۔  
 لیکن جیسے سے باہر جانے کے سلسلے میں ہانک سے پاس  
 مذکورہ حالات اور پاسپورٹ نہیں ہیں۔  
 پھر یہاں کیسے آئے؟  
 یوں چھوڑیں، آسمان سے چپک گئے۔  
 اس نے ہنسنے ہوئے کہا: بہت سے لوگ سمندری راستے سے  
 یہاں پہنچ آتے ہیں۔ یہاں سے استنبول جانے کے لیے صرف  
 ایک نام و کرنا ہوگا۔ یہ کام میں کروں گا لیکن پاسپورٹ کے بغیر  
 استنبول سے لندن نہیں جا سکتے۔  
 وہ میں واقف کے ساتھ استنبول پہنچ جاؤں گا، یہی کافی ہے۔"  
 وہ افسوس پورگی، میں نے ایک ٹھکانے بعد فلائنگ کلب پہنچنے کا  
 وعدہ کیا اور خدمت ہو گیا، اس کی نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد  
 بیٹنٹاں کا تاقب کیا، اس نے ایک ہوش میں قیام کیا تھا۔ میں  
 نے پوچھا کہ ایک لازم کو سو ڈالر دیے۔ اس نے کہا: یہ لہو ٹیٹو  
 صاحب بہت اچھا دل والا ہے۔ اپنے ایک بیکٹری اور وہاں  
 بڑا بڑا گڑ کے ساتھ آیا ہے، جب میری جزیرے میں آئے، چاہے  
 ہوں ہی بھڑکتا ہے، شراب پیتا ہے، خوب حیاشی کرتا ہے پھر چلا  
 ہاتا ہے۔"  
 اس رپورٹ سے پتا چلا، وہ اپنی ذات میں مگن رہنے والا  
 شخص ہے، بہت کم لوگوں سے ملتا ہے۔ جس سے خوش ہو جاتا  
 ہے اسے ہر طرح سے خوش کر دیتا ہے۔ میں جو جو کے ساتھ فلائنگ  
 کلب پہنچا اس نے جو جو کو لڑنے کی نظروں سے دیکھا، میں اس کی  
 حیاتی کی رپورٹ پہلے ہی سن چکا تھا، لیکن انجان بنا ہوا تھا۔ وہ  
 میں استنبول تک لے جانے کے سلسلے میں کا قذات عمل کر چکا۔  
 قاعدہ واضح ذرا لے گا مالک تھا۔ قانون کسی محافظ نے ہم سے  
 کوئی سوال نہیں کیا، جب بیٹی کا پٹر بڑا کرنے لگا تو اس نے کہا  
 اوت کے دس بیٹے ہیں۔ ہم اوسے ٹھکانے میں استنبول پہنچ جائیں  
 گے، میں نہیں چاہتا، تم اتنی حسین بیوی کے ساتھ کسی ہوش میں رہو۔  
 آہری نانا لڑکی میں رہو گے۔"  
 "لیکن آپ تو چارٹرڈ طیارے میں بیرون اور لندن جانے  
 والے تھے۔"  
 "مجھے تم دونوں کی خاطر پروگرام کینس کر دیا، کل تم لوگوں کے  
 پہلے پاسپورٹ بنوا کر اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ میرے ساتھ جہاں  
 باؤنگے جہاں ہو گے، میں کرو گے۔ باقی داوے، تمہاری  
 واقف کو بولتی نہیں ہے؟  
 ٹھکانے کا۔ اتنی بڑی دنیا میں ایک عورت تو ایسی رہنے

دیں، جو بولتی نہ ہو۔  
 وہ ہنسنے ہوئے بولا: تم بہت سی باتوں کو مذاق میں نال  
 دیتے ہو۔  
 "آپ میرے مذاق پر غور فرمائیں کیا دنیا میں کوئی ایسی  
 عورت ہوگی جو بولتی نہ ہو؟  
 کوئی ایسی عورت نہیں ہے، اگر ہوگی تو کوئی ہوگی!  
 "اب آپ کو میرا جواب سمجھ میں آیا؟  
 اس نے تعجب سے کہا: "اُدھ گاڈ! اتنی حسین لڑکی اور کوئی؟  
 قدرت نے اس پر غم کیا ہے؟  
 اس سے بھی زیادہ غم ہے کہ میں بیوی سے محبت نہیں  
 کر سکتا، اس کے قریب نہیں جا سکتا۔  
 "کیوں؟ ایسی کیا بات ہے؟"  
 اس پر حیات کا سایہ ہے؛  
 وہ ہنسنے ہوئے بولا: یہ فضول سی باتیں ہیں جنت کا کوئی  
 وجود نہیں ہے۔  
 "وجود ہے، میں ثابت کر دوں گا۔ میں تمہاری میں اس  
 کے پاس جاؤں گا، آپ چھپ کر دیکھیں گے، اس پر حاشی ہونے  
 والا جن مجھے اٹھا اٹھا کر بیٹھنے گا۔  
 "میں کیسے یقین کروں گا تم خود ہی اچھل اچھل کر گرو گے  
 اور کسی جن کو بنام کرو گے، بات تو تب ہے کہ... وہ ذرا  
 ہچکچایا پھر بولا: دیکھو، لڑائی مانا، میں صرف تمہارے وجود کو مرنے  
 کے لیے تمہاری واقف کے پاس جاؤں گا۔ اگر وہ میری بیٹی لائی کرے  
 گا تو مان جاؤں گا۔"  
 "میں اس پر غور کروں گا تمہارے مجھ پہنچ کر اس کا فیصلہ ہوگا۔"  
 ہاں مجھے اپنی روادار بنا رہا تھا، میں نے کہا: بیٹھنا بیٹھنا  
 کہ خطرہ مول لینا اور دشمنی نہیں ہے، جب تم جانتے ہو کہ وہ  
 کا عیاش ہے، تمہارے لیے عیبیں کھڑی کر سکتا ہے، تو اس کی  
 کوئی میں نہ جاؤ۔ وہ تمہارے باہر نکلنے کے تمام راستے بند کرے  
 گا یا پھر مجھے وہاں موجود رہنے دو، میں جن کو اس کی کسی شرط  
 میں آؤں گا۔"  
 "سوری پاپا، آپ صرف ہماری خیریت مناسبت کر رہے ہیں  
 لیکن مجھے بیٹی پہنچنے کا محتاج نہ بنائیں۔"  
 وہ بیٹی کا پٹر سے اٹھنے کے بعد فلائنگ کلب سے باہر  
 آگئے تھے۔ ایک تھمبی کار کی پہلی سیٹ پر جو اور پارسی بیٹے  
 میں بان الفرڈی مولونو کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، میں بارگاہ  
 دماغ سے نکل آیا، میں اسے خطرات میں چھوڑ نہیں سکتا تھا، یہ پتہ  
 لیا تھا کہ ان کے کوئی بیٹھنے کے بعد چھپ چاپ الفرڈی مولونو



کے دماغ میں پیچ جاؤں گا اور اس وقت تک مدافعت نہیں کروں گا جب تک پانی سر سے اونچا نہ پہنچے۔  
میں ساحل کی ریت پر بیٹھا ہوا تھا۔ سمندر کے کاسے پینے پلانے اور عاشق کی لہروں والے، جاننا نہ تے سے ٹھٹھٹا اٹھا رہے تھے۔ پڑے چاند کی روشنی میں سمندر کی مژدروں میں بڑے جوش و خروش میں آتی تھیں پھر ساحل پر دوڑ کر پہنچتی ہوئی ہمت پر کڑواؤں چل جاتی تھیں۔ قدرت کا یہ تماشا ہمیں سبق سکھانے کے لئے بھیجے اور جوش میں آتے۔ وہ جلد ہی اپنی توانائی کھودتا ہے۔

اب میری کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ یہاں کے تمام پتوں اور کٹے کے کاٹھوں پر دشمن کی نظر ہوگی۔ میں صرف سلطان کے محل میں ہی سے ملتا تھا۔ میں نے اسے کہا ہوا تھا کہ تو میری عمل کے نتیجے میں اس کا دماغ حساس ہے گا اور وہ پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کتے ہی سانس روک لیا کہے گی۔ صرف میرے کو ڈور ڈوز میں کر بھیجے اپنے دماغ میں جکڑے گی۔

میں نے اس کے پاس پہنچنے ہی کو ڈور ڈور ادا کیے۔ "ابن ان وائل ٹیسٹ ابن دی ہڈ اس آف یور سائنڈ" دماغ سے دماغ میں بن بیلایا "ہمان ہوں،"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "تم کہاں رہ گئے تھے۔ میں پیرس جانے کی تیاری کر چکی ہوں۔ محل سے نکلنے ہی والی ہوں۔"

"اب کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم محل میں رہو۔ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔"

"وہ عقلمند گاؤں میں نہیں محسوس کر رہی تھی۔ تمہارے پھر مجبوراً سفر کرنے والی تھی۔ میں تمہارا بھی شکر ادا کرتی ہوں۔ تمہیں سفر کے مصوبت سے بچایا اور میرے ہمان جی میں رہے۔ ہومہ میں لاجی گاؤں بھیجتی ہوں۔ بلو کہاں ہو؟"

"یعنی میں خاص ہمان نہیں ہوں تمہارا، کوئی ملازم مجھے لینے آگیا۔ وہ جلدی سے بولی۔ مجھے سے غلطی ہوگئی۔ دراصل میں اپنے خراج سے مجبور ہوں۔ خود آگے بڑھ کر کسی کا استقبال کرنے میں تو میں مجبور کرتی ہوں مجھے معاف کر دو۔ میں خود بخود لینے آؤں گی۔"

میں نے ایک قابل اعتماد باڈی گارڈ کے ساتھ آؤ اور اس باڈی گارڈ کی آواز مجھے سنارو۔ یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو کہ میں ساحل روشنی کے مینار کے پاس کھڑا ہوں۔

میں نے باڈی گارڈ کے دماغ میں پیچ کر اطمینان حاصل کرنے اور فریڈ ٹونوز کے پاس پہنچا۔ وہ جو جو اور پارس کے ساتھ کھائے بیٹھ رہا تھا۔ وہ ہلے نام کر رہا تھا کیونکہ کوشش کر رہا تھا کہ وہ پارس سے تھکا کر سرور میں رہ کر کسی جن کا مقابلہ کر سکے۔ میں نہیں جانتا تھا پارس نے اس سلسلے میں کیا سوچ رکھا ہے، وہ میری مدافعت میں چاہتا تھا لہذا میں اسے متاثر نہیں کر سکتا تھا۔ ویسے مجھے اطمینان تھا جو اصل دشمن بن سکتا تھا، میں کسی وقت بھی اس کا دماغ درست لکتا تھا۔

میں نے سوچا، محل میں پیچ کر اطمینان سے فریڈ ٹونوز اور دماغ میں جاؤں گا۔ سلطان آؤنی محل سے نکل چکی تھی۔ کارڈی گارڈ پر بھیجی ہوئی تھی۔ باڈی گارڈ ڈور ڈور کر رہا تھا۔ میں نے پریشانی اور سلطان کی خاص ملازمہ کے خیالات پڑھے۔ صرف خاص ملازمہ کو معلوم تھا کہ میں آ رہا ہوں اور رات کا کھانا اس کی مادام کے ساتھ کھانا والا ہوں۔ محل کے جن باڈی گارڈ اور جاسوسوں کے دماغ میں یہ پیچ چکا تھا، ان کے دماغوں میں پیچ کر پھر اطمینان حاصل کیا اور میرے لیے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ جب وہاں کی مالک میری ہوا اور تھی تو اس کا کوئی ملازم یا سب کا ڈور بھلا مجھے لے گیا۔ اطمینان پہنچا تھا۔ میں نے کارڈی گارڈ کو کہنے والے کی رہنمائی کی۔ اس نے کارڈی گارڈ کے قریب لاکر روک دی۔ اپنی سیٹھ سے اڑ کر میرے لیے پچھلی سیٹھ کا دروازہ کھولا۔ میرے ہاتھ سے اٹھی اپنی زبان سلطان کے پاس آکر بیٹھ گیا، اور دروازہ بند ہو گیا۔ باڈی گارڈ نے اطمینان سے سیٹھ سے سنائی، پھر گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ مجھے خوشی سے تک رہی تھی۔ میں نے کہا: "یہ میرا اصل چہرہ نہیں ہے۔"

اس نے ڈور ڈور پوچھ کر پوچھا: "کیا میرے پاس تمہارا کوئی آؤ کارڈ بیٹھا ہوا ہے، کیا تم اس کی زبان سے بول سکتے ہو؟"

"میں خود تمہارے پاس ہوں۔ میں میں پیچ کر اطمینان سے ایک آپ اندر لگاؤ گا۔"

"دیکھو فریڈ ایسیر سے اسٹیٹس کا خیال کرو۔ میں کسی کے ساتھ نہیں بیٹھی، پیچ بناؤ، یہ تم ہی ہونا ہے۔"

"جیسے شک میں ہوں، یقین کر لو۔"

یہ سبھی سیٹھ کا دروازہ کھولا گیا۔ ہم کار سے اڑ کر محل میں داخل ہو گئے۔ سلطان آؤنی نے میری دیوانے کے مطابق حکم دیا۔ جب تک میرے یہ ہمان محل میں قیام نہیں کرے، تب تک کسی کو محل میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ میں گھوڑے اور سب سے اجازت خریدنے کے سلسلے میں ہی کسی سے ملاقات نہیں کروں گی۔ کوئی سرکاری افسر بھی یہاں قدم نہیں رکھے گا۔ اگر کسی طرح ہاتھوں میں مدد دینی ہوگا تو میں محل کے باہر متعلقہ افسران سے ملاقات کروں گی۔"

اس نے ضروری احکامات دے کر پوچھا: "فریڈ، ادا تم مطمئن ہو؟"

"ہاں، اب یہ محل اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

میں نے رضوتی اور ڈور ڈور لایا۔ تاکہ وہ دونوں محل کے چند اڑاؤ کے لب و لہجہ کو یاد رکھیں۔ میں سلطان کے ساتھ محل کے مختلف حصوں سے گزر رہا تھا جس کی سب سے غلام یا سب کا ڈور کو ضروری تھا تھا، اس کے سامنے ٹک کر دو باتیں کرتا تھا۔ وہ جواب میں کچھ لیتا تھا، میں اس کے گھر جاتا تھا پھر میں سلطان کے خاص رہائی سے میں پیچ گیا۔ آہنی سلاخوں والی دیوار کے پیچھے جیسے آؤنی کے محوم رہے تھے۔ سلطان کو دیکھ کر قریب آگئے تھے۔ کوئی اس کے قہقہوں میں لوٹ رہا تھا، کوئی اس کی پچھلی کی پشت کو چاٹ رہا تھا لیکن وہ کجنت مجھے عزتانی ہوتی لگا ہوں سے دیکھ رہے تھے۔ رضوتی نے کہا: "مجھے ڈر لگ رہا ہے، کیا تم محل کے دوسرے حصے میں نہیں رہ سکتے؟"

"میں نے یہاں آنے سے پہلے ہی علوم کر لیا تھا، تمام شیروں کے دانت نکال لیے گئے ہیں اور تمام ہاتھن تراس دیے گئے ہیں۔ یہ بچہ مار کر میرے جسم کا گوشت نہیں توجھ سکتے اور نہ ہی مجھے منہ مارا کر چبا سکتے ہیں۔ البتہ میری مخالفت میں لڑتے وقت ہرگز قہقہہ لگنا اور کھانے سے ہمراہ اداقت کرنے کا تو دیکھا جائے گا۔ اب تم آرام کرو، رات زیادہ چرتی ہے۔"

وہ ہلکا سا جی میں سلطان کے ساتھ اس کی شاہزادی کی خرابی کا مطالعہ کیا۔ چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ کوئی نڈائی میں پل باؤنی تو بصورت اور سنی خواب گاہ دیکھ رہا ہوں۔ وہ فریڈ انڈاز میں مسکرا رہی تھی۔ ادر میں ایک ایک پیڑ کا پائوٹے رہا تھا اور کھانا چاہتا تھا کہ خراج خواہ تیرا وقت آیا تو کتنی بڑا دل کو ڈھال کے طور پر استمال کر سکوں گا۔

وہ کھانے سے بولی: "میرے محل کی ایک ایک چیز مجھے گوارا دینا چاہیے کہ وہ چہرے تک سے آئی ہے اور کسی طرح وہ محل کی کسی سے تو تمام سلولہات حاصل کرنے میں ہمتوں لگ جائیں گے۔ فی الحال بلو لگ رہا ہے۔ میں چاہتی ہوں تم جلدی سے

میک اپ آؤ، غسل کر، پھر ہم ڈر لنگ روم میں جاؤ گے۔"

میں شام کو ہونوں میں غسل کرنا چاہتا تھا۔ وہاں سے ہوش کر نے والی گیس چوڑی لگتی تھی، غسل اور دوارہ لیا گیا تھا۔ میں نے انہی سے لباس نکالا۔ پھر پوچھا: "غسل خانہ کہاں ہے؟"

وہ بولی: "یہاں میرے کھانا منہ پر رکھ کر ایک آپ آنے کا زمان ہے اور عرض خواہ ہے۔ میں تمہارا دل چاہتا ہوں چہرہ دیکھنے کے لیے تیار ہوں۔ میں تمہارا مزہ کے پاس آیا آئیے کے سامنے بیٹھ کر ایک آپ آنے لگا۔ وہ مجھے غور سے دیکھ رہی تھی میں نے پوچھا: "جو چہرہ دیکھنے کے لیے آئے گا، اسے تمہارے لیے تسلیم کر دو گی؟"

اس نے ہنر کی دراز سے میری ایک بڑے سائز کی تصویر نکالی پھر اسے دکھانے سے کہنے لگا: "یہ تم ہی ہونا ہے۔"

میں نے حیرانی سے پوچھا: "تصویر کہاں سے آئی، تمہاری سوچ نے بتایا تھا کہ آج تک تم نے میری تصویر بھی نہیں دیکھی ہے پھر یہ کہاں سے آئی؟"

اس نے کہا: "تو بے اہم ہے، اب تم نے ہی آج شام بھیجی تھی۔ میں اٹھ کر کھڑا ہوا تھا میرا ایک آپ اڑ کر چکا تھا۔ یہ نیا سا دل مجھے پریشان کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا: "اس نے تمہیں تصویر لاکر دی؟"

"میری خاص ملازمہ لائی تھی۔"

میں نے ملازمہ کے دماغ میں چھ لگا گئی۔ اس کی سوچ نے بتایا محل کے اہلے کے میں کیٹ پر چبک پورٹ ہے۔ وہ اسے مسخ کا ڈور ڈور کرنے والوں کو کھینک کر اپنے ہاتھوں میں لے کر آیا ہے۔ اسے بھی اسی طرح دیکھنے کے بعد محل کے اندر جانے دیتے ہیں کسی نے میری تصویر بھی یہ کہہ کر دی تھی کہ اسے فریڈ صاحب نے ملازم کے لیے بھیجا ہے۔ جو کچھ ایک تصویر سے کسی کو نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا، اس لیے اسے مادام تک پہنچا دیا گیا تھا۔

سوال یہ پیدا ہوا تھا کہ کسی نے میری تصویر سلطان کے پاس کیوں بھیجی ہے، کیا اس لیے کہ ایک آپ آنے کے بعد سلطان نے میرا اصلی روپ دیکھنے کے لیے اس کے دیکھ لینے سے کسی دوسرے کا کیا بھلا ہوگا؟

اس کا جواب مشکل نہیں تھا۔ اگر ٹی بیجی جاننے والے دشمن کو سلطان کے دماغ میں جگہ مل جاتی تو اسے یقین ہو جاتا کہ فریڈ محل میں ہے، لیکن یہ ممکن نہیں تھا۔ میں نے تو میری عمل کے ذریعے سلطان کے دماغ کو لاک کر دیا تھا، مخصوص کو ڈور ڈور کے ذریعے صرف میں ہی اس کے دماغ میں جا سکتا تھا۔ پھر بھیجی میں نے سلطان کو سوالیہ نظر دل سے دیکھا، پھر پوچھا: "کیا تمہارے دماغ میں کوئی لوہا آتا ہے؟"



بلکہ جانا تھا جس پر میں لڑتے کرتے تھے میں نے یہ سنا تھا میں نے اس میں کو دیا یا پھر جلدی سے آکر وہاں لڑ گیا۔ پھر گڑگڑا ہٹ گیا آواز بنا جی میں بیٹے ہی بیٹے پھر بیٹک کے نیچے بیٹک لگے وہ نراور ماہہ اپنی ڈیوٹی پر تھے بیٹک کے دونوں طرف سے جھانک رہے تھے۔ سلطان نے نظر نہیں اڑا ان کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھی میں نے ٹھکانا سے گولی چلا دی۔ ایک ورنہ خزانہ ہوا فرسٹ ہاؤس سے اچھلا۔ پھر شہر پر گزر ٹھنڈا پڑ گیا۔

سلطان کے ملحق سے بیچ نکلی۔ نہیں نہیں تم میرے وفاداروں کو نہیں مار سکتے میں تمہیں گولی مار دوں گی۔ تمہیں گولے لگائے آؤں دوں گی تمہیں زندہ جلا دوں گی۔

ٹھکانے کی دوسری آواز گونجی۔ دوسرا اندر وہی ٹھنڈا پڑ گیا میں نے بیٹک کے نیچے سے جھانک کر کہا میں نے پہلے ہی وارننگ دی تھی یہ میرے ہاتھوں میں جائے گا اور تم نے کہا تھا یہ سٹی کے تھیں نہیں ہیں دیکھو تو یہ مٹی ہوئے۔

میں بیٹک کے نیچے سے سر نکتا ہوا ہر ایک کو دیکھتے سے گری گری سالیس لے رہی تھی۔ ٹھکانا بیچ لگ کر رہی تھی۔ تم کو مار کر یہ نہ بھگتا میرے تمام درندوں پر قابو پا لو گے۔ تم خانے سے شرمگاہ کا چور سنا دو طرفت نکلتے۔ وہاں سے میرے وفادار آ رہے ہیں۔ دوسری پارٹم ترخانے میں جا کر وہاں نہیں آسکے۔ اور نہ ہی دوسرا ہتھیار حاصل کر سکو گے۔

تم میری نکرہ کرو۔ فی الحال امینان ہے۔ تمہاری ہاتھن کا کہے اس خاص حصے میں اب نہروں کے طرف پتھے رہ گئے ہیں۔ میں تمہیں مل کے پیچھے حصے سے گولوں کی فوج بولنے کی مصلحت نہیں دوں گا۔

تم میرے ہاتھ لگاؤ گے؟ کیا کوئی مار دو گے؟

میں کہنے لگوں مارا، ہاں اور کتنا کہہ سکتے کے لیے چھوڑ دیتا ہوں۔

اس بات پر وہ مجھے گولی دینا چاہتی تھی۔ مجھے اس کے دماغ میں جگہ ملتی تو اسے ذہنی اذیت میں مبتلا کرتا لیکن میں خیال خواتین نے پہلے اسے گال دینے سے روک نہیں سکتا تھا اور ایک عورت سے گال سن نہیں سکتا تھا۔ لہذا فوراً ہی پاؤں میں گولی مار دی وہ چیخیں مارتی ہوئی فرسٹ پر گر پڑی۔ میں نے اس کے دماغ میں بیچ لگ کہا۔ میں نے بہت جھوٹا ہتھیار سے دماغ میں لگے گا یہ راستہ اختیار کیا ہے۔ ورنہ جو بھی شخص تمہارے اندر بے ہمتی سے باہر رگڑتی ٹٹ سکتا تھا۔ محل سے سب افراد اپنی سلاخوں والی دیوار کے پاس آگئے تھے ایک گارڈ پوچھ رہا تھا۔ نام ایم آپ کی بیٹی نہیں سن رہے ہیں۔ کوئی ہراسہ دماغ میں لگ کر رہا ہے کہ فراد کو میروک پر عمل کر رہا ہے اگر آپ اپنی دروازہ نہیں کھولیں گی تو ہم لگ کر توڑ کر جائیں گے۔ میں ہم

دیکھ کر کیا کرنا چاہیے؟

میں سلطان کی زبان سے حکم دینا چاہتا تھا کہ مسلح گارڈوں پر چلے جائیں لیکن وہ خیال خواتین کرنے والا آسے روک رہا تھا اس کا ہم دو خیال خواتین کرنے والوں کے درمیان اٹھنا ہوا تھا۔ ہمارا کسی رسائی میں وہ داعی پر لٹھیں لگ سکتی تھی۔ میں نے اسے پیچھے ہٹا دیا۔ دشمن کی مرضی کے مطابق چن کر بولنے کی میں معیت میں ہوں۔ ہمارا دو۔ اندر آؤ اور فراد کو گولی مار دو۔

میں نے خواب گاہ کے دروازے پر لگ کر بند آواز سے کہا میں فراد علی تصور بول رہا ہوں۔ ابھی طرح کان کھول کر سن لو۔ دوسرا ہتھیار لگاؤ اور تمہاری ماٹن کے ٹیوٹے پہن جاؤ گے۔

وہ کانٹوں سے جا رہے تھے۔ ترک گئے۔ دشمن نے سلطان کو گولی سے کہا۔ میری پروا نہ کرو یہ میرے لگھ نہیں لگتا کہ تمہیں یہ سب میں نے بند آواز سے کہا میں تمہاری ماٹن کا کچھ بگاڑ سکتا ہوں یا نہیں یہ آواز سنو اور اپنی عقل سے فیصلہ کرو۔

میں نے جت کی جانب ایک فائر کیا۔ وہ پھرتا توڑنے۔ باز گئے۔ لیکر رہی گاڑ لے لگاتے۔ ادا م آپ کی جان جاسکتی ہے۔ آگے کی حالت نہیں کریں گے۔

دشمن کی خیال خواتین کا ہر جہز تھی۔ وہ سلطان کے دماغ پر جا کر تھکے گاڑوڑ کو اندر بلا سکتا تھا مجھے کوئی نقصان پہنچا سکتا تھا یہ کہیں اسے پوری طرح قبضہ جانے کا موقع نہیں دیتا تھا اس طرح کو پہلی بار مثل آئی کہ دوسرے خیال خواتین کرنے والے کو اس کی جان کا نہیں ہے۔ وہ ہر حال میں مسلح گاڑوڑ کو اندر بلا جاتا ہے۔ چاہے ان کی ہاتھ لگ کر گولی کیوں نہ مارے۔

وہ مجھے تو دشمن سمجھ رہی تھی، اب دوسرے کی حقیقت واضح ہوئی تھی کہ وہ فراد کو جان سے مارنے کے لیے اس کی جان کا دشمن بن گیا ہے۔ میں اس کے دماغ میں تمہاری گولی کے زخم سے ٹٹھکتی ہو رہی تھی۔ اس نے سرنگ کے راستے سے آنے والوں کا کام تھا کہ ترخانے میں بیچ کر وہاں کا تمام اسلحہ قبضے میں لے لیں اور ان کے اگلے حکم کا انتظار کریں۔ اب اس کے دماغ میں یہ بات پیدا ہو چکی کہ ٹٹھکتی کے ذریعے ترخانے کے گاڑوڑ کو خواب گاہ میں پہنچانے وہ فوراً کاربن سر ہار کر بولی ٹٹھکتے دوسرے میں چینی چلتے والے غیبت تو کون سے کیا ترخانے کے گاڑوڑ کو میرے حکم سے ہار کے فراد کے ہاتھوں ہار کر لانا چاہتا ہے۔ تو نے دیکھا ہے کہ ترخانے اس نے وارننگ کے طور پر پاؤں میں گولی ماری ہے۔ یہ اس کا پہلا سینے میں آنا سکتا ہے۔

میں اس کے دماغ سے نکل کر خواب گاہ میں رکھے ہونے والے فرسٹ ایڈ میں کو اٹھالا یا پھر اس کے ذہنی موہن ٹی کرتے ہوئے

دماغ میں انہیں مارنا چاہتا ہے۔ میں انسان ہوں ذہنوں پر مر رہا رہتا ہوں۔ اگر تم مجھے دشمنی نہ کرتے تو میں تمہیں دشمنی نہ کرتا۔

وہ تکلیف سے کراتھی ہوئی بولی مجھے ہمدردی نہ کر دو مجھے یہ روزوں سے بہت عزیز تھے۔ تم نے انہیں نہیں مجھے مارا دل آپ نے کیا میں ان کا قہر نہیں جانتا؟

ہاں بل جلتے۔ میرے ان وفادار جانوروں کے آگے بھڑکے ہیں۔ کوڑوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

”دشمنی نہ رہی ہے مگر بل نہیں جا رہے ہیں“

دشمن نہیں بیٹھی چلنے والے نے اس کی زبان سے کہا جب میں میں رہوں گا اس کے بل نہیں جائیں گے۔ دیکھنا یہ بے شک میں یہاں رہ سکو گے۔ تمہارا ساتھی تمہاری مدد کے لیے عمل میں آیا تو نے میں تمہیں نہیں رکھ کے کا عمل کے تمام ورانڈوں پر اور وہ تھا کہ سرنگ والے دروازے پر میرے آہیوں کا قبضہ ہے۔

میں نے کہا ”جب تمہیں یقین ہے کہ میں گرفتار ہو جاؤں گا یا تمہارے ہاتھوں میں جاؤں گا تو پھر وقت کا انتظار کرو۔ اس موقع پر بات کر دو۔ یہ بتاؤ گا اس وقت تم سلطان کے دماغ میں موجود تھے جب میں اس پر توڑی عمل کر رہا تھا؟“

ہاں میں موجود تھا۔ تم اس پر عمل کر رہے تھے اور میں اس کی زبان سے ایک معمولی کر جواب دے رہا تھا تم میرے فریب لگائے کہ عقل کے بعد سلطان تو میری نیند سو رہی ہے۔ میں توڑی درجہ تک اس کے دماغ پر قابو میں رہا۔ جب یقین ہو گیا کہ تم چلے گئے ہو تو میں نے سلطان کے خواب پر دماغ کو ٹٹھکانے میں معمول بنایا پھر اسے علم دیا کہ وہ آج رات گیارہ بجے تک فراد کے تمام احکامات پاسے پڑھیں اور تعمیل کرتی رہے اس کے بعد وہ تمہاری جانی دشمن بن جانے لگی تم اس کے دماغ میں آنے کے لیے جو کوڑوڑ ڈٹھکتی کیے ہیں انہیں بھول جانے کی اور تمہیں دماغ میں آنے کی اجازت نہیں دے گی۔

میں نے پوچھا کیا تم نے یہ نہیں سوچا تھا کہ اسے دشمنی کر کے دماغ میں آسکتا ہوں اور تمہارے ذہنی عمل کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے؟

وہ ہنستے ہوئے بولا ”میرے سر کو توڑ کر کون سا مال کر کہے ہو؟“

میں نے کہا ”جتنے تک تمہارے احکامات کی پابندی ہے۔ اب نہ بے ہمتی نہ سکتا۔ تمہارا آخری وقت آ گیا ہے۔ تم یہاں سے زندہ سلا نہیں جا سکو گے۔ بہتر ہے نا دماغ میرے حوالے۔“

اس نے بات اور دوسری چور دی۔ میں نے انتظار کرنا شاید وہ پوچھتا کہ اسے کبھی کبھی گالین اور خاموشی رہی میں نے پوچھا کہ کبھی کبھی ہاتھوں سے کواچانک موت آگئی ہے۔ یہ زبان بند کھول ہوگی، جبکہ موت کی زبان سے بول رہے تھے، جو کبھی بند نہیں ہوتی۔“

سلطان چپ تھی۔ میں نے اس کے دماغ میں بیچ لگنا وہ سوج کے ذریعے کمر رہی تھی۔ میرے دماغ سے اور میری زبان سے بولنے والے معیت اپنے موت آجاتے تو ہوش کے لیے خاموشی برپا کم ایک کم ٹپکی بھتی دماغ سے تو جانتے گے کہ دوسرے میں غصہ لوں گی۔ مجھے سوچنے بھنی توڑی کی مصلحت مل جانے تو میں فراد کو یہاں سے زندہ نہیں جانے دوں گی۔“

اس کی بات پوری ہوئی تو دشمن کی آواز سنائی دی وہ بڑی جلدی میں تھا کہ ہر ہاتھ سلطان نے اسے ایک برائے میں پڑ گیا ہوں۔ صرف اتنا مجھے لگتا آیا ہوں تمہاری سلاخی کا میں وہی ایک طریقہ ہے جو میں نہیں بتا چکا ہوں کہ اس طرح اس پر عمل کرو۔ میں فرسٹ ہاؤس میں آؤں گا۔“

وہ چلا گیا۔ اس کی دانست میں میرا آخری وقت لگتا تھا وہ سلطان کا ساتھ دے کر مجھے حکم نکلتا تھا لیکن مجھ جیسے ایک شکر گارڈ چانک ہی چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اس کا مطلب یہی ہوتا تھا کہ وہ جہاں کہیں بھی تھا وہاں خود اس کی جان کے لئے پڑ گئے تھے۔ کچھ دیر پہلے اپنی جان بچانے کے لیے ہی کوئی دشمن میدان چھوڑ کر جاتا ہے اور وہ جا چکا تھا۔

اس نے سلطان کو ایک طریقہ بھی بتا دیا جس پر وہ عمل کر کے مجھ پر قابو پا سکتی تھی اور یہی طریقہ تھا جس کے ذریعے میں نے سلطان کے دماغ میں جگہ بنائی تھی۔ یعنی اب وہ مجھے کسی طرح ذہنی کر کے ٹٹھکتی تھی۔ میرے دشمن نے اسے سمجھا یا تھا کہ میں ذہنی ہونے کے بعد خیال خواتین کے فال نہیں رہوں گا۔ میرا سب سے بڑا ہتھیار یہ تھا یہ نہ ہوتا تو وہ اپنے خیال کے مطابق مجھے ایک پگلی میں مسل تھی تھی۔ اس نے ذہنی بارڈر ڈالنا سے پرہیز ہوئی اور نقل کو دیکھا۔ اگر فاصلہ کچھ کم ہوتا تو وہ نقل تک پیشگی مزد کو کشتی کرتی۔

میں فرسٹ ایڈ میں کھٹنے کے سامنے وہاں سے بہت گریاہیں اسے دوسری جگہ لگ کر پھرتا اور نقل اس کے ہاتھوں میں آگئی تھی۔ وہ کچھ کے سے بغیر فوراً ہی مجھے زخمی کرنا چاہتی تھی۔ اس نے پہلے سوجا اور نقل کے کندھے کو دماغ میں شانے سے لگا کر میرا شانے سے چھوڑ دیا میں اپنی شانے سے لگا کر گولی مارنا چاہتا تھا۔ پھر دماغ نے سمجھا اور نقل کی سطح سے آنکھ لگا کر نشانہ لگانے کے لیے ایک آنکھ بند کر رہی تھی۔ اس کی دوسری سوجے نہ لگا۔ ہرگز نہیں میں ایک آنکھ بند کر دوں گی تو وہ مجھے لگا آنکھ مار رہی ہوں۔ میں ہرگز ایسا نہیں کروں گی۔“

وہ اور نقل کے کندھے کو کسی دماغ میں شانے کی طرف لاری تھی کبھی بائیں شانے کی طرف کبھی ایک آنکھ بند کر رہی تھی اور دوسری آنکھ نشانہ کے خیال سے فوراً دونوں آنکھیں پوری طرح کھول دیتی تھی۔ آخر اس نے صبر کر کر کہا تم مجھے اتنا بھرا ہے ہو میں اتنی دیر سے اتنی دیر سوچتا



کر رہی ہیں ہاتھوں میں اٹھل ہوتے ہوئے بھی ہمیں کوئی نہیں مار رہی ہے  
تم خیال خزانے کے ذریعے مجھے اٹھاسا ہے ہو گیا تم جانتے ہو کہ تمہارا ذوق  
اچانک یہاں سے کہاں چلا گیا تھا؟ میں بتاتی ہوں۔ وہ تمہاری رسوائی کو  
خریب کرنے کے لیے تھا۔ اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہے میں  
نہ ہو تو کبھی کوئی کارگر دیکھ لو؟

اس نے جو کہنے والی بات کہہ دی تھی۔ میں پریشان ہو کر  
فورا ہی خیال خزانے کی پر واز کرتا۔ یہاں سے عہدت میں رسوائی کی حفاظت  
کے لیے جانا۔ اور صراحت کے لیے دماغی غیر حاضری میں وہ مجھے کوئی بار نہ  
فدا کا شکر ہے کہ ان حالات میں ہمارے تجربات کام آتے ہیں ان تجربات  
کی روشنی میں ہم اچانک کوئی قدم نہیں اٹھاتے لیکن اوقات انسان  
سے بے اختیار کوئی حرکت سرزد ہو جاتی ہے۔ ہم ایسے بے اختیاری  
عمل سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ میں نے فوراً ہی رسوائی کی خبر  
لینے سے پہلے سلطان کو راضی کر لی طرف اچھلتے پر جو کر گیا۔ وہ جو  
ہوئی۔ میں نے راضی کو کچھ کرتے ہوئے کہا۔ جسٹس نے منہ میں بھی آیا۔  
میں نے خیال خزانے کی پر واز کی رسوائی سے کہا۔ میرے پاس آؤ؟  
یہ کہتے ہی دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ سلطان بیچ ڈھابا کھا رہی تھی۔  
رسوائی سے آکر پوچھا کہ کیا بات ہے؟

میں نے پوچھا۔ تم خبر دیتے ہو؟  
"بالکل خبر دیتے ہوں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ ہمارے دونوں  
بیٹے بھی خبر دیتے ہیں۔ سب کے دشمنوں کے چہروں میں ہیں۔ فرست تے لو  
ان کی خبر لیا۔"

میں جلد ہی ان کے پاس جاؤں گا تم جا سکتے ہو۔ اور کبھی وہ  
وہ چلے گی آ کر لگیا۔ میں نے پوچھا کیا کر رہے ہو؟  
اس نے جواب دیا۔ "مادام رسوائی یارن دوم کے پاس ہیں ہیں  
یارن اول کے پاس آنا جاتا ہوں میرے لائق کوئی خدمت؟  
"اگر یارن اول اور جو جو کے پاس رہنا ضروری نہ ہو تو سلطان  
کے دماغ میں رہو؟"

"آپ اپنے بیٹے کو مانتے ہی ہیں۔ وہ تم خیال خزانے کرنے والوں کا  
انسان لینا نہیں چاہتا۔ میں تو سچ چاہتا ہوں جو جو کے دماغ میں جا کر  
خیریت معلوم کرے گا ہوں۔ ہر حال میں سلطان کے پاس رہوں گا۔"  
میں نے آکر جوتا پاتا۔ وہ خیال خزانے کرنے والا وہی تھی سلطان  
کے دماغ میں نہیں ہے لیکن کسی وقت بھی آ سکتا ہے اور کوئی بھی خیال  
چل سکتا ہے۔ تم مجھے سلطان کے چہرے کی حالت سے آگاہ کرتے رہو؟  
وہ اس کے دماغ میں چلا گیا۔ میں نے مانتی پاشا کو مخاطب کرتے  
ہوئے وہ جگہ بتائی جہاں شکرنگ کے لٹے سے باہر نکلا جا سکتا تھا۔ میں  
نے کہا۔ تمام وفاداروں کے ساتھ وہاں پہنچو اور میری اگلی ہدایات کا  
اظہار کرو؟

پھر میں نے سلطان سے کہا۔ "میرا شکر اٹھانے سے تمہاری  
سرخ افزائی نہیں ہم دو کہ تمہارا وہیں چھوڑ کر باہر چلے گا۔  
میں نے اس کے احاطے میں آ جاؤں گی؟  
"میں یہ حکم نہیں دوں گی؟  
"کیوں خیال خزانے پر جو کر رہی ہو؟"

"میں دانستہ اپنی مرضی کے خلاف کوئی حکم نہیں دوں گی  
میں نے آرسے کہا۔ اس کی زبان سے اس کا حکم جانا کہ  
دوسرے ہی لمحے وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اپنی امانت کے  
جا کر اس کے ایک خفیہ خانے سے چھوٹا سا فرانسسٹر لگا  
رابطہ قائم کر کے میری مرضی کے مطابق حکم دیا۔ دوسری طرف سے  
کا حکم سننے والا سیکورٹی گارڈ رہا تھا۔ مادام آپ کا حکم پورا  
پر۔ لیکن یہ حکم فراد کا بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک کذاب  
دوسرے کی آواز میں اس دوسرے کو بھی اپنا حکم بنا سکتا ہے؟  
آرسے نے سلطان کی زبان سے ڈانٹ کر کہا۔ کیا تم نے کنا جانے  
ہو کر میری فراد کی حکم ہوں۔ یونٹری فراد نے کیسے سمجھا لیا کہ میں اپنی  
فات پر کسی کی مکرانی برداشت کر سکتی ہوں؟

وہ سم کر بلا تے سوری مادام! میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں  
تھا۔ میں تو صرف آپ کی سلامتی چاہتا ہوں۔ آپ واقعی خلیفہ کی لگا  
کو حکم نہیں بنا سکتا۔ ہم آپ کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔ ہتھیار یہاں  
چھوڑ کر جا رہے ہیں؟

سلطان نے اس سے رابطہ ختم کیا۔ پھر اس جگہ کے انچارج  
فرانسسٹر پر مخاطب کیا جو شکرنگ سے باہر جانے والے چور و دانے  
پر چار سب کے گاڑنے کے ساتھ ڈیوٹی پر ہٹا تھا۔ اس نے کہا۔ میں کنا  
ہوں؟ یہ جگہ تو پھر چور و دانہ اور حمل کے احاطے میں چلے آؤ ہاں دوسرے  
گاڑ ڈیوٹی پر آئیں گے؟

انچارج نے کہا۔ "مادام آپ کے حکم پر ہم جاننے والے ہیں  
لیکن کسی نے میرے دماغ میں کہا ہے کہ آپ نے نظرات میں گہری جھانکی  
کوئی آپ کے دماغ پر قبضہ جا کر؟"

وہ بات کاٹ کر ڈیوٹی ہوتی ہوئی یونٹ پر یونٹ آپ کا یہ حکم  
دماغ کو کھڑو کر کے اس کی جگہ سمیٹے ہوئے یونٹ آتے ہیں وچ! میرے  
کی فراد تعمیل کرو۔ دوسرے میرا فراد تم پر نازل ہوگا؟

"معافی چاہتا ہوں مادام! ہم ابھی ڈیوٹی چھوڑ کر یہاں سے چلے  
میں نے مانتی پاشا سے کہا۔ تمہارے سامنے سونے کے لٹے  
پر جو گرین کا بیج ہے وہاں اپنے وفاداروں کے ساتھ چلے جاؤ۔  
مناخت جنیں کرے گا۔ اگر کوئی کرے تو کوئی مار دیتا؟  
میں نے ترخانے کے سیکورٹی گارڈ کے پاس کھڑے ہو کر  
تھم ہاتھوں کے ساتھ ہتھیار وہیں چھوڑنے کے بعد شکرنگ سے

گزر رہا تھا۔ جب مانتی پاشا گرین کا بیج میں پہنچا تو وہ جگہ خالی کی وہاں  
ڈیوٹی دینے والے جا چکے تھے۔ میں نے کہا۔ پاشا ابھی ایک درجن نئے  
ولنگ گرین کا بیج کے ایک چور و دانے سے سے باہر آئے ہی والے ہیں۔  
ابھی ایک کمرے میں بند کر دینا۔ پھر خود میرے بعد سلطان آفری کے  
ساتھ آؤں گا۔ محتاط رہو۔ گرین کا بیج کے باہر کسی دوسرے کو نظر رکھو؟

میں اسے ضروری ہدایات دے کر دماغی طور پر حاضر ہوا۔ سلطان  
مجھے ٹھوکر دیکھ رہی تھی۔ مجھ سے نظریں ہٹتے ہی درازم پر گئی۔ مسکراتے  
ہوئے بولی۔ میں ہار گئی تم جیت گئے۔ دراصل میری زندگی میں تمہارے  
جیسا ناقابل شکست مرد نہیں آیا تھا۔ اس لیے میں مردوں کو حقیر سمجھتی تھی۔  
آنا میں دل و جان سے خود کو تمہارے حوالے کرتی ہوں؟

وہ دونوں ہاتھیں جیکار میری طرف بڑھا چکا تھا۔ آرسے نے  
اسے روک دیا۔ اس کی زبان سے کہا۔ "بھائی فراد! بے مزا ڈوسے سو جیکار  
ہے زبان سے بولتی ہو گے۔ بہت کمبت کی کھڑی ابھی تک یہ بات نہیں آئی  
کہ تم چور و زنیات میں پڑھتے ہو؟"

سلطان اپنی زبان سے اپنے ہی خلاف بول رہی تھی اور ان  
بھی رہی تھی غصے سے بولی۔ "فراد! یہ تم نے کہنے کے میرے دماغ میں  
بجھایا ہے؟ یہ جو ملتا ہے۔ میرے دل میں تمہارے لیے جو سچی محبت ہے  
یہ اس محبت کی توہین کر رہا ہے؟"

میں نے کہا۔ "میں تمہاری سچی محبت کی قدر کرتا ہوں۔ شخص جمع  
دماغ میں ہے۔ اسے ابھی نکال رہا ہوں۔ اس کے جانے کے بعد میں  
اچھی طرح تمہاری قدر کروں گا؟"

میں نے آرسے کہا۔ "میں تمہیں اس پہلی کا بیج کے ہاتھ کے ہاں  
پہنچا ہا ہوں جس میں میری سر سے یہاں تک آتا تھا۔ تم اس کے ذریعے  
فرانگ کلب کے ماہر انجینئرز کے دماغ میں پہنچو اور اس کے ذریعے  
انکا بیج کو اچھی طرح چیک کر دو؟ میں نے کوئی خرابی پیدا کی ہو تو اسے  
دور کر دو؟"

دنیا کی پہلی ٹرانسفر مشین بنانے والا شکرنگ ڈیوین میکینک  
تھا۔ اپنی ٹرانز میں ذہنی کا بیج کو اچھی چیک کر سکتا تھا۔ وہ اپنا فراد  
ادا کرنے جا گیا سلطان نے پوچھا۔ کیا تم سب سے سے جا رہے ہو؟  
میں نے مسکرا کر پوچھا۔ "تم کیا چاہتی ہو؟"

وہ قاتلانہ انداز میں مسکرائی۔ مجھ پر غصے بیٹھے دونوں ہاتھیں  
بھیڑ دیں۔ اپنی آواؤں سے کہہ رہی تھی۔ "نہا فراد! دوسرے چلے آؤ۔  
میں نے اس کے دماغ میں دراخت سے کہا۔ "میں رسوائی والی  
بھگ رہوں۔ یہ نہ سمجھا میں اپنے میان کو تمہاری بیسی عورتوں کے پاس  
چھوڑ کر غافل ہو جاتی ہوں۔ لہذا میں نہیں گراؤ۔ روز دماغ میں نزلہ  
بیکار کر دوں گی؟"

میں رسوائی بن کر اس کے وقت مسکرا ہاتھ اور اپنی جگہ سے اٹھ  
جسے تازن آج تک نہیں بھولے  
تیمت فی حقہ۔ ۱۰/۱۰۰ روپے ڈاک خرچ فی حقہ۔ ۱۷۰۰ روپے  
□ ہتھیاروں کا بیج کے شاکتین کے لیے  
□ طے نہ مناخ پیکٹ نہ کے والوں کے لیے  
□ جاسوسی ہتھیاروں کے بیج کے لیے  
ایک دلچسپ داستان آج تک آپ نے نہ پڑھی ہوگی؟  
کتابوں کی شکل میں تیار ہے  
اپنے قریبی ایک مثال سے طلب فرمائیں یا براہ راست ہم سے حکم فرمائیں  
جنوں سے کہنا۔ ہر حکم کے لیے ڈاک معاف

کتابیات پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۱۳۳ کراچی ۱

میں سے ایک شخص دو یا تین ہنگامے کے پھلے فرش پر بیٹے ہی بیٹے نکلنے میں پتھر گئے۔ وہاں دو رنگ ہتھیار رکھے پڑے تھے۔ مسلح کا ڈراہمی نامک کے حکم کے مطابق وہ تمام ہتھیار چھوڑ گئے تھے میں جاوں طرف سے گھبرا ہوا تھا۔ اگر یہ آسانی سے سلطان کو برع حال بنا کر سے جا رہا تھا۔ تاہم دشمن خیال خزانہ کرنے والا کسی وقت بھی اگر باہر ناپسند کیا سکتا تھا یا اس کے شعوبے کے مطابق اس کا کوئی معمول بھی نہیں ہے چپ کر گئی مار سکتا تھا۔ ان حالات میں ایک ہتھیار ضروری ہو گیا تھا۔ میں نے ایک بھلا ہوا راولپور اور چند کلاؤں اٹھا کر رکھ لیے۔ پھر سلطان سے کہا: میں ہر وقت تمہارے دماغ میں نہیں رہ سکتا۔ سیر میں طرح میرے آگے آگے ہستی رہو۔ اگر سوتی وہ وہ آئے گی تو تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر تمہاری کھوپڑی اٹا دے گی۔

وہ چپ چاپ میرے آگے آگے سرنگ میں داخل ہوئی۔ میں نے مائی پاشا سے معلوم کیا ہو تو گریماں ہتھیار چھوڑ گئے تھے ان سب کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھا۔ میرے لیے باہر ایک گاڑی تیار تھی۔ پاشا قیمن سے کہہ رہا تھا کہ گرین کالج کے باہر اس پائل کوئی سے نہ کسی قسم کا حفظ ہے۔ لیکن بیروا دل نہیں مان رہا تھا۔ وہ دشمن خیال خزانہ کرنے والا ضرور کوئی جاں بچھا کر گیا ہوگا۔

میں سرنگ سے گزرتا ہوا خیال خزانہ میں مصروف تھا۔ لیکن پاشا کا بھی دھیان تھا۔ سلطان آگے جا رہی تھی اس کی طرف سے فی الحال کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ میں نے آکر کوئی طلب کیا۔ اس نے کہا: یہی کلاؤں میں کوئی خزانہ نہیں ہے۔ میں پوری طرح مطمئن ہوں۔

میں نے کہا: اب تم فلائنگ کلب کے دو چار اہم افسر تیار افراد کے دماغوں میں آتے جلتے رہو۔ میں بھی انہیں شریک کر دینا گا۔ کیونکہ فلائنگ کلب کی ضروری کارروائیوں پر عمل کیے بغیر یہاں سے جا رہا ہوں۔

ہم سرنگ کے آخری سرے پر آ گئے۔ چور دوڑا سے کوھوڑا تو دوسری طرف مائی پاشا استقبال کے لیے کھڑا ہوا تھا۔ میں نے ایک کمرے میں آکر کمان میں پانچ منٹ بعد یہاں سے نکلوں گا لیکن اہام ابھی جائیں گی۔ ان کے ساتھ تم میں سے کوئی جانے گا اور جو بھی جائے گا اس کی زندگی کی ضمانت نہیں دی جائے گی۔

تمام وفادار میرے حکم پر جان بیٹے کو تیار تھے۔ ان میں سے ایک سلطان کے ساتھ آس کر سے نکلنا پھر کالج پکڑا اور باہر کی طرف نکلانی ہو رہی تھی۔ دور دور تک کوئی دشمن نظر نہیں آ رہا تھا۔ ہمیں فلائنگ کلب تک لے جانے والی گاڑی کا کالج سے دکن قدم کے فاصلے پر تھی اس گاڑی کو بھی اچھوٹے طرح چیک کر لیا گیا تھا۔ اتنی احتیاط کے باوجود جاہل ایک ہی کالج کے قریب والی ڈرائیونگ لائن میں ٹھکرا رہی اور پھر نوا تھا۔ اندر سے ایک سردار دو ہاتھ ہارے۔

ان ہاتھوں میں ٹیلی گراف کی بوٹی داخل تھی۔ اس نے سلطان کو دیکھا جانے والے کا بیچ نشانہ لیا پھر گولی چلا دی۔ وہ وفادار چپ کر گیا پھر زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ دوسرے وفاداروں نے فائرنگ سمت کا اندازہ کرتے ہی ہوا تفرخا نرنگ شروع کر دی۔ گولیوں کی آواز سنا کر اٹھا کر کالج میں لے آئے۔ دو بال بال پچھا تھا۔ اس کا کالج بیچ مار کر زمین پر گر گیا تھا تاکہ گولی چلانے والا مطمئن ہو جائے اور وہ فائر زرد کرے۔

میری خیال خزانہ کے مطابق چار وفادار سلطان کو اٹھا کر لے کے اندر لے گئے پھر اسے اشارت کر کے وہاں سے جانے کے لئے گاڑی کا ڈھکن بند ہو چکا تھا۔ وہ فائر کرنے والا واقعی مطمئن ہو گیا ہو گیا تھا۔ میرے ایک وفادار نے قریب جا کر ڈھکن کا اٹھا کر طرف چھینک دیا۔ اندر سے فائرنگ ہوئی۔ اس وفادار نے فائرنگ کی چابی دانتوں سے باہر کھینچی اسے گٹر میں ڈال پھر دوڑتا ہوا دروازہ اوندھے منہ لٹ گیا۔ رات کی خاموشی میں زور دار دھماکہ دور تک پہنچا۔ سلطان کی گاڑی تھوڑی دور تک ٹھہرتی رہے گی۔ دشمن پکڑنے والے نے نہ جانے کہاں کہاں مسلح آٹو گاڑیوں کو پھیلایا تھا انہیں اچھی طرح دیکھا تھا کہ سلطان کے ساتھ کوئی بھی آئے والا فائر ہی ہوگا۔ لہذا اسے گولیوں سے بچوں اور جانے اس کا پلانہ لاکھ کاپیر دھوکے میں میرے وفادار کو گولی مارنے میں ناکام رہا تھا۔ دوسرے آٹو کار اب سلطان کی گاڑی پر فائرنگ کر رہے تھے۔ اسے ہاتھ سے لپکتے دیکھ کر اسٹیشن نے بھی کئی ہم کے دھماکے کیے۔ غلام سلطان ان گاڑیوں کا بیچ نہیں سکتی تھی۔ دھماکوں سے اس کے پینٹے اٹھ گئے؟ سلطان نے وفاداروں اور وفاداروں کے دماغوں میں بیٹھنے کی ناکام کوششیں کیں۔ پھر چند ساتھیوں کے لیے مائی انداز میں سر کوٹھکا گیا۔ یہ خبر انہیں بھی چھپے اپنے وفاداروں کی موت کا دلہا صدر منہ پر ہاتھ ڈال دیا۔

وقت ماہم سلطانہ آخندی کے لیے ایک ڈرائیونگ میں ہوا تھا۔ میں نے چپ چاپ وہ گرین کالج چھوڑ دیا۔ اس گاڑی کا کالج سے دشمنوں کو قیمن ہو چکا ہو گا کہ ماہم کے ساتھ تفرخا نرنگ ہوا گیا ہے۔ میں چھپ چھپا کر سردر کے پاس تک آ گیا۔ وہاں ایک گاڑی سے لفٹ حاصل کی۔ پھر فلائنگ کلب پہنچ گیا۔ پورے جزیرے میں ہیل سٹیج کی جتنی میسلس فائرنگ کے علاوہ ہونے لگی دھماکے سناتے تھے۔ سبھی ہتھیار ہتھوڑے کر لیا ہو رہے تھے۔ اور کہاں وہاں سے آتے والے ہر ایک کو سونگتے پھر رہے تھے۔ مجھے کچھ کہنے سے پہلے خیال خزانہ انہیں سانس کی طرح سونگتے لیتی تھی۔

ہیل کالج کا پائلٹ میرا منتظر تھا۔ میں نے اور اسے لے لیا۔ دو نیا نیا انسان کو تالیوں میں کیا۔ انہیں اپنے ساتھ ہلی کالج میں دو لوگوں سے برصاف نکر کے اس میں سوار ہوا۔ میرے ہاتھ کا پتھر

دراخروج کی دوسرے دنے دار لوگ ڈوٹے ہوئے آ رہے تھے۔ ہزاروں کے کہہ رہے تھے کہ یہ غیر قانونی پرواز ہے۔ ان میں سے اب اس نے کہا: ہم نادان نہیں ہیں۔ ہم بھی غیر قانونی پرواز کو سمجھتے ہیں۔ پھر پتے پر پرواز کی اجازت کیوں دی؟

دوسرے اس نے جواب دیا: ہم فلائنگ کلب کے افسران ہیں ہاں سے بھی یہاں کا پٹرکرو جانے سے روک سکتے ہیں لیکن خیال خزانہ پہلا ڈاکو روک نہیں سکتے۔ کیونکہ یہاں پہلی تیسری کا طریقہ ہمیشہ دماغوں کے ذریعے سے پرواز کرتا ہے۔ اولوں کے لیے کوئی قانون نہیں ہے۔

ان کی بحث کے دوران میرا بیٹی کا پٹرکرو میرے سے ہمت دینا لگی تھا۔ میں اور آدمیوں کے تمام افسران کے دماغوں میں پہنچ تھے جس کے نتیجے میں وہ اس ہاں کے دوسرے جاگ کو اس فریڈی پرواز کی اطلاع نہیں دے پائے تھے۔ میں نے پاشا سے کہا۔ اب اپنے اپنے گھر میں جا کر آرام کرو۔ جن چار وفاداروں نے میرے لیے جان دی ہے ان کے وارٹوں کو بیچ کر ایک ایک لاکھ ڈالرا دیا کر دینا ہرگز میرے سے نکل چکا ہوں۔

وہ پریشان ہو کر بولا: جناب آپ کے جانے کے بعد یہاں کے بیٹوں والے اور دوسرے خیال خزانہ کرنے والے دشمن مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

”تم جزیرے کے سب سے بڑے برعاش اسلہ تے ہو اور اب سے زیادہ فریڈی کرو۔“

”جناب! میں پہلے ڈرپوک نہیں تھا۔ آپ نے میری توقع سے زیادہ دلرت اور ہر سے ہوا ہرات دیے ہیں۔ اب یہ سوچ کر ڈرتا ہوں کہ میری جان کا تو اتنی ساری دولت کا کیلئے ہے؟“

میں نے ہنستے ہنستے کہا: ”فکر نہ کرو۔ تم میں سے کسی وفادار پر ہاتھ نہیں لگے گی۔“

میں نے آرم سے کہا: اب میں اپنے دونوں بیٹوں کی خبر لوں گا۔ تم لوگوں کی پاشا اور دوسرے وفاداروں کا خیال رکھنا۔ انہیں پریشان نہ کرنے والوں کو کھرا دینا کہ کبھی تمہارے میں جو کچھ ہوا اس کا تفرخا نرنگ تھا۔ اس کے باقی ساتھیوں کو قانونی گرفت میں نہ لایا جائے۔ ورنہ تمہارے میں دن لست تباہیاں آتی رہیں گی۔“

میں نے فزوریکی بریایات دے کر دعا کی طور پر حاضر ہو گیا۔ فزوریکی کی سرحد پار کر رہا تھا۔ میں بند ہی بیٹوں پہنچنے والا ہوں۔ پھر ایک وقتے دار افسران کو اپنے آئندہ کی اطلاع دینے کے بعد پھر ایک ہی رہا۔ اس کے میں پہنچ کر آرام سے دونوں بیٹوں کے پاس پہنچا۔ وہیسیہ حال دونوں کی مندا اور خوشوں نے یہ اچھوٹے طرح مجھا دیا۔ کچھ دنوں کے فتنے میں نہ لگ کر رہا ہے۔

الفریڈی نو فزوریکی کے کھانے کے بعد ہی رہا تھا اور پاگل آؤ جو جو کو پور کر رہا تھا۔ بڑے سرو میں کہہ رہا تھا: ”میں جنات کے وجود کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور جو ہوا ہی تو میں خود ہست بڑا جن ہوں۔“ اسٹیبل کے بڑے بڑے سردار میرا نام لیں کر کناپ جاتے ہیں۔ فخر نہ کر دو۔ میں تمہاری بیوی پر جن کا سایہ نہیں رہنے دوں گا۔ اسے جھگا دوں گا۔“

پارسی نے الفریڈ سے کہا تھا کہ جو جو کچھ کہا ہے اسے یاد رکھنا۔ میں نے اس پر حقائق ہو گیا ہے۔ اسی لیے اس کے شوہر کو بھی پاس آنے نہیں دیتا۔ الفریڈ بلا کا میاش تھا۔ جو جو کچھ کہا تھا۔ اس نے موقع سے فائدہ اٹھا کر کہا: ”میں جو جھگڑاں گا اور اس جن کو جھگا دوں گا۔“

پارسی نے کچھ سوچ کر ہی اس کے سامنے جنات کا منہ چھڑا تھا۔ اس نے کہا: ”مشر نو فزوریکی آپ جانتے ہیں، میں فزوریکی سے نفرت ہے لہذا تم خواب گاہ میں جا رہے ہیں۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا: ”میرے بغیر جاؤ گے تو وہ جن اٹھا کر چلے گا۔“

پارسی نے کہا: ”خواب گاہ کا دروازہ کھلا ہے گا تمہارے کاتے کے بعد بند ہو گا۔“

وہ جو جھگڑے کے ساتھ جانے لگا۔ الفریڈ نو فزوریکی نے کہا: ”میں یہاں تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گا۔ کچھ دن چند منٹ آئی آپ ہوں۔“

پارسی نے خواب گاہ میں آکر جو جھگڑا کہا: ”آرام سے بستر پر لیٹ جاؤ۔“

وہ بولی مجھے ڈرگ رہا ہے۔ یہ آؤی اچھا نہیں ہے۔ اچھی یہاں آنے کو کہہ رہا تھا۔“

”گتے دو۔ میں اس کے سر سے عیاشی کا جن آثاروں کا تم لطیفان سے لیٹ کر انہیں بند کر دو اور دماغ کو ہلاکت سے کرسو جاؤ۔“

اس نے مسکرا کر پارسی کو دیکھا۔ پھر آرام سے لیٹ کر انہیں بند کر لیں۔ پارسی نے بیٹوں کا لیسو رہا تھا کہ با صاحب کے والے



کا ایک نمبر ڈال لیا۔ وہ نہ صرف فرادہ کی نہیں کے لیے مخصوص تھا بلکہ لگانے والے یہ معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ وہ نمبر کس کا ہے اور میری کس نسل سے ہے بات کی گئی ہے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔ پوری کی آواز سنا دی۔ پارسی نے کہا میں ہوں علی بیگ۔ آپ انکل آگے سے رابطہ کر لیں شکر یہ۔

یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ ایک منٹ کے اندر ہی پارسی نے پینل سائیں روٹی چھو کر ڈور ڈرڈر دریافت کیے۔ آگے نہ کس۔ "بھرا انکل تو بس پورا نمبر لیا گیا ہے بیٹے؟" "انکل! میں جو جو کوئے کر سنبول پہنچ گیا ہوں۔ آپ فوراً فراسیسی سفیر سے رابطہ قائم کریں اسے بتائیں کہ ہم سنبول میں افریقہ ٹیوٹو کے مہمان ہیں۔ لیکن ہمارا میزبان شیطان ہے کسی وقت بھی بات کی گونے والی ہے۔ سفیر صاحب پوریس کے اعلیٰ احترام کو یہاں بھیج کر جو جو بھانجھت یا خیر برائش گاہ میں لاسکتے ہیں اور اسے یہاں سے آپ کے پاس بھیج سکتے ہیں۔"

"اور تم؟ کیا تم نہیں آؤ گے؟" "میں کچھ دنوں بعد آؤں گا۔" "تمہارے پاس کیا ہیں؟ ہم جنرل سے سے کیسے آئے؟ اور اب یہاں کیوں نہیں آنا چاہتے؟" "یہ سوالات بعد میں بھی کیے جا سکتے ہیں۔ مجھے شہریت تیسری طرف اسی حد تک ضرورت تھی۔ میں مجبور تھا۔ خون پر پولیس کے انفران کو یہاں لانا تو میرا زبان محتاط ہو جاتا۔ بہرحال میں آئندہ آپ کو مذمت نہیں دوں گا۔"

"بیٹے! یہ غیر ول جیسی باتیں کیوں کر رہے ہو؟" "اس میں ضرورت کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اپنی زندگی اپنے طور گزارنا چاہتا ہوں۔ میرا آپ دیر نہ کریں۔ میرا میزبان افریقہ ٹیوٹو روٹو رہا ہے۔ آسٹریا گیا۔ مونوزوٹو میں جیو ہوتا ہوا خواب گاہ میں آیا۔ پھر سکرٹے ہوئے بولا دیا۔ دروازہ بند کر دوں؟"

پارسی نے کہا "تمہارے گھر کا دروازہ ہے، کھانا کھو جائے گا۔" "مگر یاد رکھو، دروازہ بند ہو گا تو جھگڑے کا راستہ نہیں ملے گا۔" "اگے نے چونک کر پوچھا کہ کیا مطلب ہے تم کیسے جانتے ہو؟" "میری کہ تم جن کو جھگڑانے آئے ہو۔ دروازہ بند ہو گا تو کہاں سے جھگڑے گا؟" "وہ دروازہ تمہارا لگا کر بولا۔ جو ان ہاتھ اسی کہتے ہو کہ چکر رکھ دیتے ہو؟"

وہ لکھتا ہے ہوئے ذرا آگے بڑھا۔ پھر جو جو کی طرف دیکھ کر بولا "اے یہ تو موری ہے۔ میں نے اسے فوراً جگاؤ۔ جن نیند میں اور قیامت جگا تا ہے۔"

"مسٹر مونوزو اتھارے ہوئی پتہ تو ہوں گے؟" "بالکل نہیں۔ کون یہ معیت لیا ہے۔ میں جب جا رہا تھا تو شہر رچا ہوں پھر دو چار دن میں اس شہر کی کئی کئی ایک ٹی کر سنبول۔ اگر تم شہر کی آواز تھی تو آج تمہاری بیٹی میری بیوی کی ہم عمر ہو۔ یہ ایک بھلا ہے۔ نہ میری بیوی کے تڑپنے میں ہے نہ میں کی کئی کئی عمر بوجھتا ہوں۔ میں آگے کھاتا ہوں۔ میں نہیں گستاخ۔"

"آج سے تم گونگے اور سون کی بہنوں اور بیوی کی عزت پر کرو گے اور آج کے بعد تم مہمان نوازی کے بھانسنے کی مہمان نوازی سے نہیں کھیلو گے۔"

وہ سنتے ہوئے بولا "کیا تم میری آئندہ زندگی کا نام نہیں لیتے؟" "ہاں۔ میں چاہتا تو سنبول کے لائڈنگ کلب میں ہی تم سے مل کر ہو جاتا اور میری کے ساتھ ہی ہوں۔ تم میں تم میں تم میں تم میں تم میں تو دشمن میرے پیچھے ہیں۔ ہوں تم میں تم میں تم میں تم میں تم میں عیاش بڑا آج سے تمہارا مزاج بدلنا ہو گا۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے ایک طرف سے دوسری طرف چلے گیا۔ بولا "تم آتے آتے اعتماد کے درہے ہو جیسے اپنے باپ کے گھر میں۔ ایسے اتو کے بیٹے میرا عمل ہے۔ میرا اقلہ ہے۔ ایک بیوی بھی ڈیڑھ آسکتی اور تمہارے جیسے جیوئے میری اجازت کے بغیر باہر نہیں جاتا۔ وہ ٹیٹ کر دو اور اسے ایک طرف جانا چاہتا تھا۔ پارسی نے کہا "ہاتھ منہ پر جمایا۔ وہ اپنا اتو تازن قائم نہ کر سکا۔ ایک سوئے سے ہاتھ ٹکرایا پھر اس سوئے کے ساتھ فرش پر گر پڑا۔ ایک ہی ہاتھ میں ہاتھ ہونگیا تھا۔ وہ ایک اور جوان سے فولادی چوٹ کھانے کی آواز کر سکتا تھا اس کی ناک اور چہرے سے خون رستے لگا تھا۔ پینل آواز نے اسے کھینچا چھڑا کر پارسی کو دیکھا۔ پھر کہتے ہوئے پوچھے "کہا تو نے میرے ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کو دعوت دی ہے؟ یہ سوال سے زہم نہیں جائے گا۔"

وہ تلوک سے کہتا ہوا فرش پر سے اٹھا۔ دوسری بار وہ کی طرف جانا چاہتا تھا۔ پارسی نے پیچھے سے کال کر لیا۔ پارسی نے والے آوی نہیں ہو صرف دولت کا رعب اور وہ بہتے ہیں اور ہاتھ جاؤں گا تو مر جاؤں گا۔"

وہ خود کو پھینٹنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا "تپے کتنی دیر روک سکو گے؟ تمہیں دروازہ کھولنا ہی ہو گا۔" "میں نے پہلے ہی تمہارا ہاتھ سوجھ کر دروازہ بند کر دیا۔" "اگر اس کا مطلب ہے وہ جن والی بات جھوٹی تھی؟" "بالکل سچی ہے۔ میری بیوی جیوئے کا سایہ ہے۔ وہ کی کوئی نہیں آئے۔ دینا صرف ایک ہاتھ جا کر مجھے کلاستہ آیا تو آج کے

تم بھی جن کے وجود سے انکار کرو گے؟"

وہ بھاری پینٹنے لگا۔ "بلیب۔ بلیب۔ بلیب۔ بلیب۔ بلیب۔ بلیب۔ بلیب۔ پارسی نے ایک ہاتھ کے پینٹنے میں اس کے سبز ٹیڈ کو جگا لیا۔ اس کی آواز بند ہو گئی۔ وہ دیکھے جیسے لگے۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے ہڑے آج پینٹنے میں ہیں اور اب تو پینٹنے ہی والے ہیں۔ کوئی دن والے پروٹک دیتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ "ہاں! آپ کے پینٹنے کی آواز سنا لی ہے۔ آپ خیریت سے ہیں؟ دروازہ کھولے جا جواب دیجیے۔"

پارسی نے سبز ٹیڈ پر سے گرفت ڈھیل کر دی۔ پھر کہا "کسی کو روک کے بلے ڈراؤ گے تو آئے والے تمہاری لاش ہی کے جائیں گے۔" "اسے پارسی کی قوت اور بڑے رحمی کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی آواز میں کہا "مجھے ڈر نہیں۔ کرو۔ جاؤ یہاں سے کیا میں نشہ میں چیتا ہوں۔ کیا تم لوگ سستے ہوئے نشہ میں ہوں؟"

دروازے سے اس پار جاتے ہوئے قدموں کی آواز سنانی لگی۔ افریقہ ٹیوٹو دکھائی نہی ہتے ہوئے بولا "ہم تو بہت اچھے دوست ہیں۔ آئندہ بھی اچھے دوست میں نہ کر رہتے ہیں۔ یہی غلطی ہر انسان سے ہوتی ہے۔ بلکہ ہر پینے والا تو کئی بہت برعاشی کرتا ہے پھر پوٹی میں آکر تو ہر کرتا ہے۔ میں ہوش میں آ گیا ہوں۔ تم آرام کرو۔ مجھے غلطی ہے۔ اسی جلدی بھی کیلئے۔ آرام سے سوئے پڑو۔ اور پینٹنے لگنا ہوں کیو کہ تم نے اپنی دولت سے اور کرانے کے بدماشوں سے لگتی ہی معلوم ہو گئی کہ اوٹھا رہا ہے۔ تمہارے میا شیطان دو چالوات گھونٹے کھا کر انسان نہیں بن سکتا۔"

"تم میرے ساتھ کیا سوچ کرنا چاہتے ہو؟" "اس سے بدتر سوچ اور کیا ہو سکتا ہے؟ تم کہتے گھر میں بیٹے ہیں۔ بڑا اپنی دولت سے اور سبھی ممانوں سے مدد حاصل نہیں کر سکتے۔ تم اپنی خواب گاہ میں آئے والی مجبور ہو کیوں سے زیادہ مجبور ہو میں نے تمہاری بیٹی کی تم کو رو کر تو میں کی طرح مارا کھا کر رکھے گا۔"

"تم درست کہتے ہو لیکن تم کب تک ناک نال ہو گے۔ اچھی نہ سہی تو دروازہ کھولنا ہی ہو گا۔ تم مجھے کب تک مجبور قیدی بن کر رکھو گے؟"

"ایک غم والے کی یہ عرق تھانی میں ہی ہو تو وہ شرم سے گرا پڑے مگر تم انتظار کر رہے ہو کہ دروازہ کھلے گا تو مسلح ممانوں کے ساتھ میں تمہارا کچھ نہیں لگاؤں گا۔ وہاں تمہاری عزت رہ جائے گی اور تم مجھ سے انتقام لے سکو گے۔ لیکن تمہاری عزت نہیں لے گی۔ تمہارا بڑا مسلح ہو کر لوگوں کو بتانے کا آج رات تمہاری لڑائی نہیں لڑنی بلکہ تمہاری کو خواب گاہ میں بلایا تھا۔"

وہ بولا "مجھے پرورش ہی ہے کہ تم نے خواب گاہ میں آکر فون کے ذریعے ہمیں کئی کسی سے رابطہ قائم کیا تھا۔ مگر اس کی ٹیٹھی اس کے

بعد تم نے دو بار فون نہیں کیا۔ میری بھوت میں نہیں آتا تم کس بنا پر مجھے برتاؤ تکرار رہے ہو جو مجھ کو کہیں سے اعاد نہیں کیے گا۔"

پارسی نے اس کے ہاتھ میں ایک بڑا ٹیڈ لٹایا۔ وہ انکار میں ہندو جھگڑنے لگا۔ پارسی نے سر کے باؤں کو کھینچ کر جڑا تو اس نے پینٹنے کے لیے نمونہ لیا۔ بیچ لنگھنے سے پہلے ہی ٹیڈ اس میں جھگڑا ایک دوسرا ٹیڈ اس کے ہاتھ سے باہر دیا گیا۔ وہ پڑنے لگا۔ کھولنے کے لیے اپنے ہاتھ استعمال کرنا چاہتا تھا۔ پارسی نے اس کا ہاتھ پیچھے کی طرف موڑا۔ وہ چپ چاپ خود کو بندھوا کر انہیں چاہتا تھا۔ رہائی پانے کے لیے پھر پھر بندھو کر ہاتھ مگر ناکا ہم اور ہاتھ۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی نینت پر بندھ گئے۔ پارسی اسے دیکھتا ہوا ہاتھ روم میں لیا۔ وہاں ٹیڈ کرنے کا سامان رکھا ہوا تھا۔ اس نے بند سے اس کا آواز سونجھ دیا۔ اسی سوئے صاف کر دی۔ تیس کو جگہ جگہ سے بھاڑ دیا۔ پتوں کو گھٹنے سے چھڑا کر الگ کر دیا۔ وہ لگا لگا کر کھڑا ہوا تھا۔ مجھے مٹا کر دو۔ میں اس جیسے میں باہر میں جاسوں گا۔ کسی کو نہ نہیں دکھائی گا۔" "تمہیں شرم دلانے کا یہی ایک راستہ رہ گیا تھا۔ تمہارا جواب باہر جا سکتے ہو۔ یا اسے خواب گاہ میں چھپ کر رہ سکتے ہو۔"

دروازے پر دستک ہونے لگی۔ پارسی اسے ہاتھ روم سے نکال کر خواب گاہ میں لایا پھر دروازے کے پاس آکر پوچھ کر بولنے لگا "جواب لاؤ۔ میں یہاں کی پولیس آفسر ہوں۔ اگر تم علی غرور ہوتو دروازہ کھول دو۔ تمہاری مخالفت کے لیے آئے ہیں۔"

مونوزو نے لگا لگا کر کہا "فار گاؤٹ ایک آہی دروازہ نہ کھولنا۔ یہ پولیس والے یہاں کیسے پہنچے۔ میں ہاتھ روم میں چھپنے جا رہا ہوں۔ اس کے جانے سے پہلے ہی پارسی نے دروازہ کھول دیا۔ پولیس والوں کے پیچھے افریقہ ٹیوٹو کے محافظ بھی تھے۔ مگر پولیس افسر نے انہیں نشتا کر دیا تھا۔ کسی کے پاس ہتھیار نہیں تھا۔ وہ سب اپنے ہاں کو شہر بدر جاتی سے دیکھ رہے تھے۔ پولیس افسر نے بھی تعجب سے پوچھا "مسٹر مونوزو دیکھا ہے؟"

پارسی نے کہا "جی ہاں۔ یہ عیاش میری بیوی کی خواب گاہ میں آیا تھا۔ میں اسے بہت کا سامان بنا کر باہر بیٹھا رہا ہوں۔"

افریقہ ٹیوٹو نے غصے سے دہانے ہوئے کہا "تمہاری بیوی کی نہیں میری خواب گاہ ہے۔ یہ میرا عمل ہے۔ تم نے میرے گھر میں گھس کر مجھ پر زیادتی کی ہے۔ مجھے ذلیل کرنے کے لیے میرا یہ علیہ بنا دیا ہے۔ میں ایک شریوں اور مسز شہری ہوں۔ قانون میں اس زیادتی کی سزا ہے۔ اچھا۔ ہاں پولیس وقت پر آج پانچاؤ۔ ورنہ یہ جے جان سے مار ڈالتا۔ آئیے اسے تمہاری پناہ دو۔"

پولیس افسر نے کہا "تمہاری تعین پناہی جانے گی۔ تم ان میں بیوی کو جبر سے سے خیر قانونی طور پر لے لے۔ یہاں کے فولڈنگ کلب



میں ان کے ہمیلی کا غذات موجود ہیں۔ سان کا غذات پر تھکے دستخط  
 ہیں اور یہ تھکے سائیل کا پھر میں آئے ہیں؟  
 افریقہ میں نوٹوز بولکھلا کر پولیس والوں کو دیکھ رہا تھا۔ پھر چلری  
 سے بولا تم میرا خیال ہے۔ ہمیں کھرا کھرا ملو گے میں ہی نشانیاں پالنے  
 آئیں۔ میں آپ سے خنائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی کچھ خدمت  
 کرنا چاہتا ہوں؟  
 انہیں کہتا میں تمہاری خدمات حاصل کیے بغیر تمہاری مفصلی  
 معاف کرنا ہوں اور ان دونوں کو راست میں لے کر جا رہا ہوں۔ اگر تم  
 مشرعلیٰ کی بیوی کی زیادتیوں کے خلاف رپورٹ درج کرواؤ گے تو تمہارے  
 خلاف بھی...  
 وہ جلدی سے بات کاٹ کر بولا میں کسی کے خلاف کوئی رپورٹ  
 درج نہیں کرواؤں گا۔ آپ میرے اس سمان کو بھلائے جان کو لے جائیں  
 بڑی مہربانی ہوگی؟  
 خواب کا وہ داروان کہنے کے ساتھ ہی جو رہا بیدار ہو گئی تھی۔  
 وہ یادیں کے ساتھ پولیس والوں کی مخالفت میں وہاں سے نکلی۔ ہلتے  
 میں پوچھا ہم کہاں جا رہے ہیں؟  
 پولیس افسر نے کہا ہمیں اور سے احکامات ملے ہیں۔ آپ  
 دونوں اس کے مطابق خزانے کے ایک مشورہ تاجر کے ہاں رات گزاریں  
 گئے۔ کل آپ دونوں کو پیرس بھیج دیا جائے گا؟  
 پارک نے کہا صرف پیرس شریک عجات و بیرن جائیں گی میں  
 کچھ روز یہاں قیام کروں گا؟  
 جو جوتے پوچھا کیا تم یہاں رہو گے ہاں تم سمجھتے ہو میں تمیں  
 چھوڑ کر چلی جاؤں گی؟  
 ہم اس سلسلے پر کہیں ایشیا میں آئیں کریں گے۔ ابھی خانوٹی تہ  
 میں خاموش نہیں رہوں گی۔ تم نے یہ کیسے کر دیا کہ میں جاؤں گی  
 اور تم نہ جاؤ گے؟  
 میں نے غصے سے کہا وہ تھا۔ جیسے معاف کر دو؟  
 وہ خوش ہو کر تالی بجانے کے انداز میں تھیلیوں کو ہلاتے ہوئے  
 بولی: بڑے تیس ماخان بننے تھے کبھی جسے معاف نہیں آگئے تھے۔  
 آج گھٹکواں تہ؟  
 انہیں نے جراتی سے جو جو کو دیکھا پھر پارک سے کہا: آپ کی  
 وراثت ایک نئی بیوی کی طرح گھٹکواں کرتی ہیں؟  
 پارک نے کہا: آپ کو یقین نہیں آئے گا۔ یہ سچ غصہ ہی ہے  
 "کیا آپ ایک پولیس افسر کا بیٹے ہیں؟"  
 پارک نے اس سلسلے میں جھٹ نہیں کی۔ اگر وہ تھوڑی دیر تک  
 جو جو کے ساتھ رہتا تو ان کی باتوں اور حرکتوں کو دیکھ کر یقین کر لیتا  
 لیکن وہ جلدی سے فرانس کے تاجر کے ہاں پہنچ گئے۔ تاجر نے بڑی

گرم چوٹی سے استقبال کرتے ہوئے کہا: مشرعلیٰ تورا! بھرا بھرا کلاہڑ  
 کتے ہیں۔ آپ نے میرے غریب خلتے میں اگر میری عزت بڑھا  
 دی ہے تو شرفٹ لائیے؟  
 پارک اور جو جو ان کے ساتھ ایک شاندار جنگ میں داخل ہوئے  
 پولیس والے دھت ہو گئے۔ پارک نے کہا: مشرعلیٰ تو کوئی شکست نہ  
 کرنا ہم تھکے ہوئے ہیں اور رات کے دو بج چکے ہیں۔ ہم سیدھے کسی  
 ہیڈ وارڈ میں جا کر سو جائیں گے؟  
 انہیں ایک خوبصورت سے کچی ہوئی خواب گاہ میں پہنچا دیا گیا۔  
 پارک نے دروازے کا انداز سے رنڈا کرنے کے بعد کہا: جو جو اچھا دیکھ  
 رہی ہو؟ دشمن نے ہمیں کتنی جاگالی ہے انوکھا تھا۔ سز سے میں نہیں  
 پہنچا کر اس طرح انجمنش کے گڈیلے پاگل بنا دیا تھا۔ اگر میں ان کا متاثر  
 ذکر کرتا تو وہ تمہیں جان سے مار ڈالتے۔ کیا تم بڑے حالات کو سمجھ رہے  
 وہ بولی: جو جو بڑا تہا ہے اس کے بڑے حالات ہوتے ہیں ہمیں  
 تو نیک پتے ہیں؟  
 "ہمارے نیک ہونے سے دشمن اپنی دشمنی سے باز نہیں آئیں گے۔  
 وہ تمہیں مار ڈالنا چاہتے ہیں یا تمہیں پیرس کی روٹی بنا کر اپنے مقصد کے  
 لیے مجھے غریب کرنا چاہتے ہیں؟"  
 "ہم انہیں سمجھا دیں گے کہ اچھے پتے ایسی حرکتیں نہیں کرتے؟"  
 "یا نہ تو سنا سکتی ایسی ہی میرے گلے میں گول باندھ دی۔  
 خدا کے لیے جو جوتے کی کوشش کرو۔ اگر تم یہاں سے نہیں جاؤ گی تو  
 مجھے تنہی ہی معاف نہیں ہوں گے؟"  
 "میں اسکی نہیں جاؤں گی؟"  
 "خند نہ کرو۔ میں بعد میں چپ کر تمہارے پاس آ جاؤں گا؟"  
 "میں بھی تمہارے ساتھ چپ کر جاؤں گی؟"  
 وہ مشکل میں پڑ گیا۔ اگر ڈانٹ کر اس سے بات نہ سنا تا تو وہ  
 رو نا شروع کر دیتی۔ پھر اسے چپ کرانے میں مدد ہو جاتی۔ اس نے  
 چند لمحوں تک سوچنے کے بعد کہا: میں تم سے ایک بات چھپانا  
 تھا۔ اب نہیں چھپاؤں گا۔ وہ عہد کر دیا کہ وہ بات کسی کو نہیں بتاؤ گی؟  
 "میں وعدہ کرتی ہوں کسی کو نہیں بتاؤں گی؟"  
 "دیکھو اصل بات یہ ہے کہ ہم دونوں ایک ہی ٹیلے میں  
 جائیں گے لیکن میں دوسرے ٹیلے میں رہوں گا۔ کسی دشمن کو کھلانے  
 قریب نہیں آئے دونوں گا؟"  
 وہ خوش ہو کر بولی: بڑا مزہ آئے گا۔ تم دوسرے ٹیلے میں  
 رہو گے دشمن تمہیں پہچان نہیں سکیں گے۔ سب اتوں جائیں گے  
 میں تمہیں کیسے پہچانوں گی؟  
 "تم خیال سے میں پہچاننا چاہوں گا تو جودہ مکمل جائے گا۔ میں پیرس  
 پہنچ کر ایک آپ آراؤں گا۔ وہاں سے ہم ایک کار میں بیٹھ کر اپنا

کے ادارے میں جائیں گے؟"  
 "وہاں ہم ساری زندگی ساتھ رہیں گے۔ میں تمہیں کہیں جانے نہیں  
 دوں گی؟"  
 "مجھ میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جاؤں گا۔ میری دنیا تم ہو میری  
 زندگی تم ہو۔ ہر ایک بات یاد رکھنا۔ خیال سے میں مجھے تاش نہ کرنا؟"  
 "میں کوئی نادان نہ رکھی نہیں ہوں کیا اتنا نہیں جانتا کہ تمہیں نہ رکھ  
 کر دوں گا اور ڈیڑھ دن کا دل لگی تو دشمن پہچان لیں گے اور ہم دونوں کو نقصان  
 پہنچائیں گے۔ دشمن تو کہیں سے پتے ہوتے ہیں نا؟"  
 "ارے وہ اتنے تو بہت زیادہ مجھ وار ہو گئی ہو؟"  
 وہ خوش ہو گئی۔ دوسرے دن ملانے کے لیے راضی ہو گئی۔ پارک  
 نے اپنے مینارن باجر ایئر لائن کو دیکھا کہ وہ جو جو کے سامنے ہمیں بدل  
 کر رہا تھا ہر صحت ہو جانے کا جب وہ چلی جائے گی تو وہاں اسٹیشن  
 گا۔ آرمے اس کے پاس آکر کہا: جو جو پیرس پہنچ کر تمہیں نہیں پائے گی  
 تو دن رات روٹی کھائیں اور ہمیں پریشان کر رہے گی؟"  
 پارک نے کہا: اتنا ارے کے جو فوجان میری ڈیٹی ہونے کی حسیات  
 رکھتے ہیں ان میں سے کسی کو پارک بنا کر جو جو بھلا دیا جا سکتا ہے۔ وہ ڈیٹی  
 پیرس ایئر لائن پر موجود ہے گا اور جو جو کے ساتھ ایئر لائن ادا کرے  
 گا مجھے پارک اس خیال سے نہیں آیا ہوا ہے اس کے ساتھ ادارے میں  
 جا کر سنا کر زندگی ساتھ رہے گا اور اسے چھوڑ کر کہیں جائے گا؟  
 پارک کو اس بات کا اندیشہ نہیں تھا کہ ایک ڈی پارک اولڈ  
 میں جو جو کے ساتھ لوہے کے حصار کوڑا لے گا تو وہ بدنام کرے گی۔ ادارے  
 کے تمام افراد جو جو کے دشمن بننے کے بعد بھی اس کے پیکار دشمن ڈو  
 معصومیت کا اچھی طرح سمجھتے تھے۔ ہر حال کو دوسرے دن پارک اور  
 جو جو اپنے مینارن کے ہاں سے دو انگ ڈیڑھ میں روانہ ہوئے جو جو  
 کو کھانا لیا کہ وہ ہمیں بدستے کے بعد اس کے ساتھ ایئر پورٹ نہیں  
 جانے کا ٹیکن دوسری گاڑی میں چھپے چھپے گئے گا۔ اب پیرس کے  
 ایئر پورٹ پر ہی اس سے ملاقات ہوگی۔  
 اس طرح اس نے جو جو کو سمجھا کر رخصت کر دیا۔ ایئر لائن  
 کہا: مجھے خوشی ہے کہ آپ یہاں رہے کہ مجھے سمان لوزاری کا موقع ملے  
 رہے ہیں؟  
 پارک نے کہا: فرانس کے اعلیٰ حکام نے آپ پر بھروسہ کیا اور  
 ہمیں آپ کے پاس پہنچ دیا میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے آپ پر کسی  
 حکم اتنا دیکھنا چاہیے؟"  
 "مشرعلیٰ تورا! میں فرما دیا صاحب کی پوری ذمہ داری پوری ہو گئی  
 کو ماننا ہوں۔ آپ کی ما اور باپا میرے دفاع میں آئیں گے تو ان سے  
 میری امید ہے کہ تم نہیں رہے گی اس سے پہلے کہ وہ آپ کو میری امیدت  
 بنا لیں گا۔ آپ کو بتا دوں کہ میں اپنے ملک کا سیکرٹری ایجنٹ ہوں۔

یہاں ایک تاجر کی حیثیت سے اونچی سوسائٹی میں اور بڑی بڑی سرکاری  
 تقریبات میں مدعو کیا جاتا ہوں۔ آپ جو صاحب کے ساتھ نہیں گئے ہاں  
 کا کوئی خاص مقصد ہوگا۔ اگر آپ مجھ پر اعتماد کریں اور اپنا مقصد بتائیں  
 تو میں بہت کام آ سکتا ہوں؟  
 پارک نے پوچھا: آپ جیسا ہی ہیں؟  
 "جی ہاں۔ کتنے کھٹو تک ہوں؟"  
 "یہودیوں سے دوستی ہے؟"  
 "ایک سیکرٹری ایجنٹ ہیں۔ دوستی کرتے ہیں اپنے ملکی مفادات  
 کی خاطر اس کے دشمن بھی کر لیتا ہے اور جو دشمن ہوتے ہیں ان سے  
 اپنا کام نکالنے کے لیے دوستی کر لیتا ہے یہودیوں سے میری ایسی ہی  
 دوستی ہے۔ یہ دوستی آپ کی خاطر دشمنی میں بدل سکتی ہے؟"  
 "میں آپ کے تمام یہودی دوستوں کے متعلق مفصلی معلومات  
 چاہتا ہوں اور ایسے یہودیوں کے متعلق بھی میں سے دوستی نہ ہو گی کی  
 وجہ سے وہ آپ کی نظروں میں ہوں؟"  
 وہ دونوں ایئر پورٹ سے واپس آ رہے تھے۔ ایئر لائن ڈیڑھ لاکھ  
 رہا تھا۔ اس نے کہا: آج ہم کار میں بیٹھ کر پورے ایئر لائن کے پیرس  
 گئے۔ جن یہودیوں کے متعلق میں بہت کچھ جانتا ہوں ان کے بارے  
 میں بتانا بھی جاؤں گا انہیں دوسرے دکھا تا بھی جاؤں گا۔ اگر آپ مناسب  
 سمجھیں تو ان سے ملنا بھی جاؤں گا؟"  
 "اگر کوئی کام آدی نظر آیا تو اس سے ملاقات کر سکتا ہوں۔ میں  
 ایک آپ بھی ہوں۔ تم میری تعارف کسی بھی حیثیت سے کر سکتے ہو؟"  
 وہ دوسرے آدھی رات تک گھومتے رہے۔ ہونٹوں اور نانات  
 کبوں میں وہاں کی رنگینوں کا نظارہ کرتے رہے۔ شراب خانوں اور  
 قمار خانوں میں بہت یہودیوں سے ملتے رہے۔ کھڑکی کا کام آدی  
 نظر نہیں آیا۔ ایئر لائن اپنے سٹاپے میں پہنچ کر کہا: ابھی کچھ یہودی  
 فیملیز باقی ہیں انہیں کل دیکھا جائے گا؟  
 پارک نے جوابی لے کر کہا: ہاں، مجھے بھی پیدا رہی ہے؟  
 ایئر لائن کی خواب گاہ تک چلتے ہوئے بولا: آپ نے اب  
 سبک اپنا مقصد نہیں بتایا ہے۔ اگر معلوم ہو جائے کہ آپ کسی لیے  
 یہودیوں کے متعلق معلومات حاصل کر رہے ہیں تو شاید میں آپ کے  
 مطلوبہ شخص کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکتوں؟  
 وہ خوب گاہ کے دروازے پہنچ کر بولا: یہودیوں نے سابقہ  
 سپر اسٹریکٹ سے مجھے اور جو جو کو لٹوا کیا تھا۔ انکار کرنے والے  
 تمام لوگ حرام موت کھینچے ہیں جو کچھ ملے ہیں ہوں۔ ان عمر نے  
 والے یہودیوں کے پیچھے جو لوگ پیچھے ہوئے ہیں، میں ان لوگوں  
 سبک پہنچنا چاہتا ہوں اور انہیں عبرت ناک سزا دے کر دوسرے  
 دشمنوں کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ میری جو جو کو ہاتھ لگانے والا ہے تنہی

جہنم میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

”میں سمجھ گیا، آپ اسرئیل ایجنٹوں کو موت کی سزا دینا چاہتے ہیں؟“

”جی ہاں، آپ کے لیے آنا ہی سمجھ لینا کافی ہے شہید بننے سے۔ اُس نے دروازے کو بند کیا، جنت تارے، لباس تبدیل کیا، پھر بستر پر گر لیٹ گیا، اُدھر سے اسے کہا تھا، جو جو کے پیرس پہننے کے بعد اس کی خیریت کی اطلاع ملے گا، کس وجہ سے اطلاع دینے میں دیر ہو تو وہ اطمینان رکھے، جو جو خیریت سے ہی ہوگی۔ خدا خواستے اسے کچھ ہوا تو جنوں میں سے کوئی بھی خیال خوانی کے ذریعے فوراً اسے صورت حال سے آگاہ کرے گا۔“

اب رات آدھی سے زیادہ ہو چکی تھی، اُدھر کہیں مصروف ہو گیا تھا۔ پارس سے پہنچا ہوا تھا، وہ دماغ کو ہلاکت دہنے کی آسانی سے سو سکتا تھا لیکن جو جو کی خیریت معلوم کیے بغیر سونا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے سر ہانے رکھے ہوئے شبلی فون کا ریسیور اٹھایا، پھر ذرا وقت گزارنے کے لیے ماسٹی پائلٹ کے نمبر ڈائل کیے۔ دوسری طرف کھٹی کھٹی ہنسی رہی، کس نے ریسیور نہیں اٹھایا۔ اس نے بیزار ہو کر ریسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ رہا تھا پاشا اس وقت اس کے پاپائے کسی کام میں مصروف ہو گا۔

اس نے اپنا ٹک سانس روک لی پھر آہستہ آہستہ سانس لی تو اُدھر سے کوڈ ڈراڈ ایکے اس کے بعد کہا، ”میں تمہارے پایا کے معاملات میں مصروف ہوں صرف آنا کھانے آیا ہوں کہ جو جو ادا رہے میں خیریت سے ہے۔ میری ضرورت ہو تو جاناؤ۔“ ماسٹی پاشا سے کہہ دیں، وہ کل تک اپنے وفاداروں کے ساتھ استنبول آجاتے اور البرٹو کی رہائش گاہ میں مجھے ملاقات کرنے۔“ میں اس جلد از جلد تمہارے پاس بیٹھنے کی کوشش کروں گا۔“ شب بخیر۔“

آز چلا گیا۔ پارس نے کھڑی دیکھی۔ پھر اُنھیں بند کر کے دماغ کو ہلاکت دینے میں صبح چھ بجے تک کھڑی بند میں رہوں گا چھ بجے اُنکھ کھل جائے گی۔ میری کھڑی بند کے دوران کسے میں کوئی آگیا چاہے یا کوئی غیر معمولی بات ہو تو میری اُنکھ کھل جائے گی۔ میں سو رہا ہوں اب میرے دماغ میں بند کر کے دلا کوئی پریشان کن خیال نہیں آئے گا۔“

وہ دماغ کو ہلاکت دینے کے بعد آدھے گھنٹے کے اندر ہی سو گیا۔ پچھلے دوروں سے اچھی طرح سونے کا موقع نہیں ملا تھا۔ جو جو کی ذمے داری اس کے سر پر تھی۔ آج وہ ہاتھ سے اتر گیا تھا اس لیے اُدھیں کھڑی بند میں ڈوبتا چلا گیا۔ دماغ کو ہلاکت دہنے کے سونے کی عادت پچھن سے تھی۔ اس کے کئی فوائد تھے۔

ایک تو یہ کہ انسانی ذہن خواہ کتنے ہی مسائل میں الجھا ہو اس کا دماغ ہدایات پاتے ہی پریشان کن مسائل سے اس طرح فائدہ جاتا ہے جیسے خواب آدھریاں کھانے کے بعد خالی ہوتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ کہ کھڑی بند آتی ہے۔ بیدار ہونے کے بعد صاف تھکن اُتر جاتی ہے۔ دماغ ہلکا چلکا سا ہو جاتا ہے۔ پھر سب سے بڑا فائدہ یہ کہ کھڑی بند کے باوجود انسان غافل نہیں رہتا۔ اس کی مداخلت سے فوراً اُنکھ کھل جاتی ہے۔

انہا تک ہی پارس کی اُنکھ کھل گئی۔ کمرے میں تاریکی تھی وہ بستر پر اُلٹا ہوا فرش پر آیا۔ پھر وہاں سے کھٹا ہوا پلنگ کے نیچے چلا گیا۔ یہ ایک احتیاطی تدبیر تھی، اگر کوئی دشمن آگیا تھا تو اُسے بستر خالی ملے گا۔ آسنی ویر میں پارس بہت کچھ کر سکتا تھا۔ وہاں نے وقت سے پہلے بیدار کر کے یہ سمجھا دیا تھا کہ کوئی غیر معمولی بات ہے۔ اور بات کیا ہے؟ یہ فوراً سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

اس نے ریڈیو ڈائل کو دکھا، چار بج کر چالیس منٹ ہوئے تھے۔ تاریکی صرف کرنے میں نہیں تھی کھڑکی کے فیوژن کے پار بھی تھی۔ شاید بجلی چل گئی تھی اور شاید اس لیے اُنکھ کھل گئی تھی۔ اس نے پلنگ کے نیچے رہ کر بیٹھ کر دیر انتظار کیا۔ پھر وہاں سے نکلتا جا ہوا تھا کہ کھڑکی کے پاس ہلکی سی آواز سنائی دی۔ فیوژن کے پار تاروں جھرا آسمان دکھائی دے رہا تھا اور وہیں ایک انسانی سایہ بھی نظر آ رہا تھا۔

پارس بڑی بھری سے نکلا، فرش پر تیزی سے ریگستا ہوا مختلف صوفوں کے پیچھے سے گزرتا ہوا کھڑکی کے قریب رہا۔ جا کر ٹنگ گیا۔ اب وہ سادہ بہت قریب سے نظر آ رہا تھا، باہر سے کھڑکی کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور بار بار سے ہونے لگا۔ میں یا تمنا انا انا لڑی پلٹ کر دوسری طرف دیکھا تھا۔ پھر کھڑکی کو کھولنے کی کوشش کرتا تھا۔ آخر اس نے جیک کر ایک پتھر اٹھایا۔ پھر کھڑکی کے شیشے کو توڑ دیا۔

صبح کاذب کے تناظر میں فیوژن کے ٹوٹنے کی آواز دور تک گئی ہوگی۔ آنے والا اگر دشمن ہوتا، پھر چوری کرنے یا جانی نقصان پہنچانے کے خیال سے آسائوں اور دیگر دوزخ کا دوزخ پختا ہوا بات ہے اور میں اور وہ بات اچھی معلوم ہونے والی تھی۔ جہاں شیشہ ٹوٹا تھا وہاں ہاتھ ڈال کر چٹخنی گزار رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں کھڑکی کے پٹے کھل گئے۔ پارس نے باہر سے آنے والی جو بجلی آواز سننے والی اس کے رونے کی آواز تھی۔ وہ بیٹوں کی طرح آوں آوں آوں کی آواز نکالتا ہوا آیا، جلدی سے کھڑکی کے پٹے بند کیے۔ پھر ایک آہنی سے اُس پر چھتا ہوا کھڑکی کے پٹے جھٹکے میں دیوار کے ساتھ ٹنگ کر بیٹھ گیا۔

وہ پارس سے صرف ایک ہاتھ کے فاصلے پر تھا۔ تاروں بھرے آسمان کی برائے نام روشنی میں وہ نظر آ رہا تھا۔ لیکن وہ پارس کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ شاید اس لیے کہ باہر کی روشنی سے اندر کی تاریکی میں آیا تھا یا آسٹوں سے دھندلی ہوئی اُنکھیں دیکھ نہیں پا رہی تھیں۔ اس کے منہ سے برابر آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ بہت دھیمی آواز میں کہنے لگا: ”چپ ہو جاؤ اُن کو سناؤ“ چپ ہو جاؤ۔ اگر روتے رہو گے تو وہ لوگ آواز سن کر اندر آ جائیں گے۔ تم بہادر ہو، جھلکا ہو، چپ ہو جاؤ، اُس کو پوچھ لو۔“

وہ پھر آستین سے بیٹھیں اُنکھیں پوچھنے لگا۔ پارس نے پوچھا: ”تم کون ہو؟“

انڈھیرے میں پارس کی آواز سن کر اس نے کیا رنگی چیخ ماری۔ اُچھل کھڑا ہوا پھر کھڑکی سے باہر کو روک کر مانا چاہتا تھا۔ پارس نے پوچھے سے پکڑ لیا۔ وہ روتے اور گڑگڑاتے ہوئے کہنے لگا: ”میں بہادر اور کھلم نہیں ہوں۔ مجھے جو ہو رہا ہے تم کو ہوں کے ساتھ نہیں رہنا۔“

پارس نے کہا: ”میں تمہارا دشمن نہیں ہوں، دوست ہوں اگر کوئی تمہارا پیچھا کر رہا ہے تو تم سے آواز نہ نکالو کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں چھپاؤں گا کوئی تلاش کرنے آئے گا تو کہہ دوں گا تم اُدھر نہیں آئے ہو۔“

”کیا تم ایسا کہو گے؟“  
”مزدور کونوں گا؟“  
”کیا تم میرے دوست بنو گے؟“  
”مزدور بنوں گا۔ اور اصرار ڈوں۔“

پارس اسے کھڑکی کے پاس سے ہٹا کر کہے میں ایک جگہ لایا۔ پھر اسے ایک صوفے پر بٹھا کر بلاوا، بالکل خاموش بیٹھے رہو۔ میں تمہارے کسی دشمن کو کہاں نہیں آئے دوں گا۔“

”مگر وہ اُچھلے گی؟“  
”دو کوئی آئے گی، دو کوئی لگے گا۔ تم اپنے دل سے خوف نکال دو۔“  
وہ کھڑکی کے پاس آیا، دوزخ دیکھتے ہوئے کہنے کے بعد باہر کوئی شخص نظر آیا، وہ محتاط انداز میں چلتا ہوا کھڑکی کے پاس آ رہا تھا، اس کے ہاتھ میں ریڈیو تھا۔ پارس نے پچھان کر کہا: ”مسٹر البرٹو، گولی نہ چھپانا۔ میں ہوں۔“

البرٹو نے پوچھا: ”کیا تمہاری کھڑکی کا شیشہ تو ٹپٹے؟ میں آواز سن کر آیا ہوں؟“  
”ہاں اسی کھڑکی کا شیشہ ٹوٹا ہے۔ میرے کمرے میں ایک سما ہوا زون ہوا ہے۔ شاید کچھ لوگ اس کا تقاب کر رہے ہیں۔ تم تھوڑی دیر باہر آؤ، اگر کوئی آئے تو کہہ دینا اور دھکی نہیں آیا ہے۔ ان سے

نکلنے کے بعد میرے کمرے میں آ جانا۔“

البرٹو میں گھٹ کی طرف جانے لگا۔ پارس نے پہلے کھڑکی کے جالی دار پٹ بند کیے پھر شیشے کے پٹ لگائے۔ پردہ برابر کیا۔ پھر صبح آن گیا، کمرہ روشن ہو گیا۔ وہ صحت مند خورد خور ہوا تھا۔ سب سے پہلے انداز میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ پارس اس کے پاس آیا۔ اس کے شانے کو کھینچتے ہوئے بولا: ”اسے تم تو سوتے سے بہا رہتے ہو، تمہاری اُنکھیں کہہ رہی ہیں تم سمجھ رہے ہو۔ چلو آؤ، آؤ، پوچھاؤ، شاید اپنی تعریفیں سن کر اسے حوصلہ ملا تھا۔ وہ صوفے پر آرام سے بیٹھ گیا۔ پارس نے پوچھا: ”کیا تمہارا نام اُن ڈان مورس ہے؟“

اس نے گھبرا کر پوچھا: ”کیا تم مجھے جانتے ہو؟ کیا مجھے اُن کے پاس واپس لے جاؤ گے؟“  
”تم کو لوگوں کی بات کر رہے ہو؟“  
”وہ میرے اہل نام مورس اور سام مورس ہیں۔ آہنی اپنی بیٹی سارا تھا کے ساتھ میری شادی کرنا چاہتی ہیں۔ میں اُن کی کسی بات سے انکار کرتا ہوں تو چار غنڈے میری بیٹی قتل کرتے ہیں۔ مجھے چوٹ لگتی ہے۔ میں رہنے لگتا ہوں۔“

”کیا تم شادی سے انکار کرتے ہو؟ سارا تھا اچھی لڑکی نہیں ہے؟“  
”وہ تو بہت اچھی ہے۔ بہت حسین ہے۔ لیکن کوئی اُدھی لہت کے بعد میں فون کے ذریعے مجھے جگانا ہے اور کہتی ہے۔ خبردار! سارا تھا سے شادی نہ کرنا۔ بڑی بڑی رقموں کے چیک پر یا کسی دستاویز پر دستخط کرنا۔ اور کسی کو نہ بتانا کہ تم سے آدھی رات کے بعد رابطہ قائم کرتی ہوں اور تمہیں عقل کی باتیں سمجھاتی ہوں۔“

”کیا تم فون کرنے والی کو نہیں جانتے؟“  
”نہیں، میں نے کبھی اسے نہیں دیکھا۔ صرف اس کی آواز سنتا ہوں۔ کبھی اس کی بات مان کر کسی چیک پر دستخط کرنے سے انکار کرتا ہوں تو مجھے مار پرتی ہے؟“  
”کیا تم بہت دولت مند ہو؟“  
”مجھے تو کچھ بتائیں ہے۔ مگر سب لوگ کہتے ہیں، میرے باپ نے میرے لیے آہنی دولت اور ایسا منافع بخش کاروبار چھوڑا ہے کہ بد قسمتی کسی میرے دروازے پر نہیں آئے گی۔ وہ فون والی کتنی سہیں بہت بد نصیب ہوں جب تک عقل سے اور بہت سے کام نہیں لوں گا، جب تک بد نصیب رہوں گا۔“

”کیا تم اپنی آہنی اور دونوں اہل سے فون والی لڑکی کا ذکر نہیں کرتے ہو؟“  
”میری ماں کتنی ہی ایک کی بات دوسرے کو زہر پلو کر سکتی ہے، عقلی کھانے سے گناہ ہوتا ہے۔“  
”کیا تم فون والی کا مشورہ مان کر سارا تھا سے شادی نہیں کر

ہاں وہ اچھا مشورہ دیتی ہے۔ جلا میری شادی کیسے ہو سکتی ہے اس میں تو میں بہتر ہوں۔  
پارسی نے اس قدر اور جوان کو سرسے پاؤں تک دیکھا پھر کہا: تم جو جو کہ جیانی لگتے ہو؟  
کوئی چیز ہے؟  
میری بیوی ہے۔ شادی کے بعد بھی سختی ہے۔ کل صبح اس بچی کو روڈ لیا اس صبح یہ بچہ مل گیا۔ تقدیر جاتی ہے میں نہ بچے پالنا شروع کروں؟

۵

خوش ہو کر بولا تو کیا تم مجھے پانا چاہتے ہو؟ پلنگ تم ہی میری پرورش کرو تم مجھے بہت اچھے بہت نیک لگتے ہو تم سب بھی بیک پر یاد ستاؤں پر دستخط کرنے کے لیے کوئی نہیں انکار نہیں کروں گا، فوراً دستخط کروں گا؟  
اس کی باتوں سے معلوم ہو رہا تھا کہ کچھ لوگ اہم دستاویزات پر اس سے دستخط کرنا چاہتے ہیں اور اس سے بھاری رقم کا بیک وصول کیا کرتے ہیں۔ پارسی نے پوچھا تو کیا تم اپنے گھر سے بھاگ کر آئے ہو؟  
جی ہاں، وہ لوگ مجھ سے کچھ اہم کاغذات پر دستخط کرانا چاہتے تھے۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا، وہ ایسا کرنے والے ہیں؟“  
”میں ابھی رات کو سو رہا تھا مجھے کان کے پاس گھنٹی سنائی وہی میری آنکھ کھل گئی میں نے ریسورڈ اٹھا کر پوچھا، یہ کیوں تم ہی فون والی ہو؟ اس کی آواز میرے کان میں آئی۔ ہاں میں وہی ہوں۔ کل صبح تمہاری آنٹی اور دونوں انکل تمہارے فیملی ڈاکٹر اور ڈیکل کو یہاں بلا رہے ہیں سڈاکٹر نے سٹیٹیفکٹ دینے والا ہے کہ تمہاری ذہنی حالت درست ہے تم اہم دستاویزات پر دستخط کر کے پوٹن ہو سکتا تم بہت اچھے بہت نیک ہو جو میں تم سے محبت کرتی ہوں تمہاری بھلائی چاہتی ہوں باہمی رات کے تمہیں کیسے ہیں، فون پر گھر چھوڑ دو میں بھاگ جاؤں میں تمہیں کہیں راستے میں ملوں گی اور تمہیں ایک محفوظ پناہ گاہ میں پہنچا دلوں گی؟“

پارسی نے کہا: اچھا تو تم اس کی بات مان کر گھر سے بھاگ آئے ہو؟  
”میں بھاگنا نہیں چاہتا تھا سگڑا اس سے سمجھایا.....  
اگر میں وہاں رہوں گا اور کاغذات پر دستخط نہیں کروں گا تو وہ میری پٹائی کریں گے سارے کھانے کے خیال سے میری ٹون کانیپ جاتی ہے، انکل اہم موزن مجھے ترخانے میں لانا دکھا کر چاہک سے آ رہا ہے۔“

تم ہم کو ڈر سے بھاگ آئے۔ وہ فون والی تمہیں محفوظ پناہ میں پہنچانا چاہتی تھی، وہ کہاں ہے؟ کیا اس سے ملاقات نہیں ہوئی؟  
میں گھر سے نکل کر سامنے میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔ تین ماہوں تک سام موزن کہاں سے آگیا میں اسے دیکھنے ہی چاہتا تھا۔ تین ماہوں میں توئی رنگ بھاگتا اور سگریں راستوں سے گزرتا رہا میں ایک جنگل کے احاطے میں چھپتا چاہتا تھا، وہاں لگتے بھرتے گئے۔ ایک بلر نامیٹ پر کھڑے تھے ڈانٹ کر بگاڑا تم بہت اچھے ہو تمہارے مجھے نہیں بھگا یا تم مجھے پناہ دے رہے ہو تم میری برسرِ حال کرو گے نا؟“

دروازے پر دستک ہوئی پھر آواز آئی تو میں ہل کر ٹوڑ ڈانٹنے پارسی کا ہاتھ پکڑ کر کہا: دو روزہ صدمت کھو، وہ لوگ آ جاویں گے۔  
گھر آؤ نہیں یہاں کوئی نہیں آئے گا یہاں ہم سب دوست ہیں پارسی نے دروازہ کھولا لیسٹرو کو اس کے چوکنا ذہن کے متعلق بتایا اس کی رو در آستان پھر کہا: اس نوجوان کے لیے کچھ کرنا ہے چارہ منظم ہے۔  
البرٹونے ڈانٹ کے قریب آ کر کہا: تم تمہاری مدد کر سکتے ہیں اس سے پہلے میں اس فون کرنے والی کو ڈھونڈنا ہو گا تم اس کے بارے میں کچھ بتاؤ؟“

میں کیا بتاؤں میں اسے نہیں جانتا میں صرف اس کی آواز سنتا ہوں۔  
”کیا وہ سے محبت کرتی ہے؟“  
”ہاں وہ اکثر فون پر ہی کہتی ہے۔“  
البرٹونے پارسی سے کہا: اس کا مطلب ہے، وہ وہی ڈانٹ کو قریب سے جانتی ہے اور اس گھر میں رہتی ہے اور مجھ سے کچھ کرنا موزن اور سام موزن کی باتیں سنتی ہے۔ اس طرح سے معلوم ہو گیا کہ وہ خود غرض شہتے ڈانڈے ٹیکل سٹریٹیکٹ کی بنیاد پر اس سے اہم دستاویزات پر دستخط کرنا چاہتے ہیں۔  
پارسی نے ڈانٹ سے پوچھا: تمہارے رشتے داروں میں...  
کتنی جوان لڑکیاں ہیں؟“

”بہت سی جوان لڑکیاں ہیں۔“  
”تمہارے گھر میں کتنی ہیں؟“  
”صرف ساتھی ہے۔ وہ کسی کو میرے پاس آئے نہیں۔“  
کوئی رشتے دار مجھ سے ملے نہیں آتا؟“  
”کیا تم مجھے ملے نہیں جانتے؟“  
”میں جانا چاہتا ہوں، انکل اہم موزن کہتے ہیں میں ان کی بیٹی سارے تمہارے شادی کروں گا تو مجھے دوسرے رشتے داروں

سے ملنے جائیں گے؟  
”کیا وہ لوگ تمہیں دور رہتے ہیں؟“  
”ہاں بہت دور، اتل ایب میں رہتے ہیں۔“  
پارسی ایک دم سے جو تک کر سیدھا بیٹھا گیا اس نے البرٹو پر ایک نظر ڈالا پھر ڈانٹ سے پوچھا: تو تم یہودی ہو؟  
”ہاں میں یہودی ہوں۔ وہ فون والی کسی ہے، اتل ایب کے ملاقات میں نور کا بہت بڑا کاغذ ہے۔ میں اس کا ہاک ہوں اس فرم میں میرے دوسرے رشتے دار رہتے ہیں۔“

پارسی نے دیکھ کر کہا: اس کے اور ڈانٹ کے قدر جسارت میں اتنی ہیں کہ فرق تھا۔ اتنا سافرق قابل فہم نہیں ہوتا وہ بچھے دن سے آدھی رات تک کسی کام کے یہودی کو تلاش کرتا رہا اور ناگاہک تھا۔ بعض اوقات گھر بیٹھے ماہن جاتا ہے، ڈانٹ سو فیصد اس کے منصوبے کے مطابق تھا۔  
البرٹونے کہا: مسٹر علی مورد، اتلاش ختم ہو گئی ہے۔ آپ کا مقصد آپ کے سامنے ہے لیکن آپ کا مقصد کیا ہے؟ کیا مجھے بھی نہیں بتائیں گے؟  
کوئی خاص مقصد نہیں ہے، ڈانٹ کو پناہ کی ضرورت ہے، میں اسے پرس سے جاؤں گا، اس کے ساتھ فون والی بھی جائے گی۔  
میں اس لڑکی کو تلاش کرنا چاہتا ہوں۔  
البرٹونے ڈانٹ سے پوچھا: تمہارے گھر میں خادما میں مزدور ہوں گی اور ایک آدھ تمہاری خدمت کے لیے بھی وقف ہو گی؟  
میرے لیے کوئی نادرہ مخصوص نہیں ہے البتہ ایک نرس ہے۔  
نرس کیوں ہے؟“

”وہ لوگ کہتے ہیں: بیمار ہوں۔ وہ نرس میرے ہیڈروم کے ساتھ والے کمرے میں رہتی ہے۔“  
کیا تم دونوں کے کوئی نہیں ملی فون ہے؟  
”ہاں میں نرس سے فون پر بھی بات کرتا ہوں۔“  
”تمہارے گھر کا پتا بتاؤ؟“  
”گھر کا پتہ معلوم نہیں ہے۔“  
”پھر تو پوری شکل ہو گی، ہم اس نرس سے مزید معلومات حاصل کر لیں گے اس سے ملاقات کرنا ضروری ہے تم اپنے گھر کا ٹیلی فون نمبر بتا سکتے ہو؟“  
”ہاں میرے لیے فون پر جو ساتھی چھوڑ چھوڑ ساتھی چھوڑا ہے۔“

البرٹونے ٹیلی فون کے پاس آ کر ریسورڈ اٹھا یا پھر وہ بی بی فون لے کر پھر ریٹک انتظار کرنا پھر کسی کی آواز سنانی دیکھ لیا۔  
”پھر کون ہے؟ آپ ہیں؟ کیا ڈانٹ کا پتا چلا؟“

”جی ہاں، پتا چلا گیا۔ آپ اپنے مکان کا پتا بتائیں تو...  
”انپیکل آپ میرے گھر آج کے ہیں پھر مجھ سے پتہ ہو رہے ہیں؟“  
”مشر ڈانٹ کے بھاگ جانے سے تم کچھ زیادہ بول کھائے ہو، میں انپیکل نہیں ہوں۔“  
”تم کون ہو؟“  
”میں کوئی بھی ہوں اگر یہ چاہتے ہو کہ تمہاری امانت پہنچا دوں تو پتا بتاؤ۔“

اس نے پتا بتایا۔ البرٹونے ریسورڈ کر کے کہا: مسٹر علی مورد، پتا معلوم ہو گیا اب تمہیں لگنا چاہتا ہے؟  
پارسی نے کہا: میرا خیال ہے میری طرف تم ہی نرس کو فون والی سمجھ رہے ہو؟  
”ہاں لکی ایک عورت ہے جو ڈانٹ کے بہت قریب رہتی ہے اور گھر والوں کی باتیں بھی چھپ کر سنتی ہو گی۔ اس سے مل کر ہی ہم کسی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔“  
پارسی نے اس سے پتا پوچھ کر اٹھتے ہوئے کہا: میں جا رہا ہوں تم ڈانٹ کا خیال رکھنا۔“

ڈانٹ نے قریب آ کر کہا: مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ، وہ لوگ جانی گتے۔ میں تمہاری بھلائی کے لیے جا رہا ہوں مسٹر البرٹو تمہارے محفوظ ہیں۔ تم آرام سے اس بہتر اور سوجاؤ بیٹھ کر کوئی کلمے کاٹو۔ پارسی نے کتیاں دیتے ہوئے بہتر کے پاس لے گیا اسے وہاں لگا کر البرٹو کے ساتھ کمرے سے باہر لے آیا اس سے بولا: مجھے ڈانٹ کے گھر تک پہنچا دو میں کسی وقت بھی فون پر تم سے رابطہ قائم کروں گا۔“

وہ باتیں کرتے ہوئے بیٹھنے سے باہر آئے، اسی وقت آکر نرس نے سامنے آ کر ڈھونڈنا دیکھے پھر کہا: ہاشی پاشی فی الحال جزیرے سے نہیں آسکے گا۔ وہاں زبردست نازک اور دریا کے ہونے ہیں۔ سلطان آندری ماری کی ہے۔ تمام منڈے بے ہمتا شوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ میں پاشا کو کسی طرح رہا کرنا ڈانٹ کا تمہارے پاپا جزیرے سے چلے گئے ہیں۔ میں نے جزیرے کے چاروں غاروں کو تمہارے پاس پہنچا دیا ہے۔ وہیں گیٹ کے باہر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ پارسی تیزی سے چلا ہوا میں گیٹ کے پاس آیا۔ وہاں نے گیٹ کو کھولا باہر ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ پارسی کو دیکھتے ہی چاروں غاروں سے باہر آئے اس کے سامنے آئینشن ہو گئے۔ اس نے البرٹو سے کہا: میرا کام تم کو لگایا۔ ان کے ساتھ چاروں ہوں سٹاک آئے کی کوشش کروں گا۔ ڈانٹ اور اس کو ہاتھ سے نہ لکھو۔ دینا۔ ہو سکے تو ایک آپ کے ذریعے ان کا چہرہ تبدیل کرادیں۔ اپنے ذرائع سے اس کا پاپا بیورٹ اور ضروری کاغذات تیار کرالوں گا۔“



وہ البرٹ کو ضروری باتیں سمجھا کر میں آ گیا۔ دو وہاں اس کے پاس بیٹھ گئے۔ دو اگلی سیٹ پر چلے گئے گاڑی آگے بڑھی تو یارس نے پتا بنا کر کہا اٹھو ایک گاڑی اور خفیہ رہائش گاہ کی ضرورت ہے۔

”ہم ایک گھنٹے میں اس کا انتظام کر لیں گے۔“

اس نے ڈان کی رہائش گاہ سے سو قدم کے فاصلے پر گاڑی روکنے کو کہا۔ میں اس سامنے والی کوٹھی میں جاؤں گا تم میں سے ایک یہاں انتظار کرے گا۔ باقی میرے لیے گاڑی اور خفیہ رہائش گاہ کا انتظام کرنے جائیں۔ جب میں کوٹھی سے نکلوں تو پھر لوگوں سے قریب نہ آنا، مجھے دور ہی دور چلتے رہنا۔ اگر میں سرگھبازوں تو فوراً پکڑ لیں گے۔ میرے پاس جانا میں اس میں اگر گھسیٹوں گا۔ اس کے بعد تاول گاڑے گا۔ آگے کیا کرنا ہے۔“

وہ کار سے اتر کر کوٹھی کی طرف جانے لگا۔ ایک وہاں رہیں کھڑا رہا، باقی تین اپنی گاڑیوں چلے گئے۔ کوٹھی میں ٹام مورس سلام مورس نام کی بیوی اور بیٹی مانتا تھا۔ سب پریشان تھے۔ البرٹ نے دن پر باتیں کرنے کے بعد آئندہ جو عمل یعنی کوئی ڈان کو ان کی امانت سنبھال دینے والے اسے آئی ہے۔ گھر کا پتہ پھر پتہ ہٹا۔ ایک ملازم نے ان کو کہا۔

”جناب! کوئی صاحب آپ لوگوں سے ملنا چاہتے ہیں۔“

ٹام مورس تیز گام سے چلتا ہوا باہر آیا۔ پارکس کو دیکھ کر بولا۔

”کون ہو اسٹے میں آئے ہو؟“

”تمہاری ایک امانت میرے پاس ہے۔“

”کیسی امانت؟“

”بھیج چلی ہے۔ حق اور بولتی ہوئی امانت ہے۔ لیکن میں باہر کھڑے جو کلمات نہیں کروں گا۔“

”ابھی بات ہے۔ امداد۔“

پارکس نے اس کے پیچھے پیچھے کوٹھی میں داخل ہو کر وہاں کے ایک ایک فرد کو دیکھا۔ اُسے وہ زس دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ٹام نے اپنی بیوی، بیٹی اور بیٹی کے ساتھ کہا۔ وہی قون پات کوٹھنے والا شخص ہے جو چارہ کی امانت کا ذکر کرتا تھا۔ اُسے مشرٹا کھل کر بتاؤ، کیا ہمارا اہلیتیا ڈان مورس تمہارے پاس ہے؟“

”ہاں، وہ مشرٹا رنگ کی شرٹ، سفید ٹیلون اور چرٹے کی بیک جیکٹ پہنتے ہوئے ہے۔ میں اُسے ایک تہ خانے میں باندھ کر رکھا ہوں۔“

”کیا بچوں کرتے ہو؟ میں تمہیں گولی مار دوں گا، پولیس کے حوالے کروں گا۔“

”مجیب! حق ہو گا۔ گولی مار کر پولیس کے حوالے کرنا چاہتے ہو۔ ویسے میں کسی کو لپٹنے تلفات کوئی قدم اٹھانے سے نہیں روکوں

گا لیکن یہ ذہن نشین کرو، مجھے ذرا سی نقصان پہنچے گا تو میرے آدمی، ڈان کو جان سے مار ڈالیں گے۔“

”تم چاہتے کیا ہو؟“

”میں ایک سوواڑا ہوں۔ اپنی ضرورت کے لوگوں کو خریدتا ہوں۔ جس کی ضرورت نہ ہو اس کے بدلے کسی دوسری جیٹا سوواڑا لیتا ہوں۔ مثلاً ڈان مورس میرے کسی کام کا لوکا نہیں ہے۔ مجھے ایک لڑکی کی ضرورت ہے۔ اگر تمہارے گھر میں کوئی لڑکی ہے تو میں اسے لے کر ڈان کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔“

”تم لڑکی لے کر کیا کرو گے؟“

”اُسے گھر کی خادمہ بناؤں گا، اگر صورت مشکل ابھی ہوگی تو میری سیکرٹری میں رکھتی ہے اور اگر بہت زیادہ اچھی ہوگی، بچے پسند آئے گی تو شادی کر لوں گا۔“

ٹام مورس نے کہا وہ خوار سا مسکرائی یا بیوی بنانے کے لیے شہر میں لوکاں بھری پڑی ہیں پھر ڈان کے بدلے تم سے کسی لڑکی کا مطالبہ نہیں کرے جو آخر چرک کیا ہے؟“

”کیا میں تم سے پوچھا کہ ڈان مورس کے ساتھ تم لوگوں کا پتہ کیا ہے؟ اگر وہ گھر سے چلا گیا ہے تو بے شک جا سکتا ہے۔ جوان سب باغ ہے۔ اُسے خانوٹا اپنے ارسے میں فیصلہ کرنے کا حق ہے پھر تم لوگ اس کے لیے پریشان کیوں ہو؟ آخر کیا چکر ہے؟“

انھوں نے پچھپاتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک نے کہا تو کوئی پتہ نہ ہوگا۔ سب نے ہمارا گھر ملو معاملہ ہے۔“

”پھر میرا بھی یہ ذاتی معاملہ ہے۔ مجھے ایک لڑکی دو اور ایک لڑکا لے لو۔“

انھوں نے سوچتی ہوئی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر وہ سب ذرا دوسرے اور آپس میں سر جوڑ کر باتیں کرنے لگے۔ اسی وقت پارکس نے ایک جوان لڑکی کو دیکھا۔ وہ پریشان نظر آ رہی تھی۔ ذہنی کے آڑ میں کوٹھی غصے سے دیکھ رہی تھی۔ سام نام اس کی بیوی اور بیٹی سمیت تھا۔ فیصلہ کرنے کے بعد قریب آئے پھر سام نے کہا۔ وہاں سے ہاں کھرا کر کرنے والی لڑکیاں آئی ہیں۔ ان میں یہاں لاتے ہیں تم کسی ایک کو پتہ کر سکتے ہو۔“

پارکس نے ذہنی کے طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

”ایک لڑکی ہے، صاف چھپتی بھی نہیں، سامنے آتی بھی نہیں۔ اُسے صاف دیکھنا چاہتا ہوں۔“

ان سب نے ذہنی کے طرف دیکھا پھر سارے بولی۔

”یہ نرس ہے۔ ڈان کی دیکھ جیال کے لیے میں رہتی ہے۔“

ٹام مورس نے کہا وہ ہم اسے امانت سنبھال دیتے ہیں۔“

پتہ تو اب تمہارے ہاں بھی کام کر سکتی ہے۔ کیا پسند ہے؟“

”پہلے میں تمہاری میں اس سے دو باتیں کروں گا۔ اگر میرے عیار کے مطابق ہوگی تو تم سے سوواڑا چاہنے لگاؤ۔“

ٹام مورس نے ذہنی کو مخاطب کیا۔ میں رومیا یہاں آؤ، اس جوان سے باتیں کرو۔ یہ تمہیں یہاں سے زیادہ تنخواہ کی آفر ہے۔ سکتا ہے تم کو پوری دیر کے لیے دوسرے کرے میں جا رہے ہیں۔“

وہ سب چلے گئے۔ رومانینے کے پیچھے گئے۔ پھر اس کے سامنے سوئے پڑے۔ کولی میں میں تمہاری باتیں سن چکی ہوں، اگر تم مجھے پسند کرنا اور میں تمہارے ساتھ جاؤں تو تم مجھ سے کیا فائدہ حاصل کرو گے؟“

پارکس نے کہا وہ تم بہت خلیصورت ہو، میں تمہیں ایک ٹائل گول بنا کر خراب کا سکتا ہوں۔“

”تم زیادہ سے زیادہ تنگنا کما سکتے ہو؟“

”تمہاری میسی لڑکی کی ویڈیو نہیں بنا کر تیس چالیس ہزار بلکہ پچاس ہزار ڈالر حاصل کر سکتا ہوں۔“

وہ سوئے پر بیٹھے یہی بیٹھی ہوئی تھی پھر پارکس کی طرف جھک کر ہنسی سے بولی۔ میں تمہیں ایک لاکھ ڈالر دوں گی، مجھ سے ایک سوواڑا کرو گے۔“

پارکس نے حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ایک لاکھ ڈالر میں نے ایک ساتھ کبھی نہیں دیکھے۔ محکم تو ہزار ڈالر کی نوکری کرتی ہو، مجھے ایک لاکھ کیسے دار کوئی؟

”بیٹھے ہمارے دریاں معاملے پلانے کا پتہ میں ایک لاکھ ڈالر کی ادائیگی کا تین دنوں کی۔“

”تمہارے معاملے میں ہوگا، تم کس قسم کا سوواڑا چاہتی ہو؟“

”تم ڈان مورس کو یہاں واپس نہ لاؤ۔ اُسے چارے کو اس کی آئی اور دونوں اٹکل کے ہاتھ نہ کٹنے دو۔ ایک لاکھ کے عوض اُسے میرے حوالے کر دو۔“

”میں اتنی بڑی رقم نہیں ٹھکانوں گا۔ مجھے منظور ہے۔ اب لو، تم لپٹے اور دو۔“

رومانے اس پاس تھا۔ نظروں سے دیکھا پھر بولی۔

”اُس سنہ روٹی چیک پر دستخط کرانے ہیں اور بڑی بڑی رقمیں حاصل کر کے لپٹ کر لے رہے ہیں۔ میں کوٹھی اور درمیں اس پر ایک ایک سے ایک ساڑھے چیک نکال کر چھپا لوں گی۔ دو گھنٹے بعد جہاں کو گئے، وہاں لوں گی تمہارے ساتھ ڈان کے پاس جاؤں گی، وہ ایک لاکھ کی رقم لے کر دستخط کرے گا۔ تم مجھے بھی اس کے ساتھ تیکہ کر دینا۔ جب وہ چیک کس ہو جائے تمہاری رقم لے جانے تو ہم دونوں کو آزاد کر دینا۔“

پارکس نے کہا۔ ”یہ مناسب طریقہ ہے۔ میں رقم سے ہی تم دونوں کو آزاد کر دوں گا۔ تم بتاؤ دو گھنٹے بعد کہاں ملو گی؟“

”اترک ایئر لائن کے پارک میں ایک قلعہ ایسا ہے جہاں صرف گلاب کھتے ہیں۔“

”ٹھیک ہے۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔“

”اس منصوبے پر عمل کرنے کے لیے لازمی ہے کہ تم مجھے ناپید کرو اور ڈان کے مفروضے طلب نہ کرو۔“

پارکس نے اچھی آواز میں کہا۔ تم خود کو گھسیٹا گیا ہو، کیا تم کو پوری ہو؟ تم سے اچھی تو وہ لڑکی ہے جو ابھی یہاں کوٹھی ہوئی تھی، تم جا سکتی ہو۔“

وہ باؤل چیتھے ہوئے جانے لگی۔ ٹام مورس نے جلدی سے ڈرائیگ روم میں آ کر پوچھا۔ کیا ہو گیا؟ اس رونا کانا بات ہے؟“

”رومانے لپٹ کر کہا، وہاں پر مشرٹا اشتہاری نہیں بناتے ہیں آپ لوگ جانتے ہیں؟ آج کل کی اشتہاری فلموں میں عورتیں کس قدر بے جانی سے اسکرین پر آتی ہیں، میں ہرگز بیک نہیں کروں گی۔“

”وہ صفحے سے بھی ٹام کی بیوی نے کہا وہ مشرٹا اشتہاری نہیں بناتے تو تمہیں اس کے لیے حسین لڑکی کی ضرورت ہے۔ اتنی چھوٹی سی بات کے لیے تم نے میرے بیٹے کو رزاں بنا کر مارے۔ میری بیٹی کو دیکھو، کیا کسی سے کہے۔ میں یونیورسٹی کے مقابلہ میں میں شریک ہونے والی سے ڈان کی سلامتی اور واپسی کی خاطر یہ تمہاری فلموں میں ڈالیں سکتی ہے۔“

پارکس نے سارے ہاتھ دیکھ کر کہا۔ ”ٹھیک ہے اگر تمہاری بیٹی اسکرین پر آوے گی تو میں کچھ دن بعد ڈان کو تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔“

وہ صاف غصے سے بول کر گئے۔ سام نے گھونسا دکھا کر کہا۔

”تم کچھ دن تک ہمارے بیٹے کو رزاں بنا کر رکھنا چاہتے ہو تم تمہارا منہ توڑ دوں گے۔“

”اُدھر تمہارے بیٹے کا منہ توڑنے گا جو بھی کرو، سوچ بھر کر کرو۔“

سارے تھاں ہاں نے کہا۔ ”وہ مجھے تو کوئی پتہ نہ لگتا ہے۔ پہلے یہ تصدیق کر لو کہ ہمارا ڈان اس کے قبضے میں ہے یا نہیں؟“

ٹام نے پوچھا۔ ”کیا تم ڈان سے ہماری ملاقات کر سکتے ہو؟“

پارکس نے پوچھا۔ ”کیا تم مجھے حق سمجھتے ہو؟ جو بلا سہ پہن کر گیا ہے میں اس کی تفصیل بتا چکا ہوں۔“

”یاس کا کیا ہے؟ کیا اس کو تین ماہ جا سکتے ہیں؟“

”یاس کے لیے رخصت ہو جاتا ہے۔ جو سکتا ہے تم نے اُسے قتل کر دیا ہو۔“

پارکس نے کہا۔ ”تم لوگوں کے اطمینان کے لیے اچھی فون پر اس کی آواز نہ لوانا سکتا ہوں۔“

”ہاں ضرور ہم اس کی آواز سن کر تم پر یقین کر لیں گے۔“



اور جذبات کو سمجھتا ہی نہیں ہے۔ میں ایک شہ پارہ ڈان کو  
 تمھارے واسلے کروں گا اور کسی رقم کا مطالبہ نہیں کروں گا۔  
 وہ سوائے نظر دل سے دیکھنے لگی۔ یارس نے کہا: اکثر فرس  
 کی زندگی میں ان کی عورت میں انقلاب لاتی ہے۔ وہ اپنے مریکی زندگی  
 کا راستہ بدل دیتی ہیں، جیسے کا انداز بدل دیتی ہیں مگر گناہیں  
 ٹوٹ رہے ہوں تو وہ ٹوٹنے والوں کے سامنے دیوار بن جاتی  
 ہیں۔ یہ کیا عمل تھا مگر اور انکل سام کے سامنے دیوار بن گئی ہو؟  
 اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ یارس نے پوچھا۔  
 "کیا ڈان کو ان کے فریب سے بچانے کے لیے تم ہی آدمی رات  
 کے بعد اسے فون پر سمجھا یا کرتی تھیں؟"

اس نے پھر ہاں ہنسنے کے لیے سر ہلایا۔ پھر چھینکی لگی۔  
 یارس نے دو لکے منٹ سے ٹیپ ہٹا دیا۔ پھر کہا: "روما مجھ سے کوئی  
 بات نہ چھپاؤ۔ میں کوئی بیک میٹر نہیں ہوں۔ . . . بلکہ میں  
 ڈان کو ان سے محفوظ رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم وہی فون کرنے والی  
 لڑکی ہو تو میں تم سے رقم نہیں لوں گا بلکہ اپنے اخراجات پر اسے  
 مل ایب بھیج سکتا ہوں۔"

وہ خوش ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ رہے تھے۔  
 وہ البرٹ کے بیٹکے کے سامنے پہنچ گئے۔ کار سے اتر کر احاطے  
 میں آئے۔ یارس نے دنا واروں سے کہا: "میرے سہلے ایک  
 کار بیابا رہتے دو۔ تم میں سے دعائیں بیٹکے میں رہیں گے۔ باقی دو  
 رات کو کہیں گے اور بیابا ہوا دیں گے۔"

وہ دو رات کے ساتھ بیٹکے کے اندر آیا۔ اس کے بیٹر دوم  
 میں ڈان سورا تھا۔ البرٹ نے کہا: "یہ ایک گھنٹے سے سو رہا ہے۔  
 کو تو جگا دوں؟"

دو لکے کہا: "اسے آرام سے سونے دو۔ میرا خیال ہے  
 بہت عرصے بعد اسے خواب آ رہا ہوگا۔" البرٹ نے کہا: "یہ ہے؟"  
 وہ تینوں دوسرے کمرے میں آگئے۔ یارس نے پوچھا:  
 "تم آدمی رات کے بعد کسی طرح فون پر ڈان سے باتیں کرتے  
 تھیں کیا اس کے اہل وغیرہ فون پر ہونے والی گفتگو سن نہیں  
 سکتے تھے؟"

"اب میں کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ ڈان کو یہاں محفوظ رکھ  
 کر میرے دل اور میرے دماغ سے ایک پوچھا اتر گیا ہے۔ ان  
 خالوں سے چار بیٹے کتنے غصے پال رکھے ہیں۔ انھوں نے  
 مجھے وارننگ دی ہے کہ میں گھر کی بات باہر کسی کو بتاؤں گی  
 یا قانون کا سہارا لینا چاہوں گی تو وہ مجھے جان سے مار ڈالیں گے۔  
 میں نے اپنی زبان بند رکھی مگر مجھ سے یہ ظلم دیکھا نہیں جاتا تھا۔  
 کل رات جب میں نے سنا کہ وہ ڈان اور سارا تھا کی شادی کے

کا فزات بردہ خطا کرنے کے بعد سارا تھا کو اس کی دولت  
 اور علی لاری کی مالکہ بنانا چاہتے ہیں تو میں نے اسے جھاگ مارنے  
 کا مشورہ دیا۔"

البرٹ نے پوچھا: "یہی تم جانتا چاہتے ہیں؟ تم مشنوں  
 کے درمیان رہ کر کسی طرح فون پر اس سے رابطہ قائم کرتے تھے؟  
 "میں نے کبھی فون پر ڈان سے بات نہیں کی۔"  
 "لیکن وہ کتاب ہے کوئی لڑکی فون پر بولتی تھی؟"

"ہاں، یہ ہے کہ میں ڈان کے ساتھ دلے کمرے میں  
 رہتی ہوں۔ کسی وقت بھی درمیانی دروازہ کھول کر اس کے  
 پاس آسکتی ہوں۔ میں نے سوچا، اگر اس کے روبرو آکر اس کی  
 دیکھنے کے خلاف بولوں گی اور اس کے فائدے کی بات  
 سمجھاؤں گی تو وہ کبھی کبھار مار کھانے کے دوران تباہ  
 لگا کر میں ان کے خلاف اسے بھڑکانا ہی رہتی ہوں۔ وہ بہت  
 بھولا ہے۔ بس بڑی آسانی سے دھوکا دیا جاسکتا ہے۔ ایک  
 رات میں میل سے بھنے والی گھنٹی لے کر اس کے سر پر لے آئی۔ وہ  
 گہری نیند میں تھا۔ میں نے پنگ کے سر پر لے ٹیفون کے پاس  
 جھک کر سیر والی جھٹی بھائی۔ اس کی آنکھ کھلی گئی۔ اس نے ہاتھ  
 بڑھا کر ریسورڈ اٹھا یا پھر جھلو کہا۔ "میں اس کے پیچھے کان کے قریب  
 ہی تھی۔" وہ جی آواز میں بولنے لگی جو بات اسے سمجھنا چاہتی تھی سمجھا  
 گی۔ وہ بھڑکا تھا، آواز ریسورڈ سے آ رہی ہے۔ میرا انگریزی بے تدبیر  
 کامیاب رہی۔ میں ہر رات اسی طرح اپنی باتوں سے اسے اپنی  
 طرف مائل کرنے لگی۔ رفتہ رفتہ میں نے اتنا متاثر کر لیا کہ وہ میرے  
 ایک مشورے پر پھر بھڑک کر مریاں چلا آیا۔"

رومانے بڑی ذہانت کا ثبوت دیا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈان  
 بچکانہ ذہن رکھتا ہے۔ اگر سیر والی گھنٹی بھائی جانے کی تو وہ  
 نیند سے چونک کر سہی بھگے گا کہ فون کی گھنٹی بج رہی ہے اور وہ  
 بے اختیار ریسورڈ اٹھائے گا اور ہوتا بھی یہی تھا۔ ہر رات رومان  
 سیر والی گھنٹی بھائی تھی اور وہ ہاتھ بڑھا کر ریسورڈ اٹھاتا تھا۔  
 اسے کبھی خبر نہیں ہوا کہ اس کے پنگ کے پیچھے کان کے قریب  
 ہی رومان بول رہی ہے۔

یارس نے کہا: "وہ تم سے باہر تھا سے کسی لڑکی سے  
 محبت نہیں کرتا بلکہ محبت کرنا چاہتا ہے۔ میں لیکن وہ تمھاری آواز  
 سے متاثر ہے تمھاری آواز سے محبت کرتا ہے۔ اس لیے تمھارے  
 مشوروں پر عمل کرتا ہے مگر تمھارے مشوروں پر عمل کرو گی تو ڈان  
 کو ان خالوں سے نجات مل جائے گی؟"

"تم جو کہو گے میں وہ کروں گی۔"  
 "تھیں ڈان کے ساتھ پیرس جا کر رہنا ہوگا۔"

"میں اس کے ساتھ کہیں بھی رہ سکتی ہوں، لیکن وہاں رہنے  
 کے اخراجات بہت ہوں گے۔ اگر ڈان کو چیک تک مل جائے  
 تو..."

"تم اخراجات کی فیکور کرو۔ کیا تم نے فریڈ علی تیمور کا نام  
 سنا ہے؟  
 "جب سے ہوش سنبھالا ہے تب سے ان کا ذکر سنتی آ رہی  
 ہوں۔ وہ ٹیل پتی جانتے ہیں نا؟  
 "ہاں، تم دونوں ان کی نیملی کے ساتھ رہو گے۔"

"وہ چونک کر حیرانی سے بولی: "ہم اور فریڈ صاحب کی  
 نیملی کے ساتھ... ایک تم انھیں جانتے ہو؟ ادو کا کالی! میں نے ابھی  
 تک یہ نہیں پوچھا کہ تم کون کی ہو؟ کہاں سے آئے ہو اور تمھارا نام  
 کیا ہے؟  
 "میں نام بتاؤں گی تو تعین نہیں کرو گی۔ میرے پاپا احمد  
 تمھارے دماغ میں اکثر تعین دلائیں گے۔"

وہ سوائے نظروں سے نکل رہی تھی۔ یارس نے دوسرے  
 کمرے میں آکر ٹیفون کے ذریعے باہر صاحب کے دلے سے  
 رابطہ قائم کیا پھر کہا: "اگلے آکر میرے کمرے اور پارس آؤں گے کہاں  
 فرمائیں؟"  
 اس نے ریسورڈ رکھ دیا۔ ایک منٹ کے اندر ہی آکر  
 کو ڈور ڈاڑا کرنا ہوا پہنچ گیا۔ یارس نے کہا: "آپ جناب  
 شیخ صاحب سے عرض کریں؟ میں ایک نوجوان یہودی لڑکی کا  
 لڑکے کو کوی عرصے کے لیے پیرس میں منتقل کرنا چاہتا ہوں۔  
 کسی مناسب جگہ ان کے لیے رہائش کا انتظام کرویں۔"

"انتظام ہو جائے گا اور کچھ؟"  
 "انتہوں میں فرانس کے سفیر یا ایجنٹ سے کس دینے کہو  
 انٹرنل سے پیرس پہنچنے کے سلسلے میں تین پاسپورٹ چنگھتوں  
 میں جاری کریں۔ میں آج ہی ان دونوں کے ساتھ پیرس آ رہا  
 ہوں۔ پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات کے لیے یہاں سے  
 ایجنٹ کو ہماری تصویریں مل جائیں گی۔"

"کیا تم تینوں اصلی روپ میں آ رہے ہو؟"  
 "نہیں، ہم ایک آپ میں نہیں گئے۔"  
 "مجھے ان یہودی لڑکی اور لڑکے سے ملاؤ۔"  
 "میرے عجیب اتفاق ہے کہ لڑکا ہماری بوجو کی طرح بچکانہ ذہن  
 رکھتا ہے، لیکن مناسب فرٹ منٹ کے بعد نارمل ہو سکتا ہے۔  
 اس کا نام ڈان مورس ہے۔ لڑکی کا نام رومان ہے۔ آپ رومان کے  
 دماغ میں میرے پاپا بن کر پہنچیں اور انھیں پیرس آنے کا مشورہ  
 دیا۔ میں نے اسے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا۔ آپ سیرل

اور اپنا تعارف کر سکتے ہیں۔"  
 وہ ڈرانگ روم میں رومان اور البرٹ کے پاس آیا۔ رومان  
 نے پوچھا: "تم کہاں چلے گئے تھے؟ فریڈ صاحب کی نیملی کی بات  
 اور وہی چھوڑ دی۔ اپنے باسے میں بھی کچھ نہیں بتایا۔"  
 آرم نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا: "میں بتانا چاہوں  
 میں فریڈ علی تیمور ہوں۔"

وہ چونک گئی۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر غلام میں  
 جھکے ہوئے بولی: "میرے دماغ میں آؤ اور آ رہی ہے۔ وہ...  
 وہ کہہ رہے ہیں کہ میں فریڈ علی تیمور ہوں۔"  
 یارس نے کہا: "یقین کر کے میرے پاپا تم سے دماغی رابطہ  
 قائم کر رہے ہیں۔"

"وہ حیرانی سے بولی: "تمھارے پاپا؟"  
 آرم نے کہا: "ہاں، یہ میرا بیٹا پارس علی تیمور ہے۔"  
 "آں؟ وہ بے یقینی سے پارس کو دیکھنے لگی۔ آرم نے کہا:  
 "پہلے میں تعین یقین دلاؤں گا کہ میں ٹیل پتی کی ذریعے تمھارے  
 دماغ کے اندر ہوں۔"  
 وہ بولی: "پلیز، مجھے کسی طرح یقین دلائیں۔"

عجب خیال خوانی کے ذریعے گھنگھو کو تو زبان سے زبلا  
 کر رہا صرف سوچا کر وہ میں سن لیا کروں گا۔ اچھا اب تعین ٹیل پتی  
 کا کام لکھا آ رہی۔ تم زبان سے بولنے کی کوشش کرو۔ میں تعین  
 بولنے نہیں دوں گا۔"  
 اس نے کوشش کی کہ وہ زبان سے کچھ کہتا جا بلکہ  
 پارس کے ہونٹ بند ہو گئے۔ زبان انوکھا لگتی۔ اس نے پریشان  
 ہو کر پوچھا: "یہ مجھے کیا ہو گیا ہے؟ کیا میں بولنے کے قابل نہیں رہی؟"  
 آرم نے کہا: "ہاں، اسی طرح سوچو، میں سن لوں گا۔ اب تم  
 زبان سے بول سکو گی۔"

وہ بولی: "م... میں بولنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ بلکہ  
 بول رہی ہوں۔ یہ تو کہاں ہو گیا؟ اچھی زبان بند ہو گئی تھی ابھی کئی  
 مجھے یقین ہو گیا ہے، آپ فریڈ صاحب میں آؤ گا۔ میں کتنی  
 خوش نصیب ہوں۔"

اس نے صوفے سے اٹھ کر پارس کے سامنے جھکنے تک  
 دے، پھر کہا: "مشر پارس علی تیمور! میری مجھ میں نہیں آتا میں  
 کسی طرح اپنی خوشیوں کا اظہار کروں۔ آج سے مجھے گہری نیند آیا  
 کرے گی۔ آج سے کوئی دشمن میرے ڈان پر ظلم نہیں کرے گا۔"  
 پارس نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر لٹھا یا پھر چہرے  
 پر بٹھاتے ہوئے کہا: "پہلے میرے پاپا سے باتیں کرو۔ وہ جو کہتے  
 ہیں اس پر عمل کرو۔"



آمر نے کہا "تم پارس اور ڈان کے ساتھ پیرس آ جاؤ۔"  
 "میں ضرور آؤں گی۔"  
 "تم دونوں یہاں ایک آپ میں آؤ گے تاکہ دشمن پہچان  
 نہ سکیں۔"  
 "آپ کا حکم سزا کھوں پر لیکن میں ڈان کے دشمنوں سے  
 انتقام لینا چاہتی ہوں۔ ڈان کو کسی طرح قتل اسباب پہنچانا چاہتی ہوں۔"  
 "تمہاری خواہشیں پوری ہوں گی، لیکن یہ سب کچھ رفتہ  
 رفتہ ہوگا۔ تمہیں ڈان کے ساتھ ڈرامبر سے پیرس میں رہنا ہوگا۔  
 میں خیال نثرانی کے ذریعے دشمنوں کا اصل چہرہ بے نقاب کروں  
 گا جب تعین ہو جائے گا کہ آئندہ کوئی ڈان کو نقصان نہیں پہنچانا  
 سکے گا تو میں تم دونوں کو مل اسباب پہنچا دوں گا۔"  
 ڈان کی آنکھ کھل گئی تھی۔ وہ کہنے سے نکل کر ڈاننگ  
 روم میں آیا پھر وہاں کو دیکھ کر چونک گیا۔ رسم کر تھپتھپے بیٹھے چوتھے  
 بولا۔ "نہیں، نہیں، واپس نہیں جاؤں گا۔ پلیز، روما یہاں سے ہی جاؤ۔"  
 پارس اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اس کے قریب جا کر بولا۔ "میں  
 نے تمہیں دوست بنایا ہے۔ تمہیں یہاں سے جانے نہیں دوں  
 گا۔ روما تمہاری دشمن نہیں ہے۔ یہ وہاں ہے جو فون پر تجھیں کر  
 تم سے باتیں کرتی تھی اور تمہاری جھلانی کے لیے تمہیں سمجھانی تھی۔"  
 پارس اور رولٹ نے جب اسے اچھی طرح سمجھا یا تو اس نے  
 تعین کر لیا۔ روما کو احسان مند سے دیکھنے لگا۔ اسے سمجھا گیا کہ  
 اس کا اور روما کا ایک آپ کیا ہے گا اور انھیں یہاں سے  
 پیرس جانا ہوگا۔ چونکہ ڈان اپنی جھلانی چاہتا تھا، دشمنوں سے  
 دور ہو جانا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ فرما رہی ہو گی۔ پارس نے  
 ان دونوں کا ایک آپ شروع کیا۔ عارضی ایک آپ تھا اس  
 لیے ایک گھنٹے کے انداز کے چہرے بدل گئے۔ اب رولٹ ان کی  
 تصویریں تیار ہیں۔ فرانسیسی حکومت کا ایک ایجنٹ ان کے پاس  
 پہنچ گیا تھا۔ اسے تصویریں دی گئیں۔ اس نے کہا "میں دیکھنے  
 کے اندر پالیسٹ اور دوسرے ضروری کاغذات بنا کر لے  
 آؤں گا اور آج شام کی بارات کی کسی فنڈ سے آپ لوگ  
 پیرس جا سکیں گے۔"  
 پارس چپ چاپ ڈان کی اسٹری کر رہا تھا۔ اس کے  
 اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے، ہنسنے بولنے اور کھانے پینے کے ہر  
 انداز کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ روما ویرس سے اس کے ساتھ  
 رہتی آئی تھی۔ اس کی عادتوں کو اور اس کے مزاج کو اچھی طرح  
 سمجھتی تھی۔ پارس اس کے ذریعے ڈان کے مزاج کو اور عادتوں  
 کو بھی ذہن نشین کرتا جا رہا تھا۔  
 وہ تینوں رات کے اٹھنے نچے وہاں سے روز نہ ہونے۔

آمر نے اس کے پاس آکر کہا "بیٹے! میں برابر روما اور ڈان کی  
 دماغ میں موجود رہا ہوں۔ مجھے اچھی طرح تعین کرنا تھا کہ کوئی  
 سازش ہو رہی ہے یا واقعی یہ دونوں مظلوم ہیں۔ بہر حال میں  
 مطمئن ہوں۔ میں نے جناب شیخ صاحب کو ان کے متعلق تمام  
 تفصیلات بتادی ہیں۔ وہ دونوں کو باہر صاحب کے ادارے  
 میں رکھنے پر راضی ہیں۔ کتنے ہی دن وہ یہیں محفوظ رہیں گے۔"  
 پارس نے کہا "یہ تو اچھی بات ہے۔ میں بھی چاہتا تھا۔  
 اب میں اطمینان سے ان دونوں کو وہاں چھوڑ کر جا سکتا ہوں۔"  
 "تم کہاں جانا چاہتے ہو۔ کچھ تو بتاؤ۔"  
 "میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔"  
 "بیٹا، میں کس پرچکا ہوں کہ میں روما اور ڈان کے دماغ میں  
 موجود رہا ہوں۔ ان کے ذریعے تمہیں دیکھتا رہا ہوں تم ان سے  
 ایسی معلومات حاصل کر رہے تھے جتنے جیسے ڈان کو ہمارے ہونے کرنے  
 کے بعد تم اس کی نگہ لینا چاہتے ہو۔"  
 پارس چند لمحوں تک خاموش رہا پھر بولا "آپ میرے  
 بزرگ ہیں۔ آپ سے اتنی ہی درخواست کروں گا کہ میرے  
 ساتھ میں زیادہ پریشان نہ ہو کر رہیں کیا آپ میری ایک بات  
 مانیں گے؟"  
 "تم مجھے جو جو کچھ کہیں جان سے باز نہ کرنا۔ بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟"  
 "میں کچھ کہہ کر رہا ہوں۔ آپ اس کے بارے میں پابند  
 کچھ نہ دیتا ہوں۔" عالمی مذاکرہ کریں۔"  
 "یہ اچھی بات تو نہیں ہے۔ خدا خواست تم اپنے والدین کو  
 بتائے بغیر باہم سب کو اعتماد میں لے کر اس صحبت میں گرفتار  
 ہو جاؤ گے تو میرا تمہیں مجھے ملامت کرنے گا۔"  
 "یعنی آپ چاہتے ہیں؟ میں آپ دونوں کی انگلی چڑھ کر چلاؤں؟"  
 "ہم ایسا بھی نہیں چاہتے۔"  
 "پھر پریشان کیوں ہوتے ہیں کیا میں ادا ان بچے ہوں؟"  
 "نہیں بیٹے، ہمیں تم پر فخر ہے۔"  
 "تو پھر مجھے اپنے طور پر زندگی گزارنے دیجیے۔ آپ نے  
 دیکھا ہے؟ جب بھی مجھے ضرورت پڑی تو میں نے آپ کی یاد  
 کیا اور آپ سے مدد بھی حاصل کی۔ میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ بھی  
 آپ کو ضرورت کے وقت ضرور آواز دوں گا۔"  
 وہ پیرس پہنچ گئے۔ آمر انھیں لینے آ کر لوٹ آیا تھا۔  
 اس نے دعا کے ساتھ خود کو فرما دیا تھا۔ وہ خوشی سے بولتی  
 ہو رہی تھی۔ آمر کا ہذا تھا کہ کسی بھی طرح میں آپ کے  
 سامنے نظر ہی ہوں۔ فرما دینی ضرور کے سامنے اور آپ کا ہاتھ  
 میرے ہاتھوں میں ہے۔ کیا آپ مجھے یاد کریں گے؟

آمر نے اس کی پشانی کو جو کم کما تم میری بیٹی ہو  
 آج سے میری بہن میں ہوگی۔"  
 پارس نے کہا "آپ ان دونوں کو لے جائیں۔ میں بعد  
 میں آؤں گی۔"  
 رولٹ نے کہا "تم کہاں جا رہے ہو؟"  
 "میرا پتہ نہ کرو۔ جب میرے پاس آئے گا تو مجھے  
 تو پھر کس بات کا ہے؟"  
 وہ بولتی "ڈان نے کس سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب آنے  
 والی صحبتوں کو ہم سے ڈرنا کہتا ہے۔"  
 وہ دونوں آمر کے ساتھ چلے گئے۔ وہاں کا ایک افسر  
 پارس کے لیے دوسری کار لے آیا تھا۔ پارس نے اس کا شکریہ  
 ادا کیا پھر اسٹریٹنگ سیٹ میں سفال لی۔ اسے ڈراننگ کرتا ہوا پانچ  
 سرجری کے ماہر ڈاکٹر برنارڈ شفٹر ٹکی رپٹیشن گاہ میں پہنچ گیا۔  
 وہ اپنی اپنے ہسپتال سے واپس آیا تھا۔ ڈاننگ تیل ہو کمانے کے  
 لیے جا رہا تھا۔ پارس کے آنے کی اطلاع ملنے ہی تیزی سے چلنا  
 ہوا اور آپریشن چھوڑ کر شفٹر ٹکی رپٹیشن گاہ میں پہنچ گیا۔  
 آئی رات کو کبھی آئے خبر سیت تو ہے آؤ اور آ جاؤ۔"  
 وہ ڈاننگ روم میں آئے۔ مین کے اطراف بیٹھ گئے۔  
 پارس نے کہا "آپ کو کتنی کی ضرورت نہیں ہوگی میں جھوکا  
 ہوں، خود ہی کھلنے بیٹھ گیا ہوں۔"  
 ڈاکٹر نے ہنستے ہوئے کہا "تم فرماؤ کہ بیٹے پورا ہی جھوکا  
 ٹاٹے نہیں آئے، بلکہ کوئی ضرورت تمہیں سمجھنے لاتی ہے۔"  
 "جی ہاں، وہی ضرورت جو اکثر میرے پاس آپ کے  
 پاس پہنچ کر لاتی رہی ہے۔ آپ نے بار بار میرے پاپکے چہرے  
 کی پلاٹک سرجری کی ہے۔ آج میں پہلی بلاس مقصد کے  
 لیے آیا ہوں۔ مجھے ایک مخصوص ٹوکے کا روپ دھارنا ہے۔"  
 "کیا بہت بھاری ہے؟"  
 "جی ہاں، میں صبح تک یہاں سے ہانا چاہتا ہوں۔"  
 "ہاں کی طرح بیٹے کی بھی نارت خراب ہے جب بھی  
 کوئی فوری ضرورت ہوتی ہے تو میں ہی بار آ جاؤں کیا اس کام  
 کے لیے ایک دردن پہلے نہیں آ سکتے تھے؟"  
 "وطن اگر ایک دردن پہلے جیسے تو ضرور آتا۔ مجھے  
 اس بات کا پورا احساس ہے کہ ہم بے وقت آپ کو تکلیف  
 دیتے ہیں اور آپ نے بھی تو ہماری عادت بنا کر دی ہے۔ ہم  
 اگر فرمائش کرتے ہیں اور آپ پوری کرتے ہیں۔"  
 "مجھے زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ جب پاپکے کھانڈوں میں لڑنے  
 تصویریں ہیں تو مجھے درد۔"

پارس نے ایک نفاذ اس کی طرف بڑھا دیا پھر صبح چاہ  
 کھانے لگا۔ ڈاکٹر تصویریں دیکھتے ہوئے کہنے لگا "جب سے تمہارے  
 باپ نے مجھے خدمت کا موٹہ دیا ہے تب سے میں نے اپنے  
 ہی ٹھہر میں ایک چھوٹا سا آپریشن تھیٹر بنا لیا ہے۔ اس کی زندگی  
 بھی عجیب زندگی ہے۔ کبھی سکون سے نہیں رہ سکتا۔ میں کسی  
 وقت بھی اس کی آنکھ کے لیے تیار ہوتا ہوں۔ اب تک ہمیں کسی  
 پہنچ جا سکا ہے اور اپنا چہرہ تبدیل کرنا ہے۔ میں نے سوچا، اب  
 تم دونوں بیٹے جوان ہو گئے ہو۔ شاید فرماؤ کہ تمہیں کسی  
 سے زندگی گزارنے کا تو مجھے بھی ایسی بھگائی پلاٹک سرجری  
 سے نجات مل جائے گی، لیکن میں دیکھ رہا ہوں، بیٹے بھی باپ  
 کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ مجھے اپنی آخری سانس  
 تک تم لوگوں سے خدمت نہیں ملے گی۔"  
 پارس نے کھانے کے بعد ایک افسر سے رابطہ قائم کیا  
 پھر کہا "میں میرا کام بدل رہا ہے۔ میں صبح تک استنبول واپس  
 جانا چاہتا ہوں۔ پلیز میری واپسی کا انتظام کر دیجیے اور مجھے  
 یہاں سے اس وقت نکالنا کہ لڑنے، ابھی بتا دیجیے۔ میں ڈاکٹر  
 برنارڈ شفٹر ٹکی رپٹیشن گاہ پر ہوں۔"  
 پارس نے ڈاکٹر کا فون نمبر بتا کر ریسپور رکھ دیا۔ ایک  
 گھنٹے بعد وہ سرجری ٹیبل پر لے دیا تھا۔ اور ڈاکٹر ٹیبل صارت  
 سے اس کے چہرے کو اطمینان دینا ضرورت سے رفتہ رفتہ تبدیل  
 کرتا جا رہا تھا۔ ایک گھنٹے بعد ٹیبل فون کی گھنٹی سنائی دی۔ پارس  
 نے کہا "اگر کوئی آفیسر مجھے پوچھ رہا ہو تو میں بات کروں گا۔"  
 ڈاکٹر نے ریسپور ڈاکٹر کو دوسری طرف کی آواز سن کر پھر  
 ریسپور پارس کو لے دیا۔ دوسری طرف سے وہ افسر کو سہارا تھا  
 "سرکاری فلائنگ کلب میں ایک بیل کا پتھر آپ کے لیے موجود  
 ہے۔ آپ جب جائیں پورا کر سکتے ہیں۔"  
 پارس نے کہا "اس وقت میرا چہرہ تبدیل ہو رہا ہے لہذا  
 جو بیل تک مجھے لے جائے گا اسے نئے چہرے کی تصویر ٹیبل پر  
 آپ کسی قابل اعتماد شخص کو بھیج دیں۔ میں وہ تصویر اسے وہاں  
 گا ساتھ ہی اسے یہ ہدایت کروں کہ تصویر کا چہرہ ذہن نشین  
 کرنے کے بعد اس تصویر کو جلا دیا جائے۔"  
 اس نے ڈاکٹر کو ریسپور دیتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ ڈاکٹر  
 نے ریسپور رکھ دیا پھر اس کے چہرے پر جھک گیا اور اپنے  
 کام میں مصروف ہو گیا۔ چند روز منٹ بعد اطلاع ملی، کوئی سرکاری  
 افسر ملاقات کرنے آیا ہے۔ ڈاکٹر نے اس سے ڈاننگ روم  
 میں بلا تکت کی۔ اس نے کہا "مجھے مسٹر پارس علی تھیو نے بلایا  
 ہے۔ وہ اپنے موجودہ چہرے کی کوئی تصویر دینا چاہتے ہیں۔"

ڈاکٹر نے اسے ڈان کی ایک تصویر دی پھر کہا آپ اسے پہلی کا پٹر کے پائلٹ کو دکھانے کے بعد چلا ڈالیں۔ اس نے کہا میں اسے اتنے فرس سے ہے۔ یہیں ہی پائلٹ ہوں۔ زمین اور پیسے الاحکامات ملے ہیں کہ اس تصویر کو یہاں سے باہر نہیں جانا چاہیے اور صرف مجھے دیکھنا چاہیے میں نے دیکھ لیا ہے چہرہ زمین نشین کر لیا ہے۔ آپ اسے خود ہی چلا ڈالیں اور مشر پارلس سے پوچھ کر یہ بتادیں کہ وہ کب تک یہاں سے روانہ ہوں گے؟

ڈاکٹر نے کہا ایک گھنٹے بعد سر جری مکمل ہو جائے گی۔ اس کے بعد سے کم از کم آدھا گھنٹا آرام کرنا چاہیے پھر وہ یہاں سے جا سکتا ہے۔

”اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں ڈاکٹر ڈاننگ روم میں ان کا انتظار کر سکتا ہوں؟“

”یہ شک آپ یہاں تشریف رکھیں۔“

ڈاکٹر پھر آکر تین روم میں گیا۔ اپنا کام کرتے ہوئے پارلس کو اس افسر کے متعلق بتانے لگا۔ اس نے کہا ”ڈاکٹر انکل میں آپ کو بڑی زحمت دے رہا ہوں ایک اور زحمت دل کا۔ ذرا تیشون میرے پاس لے آئیں۔“

ڈاکٹر تیشون اس کے قریب لے آیا۔ اس نے ریسپورڈ اٹھا کر اس افسر کے تیر ڈائل کیے جس کے ذریعے پہلی کا پٹر کا انتظام کر لیا تھا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی پارلس نے کہا اس وقت ایک ایئر فورس کا پائلٹ ہائے ڈاننگ روم میں بیٹھا ہوا ہے۔ آپ اس سے گفتگو کر کے تصدیق کریں کہ کیا میرے پاس صحیح آدمی پہنچا ہے۔“

ڈاکٹر نے ڈاننگ روم میں آکر پائلٹ آفیسر سے کہا۔ ریسپورڈ اٹھا کر بات کریں۔“

اس پائلٹ افسر نے ریسپورڈ اٹھا کر دوسری طرف والے افسر سے باتیں کرنے لگا۔ تیسویں ڈیویژن اس افسر نے تصدیق کر ڈاکٹر شرفیڈے کے یہاں صحیح آدمی پہنچا ہے اور اس سلسلے میں کوئی سازش نہیں ہو رہی ہے۔ پارلس نے مطمئن ہو کر ریسپورڈ رکھ دیا سر جری کا کام پھر ہوئے لگا۔

مزید ایک گھنٹے بعد سر جری کام و ختم ہو گیا۔ وہ آدھے گھنٹے تک اسی کرسی پر رکھیں۔ مذبح کے لیٹا رہا پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس نے آئینے کے سامنے آکر اپنے چہرے کو بہر زانیہ سے دیکھا پھر غور سے پوچھا کہ ”ڈاکٹر انکل آپ کا جواب نہیں ہے۔“

اس نے ایک بیگ میں سے ڈان کے وہ پٹر لے نکالے جنہیں پہن کر گھر سے فرار ہوا تھا پھر انہیں لے کر ساتھ روم

میں گیا۔ وہاں وہ لباس پنا کر سرے میں آکر تیار آدم آئینے کے سامنے اپنا جائزہ لیا۔ اب وہ سر سے پاؤں تک بائیں ڈان موزن تھا کٹا اس پر شہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ڈاکٹر سے معاف کر لیا، اس کو شکر یاد کیا پھر ڈاننگ روم میں اس پائلٹ آفیسر کے پاس آ گیا۔ پائلٹ افسر نے اٹھ کر اسے سلام کیا پھر مزاح کر کے ہونے پوچھا کیا آپ چلنے کے لیے تیار ہیں؟

اس نے کہا شب تک، میں جلد سے جلد استنبول پہنچنا چاہتا ہوں۔“

وہ رات کے تین بجے سرکاری پہلی کا پٹر میں سوار ہوئے جس افسر نے پہلی کا پٹر کا انتظام کیا تھا اس نے تعین دلا کیا کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے اور اسے اچھی طرح چیک و دیکھنے سے چیک کر لیا ہے۔ مکمل تعین دہانی کے بعد پہلی کا پٹر نے پرواز کا پائلٹ اپنی سیٹ پر تھا۔ اس کے پیچھے والی سیٹ پر پارلس بیٹھا ہوا تھا۔ جب وہ اپنی مخصوص بلندی پر پہنچ گیا تو پائلٹ نے کہا ”مشر پارلس انسان موت سے بچنے کے لئے جین کرنا ہے کیا وہ بچے جاتا ہے؟“

پارلس نے کہا ”موت سے کوئی نہیں بچتا، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ موت سے پہلے کوئی نہیں مڑتا۔“

”ٹھیک کہتے ہو، بتائیں کہ کب تقدیر نے تمہاری موت کا کون سا وقت لکھا ہے، لیکن آدمی حرام موت بھی تو مڑتا ہے اور اب وہ حرام موت تمہارے حصے میں آ رہی ہے۔ اس وقت میرا ایک پاؤں ایسے بن رہا ہے جسے دہلنے ہی ایک زبردست دھماکا ہو گا پھر ہم دونوں پہلی کا پٹر کے ساتھ اپنے چیتھرے ہوتے ہی نہیں دیکھ سکیں گے۔“

پارلس نے پھیلی سیٹ سے ڈراما ساراؤ پنا کر کے پائلٹ کے پاؤں کی طرف دیکھا پھر پوچھا ”کیا تم مجھ سے اس قدر محبت کرتے ہو کہ میرے ساتھ جان دینا چاہتے ہو؟“

”میں محبت کی نہیں، کاتب تقدیر کی بات کرتا ہوں اس تقدیر رکھنے والے نے آج میری موت بھی ہے اور میرے ساتھ تمہاری بھی۔“

”مشر پائلٹ اگر تمہیں وہ میں دہانا ہوتا اور کاتب تقدیر کے مطابق میرے ساتھ جانا ہوتا تو تم اتنا وقت نہ لیتے مجھے موت کی آمد کی اطلاع نہ دیتے مڑا ہی پھر تو فرما میرے ساتھ مڑ جاتے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم موت سے پہلے بچے ہو کہتا چاہتے ہو میں تمہیں بالوں نہیں کروں گا تمہاری بات منور سونگے اور میں سناؤں گا لیکن اس غرض منہ میں زبردستی کہہ دوں گا تو اس کے دوران تم کوئی چالاکي دکھ ڈو گے اور یہاں سے

بچ نکلو گے۔ اس وقت دم زمین پر پھوڑا آسمان پر پہلی کا پٹر کی گام ہے یہ بچتا ہے اور موت میرے ایک پاؤں کے نیچے دلی ہوئی ہے۔ میں پھر پھر اٹھ کھڑے ہی والی ہے۔“

یہ پارلس کے لیے ہارنے اور چھپانے والی گھڑی تھی اس رپا نے طور پر برطانیہ اور اسرائیل کی تضحیک کی تھی۔ اس پائلٹ افسر کو جلتے اور بچنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اس کے باوجود وہ مقام آ گیا تھا جہاں وہ دھوکا کھا رہا تھا۔

پارلس کا رڈ اٹھ کر رہا تھا۔ فرزانہ عرف نیری بہت اداس تھی اس کے خانے سے سر ٹیکے ہوئے بیٹھی تھی شکر کی تلک بوس عمارتیں اور زنگار رنگ منہ کر گزرتے جا رہے تھے۔ اسے دنیا کی کسی گھڑی سے دلچسپی نہیں تھی۔ وہ پارلس کے سوا کوئی دوسرا منظر دیکھنا نہیں چاہتی تھی پارلس نے پوچھا ”تم اتنی خاموش کیوں ہو؟“

وہ بولی ”کیا تم سچ جھوٹے ہو؟“

”ہاں یہ عارضی جہالت ہے تم میری مامکے پاس جا رہی ہو۔“

”اسی جلدی کیا گیا ہے۔ ہم نے صرف ایک ہفتہ ساٹھ لڑا ہے پھر تیا نہیں، ہم کب ملیں گے؟“

”میں جلد ہی آنے کی کوشش کروں گا۔ دیکھو تم میری دامن بننے والی ہو۔ لہذا بیٹھ میرے گھر جا کر وہاں کے طوطے پلچنے ہوں گے تم باا صاحب کے ادارے میں رہ کر ٹریننگ حاصل نہیں کرو گی تو میرے ساتھ رہ کر ہرنے والے لاکھ نہیں چھوڑا کہ ہے گا کہ دہانے کون سی نئی سمیٹ آنے والی ہے اور ہم آنے والی ہر نئی سمیٹ کو سنبھال کر رکھتے ہیں اور میں چاہتا ہوں تم بھی یہی ٹریننگ حاصل کرو۔“

”میں ہاں کیوں رہنا چاہتے ہو؟ یہاں کیا کرنا چاہتے ہو؟“

”جب تم بھی ٹریننگ حاصل کرو گی تو اسے سوال نہیں کرو گی فوراً ہو گیا لوگی کہ ہائے حالات کیا ہوتے ہیں اور کس طرح ہم ان کے مطابق فیصلے بدلتے ہیں اور جگہ بھی بدلتے ہوتے ہیں۔ بتائیں کیا کہاں کہاں پھینکا رہوں گا۔ ابھی اس لیے تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے کر آتا ہوں۔ باا صاحب کے ادارے میں پھر عرصہ رہنے کے بعد تمہیں میری باتیں سمجھ میں آئیں گی۔“

”میں وہاں تکتے ہو عرصے کے بعد تمہارے قابل بن سکتی ہوں؟“

”تمہاری ذہانت اور محنت پر ہے۔ بہت زیادہ محنت کرو گی اور ذہانت سے کام لو گی تو آٹھ ماہ اور دس برس میں خود اپنی منزلت کو بڑھا سکتے ہو۔“

”میں نے اس وقت پر کھلنے کے لیے ہاتھوں کی ایک مینر پر آکر بیٹھ گیا۔

”مگر پارلس! اور کس تو بہت ہوتے ہیں؟“

”اور اگر تم نے محنت اور کوشش سے ٹریننگ حاصل نہ کی تو دس برس بھی لگ سکتے ہیں۔ ابھی وقت ہے فرزانہ! ابھی طرح سوچا کھو لو میرے ساتھ زندگی گزارنا ہے تو تمہیں بہت کچھ سیکھنا پڑے گا۔ بہت محنت کرنا پڑے گی اگر سب سے سامنے انداز میں گھر طرز زندگی گزارنا چاہتی ہو تو تمہارے سامنے ہزاروں راستے ہیں۔ میرا خیال دل سے نکال دو۔“

”کیا تم مجھے دل سے نکال سکتے ہو؟“

”نہیں نکال سکتا، اس لیے تو باا صاحب کے ادارے میں ٹریننگ کے لیے بھیج رہا ہوں۔“

وہ ایئر فورس پہنچ گئے۔ پرواز کا وقت قریب تھا فرزانہ نے اپنا سامان ٹرائی پر رکھ کر لے جاتے ہوئے کہا۔

”پارلس! میں بائیں تیار ہوا ہوں گی۔“

”مگر ذکر کرو مجھے جہاں ہوتے ہی ماما تمہارے دماغ میں پہنچیں گی اور تمہیں تنہائی کا احساس نہیں ہونے دیں گی۔“

فرزانہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ قریب آگئی۔ وہاں کی سوسائٹی، وہاں کا ماحول بڑی بے تکلفی سے رخصت ہونے کی اجازت دیتا تھا۔ وہ بڑی دیر تک اس سے فوس لیتی رہی تھی کہ کرائی رہی کہ وہ جلد ہی آئے گا۔ پارلس نے تم کمانی وعدہ کیا پھر اسے سمجھا ہر رخصت کر دیا تھا۔ بنیاد پر زور منٹ بعد سوئی نے اسے مخاطب کیا۔ اس نے ساتن رو کی پھر آہستہ آہستہ ساتن لی تو سوئی نے کوڑے ڈر ڈر کر لے پھر کہا۔ ”میں یہاں کھڑی دکھ رہی ہوں اور ماں کے لڑکتے طہان میرا انداز ہے، فرزانہ تم سے جہاں ہو گی ہے کوئی جہاں تمہارے ذریعے اسے تمہارے پاس نہیں دیکھ رہی ہوں۔“

”جی ہاں، وہ دلچ اور ایجنڈا کرنے کے لیے جا چکی ہے۔ آپ اسے تسلی دیں۔ وہ بہت اداس ہے۔“

کوئی اپنی ہونے والی لاڈلی ہو کے پاس چلی گئی پارلس عمارت سے باہر آیا پھر پارکنگ ایریا میں پہنچ کر کھڑا ہوا وہ کھولا اور ٹریننگ ریٹ پریشر کا تیرہری سے آگے بڑھا دی۔ دن کا ایک بیج رہا تھا۔ وہ خلعت شام ہوں سے گزرتا ہوا ہونے کے لحاظ سے میں پہنچ گیا۔ ایک جگہ پارک کی پھر ڈاننگ روم میں چلا آیا۔ وہ کوشش کرتا تھا کہ روت پر کھلے اور وقت پر سوجائے۔ چونکہ کوئی معصوفیت نہیں تھی کسی قسم کی اعمال پریشانی بھی نہیں تھی اس لیے وہ وقت پر کھلنے کے لیے ہاتھوں کی ایک مینر پر آکر بیٹھ گیا۔

وہ ڈاننگ روم دوسری منزل پر تھا۔ ہاتھوں سے باہر ٹریننگ

پول نظر کر رہا تھا حسین عود میں مختصر سے لباس میں نظر کر رہی تھیں کوئی بندی سے چھٹانگ لگاتے ہوئے پانی میں غوطہ کھا رہی تھی، کوئی سوئنگ پول کے کنارے جا رہا تھا نہ جت لینی سوئنگ کی حرارت سے اپنے جسم کو سیک رہی تھی۔ کچھ عورتیں اپنے شوہروں یا عاشقوں کے ساتھ بیٹے بلانے میں مصروف تھیں۔ وہ بیٹے کو گریٹ نوٹس کیا۔ وہ پینچ کا آرڈر دینے لگا۔ اسی وقت پول کا ایک ملازم ایک ہاتھ سے گھٹی بجاتا ہوا اور دوسرے ہاتھ میں ایک کارڈ پورٹو اٹھانے کے لیے تیار ہوا نظر آیا۔ اس کارڈ پورٹو پر لکھا ہوا تھا: مسٹر بی، یوکر ٹیلیفون کال۔

پارسنے اس ملازم کو بلایا پھر کہا: میں بی بی اے پول سے ملازم نے نوٹوں میں لیسو اس کی طرف بڑھا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا، اعلیٰ بی بی کا کوئی ماتحت اس سے بات کرنا چاہتا ہے۔ وہ جب بھی اسے مخاطب کرتے تھے تو اسے بی بی اے کہتے تھے۔ عام لوگ بی بی اے کا مطلب پرنس اسٹنٹ سمجھتے تھے جبکہ حروف بنا اور اسے پارسنے ہی بتاتے۔

پارسنے نے لیسو پر کان سے لگا کر کہا: میں بی بی اے کی سیکنڈ ڈوسری طرف سے ایک ماتحت نے کہا۔ وہ نہیں یقین تھا۔ آپ ڈانٹنگ ہال میں ہوں گے۔ اگر آپ زحمت کر کے کسی باخونی کی طرف جائیں اور وہاں سے سوئنگ پول کی طرف دیکھیں تو آپ کو ایک شخص نظر آئے گا۔ اس کی آنکھوں پر سیاہ سینک پٹاس نے نیلے رنگ کی ٹیکہ اور سفید بنیان پہن ہلائے۔ بنیان کے سینے پر لٹکا ہے۔ می میریو۔ ایسی میں امریکی ہوں۔ اس کے ہائیں ہاتھ کی چھوٹی سی انگلی کے ساتھ نفا سا گزشت چپا ہے جیسے چوٹ لگایا ہوں۔ اور یہ چیز یاد دہانی ہے۔

پارسنے نے کہا: میں ابھی اسے تلاش کرتا ہوں کیا وہ ہمارا مطلوبہ شخص ہے؟

جی ہاں، ہم نے اسے دیکھا ہے۔ وہ جس لڑکی کی طرف دیکھتا ہے وہ اس کے پاس چلی جاتی ہے اور محرزوہ کی ہوجاتی ہے؟

میں سمجھ گیا اور کوئی بات؟

کوئی اوسبات نہیں تھی اس لیے رابطہ ختم ہو گیا۔ پارسنے نے کورڈ میں لیسو ملازم کو دیکھتے ہوئے کہا: مجھے ایک وڈیو بی بی کی ضرورت ہے۔

ملازم وہاں سے گیا پھر ایک منٹ کے اندر ہی وڈیو بی بی اسے لاکر چلے دی۔ اس نے اپنی گزری کا ٹوش سوئنگ پول کی طرف کر دیا، وڈیو بی بی آنکھوں سے لگی تھی پھر اس شخص کو نشان کرنے لگا۔ بڑے ہی دلکش وڈیو بی بی نظارے دکھائی دے

رہے تھے۔ وہ ان دیکھنیوں سے پرہیز کرتا ہوا ایک شخص پہنچ گیا۔ وہ سوئنگ پول کے کنارے ایک ایڑی پر بیٹھا کے نیچے خم ہوا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں جام تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایک حسین عورت تھی۔ اس نے ہائیں ہاتھ سے اس کو اس طرح اٹھا رکھا تھا کہ چھوٹی سی انگلی نظر نہیں آتی اور ویسے وہ نیل جیکو اور سفید بنیان میں تھا اور بنیان کے نیچے 'می میریو' لکھا ہوا تھا۔

پارسنے انتظار کرنے لگا کہ وہ اپنے ہاتھ سے جام پر رکھے تو اس کی پانچوں انگلیاں نظر آئیں۔ یہ یقین ہو چکا تھا کہ اس ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں وہ جو ہٹا سا گزشت ہو گا۔ وہ جام کو ہٹاتا ہے تو وہ شراب کی ہلکی ہلکی سی چپکلی رہا تھا۔ اس انتظار کے دوران ایک نہایت ہی چمکانی لڑکی کے سامنے سے گزرتی ہوئی دکھائی دی۔ اس شخص نے ہاتھ اٹھا رکھا کہ کوما۔ لڑکی نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے کچھ کہا اس کے جواب میں لڑکی نے بہت ہی محزورہ پھیر لیا اور وہاں سے چلے گئی۔

مرد کا انداز تیار رہا تھا کہ اس نے حسن و شراب سے ماہر کر اسے اپنی طرف بلا دیا تھا اور وہ حسینہ اس کی طرف تھا سے دیکھ کر آگے بڑھ کر تھی پھر پارسنے نے دیکھا کہ حسینہ اس کی بیٹی ہوئی عورت سے کہہ کر ہٹا رہا تھا۔ وہ عورت اٹھ کر ہوئی ماس حسینہ کے پیچھے چلے گئی آگے جا کر اسے مخاطب حسینہ نے پٹ کر اسے دیکھا۔ دونوں میں کچھ باتیں ہوئی پھر یہ دیکھ کر جو کچھ گیا کہ حسینہ نے محارت سے منہ پھرا تھا اس شخص کو محزورہ لگا کر آگے بڑھ کر تھی یعنی اب وہ بے اختیار کی طرف دیکھ رہا تھی اور آہستہ آہستہ اس کی طرف لوں پورہ تھی جیسے محزورہ کی ہو گئی ہو۔ اب یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی تھی کہ اس کے ہائیں ہاتھ میں پھر انگلیاں ہیں ہائیں، اس شخص کے عمل نے اسے مشکوک بنا دیا تھا اور وہ پارسنے کا مطلوبہ شخص تھا اسے معلوم تھا کہ اس کے پاپے نے موجودہ پیرا سٹنٹ ختم کرنا ہے۔ اس کی موت کے بعد اب پھر اور ٹیلی فون چلے جانے والے رو گئے ہیں۔ لہذا اس نے تیز کر دیا تھا جب تک ان چھٹاپوں جاننے والوں کا سراغ نہیں لگے گا، امریکا سے واپس نہیں جانے گا اور آج وہ ایک اور شری بیٹی جانے والے تک پہنچ رہا تھا۔

اس کا نام تیری جیک تھا۔ وہ ایک شریف بدشاہی یا مذہب غمنا تھا۔ اس نے بیٹری کا امتحان پاس کیا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے ہارنے والی آئی حکومت میں اعلیٰ عہدے

میں حاصل کرنا رہا تھا۔ وہ نہایت ہی پالاک اور کٹر تھا۔ کھانوں کا خیال تھا کہ وہ طبعی پیرا سٹر کا عہدہ حاصل کرے گا۔ جب ان کے ہاں ٹرانسفا مشین تیار ہو گئی تو فیصلہ ہونے لگا کہ کن افراد کو نوٹیشن سے گزار کر ٹیلی فون چیتھی کا علم سکھا جائے۔ موجودہ چھٹاپوں اور فوج کے اعلیٰ افسروں نے سات اہم افراد کا انتخاب کیا۔ ان میں تیری جیک کا نام بھی تھا۔ اس کی ولی مراد برائی تھی۔ وہ اپنی ذہانت، جلالی اور کٹارنا زبانی سبھی جالوں سے بہت کچھ حاصل کرنا چاہتا تھا اور اب اسے غیر معمولی علم حاصل ہونے والا تھا جس کے ذریعے وہ ساری دنیا پر حکومت کر سکتا تھا۔

لیکن یہ علم نہیں آسانی سے نہیں سکھا گیا۔ ٹرانسفا مشین ہی پینچ سے پہلے ان سے حلف اٹھوا گیا کہ وہ صرف ملک اور قوم کے مفاد میں گے اور ملک اور قوم کے مفاد کے لیے ہر کر سگے اور اپنے ذاتی مفادات قربان کرتے رہیں گے یہی نہیں، حلف اٹھانے کے بعد بھی سخت نگرانی کے انتظامات کیے گئے تھے۔ ہر بی بی بیٹی سمجھنے والے کے پیچھے ایسے پچاس فوجی جوان لگائے گئے تھے جو لوگ کے ماہر تھے۔ ان فوجیوں میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں۔ وہ مرد اور عورتیں اگر ان مانتیلی بیٹی جاننے والوں کے خلاف کوئی رپورٹ دیتیں تو اس پر ایسے جوں و چرا عمل کیا جاتا اور انھیں گولی مار دی جاتی۔

یہ بات تیری جیک کو پریشان کر رہی تھی۔ ویسے وہ کسی دن ہی پیرا سٹرن کر پوری دنیا پر حکومت کرنے کا خواب پورا کر سکتا تھا لیکن اس کی ایک کمزوری تھی۔ وہ حسین اور پُر شراب اور کھیلوں کا دلوز تھا۔ اپنی اپنی ذاتی مصروفیات کو دیکھ کر سے چپا کر رکھتا تھا لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ تیری جیک جاننے والے کے پیچھے فوج کے پچاس جوان ہوں گے اور وہ ان کی نگرانی کرتے رہیں گے ہاں کے متعلق سراغ لگاتے ہیں گے اور ان کی رپورٹ اعلیٰ حکام تک پہنچاتے رہیں گے تو ایسی صورت میں یہ اندازہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس کی خفیہ مصروفیات کا علم اعلیٰ حکام کو ہو گا اور اعلیٰ حکام نے کبھی اپنے نہیں کریں گے کو کوئی ذمہ دار عہدے پر بیٹھنے والا ہیں کچھ چوری کرتیں کرتا پھرتے۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ بڑے بڑے ملکوں کے بڑے بڑے اہم کارکن عورتوں کے ذریعے ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچتے ہیں۔ اگر تیری جیک کسی حسین عورت سے دل لگنا چاہتا ہے تو یقیناً اسے اس کے ہی اعلیٰ حکام کی طرف سے کوئی راہ دی جائے گی اور وہ کبھی سمجھ نہیں پائے گا کہ اس کی موت کبھی نہ ہونے والی ہو گی کی موت سے آئی تھی۔

ایک اور شکل حسن۔ اس کے اعلیٰ حکام سے کبھی کوئی

مارنے کا حکم نہیں دے سکتے تھے۔ وہ جانتے تھے ٹیلی فون چیتھی والا اپنے اعلیٰ حکام کے دماغ میں پہنچ کر انھیں اپنا نا اعلیٰ بنا سکتا تھا۔ لہذا ان کی موت کا فیصلہ سنانے والی بی بی کوئی اور تھی جن کے متعلق وہ سات ٹیلی فون چیتھی جاننے والے کچھ نہیں جانتے تھے۔

ہر حال سات میں سے ایک ٹیلی فون چیتھی جاننے والا پیرا سٹر مر چکا تھا۔ تیری جیک کا خیال تھا کہ اس کے بعد ہی پیرا سٹر بنایا جائے گا لیکن خلافت تو فتح کسی دوسرے ٹیلی فون چیتھی جاننے والے کو عہدہ دیا گیا تھا اور راز میں لکھا گیا تھا کہ وہ ٹیلی فون چیتھی والا کوٹن ہے اور کسان بیٹھ کر اور کسان بول کر سٹریٹس کے لٹافٹ اٹھائے دے رہا ہے۔ ویسے تیری جیک اور دوسرے ٹیلی فون چیتھی جاننے والوں سے بھی کس دیا گیا تھا کہ انھیں خلافت آ رہا نہیں ہے۔ گزرا بار بار ہے۔ جب وہ ان آرائشوں میں کامیاب ہوں گے تو انھیں مسلط اور پیرا سٹر کے عہدے پر کام کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

تیری جیک نے درخواست کی تھی کہ اسے فزاد علی تیسو کو ٹیلی فون چیتھی جاننے والے کے طور پر خلافت کے عہدے پر کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ اس مرحلے پر تیار نہیں سمجھایا ہو گا کہ وہ بی بی بیٹی جانتے والا آجی تھا جو تیسو سے میں اپنا جانا بھرا تھا اور اس طرح حال بھرتے بھرتے امام سلطان آف آئی تک پہنچ چکا تھا جس وقت میں فزاد علی سلطانہ کے دماغ میں پہنچ کر اس پر فزاد علی تیسو کو کجنت بھی اس کے دماغ میں چھپا ہوا تھا اور میرے عمل کا توڑ کر رہا تھا اس کی یہ حال کامیاب رہی تھی اور میں اس خوش فہمی میں مبتلا ہو کر آؤٹ سلطانہ کے عمل میں پہنچ گیا تھا کہ وہ میری تابعدار ہے اور میں سلطانہ کے ساتھ ساتھ پوسٹل میں حکومت کر سکتا ہوں اور کوئی میرے خلاف قدم نہیں اٹھا سکے گا۔

میں پوسٹل کے ساتھ عمل میں داخل ہوا تھا۔ سلطانہ آف آئی کی خواب گاہ میں داخل ہوتے ہی تیری جیک نے بازی پلٹ دی تھی۔ وہاں احتیاط ہو کر اس بکنت نے میرے تیزی عمل کو بے اثر کر دیا تھا اور سلطانہ کے دماغ میں بہت پہلے ہی جگہ بنا چکا تھا۔ اس کی خواب گاہ میں ہم دونوں تھے اور اس کے دماغ میں ہم دونوں تھے۔ وہ شیطانی مزاج رکھنے والی عورت ہم دونوں کے درمیان چھٹی ہوئی تھی۔ میں اسے اپنے طور پر استعمال کرنا چاہتا تھا لیکن اسے میری معمولی بے سے روک دیتا تھا۔ اس کے تھی کہ میں اس عمل سے باہر نہ نکل سکیں۔ اب کی والی محترم مجھے ختم کر دیں۔ اس سے بہتر تو تھا اب تو جانتے ہی ہیں کہ میری زندگی تمام کرنا چاہیں ہیں پہنچ کر معلوم کر لیتے ہیں۔

سچے لاکھ معلوم ہے تجھاری جمبوری بھی جانتا ہوں۔ کام کے



مرکتھا سے اچانک خیال خزان کا سلسلہ ختم کرنا پڑا وہ اپنی نگاہ میں مصروف ہو گیا تھا اور وہ مصروفیت اتنی گہری تھی کہ وہ میری اہمیت کو بھول گیا تھا۔ ساری دنیا کے بڑے بڑے سربراہ بڑے بڑے خطرناک دشمن مجھے مار ڈالنا چاہتے تھے اور جیب میرے مار ڈالنے کا سنرا موقع ہاتھ آ رہا تھا تو اسے میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ ایسے وقت وہی جہاں گناہ ہے جسے اپنی جان کے لئے بڑھتے ہوں۔

یہ بد میں پانا تھا کہ پارس دوم اس کی شرارت تک پہنچ رہا ہے۔

پارس آٹھویں دور میں لگانے سے دیکھ رہا تھا جو اسے سقارت سے دیکھ کر جاری تھی اس کے پاس بے اختیار وہیں آگئی تھی۔ جبری جیکب آٹھ کرکھڑا ہو گیا تھا اور اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ ڈال کر اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔ وہ حسینہ محزونہ ہو کر جاتی جا رہی تھی۔ پارس نے آٹھویں دور میں پٹالی بھی اس کا نائب کرنا ضروری تھا۔ اعلیٰ بی بی کے ماتحت بھی اس کے پیچھے گئے ہوں گے، لیکن پارس اپنے طور پر مطمئن ہونا چاہتا تھا تو خدا کے پیچھے ہار معلوم کرنا چاہتا تھا، وہ کون ہے کہاں سے آیا ہے اور اب اس حسینہ کے ساتھ کہاں جائے گا وہ اپنی جگہ سے اٹھتا چاہتا تھا، مجھ کو طہران کا ڈر لے آیا۔ مینوہر کھانے کی توضیح رکھنے لگا۔ وہ تیزی سے فصل کر کے لگا ایسے وقت کیا کرنا چاہیے۔ پھر اس نے سوئنگ پول کی طرف دیکھا۔ وہ جس کانسے پر حسینہ کے ساتھ چلتا آ رہا تھا، وہ کاناہا کونئی کے قریب ہی تھا۔ پارس نے دور میں دیکھ کر دیتے ہوئے کہا، ذرا اس سوئنگ پول کی طرف دیکھو۔

دو ٹہرنے دور میں نے کرا ڈھر دیکھا۔ پارس نے کہا، ایک شخص نئی نیک اور سفید بیان میں ہے۔ بیان پر ہی میرا لکھا ہوا ہے آٹھوں پر سیاہی لگا گئی ہیں۔ اس کے ساتھ جو حسینہ ہے وہ مرشد رنگ کے سوئنگ کا شیڈم میں ہے۔

دو ٹہرنے کا میں سرا میں دیکھ رہا ہوں۔

پارس نے ایک ہاتھ سے دوڑیں لی۔ دوسرے ہاتھ سے کے ساتھ بڑھا کر اس کی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ کی ضرورت۔ کیا یہ اسی ہوئی میں قیام پزیر ہے یا کسی ملازم وہاں آ رہا ہے؟

اسے لاکر جسے دی۔ اس نے سو ڈال کر کے نوٹ کو کی طرف کر دیا، دور میں آٹھوں کے متعلق کیوں سنا کرنے لگا۔ بڑھے ہی گوشہ دیکھیں نظر آئے۔

اس نے ایک اور سو ڈال کا نوٹ بٹھواتے ہوئے کہا، "میں زیادہ سوال جواب نہیں چاہتا تمہیں حلوات فراہم کرنے میں اگر اعتراض ہے تو وہ سو ڈال کا نوٹ واپس کر دیا اگر اعتراض نہیں ہے تو یہ سو ڈال رو لے لو۔"

اس نے جلدی سے نوٹ لے لیا پھر جلدی سے قریب آ کر اسٹیج سے کہا، "جناب اگر کسی کو یہ معلوم ہو گا کہ آپ جاسوسی کر رہے ہیں اور میں نے آپ کا ساتھ دیا ہے تو میری صرف نگرانی ہی نہیں جانے کی بلکہ مجھے زندگی سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔"

"کیا وہ ایسا خطرناک آدمی ہے؟"

"میں اس کے متعلق زیادہ نہیں جانتا۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ اس کا کوئی دشمن نہیں ہے کیونکہ دشمنی کرنے والا بڑے پراسرار طریقے سے پیش قدمی لے کر ہوتا ہے۔"

"صرف اتنا تاویذ وہ کون ہے کہاں رہتا ہے؟"

"مذہب اس ہونٹ کا مسافر ہے اور زندگی ہی مسافر کا مکان بن کر آیا ہے۔ وہ خود میدان کا مالک ہے اور اس کا نام جبری جیکب ہے۔ پارس نے سو ڈال کا ایک اور نوٹ اس کی طرف بٹھواتے ہوئے کہا، "اس کی رہائش گاہ کا پتا بتاؤ۔"

دو ٹہرنے دور رہائش گاہوں کے پتے بتانے جبری جیکب کے کوئی ٹیلیفون نمبر تھے جن میں سے چار نمبر خاص اہمیت رکھتے تھے۔ پارس نے ان سب کو ذہن نشین کر لیا۔ اس نے وہ ٹیکو سوئی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا، "تمہارے بیان کے مطابق جبری جیکب صرف عیاشی کے لیے اس ہونٹ کے ایک خاص کمرے میں آتا ہے۔ کیا اس کی خدمت کے لیے تم وہاں حاضر دیتے ہو؟"

"ہی نہیں اس کے دو خاص ملازم ہیں۔"

"کیا تمہارا کبھی اس سے سامنا ہوا؟"

"ایک بار چاہتا ہوں نے مجھ سے مختصر گفتگو کی، میں نے دیکھا وہ گفتگو ایک ریکارڈ میں دیکھا ہو رہی تھی۔"

"اس کا مطلب کچھ ہے؟"

"جی ہاں جناب، اس نے میری آواز اور لب و لہجہ کو ریکارڈ کر لیا ہے جب اسے ضرورت ہوگی میرے دماغ میں پہنچ جانے کا۔"

"اس نے کتنے عرصے پہلے تمہاری آواز ریکارڈ کی تھی؟"

"میری کوئی پانچ ماہ پہلے۔"

"اس کے بعد پھر تم سے رابطہ قائم نہیں کیا؟"

"جی نہیں جناب۔"

"اس کا مطلب ہے تم اس کے لیے خیر اہم ہو، لیکن اس ہونٹ میں کسی وقت بھی اس سے سامنا ہو سکتا ہے۔ وہ تم سے

بگڑ کر کے تمہارے دماغ میں پہنچ سکتا ہے۔"

"جی ہاں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ آج تک کسی نے دوسروں کو اس طرح ٹپ میں نہیں دیکھا۔ میں جیسوں کے لالچ میں آ گیا۔ یہ نے بہت بڑا کیا ہے۔"

"تمہیں خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے، کیا تمہارے بوری بچے ہیں؟"

"جی ہاں، سوزیٹال میں رہتے ہیں۔"

"تم چھٹی لے کر یہاں سے چلے جاؤ، کیونکہ تمہاری بوری یا تمہارے کسی بچے کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے اور وہاں تمہاری موجودگی ضروری ہے۔"

"اس سے کیا ہوگا۔ میری آواز کا کیسٹ اس کے پاس بندوق ہے۔"

"بندوق بیکرو، میں وہ کیسٹ اس کے پاس سے نکال لاؤں گا۔"

پارس نے اپنی جیب سے ایک ہزار ڈالر نکال کر اس کی طرف بڑھا دیے۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر جلدی سے نوٹ جھپٹ کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی چھٹی لے کر جا رہا ہوں۔"

وہ جانا چاہتا تھا۔ پارس نے آواز دے کر کہا، "بھٹو واہی ایک کام ہاتی ہے۔"

"جی؟ اس نے سوایہ نظروں سے دیکھا۔ پارس نے پھر سو ڈال کا نوٹ نکالنے ہوئے کہا، "اس کے دونوں خاص ملازموں کے نام پتے اور تمام ٹھکانوں کے متعلق بتاؤ۔"

"وہ خاص ملازم ہونٹ کے اطراف کو اور نمبر چار اور چھ نماں رہتے ہیں۔ ان کے کمرے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ نہ بوری، نہ سینے، اس لیے وہ ہمیں قیام کرتے ہیں جب ڈیوٹی سے فارغ ہوتے ہیں تو ہمیں سیر و تفریح کے لیے لگ جاتے ہیں۔ ورنہ تمام اہمیت اسی ہونٹ کے احاطے میں گزرتی ہے۔"

وہ چلا گیا۔ پارس نے اطمینان سے کھانے کے بعد وہاں ادا کیا پھر اپنے کمرے میں آ کر دوسروں سے کو بند کرنے کے بعد ٹرانسپیر کے ذریعے اعلیٰ بی بی کے ماتحت سے رابطہ قائم کیا اور ڈوڈو ڈوڈو ڈوڈو کرنے کے بعد کہا، "وہ شخص دوپہی ٹانہ پچی مانا ہے۔ تمہاری اس اہم اطلاع کا شکریہ۔ اب ٹانگٹ ہرگز سے سامنے ہے۔ یہاں کے اطراف کو اور نمبر چار اور چھ نماں اس کے دو خاص ملازم رہتے ہیں۔ ان پر نظر رکھو۔ ان میں سے کوئی بھی احاطے سے باہر نکلے تو اسے ٹریپ کرو۔ اپنے نقیبہ افسر کے لیے ملو۔ وہاں ایک آپ کا تمام سامان تیار رہنا چاہیے۔ یہاں اپنے کمرے میں ہوں اور تمہارے فون کا انتظار کر رہا ہوں۔ فون پر صرف اتنا کہنا آ جاؤ، میں نکل پڑوں گا۔"

رہا ہوں۔ فون پر صرف اتنا کہنا آ جاؤ، میں نکل پڑوں گا۔"

اس نے رابطہ ختم کیا۔ ٹرانسپیر کو آف کر کے اسے کچی میں رکھ لیا۔ وہ مات کے نوٹ بچے تک ٹیلیفون کا انتظار کرتا رہا۔ کوئی اطلاع نہیں مل رہی تھی۔ ٹیکسٹ نوٹ بچے اسے اپنے دماغ میں سوزیٹال کی لہروں میں ہوتی۔ اس نے سانس روک لی پھر کہہ آہستہ سانس لینے لگا۔ سوزیٹال نے کو ڈوڈو ڈوڈو ڈوڈو کرنے کے بعد کہا، "میں تمہیں بتانے آئی ہوں، میری گٹا یا میری بہو میرے پاس پہنچ گئی ہے۔ اس کی طرف سے کوئی فحشہ نہ کرنا تم اس وقت کیا کر رہے ہو؟"

"کچھ نہیں، میں آرام کر رہا ہوں۔"

"تم یونیورسٹی پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے والوں میں سے نہیں ہو، وہ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔ دیکھ بیٹے، اگر کوئی کام ہے یا کسی نئی چھٹی جاننے والے تک پہنچ رہے ہو تو مجھے بتاؤ۔ میں تمہاری مدد کرتی ہوں۔"

"پیارا ما، آپ آرام کریں۔ اپنی بہو کے ساتھ وقت گزاریں۔"

وہ چلا گیا پھر سو ڈیویڈ لیا اور بولی، "مجھے سے کہاں کچھ چھپا سکو گے۔ میں نے بھی اعلیٰ بی بی کے ماتحت کے پاس پہنچ کر ساری باتیں معلوم کر لی ہیں۔ وہ جیل بیٹھی جانے والا اسی ہونٹ میں رہتا ہے اور تم اس کے اطراف حال نم رہے ہو۔ بیٹے، میں پھر سمجھاتی ہوں کہ اتنا بار بار اتنا اختیار دیت کر دو۔ میں ابھی جبری جیکب کے خاص ملازموں تک پہنچ سکتی ہوں۔ تمہارا کام آسان کر سکتی ہوں۔"

"ماما، ابھی بدلیا ہوا چوکا ہے کسی بیماری کی وجہ سے یا تم کھانے کی وجہ سے آپ لوگوں کی ٹی بیٹھی کی صلاحیتیں ذہنی طور پر ختم ہو گئیں۔ جلد بخیر ہو، اگر ایسا ہی کچھ ہوا تو آپ میری مدد کیے کریں گی؟"

"جب ایسی بات ہوگی تو دیکھا جانے گا۔"

"میں ایسی کیوں دیکھا جائے، میں ابھی کیوں نہ دیکھوں، ابھی کیوں نہ سمجھوں کہ مجھے اپنے طریقہ کار پر عمل کرنا چاہیے، میں آپ سے انتظار کرتا ہوں، پلینڈو خد کے لیے میرے اور میری جیکب کے معاملات میں مداخلت نہ کریں شکریہ۔"

سوزیٹال جی ٹی ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے لہجہ اٹھا کر کہا، "بی بی لے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا، "جناب، آپ کی والدہ محترمہ میرے پاس آئی تھیں، میں مجبور تھا آپ کو بتانے ہی میں وہ ساری باتیں دماغ کی گوانی میں پہنچ کر معلوم کر لیتی ہیں۔"

مجھے معلوم ہے تمہاری مجبوری جی جاتا ہوں، کام کے

”جبری جیکب کے دو خاص ملازموں میں سے کوئی بھی تک ہوش کے باہر نہیں گیا ہے۔ میرے ساتھیوں نے اطلاع دی ہے کہ وہ دونوں جبری کی خدمت میں گئے ہوئے ہیں۔ چالاک خیال ہے، جب تک وہ شخص ہوش میں رہتا ہے، وہ دونوں دن رات اس کی خدمت میں گئے رہتے ہیں۔“

”ایسا نہیں ہو سکتا۔ ان میں سے کوئی سوئے لاکھوت موزوں کا تا ہوگا۔“

”میں اب مجھے ٹرانسٹیٹ پر اشارہ مل رہا ہے۔ میں ابھی آپ سے بات کرتا ہوں۔“

”اسے جانے دو۔ اس کے خاص ملازموں پر نظر رکھو۔ میں نے رابطہ ختم کر دیا۔ وہ رات کے وقت سونے کا عادی تھا۔ اس نے اپنے ذہن کو بے پرواہی اور سو گیا۔ اس کے ماں باپ ٹھیک ہی تھے۔ اسٹاٹا راسٹا اختیار کرنے سے اختلاف برپا کرنا پڑتا ہے۔ بوریٹ بھی ہوتی ہے اور طرح طرح کی مشکلات کا سامنا بھی ہوتا ہے۔ سٹی پیجی کے ذریعے ملک بھٹنے ہی دشمنوں تک ماں کے آنکھوں تک پہنچا جاسکتا ہے۔ اگر وہ اپنی ماں کی مدد قبول کر لیتا تو اب تک جبری جیکب کے ان خاص ملازموں تک پہنچ چکا ہوتا۔“

”جبریت وہ دوسری صبح بیدار ہو کر ناشتے وغیرہ سے فارغ ہوا تو اطلاع کے علم کو خبر بھی ملا۔ باہر جا رہا ہے اور اعلیٰ بی کا ایک ماتحت اس کا تاقب کر رہا ہے۔ پارس فرما ہی ٹرانسٹیٹ کے کرکٹ ٹیلڈ ہوشوں تک کارکنوں کے لیے اسے اشارت کر کے آگے بڑھانے ہونے ٹرانسٹیٹ کو ان کی پھر کلمہ مجھے گائیڈ کر رہا۔“

”اب وہی تھا۔“

”ہوش کے ایک برسرے کو اٹھا کر لے کے آتا کوئی بلات نہیں تھی۔ وہ آدھے گھنٹے کے اندر ہی اس خاص ملازم کو پکڑ کر لے آئے۔ وہ سیدھی طرح آگاہ نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے ہوش کو گریا گیا تھا۔ اسے ایک گری پر لڑکے سے بھلا گیا۔ پھر پارس نے اپنے اور اس ملازم کے درمیان ایک آئینہ رکھی اس کے بعد اپنے چہرے پر میک آپ کرنے لگا۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا۔ جب پوری طرح ہوش و حواس میں آیا تو ایک دم سے چونک کر اس پاس دیکھنے لگا۔ اسے دائیں بائیں دوڑا اور کھانسی دے کر پھرانے بیٹھا ہوا پارس نظر آیا۔ اس نے پوچھا: تم لوگ کون ہو، کیا چاہتے ہو؟ مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟“

”سوالت ہم سے کیوں کر رہے ہو۔ اپنے پاس کو مخاطب کر رہے خیال خزانے کے ذریعے تمہارے پاس آئے گا تمہارا راز وقت دیکھو اور ہمارے متعلق تمام معلومات حاصل کر لے گا۔“

”اس نے تعجب سے پوچھا: خیال خزانے اختیار کیا؟“

”انسان کو بدلتے دیر نہیں تھی۔ اچانک میرے منیر نے ملامت کی کہ اپنی غلط بیانی کے باعث ایک آدمی کو لیے موت مرنے کے لیے ہوش میں جانے کا موقع ہے رہا ہوں میں نہیں مرنے کی ملامت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے مجھ کو بول رہا ہوں۔“

”پارس اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ پھر شہتہ ہوئے۔ بلا۔“

”میرا خیال ہے تمہارا کوئی تو ان جوان بھائی کی طرح ہر گام بھجے دیکھ کر بھائی کا خیال آگاہ ہے موت مرنے جا رہا ہے اور تمہارے منیر نے جینٹا شروع کر دیا؟“

”اس نے کہا: ہاں، یہی بات ہے۔“

”آئی دیر سے تمہیں جوان بھائی یا کورن میں آیا؟ میں نے آج تک ایسا دشمن نہیں دیکھا اور نہ جانا چاہنے دشمن پر اچانک ہی کسی وجہ کے بغیر ترس کر کہا تھا اور اس کے لیے میرا ملامت کرتا ہو۔“

”جیکب دشمن بڑی آسانی سے مرنے جا رہا ہے۔ میرے مرنے کے بعد جب تمہارا باس داغ میں آگے سلام کرتا کہ طرح تم نے قریب دسے کر مجھے مار ڈالا ہے تو وہ تمہیں بہت انعام دیتا اور تمہاری وفاداری پر اس کا تعین پختہ ہو جاتا۔“

”میں کسی کی جان لے کر وفادار کرانا نہیں چاہتا۔“

”پارس نے کہا: تمہیں یہ مجھ جانا چاہتے ہو کہ تمہارا بھروسے گھرا رہتے ہے۔“

”ہاں ہی بھروسے۔“

”صرف مجھنے کی بات نہیں ہے۔ یہ رشتہ اتنا گہرا ہے جیسے خون کا ہوتا ہے۔ کیوں ماں یا کسی غلط کردار ہوں۔“

”وہ جوانی سے بولا: یہ تم کیا کہتے ہو؟ مجھے ملا کر کرنا کلب کر رہے ہو؟“

”مہر شاہ اس وقت تمہارے آپ میں نہیں ہو میری ماما تھاری زبان سے بول رہی ہیں۔ انہوں نے تمہارے داغ میں رو کر پھپھاپ سلام کر لیا ہے کہ ہوش کے اس کرنے میں جانے کے بعد مجھے کیسے خطرات پیش آسکتے ہیں، اس لیے تمہارے داغ پر قبضہ جا کر تمہارے قریب کو کھڑا ہو رہا ہے۔ میں اپنی ماں کا حکم اور ادا کرتا ہوں۔ اگر وہ ایسے وقت ساتھ دو تین تو میں واقعی خطرات میں گھر جاتا۔“

”ان کے دروازے کے طرح کھولے جاسکتے ہیں؟“

”اگر میں نہ تاؤں تو؟“

”تم اتنے تاروں تو نہیں ہو، جانتے ہو جو راز اعلیٰ کے گئے دقت اٹھا کر نے والے شرافت سے پیش نہیں آئیں گے جب تک ہمارے درمیان شریفانہ اور دوستانہ ماحول ہے، تم بے ہوش پڑو ہمارے سوالات کے صحیح جواب دے دو۔“

”اگر میں اپنے پاس کے متعلق کوئی خاص بات جانتا تو ضرور اسے چھپانے کی کوشش کرتا، لیکن میں قسم کھا کر کہتا ہوں، اس کے بے متعلق کوئی خاص بات نہیں جانتا۔ اس ہوش کے نفس کو میں بھی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ البتہ ایک الماری ہے اور ایک شراب کی بوتلوں سے بھرا ہوا کینڈب ہے۔“

”الماری میں کیا ہے؟“

”یہ میں نے آج تک نہیں دیکھا اور نہ ہی میرے سامنے کبھی اس نے الماری کو کھولا ہے۔“

”اس کو تک پینچ میں کیا رکاوٹیں ہیں؟“

”اس کو تک پینچ میں کیا رکاوٹیں ہیں؟“

اڑجاتے کیا میں جان بوجھ کر تمہیں موت کے منہ میں جلتے گی اجازت دے سکتی ہوں؟

پارس نے جواب نہیں دیا۔ آئینے کے سامنے بیٹھ کر اپنا ایک آپ آئینے لگا۔ روشنی کمرہ ہی تھی۔ بیٹھے اچھے تمھاری ذرا مت، تمھارے علم و ہنر اور تمھاری غیر معمولی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے۔ اس کے باوجود کبھی میں باپ کا سہارا ضروری ہوتا ہے آج یہ بات مان لو گئی تھی لاری ہے اگر یہ علم نہ ہوتا تو آج تمھارے پریشانی آجاتے، وہ قتل یا ایڑھ سڑک میں ہی کا تپ جاتی ہوں؟

پارس نے تو لیے سے اپنے پیسے کے کوصاف کرتے ہوئے کہا۔  
"اما جب تک میں آپ کے اچھلے سے دور رہوں گا، آپ اسی طرح کا بیوقوف رہیں گی اور جب تک میں دشمنوں سے ذاتی طور پر نہ ملتا رہوں گا اس وقت تک آپ لوگوں سے کبھی ٹیلی پیٹھی کا سہارا نہیں مانگیں گی؟"

مگر تم خدگی اور حقیقتیں ہاتھ ہے ہو گیا اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کرنا چاہتے۔ اچھا میں نہ ہوں اور تم ہو گئے اس کمرے میں پہنچ جاتے تو کیا انجام ہوتا؟

"آپ نے مجھے اتنی سمجھا ہے۔ ہر ماں اپنے نئے کو نادان سمجھتی ہے۔ آپ نے یہ کیے جو کیا کر میں اس کمرے میں جا کر وہ الماری ضرور کھولتا؟"

"تو پھر تم اس کمرے میں کیوں جا رہے تھے؟"

مکون اتنی جا رہا تھا۔ آپ اپنی مناکے جوش میں یہ بھولے گئیں کہ اس کمرے کے علاوہ اس کا ایک اور ساتھی ہے جو جبری جیکب کا خاص ملازم ہے۔ میں اس دوسرے کمرے کے پاس جا رہا تھا۔ اسے اس کمرے میں بھیجنے والا تھا اور اس کے ذریعے الماری کو کھولنے والا تھا کیا میں نے برسوں سے بابا صاحب کے اولے میں رہ کر یہی اعتقاد تربیت حاصل کی ہے کہ ایک دشمن سے معلومات حاصل کروں اور معلومات حاصل کرنے کی خوش فہمی میں یہ بیوقوف جاؤں کہ دشمن کی زبان کبھی سچ نہیں بولتی۔ اس کے پیچھے دھوکا ہی دھوکا ہو سکتا ہے؟"

روشنی نے کہا تم مجھے کیا معلوم تھا کہ تم اس کے بعد دوسرے کمرے کو ناگرت بنانے والے ہو؟

"یہی تو بات ہے۔ آپ اپنے دماغ سے سوچتی ہیں اور آپ کے دماغ میں حماقت سے سوا کچھ نہیں ہے۔ خدا کے لیے میرے معاملے میں مداخلت نہ کریں۔ میں پھر آپ کو بھجوا رہا ہوں اور آپ کو نہ صرف سہارا ہوں بلکہ آپ کا راستہ بھی روک رہا ہوں میں ایسے ہی شخص کو اپنے آس پاس نہیں رکھوں گا جس کے ذریعے آپ مجھ تک پہنچ سکیں۔ یہ اعلیٰ ذہنی کے جتنے ماتحت

ہیں، آج سے میرا رابطہ ان سے نہیں رہے گا اور اس کمرے کے ذریعے میں جس طریق کار پر عمل کرنا چاہتا تھا اور جس طرح جبری جیکب کو شہریت کے ہتھیار سے خالی کرنا چاہتا تھا اب وہ راست اختیار نہیں کروں گا۔ آئینہ کوئی دوسرا راستہ ہو گا اور وہ راستہ صرف میں جانتا ہوں۔"

وہ جلتے لگا۔ روشنی نے آواز دی۔ پارس اڑک جا رہا تھا۔ میری بات تو سنو؟

وہ تیزی سے چلتا ہوا اپنی کار کے پاس آیا پھر ایشیوں کیل پر بیٹھ گیا۔ روشنی نے اعلیٰ ذہنی کے ایک ماتحت پر قبضہ کر لیا پھر اسے دوڑاتے ہوئے اس کے پاس لائی۔ اس کی زبان سے بولی۔  
"بیٹے اڑک جاؤ۔ میں جا رہی ہوں۔ مین وہ وہ کرو تم اعلیٰ ذہنی کے ان ماتحتوں سے رابطہ قائم نہیں کرو گے۔ ماں کے کام لینے نہ سوجھے۔ سواری مانا! اب میں کسی بھی ایسے شخص سے کام نہیں لوں گی جس کا تعلق آپ لوگوں سے یا بابا صاحب کے گھرانے سے ہے۔"

"تم اپنی ماں سے خد کر رہے ہو؟"

پارس نے ڈش بورڈ کھول کر لاروڈ زکا لال پھر اعلیٰ ذہنی کے ماتحت کو نشانہ پر رکھتے ہوئے بولا۔ "میں ہر اس شخص کو کوئی مار دوں گا جس کے ذریعے آپ میرے قریب آتا جا میں گی۔ اگر آپ چاہتی ہیں یہ بے چارے بے موت ممانے جائیں تو لیبریا پل ہائیں۔"

اعلیٰ ذہنی کا وہ ماتحت، پیچھے بیٹھنے لگا۔ پارس نے گاڑی اشارہ کی، ریسٹر کیڑی میں پیچھے لے گیا پھر اسے ایک ٹرن دے کر گلیاں سے نکلتا چلا گیا۔ وہ تقریباً پندرہ منٹ تک ڈرائنگ ٹرک تار مار کر ایک بار کے سامنے گاڑی روک دی۔ اچن کو بند کیا گاڑی سے اتر کر تیزی سے چلتا ہوا باپ میں آیا۔ اچن کو ٹیلیفون بوتھ میں داخل ہو کر دروازے کو بند کیا۔ چوٹ والوں سے رابطہ قائم کر کے کہا۔  
"تمھارے ہوٹل کی کار کرائی ایک بار کے سامنے کھڑی ہوئی ہے۔ ایک ڈرائنگ بیچ کر اسے منگوانو۔"

وہ ٹیلیفون بوتھ سے باہر آیا پھر ایک جھکی میں سوار ہو کر وہاں سے چل پڑا۔ پھر ڈرائنگ ریسٹر کی مختلف شاہراہوں سے لڑتا رہا جب اسے یقین ہو گیا کہ اعلیٰ ذہنی کا کوئی ماتحت اس کا ہاتھ نہیں کر رہا ہے تو وہ ایک ٹیلیفون بوتھ کے پاس روک گیا۔ ٹیلیفون بوتھ کے ذریعے ایک ٹیلیفون پر ہاتھ رکھا۔ اس نے کہا۔  
"سوائی آواز سنائی دی۔ اس نے کہا۔ مہر جیکب موجود ہیں، مین آپ کون ہیں؟"

ہے لی اس نے اپنے دماغ میں پرانی سوجھی کی لہر کو محسوس کیا اور ماں روک لی۔ اس کے بعد فون پر کہا۔ "اپنے جیکب سے کہا، میں خزانہ کا مظاہرہ مجھ پر بڑھ کر ہے۔ مجھ سے فون پر گفتگو کرنے کے چند کیلنڈ کے بعد ہی جبری کی آواز سنائی دی۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟"

"میں کوئی نہیں ہوں تمھیں خطرے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم میری جھلانی چاہتے ہو تو مجھے دماغ میں آنے کے اجازت دو۔ ماں کیوں روکتے ہو؟"

"میں اپنے تحفظ کے لیے ایسا کر رہا ہوں۔ اگر تم اپنا تحفظ چاہتے ہو تو غور سے سنو۔ تمھارے ہوٹل کے دو خاص ملازموں میں سے ایک ملازم ٹریپ کیا جا چکا ہے۔ ٹیلی پیٹھی جاننے والے اس کے ذریعے تمھارے پاس پہنچا چاہتے ہیں۔ اگر وہ کام پوں گے تو پھر تمہارے دوسرے خاص ملازم کے پاس پہنچیں گے۔ اب تمھیں لگنا چاہیے یہ تم جو خود سوچو اور سمجھو۔ دیش آل؟"

اس نے ریسٹر دیکھ دیا۔ ٹیلیفون بوتھ سے باہر آ کر آرام سے تلون کی جیبوں میں دونوں ہاتھ ڈال کر ٹیلیفون کے انداز میں ایک طرف چلنے لگا۔ اس نے اپنی ماں کو بھجوا دیا تھا کہ اس کے معاملات میں مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اسے ٹیلی پیٹھی کا محتاج سمجھا جائے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کسی ٹیلی پیٹھی جاننے والے ڈشنگ تک پہنچنے کے لیے اپنے ماں باپ کا سہارا لے جو کچھ ماں بھرا مداخلت کر رہی تھی اس لیے اس نے سب سے پہلے اپنی ماں کا راستہ روک دیا تاکہ وہ ان دو خاص ملازموں کے ذریعے جبری جیکب تک پہنچنے کے اور دوسری طرف جبری اپنے تحفظ کے لیے ہوشیار ہو جائے اور اپنی خفیہ پناہ گاہوں سے پھر مرنے کے لیے باہر نہ نکلے۔ پارس بہت پہلے ہی ہوٹل کے برسرے کو سوسو ڈال کر کے فون دے کر اس کی خفیہ پناہ گاہوں اور ٹیلیفون بوتھوں کے متعلق معلوم کر چکا تھا۔

وہ ایک تحفظ کے بعد ایک ریسٹوران میں پہنچا سلف سٹریک کے مطابق کافی کھا کر ایک میز پر آ کر بیٹھ گیا۔ کافی کی چمکیاں پینے کے دوران اس نے سوجھی کی لہر محسوس کی۔ وہ آہستہ آہستہ ماں لینے لگا۔ روشنی کو ڈر ڈر ڈر ڈر کر کے لگا۔  
"یہ تم نے کیا کیا؟"

مکلیا ہوا ماں؟  
"اچان نہ ہو تم نے جبری جیکب کو ہوشیار کر دیا ہے۔ میں سناں کے خاص ملازم کے ذریعے جن خفیہ آڈیوں کا پتہ چلا تھا وہ تمام آڈیوں سے جیکب چھوڑ دیا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں، اس نے سٹاپ ہونے والوں خاص ملازموں کو ٹیلی پیٹھی کے ذریعے ہلاک کر دیا

ہے۔ جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟  
"آپ کے خیال کے مطابق مین نادان ہوں۔ آپ ہی مجھے بتائیں کیا نتیجہ ہوگا؟"

"وہ ٹیلی پیٹھی جاننے والا اب ہانکے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ نہ میں اس کے پاس پہنچ سکتی ہوں نہ تم؟"

"آپ میری عمر دیکھیں جس میں ٹیلی پیٹھی کے علم پر آپ کو بھروسہ ہے۔ اس علم کے ذریعے جیکب تک پہنچ کر دکھائے ہو سکتے تو باپاکا علم اور تجربہ بھی ساتھ رکھ لیں۔ اللہ بھلا کرے گا؟"

"تم اپنے باپ کو چیلنج کر رہے ہو؟"

"آپ ماں باپ بھی تو اپنے بچوں کی صلاحیتوں کو پہنچ کر رہتے ہیں؟"

"میں پہنچ نہیں کر رہی ہوں تمھاری صلاحیت کے لیے ساتھ دے رہی ہوں۔ جانتے ہو ڈاڈا ہر بار اس اول کیا کرتا پھر رہا ہے۔ اگر اس نے کوئی بہت بڑا کارنامہ انجام دیا تو میں دوسروں کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتی گی۔"

"آپ کو تو یہی ٹھیکے جا رہا ہے کہ آپ کا بیٹا پائنتی اول سے کم تر نہ ہو جائے۔ بائی دی وہ، میرا بھائی آج تک کہاں ہے؟ اس کے متعلق کچھ بتائیے؟"

پیشہ ورانہ کاموں اور سروسز کا پیشہ ورانہ ادارہ

مکمل تین حصے

ڈاکٹر ۰۰۰ ۱۰۰۰۰

قیمت فی حصہ ۱۰۰ روپے

کتابت کی مشورہ



چنانچہ کیا کرتا تھا میرا ہے۔ پہلے پرنس آئی لینڈ میں تھا میر  
تھامس نے پایا کو تانے لہجہ جو جو وہاں سے لے کر استنبول چلا گیا  
استنبول سے جو جو کو روانہ کر دیا۔ وہاں کچھ کرتا رہا پھر وہاں سے  
ایک ہیروئی جوان لڑکے اور لڑکی کو لے کر پیرس آیا اب وہ  
ایک ہیروئی جوانوں بن کر پیرس استنبول گیا ہے۔  
پارس دوم نے کہا۔ میں یقین سے کہتا ہوں اب ہیروئیوں کی  
شامت آگئی ہے۔  
"ہا ہا بھی یہی خیال ہے۔ وہ ہیروئی لڑکے کے روپ میں  
تل ابیب جاتے گا اور جو جو کو آخرا کرنے کا اہتمام لے گا بیٹے!  
فدا ہو گا، اگر وہ اہتمام لینے میں کامیاب ہوگا اور ہیروئیوں کو گھٹنے  
ٹیکنے پر مجبور کر دے گا تو یہ لڑکا کا نام ہوگا تم میری بات سمجھتے  
کیوں نہیں ہوتے؟  
"میں سمجھ رہا ہوں۔ آپ بھی تو سمجھنے کی کوشش کریں۔ میرا  
بھائی بھ سے مختلف نہیں ہے۔ وہ بھی تانے پیتنے کا سارا لہجہ لہجہ  
اپنے ہی لہجے پر کچھ بھی کر دینا چاہتا ہے۔ پلینا مانا، آپ بائیں، مجھے  
تمنا چھوڑ دیں۔ میں اپنے موجودہ حالات پر غور کر رہا ہوں۔ آپ  
بلا رہا نہیں۔ میں تاملنا چاہتا ہوں۔  
"اچھا میں جارہی ہوں، لیکن یاد رکھو جب تک زندہ ہوں  
تمہیں اپنے سامنے سے محروم نہیں رکھوں گی۔  
وہ بیٹے کے پاس سے آگئی۔ لیکن بہت پریشان تھی۔ سمجھ  
میں نہیں آ رہا تھا اس طرح اس کی تنگنا کر کے اور اسے خطرات  
سے محفوظ رکھے۔ جبری جب تک پہنچے کہ جو ذرا تھے تو وہ  
بیٹے ختم کر دیتے تھے۔ وہ سوج رہی تھی اگر کسی طرح جب تک  
تک پہنچ جائے تو پھر بیٹے کی طرف سے پریشانی نہیں رہے گی۔  
جیسے ہی جب تک بیٹے کے خلاف کوئی قدم اٹھائے گا وہ اس کے  
دماغ میں زلزلے پیدا کر دے گی۔  
سوال یہ پیدا ہوتا تھا آخر میری جب تک اس طرح پہنچا  
جائے۔ وہ بہت زیادہ فزانت سے کام لینا نہیں جانتی تھی۔  
کوئی ایسا طریقہ کار نہیں تھا جس پر عمل کر کے وہ جب تک  
تک پہنچ جائے۔ آخر اس نے مجھے مخاطب کیا۔ فزاد اور میں بہت  
پریشان ہوں۔  
"کیا بات ہے؟"  
اس نے پارس دوم کے متعلق تفصیل سے ساری باتیں بتا دیں  
میں نے کہا۔ ہائے دونوں ہی بیٹے خندی ہیں اپنے طور پر دونوں  
سے منشا چاہتے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے لیکن ہم والدین ہیں ہا ہا ہا  
نہیں مانا کہ جیسے ہی انہیں خطرات سے گزرنے کی کھلی تھی وہ  
وہاں سے ہائے دوم کے بعد کہ اس طرح خطرات سے منتقلے رہیں گے

یہ ہم نہیں جانتے، مثلاً بہتر جانتا ہے لیکن ہم جب تک زندہ ہیں  
اس وقت تک دل نہیں ان کی طرف جاتے پر مجبور کرنا میرا  
"میں پارس دوم کی بات کر رہی ہوں اور تم پارس اول کی  
بات لے بیٹھے۔ اس کے لیے اتنا مظلوم نہیں ہوگا جتنا کہ میرے  
بیٹے کے لیے ہے۔"  
"کیا تم لاشیاں ایسے ہی لاشیاں میں سوار ہونے جا رہے  
جو فضا میں پرواز کرنے کے دوران ایک دھماکے سے پھٹ کر  
ہے اور اس کے ساتھ تمہارے بیٹے کے پر پھٹے آؤ گئے ہیں؟"  
"تو بر کریں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"  
"تو پھر سنو، میرے بیٹے کے ساتھ ایسی ہی بات ہے۔ ہیکل  
ہیل کا پٹر میں سوار ہوا اس وقت ایک ہیروئی جوان ڈھنگ  
کے ایک آپ میں ہے۔"  
"آخر وہ کیا کرتا تھا میرے؟"  
"میری تو ہائے پچھے ہیں جتنا نہیں چاہتے، لیکن ہم ہا ہا  
نہیں ہیں۔"  
"میں جانتی ہوں، وہ ضرور ڈان موریس کے روپ میں تالیف  
جائے گا، لیکن تم اسے روکنے کیوں نہیں جیکو تم جانتے ہو وہ لڑکا  
تباہ ہونے والا ہے؟"  
"تم نے اپنے بیٹے کو جبری جب تک کے پہلے دل کر کے ہی  
جانے سے روکا تھا، اسے کھلیا تھا، ایک الماری کھولتے ہی دھما  
ہوگا اور اس کے بھی پر پھٹے آؤ جائیں گے تو اس نے کیا جواب دیا؟"  
"موتی نے ٹرے فرسے کہا، میرا بیٹا بہت فزانت اور  
ماضی داغ ہے، جو میں نہیں سوج سکتی جو تم نہیں سوج سکتے، ا  
وہ ایسی باتیں سوج لیتا ہے۔ میں تمہیں بتا چکی ہوں وہ خود  
کبھی الماری کے پاس نہ جاتا، دوسرے دیگر وہاں جیسے والا  
"اس کا مطلب ہے، اگر تم اسے وہاں جانے سے روکنے  
تو بھی وہ بال بال محفوظ رہتا، اس طرح مجھے یقین ہے وہ لڑکا  
فضا میں پرواز کرتے ہوئے تباہ نہیں ہوگا۔"  
"تم نے کہا کہ سکتے ہو؟"  
"تم نے اپنے بیٹے کی موت کو آزاد کیا ہے، آؤ اب میرے  
کی فزانت کو آزاد کرو، تم اس لڑکی کا پٹر کے پانٹ کے وہاں میں  
موجود رہیں گے اور وہ جیسے گے کہ کیا تمنا ہوتا ہے؟"  
اس سے پہلے کہ تلی کا پٹر میں پانٹ ڈالنا پانٹ کاٹنا، وہاں  
ان کے پر پرواز ہونے میں یہ پانٹ کا سونچنا کہا۔ آج میں اس میں  
کے ساتھ جان دینے جا رہا ہوں۔ میرے بیٹے کے ساتھ  
کا کیا ہوگا؟  
اس کی دوسری سوج نے کہا۔ اپنی کے لیے یہی ہے۔

زادے رہا ہوں، یہ قربانی دینے سے پہلے ہی میری بوی اڈ  
ہے یا اسے بچوں کے لیے نوبارک کے سب سے منجھ  
"میں ایک جگہ خیر ملا گیا ہے۔ ان کے لیے ایک کڑا شہ  
یا میں۔ میری بوی کے کاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالر جمع کیے  
ہیں۔"  
"پارسی نے اتنی تیزی کی تھی، وہ ہر سولے سے پورے تھا اس  
بار جو موت کے منٹوں میں سفر کر رہا تھا۔  
جب سبھی کا پٹر کا فانی لہندی پر پہنچ گیا تو پانٹ نے پارس  
ہا ہا کرتے ہوئے بتایا اس کا پٹر ایک ایسے ٹین پر ہے  
بار بار ڈالتی ہے ایک دھماکا ہوگا اور تلی کا پٹر کے ساتھ ان  
ڈال کے پھٹے آؤ جائیں گے۔  
پانٹ کی توقع کے خلاف پارس پٹھون تھا، اس نے  
پارسی کو ایسی بات ہے تو دیکھو کیوں کہ ہے ہو۔ مجھے دھمکی کیوں  
ہے وہ جو صاحب تمہیں مجھ سے اتنی محنت ہے کہ میرے  
قد جان دے رہے ہو تو وہ دیکھو اور جب دیکھ کر ہے ہو  
میں کوئی خاص وجہ ہوگی، وہ وہ جین معلوم کرنا چاہوں گا،  
تم بتانا ہو۔"  
پانٹ نے کہا۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں تم نے اپنے  
برے پٹر کا ایک آپ کیا ہے؟  
"ابھی ہم دونوں مر جائیں گے۔ میں کسی کا بھی ایک آپ  
ڈال کا فزانت پر تباہ ہے؟  
"اگر تار تو کیا جڑ ہے۔ ہم دونوں اچھے موڈ میں اچھے  
الہ میں خوشی کریں گے۔"  
"بیٹے پانٹ! اصاف کیوں نہیں کہتے کہ تمہارے پاس  
یہ ٹرے میرا ہے۔ اس کے ذریعے ہماری تنگنا بہت دور  
ہوئی تھی، آدمی میں رہے ہیں اور معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ میں  
لڑکے ایک آپ میں ہوں، لیکن جا رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں؟  
"تم غلط کہتے ہو میرے پاس کوئی ٹرے نہیں ہے۔"  
"میں تمہاری بات کو غلط ثابت کرنے کے لیے اپنی جگہ  
سے اڑ نہیں سکتا۔ اٹھنا چاہوں گا تو تم میں دیا دو گے۔ لہذا  
میرا تو میں سائیں رہی ہیں انہیں غنیمت جان کر جو میری  
کو میں کہہ رہے وہ کہہ رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اس کی تمہارے  
ماتر میں ہا ہا گے۔ میرے مرنے کے بعد جو لوگ تمہارے ٹرے میں  
کھائیں گے وہ ہا ہا تنگنا میں رہے ہیں، عودہ اس بات کا اندازہ  
کھائیں گے کہ میری منزل کہاں تھی اور میرے پیچھے پیچھے ہی پہنچتی  
ہو گئے۔ والدین کیل تک پہنچنے والے تھے۔"  
پانٹ نے کہا وہ میں جانتا ہوں کہ تم بہت ہی فزانت ہو رہے

افسوس ہے کہ فزانت اب تمہا ہو رہی ہے۔"  
اس سے پہلے کہ وہ یمن دہانا، اچانک میں نے اور سوئی  
نے محسوس کیا، وہ ساکت ہو گیا ہے۔ سائیں لے رہا ہے، آج میں  
کھلی ہوئی ہیں۔ سبھی کا پٹر پرواز کر کے ہوئے دیکھ کر پٹر پانٹ  
کی آواز میں سن رہا ہے۔ اس کے باوجود وہاں ہی مگر سے حرکت  
کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ ایسی حالت میں وہ اپنے ہا ہا  
تے کا یمن کیا دہانا، ایک اچھی جی نہیں پانٹ تھا۔  
"میں نہیں پارس کی گہرے پانٹ سوئی نے کہا، فزاد اور پانٹ کے  
ساکت دماغ کو ذرا حرکت دے کر دیکھنے کی کوشش کرو، پارس کیا کر رہا ہے؟"  
"میں نے سوئی سے کہا۔ ایسی حماقت نہ کرنا، اگر تم اس کے دماغ  
کو غم کر دے گی تو یہ پہلی خدمت میں یمن کو دے گا۔"  
"سوئی نے پوچھا، یہ اچانک ساکت کیسے ہو گیا؟  
"پارس اول آخر یمن کا بیٹا ہے۔ یہ اپنی حماقت کو محفوظ  
آزاد ہے، اس کے پاس ایک تھی کسی نئی ہے اور اس نئی کے  
انداز ایسی سوئی سے جو کسی کے جسم میں بیوست ہونے تو اسے  
اصنافی طور پر بالکل ناکارہ کر دیتی ہے، جیسا کہ تم اس پانٹ کو  
دیکھ رہی ہو، پارس کے منٹوں میں یقیناً وہ نئی تھی، اس نے ہکی  
سی چھوٹ ماری اور سوئی نکل کر پانٹ کی گردن میں بیوست  
ہو گئی۔"  
میری بات ختم ہوتے ہی اس ٹرے میں سے آزاد آنے لگی  
جو پانٹ کی گردن سے نکل رہا تھا، کوئی اس پانٹ کو مخاطب  
کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ تم ناخوش کیوں ہو گئے؟ ہم دھماکا سننا  
چاہتے ہیں۔ پہلی کا پٹر تباہی کی آواز سننا چاہتے ہیں۔ فوراً  
یمن دباؤ۔"  
پارس نے اس ٹرے کے قریب جھک کر کہا۔ میں  
ڈھنگا لڑکے ہمارا لگ کر چکا ہوں۔ اگر ایسا نہ کرتا تب بھی تمہارا  
یہ آدمی یمن نہیں دھا سکتا تھا، میں نے اسے ابھی زندہ رکھا ہے  
لیکن تمہارے سے بدتر ہے۔ اب یہ کبھی نہیں بولے گا میں اسے  
پہلی کا پٹر کے باہر موت کے پستوں میں چھینک رہا ہوں۔"  
ٹرے میں سے آزاد آنے، ڈرک جاؤ، ایسا نہ کرنا، پہلے ہماری  
بات سن لو، خود بخود چھوڑ دو گے۔"  
"میں بیدار ہو کر بچتا ہا ہا ہوں، جب سے دنیا میں آیا ہوں  
تم لوگ میرا بچھا نہیں چھوڑے ہو، میں تمہارے آدمی کو پانٹ کر  
رہا ہوں۔ ہونے کے تو اسے وصول کرو۔"  
پارس نے سلائیٹنگ ڈور کو ایک طرف سرکایا۔ پھر  
پانٹ کا حفاظتی بیڈٹ کھول کر اسے ایک لائٹ ماری، وہ  
بیڈٹ کے دوسری طرف سے لڑھکتا ہوا باہر کی طرف تھکا۔  
195

بھری گری پستیوں کی طرف جانے لگا۔ میں اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔  
 دوستی میرے دماغ میں موجود تھی اس نے پوچھا: "یہ کیا ہوا ہے؟"  
 "وہی جو ہونا چاہیے۔ تمہارا بیٹا اس اماناری کے قریب  
 جانے والا نہیں تھا لیکن تم نے اس کی جان نہیں سمجھی۔ وقت  
 سے پہلے ہی اسے ٹوک دیا۔ میں نے ایسی حماقت نہیں کی۔ میں  
 جانا تھا وہ کسی تیرہ برس کے نکلے گا اور تم نے دیکھ لیا کہ خطرے  
 سے باہر ہے۔ ہم ٹیلی فون تیلی فون سے والے ماں باپ ساری دنیا  
 کے کام آسکتے ہیں۔ اپنے بچوں کے کام نہیں آسکتے اور وہی وہ ہیں کام  
 آنے کا موقع دیں گے؟"

"فراڈ! نہیں بہت پریشان ہوں۔ کسی طرح جبری ٹیکہ تک  
 پہنچنا چاہتی ہوں۔ وہ کمینہ میرے بیٹے کو نقصان پہنچا  
 سکتا ہے۔"  
 "تمہارا بیٹا وقتی طور پر تمہاری پہنچ سے دور ہو گیا ہے لیکن  
 وہ ہمیشہ دور نہیں رہے گا۔ حافظہ عقل سے کام لے کر تیرہ مہینے۔ اس  
 پر عمل کرتی رہو گی تو بیٹے کے قریب پہنچتی رہو گی، لیکن آئندہ ایسی  
 حماقت نہ کرنا کہ اسے خطرے میں دیکھ کر بے اختیار ربول  
 پڑو اور اسے پتہ چل جائے کہ تم اس کی نگرانی کر رہی ہو؟"  
 "میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گی۔ بتاؤ اب مجھے  
 کیا کرنا چاہیے؟"

"مہربان سے پہلے فرمائو کہ وہ رابطہ قائم کرو۔ اس سے  
 کہو، تمہیں ایسے چند آدمیوں کی ضرورت ہے جو بہت ہوشیار اور  
 ایکٹو سے بھر پور ہوں۔ سائن روک لیتے ہوں۔ تم ان کے مافون  
 میں کوڈ ڈیڈ مقرر کر کے جایا کر دو گی اور انہیں نو یا رک میں پارٹ  
 کی تلاش پر مامور کرو گی؟"

"کیا ضروری ہے کہ وہ نو یا رک میں ہی رہے گا؟"  
 "جب تک جبری ٹیکہ دیاں رہے گا، پارٹس بھی وہ شہر  
 نہیں چھوڑے گا؟"  
 "تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ جیکب بھی نو یا رک میں ہی  
 رہے گا؟"  
 "وہ دیکھو ہمارے پاس ایک شہر ہے جہاں ہم ان دونوں  
 پر نظر رکھ سکتے ہیں۔ جبری ٹیکہ کا ایک بہت بڑا فائو اسٹارڈ ہونگ  
 ہے اور بھی پتہ نہیں کتنے کاروبار ہوں گے۔ وہ اپنے تمام خفیہ  
 اڈوں کو فرما ہی چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ اور فوری طور پر چلا بھی  
 گیا تو بلدی ہی ٹوٹ آئے گا۔ فی الحال ہماری نظروں میں وہی ایک  
 شہر ہے۔ تم اتنی بحث کرنے کے بجائے فرمائو کہ وہ رابطہ قائم  
 کرو اور اپنے کام کے آدمی تلاش کرو؟"  
 دوستی چلی گئی۔ میں اس شخص کے دماغ میں پہنچ گیا، جو

پائلٹ کے ٹرانسپورٹ سے بول رہا تھا۔ وہ اسرائیلی انٹیلی جنس میں  
 ایک آدمی تھا۔ فرانس کی پولیس فورس میں ایک جوڈیئر جنرل  
 جنیٹ سے ملازمت کر رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ پارٹس ہیرٹ  
 کے لیے ختم ہو جائے گا لیکن بازی پلٹ گئی تھی اور وہ ہیرٹ  
 ہو رہا تھا۔ میں نے اسے مخاطب کیا تو وہ ایک دم سے  
 اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں باتوں سے متاثر ہو کر بولا:  
 "فراڈ صاحب؟"  
 "تم میرا انتظار کر رہے تھے، ظاہر ہے اب بازی پلٹ  
 گئی ہے اور ٹرانسپورٹ تم نے اپنی اداوار سنا دی ہے تو یقیناً یہاں  
 پاس پہنچوں گا؟"

وہ خوف سے زرد ہو گیا تھا، اپنے سامنے موت نظر  
 رہی تھی۔ میں اس کے دماغ کو پھردہ ہاتھ مارا، اس کی کونجے نے ہلا  
 تک اس نے رپورٹ مکمل نہیں کی ہے۔ وہ اتنا تو جانتا تھا کہ  
 پہلی کا پڑ میں پاس سفر کرنے والا ہے اور اس کی منزل انٹیلی  
 ہے لیکن وہ کسی بیودی نوجوان کے میک اپ میں بیٹے یہ نہیں  
 جانتا تھا۔ جب سے انھوں نے جو جو اور پارٹس کو انوکھا کیا تھا  
 تب سے وہ اس دہشت میں مبتلا تھے کہ فریڈ کی طرف سے  
 انتقامی کارروائی ہوگی نہیں ختم نہ تھا پارٹس انتقامی کارروائی کے لیے ہی  
 اس پہلے کا پڑ میں سفر کر رہا ہے۔

بہر حال اسرائیلی جاسوس کے دماغ سے جو کچھ معلوم ہوا اس  
 سے مجھے اطمینان ہوا۔ وہ پارٹس کے منصوبے کے متعلق کچھ نہیں جانتا  
 تھا۔ صرف اسے شہر تھا کہ ہماری طرف سے انتقامی کارروائی کا  
 آغاز ہو چکا ہے۔ اگر پارٹس کو مار ڈالا جائے تو سپر اسٹارڈس کے  
 اعلیٰ حکام اسرائیلیوں سے خوش ہو جائیں گے۔ کیونکہ ایک پارٹس  
 نے ان کی دوسری ٹرانسپورٹ میں گنہگار بنا دیا تھا۔

میں نے اسرائیلی جاسوس سے کہا: "تم میرے بیٹے کو اس لیے  
 مار ڈالنا چاہتے تھے کہ ہم انتقامی کارروائی نہ کریں اور تم لوگوں سے  
 خوف زدہ ہو جائیں؟ وہ دوسرے تم پر اسٹارڈس کو خوش کرنے  
 ان سے زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ان  
 میں سے تمہاری کوئی خواہش پوری نہ ہو سکی اور نہ ہی آئندہ پوری  
 ہوگی۔ ویسے میں تمہاری آخری خواہش پوری کر سکتا ہوں۔ پوچھو  
 سے پہلے کیا چاہتے ہو؟"

وہ انکار میں ہاتھ ہلاتا ہوا پیچھے ہٹا اور دیوار سے جا کر  
 بٹک گیا۔ پھر لولا: "تم زبان کے دھنی ہو میری آخری خواہش ہے  
 کہ مجھے نہ مارو؟"  
 "میں زبان کا دھنی ہوں۔ میں نے وعدہ کیا ہے کہ تمہاری  
 آخری خواہش پوری کروں گا لہذا تمہیں نہیں ماروں گا۔ تم یہاں

نکلنا اور اپنے آپ کو فرانسیسی پولیس کے اعلیٰ افسران کے  
 دلے کر دو؟"  
 وہ نہیں جانا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما دیا۔  
 اس کے سر کے میں ٹرانسپورٹ اور جو خفیہ کاغذات رکھے ہوئے تھے  
 سب کو اس کی جیب میں رکھوایا۔ پھر وہاں سے دوڑا تا ہوا  
 ہر لایا۔ وہ دہراں میں کھینچ گیا۔ پھر اسے اسٹارٹ کر کے میری  
 مرضی کے مطابق ڈرائیو کرتا ہوا پولیس کے ایک ہل انٹر کے منگے میں  
 بچ گیا۔ میں نے اعلیٰ افسر سے کہا: "میں فریڈ کی تیمور بول رہا ہوں  
 اسرائیلی انٹیلی جنس کا جاسوس ہے اور آپ کے حکم میں چھپ  
 کر اپنے وطن اور اپنی قوم کے لیے کام کر رہا ہے۔ آپ لوگوں کو  
 دھوکا دیتا رہا ہے۔ میں نے وعدہ کیا ہے، میں اسے جان سے  
 نہیں ماروں گا لیکن غدار کی سزا موت ہونی ہے۔ اس غدار کے  
 مسئلے میں آپ کا قانون جو سزا تجویز کرتا ہے اسے فراویں تاکہ  
 اس کے دماغ کی باقی ٹرانسپورٹ وغیرہ کے ذریعے اس کے حکام تک  
 نہ پہنچیں۔ اگر انہیں کچھ معلوم ہوگا تو میرے بیٹے کے لیے  
 مشکلات پیدا ہوں گی؟"

اعلیٰ افسر نے کہا: "فراڈ صاحب! آپ اپنے وعدے کے  
 پابندی میں پلیر، مسٹر آرمز کو میرے پاس بھیج دیجیے؟"  
 میں نے اسے اس سے کہا: "وہ اعلیٰ افسر کے پاس پہنچ گیا اس افسر  
 نے کہا: مسٹر فراڈ کو اس غدار کو موت کی سزا نہیں دیں گے اور اس  
 کا بدلہ سے حل کرنا ہونا ہے۔ لہذا آپ اس کے دماغ پر قبضہ جا کر  
 اسے لے جائیں اور اس کے ہی ریوالڈ سے اسے خودکشی  
 کرنے پر مجبور کر دیں۔ اس طرح ہم قانونی کارروائیوں میں سے  
 نہیں بچیں گے؟"

آرمز نے اس کے دماغ پر قبضہ جما دیا۔ پھر اسے وہاں سے  
 دوڑا تا ہوا لے گیا، مجھے اس طرف سے اطمینان ہو گیا۔ فی الحال کوئی  
 دشمن بیودی پارٹس کو اسے کی دلیوری نہیں بن سکتا تھا۔ میں نے  
 فرانسیسی جاسوس البرٹ کو مخاطب کیا۔ اس نے کہا: "فریڈ نے بتایا  
 میں حاضر ہوں؟"  
 "پارٹس اسٹورڈ والیں آ رہا ہے شاید وہ تمہارے پاس  
 آئے یا ہو سکتا ہے اپنا راستہ بدل دے۔ میں ڈان مورس کی فیملی  
 کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں؟"

"جناب! مجھے جس حد تک معلومات حاصل ہیں وہ ہیں آپ  
 کو سنا رہا ہوں؟"  
 "پاس کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں ڈان مورس کے  
 بٹکے کا ٹیل فون پر معلوم ہے۔ وہ غیر قابل کر۔ دوسری طرف  
 سے پوچھ لوں گے گا میں اس کی اداوار تم کو ان کے پاس پہنچ جاؤں

گاہ اور خود ہی معلومات حاصل کروں گا؟"  
 اس نے میری ہدایات پر عمل کیا۔ ریسورڈر اسٹارٹ کر کے  
 کے، چھوڑی دیر بعد کسی نے دوسری طرف سے ریسورڈر اسٹارٹ  
 کہا: "سیلو؟"  
 البرٹ نے پوچھا: "کی مسٹر ٹام مورس موجود ہیں؟"  
 "میں ٹام مورس بول رہا ہوں؟"  
 میں نے کہا: "البرٹ، ریسورڈر رکھ دو؟"  
 اس نے ریسورڈر رکھا تو میں ٹام مورس کے دماغ میں پہنچ  
 گیا۔ وہ ریسورڈر کان سے لگائے، سیلو بیلو کر رہا تھا۔ کر ڈیل کو  
 ہاتھ سے کھڑکھڑا رہا تھا پھر اس نے بڑھاتے ہوئے ریسورڈر رکھ  
 دیا۔ اپنی ولف سے کہنے لگا: "پورا ایک دن گزر گیا، ایک رات  
 بھی گزر چکی ہے اور اس کی ہمت ڈان کا کوئی پتا نہیں چلا ہوا ہے  
 معلوم نہیں کہاں مر گیا ہے؟"  
 اس کی واقفیت نہ تھی کہ اس کے سر کے بات نہ کرو۔ اگر  
 اسے کچھ ہو گیا تو اس کی تمام دولت ہائیڈرا اور لاکھوں ڈالر پیدا کرنے  
 والی اسٹیل ہٹی سکراری تحویل میں چل جائے گی، ہم سترہ دیکھتے  
 رہ جائیں گے؟"

وہ یہاں پوری آپس میں باتیں کر رہے تھے میں ان کے ذریعے  
 سام مورس اور ٹام مورس کی بیٹی سارہ کے دماغ تک پہنچ گیا۔

ایک ماہر علم کے علم سے

## سینا کیم کی تحقیقات

حقت، ہزار پے

ہیڈ ٹائم کے بلے میں تک کی تمام حقیقتات کا پتہ پڑے۔

حکایت پر طے اور مشتیں۔

ہیڈ ٹائم کے مشقوں کے لیے عقلی ناک عمل اور پورا پروگرام۔

بے شمار کارکن کے ہزاروں سوالوں کے جواب۔

ہیڈ ٹائم کے موضوع پر ایک نکل کتاب جس میں مصنف نے اپنی تجربے سے حاصل کی

ارک اور جو کچھ بے سیارہ ڈان اور ڈان صاحب

### مکتبہ نفسیات

۱۹۳۳ء کو

کسی کو مطالب نہیں کیا، اس کی ضرورت ہی نہیں تھی، نہیں صرف ان کے پاس وہ کر لپٹے بیٹے کی نگرانی کرنا چاہتا تھا، سچے یقین تھا، پارس! بسی بیٹے میں آئے گا۔

مجھے اب دوسرے بیٹے کی فکر تھی، میں نے رسوتی سے پوچھا: تم کیا کر رہی ہو؟

”تم خود ہی فرزانہ ڈو کے پاس پہنچ کر باتیں کرو نہیں بھی اس کے مانع میں موجود رہوں گی“

میں نے فرزانہ کو مطالب کیا تو اس نے چمک کر کہا۔ ”تم دنیا کے بدترین خود غرض اور بے مروت انسان ہو، تمہیں پھر میں یاد آ رہا ہوں“

”زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ ابھی رسوتی نے تم سے کیا کہا ہے؟“

”میں نے بھائی کو اس کا معقول جواب دیا ہے، دیکھو سبھی، ایک طرف تمہاری دوستی مزید ہے۔ دوسری طرف تمہارا بیٹا، جس نے والاداد ہے، میں نے اسے جو زبان دی ہے اس سے پھر نہیں سکتا، اس کے لیے جو کر رہا ہوں وہ تم سے کہہ نہیں سکتا“

”ہم دونوں میاں پوری تمہارے مانع میں چھپ کر ساری معلومات حاصل کر لیں گے، تم کیا ہو گا؟“

”تم دونوں کو بھی نہیں معلوم کر سکو گے، میں نے پارس کے لیے چند ایسے لوگوں کا انتظام کیا ہے جو لوگ کے ماہر ہیں بہت ذہین اور تیز فہم کے حکم کار میں اور ساری طرح و قاعدہ میں۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے، آئندہ مجھ سے کسی رابطہ قائم نہ کروں، تمہاری زندگی صرف پارس کے بیٹے کے لیے وقف ہے، لہذا اب وہ تمام لوگ جو میری طرف سے بھیجے گئے ہیں، میری طرف کسی واپس نہیں آئیں گے اور نہ ہی میں جانا ہوں کہ وہ کہاں گئے ہیں اور کس طرح پارس سے ان کا رابطہ قائم ہو رہا ہے اگر یقین نہ ہو تو میرے مانع میں آؤ اور چھپ چاپ بہتیں معلومات حاصل کر سکتے ہو کرتے ہو“

تم دونوں کو ناکامی ہوگی“

میں نے پوچھا: کیا تمہیں یہ منظور ہے کہ تمہارا ہونے والا داماد خطرات سے دوچار ہو رہا ہے، خدا خواستہ اسے کوئی نقصان پہنچے اور ہم ٹیل پیچھے کے درپے اس کی کوئی مدد نہ کر سکیں؟

فرزانہ نے بریشاں ہو کر کہا: یار! میری سبھی ہم نہیں آتا، میں کیا کروں، میں کوئی نہیں چاہوں گا کہ میرا دس بیٹا خطرات سے دوچار ہو رہا ہے، لیکن میں اپنی زبان سے میور ہوں، اپنے بیٹے کو ناراض نہیں کرنا چاہتا، مجھ کوئی اور تدبیر نہ ہو، تم یقین کرو“

اگر میں تمہارا ساتھ دینا چاہوں گا تب بھی اپنے ان آدمیوں تک تم دونوں کو ناکامی ہوگی“

میں نے پوچھا: کیا تمہیں یہ منظور ہے کہ تمہارا ہونے والا داماد خطرات سے دوچار ہو رہا ہے، خدا خواستہ اسے کوئی نقصان پہنچے اور ہم ٹیل پیچھے کے درپے اس کی کوئی مدد نہ کر سکیں؟

فرزانہ نے بریشاں ہو کر کہا: یار! میری سبھی ہم نہیں آتا، میں کیا کروں، میں کوئی نہیں چاہوں گا کہ میرا دس بیٹا خطرات سے دوچار ہو رہا ہے، لیکن میں اپنی زبان سے میور ہوں، اپنے بیٹے کو ناراض نہیں کرنا چاہتا، مجھ کوئی اور تدبیر نہ ہو، تم یقین کرو“

اگر میں تمہارا ساتھ دینا چاہوں گا تب بھی اپنے ان آدمیوں تک تم دونوں کو ناکامی ہوگی“

میں نے پوچھا: کیا تم میری تعریف کر رہی ہو؟ وہ ہنسنے لگی۔ میں نے کہا: میں نے اپنے بیٹے کی نگرانی کے فرائض کر لیے ہیں۔ اب تم اپنے بیٹے کے مسئلے میں مصروف باؤ، خدا حافظ“

رسوتی چلی گئی، ہمارے حالات کچھ بدلے گئے تھے، پہلے میں میں عین سے بیٹے میں دیتے تھے، اب ہمارے دن رات بچپن و آرام اور تمام مصروفیات دونوں بیٹوں میں تقسیم ہو رہی تھیں، اگرچہ وہ ہمارے بیٹے تھے مگر ہم ٹیل پیچھے جاننے والوں کے لیے بردبار چیت بن گئے تھے۔

پارس نے استنبول کی سرحد میں داخل ہوتے ہی پہلی گاڑی کو ایک دیرلے میں آکر دیا، اس جگہ کا پہلے ہی انتخاب ہو چکا تھا، وہاں فرانس کا ایک سیکرٹ ایجنٹ اپنے ماتحتوں کے ساتھ موجود تھا، ان کے پاس گاڑیاں بھی تھیں، پارس نے ایک گاڑی لی، پھر وہاں سے شری طرف چل پڑا، وہ پہلی گاڑی فلائنگ کلب کے ملازمہ کسی دوسری جگہ نہیں آتا، اس کا ساتھ ہی سراسر قانون کے خلاف تھا۔ اب وہ پہلی گاڑیوں کیوں آتا رہا؟ اس کی جاہد ہی کہنے والی سیکرٹ ایجنٹ پر تھی، پارس شہر پہنچ کر ایک جگہ گاڑی کھڑی کر کے آگے گاڑی کو وہیں چھوڑا اور دوڑنگ بیل چلنے لگا، اس نے ڈان مورس کا وہی لباس پہن رکھا تھا، بے ہن کر وہ اپنے گھر سے فرار ہوا تھا، چہرہ تو بوجھو اس کی اس جگہ تھا، اسے تلاش کرنے والے کہیں بھی دیکھ سکتے تھے، اور اسے پہچاننے کے لیے اس نے کاؤنٹر پر آنے کے بعد کہا۔

”میرے ایک انکل کا نام ڈان مورس اور دوسرے انکل کا نام سام مورس ہے“

بیٹے میں بائیں ریسپور بے دہرا میں، پھر چند لمحوں کے بعد چرائی سے پارس کو کھٹے لگا، ریسپور پر کھٹے لگا، تیس سراپا شرفیت لائیں۔ میں ان صاحب کو میاں بٹھا کر رکھتا ہوں“

اس نے ریسپور رکھ کر کہا: ارے آپ تو بہت دولت مند ہیں، وہ پولیس دفتر لگتا تھا، آپ کے چاکلے سے آپ کو تلاش کر رہے ہیں، میاں شرفیت رکھیں، اور کھانا چاہتے ہیں؟

پارس نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کھانے سے انکار کیا، تمھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی آگئی، ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آیا، پھر پارس کو دیکھتے ہوئے بولا: ادو، یو ایڈو پور ٹونگ بولانے! تم نے اپنی سہم جو طبیعت کے باعث

تلاش کے لیے کئی گاڑیوں کو کھانے سے روکتا ہے، مابریوں خانہ کا یہ چک چک تھی اس دوران ہمارے ننگے پاؤں مختلف تھا ان کے جن کچھ ڈھولان دیتے ہیں آسٹریوں انھوں اور جھونک کی داستان صہبت انش صہبت انش عورت قابل فراموش

پارس نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کھانے سے انکار کیا، تمھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی آگئی، ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آیا، پھر پارس کو دیکھتے ہوئے بولا: ادو، یو ایڈو پور ٹونگ بولانے! تم نے اپنی سہم جو طبیعت کے باعث

تلاش کے لیے کئی گاڑیوں کو کھانے سے روکتا ہے، مابریوں خانہ کا یہ چک چک تھی اس دوران ہمارے ننگے پاؤں مختلف تھا ان کے جن کچھ ڈھولان دیتے ہیں آسٹریوں انھوں اور جھونک کی داستان صہبت انش صہبت انش عورت قابل فراموش

پارس نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کھانے سے انکار کیا، تمھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی آگئی، ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آیا، پھر پارس کو دیکھتے ہوئے بولا: ادو، یو ایڈو پور ٹونگ بولانے! تم نے اپنی سہم جو طبیعت کے باعث

تلاش کے لیے کئی گاڑیوں کو کھانے سے روکتا ہے، مابریوں خانہ کا یہ چک چک تھی اس دوران ہمارے ننگے پاؤں مختلف تھا ان کے جن کچھ ڈھولان دیتے ہیں آسٹریوں انھوں اور جھونک کی داستان صہبت انش صہبت انش عورت قابل فراموش

پارس نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کھانے سے انکار کیا، تمھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی آگئی، ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آیا، پھر پارس کو دیکھتے ہوئے بولا: ادو، یو ایڈو پور ٹونگ بولانے! تم نے اپنی سہم جو طبیعت کے باعث

تلاش کے لیے کئی گاڑیوں کو کھانے سے روکتا ہے، مابریوں خانہ کا یہ چک چک تھی اس دوران ہمارے ننگے پاؤں مختلف تھا ان کے جن کچھ ڈھولان دیتے ہیں آسٹریوں انھوں اور جھونک کی داستان صہبت انش صہبت انش عورت قابل فراموش

پارس نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کھانے سے انکار کیا، تمھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی آگئی، ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آیا، پھر پارس کو دیکھتے ہوئے بولا: ادو، یو ایڈو پور ٹونگ بولانے! تم نے اپنی سہم جو طبیعت کے باعث

تلاش کے لیے کئی گاڑیوں کو کھانے سے روکتا ہے، مابریوں خانہ کا یہ چک چک تھی اس دوران ہمارے ننگے پاؤں مختلف تھا ان کے جن کچھ ڈھولان دیتے ہیں آسٹریوں انھوں اور جھونک کی داستان صہبت انش صہبت انش عورت قابل فراموش

”میں نے پوچھا: کیا تم میری تعریف کر رہی ہو؟ وہ ہنسنے لگی۔ میں نے کہا: میں نے اپنے بیٹے کی نگرانی کے فرائض کر لیے ہیں۔ اب تم اپنے بیٹے کے مسئلے میں مصروف باؤ، خدا حافظ“

رسوتی چلی گئی، ہمارے حالات کچھ بدلے گئے تھے، پہلے میں میں عین سے بیٹے میں دیتے تھے، اب ہمارے دن رات بچپن و آرام اور تمام مصروفیات دونوں بیٹوں میں تقسیم ہو رہی تھیں، اگرچہ وہ ہمارے بیٹے تھے مگر ہم ٹیل پیچھے جاننے والوں کے لیے بردبار چیت بن گئے تھے۔

پارس نے استنبول کی سرحد میں داخل ہوتے ہی پہلی گاڑی کو ایک دیرلے میں آکر دیا، اس جگہ کا پہلے ہی انتخاب ہو چکا تھا، وہاں فرانس کا ایک سیکرٹ ایجنٹ اپنے ماتحتوں کے ساتھ موجود تھا، ان کے پاس گاڑیاں بھی تھیں، پارس نے ایک گاڑی لی، پھر وہاں سے شری طرف چل پڑا، وہ پہلی گاڑی فلائنگ کلب کے ملازمہ کسی دوسری جگہ نہیں آتا، اس کا ساتھ ہی سراسر قانون کے خلاف تھا۔ اب وہ پہلی گاڑیوں کیوں آتا رہا؟ اس کی جاہد ہی کہنے والی سیکرٹ ایجنٹ پر تھی، پارس شہر پہنچ کر ایک جگہ گاڑی کھڑی کر کے آگے گاڑی کو وہیں چھوڑا اور دوڑنگ بیل چلنے لگا، اس نے ڈان مورس کا وہی لباس پہن رکھا تھا، بے ہن کر وہ اپنے گھر سے فرار ہوا تھا، چہرہ تو بوجھو اس کی اس جگہ تھا، اسے تلاش کرنے والے کہیں بھی دیکھ سکتے تھے، اور اسے پہچاننے کے لیے اس نے کاؤنٹر پر آنے کے بعد کہا۔

”میرے ایک انکل کا نام ڈان مورس اور دوسرے انکل کا نام سام مورس ہے“

بیٹے میں بائیں ریسپور بے دہرا میں، پھر چند لمحوں کے بعد چرائی سے پارس کو کھٹے لگا، ریسپور پر کھٹے لگا، تیس سراپا شرفیت لائیں۔ میں ان صاحب کو میاں بٹھا کر رکھتا ہوں“

اس نے ریسپور رکھ کر کہا: ارے آپ تو بہت دولت مند ہیں، وہ پولیس دفتر لگتا تھا، آپ کے چاکلے سے آپ کو تلاش کر رہے ہیں، میاں شرفیت رکھیں، اور کھانا چاہتے ہیں؟

پارس نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کھانے سے انکار کیا، تمھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی آگئی، ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آیا، پھر پارس کو دیکھتے ہوئے بولا: ادو، یو ایڈو پور ٹونگ بولانے! تم نے اپنی سہم جو طبیعت کے باعث

تلاش کے لیے کئی گاڑیوں کو کھانے سے روکتا ہے، مابریوں خانہ کا یہ چک چک تھی اس دوران ہمارے ننگے پاؤں مختلف تھا ان کے جن کچھ ڈھولان دیتے ہیں آسٹریوں انھوں اور جھونک کی داستان صہبت انش صہبت انش عورت قابل فراموش

پارس نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کھانے سے انکار کیا، تمھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی آگئی، ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آیا، پھر پارس کو دیکھتے ہوئے بولا: ادو، یو ایڈو پور ٹونگ بولانے! تم نے اپنی سہم جو طبیعت کے باعث

تلاش کے لیے کئی گاڑیوں کو کھانے سے روکتا ہے، مابریوں خانہ کا یہ چک چک تھی اس دوران ہمارے ننگے پاؤں مختلف تھا ان کے جن کچھ ڈھولان دیتے ہیں آسٹریوں انھوں اور جھونک کی داستان صہبت انش صہبت انش عورت قابل فراموش

پارس نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کھانے سے انکار کیا، تمھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی آگئی، ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آیا، پھر پارس کو دیکھتے ہوئے بولا: ادو، یو ایڈو پور ٹونگ بولانے! تم نے اپنی سہم جو طبیعت کے باعث

تلاش کے لیے کئی گاڑیوں کو کھانے سے روکتا ہے، مابریوں خانہ کا یہ چک چک تھی اس دوران ہمارے ننگے پاؤں مختلف تھا ان کے جن کچھ ڈھولان دیتے ہیں آسٹریوں انھوں اور جھونک کی داستان صہبت انش صہبت انش عورت قابل فراموش

پارس نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کھانے سے انکار کیا، تمھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی آگئی، ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آیا، پھر پارس کو دیکھتے ہوئے بولا: ادو، یو ایڈو پور ٹونگ بولانے! تم نے اپنی سہم جو طبیعت کے باعث

تلاش کے لیے کئی گاڑیوں کو کھانے سے روکتا ہے، مابریوں خانہ کا یہ چک چک تھی اس دوران ہمارے ننگے پاؤں مختلف تھا ان کے جن کچھ ڈھولان دیتے ہیں آسٹریوں انھوں اور جھونک کی داستان صہبت انش صہبت انش عورت قابل فراموش

پارس نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کھانے سے انکار کیا، تمھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی آگئی، ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آیا، پھر پارس کو دیکھتے ہوئے بولا: ادو، یو ایڈو پور ٹونگ بولانے! تم نے اپنی سہم جو طبیعت کے باعث

تلاش کے لیے کئی گاڑیوں کو کھانے سے روکتا ہے، مابریوں خانہ کا یہ چک چک تھی اس دوران ہمارے ننگے پاؤں مختلف تھا ان کے جن کچھ ڈھولان دیتے ہیں آسٹریوں انھوں اور جھونک کی داستان صہبت انش صہبت انش عورت قابل فراموش

پارس نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کھانے سے انکار کیا، تمھوڑی دیر بعد پولیس کی ایک گاڑی آگئی، ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آیا، پھر پارس کو دیکھتے ہوئے بولا: ادو، یو ایڈو پور ٹونگ بولانے! تم نے اپنی سہم جو طبیعت کے باعث

تلاش کے لیے کئی گاڑیوں کو کھانے سے روکتا ہے، مابریوں خانہ کا یہ چک چک تھی اس دوران ہمارے ننگے پاؤں مختلف تھا ان کے جن کچھ ڈھولان دیتے ہیں آسٹریوں انھوں اور جھونک کی داستان صہبت انش صہبت انش عورت قابل فراموش





سب کو پریشان کر رکھا ہے۔ آخر تم ایک دن اور ایک رات تک کس ایڈ وچر میں مصروف رہے۔۔۔۔۔ چلو ہمارے ساتھ؟ پارس نے پوچھا۔ مجھے کہاں لے جاؤ گے؟ اور اسے اب بھی پوچھ رہے ہو، تمہیں کہاں لے جاؤں گا۔ تم اپنے گھر جاؤ گے،

پارس نے سہم کر کچھ ہنستے ہوئے کہا: "میں نہیں گھر نہیں جاؤں گا، انکل مجھے چاہک سے مارے گا،"

"نیں پولیس آفیسر ہوں، انھیں ڈانٹ ڈبٹ کر کہوں گا، اگر کسی نے تمہیں ہاتھ بھی لگایا تو میں اسے حوالات میں پہنچا دوں گا۔ میں قانون کا محافظ ہوں اور تم قانون کی پناہ میں پوچھو،" افسر نے اس کے بازو کو پکڑا۔ پھر اسے کھینچتا ہوا گاڑی تک لے گیا۔ گاڑی میں بیٹھانے کے بعد وہ اس کے بازو کو پکڑنے ہوئے تھا جیسے بازو جھٹکتے ہی وہ بھاگ نکلے گا۔ اُدھے گھنٹے کے اندر وہ ڈان مورس کی کوشمی کے احاطے میں داخل ہو چکے تھے۔ نام مورس اور سام مورس نام کی بوسا اور سارا تھا، سب ہی رکنے میں کھڑے ہوئے تھے۔ ڈان مورس کو دیکھتے ہی خوشی سے کھل گئے تھے۔

گاڑی رکتے ہی نام مورس نے دونوں بازو پھیلا کر آگے بڑھے ہوئے کہا: "ادھ میرے بیٹے، میرے ڈان! تم کہاں غائب ہو گئے تھے؟ تمہارے جانے کے بعد ہم نے کھانا بنایا چھوڑ دیا۔ ہم تمہارے لیے پھیلی رات سے جاگ رہے ہیں۔"

پولیس افسر نے کہا: "دیکھو ڈان! تمہارے انکل تمہیں کتنا چاہتے ہیں۔ تمہیں گھگے سے لگائے ہیں، اندر چلو۔" وہ سب اندر آئے۔ سچا ہی باہر رہ گئے تھے۔ افسر نے اندر پہنچتے ہی کہا: "میں نے تمہارا کام کر دیا ہے اب میرا کام کرو، میں جا رہا ہوں۔"

سام مورس نے دونوں کی گڈی نکال کر افسر کی طرف بڑھائی۔ اس افسر نے دونوں کی گڈی جیب میں رکھی، پھر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی نام مورس نے آگے بڑھ کر پارس کی گردن دلوچھی لی، پھر کہا: "آؤ کے پٹھے! شیطان کے بیٹے! کل سے تو نے پریشان کر رکھے ہیں کہاں بھاگ گیا تھا؟ کس کے پاس گیا تھا؟ کون تجھے بھگا کر لے گیا تھا؟ کون تجھے برسا کر رہا ہے؟"

یہ کہتے ہی اس نے پارس کے سر پر ایک زور کا ہاتھ مارا۔ وہ خواہ کتنا ہی زور کا ہاتھ مارنا پارس پر ہاٹا جو بنے والا نہیں تھا۔ دانشور کی نے اسے لڑنے اور دوسروں کو مارنے کی ٹریننگ دینے سے پہلے خوب مار کھانے کی ٹریننگ دی تھی اور لڑنے

والوں کے لیے ضروری ہوتا ہے، پارس نے خوف سے منہ پھرا کاہنتے ہوئے کہا: "انکل مرعاف کر دیجیے، اب ایسی علی گنہگاروں کا اب کبھی گھر چھوڑ کر نہیں ماڈل گا۔"

"میں پوچھتا ہوں، تجھے گھر سے جانے کی برکت کیسے ہوئی تو نے باہر قدم لے نکالا؟"

وہ۔۔۔ وہ جو نرس میرے پاس رہتی تھی، اس نے مجھے برسا کیا تھا۔"

نام کی والفت نے گریبان پھرتا ہوتے کہا: "کیا کرتے ہو، لڑکا جو میں گھنٹے بعد واپس آیا ہے، کیا پھر اسے ہشت زہ کرنا چاہتے ہو؟"

نام مورس نے گریبان چھوڑتے ہوئے اسے دھکا دیاں کے دھکے کا بھی کوئی اثر نہ ہوتا لیکن پارس جان بوجھ کر اسے طے ہوئے سارا تھا۔ لیکن اسے لیتا ہوا صوفے کے پاس گر پڑا۔ فرش پر گرے ہی سارا تھا جو پٹ آئی تھی، وہ پیچ بڑی اس کا گریبان پکڑ کر پھینچوڑتے ہوئے بولی: "کیا تم اُدھے ہو، تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟"

اس نے ایک زور کا طمانچہ مارنے کے لیے ہاتھ گھمایا۔ پارس نے اپنا چہرہ دیکھ کر ہٹایا۔ ماں اپنی بیٹی کو فرش سے اٹھانے کے لیے آ رہی تھی، لہذا پتھر اس کے منہ پر لڑا۔ وہ لڑا کر رہی۔ بیٹی کو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی، اُدھے میں اس کو پٹنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ وہ نام کا ایک ہاتھ کھانے کے بعد برسات کر چکا تھا لیکن کوئی عورت اس پر ہاتھ اٹھانے کے بعد برسات نہیں کر سکتا تھا، اس نے ہاتھ پکڑ لیا۔

ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ سب دنگ رہ گئے تو جب سے پارس کو دیکھنے لگے۔ یہ صرف چند لمحوں کی بات تھی، پھر سام مورس جو بیٹھ کر آگے بڑھا: "تو لڈی فول! تمہاری آئی بہنا تم اپنی آئی کا ہاتھ پکڑ رہے ہو؟"

پارس اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ سام بہت غصے میں آیا تھا۔ اور اتنے ہی زور سے طمانچہ مارنا چاہتا تھا۔ پارس ذرا پیچے ہٹ گیا۔ طمانچے والا ہاتھ گھوما تو وہ بھی دوسری طرف گھوم گیا۔ پارس نے اسے لکھ کر برسات ماری۔ وہ لڑا کھاتا ہوا جا کر اپنے بھائی نام مورس سے ٹکرا گیا۔ وہ دونوں ایک صوفے پر جا گئے۔ جو ہمیشہ قلم کرتے رہتے ہیں وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے کہ کوئی ان پر ہاتھ اٹھا سکتا ہے، لہذا یہ پارس نے لٹ ماری تھی۔ یہ تو پاگل کر دینے والی بات تھی۔ وہ غصے سے منور ہو کر جھٹکا ہو گئے۔ دونوں بھائیوں نے تیزی سے اٹھ کر پہلے تو حیرت سے، نفرت سے اور غصے سے دیکھا پھر دونوں نے

اچھے بڑھ کر اسے دو طرف سے پکڑ کر بیٹھنا چاہا۔ اس سے پہلے ہی دونوں کے منہ پر دو کولے کے ہاتھ پڑے۔ وہ پھر لڑا کھڑا کر دیجے گئے۔ جب انھوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تو پھیل جھون سے تر ہوئے گئی۔ وہ شدید تکلیف محسوس کر رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے جھڑے ہل گئے ہوں۔ سارا تھا اور اس کی ماں خوف زدہ ہو کر پیچ رہی تھی اور پارس کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے ڈان مورس کے اندر کوئی شیطان سما گیا ہو۔

بچکے کے اندر کا کرنے والے لازم وہاں آگئے تھے اور دُور ہی سے سنا سنا دیکھ رہے تھے۔ پارس نے تنبیہ کے انداز میں انکل اٹھا کر کہا: "رو ما مجھے ایسی جگہ لے گئی تھی، جہاں پہنچ کر انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے، آؤ، کا دماغ بدل جاتا ہے، اس کی تصویر بھی بدل جاتی ہے۔"

نام مورس نے غصے سے دانت پیس کر کچھ کہنا چاہا لیکن دانت پیسنے کے باعث جھڑے دکھنے لگے۔ وہ لڑا کر رہ گیا۔ سام نے پوچھا: "رو ما، تمہیں کہاں لے گئی تھی؟"

"نہیں اچھی طرح نہیں جانتا۔ میں نے اس شہر کو کبھی دیکھا نہیں، کبھی تم لوگوں نے مجھے بچکے سے باہر جانے ہی نہیں دیا۔ وہ مجھے ایک سائنس دان کے پاس لے گئی تھی، وہ سائنس دان کچھ اٹوٹھے تجربے کر رہا ہے۔"

وہ سب حیرانی سے اس کی باتیں سن رہے تھے۔ انھیں یقین نہیں آ رہا تھا لیکن ان کی باجھوں سے رہنے والا خون یقین دلانا ہوتا تھا کہ ڈان مورس میں زبردست تبدیلی آئی ہے۔ پارس نے کہا: "اس سائنس دان نے ایسی دوائیں اور انجکشن تیار کیے ہیں جن کے ذریعے گندہن جو انوں کو ذہن اور احساس فریض بنا لیا جا سکتا ہے۔ جو جسمانی طور پر کمزور ہوتے ہیں وہ شہ زور ہو جاتے ہیں۔ سائنس دان نے کل صبح سے پھیلی رات تک چار بار مجھے مختلف قسم کی دوائیں کھلائیں اور پلاٹیں، پھر صبح بار انجکشن لگائے۔ اب میں محسوس کر رہا ہوں، جیسے میں بے پناہ قوتوں کا مالک ہوں، کوئی بات ایک منٹ تک برداشت کر سکتا ہوں، اگر بات حد سے گزر جائے تو میں اس کا رد عمل ظاہر کرنا ہوں جیسا کہ اس وقت ظاہر کر رہا ہوں۔"

اس نے نام مورس اور سام مورس کو ایک ایک گھولنا جڑتے ہوئے کہا: "جب تک میرا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو گا، میں تم دونوں کی مٹائی کر سکتا ہوں گا۔ اس سائنس دان نے مجھے غصے دلایا تھا، میں نے اس کی بھی پٹائی کی، اس نے غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے مجھ پر پانی پھینکا تو میں بالکل ٹھنڈا ہو گیا، میرا غصہ ختم ہو گیا۔"

نام مورس نے غصے سے گرجتے ہوئے کہا: "تمہارا جنون پانی سے نہیں چاہک سے ٹھنڈا ہو گا۔ ابھی تمہیں پستا چلتا ہے۔"

وہ پاؤں بیٹھتا ہوا دوسرے کمرے میں گیا۔ پھر وہاں سے ایک چاہک نکال کر لے آیا۔ اتنی دیر میں پارس سام مورس کی اچھی طرح پٹائی کر چکا تھا اور وہ مار کھا کر لوہمان بڑھا تھا۔ سارا تھا اور اس کی ماں خوف زدہ ہو کر دو در چلی گئی تھی اور اتنے تھر تھر کا پتہ ہی تھیں۔ نام مورس چاہک لے آیا۔ پھر اسے گھما کر پارس کو مارنا چاہتا تھا کہ اس نے چاہک کے سر سے کو پکڑ لیا۔ اب دونوں کے ہاتھوں میں چاہک کے دو سرے تھے۔ نام چاہک کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا، لیکن کھینچ نہیں سکتا تھا۔ جب اس نے پورا زور لگایا تو پارس نے ایک جھٹکا دیا، چاہک کا دستہ نام کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اب وہ چاہک پارس کے ہاتھ میں تھا۔

سارا تھا کی ماں نے جیج کر کہا: "نام! یہ تمہیں مار ڈالے گا۔ تمہیں بھی سام کی طرح لوہمان کر دے گا۔ اس پر جنون سوار ہو گیا ہے، نہیں کتنی ہوں، کوئی اس پر پانی لڑا کر ڈالے۔"

اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی پارس نے چاہک گھما کر نام کو مارا تو اس کے حلق سے بیج نکل گئی۔ وہ ایک ہی چاہک کھا کر سیانگنا چاہتا تھا۔ پارس نے اپنا ہاتھ گھماتے ہوئے چاہک کو اس کی ٹانگ میں پھینک دیا۔ پھر کھینچنا تو وہ بھاگنے سے پہلے ہی اوندھے منہ گر پڑا۔ پھر اس کی پیٹھ پر ادر اس کے جسم کے دوسرے حصوں پر چاہک کی مار تانے لگی کہ ڈان مورس اب تک کسی اذیتیں برداشت کرتا رہا تھا کہ اس طرح چاہک اس کے جسم پر اٹکنگ لے کر طرح مٹکتی تھی، اس کے کپڑے پھٹ جاتے تھے، جسم کی کھال پھٹ جاتی تھی۔ اور خون برتنے لگتا تھا۔ آج کئی گھنٹے کے ساتھ چور ہوا تھا۔ سارا تھا اپنے باپ کے ساتھ یہ ظلم ہوتے حد دیکھ سکی جلدی سے دوڑ کر پانی لے آئی۔ پھر اسے پارس کے اوپر پھینکا، چاہک ہی پارس کے ہاتھ سے چاہک گر پڑا۔ وہ جیسے چوک کر اپنے اس پاس دیکھنے لگا۔ دونوں ہاتھوں سے سارا تھا کو بولا: "مجھے کیا ہو گیا تھا۔۔۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

نام اور سام اپنے لٹو میں بھاگ رہے تھے، انہوں نے آج اتنی مار کھائی تھی کہ شاید پچھن میں کبھی لینے باپ یا ستار سے بھر نہیں کھائی ہوگی۔ فی الوقت وہ بولنے کے قابل نہیں رہے تھے اور نہ ہی یہ سوچ کچھ سکتے تھے کہ ڈان مورس کی تانے کر رہا ہے۔ کبھی جنون میں مبتلا ہو کر شہ زور بن جا رہا ہے اور کبھی پانی بل

پڑتے ہی کمزور اور بزدل نظر آنے لگتا ہے۔

سارہ تھا اور اس کی ماں ہوش و حواس میں تھیں۔ وہ حیرانی سے پارس کو دیکھ رہی تھیں۔ آہستہ آہستہ اس کے قریب آنا چاہتی تھیں لیکن کچھ نہیں تھی کہ ڈان دوس کی جانب اور شردکی قسم ہو چکی ہے اور وہ میلے کی طرح ملنی کا کیرا بن گیا ہے جسے وہ ہمیشہ کی طرح اپنے میٹھلے تلے کچل سکتی ہیں۔

سارہ تھانے فرش پر پڑتے ہوئے جاگ کو دیکھا پھر ڈرتے ڈرتے اسے جھک کر اٹھایا۔ پارس نے ایک دم سے سم کو پھینکتے ہوئے کہا: "نہیں، مجھے نہ مارنا۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے، وہ وہ ساتس دان کتنا تھا، جب مجھے مارا جانے لگا مجھے غصہ دلایا ہے گا تو میں شرد زور میں جاؤں گا اور پانی ڈالا جائے گا تو کمزور ہو جاؤں گا"۔

سارہ تھانے اس کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا: "کیا ابھی تم کمزور اور بزدل ہو رہا؟"

"میں نہیں جانتا، مجھے کیا ہو جاتا ہے۔ اور میں اس وقت کیا ہوں۔ بس مجھے اس چابک سے ڈر لگ رہا ہے۔"

"تھکانے بیان کے مطابق اگر نہیں تھیں مائل تو تم پھر جنون میں مبتلا ہو جاؤ گے اور شرد ہو جاؤ گے اور میری بھی پٹائی کر دے گی۔ اگر تم پر پانی ڈالا جائے گا تو پھر کمزور بن جاؤ گے؟"

"ہاں، یہی بات ہے۔"

سارہ تھانے کہا: "تمی ایک جاگ پانی لے کر کھڑی رہیں جیسے ہی یہ جنون میں مبتلا ہو اور میری طرف بڑھے آپ اس پر پانی پھینک دیجیے گا۔"

پارس سم کو درہٹ رہا تھا، نہیں نہیں، مجھ پر غم نہ کرو۔ مجھے چابک نہ مارو، مجھ پر پانی نہ پھینکو۔"

202

یہ کمزور رہنے گا، میں پھر جاگ مائلوں کی؟"

اس کی ماں نے دونوں ہاتھوں سے جگ بسنماتے دیکھے پانی پھینکا۔ پارس اچھل کر ایک طرف تپا گیا۔ وہ سارا پانسے سارہ تھا کے اوپر آگرا۔ ماں بیٹی کی دفاعی کوشش نہ کام ہو گئی تھی۔ ماں جاگ میں دوسرا پانی لانے کے لیے دوڑتی ہوئی گئی۔ ادھر پارس نے ایک اٹا ہاتھ سارہ تھا کے منہ پر رسید کیا۔ اس کے حلق سے چیخ نکلی تو ماں دوڑتے دوڑتے پھسل کر گر پڑی۔

جاگ کا جاگ ٹوٹ کر جتنا چڑ ہو گیا۔

پانی کسی اد جاگ میں بھی لایا جاسکتا تھا۔ وہ فرش پر سے اٹھنے لگی۔ پارس نے سارہ تھا کی گردن دوچ کر کہا: "اگر تم چاہتی ہو کہ تمھاری بیٹی پر زیادہ ظلم نہ ہو تو کالج کے ان نمکڑوں پر کھڑی ہو جاؤ۔"

وہ اعتراض کرنا چاہتی تھی پارس نے ایک زور کا طمانچہ سارہ تھا کے گال پر رسید کیا۔ اس کے حلق سے چیخ نکلی تو ماں تڑپ کر کالج کے ٹوٹے ہوئے نمکڑوں پر چلی گئی۔ ایک عورت خواہ دو مردوں کے لیے کتنی ہی ظالم اور بھاری بھاری وہ اپنی اولاد کے لیے ماں ہوتی ہے۔ پارس نے ڈان دوس کی حیثیت سے کہا: "میری ماں نہیں ہو، لیکن مجھی ہوا اور مجھی ماں کے برابر ہوتی ہے۔"

کیا کبھی تمھیں خیال نہیں آیا کہ تم سب مل کر کس طرح میرے پاؤں تلے کالج کے نمکڑے پھاتے رہے۔ مجھے ان نمکڑوں کے ستر پر سلاتے رہے۔ میں اندر سے لٹو لٹا ہوا ہوں، لیکن تم لوگوں کو ڈراتا رہیں آیا یہ تمھاری کسی مسئلے جو صرف بیٹی کے لیے ہے اور جب بیٹی کے لیے ہی ہے تو پھر ان کالج کے نمکڑوں پر ناچو جس طرح آج تک مجھے سچائی رہی ہو؟"

وہ بڑبڑلاتے ہوئے کہنے لگی: "نہیں بیٹے مجھے مہارت کرو۔ آج سے میں تمھاری ماں ہوں، تمھیں اپنا بیٹا سمجھو۔"

گی۔ مجھے ان کالج کے نمکڑوں سے ہٹ جانے دو۔"

"تم ہونگی تو تمھاری بیٹی پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ اگر تم نے میرے چپ ہوئے ہی ناچنا شرد جن میں کیا تو میں..."

یہ کہہ کر وہ چپ ہو گیا۔ جھوٹو کر سارہ تھا کی ماں کو دیکھنے لگا۔ وہ چپ چاپ کھڑی ہوئی تھی۔ پارس نے ایک اور ہاتھ سارہ تھا کے منہ پر رسید کیا۔ وہ جگر اگر فرش پر گر گئی۔

یہ کہیں نام کو، کہیں نام کی بوی کو اور کبھی سارہ تھا کو دیکھنے لگا۔ جیسی بولنا ہو گئے تھے۔ اس نے قہقہے ہنستے ہوئے کہا: "میں پہلے ہی سمجھا تھا، مجھے نہ مارو، مجھے جنون میں مبتلا نہ کرو لیکن تم لوگوں کی حماقتوں نے تمھیں اس انجام تک پہنچایا ہے۔ اب بھی عمل سے آؤ۔"

سارہ تھا کی ماں کالج کے نمکڑوں پر سے ہٹ گئی تھی۔ فرش پر گر کر اپنے پاؤں کے تلوے میں جتنے ہوئے کالج کے نمکڑے نکال رہی تھی۔ تکلیف سے کلا رہی تھی اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی وہ صدمہ و حرکت پڑی ہوئی تھی۔ وہ سچ سچ بے ہوش ہو گئی تھی۔

پارس نے نام اور سام کو دیکھتے ہوئے کہا: "تم دونوں میرے دو بیچا ہو جو مارتے وقت نہیں سمجھتے تھے۔ تمھارے ہموں میں پتا نہیں کہاں سے شیطان قوت پیدا ہو گئی تھی۔ آج وہ شیطان قوت فنا ہو گئی ہے۔ تم دونوں بے بسی سے فرش پر پڑے ہوئے اپنی بیٹی کو بے ہوش کی حالت میں دیکھ رہے ہو۔ اپنی بیٹی کے پاؤں میں چھبے ہوئے کالج کے نمکڑے ہاتھ بڑھا کر تمھیں نکال سکتے لیکن میرے عکس پر اپنی جگر سے حرکت کر سکتے ہزاروں انہیں کر دے تو پھر شامت آجائے گی۔ چلو، ٹیل فون کے پاس آؤ۔"

نام نے بے بسی سے دیکھا۔ وہ تکلیف میں مبتلا تھا اپنی جگہ سے اٹھنا نہیں چاہتا تھا۔ ٹیل فون اس سے دو چار قدم کے فاصلے پر تھا۔ پارس نے کہا: "آج تک ہوتا رہا ہے کہ تم مجھے ماننے کے بعد ٹیل فون کر کے ڈاکٹر کو بلاتے تھے اور بڑی ناخوشی سے میری مرہم پہن کر اتے تھے تاکہ یہ بات بھگے۔ پارس نے آج بھی اسی ڈاکٹر کو بلاؤ۔ وہ چپ چاپ تم سب کی مرہم پہن کرے گا اور یہ بات بھگے۔ سچے سے باہر نہیں جانے گئے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی چار بچے کھٹے پہلوان ختم کے ملازم آئے۔ یہ چاروں ملازم نام نے رکھے تھے تاکہ... انھیں ان سے خوف نہ رہے اور اس بھگے سے باہر قدم رکھنے کی جرأت نہ کرے۔ وہ چاروں پہلوان بھی کھٹے نام کی بیٹی کے پاس آئے تھے۔ انھیں دیکھتے ہی نام اور سام کے جسم میں سے جان سی اٹھی نام نے چہینے ہوئے کہا: "مارے کم ہنواؤ! تم لوگوں کہاں مر گئے تھے۔ دیکھو اس کم ہنوت نے ہمارا کیا عمل کیا ہے۔ اسے پکڑو اور اس کی بیٹی پٹائی کر دو کہ ایک بیٹے تک بڑھنے نہ دلاؤ گے۔"

سام نے کہا: "صرف پٹائی نہ کرنا۔ بلکہ دونوں ہاتھ توڑ دینا تاکہ پھر کبھی ہم بچا ہاتھ اٹھانے کی حماقت نہ کرے۔"

نام نے بڑبڑلا کر کہا: "تم بروقت ہو سکتے ہیں مائل کی بات سمجھو جلتے ہو۔ اگر تم نے اس کے ہاتھ توڑ دیے تو جیک پر کسی طرح دستخط کرے گا۔"

سارہ تھا کی ماں نے تکلیف سے کہا: "ہوئے کہا، اس کا ہاتھ ہمارے لیے قیمتی ہے۔ ہاتھ کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ باقی ایسی مرمت کرو کہ یہ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے۔"

ایک پہلوان ہاتھ کی طرح جھومتا ہوا اس کے قریب آیا۔ پھر اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ پارس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس سے بچر لایا۔ پہلوان نے بڑی مٹھائی سے مسکراتے ہوئے کہا: "میں تمھاری انگلیاں نہیں توڑوں گا۔ لیکن جبر پلانے کی تھوڑی سی سزا ضرور دلوں گا۔"

وہ ذرا زور لگاتے ہوئے پارس کی انگلیوں کو موڑنا چاہتا تھا۔ پتا چلا، انھیں بڑی سخت ہیں۔ نہیں مڑ سکیں گی۔ اس نے ذرا اور زور لگایا۔ پھر زور لگاتا چلا گیا۔ ساتھ ہی حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔ یہ یقین نہیں آ رہا تھا کہ ڈان دوس کی انگلیاں اپنی اپنی طرف کی طرح سخت ہو گئی ہیں۔ یہ آگ سے بچھلانے جانے کے بعد ہی موڑی جاسکتی ہیں ورنہ ان کا موڑ ناممکن نہیں ہے۔ اچانک ہی پہلوان کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ اس کی انگلیاں ایک جھٹکے سے مڑ گئی تھیں۔ بچے سے کوئی کڑی آواز آ رہی تھی جیسے انگلیاں ٹوٹ رہی ہوں یا زور دار آواز کے ساتھ چیخ رہی ہوں۔ دوسرا پہلوان اس کی مدد کے لیے پکڑا۔ پارس نے گھوم کر اسے ایک ٹھوکر ماری۔ پھر گھوم کر دوسری ٹھوکر ماری وہ جانتا تھا ایسی صدمت میں دوسرے تیسرے پہلوان بھی آگے بڑھیں گے۔ لہذا دوسرے پر حملہ کرتے کرتے اس نے اچانک ہی تیسرے پر حملہ کیا جو تھکے تھے اس پر چھلانگ لگا۔ اس نے ذرا جھٹک کر چھلانگ لگانے والے کو سارہ تھا کی ماں کے اوپر پھینکا۔ وہ ایک دم سے تڑپ کر چہینے لگی۔ پہلوان کے بچے سے لپکتی کوشش کرتے لگی وہ پہلوان اپنی کھڑے تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ نہیں سکتا تھا جس کے نتیجے میں سارہ تھا کی ماں پس رہی تھی۔

دوسرے پہلوان نے اپنی ہاتھوں سے رستے والے خون کو پونچھتے ہوئے کہا: "یہ... ڈان دوس ہرگز نہیں ہے۔ اس اندر کوئی شیطان گھسا ہوا ہے۔"

ان میں سے کوئی سورج بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنے ہٹ کر پہلوان ایک رنگ کے مقابلے میں لٹو لٹا ہوتے رہیں گے۔ اگر ان کے بس میں ہوتا تو وہ میدان چھوڑ کر جاگتے لیکن تلوں سے وہاں کا نمک کھا رہے تھے، بڑی بڑی رقیبیں وصل کر رہے تھے۔ ان کا خیال تھا جتنی رقیبیں وہ وصل کر چکے ہیں اس سے زیادہ

خون بہ رہا ہے۔ مشکل یہ تھی کہ وہ ایک کے مقابلے میں میدان نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ یہ بہت بڑی انسٹلٹ ہوتی۔ اس لیے وہ اپنی آخری قوتوں کو اور اپنے آخری دماغی بیج کو استعمال کرتے ہوئے کسی طرح پارس کو زمین پر گرا دینا چاہتے تھے۔ ان کی یہی حسرت انھیں لے ڈولی۔ اب ہستہ ہستہ سب ہی نہیں ہوس جوتے چلے گئے پھر پارس نے نام نورس کے پاس آگراس کے سینے پر پاؤں رکھتے ہوئے کہا: "میلے تم جارہا دلوائے زخمی تھے۔ ڈاکٹر آنا، تمہاری مرہم چینی کس کے جلا جائے گھر کی بات گھر میں رہتی تم نے باہر والوں کو بھی بلایا۔ اب جا زخمی اور گھنے۔ تمہارا راز دار ڈاکٹر میرے زخموں کو باہر والوں سے چھلانے کا پتھا تھا خاصا معادہ لیا کرتا تھا۔ آج تم لوگوں کے زخم چھپانے کے لیے کچھ زیادہ ہی لے گا کیونکہ مرہمیں زیادہ ہیں آج اس کی چاندی ہی چاندی ہے۔ چلا اٹھو اور اُسے خون کرو۔"

فرزانہ تیویارک داپس آگئی۔ نگاہ وہ اکیلی آئی تھی لیکن رسونتی بھی اُس کے ساتھ تھی۔ دماغ میں چپ چاپ رہ کر اس کی نگہاں کر رہی تھی۔ میں نے رسونتی کو بھلا اٹھا کر پارس اول کے معاملات میں مصروف رہوں گا لہذا وہ فرزانہ کے ساتھ ہے اور ایسی حالت میں کسے جس کے نتیجے میں فرزانہ لوگوں کی نظروں میں آتی رہے۔

میرے تار میں اچھی طرح سمجھتے ہیں، رسونتی منسوبے بنانا نہیں جانتی۔ اگر نکالیں لے تو ان پر عمل کرنے کے مقبول طریقے استعمال نہیں کر سکتی۔ ایسے وقت وہ ہر بلو پر نظر رکھنا مقبول جاتی ہے۔ اس کا ذہن دور رس نتائج کے متعلق سوچ نہیں پاتا۔ میں نے اُسے سمجھایا تھا، جب بھی وہ کوئی دشواری محسوس کرے تو مطالبہ کر کے مشورے سے لیا کرے میرے پہلے مشورے کے مطابق رسونتی نے کنگ فرزانہ سے کہا کہ "تمہاری بھینچی مکہ بیٹی کی بیٹی فرزانہ داپس آگئی ہے۔ تم ایک پر لیں کاؤنٹر میں بلاؤ۔ اس میں اعلان کر دو کہ میری بھینچی کی بیٹی جسے ہم پیار سے جیری کہا کرتے تھے، اس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اس کا نام فرزانہ ہے۔ وہ اپنی جاہلاد کی دیکھ بھال کے سلسلے میں تیویارک آئی ہوئی ہے۔"

دوسرے دن کے اخبارات میں فرزانہ کے متعلق یہ خبر شائع ہو گئی۔ فرزانہ کا یہ میان اخبارات کے ذریعے یقیناً پارس تک پہنچا ہو گا پھر کسی نہ کسی ذریعے سے پہنچنے والا ہو گا۔ میرے دوسرے مشورے کے مطابق رسونتی نے فرزانہ کو جیری جب تک کے ہوٹل میں جا کر بیچ کرنے کے لیے کہا۔ وہ بے چاری وہی کر رہی تھی جو پہلے والی ماس کہہ رہی تھی۔ ایک طرف وہ ماس کو خوش رکھنا چاہتی تھی، دوسری طرف تیویارک داپس آ کر پارس سے دوبارہ ملنے کی خوشی تھی، اسے یقین تھا، اخبارات میں اس کے متعلق پڑھتے ہی وہ تیر کی طرح اٹھے گا۔ وہ بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

اس نے کیش باس کو کھول کر دیکھا تو وہاں کتے ہی بو ڈال کے ٹوٹ تھے۔ ان میں پانچ ایسے سادہ کاغذ کے ٹکڑے بھی تھے جو سو ڈالر کے برابر تھے۔ اُس نے ان کاغذات کا ٹکڑا کر جیرانی سے دیکھا اور سوچا۔ یہ سادے کاغذ میاں کیوں پڑے ہیں۔ رسونتی

نے اس کی سوچ میں کہا: "کہیں اس لوگ نے کوئی فراڈ تو نہیں کیا ہے۔ پانچ سو ڈالر دینے کے بجائے اُس نے سو سو کے نوٹوں کے برابر سادے پانچ کاغذات دے دیئے اس وقت میں اپنے آپ میں نہیں تھا۔ بتائیں مجھے کیا ہو گیا تھا؟" وہ رسونتی کی سوچ کے مطابق سوچنے لگا: "میں اپنے آپ میں نہیں تھا لہذا وہ لوگ میرے سامنے کھڑی ہوئی تھی لیکن مجھے اُس کی صورت یاد نہیں ہے۔ ادھ کا ڈاٹ باج ماڈیا؟" میں تو ابھی اُسے ڈائٹنگ ہال کی طرف لے گیا تھا۔

اس نے وہ پانچ سادے کاغذ نکال لیے پھر جیری سے جتا ہوا ڈائٹنگ ہال میں آیا۔ دو رنگ لوگ میز کے اطراف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک خالی میز کے پاس فرزانہ نظر آئی۔ اگرچہ نمبر اُسے چہرے سے اچھی طرح چھپا نہیں سکتا تھا لیکن اُس کی تنہائی بتا رہی تھی کہ وہ وہی لوگ ہو سکتی ہے پھر رسونتی نے اُس کے سامنے رخ کر کے اُسے یقین دلایا۔ یقیناً یہی لوگ ہیں اس کا چہرہ کچھ ایسا ہی تھا۔

فرزانہ نے مسکراتے ہوئے کہا: "جی ہاں ضرور میں نے بیچ کا آرڈر دیا ہے۔ آپ میرے ساتھ لکھا ہوا نوٹ لے کر آئیے، "جی نہیں شکر یہ، میں میاں کا بیچر ہوں۔" فرزانہ نے ہنستے ہوئے کہا: "آپ مجھے بتا رہے ہیں جیسے میری یادداشت کمزور ہو گئی ہو، بھئی ابھی تو میں آپ کے پاس سے آ رہی ہوں۔ آپ نے ڈائٹنگ ہال تک میری رہنمائی کی، آپ نے میرے لیے ایک کرا آرڈر دیا۔ گل سے میں اس کمرے میں آئے والی ہوں۔ کمرے کا نمبر پلاس چھ ہے۔"

فرزانہ نے جیرانی سے دیکھا پھر پوچھا: "آپ کو سادے کاغذات دینے کا مطلب کیا ہو سکتا ہے؟ پھر آپ کو یہ خیال کیوں آیا کہ یہ کاغذات میں سے دیئے ہیں؟" میں عجیب اُلٹھن میں ہوں۔ یہ پانچ کاغذات میرے کیش باس میں پڑے ہوئے تھے،" کہا آپ چاہتے ہیں، میں آپ کی یہ اُلٹھن سمجھا دوں کیا آپ مجھے کوئی باسوہہ سمجھ کر آئے ہیں؟" "سوں ہی بس! امیرا کو جمع ہو رہا ہے۔ میں معافی چاہتا

ہوں، مجھے آپ سے ایسا سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔" وہ اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف آتے ہوئے سوچنے لگا: "پھر یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ یہ سادے کاغذ کے پانچ ٹکڑے کیش باس میں کس طرح آئے؟" اُس نے کاؤنٹر کے پاس آ کر کیش باس پر دے ہوئے کیوٹر کو دیکھا۔ کیوٹر تیار تھا۔ اس وقت اس کیش باس میں پچاس ہزار پانچ سو ڈالر تھے۔

اس نے کیش باس کو کھول کر تمام نوٹ گننے شروع کیے۔ پورے پچاس ہزار ڈالر تھے اور پانچ سو ڈالر نہیں تھے۔ ان کی جگہ وہی پانچ سادے کاغذ کے ٹکڑے تھے۔ یہ عجیب و غریب ہمتا تھا۔ اس ہوٹل میں اب سے پہلے بھی ایسے عجیب و غریب متاثر ہونے تھے جو اس کی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ خود اس ہوٹل کا مالک جیری جب تک کبھی کسی ضرورت کے تحت اس کا کام کر جاتا تھا کہ..... میٹر چکر کر رہا جاتا تھا۔ یہ کیسے ہو گیا؟ کیوں ہو گیا؟

میجران حالات میں اپنے مالک جیری جب تک کے پرسنل سیکرٹری سے رابطہ قائم کرنا تھا اور اسے تمام حالات بتاتا تھا۔ اس بار بھی اس نے ٹیلی فون کے ذریعے اس کے پرسنل سیکرٹری کو بھی طلب کیا پھر اسے ساری باتیں بتائیں.....

مشاورت سے پہلے فراغت سے سونہرے ہونے کے لئے

آسان و مفید سبق

مشاورت سے پہلے فراغت سے سونہرے ہونے کے لئے

مشاورت سے پہلے فراغت سے سونہرے ہونے کے لئے

مشاورت سے پہلے فراغت سے سونہرے ہونے کے لئے

مشاورت سے پہلے فراغت سے سونہرے ہونے کے لئے

مشاورت سے پہلے فراغت سے سونہرے ہونے کے لئے

مشاورت سے پہلے فراغت سے سونہرے ہونے کے لئے

مشاورت سے پہلے فراغت سے سونہرے ہونے کے لئے

مشاورت سے پہلے فراغت سے سونہرے ہونے کے لئے





تھکے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزاروں گا۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارے لیے واپس آئی ہوں“  
”کیوں آئی ہو؟ میں نے تمہیں سمجھایا تھا، تمہیں بلا مہربان  
کے ادرارے میں رہ کر بہت کچھ سیکھنا اور سمجھنا ہے۔“

”میں تمہاری ہر بات کو اپنے لیے حکم سمجھتی ہوں کسی بات  
سے انکار نہیں کر سکتی لیکن ماما کہتی ہیں، جب بیٹیا میری بات نہیں  
مانتا ہے تو میں بیٹے کی اسانت اپنے پاس کیوں رکھوں۔“

”ماما کی عقل اتنا کام نہیں کرتی ہے۔ یہ سب پاپا کہہ رہے  
ہیں انھوں نے مجھے دھوڑ بڈکانے کے لیے ماما کو تدریس بتائی  
ہوگی اور انھوں نے تمہیں یہاں بھیج دیا ہے۔“

”جب تم جانتے ہو کہ تمہیں دھوڑ بڈکانے کے لیے مجھے  
چارا بنایا گیا تھا تو پھر کیوں مٹنے آگئے؟“

”تم یہاں آؤ اور میں تمہیں نہ دیکھوں، تم سے نہ بولوں  
تمہارے ساتھ سمجھو اور وقت نہ گزاروں تو کیا میرا دل ملنے کا؟“

فرزادہ خوش ہوگئی، پارس نے کہا وہ دوسری بات یہ کہ میں  
ماما کی تسلی کرنا چاہتا ہوں، انھوں نے جو تدریس کی اور جس تدریس پر  
عمل کیا اس کے نتیجے میں میں اُن کے سامنے آ گیا ہوں اُن کی تلاش  
مکمل ہو گئی ہے۔ میں تمہارے ذریعے انھیں کنا چاہتا ہوں کتنی  
تمہیں یہاں نہ بھیجیں۔ تمہیں اپنے پاس بلا کر باا صاحب کے  
ادارے میں رکھیں۔“

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک کار کا کارن سنا دیا۔ وہ  
کار بائیں جانب اُن کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ رکاوٹیں ٹپٹے  
ہوئے ایک شخص نے ایک دفعہ اُن کی طرف بڑھا یا پارس نے  
کہا ”وہ جو کچھ دے رہا ہے۔ اسے لو اور دیکھو، اس میں کیا  
لکھا ہے۔“

فرزادہ نے کھڑکی سے باہر ساتھ بڑھا کر وہ پوچھنی پھر  
اُسے کھول کر پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا: ”تمہاری مشورہ اپنے  
ساتھ جو ہیڈ بیگ لے کر آئی ہے اس کے اندر ایک ہم دکھا  
ہوا ہے۔ وہ ریوٹ کنٹرولر کے ذریعے کسی وقت بھی بلاسٹ  
ہو سکتا ہے اور وہ ریوٹ کنٹرولر اس وقت میرے ہاتھ میں  
ہے۔ اس بیگ کو کھڑکی سے باہر پھینکنے کی حماقت نہ کرنا جیسے  
ہی تمہاری گول فرینڈ اپنے ہاتھوں کو حرکت دے گی۔ میں ریوٹ  
کنٹرولر کا بہن دادوں گا۔ اس ناگمانی موت سے نجات حاصل  
کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ آگے ماما ایک برسی گاڑی کھڑی  
ہوئی نظر آئے گی۔ اُس کے پیچھے گریج ٹرانسپورٹ بے تم اپنی کار  
اس گریج کے سامنے لے جاؤ گے اور اُن اس بات کا خیال نہ رکھنا  
کہ تمہاری گاڑی میری گاڑی سے آگے نہ بڑھے اور نہ ہی پیچھے جائے۔“

ہم ساتھ ساتھ چلتے رہیں گے۔ کوئی چالاک کام نہیں آئے گی۔  
فرزادہ وہ پوچھ پڑھا کر سنا رہی تھی پارس نے کہا اپنے  
ہاتھوں کو حرکت نہ دینا چھپ چھپ بیٹھی رہو۔“

”پارس! یہ کیا ہو رہا ہے؟“  
”وہی جو ہمارے ٹیلی بیٹھی جانے والے ماں باپ  
چاہتے تھے۔“

”تمہارے لیے میں تمہنی ہے۔“  
”کیا تمہنی نہیں ہونی چاہیے۔ ہم آزادی چاہتے ہیں۔ ماں  
باپ سے الٹا کہتے ہیں کہ میں اپنے طور پر کام کرنے کا موقع  
دیں۔ اگر وہ تمہیں یہاں نہ بھیجتے اندر میں تم سے ملنے نہ آتا تو کیا تم  
اس طرح فریب کر سکتے تھے؟“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دشمنوں کو کس طرح معلوم ہو  
گیا کہ نہیں تمہارے ساتھ اس کار میں بیٹھ کر جانے والی ہوں؟“  
”یہ موٹی سی عقل سے بھی سوچا جا سکتا ہے جب تمہارے  
دماغ میں میری ماما اور پاپا آ سکتے ہیں تو کیا وہ جبری جیکب نہیں  
آ سکتا۔ وہ چھپ چھپ بیٹھ کر یہ نہیں معلوم کر سکتا کہ میں نے تم سے  
فون پر رابطہ قائم کیا ہے۔ پھر وہ مجھنے بعد تمہیں اس کار میں لے  
جانے کا پروگرام بنا لیا ہے۔ اب خود ہی دیکھ لو، دشمن ہمارے  
پر گرام سے واقف تھے۔ اسی لیے ہم اُن کے مجال  
میں آ گئے۔“

دوستی نے پریشان ہو کر مجھ سے پوچھا: ”فرما دایہ کیا  
ہو گیا ہے؟“

”اس وقت تم پریشان ہو کر مجھے پریشان نہ کرنا۔ اتنا مجھ  
لو کہ ہمارا بیٹا نادان نہیں ہے۔ وہ پوری تیار یوں کے ساتھ کیا ہوگا  
پھر میری جیکب بھی احمق نہیں ہے کہ ہمارے بیٹے کی جان لے کر  
ہمیں اپنا جاننا دشمن بنا لے۔ اب تک جو دشمنی ہے وہ صرف  
اس مددگ ہے کہ ہم اس کی ٹیلی بیٹھی کی صلاحیت کو ختم کر دینا  
چاہتے ہیں۔ اگر اُس نے حد سے بڑھنے کی کوشش کی تو ہم آسے  
دفعہ نہیں پھینکے۔“

”تم آسے زندہ چھوڑو دیا مارو۔ اگر میرے بیٹے کی جان لے  
ہو گیا تو میں اُس بدعاش کی جان لے کر کیا کروں گی کیا میرا بیٹا مجھے  
واپس مل جائے گا؟“

”اگر تم اسی طرح بکواس کرتی رہیں تو میں اُس کی حفاظت  
کے لیے کوئی معقول تدبیر نہیں سوچ پاؤں گا۔“  
”اچھی بات ہے۔ میں خاموش رہتی ہوں اور دیکھتی ہوں  
آج تم میرے بیٹے کے لیے کیا کرتے ہو؟“  
ہماری باتوں کے دوران پارس کو وہ گاڑی نظر آ رہی تھی

اس کا بھلا حصہ کھل ہوا تھا۔ وہ چھپ چھپ ڈرائیو کرتا ہوا اُس  
کھلے ہوئے حصے کے اندر چلا گیا تو پتلا حصہ بند ہو گیا۔ اب  
وہ گاڑی کے ٹریڈ میں مار سمیت فرزانہ کے ساتھ قید ہو گیا تھا۔  
وہ ٹریڈ چل پڑا تھا۔ وہ کہاں جا رہا تھا اور اُن کے ساتھ کیا سلوک  
ہونے والا تھا؟ کوئی نہیں جانتا تھا۔ پارس نے کہا: ”فرزادہ قینا  
ماما اور پاپا تمہارے دماغ میں ہوں گے۔ اُن سے پوچھو کیا وہ  
ٹیلی بیٹھی کے ذریعے ہماری جان بچا سکتے ہیں؟“

اسی درمیان دوستی نے فرزادہ کی زبان سے کہا: ”پارنکا  
طنے نہ دو۔ کبھی کسی کا پلڑا تمہاری ہوجا سکتا ہے اور کبھی کسی کا۔ یہ  
ابھی تم پر غالب آ رہے ہیں لیکن تمہارے پاپا بہت جلد یہاں سے  
تمہیں رہائی دلا دیں گے۔“

اس بات پر قہقہہ سناں دیا۔ ٹریڈ کے سامنے والی دیوار پر  
رک جھوٹا سانی وی اسکرین آن ہوا۔ وہاں ایک شخص دکھائی دیا۔  
وہ کہہ رہا تھا: ”مجھے دیکھ کر بھی پہچان نہیں سکو گے۔ میں جبری جیکب  
ہوں لیکن یہ میرا اصلی چہرہ نہیں ہے۔ سب سے پہلے میں تمہارے  
ٹیلی بیٹھی جاننے والے ماں باپ کو وارننگ دینا چاہتا ہوں ماگر  
اُنھوں نے اس اثر میں اپنے ذرائع استعمال کرنے کے متعلق سے  
سوچا یا کوئی عملی قدم اٹھایا اور نا اُن کے محافظوں کو ہمارے اس  
ڈریس کے پیچھے لگایا تو وہ ہم جو ابھی تک تمہاری گول فرینڈ کے  
بیگ میں رکھا ہوا ہے کسی وقت بھی بلاسٹ ہوجائے گا۔“

پارس نے اس بیگ کی طرف دیکھا۔ اس میں سے ہم نکال  
کر میں جھینکا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ وہ ٹریڈ کی آہنی چادر دیواری  
میں بند تھی۔ جبری جیکب نے کہا: ”پارس! تم وہی جوان جس  
نے فون پر میرے ہونٹوں کے دو خاص ملازموں کے متعلق اطلاع  
دی تھی، اُن میں سے ایک کے دماغ پر برسوتی حاوی ہو گئی ہے  
مجھے عمران ہے کہ تم نے ماں کے خلاف مجھے کیوں ہوشیار کیا۔ تم  
بڑی آسانی سے ہر ٹھک پہنچ سکتے تھے؟“

”میں کیسے اپنے ٹیلی بیٹھی جاننے والے والدین کا سہارا نہیں  
لیتا میں اپنی ذہانت اور صلاحیتوں کے بل پر تم تک پہنچا چاہتا  
تھا۔ اس لیے تمہیں پیش آنے والے خطرے سے آگاہ  
کر دیتا تھا۔“

”میں تمہاری احسان ماننا نہیں کیوں کہ احسان ماننے کا مطلب  
یہ نہیں ہے کہ اُسے چھوڑ دیا جائے کہ تمہیں مشکل سے ہاتھ آئے  
ہو اور لسی جگہ قید ہو جوں سے ذہم اپنی ذہانت اور صلاحیتوں  
کو آزمائے اور وہ تمہارے ٹیلی بیٹھی جاننے والے ماں باپ  
کو تیرے معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ تم میں سے کسی نے  
مجھ ذرا سی جال کی دکھانے کی کوشش کی تو وہ ہم بلاسٹ

ہوجائے گا۔“

پارس نے قہقہہ لگایا۔ پھر اُس نے بیگ کو اٹھایا جس میں  
وہ ہم رکھا ہوا تھا۔ اُس نے وہ مرقعہ نکالتے ہوئے کہا: ”میں میرا  
قہقہہ اس بات پر لگا رہا ہوتا ہوں کہ یہاں ٹیلی بیٹھی کی تمام صلاحیتیں  
بیکار ہو چکی ہیں۔ ماما اور پاپا کے دل میں یہ حسرت ہی رہ گئی کہ وہ  
کسی وقت میرے کام آسکیں۔“

اس نے ہم والا تھیلہ اپنی گود میں رکھ کر کہا: ”جبری جیکب!  
میں نے تمہاری بیٹھی ہوتی موت کو اپنی گود میں رکھ لیا ہے لیکن  
خدا کی قسم تم پارس کو نہیں مار سکو گے۔ کیونکہ پارس یہاں نہیں وہاں  
تمہارے پاس ہے۔ فوراً اپنی جگہ سے اٹھو اور دیکھو، موت تمہارے  
سر پر ہے۔ اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو پھر مجھے دیکھو،“

یہ کہتے ہی اُس نے اپنے اپنی گول فرینڈ کے پیچھے جا کر ماسک  
کو کھولا۔ پھر اپنے چہرے پر سے ہٹایا۔ وہ پارس کی ڈی ٹی ماسک تھمیر کے  
انداز میں ڈی اسکرین کی طرف انگلی اٹھا کر کہہ رہا تھا: ”یاد کرو  
اگر فرزانہ زنی بی کو ذرا بھی نقصان پہنچا تو تم وہاں زندہ نہیں  
رہو گے۔“

جبری جیکب اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ چادروں  
طرف گھوم گھوم کر یوں دیکھ رہا تھا جیسے پارس کو نہیں اپنی موت  
کو دیکھنا چاہتا ہو کہ آخر موت ہوتی کیسی ہے؟

”جرم خواہ کتنا ہی زبردست کیوں نہ ہو، وہ ایک ان معض  
اپنی غلطیوں کے باعث زبردست ہوجاتا ہے۔ جبری جیکب  
کی پہلی غلطی یہ تھی کہ وہ حتم پرستی میں وقت ضائع کرتا تھا۔ دوسری  
غلطی یہ تھی کہ..... سلطانہ آفندی کے دماغ میں رہ کر مجھ سے  
ٹکرانا رہا تھا۔ اس کی کوشش تھی کہ میں سلطانہ کی خواب گاہ سے  
نکلنے نہ پاؤں، عمل کے مسلح گارڈ تو مجھے ہمیشہ کے لیے ختم کریں۔  
اُس نے بڑی عمدہ خیال بنی تھی۔ میری توقع کے خلاف  
مجھے دھوکا دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ستاویہ عمل کے  
محافظوں سے مجھے ختم کر دینا۔ لیکن اچانک ہی اُسے میلان چھوڑ  
کر جھانکا پڑا۔ یہ میرا فی کی بات تھی۔ وہ مجھے ہلاک کرنے کے بعد  
دنیا والوں پر اپنی جہت طاری کر سکتا تھا کہ میں فریاد کو بڑے  
جیسے شیطانی صلاحیتیں رکھنے والے دشمن نہ مار سکے۔ اُسے  
جیکب نے ختم کر دیا۔ لیکن تقدیر کا نشانہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ وہ  
اپنی زندگی میں اتنا بڑا کارنامہ انجام نہ دے سکا۔“

دراصل خود اس کی اپنی جان پر بہن آئی تھی۔ یہ وہی وقت  
تھا جب پارس نے پہلی بار فون پر جیکب سے رابطہ قائم  
کیا تھا اور اُسے بتایا تھا کہ دوستی اس کے ایک خاص ملازم  
209





ٹیلی فون نمبر کے پہلے دو ہندسوں کے ذریعے اس علاقے کا نمبر لگا یا جا سکتا ہے۔

وہ اس علاقے کے ٹیلی فون ایکس بیج میں پہنچ گیا وہاں کے ایک افسر سے ملاقات کی، پھر کہا "میں شکاگو سے آیا ہوں ایک صاحب نے مجھے ایک ٹیلی فون نمبر اور ان صاحب کا ایڈریس دیا تھا بتائیں ایڈریس کہاں تم ہو گیا۔ ان صاحب کا نام بھی مجھے یاد نہیں تھا، صرف یہ نمبر میرے پاس رہ گیا ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کن صاحب کا نمبر ہے اور یہ کہاں رہتے ہیں؟"

اس افسر نے اپنے جو نیشنل افسر کو طلب کیا۔ پھر وہ نمبر لے کر کہا "جس کا یہ ٹیلی فون نمبر ہے مجھے اس کا نام اور پتا چاہیے" وہ ٹیلی فون لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد آکر اس نے نام اور پتا بتایا۔ "پاس نے اُسے نوٹ کیا پھر اس کو فکریہ ادارہ کے وہاں سے چلا آیا۔ جبری جیکب نے اس رہائش گاہ میں انفریڈ کے نام سے رہائش اختیار کی تھی۔ پاس اس مکان کے سامنے پہنچ کر اس کے باروں طرف پتھر لگا کر بار بار حاصل کرتا رہا کہ اس مکان میں کتنے لوگ رہتے ہیں۔ پتا چلا انفریڈ نامی ایک شخص دو ملازموں کے ساتھ وہاں رہتا ہے۔ یہ یقین ہونے کے بعد وہ مکان کے احاطے میں داخل ہو گیا۔ تین آدمیوں سے منٹا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ لیکن وہ پہلے یقین نہ کرنا چاہتا تھا کہ جو شخص یہاں رہتا ہے وہ حقیقتاً جبری جیکب ہے۔ وہ کسی دوسرے شخص کو جیکب کے انجام تک پہنچانا نہیں چاہتا تھا۔

اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے۔ دروازے اور کھڑکیاں اندر سے بند تھیں۔ گراہتا تھا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہاں کوئی رہتا ہی نہ ہو وہ اپنے مخصوص طریقے سے دروازے کے لاک کو کھول کر اندر گیا۔ پھر دروازے کو اسی طرح بند کر دیا۔ ممتا ملازموں نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہ قدموں ایک طرف بڑھنے لگا۔ مکان کے مختلف حصوں سے گزرنے کے دوران ایک کمرے سے کچھ لوگوں کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ اس کمرے کی کھڑکی اور دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ ایک شخص بڑی سی میز کے چھوڑے ہوئے گیس پر بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے کچھ فاصلے پر ایک ٹی وی کیمرا تھا۔ دو شخص اس کیمرے کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر تھا۔ ٹرانسمیٹر سے آواز آ رہی تھی۔ ہم نے پاس اور اس کی گول فرینڈ کو طلب کر لیا۔ اب ان کی کار ہمارے کار کے ساتھ چلی رہی ہے۔ پاس کو فیس چالاک نہیں دکھائے گا۔ ہم نے آخری وارننگ دی ہے کہ کوئی پالاک دکھائی گئی تو اس کی گول فرینڈ کے بیگ میں دکھا ہوا

دھماکے سے پھٹ جائے گا!

کیمرے کے پاس کھڑے ہوئے شخص نے بوجھ کیا وہ کیمرا کو ٹرانسمیٹر کے اندر جانے لگا۔

"اس کا تو پتا ہی جانے گا۔ ہم اسی طرف لے جا رہے ہیں۔ بس چند منٹوں میں وہ گریج ٹرانسمیٹر کے اندر ہوگا اور باہر آئے محتاط کر سکیں گے۔"

ٹرانسمیٹر آت کر دیا گیا۔ پھر اس نے کیمرے کے پاس کھڑے ہوئے دوسرے شخص سے کہا "کیمرا تیار رکھو۔ ٹرانسمیٹر گریج ٹرانسمیٹر کے اندر آ رہا ہے۔"

رواؤننگ چیئر پر بیٹھے ہوئے شخص نے آئینہ دیکھ کر اپنے چہرے کا جائزہ لیا۔ پھر اسے میز کی دلاڑی لٹک کر دونوں ہاتھ کرسی کے دستے پر رکھ کر سیدھا ہل گیا۔ تھوڑی دیر بعد اطلاع ملی کہ پاس کار میٹ اپنی گول فرینڈ کے ساتھ اس کیمرا کو گریج ٹرانسمیٹر کے اندر لے گیا ہے اور اس ٹرانسمیٹر کو پتھے سے بند کر دیا گیا ہے۔ یہ اطلاع سننے ہی کیمرے کی دوسری لائٹس آن ہو گئیں۔ کیمرا بھی آن ہو گیا۔ رواؤننگ چیئر پر بیٹھے ہوئے شخص نے ہنستے ہوئے کیمرے کی طرف دیکھا جو اب کوئی دی اسکریں کے ذریعے فرزند اور ڈی پاس کو اس کیمرا کو گریج ٹرانسمیٹر کے اندر لے گیا تھا اور ان سے کہہ رہا تھا "بھئی دیکھ کر بھی بھجان نہیں سکتے گے میں جبری جیکب ہوں۔ میرا اصلی چہرہ نہیں ہے۔ میرے پہلے میں تھا۔ یہ ٹیلی پتھیں جانے والے والدین کو وارننگ دینا چاہتا ہوں۔ اگر انھوں نے یہاں شرم میں اپنے وسیع ذرائع اختیار کرنے یا تمھاری رہائی کے لیے کوئی عملی قدم اٹھانے یا قانون کا سامنا لینے کی کوشش کی تو وہ ہم جو تمھاری گول فرینڈ کے بیگ میں ہے، اچانک بلاسٹ ہو جائے گا۔"

پاس کھڑکی کے پاس کھڑا رہا تھا اور پھر ہاتھ فرزند ڈی پاس کے ساتھ گریج ٹرانسمیٹر کی آہنی جارولاری میں قید ہے۔ اس کو نکال کر کہیں پیشک نہیں سکتے۔ چینیے گی تو وہ آہنی پارولاری کے اندر ہی گرے گا۔

جبری جیکب نے کہا "پاس تم وہی ہو یا نہیں مجھے فریڈ پر اطلاع دی تھی کہ سو تو میرے ایک خاص ملازم کے دماغ پر حاوی ہو گئی ہے۔ میں جبران ہوں، تم نے اپنی ماں کے خلاف مجھے کیوں بھڑکایا۔ تم اس کے ذریعے بڑی آسانی سے جو تک پہنچ سکتے تھے؟"

ایک اسپیکر کے ذریعے ڈی پاس کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا "میں اپنے ٹیلی پتھیں جاننے والے والدین کا سامنا نہیں لیتا۔ میں اپنی ذہانت اور صلاحیتوں کے نل بوتے پھرے پاس

پہنچا چاہتا تھا"

اُدھر ڈی پاس بول رہا تھا ادھر پاس کھڑکی کے پاس پاروں ہاتھ پاؤں فرش پر ٹیک کر جھک گیا تھا پھر اسی طرح ہاتھ پاؤں سے چلتا ہوا دروازے تک آیا تھا۔ وہاں سے ڈی پاس کیمرا اور ڈسٹائن نظر آ رہے تھے۔ ایک شخص کیمرا کے آنکھ سے آنکھ لگا کر کھڑا تھا۔ دروازے سے آنے والے کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ دوسرا شخص دوسری طرف منہ کیے ساؤنڈ میٹین کے ذریعے اپنے پاس کی آواز ڈی پاس تک پہنچا رہا تھا۔ پاس دروازے سے دیکھتا ہوا جبری جیکب کی روٹا لوگ چیئر کے پیچھے لگا گیا۔ وہ رواؤننگ چیئر پر شاہانہ انداز میں بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا۔

"میں اسے جگہ پر جہاں رہانی پائے کے لیے نہ تمھاری ذہانت کام آنے لگا اور نہ ہی تمھارے والدین کی غیر معمولی صلاحیتیں تمھیں پہنچا سکیں گی۔"

اس کے جواب میں ڈی پاس کا مقدمہ سنائی دیا۔ وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا "یہ دیکھو۔ میں نے تم والا تھیلا اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا ہے۔ مگر خدا کی قسم تم پاس کو نہیں مار سکتے گے کیونکہ پاس یہاں نہیں، وہاں تمھارے پاس ہے فوراً اٹھو اور دیکھو موت تمھارے سر پر کھڑی ہے۔"

جبری جیکب کو جیسے سبیل کا تار چھو گیا۔ وہ اس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ ایک دم سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور باروں طرف دیکھنے لگا۔ جب وہ دیکھنے کی طرف مڑا تو پاس رواؤننگ چیئر کے پیچھے سے طلوع ہو کر اپنا چہرہ ٹھیک اس کے چہرے کے سامنے لے آیا۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکل۔ وہ چیخ کی طرف گیا پھر میز سے ٹکرا کر پتھے کرنے ہی والا تھا کہ پاس نے اس کا گریبان پھلکا کر اپنی طرف کھینچ لیا پھر رواؤننگ چیئر پر رکھتے ہوئے بولا "اگر تم دونوں اپنے پاس کے وفادار ہو اور اس کے لیے اپنی جان دینا چاہتے ہو تو کوئی حرکت کرو۔ میں تمھاری وفاداری اور جان نثار کی جڑ پھری کر دوں گا۔"

جبری جیکب نے ہلکاتے ہوئے بوجھاتے... تم کون ہو؟

پاس نے جواب دیا "میں وہی ہوں جسے تم نے گریج کی کارولاری میں قید کر دیا ہے۔ اسے مجھ بتا سکتے ہیں۔ تم نے میری موت بن کر وہاں مجھے قید کیا میں تمھاری موت بن کر رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے گریبان پھلکا کر اپنی ہاتھ سے اپنے چہرے سے خاک اتار دیا۔ اب پاس کا اصلی چہرہ جبری جیکب

... کے سامنے تھا۔ جبری جیکب پاس کو کبھی روٹا لوگ کو دیکھ رہا تھا۔ رواؤننگ چیئر پر ہاتھ پاؤں سے چلتا ہوا تھا۔ اس نے ایک فائرنگ کیا۔ فائرنگ کے پتھے چھٹی سی آواز آئی لیکن ساؤنڈ میٹین کے پاس کھڑے ہوئے شخص کی چیخ بہت دور تک گونج گئی ہوگی۔ وہ تڑپ کر فرش پر گر پڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں رواؤننگ تھا لیکن اس کو استعمال کرنے کی حسرت ہی رہ گئی تھی۔ پاس نے کہا "جبری جیکب تمھارے آدمی نے سوچا تھا جبری میری جگہ اپنے چہرے سے ماسک ہٹاؤں گا اتنی دیر میں وہ مجھے گولی ملدے گا۔ دیکھ لو تمھارا جان نثار، تمھارے لیے اپنی جان پر کھیل گیا؟"

پھر اس نے کیمرے کے پاس کھڑے ہوئے شخص سے کہا۔ "تمھارے پاس بھی یقیناً کوئی ہتھیار ہوگا۔ اسے استعمال کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ پر زندگی کی گیس دیکھ لینا۔"

فرزند غرض ہو کر کہہ رہی تھی "پاس میں تمھیں ٹی وی اسکرین پر دیکھ رہی ہوں۔ تم نے تو کہا ہی کر دیا۔ وہ چال چلی ہے جس کی توقع کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ تم صرف میری زندگی کے نہیں میری اتنی بڑی دنیا کے بھی بیرو ہو۔ آئی لو۔ آئی لو۔"

اچانک پاس نے سانس روک لی۔ پھر جبری جیکب کو گھور کر کہا "کیا ٹیلی پتھی کا ہتھیار آڑنا مانا جاتا ہے؟"

"نہ نہیں، میں نے کچھ نہیں کیا۔ میں تمھارے دماغ میں مین آ رہا تھا۔ ہو سکتا ہے تمھارے والدین تم سے کچھ کہتے چاہتے ہوں؟"

پاس نے پھر اس کا گریبان پھلکا کر پتھے چھوڑتے ہوئے کہا "میرے والدین تم نے نادان نہیں ہیں۔ وہ جانتے ہیں اس وقت وہ میرے پاس آئیں گے تو تمھارے لیے بھی اس دماغ کا دروازہ کھلے گا۔ میں تمھیں آخری وارننگ دیتا ہوں، میرے اندر پہنچنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ میں کچھ کہنے لیتے گولی ماروں گا۔"

"اچھے فوجوان! مجھ پر ظلم کرنے سے پہلے سوچو، تمھاری گول فرینڈ ابھی تک میرے قبضے میں ہے تم میری جان لو گے تو وہ بھی جان سے جا لے گی۔"

"میرے ایک محبوب میرے تو صرف میرے ایک دل کو چوٹ پہنچے گی اور تم زندہ رہو گے تو تمھاری دنیا کو نقصان پہنچے گی۔"

"اچھے فوجوان، ہمارے درمیان سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ میں اس بات کا معاہدہ کر سکتا ہوں کہ میری وجہ سے کسی دوسرے کو نقصان نہیں پہنچے گا۔"

دوسری طرف سے فرزند نے کہا "پاس! تمھارے پلاہیرے

دماغ میں ہیں، وہ کہہ رہے ہیں، وقت ضائع نہ کرو پہلی فرصت میں اسے گولی مار دو۔ تم دیر کر دو گے تو اسے اپنے بچاؤ کا موقع مل جائے گا۔

میں نادان بچہ نہیں ہوں یہ سمجھ رہا ہوں کہ ہماری اولاد مر تھکے پاس نہیں جا رہی ہے بلکہ اس کے آدمی بھی کہیں بیٹھنے میں لپے ہیں۔ ہو سکتا ہے، اب تک انھوں نے اس مکان کا حاصرہ کر لیا ہو۔

جمیری جیکب نے کہا: تم سمجھ دار ہو خوب ہوں مجھ کو مجھے گولی مارنا کیونکہ یہاں سے زندہ دل پس نہیں جا سکو گے میرے آدمی جانتے ہیں کہ میں علاقہ...

وہ اپنی بات پوری نہ کر سکا۔ اس سے پہلے ہی پارس نے اپنے ریلواری ٹرک کے آگے کے مشینوں کی گھسیڑی پھر کہا: میں تم سے کسی اگلا ناپا چاہتا تھا کہ تمھارے آدمی اس خفیہ رہائش گاہ کا چاہتا تھے ہیں یا نہیں۔ تم اچھی مجھے باتوں میں لگا کر انھیں بتانا چاہتے تھے یہ کون سا علاقہ ہے اور مکان کا نمبر کیسا ہے؟

خزاد نے کہا: پارس! پاپا کہہ رہے ہیں کہ اگر اس کے آدمی خفیہ رہائش گاہ کا پتا نہیں جانتے تو قرآن الے گولی مار کر وہاں سے نکل آؤ۔ اپنے لیے خطرہ مول لینا دانش مندی نہیں ہے؟

پارس نے کہا: اور یہ بھی دانش مندی نہیں ہے کہ ہر دشمن کو دشمن سمجھ لیا جائے۔ آخر وہ انسان ہوتے ہیں۔ کسی دشمن کے اندر بھی انسانیت جاگ سکتی ہے؟

جمیری جیکب نے گہرے گڑا کر کہا: "فوجوان! تم تو کہاں کی ذہانت رکھتے ہو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے اندر انسانیت ہے اور یہ انسانیت جاگ چکی ہے۔ میں تمھارے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ تم اپنے والدین کی ٹیلی پیسی کا سامرا نہیں لینا چاہتے کوئی بات نہیں۔ میں اپنی ٹیلی پیسی کے ذریعے ساری زندگی تمھاری خدمت کرتا ہوں گا۔"

میں نے تمھیں اسی لیے شکار کیا ہے تم اگر دماغ پر زور ڈال کر سوچو تو تمھاری سمجھ میں آجائے گا کہ میں نے اپنی ماہر سوچی کے خلاف تمھیں ہوشیار کیوں کیا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا تم ٹیلی پیسی جانتے والوں کی گرفت میں آ جاؤ۔"

جمیری جیکب ہاں ہاں کے انداز میں سر ہلا کر بولا: بالکل ٹھیک! میں سمجھ رہا ہوں، بلکہ بہت اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ تمھارے اور تمھارے والدین کے درمیان یقیناً کچھ ایسے اختلافات ہیں جنھیں شاید تم بیان کرنا پسند نہیں کرو گے لیکن میری سمجھ میں آ رہا ہے۔

"تم اب بھی کہہ نہیں سکتے کہ میں مارنا کیوں نہیں چاہتا اور تمھیں دوست کیوں بنانا چاہتا ہوں؟ یہ بات میں تمھیں کھانا دینا چاہتا ہوں لیکن ہماری باتیں دوسری طرف سنی جا رہی ہیں پہلے وہ ساؤنڈ مشین آت کر دی جائے۔"

جمیری جیکب نے کیرے کے پاس کھڑے ہوئے شخص کو حکم دیا: ساؤنڈ مشین بند کرو۔"

فرزانہ کی آواز سنائی دی: "پارس! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے بتاؤ، کیا میں قیدی بن کر رہوں گی، یا آزاد ہو جاؤ گی۔ تم مجھ سے کہاں ملاقات کرو گے؟"

وہ شخص تیزی سے ساؤنڈ مشین کی طرف گیا، پھر بڑی سچرتی سے ایک ایک مین کو آت کر کرنے لگا۔ پھر اس نے اپنی ہی سچرتی کے ساتھ اپنی جیب سے ریلواری ٹکٹ نکالا۔ ریلواری ٹکٹ ہی اچھل کر دوڑ مریض ہی جاگرا تاکہ وہاں گرتے ہی اڑھک کر پارس پر گولی چلا دے۔ اس شخص کی تدبیر اچھی تھی مگر قدرتی نہیں تھی۔ پارس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اسے مہتیا نکلانے سے پہلے اپنے ہاتھ پر زندگی کی دیکھ لینی چاہیے۔

پارس کے ریلواری سے نکلنے والی گولی ان کی پیشانی پر لگی تھی اور وہ وہاں جا رہا تھا۔ جمیری جیکب بڑی طرح سہما سہما پارس نے کہا: میں دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن ہوں۔ ایک ہی وقت میں بولتا کسی سے ہوں، دیکھتا کسی کی ہوں اور گولی کسی کو مارتا ہوں۔"

"اچھے جوان! اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے یہ دونوں اپنی تھے اور اپنی حماقت کے باعث مر گئے۔"

"یہ احمق نہیں تھے، تم تھے۔ تم میرے سامنے سے ہوئے کھڑے ہو لیکن خیال خوانی کے ذریعے تم نے پہلے اس ساؤنڈ مشین والے کو بھڑکایا۔ چلانے کے لیے مجبور کیا۔ دوسری ہاتھ نے اس کیرٹن کے دماغ پر قبضہ جمایا اور اس کے ذریعے گولی چلانے کے سلسلے میں بڑی ذہانت کا ثبوت دیا۔ اگر انھوں وہ بھی جان سے گیا۔"

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں، میں نے ان کے دماغ پر قبضہ نہیں جمایا تھا۔ انہوں نے اپنی مرضی سے تمھیں مار ڈالنے کی کوشش کی تھی۔"

"بہر حال جو کہہ رہی ہے، میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ میں تمھیں اسی طرح مہلت دیتا رہوں گا۔ تم ہر پہلو سے اپنے بچاؤ کی تدبیر کر سکتے ہو اور ان تدابیر پر عمل کر سکتے ہو۔ جب تک جاؤ جا رہا ہو تو میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا۔"

"یہ کیا کہتے ہو۔ میں تو ابھی دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہوں۔ میں ماننا ہوں تم بہت اچھا نشانہ لگاتے ہو۔ تم بہت ذہین اور حاضر دماغ ہو، ہم جتنی دیر میں تم پر سوچتے ہیں اتنی دیر میں تم کچھ نہ کر کر گزرتے ہو مجھے تمھارے جیسے ساتھی کی ضرورت ہے۔ میں تمھیں پا کر اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھوں گا۔"

"اے خوش نصیب انسان! اب یہ بتانے کے لیے میرے جانا نثار ساتھی اس مکان کے چاروں طرف پوچھ چکے ہیں یا نہیں؟ وہ چونک کر بولا: یہ۔۔۔ یہ تمھیں کہا کہ رہے ہو؟ ابھی تم نے تھوڑی دیر پہلے میرے منہ میں ریلواری ٹکٹ تال گھسیڑی تھی، میرے ساتھیوں کو بتانے سے روک دیا تھا۔ اب تو ساؤنڈ مشین بند ہو چکی ہے، میں کس طرح اپنے ساتھیوں کو مدد کے لیے نکلا سکتا ہوں؟"

پارس نے سفارشی سے ٹھوکر دیکھا، پھر کہا: "میں سوچتا کیوں ہوں، بولتا کیوں ہوں اور کرتا کیوں ہوں؟ میں تمھارے منہ میں ریلواری ٹکٹ تال گھسیڑتا ہوں، تم اپنے ساتھیوں کو اس مکان کا پتا نہیں بتاؤ گے، تم بھی خوش ہو گئے کہ میں انٹری ہوں اور تمھارے فریب میں آ رہا ہوں لیکن میں پہلے ہی سمجھ رہا تھا تم منہ بند کرنے کے بعد خیال خوانی کے ذریعے اپنے آدمیوں کو یہاں کا پتا بتاؤ گے۔ وہ لوگ یہاں شاید پہنچ چکے ہیں۔ اب جاؤ، تم یہاں سے زندہ جاؤ گے یا مرہو؟"

وہ ریلواری کو دیکھتے ہوئے بولا: "ہم دونوں زندہ جاؤں گے۔ ہم آپس میں دوست ہیں۔ میں نے اپنے خاص وفاداروں کو یہاں بلا رکھے۔ تم سے ان کا تعارف کرواؤں گا تاکہ وہ کسی تمھیں نقصان نہ پہنچائیں۔"

"تم تعارف نہیں کرواؤ گے تب میں وہ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ جمیری ایک بات اچھی طرح سن کر، تم اس مکان کے دروازے سے زندہ باہر نہیں جاؤ گے۔ اگر تمھیں زندگی چاہی ہے اور تم واقعی مجھ سے دوستی کرنا چاہتے تو کوئی خفیہ راستہ بتاؤ؟"

وہ کچھ کہنے کے لیے منہ کھول رہا تھا۔ پارس نے کہا: تم خیال خوانی کے ذریعے اپنے آدمیوں کو بتاؤ گے کہ اب کس راستے سے میرے ساتھ جانے والے ہو؟"

"اچھے جوان، میں تم سے ہر لمحہ متاثر ہو رہا ہوں۔ مجھے انجانہ زندگی بہت عزیز ہے۔ میں تم کو مہلت نہیں چاہتا۔ تم سے دوستی کروں گا۔ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس میں خفیہ راستے سے نکلیں گے اس کا علم میرے سوا کسی کو نہیں ہے اور نہ ہی کسی وفادار کو بتانا چاہتا ہوں، لیکن اس سے پہلے میں کہہ چکا ہوں۔"

بارے میں جانا چاہتا ہوں گا۔

"تم کی کیا ماننا چاہتے ہو؟"

"تم اپنے والدین کی حماقت کیوں کر سہے ہو؟"

پارس نے ایک گرمی ماس لی پھر دو جھبے انداز میں کہا: تم جانتے ہو کہ فراد علی تمھارے دوست ہیں، دونوں کا نام پارس ہے اور ان دونوں کے متعلق کوئی یہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کون کا اصل بیٹا کون ہے؟"

"ہاں یہ بات تو دوست دشمن سہی جلتے ہیں، دونوں پارس سمجھا رہے ہوئے ہیں۔"

لیکن اب یہ معاملہ سب رہا۔ اس بات کا ثبوت مل چکا ہے کہ پارس اول ہی روسوتی اور فراد علی مجبور کا بیٹا ہے اس سلسلے میں جتنے ثبوت حاصل ہوئے ہیں، انھیں راز میں رکھا گیا ہے۔ خاص طور پر مجھ سے یہ بات چھپائی گئی ہے۔ وہ جانتے ہیں، میں ذہین، حاضر دماغ اور بہت ہی تیز و فطرت ہوں۔ وہ مجھے بیٹا بنانے رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ایک منہ سے بیٹا کہتے ہیں اور دوسرے منہ سے منہ دیتے ہیں کہ تمھارے جیسے مکمل بیٹھی جاننے والوں سے شکر اؤں، ٹرانسپارٹ مشین کو تیار و بر باد کر دوں، میں یہ کرتا آ رہا ہوں لیکن میری ذہانت سوال کرتی ہے کہ میں کس تک بان کے ہاتھوں میں بھولنا بنا رہوں گا؟"

جمیری جیکب نے کہا: یہ بہت اہم سوال ہے تمھیں اس کا جواب ضرور سوچنا چاہیے۔"

"میں سوچ رہا ہوں، اسی لیے تم سے دوستی کر رہا ہوں۔ مجھے بھی ایک ٹیلی پیسی جانتے والے ساتھی کی ضرورت ہے۔"

"تمھاری بات دل کو لگتی ہے اور تمھارے والدین سے جو بنیادی اختلافات ہیں، انھیں ہر مسئلہ تسلیم کرے گی، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم لاوارث ہو، تمھیں ایک ٹیلی پیسی جانتے والے کی ضرورت سے تو میں پہلے ہی خود کو پیش کر دیتا۔ بہر حال میرے دل سے شکوک و شبہات مٹ چکے ہیں۔ میں سچے دل سے دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہوں۔"

اُس نے ہاتھ بڑھایا۔

پارس نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا: "اب خفیہ راستے سے نکل چلو۔"

ذرا ایک منٹ، میں اپنی دوستی کا پہلا نسخہ تمھیں دینا چاہتا ہوں اور وہ ہے تمھاری گرل فرینڈ، میں خیال خوانی کے ذریعے اسے آزادی کا حکم دے رہا ہوں۔"

وہ تھوڑی دیر کے لیے منہ بند رہا۔ پھر اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا: تمھاری گرل فرینڈ کو آزاد کیا

مارا ہے تم جہاں جاو گے اس سے مل سکو گے۔  
"میں یہاں سے نکلنے کے بعد ہی مل سکوں گا۔"

"بیشک، بیشک، تم یہاں رہو اور لوگ چیز پر مٹھو۔ میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں گا۔ ہم دونوں دیکھتے ہی دیکھتے غلطی میں بیچ جائیں گے۔"

پارس نے انکار میں سر ہلا کر کہا: "میں تنہا رہو اور لوگ چیز پر نہیں بیٹھوں گا یا تو تم دونوں بیٹھیں گے، یا ہم دونوں ہی کھڑے رہیں گے۔"

"بے شک، بے شک، میں مجبور گیا تھا کہ اعتماد رفتہ رفتہ قائم ہوتا ہے۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے رہے۔  
حیرتی جیکب نے رہو اور لوگ چیز کے ہینڈل کو ایک طرف اٹھایا تو اس کے نیچے ایک دوسرا ہینڈل تھا اس ہینڈل کے ساتھ ایک بین تھا جسے دبانے ہی خوش کا وہ حقہ نیچے کی طرف دھکنے لگا۔ ان کے ساتھ رہو اور لوگ چیز بھی بیٹھے جا رہی تھی۔ نیچے بیٹھتی ہی وہ دونوں فرش کے اس حقہ سے اتر گئے۔ وہ حقہ پھر اوپر کی طرف جا کر اوپر ہی فرش کے برابر ہو گیا۔

پارس نے چاروں طرف نظروں دوڑائیں۔ وہ ایک چھوٹا سا مال کرا تھا۔ ایک ٹیب روشن تھا۔ اس کی روشنی میں کئی طرح کے ہتھیار دکھائی دے رہے تھے جو مختلف رنگوں میں رکھے ہوئے تھے۔ ایک طرف کھانے کا دارقہ تھا میں مسلمان موجود تھا۔ جیری نے کہا: "میں نے استیحا سے تمام سامان یہاں رکھا ہے تاکہ کسی میمنوں چھپ کر رہنا پڑے تو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔"

مجھے یہاں پہنچنے کا شوق نہیں ہے، لہذا میں آگے بڑھنا چاہیے۔  
"اُس نے ایک طرف بڑھتے ہوئے کہا: "جو سامنے دیوار کے ساتھ رانگل لگی ہوئی ہے یہ محض نمائش ہے۔ اس کے ٹرائیگر کو دبانے سے فائرنگ نہیں ہوتی۔ اس کے نتیجے میں کچھ اور ہوتا ہے۔"

اُس نے خراب جاکر اُس رانگل کے ٹرائیگر کو دیا، تو دیوار کا وہ حقہ دو حصوں میں تقسیم ہونے لگا۔ سامنے ایک سترنگ نما راستہ تھا۔ پارس نے پوچھا: "یہ راستہ کتنا لمبا ہے؟"

"ہمیں زیادہ دور نہیں جانا ہوگا۔ میرے اس بیٹکے کے بعد دوسرا بیٹکلا ہے۔ دوسرے کے بعد تیسرا۔ وہ تیسرا بیٹکلا بھی میرا ہی ہے اور یہ سترنگ نما راستہ اسی بیٹکے میں پہنچ کر

ختم ہوتا ہے۔"

"اس بیٹکے میں کوئی تو مزدور ہوگا؟"

فی الحال کوئی نہیں ہے جب میں چاہتا ہوں تو کسی کو وہاں دیکھ بھال کے لیے رکھ لیتا ہوں۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے اُس سترنگ سے گزر رہے تھے پارسی نے کہا: "ان آدمیوں کا کیا ہوگا جو تمہارے بیٹکے کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں؟ ایک منٹ کی مہلت دو۔ میں ان سب کو وہاں سے جانے کا حکم دیتا ہوں۔"

وہ خاموش رہ کر خیال خوانی کے ذریعے اپنے آدمیوں کو حکم دینے لگا کہ وہ محاصرہ توڑ کر چلے جائیں۔ جب ضرورت ہو تو انہیں طلب کیا جائے گا۔

ایک منٹ کے اندر ہی وہ سترنگ کے راستے سے گزرتے ہوئے بیٹکے میں پہنچ گئے۔ پارس اس کے ساتھ بیٹکے کے ایک ایک حصے میں جا کر دیکھنے لگا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ کھانے کی اماند سے بندھیں اور دروازے مقل تھے۔ اُس نے سامنے والی کھڑکی کو ذرا کھول کر دیکھا۔ اُس کھڑکی کے احاطے کے باہر جو راستہ تھا وہاں کچھ لوگ آتے جلتے دکھائی دے رہے تھے۔

چیز کی جیکب نے کہا: "یہ میرے آدمی ہیں، محاصرہ توڑ کر رہے ہیں۔" اس کھڑکی کے پورچ میں ایک کاکھڑی ہوئی تھی۔ پارس نے پوچھا: "کیا اس کی چابی تمہارے پاس ہے؟"

"ہاں، میرے ایک بیڈروم کے سرخانے والی میری کدواڑ میں ہے۔ ہم چھوڑی دو بعد یہاں سے نکلیں گے۔"

پارس نے کھڑکی کو دوبارہ اندر سے بند کرتے ہوئے کہا: "ہمارے یہاں سے جانے اور کچھ کرنے کا کوئی اہم مقصد ہونا چاہیے۔"

"سب سے بڑا مقصد ہماری دوستی ہے۔" ہماری دوستی اسی طرح قائم رہ سکتی ہے کہ ہم دونوں اپنی اپنی جگہ قائم ہوں۔ میرے پاس اپنی ذہانت اور صلاحیتیں ہیں۔ تمہارے پاس ٹیل بیٹھی کا ہتھیار ہے لیکن یہ ہتھیار اور ٹیل کے پاس بھی ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق ٹرائیگر سترنگ کے ذریعے سات افراد نے ٹیل بیٹھی کا حکم حاصل کیا تھا۔ ان میں سے ایک ٹیل بیٹھی جانتے والا سپر ما سٹر مانا جا چکا ہے۔ دوسرے تم ہو۔ باقی پانچ افراد کون ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟

ان کے نام اور پتے کیا ہیں؟ یہ تم مجھے بتاؤ گے۔  
"کیا تم انہیں بھی ٹریپ کرنا چاہتے ہو؟"

میرے لہٹ، ہماری دنیا میں سبھی خود غرض ہیں کوئی نہیں چاہتا کہ اس سے زیادہ طاقت دوسرا حاصل کرے۔ میں خود غرض

ان میں نہیں چاہتا کہ میرے والدین کے سوا کوئی اور ٹیل بیٹھی اپنے والا موجود رہے۔"

وہ ہلکا کر لولا: "تم کہہ رہے ہو، ابھی تو تم اپنے والدین کے دشمن تھے۔ تم ان کے بیٹے نہیں ہو۔ تم لاوارث ہو۔ پھر ایسی باتیں کیوں کر کہتے ہو؟"

لاوارث ہوگا تمہارا باپ۔ خدا میری اما اور میرے باپ کو جینے میرے سر پر سلامت رکھے۔ ان کی سلامتی کے لیے ہمیں تمام ٹیل بیٹھی جانتے والے شیطانوں کو عتر کر دینا چاہتا ہوں لہذا اس کی ابتداء جو رہی ہے۔ اس سے پہلے تم خال خالی کے ذریعے اپنے آدمیوں کو پھرتا کر دو، آؤ میرے بازوؤں میں جھول جاؤ۔

یہ کہتے ہی اُس نے رہو اور کے دستے سے اُس کے سر پر ایک زور دار ضرب لگا لی۔ وہ ایسا بھر پور حملہ تھا کہ سر جھکا گیا۔ وہ آگے پیچھے ڈانگلتے ہوئے کہیں نہ کہیں گرنا ہی چاہتا تھا پارس نے اُسے بازوؤں میں سمجھال لیا۔

وہ اچھا خاصا گھر تھا۔ اب اسپتال نظر آ رہا تھا۔ نام مہربا نام مورس نام کی بیوی اور اُس کی بیٹی سارے سب کی ہم پٹی ہو چکی تھی۔ سبھی اپنے اپنے کمرے پر چلے ہوئے تھے۔ ان چار بھولانوں کی بھی مہربا نام پوچھ چکی تھی۔ ڈاکٹر نے مہربا نام کی کمرے وقت حیرانی ظاہر کی: "آخر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ ایک کمزور نے آٹھ شہر زوروں کو کس طرح زخمی سے چوڑ کر دیا؟"

وہ اٹھوں اس کا جواب دے سکتے تھے مگر خاموش تھے۔ مار کھانے کے بعد اپنی اسلٹ محسوس کر رہے تھے۔ ڈاکٹر کے سامنے اپنی زبان نہیں کھولنا چاہتے تھے ڈاکٹر نے کہا: "ٹائل پورٹ ہی کچھ بتاؤ، آخر یہ کیا ماجرا ہے؟"

پارس نے ڈان مورس کی حیثیت سے جواب دیا: "ڈاکٹر! انھن، خود نہیں جانتا، یہ سب کچھ کیسے ہو گیا، البتہ اتنا جانتا ہوں کہ گھر سے بھاگنے کے بعد ایک سائنس دان کے پلٹے پڑ گیا تھا۔ اُس نے مجھے کچھ دہائیوں کھلائی، کچھ انجینئرنگ کے اس کے بعد مجھے یہ کہا کہ آج سے تین شہر زور ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی نرمی کے ساتھ گفتگو کرے گا تو میں اس کے ساتھ دوست بن کر رہوں گا۔ کوئی سستی کرے گا تو دشمن بن جاؤں گا اور جنون میں مبتلا ہو کر اس کی بری طرح بیانی کروں گا۔ اور اُس وقت تک ہائی کرنا رہوں گا جب تک مجھ پر پانی نہیں ڈالا جائے گا۔"

ڈاکٹر نے کہا: "یہ بڑی عجیب سی بات ہے، یقین تو نہیں آتا کہ سائنس دان نے ایسی دوا ایجاد کی ہو لیکن آٹھ زخمیوں کو

دیکھ کر یقین کرنا پڑتا ہے۔"

پھر اُس نے نام مورس سے کہا: "یہ تو بڑی آسان سی بات تھی لہجہ جوان جنون میں اور خوش میں اگر تمہاری بیانی کر رہا تھا تو تم میں سے کوئی اس پر پانی ڈال سکتا تھا۔ پھر کمزور ہو جاتا۔" اس کے جواب میں سب کے سر جھکے ہوئے تھے۔ کوئی جواب نہیں دینا چاہتا تھا۔ پارس نے کہا: "میں بتانا ہوں۔ انھوں نے یہ نسخہ ڈال دیا تھا۔ مجھ پر پانی ڈال کر مجھے بھر مار کر دیا تھا لیکن یہ سب کچھ میں نے کمزور ہونے اور زار ہونے میں فرق ہے۔ انھوں نے دوبارہ مجھ پر کچھ اور بھرتیوں سوا ہوا تو میں نے ان کی بیانی شروع کر دی۔ ڈاکٹر نے کہا: "ادھ اچھا، اب سمجھا۔۔۔ پانی ڈالنے کے بعد تم جنون سے باز آ جاتے ہو اور نارمل حالت میں رہتے ہو لیکن کوئی تمہیں چھوڑے، کوئی تم پر سختی کرے یا تمہاری اسلٹ کرے تو تم پھر ٹیل میں آ جاتے ہو اور شہر زور بن جاتے ہو۔"

"جی ہاں ایسی بات ہے۔"

ڈاکٹر سنتا ہوا بیٹھا گیا۔ پارس نے پوچھا: "انگل ٹام! اب ان چار بھولانوں کو رکھو گے یا چھوڑ دے دو گے؟"

ٹام نے حقارت سے ان چاروں کو دیکھتے ہوئے کہا: "دفع ہو جاؤ یہاں سے، کہیں اس بیٹکے کا رخ نہ کرنا۔"

وہ چاروں سر جھکا کر واپس چلے گئے۔ پارس نے ٹیل فون کا ریسپورڈر اٹھا کر اپنے دفاتر میں سے ایک کو مخاطب کیا۔ پھر ٹام اور سام کو سنانے کے لیے کہا: "جناب سائنس دان صاحب! میں ڈان مورس رول رہا ہوں۔ آپ نے تو واقعی کمال کر دیا۔ جو دوا میں کھلائی ہیں اور جیسے انجینئرنگ گائے ہیں، اُس سے تو ایسا لگتا ہے جیسے میں عقرب پر پزیر بننے والا ہوں۔ بہر حال آپ کا بہت بہت شکریہ ہے۔ آپ میرے لیے ایک ایسے آدمی کا بندوبست کر دیں جو یہاں میرے کھاتے پینے کا خیال رکھے۔ میں دشمنوں کے ہاتھ کا پکلا ہوا کھانا نہیں کھاؤں گا۔"

دوسری طرف سے دنا دار نے پوچھا: "جناب! کیا بات ہے؟ آپ مجھے سائنس دان کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں؟"

"یہ معلومت اندیشی ہے جو کہ رہا ہوں وہ آپ کریں۔"

"اچھی بات ہے۔ میں ایک قابل استاد شخص کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔"

پارس نے ریسپورڈر رکھ کر ٹام، سام اور سارا دعا وغیرہ کی طرح دیکھ کر کہا: "ان سے تم لوگ اپنے ہاتھوں سے پکا کر کھاؤ گے۔ تمام ملازموں کو چھٹی دے دو۔ میں یہاں زیادہ دیر نہیں رہتا۔"

وہ حکم صلہ کر کے ڈان مورس کے بیڈروم کی طرف چلا گیا۔



سار تھا کی ماں نے دوسرے کے انداز میں کہا۔ ہم تو ڈوب رہے ہیں، اب کیا ہوگا۔ کیا پتہ ہے کہ موت سانس دان کون ہے؟  
 سام مودس نے کہا: وہ کوئی بھی ہو۔ ہمیں اس کا پتہ چلانا ہوگا۔  
 نام مودس نے کہا: ہم بڑی سے بڑی قیمت ادا کر کے اس سانس دان سے وہ ڈائیں اور انجانگن حاصل کر کے خود بھی خردورین سکتے ہیں۔  
 سار تھا نے کہا: لیکن ہم کس طرح پتہ چلائیں گے کہ قیمت تھیں پائی کی ہے کہ قیمتیں بستر سے نہیں اٹھ سکیں گے؟  
 نام مودس نے تمام ملازموں کو بلا کر کہا: آج سے تم لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ دوبارہ اس بنگلے میں ملازمت کرو اور تمہاری تنخواہیں پہلے سے دو گنی ہو جائیں تو اس سانس دان کو تلاش کرو۔ جس کے پاس کے یہ ڈان مودس گیا تھا تم میں سے جو اس کا سراغ لگائے گا اسے تمہارا ننگا انعام دیا جائے گا۔  
 ایک ملازم نے کہا: جناب! اگر واقعی یہ ایسی ہی دوا کا کرشمہ ہے کہ خردورین خردورین جاتا ہے اور اس میں شیطان قوتیں سما جاتی ہیں تو ایسی دوا کو حاصل کرنے کے لیے دنیا کا ہر شخص ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا۔ دنیا کا ہر شخص اس سانس دان کو تلاش کرے گا۔ ہر ایک کی یہی خواہش ہوگی کہ خردورین بننے کا نسخہ حاصل ہو جائے میری بھی یہی خواہش ہے۔ میں آج ملازم ہوں۔ کل شردورین کر آقا بن سکتا ہوں۔ لہذا مجھے تمہارے ننگے انعام کی ضرورت نہیں ہے۔ جب آپ ملازمت سے نکال دیں گے تو میرا آپ کا رشتہ کیا رہا۔ میں اس سانس دان کو پھینکے لیے تلاش کروں گا۔  
 یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ اس کے پیچھے دوسرے ملازم بھی چلے گئے۔ نام مودس اور اس کا پورا خاندان شفق سے تھلا رہا تھا۔ بے بسی سے سوچ رہا تھا کہ آج وہ لٹنے بے دست دیا ہو گئے ہیں کہ ملازم بھی سرچڑھ کر بول رہے ہیں اور اپنے بدسلوکی جوئے تھور دکھا کر جا رہے ہیں۔ پارس نے صبح فونیکے ان کی پٹائی کی تھی۔ وہ رات کے نو بجے تک اپنے اپنے کمروں میں بھوکے پیاسے چرے رہے۔ ان کا خیال تھا، ڈان مودس کو ان پر رحم آنے کا وہ اپنے خاص ملازم کے ہاتھ سے کچھ کھانے پینے کے لیے بیچ دے گا۔ لیکن یہ ان کی خوش فہمی تھی۔ وہ ان کی طرف بٹ کر نہیں آیا تھا۔ آخر تو مجھے سار تھا کی ماں کا کہنا ہے کہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کہنے لگی: کچھ تو کرنا ہی ہوگا ورنہ ہم بھوکے پیاسے خرابی میں گئے۔  
 نام مودس اور سام مودس نے کہا: یہ لڑکا منگول ہو گیا

ہے۔ ہمیں کھانے پینے کے لیے بھی نہیں بچھ رہا ہے۔ منصوبہ خاک میں ملتا دکھائی دے رہا ہے۔  
 سار تھا نے اپنے کے سامنے کھڑے ہو کر پلے پلے چہرے کو دیکھا۔ نیچے کا ہونٹ پھٹ گیا تھا، ایک طرف کا گال پھل پھل گیا تھا، آنکھیں موج گئی تھیں۔ وہ دوستے ہوتے بولی: میں خردورین میں شریک ہونے والی تھی۔ اس کو بھرتے نے میری صورت بگاڑ کر رکھ دی ہے۔ اب کیا ہوگا ڈیڈی؟  
 نام نے بھینچا کر کہا: تمہیں مقابلہ کرنے کی بڑی سہولت ہے۔ لڑائی ڈان مودس کو جلد سے جلد جیتنے کی کوشش کرو ورنہ تمہارا ڈوب جائیں گے۔  
 "میں اس امر کو بھرتے نہیں سکتی۔ اس سے بھرتے لالہ کرتی ہوں تو وہ بھرتے کو بھرتا ہی نہیں ہے۔ اسے کسی لڑائی کشش نظر نہیں آتی ہے۔"  
 نام مودس نے چلی سجا کر کہا: "اب اسے کشش نہیں ہوگی جب وہ دواؤں کے اثر سے خردورین رہا ہے تو بھرتے کے ہاتھوں کمزور بھی بن سکتا ہے۔ دنیا کا ہر شردورین بھرتے میں کشش محسوس کرتا ہے، عورت میں دلچسپی لیتا ہے۔ تم اس بار اس سے بھرتے کا اظہار کرو۔ اس سے شادی کے لیے کہو۔ ہمیں یقین ہے وہ تمہارے دام میں آجائے گا۔"  
 دو دن تک اس بنگلے میں گہری خاموشی رہی، نام مودس کا خاندان ایک کمرے میں دھیمی دھیمی سرگوشیوں میں مصروف رہتا تھا۔ پارس کو یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ کیا سازش کرنے والے ہیں اور آپس میں کس قسم کی کھپڑی پیکانے والے ہیں۔ جو کھپڑی پیکتی وہ اس کے سامنے آتے ہی والی تھی۔ تیس دن سار تھا اس کی خواب گاہ میں آئی۔ پارس اٹھ کر بیٹھ گیا، وہ اس کے قریب آکر بولی: کیا نہیں تمہارے پاس بیٹھ سکتی ہیں؟  
 اس نے کہا: ہاں، ضرور بیٹھو۔  
 وہ بیٹھنے لگی تو یہ فرمایا پچھو ہٹ گیا۔ اس نے پوچھا: کیا بات ہے، مجھ سے کیوں کرتے ہو؟  
 وہ بولا: مجھے شرم آتی ہے۔  
 سار تھا نے اسے زور سے دیکھتے ہوئے کہا: "میری بھئی نہیں آتا۔ تم کیا ہے کیا ہو گئے۔ جو گھر سے فرار ہونے سے پہلے تم ایسے ہی خیریلے اور کورسے تھے۔ جب واپس آئے تو خردورین بن گئے۔ ہم سب کا بڑا حال کر دیا۔ میں تمہاری میں تمہارے پاس آئی ہوں تو پھر شرمایا ہے، وہ اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھانے ہوئے بولی: کیا میرا ہاتھ پھوڑو گے؟  
 وہ ذرا اور پچھو ہٹ کر بولا: "اس میں دان صاحب نے

سہا یا اب شادی سے پہلے کسی عورت کا ہاتھ دیکھنا۔"  
 "میں تو کسی بار تم سے کہ سکی ہوں، تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں مگر تم ہی مجھے شرماتے ہو، کترتے ہو، کیا میں تمہیں اچھی نہیں گنتی؟"  
 وہ سر جھکا کر بولا: تم تو بہت اچھی ہو، بہت خوب صورت ہو۔  
 "اگر میں بہت خوب صورت ہوں تو مجھ سے شادی کرو، پھر تم سانس دان کی ہدایت کے مطابق میرا ہاتھ پھوڑو سکو گے۔"  
 "میں شادی کرنا چاہتا ہوں مگر شرم آتی ہے۔"  
 "اس میں شرم آنے کی کیا بات ہے۔ دیکھو میں لڑکی ہو کر نہیں خرابی؟"  
 "خردورین والی کو بے شرم کہتے ہیں، کیا تمہارے وہی دل کا پانی مر گیا ہے؟"  
 وہ ہنسنے ہوئے بولی: ایسی بات نہیں ہے۔ اگر میں کسی دوسرے کے سامنے بے شرمی کروں تو وہ بے حیائی ہوگی لیکن تم میرے اپنے ہو۔ میرے جیون ساتھی بننے والے ہو۔ تم سے مجھے انہیں مجھ نہیں شرمانا چاہیے۔ تم کو تو میں تم اور ڈیڈی سے کہتی ہوں۔ دو ذرا تمہاری شادی کا انتظام کروں گے۔"  
 پارس شرماتے لگا۔ وہ بولی: تمہارے شرماتے اور سکرانے کا مطلب ہے کہ تمہیں منظور ہے۔ کیا میں شادی کا انتظام کروں؟  
 پارس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ وہ عرض ہو کر اس کے گلے میں ہاتھیں ڈالتے ہوئے بولی: "ادھ تم بہت اچھے ہو۔ جس طرح تم شرماتے ہوئے ہاں کہتے ہو۔ اسی طرح شرماتے ہوئے شادی کے کاغذات پر بھی دستخط کر دینا۔ مجھے دنیا کی ساری خوشیاں مل جائیں گی۔"  
 وہ وہاں سے دوڑتی ہوئی گئی۔ پھر اپنے ماں باپ کو خوشخبری سناتے لگی۔ سب ہی خوش ہو رہے تھے۔ باڑی پھر بیٹھ رہی تھی۔ سار تھا کی ماں نے کہا: "میں تو کسی ہوں لڑکے کے ساتھ نرمی سے پیش آتے رہو۔ اب ظلم و ستم کو سمجھو۔ جاؤ۔ اگر ڈاؤسی سختی کریں گے وہ پھر جیون میں مبتلا ہوگا۔"  
 انہوں نے بہت پہلے ہی شادی کی تیاریاں کی ہوئی تھیں۔ اپنے مذہبی مسائل میں پڑنے کے سبب کے کورٹ میرج کے لیے درخواست دی، ہوئی تھی پھر منظور ہو چکی تھی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ڈان مودس شادی کے لیے تیار ہے تو انہوں نے دیر نہیں کی۔ دوسرے ہی دن دو لکھا دو لکھ کر گھر میں پہنچ گئے۔ اس سے پہلے پارس نے اعتراف کر کے ہونے کہا: مجھے شادی پر اعتراف نہیں ہے لیکن میرے خیال والوں کو بھی یہاں موجود ہونا ہے۔ انہیں تین ماہ سے بلانے

نام مودس نے کہا: "آج شادی ہوگی۔ ہم کب یہاں سے تین ماہ روانہ ہو جائیں گے۔ شادی کی خوشیاں تمہارے خیال میں ہی ملانی چاہئیں گے؟"  
 وہ راضی ہو گیا۔ حالات میں اس سے اور سار تھا سے پوچھ کر ہوئی۔ دو دن کی رفاقتی کے مطابق ایک بڑے سے سحر پران کے دستخط لے گئے۔ نکاح نامے پر بھی دستخط کرانے گئے۔ پھر وہ یہاں بیکری بن گئے۔  
 عدالت سے واپس آکر وہ دونوں اپنی خواب گاہ میں گئے۔ پارس نے اس کے قریب بیٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ حیرانی سے بولی: کیا اب تمہیں شرم نہیں آ رہی ہے؟  
 "بالکل نہیں، کیونکہ سانس دان صاحب نے کہا تھا کہ شادی کے بعد ہی بڑی کا ہاتھ پکڑنے میں شرم نہیں چاہیے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی: "تمہیں سانس دان نے یہ نہیں بتایا ہوگا کہ بڑی کے پاس آنے سے پہلے اسے کچھ سمجھ دیا جاتا ہے۔"  
 "ہاں، تم ہو گے وہی وہی وہی۔"  
 سار تھا نے نیچے کے نیچے سے ایک فائل نکالی۔ اس میں چند کاغذات تھے۔ پارس نے پوچھا: یہ کیا ہے؟  
 "یہ تمہارے کا دوبارہ کاغذات ہیں، اگر تم ان کاغذات پر دستخط کرو گے تو میں تمہارے تمام کاروبار کی مالک بن جاؤں گی۔ ایک شوہر اپنی بڑی کو اس سے بڑھ کر اور کیا تمہارے ساتھ ہے۔" منسل شدہ خبر پڑھنے میں اپنا کاروبار مانیں دیتا۔ کاروبار کی آمدنی دیتا ہے۔ میرے کاروبار سے جو آمدنی ہو کر آئے گی آخر تم ہی اسے خرچ کیا کرو گی۔ پھر یہ کاغذات دکھا کر مجھ سے سونے مانی کیوں کر رہی ہو؟"  
 "تم اسے کوڈے بازی سمجھتے ہو لیکن میں اس میں اپنا تحفظ سمجھتی ہوں۔ تمہارا دماغ بھی نارمل رہتا ہے اور تم کوئی ایسا نارمل ہو جاتے ہو، ایسی حالت میں کاروبار پوری طرح سنبھال نہیں سکو گے۔ یہ کاروبار میرے ہاتھ میں ہوگا تو میں اچھی طرح دیکھ سچھا کروں گی اور اسے ترقی میں دوں گی۔"  
 "دیکھو کاروبار کون سمجھ دار آدمی ہی چلا سکتا ہے اور میری بھواری کا ثبوت یہ ہے کہ میں ان کاغذات پر دستخط نہیں کروں گا۔"  
 سار تھا نے ایک بھنگے سے اپنا ہاتھ چھالتے ہوئے کہا: "پھر میں تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔ تم سے محبت نہیں کروں گی۔"  
 "میں تمہیں سہلی اور آخری بار سمجھا ہوں، میرے ساتھ محبت سے پیش آؤ گی تو محبت ملے گی۔ مجھ سے نرمی کا سلوک کرو گی۔ تو میں بھی تمہارے لیے بہت پیار کرنے والا شوہر

ثابت ہوں گا، اگر تم ہر مزاجی دکھاؤ گی اور مجھے طیش دلاؤ گی، تو میرے طیش میں آنے کے بعد کیا انجام ہوتا ہے؟ تم اپنے پورے بیکے والوں کے ساتھ دیکھ چکی ہو۔  
 میں تمہیں طیش دلانا نہیں چاہتی، انصاف کی بات کہی جاوے۔  
 میں تمہارے ساتھ زندگی گزاروں یا درگزر آوں۔ اس کا فیصلہ صرف تم ہی کر سکتی ہو۔  
 تم غلط کہہ رہی ہو۔ اب یہ فیصلہ تمہارے ہاتھ سے نکل چکا ہے، تم میری بیوی بن گئی ہو؟

کہہ کر اس نے پھر ہاتھ بچھا تو وہ ہاتھ چھڑا کر اسے مارنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے ہی پارس نے اس کے منہ پر ایک چٹا پتھر بڑھا دیا۔ اس کے حلق سے بیخ نکل کر آدھی رات ہو چکی تھی۔ بیٹی کی بیخ نکل کر ماں باپ ہڑ پڑا کر اٹھ بیٹھے۔ چچا سامنے بھی آ کر کہا تو یہ اور سمجھا کہ بیخ ہے۔ اس کے ساتھ ہی دوسری پھر تیزی سے جھینس مٹائی۔ وہ سب تیزی سے چلنے ہوئے بلکہ جھگڑتے ہوئے ڈان مونس کے بیڈروم کے سامنے پہنچے۔ پھر دروازے پر دستک دی۔ نام نے کہا "سار تمہارا کیا بات ہے؟"  
 اس کی ماں نے کہا "بیٹی، میں نے تمہاری بیخ نکلنے سے تم خیریت سے تو ہو جاؤ۔"

پارس نے ایک دھڑا کے سے دروازہ کھولا پھر غصے سے نہیں دیکھتے ہوئے ان کا کرفناں ڈال بڑھاتے ہوئے کہا "یہ رہے کاروباری کاغذات۔ انھیں منجھال لو۔"

اس نے پھر دروازہ بند کر دیا۔ نام مونس، سام مونس اور سار تمہا کی ماں خوشی سے کھل اٹھے۔ انھوں نے جلدی سے فائل کھول کر دیکھا۔ کاغذ آٹھ پلٹ کرنے لگے کسی پر دستخط نہیں تھے۔ خوش متی تیزی سے آنہ متھی، اتنی ہی تیزی سے رضعت ہو گئی، ان سب کے منہ ٹٹک گئے۔ پھر سار تمہا کی ماں نے وہ فائل ایک طرف غصے سے پھینکتے ہوئے کہا "ہم باوی پار رہے ہیں، تم نے دولت کے لالچ میں بیٹی ایک قصاتی کے حوالے کر دی ہے؟"

وہ تینوں دروازے سے کان لگا کر سنتے گئے۔ انہیں کہیں کبھی کچھ سنائی دیتا تھا۔ بہت تو تجربے سننے کی ضرورت تھی۔ آہی آہی تھی، وہ بڑی دیر تک سبے جین میں مبتلا رہے پھر اٹھا کہی انھیں موسیقی سنائی دی۔ تب ان کی سمجھ میں آیا کہ دروازے کے قریب ہی ریڈیو لگا ہوا ہے اور اس میں سے آوازیں آرہی ہیں۔

وہ تینوں دودھ بٹھ گئے۔ گھور گھور کر اس دروازے کو دیکھنے لگے جیسے اس سے توڑ کر اندر گھس جائیں گے۔

کے دلہانے شرات سے وہ ریڈیو دروازے کے قریب جا کر رکھ دیا تھا تاکہ اندر کی آواز سنائی دے اور سسرال والے برج تک ریڈیو پر لوگ مانتے رہیں۔  
 دوسری صبح ناشتے پر انھوں نے اپنی بیٹی اور داماد کا انتظار کیا۔ دونوں میں سے کوئی نہیں آیا۔ سام مونس نے ایک ملازم سے کہا "جاؤ اور ڈان صاحب کے دروازے پر دستک دو۔ ان سے کہو کہ ناشتے پر انتظار ہو رہا ہے۔"  
 وہ حکم کی تعمیل کے لیے گیا، پھر تقریبی بعد کاروبار ملازم نے کمرے میں ناشتہ لے کر کہا ہے؟

سار تمہا کی ماں نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا "میرا دل گھبرا رہا ہے۔ جسے ہم کو اور بزدل سمجھتے تھے وہ قصاتی بن چکا ہے اس نے تقریباً میری بیٹی کو مار ڈالا ہے اور اس کی لاش کے پاس بٹھانا تھا کر رہا ہے۔"  
 نام نے جھنجھلا کر کہا "کیوں بچکا اس کر رہی ہو، کیا وہ بہاری بیٹی کو مار ڈالے کے بعد اتنی آسانی سے یہاں رہ سکتا ہے؟ کیا اسے قانون کا ڈر نہیں ہے؟ مگر وہ شرفدار کی ہے لیکن قائل نہیں بن سکتا۔"

سار تمہا کی ماں نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "میں ناشتا نہیں کروں گی، پہلے اپنی بیٹی کی خیریت معلوم کروں گی۔" وہ تیزی سے چلتی ہوئی ڈاننگ روم سے نکل گئی اور ڈان کے کمرے کے سامنے آئی، دروازے پر دستک دی پھر کہا "سار تمہا! میں تمہاری ماں ہوں۔ ہمیں ایک بچے کی فلائٹ سے تم بائیب جاننا ہے، کیا تم نے اپنا سامان بیک کر لیا ہے؟ دروازہ کھلا، پھر پارس نے ہمیں کہا کہ تم نے اپنا تمام سامان بیک کر لیا ہے۔ ہمیں فلائٹ کا وقت معلوم ہے، ہم دو گھنٹے پہلے ائر پورٹ پہنچ جائیں گے۔"  
 "میں اپنی بیٹی سے بات کرنا چاہتی ہوں، میں نے اسے گل سے نہیں دیکھا ہے۔"

تو اب میری طرح اپنا مقصد بیان کریں، ہمیں فلائٹ کا وقت کیوں بتا رہی ہیں، اندر نظر لینا لے آئیے۔"  
 پارس نے دروازہ پوری طرح کھول دیا۔ وہ تیزی سے اندر آئی۔ پھر لڑنی بیٹی کی طرف دیکھا، وہ پلنگ کے سرے پر بیٹھی ناشتا کرنے میں مصروف تھی۔ اس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ انھوں نے ایسا غماز تھا جیسے پوری بات سن لی ہو۔ اس نے شکر کر کہا "بیلو متھی۔"

ماں نے قریب پہنچ کر اسے غصے سے دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا تم نے میں ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "ہاں، ڈان کے پیار کا نشہ ہے، اب بڑھان کیوں ہیں؟"  
 تم پیار پیاری لگ رہی ہو؟  
 "میں بالکل ٹھیک ہوں، آپ پریشان نہ ہوں، آرام سے باہر ناکھریں اور ہانگی کی تیاری کر لیں۔"  
 "جی، رواجی سے پہلے تمہارے ڈیڑھی تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"  
 وہ ہنستے ہوئے بولی "میں سمجھ گئی سب سمجھ گئی۔ آپ رگ کاروباری کاغذات، ڈان کے دستخط کرنا چاہتے ہیں، مگر ڈان، ڈان دستخط کروں گے لیکن ابھی نہیں، اتنا ابیب پہنچنے کے بعد اب آپ جائیں، ہمیں ڈسٹرب نہ کریں۔"  
 ماں کو وہاں سے جانا پڑا، اس نے نام اور سام کے پاس آ کر کہا "بیٹی! تم سے نکل رہی ہے، پتا نہیں گھر سے فرار کرنے کے بعد اس کم بخت میں ایسی کیا تبدیلیاں آ گئی ہیں، وہ کچھ جادوگر بن گیا ہے۔ پہلے تو کروڑوں سے شردو ہوا، اب ایسا لگتا ہے جیسے بہنا ٹر کر بنا جانا ہو۔ میری بیٹی کو اپنی معمول بنا چکا ہے وہ بڑی بے پروائی سے کہہ رہی ہے کہ کاروباری کاغذات پر دستخط ہو جائے لیکن تم ابیب پہنچنے کے بعد۔"

ماں نے کہا "یہ تو بڑی گڑبڑ ہو گئی، کیا ہم تم ابیب پہنچنے کا ہولناک مشورہ کروں گی؟"  
 نام اور سام نے کہا "ہم لگنے سے کیا ہوگا سار تمہا اس کی کوئی بھی چیز نہیں ہے، وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے گا، ہم یہاں دکان کر رہے ہیں، ہر حال میں جانا ہی ہوگا۔"  
 دن کے ایک بجے وہ قافلہ تلوں ابیب کے لیے روانہ ہو گیا۔ پارس اور نام کا سامنا ہوا تو اس نے پوچھا "آپ کون ہیں؟"  
 نام نے تیرانی سے کہا "یہ کیا کہہ رہے ہو، تم اپنے انکل کے انٹرنیٹ جانتے اب یہ تمہارا صرف انکل ہی نہیں تمہارا لکھنوی ہیں۔"

پارس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھام کر کہا "پتا نہیں ہے کیا ہو رہا ہے۔ میں بہت سسی باتیں سمجھتا جا رہا ہوں۔" ٹیلیو آئی کاروباری لکھنوی ہے۔"  
 پارس نے اپنی یادداشت کر دے کرنے کا یہ چکر اس لیے ہوا تھا کہ کہیں ڈان کے منجھال والوں کو پوچھنا سے میں غلطی نہ ہو جائے اس لیے منجھال والوں کے ایک ایک فرد کی تصویر میں ان کا طریقہ دیکھ لیں، ان کے متعلق ڈان سے بہت کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا، اس کے بعد بھی کوئی سبھلی خبر نہ ہوتی تو وہ قابض رہتا۔

ہو تاکہ یوں ڈان کی دماغی کمزوری کو سب جانتے تھے۔  
 وہ تلوں ابیب پہنچ گئے، پارس نے طیارے کی تیاری سے متاثر کر کے امر ایئر لائن کی سروسز میں پر قدم رکھا۔ پھر چند گھنٹوں کے لیے ڈنگ گیا۔ اپنے تصور میں قیبا کو دیکھا۔ پھر واپس ہوائی میں گھاڑتی، میں آ گیا ہوں، آج میرے قدم اس سروسز میں ہیں جہاں آپ کو دفن کیا گیا ہے، آج سے اس ملک کے لوگوں کا سکون اور ایمین دهن ہوتا رہے گا۔ بلانڈ گلب کے چند قاتلوں کو مار ڈالنے سے میرے انتقام کی بیاس نہیں بچھے گی۔  
 پہلے ان بد بختوں نے آپ کو قتل کیا پھر آپ کی ہونو کاغذ کرنے کی کوشش کی، میں انھیں بتاؤں گا کہ پراپیٹی اور وراثت والوں کی بھی عزت اور عزیت ہوتی ہے۔ آپ کی ممتا کی قسم، آج سے لوگ سکون کی نیند نہیں سو سکیں گے۔"

سار تمہا نے جیسے سے آ کر پوچھا "تم کس کیوں گئے؟" وہ چونک کر بولا "آں، کچھ نہیں جیسے یہاں کے لوگوں کی سانسیں رکتی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس لیے رکن گھاٹا پڑا۔"  
 وہ سار تمہا کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر آگے بڑھ گیا۔ ڈائریز گیری میں ڈان مونس کے منجھال سے تعلق رکھنے والے کسی افراد آئے تھے۔ ان میں خاص طور پر ڈان کے نام تھے جنہیں پارس نے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا، پھر فوراً ہی آگے بڑھ کر گئے لگ گیا۔

**سب ڈائجسٹ میں چھپنے والی سلسلہ دار کتابی**

جلد ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰

- ایک ایسے کبھی کی داستان پر مبنی ہے جسے ہم نے ہرگز نہ دیکھا تھا۔
- ماں کی زندگی پر مبنی ہے۔
- سماج کے لوگوں کے ہر فرد کی زندگی پر مبنی ہے۔
- ایک عظیم اور بڑے انسانی کا زندگی پر مبنی ہے۔
- زور سے اپنی زندگی پر مبنی ہے۔
- وہ ہر تیز ترین شخص کی ایک کہانی ہے۔
- بڑی کی کہانی ہے۔
- ایک شخص کی کہانی ہے۔
- اپنے تیز ترین کہانوں کے حب فریادیوں پر مبنی ہے۔

**سب کتب خانہ کے تحت ہر ذیل سلسلے کی تمام جلدیں ملنے لگی ہیں۔**

**اک اقبال، دہلی**      **اک اقبال، لاہور**      **اک اقبال، کراچی**

تلفون: ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰

**کتابتیں پتے کے ساتھ بھجوانے کے لیے**

مٹا گئے گتے ہی ہانکے پیچھے ایک حسین و شیرازہ دکھائی دی وہ  
 جتنی میں تھی اتنی ہی اناس اناس میں تھی اس کی آداسی نے  
 اس کے سن کو اور سحر کن بنا دیا تھا اس لڑکی کے اس پاس دو  
 جوان کھڑے ہوئے تھے اور وہ دونوں سام مورس اور ٹام مورس  
 کو گھر لے کر رہے تھے۔ نانا نے اس کی پیشانی کو چوم کر کہا آؤ  
 بیٹے! اپنے عزیزوں سے ملاقات کرو، تمھاری قوم بھولنے کی عادت  
 ہے میں دیکھتا ہوں اب تمھارا ذہن کیسا ہے۔ دونوں سب  
 کو پہچان تو؟

پارس نے کہا: نانا! میں نے آپ کو پہچان لیا۔ کیا یہ  
 ثبوت کافی نہیں ہے؟  
 نانا نے قہقہہ لگتے ہوئے کہا: تم میری بیٹی کے بیٹے ہو جیسا  
 مجھے کیسے بھول سکتے ہو! اچھا یہ بتاؤ، یہ کون ہے؟

وہ ایک ادھیڑ عمر کے شخص کو دکھا رہا تھا پارس نے کہا  
 "یہ ہمارے چھوٹے نانا یعنی آپ کے چھوٹے بھائی ہیں یہ ہماری  
 چھوٹی نانی ہیں اور یہ دونوں جوان چھوٹے نانا کے صاحبزادے  
 ہیں اور ان کے درمیان کھڑی ہوئی یہ لڑکی نہیں ہے نہ ہانکے  
 چھوٹے نانا کی صاحبزادی کی صاحبزادی"

اس کے نانا نے خوش ہو کر کہا: "جو بیٹی جو اب نہیں ہے  
 تمھاری یادداشت تو بہت اچھی ہو گئی ہے۔ تم نے سب  
 کو پہچان لیا ہے"  
 لڑکی کے پاس کھڑے ہوئے جوان نے کہا: "لیکن یہ بھولی  
 گئے کہ میں سی ان کی منیجر تھی"

پارس نے چونک کر نہیں کو دیکھا پھر حیرانی سے سارے  
 کو دیکھ کر بولا: "کیوں سارے تم نے مجھے پہچانے کیوں نہیں بتایا  
 کہ میں میری منیجر تھی۔ تم نے یہ جاننے ہوئے بھی مجھ سے  
 شادی کیوں کی؟"

اس کے نانا نے اس کے شانے کو تھپک کر کہا: "بیٹیا  
 یہ گھر بیلو سائیں ہیں اور یہ گھر نہیں ہے۔ ایئر پورٹ کی عمارت ہے۔  
 چلو یہاں سے"

وہ عمارت کے ایک حصے سے گزرنے لگے۔ اچانک  
 ہوا ایک شخص تیزی سے دوڑتا ہوا نظر آیا۔ وہ دوڑ لگا تا ہوا  
 اُدھر آ کر ہاتھ بھر سے طیارے کے سامنے گزر رہے تھے۔ ان  
 مسافروں میں خان مونس کا پورا خاندان موجود تھا۔ اس دورے  
 والے شخص کے پیچھے مسلح سپاہی اور افسران دکھائی دے رہے  
 تھے۔ ایک افسر لکاتے ہوئے کہ رہا تھا: "رنگ جاؤ ورنہ گولی  
 مار دوں گا"  
 مچا گئے والا نادان نہیں تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا افسرانوں

کی بھڑ میں اسے گولی نہیں مار سکے گا کیونکہ نشانہ ہوا  
 سارے موت واقع ہو سکتی تھی۔ ان آگے پیچھے مچلتے  
 کو دیکھ کر مسافروں میں بھی بھگدڑ مچ گئی۔ سب دوسرے  
 مچلتے لگے۔ پارس بوڑھے نانا کو اپنے بازوؤں میں اٹھا کر  
 طرف دوڑ لگا رہا تھا۔ اسی وقت سارے نشانہ چینی سنان کی دی  
 نے نانا کو ایک دیوار کی آڑ میں کھڑا کرنے کے بعد پارس کی  
 تو سارے نشانہ اس جگہ والے کی گرفت میں تھی وہ اس کی  
 سے ریولور کی نال لگا کر رہا تھا۔ خمدار اگر کوئی میرے لیے  
 آئے گا تو میں اسے گولی مار دوں گا"

پولیس والے وقفہ ہی رک گئے تھے۔ مسافر بھی دُور  
 دور تھے فرار ہونے والے کے سامنے کھلا میدان تھا۔ آہستہ  
 آہستہ ایک طرف بڑھنے لگا۔ وہ دو جوان پولیس کے پاس  
 پاس نظر آئے تھے وہ رشتے میں نہیں سی کے ماموں تھے۔ آہ  
 میں سے ایک ماموں نے ٹام مورس کو دیکھ کر سختی سے کہا  
 تم نے میری بیٹی کی منیجر کی منیجر کی منیجر کی منیجر  
 کو پتہ چاب ڈالان سے بیاہ دیا۔ اب دیکھو موت تمھارا  
 بیٹے کے کتنے قریب ہے۔"

ٹام مونس نے ہفتے سے کہا: "یو شٹ اپ! وہ میری  
 بیٹی کو نہیں مانے گا صرف یہ شمال بنا کر لے جا رہا ہے۔  
 تینسی کے ماموں نے کہا: "میں اسے صرف یہ شمال بنا  
 لے جانے کا موقع نہیں دوں گا خود مراد خلدت کروں گا تو وہ  
 تمھاری بیٹی کو گولی مارے گا"

نانا نے کہا: "کیا تم بائیں چلے ہو، وہ فرار ہونے والا ہے  
 کی جان مزدور ہے گا۔ ساتھ ہی تمھیں بھی مار ڈالے گا۔"  
 ماموں نے کہا: "میں نے اپنی بہن کو زبان دی تھی کہ میرا  
 بھائی کی شادی ڈان مورس سے ہوگی۔ میں زبان پارنے والا  
 ہوں۔ آج میری وہ بیٹی نہیں ہے۔ میں بھی اپنی بھانجی کے لیے  
 جان ضے کر رہا ہوں۔ کیا اس جلا جلاؤں گا؟"

یہ کہتے ہی وہ اپنی جیب سے ریولور نکال کر چھوٹا گنگ  
 ہوا فرار ہونے والے سے کچھ فاصلے پر بچ گیا۔ پھر لکاتے ہوئے  
 بولا: "خبردار! میں تمھارے جیسے مجبور کو فرار ہونے کا موقع نہیں  
 دوں گا پولیس والے قاتلان سے بیوقوف ہیں۔ یہ کسی شہر کی جلا  
 خطرے میں ڈال کر تمھیں گرفتار نہیں کریں گے۔ لیکن میں پولیس  
 والا نہیں ہوں۔ میں تمھیں گولی مار دوں گا"

یہ کہتے ہی اس نے شاہیں سے گولی چلائی۔ پتا نہیں اس  
 نے کس پر گولی چلائی تھی۔ سارے شاہ پر اس فرار ہونے والے  
 لیکن گولی سارے نشانہ کی گئی، اس کے حلق سے ایک جرح نکل اور

س کی زندگی کی آخری جرح تھی۔ دوسری بار شاہیں سے گولی  
 مارا اور سنانی دی اس بار فرار ہونے والے نے نہیں سی کے  
 کی نشانہ بنایا تھا۔ پھر وہ ایک جھپٹے ہی چھلانگ میں لگا ہوا  
 اڑنے کی جھڑ میں دوایا پہنچ گیا تھا۔ یہ محض اتفاق نہیں تھا  
 بت کا تھا شاہ تھا۔ اس نے بیٹھیں میں بیٹھتے ہی پارس کی گردن  
 چھ لی اور اس کی کینٹی سے ریولور کی نال لگاتے ہوئے بولا  
 اب میں اس جوان کو گولی مار دوں گا"

اچانک ٹام مورس کا قہقہہ سنانی دیا۔ وہ پہلے ہی کی موت  
 رو رہا تھا، اب قہقہہ لگاتے ہوئے کہ رہا تھا: "دیکھو، دیکھو"  
 سی کے لیے راستہ صاف کرنے کی خاطر ایک دشمن نے  
 ہی بیٹی کی جان لی، اب میں کی خاطر جان لی گئی اسی کی حسان  
 لڑے میں ہے۔ اب ڈان مورس مرے گا تو دولت اور  
 زیادہ کے سارے جھگڑے فرج جائیں گے"

پارس نے جان بوجھ کر اپنی گردن اس فرار ہونے والے  
 لے بازو میں بھنسا رکھی تھی اور نہ پک۔ جھپٹے ہی وہ اس سے  
 بات حاصل کر سکا تھا۔ اور اسے اٹھا کر پولیس والوں کی طرف  
 بھاگ بھی سکا تھا۔ ایک پولیس آفیسر کہ رہا تھا جمال بن مصطفیٰ  
 حکومت کے باغی ہوا فرار ہونے کی ناکام کوشش کر رہے ہو۔  
 ہاں میں جاؤ گے، اسرائیل کی زمین تمھارے لیے تلک ہوگی، یہ  
 بلوت تمھارے تعاقب میں ہوگی۔ ہم تمھیں سمجھا رہے ہیں یہ کتا  
 مسافروں کی زندگیوں سے منت کھینکو۔ خود کو قانون کے حوالے  
 کر دو"

اس فرار ہونے والے کا نام جمال بن مصطفیٰ تھا۔ اس نے  
 ریولور کی نال پارس کی کینٹی سے ہٹا کر اس کا رخ بولنے والے  
 ان کی طرف کیا۔ پھر کہا: "میں تمھاری دھمکیوں میں آنے والا نہیں  
 ہوں، تم مجھے باغی کہتے ہو، میں حسب الوطن ہوں۔ میں اس زمین  
 کو بیٹا ہوں۔ فلسطین مجاہد ہوں، جہاد کرتے کہتے جان دوں گا۔  
 تمھیں سز نہیں جھکاؤں گا"

جس وقت وہ ریولور اگے بڑھا کہ اس افسر کو نشانہ پر  
 لگا رہا تھا اور لڑ رہا تھا اس وقت پارس ریولور کے میجر کو دیکھ  
 رہا تھا۔ افسر کو دبانے کے بعد جیس جس سمت گھومتے والا تھا اس  
 فلسطین کوئی بیٹھ نہیں تھی اس کے بعد کہ میجر والے خانے  
 میں نکالے تھے۔

پارس نے آہستگی سے کہا: "جمال بن مصطفیٰ! تم حسب الوطن  
 ہو لیکن اٹالی بین کے باعث جان سے جاؤ گے۔ پتا نہیں تم کہاں  
 سے لوڈ کرے گی کیاں جلائے آ رہے ہو۔ تم نے یہ حساب نہیں

رکھا کہ چھوڑ گیاں جلا چکے ہو اور تمھارے ریولور کا چھوڑنا ہے"  
 جمال بن مصطفیٰ نے بولھا کر پھلے ریولور کو پارس کو دیکھا۔  
 پارس نے طرے سے کہا: "دیکھو، اپنی بڑھاسی ظاہر کرنا۔ اس  
 طرح ڈسٹرے ہو اور مجھے آہستہ آہستہ عمارت کے باہر لے چلو۔"  
 اس نے پارس کے منہ سے پر عمل کیا۔ ریولور کی نال اس کی  
 کینٹی پر رکھ کر آہستہ آہستہ عمارت کے باہر گیا۔ پولیس والے  
 اس کے پیچھے پیچھے تھے لیکن ان کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔  
 ڈان مورس کا نانا اندر اس کے خاندان کے دوسرے لوگ ہاتھ ملا کر  
 پولیس والوں سے کہ رہے تھے: "پلیز گولی نہ چلا نا۔ ہمارا ڈان مورس  
 بہت عرصے بعد آیا ہے۔ اس کی جان خطرے میں ہے۔ خارگاؤ  
 میک ابھی نہ چلا نا"

عمارت کے باہر پولیس کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ وہاں بھی  
 مسلح سپاہی تھے۔ جمال بن مصطفیٰ نے کہا: "خبردار کوئی چالاکی  
 نہ دکھانا، سب دفتر چلے جاؤ۔ گاڑی چھوڑ دو ورنہ اس جوان کو  
 گولی مار دوں گا"

وہ سب اپنے افسر کے حکم سے گاڑی چھوڑ کر دفتر چلے گئے۔  
 اس نے اسٹیٹنگ سیٹ کے پاس آ کر پارس سے کہا: "جوان،  
 تم ڈان مورس کے اندر میں پھلی سیٹ پر بیٹھو گا"  
 پارس نے کہا: "اس گاڑی کو لے جانے کی حماقت نہ کرنا۔  
 میں نے کن انھوں سے دیکھ لیا ہے اینڈ صحن کا کتا بتا رہا ہے  
 بیڑیل بہت تھوڑا ہے کوئی دوسری گاڑی پکھو۔"

اس نے دوسری گاڑی پکھو۔ اس کے ڈان مورس کو کھنچ  
 کر باہر نکالا پھر پارس کو اس میں بیٹھنے کے لیے کہا۔ پارس نے سٹیٹنگ  
 سیٹ سے نکالا اور وہ پھلی سیٹ پر گیا۔ پولیس والے دُور  
 سے دیکھ رہے تھے کہ اس نے پارس کو نشانہ پر لے رکھا ہے  
 وہ ایئر پورٹ کے احاطے سے نکل کر ایک شاہراہ پر پہنچ گئے۔  
 جمال بن مصطفیٰ نے پیچھے گھوم کر دیکھا۔ بہت دُور پولیس کی  
 گاڑی دکھائی دے رہی تھی۔ پارس نے کہا: "پتا ریولور میری سیٹ  
 کی پشت کے اس طرح باندھ کر نال میرے سر سے باگردن سے  
 گھٹی رہے۔ میں تعاقب کرنے والوں کو ڈان دے کر گاڑی کسی  
 جگہ میں لے جاؤں گا تم دوڑنا کھول کر نکل جاؤ"

وہ اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگا۔ ریولور کو سیٹ کے  
 پشت سے باندھتے ہوئے بولا: "جوان! تم مجھے شدید حیرانی میں  
 مبتلا کر رہے ہو نہیں جانتا ہوں، تم ایک بیوقوف اندب بیٹی کے  
 نواسے ہو، قہقہا تم بھی بیوقوف ہو لیکن ایک لہان کی مدد کر رہے ہو۔  
 تم چاہتے ہو مجھے دین گرفتار کرنا سکتے تھے۔ پھر تم نے مجھ پولیس  
 کی گاڑی میں جانے سے روکا کیونکہ اس میں اینڈ صحن نہیں تھا



تصاری ماہر مدعا علی کا جواب نہیں۔ تم نے میرے پروردگار کے جبریم کو بھی دیکھ لیا اور اندر منہ کے کاسٹے کو بھی بڑھ لیا میں فلسطینی عمار ہوں تم یہودی ہو جو کبھی انگریزی مدعوں کو کر رہے ہو؟

پارس نے پوچھا تم میری داستان سنا چاہو گے یا اپنی جان بچانے کی فکر کرو گے؟

مجھے اپنی جان کی فکر نہیں ہے، ہم عمار جانتے ہیں، آنے والا کوئی بھی بل ہائے لیے شہادت کا مرتبہ لا سکتا ہے میں تمہارے متعلق ضرور جانتا جا ہوں گا؟

اگر خدا کو منظور ہوا اور آدھے کہیں ملاقات ہوئی تو اپنے پاسے میں ضرور بتاؤں گا۔ فی الحال ایک وعدہ کرو؟

میں وعدہ کرتا ہوں۔ پوچھ لیا جاتے ہو؟

میں جان ہوتا ہوں تم اپنے سامنے کو بھی نہ بتانا کہ میں جان بوجھ کر تمہارا شکار بنا ہوا تھا اور میں نے تمہاری مدد کی تھی؟

ہاں میں سمجھتا ہوں، اگر پولیس والے یا ایٹیلی جنس والے یہ سن لیں گے تو تم نے میری مدد کی تھی تو وہ تمہیں فوراً کوئی ماروں گے؟

پارس نے کہا ایک کلمہ میں موڑ دی۔ تھوڑی دیر تک ڈراؤ بڑھ کر رہا ہوا پھر رفتار سست کر کے بولے بولا اب یہاں سے نکل جاؤ۔ پچھلا دروازہ اچھی طرح بند کر دو۔

اس نے گاڑی ایک جگہ روک دی۔ وہ فوراً باہر نکل گیا پھر دروازے کو بند کر کے بولے صرف اتنا بتا دو کہ تم یہاں پورے پورے پارس نے کہا "المراتزہ" پھر گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ اس گلی سے شاخ درشاخ گزرتا ہوا پھر ایک شاہراہ پر پہنچا تو پولیس کی گاڑیوں نے اسے دونوں طرف سے روک لیا۔ چار پولیس والے ٹنٹ پر دوٹ لیا اس پینے ہوئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ گاڑی طرف بڑھتے ہوئے کر رہے تھے۔ جمال بن مصطفیٰ بخود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دو ایک نوجوان کی زندگی سے نہ کھیلو۔ اس بار ہم تمہیں بچ کر نکلنے کا موقع نہیں دیں گے۔"

کار کا طرف آنے والے تک گئے۔ ایک نے ذرا جھک کر کار کے اندر دیکھتے ہوئے کہا "لے لے نڈا تو کوئی نہیں ہے؟" وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے پارس کے پاس آئے۔

پھر ایک نے پوچھا جمال بن مصطفیٰ کہاں ہے؟

پارس نے سسے ہوشانہ ناز میں جھپک جھپک اشارہ کیا۔ کار کی دوسری کھڑکی سے جھانک کر اندر دیکھنے والے سہا ہی نے کہا "سزا یہاں کچھ نہیں ہے لیکن اس کار کو اور سیٹ کی پشت سے بندھا ہوا ہے اور وہ جہاں سمجھ رہا ہے کہ جبریم بیچھے بیٹھا ہوا ہے۔"

اس نے تیزی سے قریب آکر پوچھا "اگر پوچھا؟" وہ کہاں گیا؟

سیٹ کی پشت سے بندھے ہوئے رہا اور کونکال کر پاروں کے سامنے لایا گیا۔ اسے یقین دلایا گیا کہ جبریم بیچھے نہیں ہے۔ اس نے کہا: مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں تو سمجھ رہا تھا، وہ بیچھے بیٹھا ہوا ہے۔"

تمہیں کچھ تو خبر ہوگی، وہ کس طرح نکل کر گیا، اس نے دروازہ ضرور کھولا ہوگا؟

پارس نے کہا: اس نے مجھے ایک جگہ گاڑی روکنے کا حکم دیا تھا اور کہا تھا، وہ سیٹ پر بیٹھے بیٹھے دروازے کو کھولے گا اور بند کرے گا اور یہ دیکھنے گا کہ میں بیچھے بیٹھ کر دیکھ رہا ہوں یا نہیں۔ اگر دیکھوں گا تو وہ مجھے گولی مارے گا۔ لہذا میں سیدھا اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھا رہا، سامنے دیکھتا رہا۔ اس نے گاڑی کا اندر کھولا اور بند کیا۔ پھر مجھے حکم دیا کہ میں گاڑی آگے نہ بٹھاؤں۔ میں نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ گاڑی سے باہر نکل کر دروازے کو بند کر رہے اور کھڑکی سے اندر جھانک کر حکم دے رہا ہے کہ میں گاڑی آگے بڑھا دوں۔ میں جھلا گیا کہ کسٹا تھا۔ میں تو سمجھ رہا تھا، اسی تک وہ میرے بیچھے ہے۔"

پارس کو پولیس اسٹیشن پہنچا لیا گیا۔ وہیں اس کے نانا اسے لے آئے۔ ضروری کارروائی کے بعد اسے ملنے کی اجازت دیا گیا۔ جب وہ گھر پہنچا تو وہاں ماں مٹی سکوت چھایا ہوا تھا۔ گھر میں دو لاشیں تھیں۔ ایک سمارتھی لاش اور دوسری نینسی کے ماموں کی لاش۔ وہ دونوں آپس کی دشمنی میں مارے گئے تھے اور آپس میں دشمنی کرنے والے وہیں ایک ہی کھوکھے احاطے میں بیٹھ کر ماتم کر رہے تھے۔

دوسرے دن ڈان مورس کے نانا نے نام مورس سے کہا میں اپنے خاندان سے دشمنی رکھنے والوں کو گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔ لہذا تم لوگوں کے لیے بڑوں میں رہائش کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ وہاں جاؤ اور پہلی فلائٹ سے تم اسے بیچو۔ دینے کی کوشش کرو۔ میں نے کل رات اپنا ایک آدمی استنبول بھیج دیا ہے۔ وہ ڈان کے باپ کا کاروبار سنبھالے گا۔ تم وہاں جا کر مدافعت نہیں کرو گے اگر کرو گے تو تمہارے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی؟

ٹام مورس اپنی بیوی اور بیٹائی سام مورس کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔ وہ بڑی طرح بازی باز چکا تھا۔ بازی ہیت لینے کے لیے جس جینز کا سارا تھا، اب وہ ٹوینیا میں نہیں رہی تھی۔

ڈان مورس کے نانا بہت بڑی اسٹیل مل کے مالک تھے۔ اس مل میں ڈان کے باپ کا حصہ بھی تھا۔ اب تو نانا کی طرف سے بھی اسے حصہ ملنے والا تھا۔ شرط یہ تھی کہ نینسی سے شادی کی جائے۔ پارس کو شادیاں کرنے سے دلچسپی نہیں تھی۔ یہی وہ اس مقصد کے لیے آیا تھا کہ سمارتھا سے شادی کرے، وہ مر جائے تو نینسی کو اپنالے۔ نینسی کے بعد پھر کس اور کی باری آئے۔ وہ تو وہاں کے تمام اعلیٰ عہدے داروں اور ذمے دار افراد کی زندگی گزارنے آیا تھا اور اس کے لیے تدبیریں سوچ رہا تھا کہ ایسے افراد تک کس طرح پہنچا جاسکے۔

ڈان کے نانا تک پہنچنے کے بعد دشمنوں تک پہنچنا قدرے آسان ہو گیا تھا۔ ان کے اسٹیل مل سے فوجی افسران کا تعلق تھا۔ اس مل میں جدید انٹرنل کی نالیں اور دستے کا اندرونی ڈھانچا تیار رہتا تھا۔ پھر اس نفل کے اندرونی ڈھانچے کو اسلحہ ساز نینسی میں بھیجا جاتا تھا پارس نے نانا سے کہا: میں اسٹیل مل دیکھنا چاہتا ہوں اور وہاں کے کاروبار کو سنبھالنا چاہتا ہوں۔ اس کے نانا نے خوش ہو کر کہا: میرے لیے اس سے بڑی بات اور کیا ہوگی کہ تم وہاں کا کاروبار سنبھالو اور کاروبار سنبھالو گے۔ مجھے بڑھاپے میں آرام کرنے کا موقع دو گے۔"

جب وہ اسٹیل مل پہنچا تو نینسی وہاں موجود تھی، مسکرا کر بولی: میں نے بھی کچھ کاروبار سنبھالا ہے اور کچھ تمہارے ساتھ گھوم پھر کر سکھ لوں گی۔"

پارس نے کہا: ہاں کاروبار میں عورت ساتھ ہو تو یہاں بھی گھر جیسا شور مچا رہا ہے۔ یعنی مل کے اندرونی معاملات کو تم سنبھالو! بیرونی معاملات سے میں ٹنٹ لیا کروں گا۔"

وہ قریب آکر بولی: معاملات اندرونی ہوں یا بیرونی۔ نانا جان کا خیال ہے، ہم دونوں کو ہر جگہ ساتھ رہنا چاہیے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

میں اپنے سامنے کو بھی ہمیشہ اپنے ساتھ نہیں رکھتا جب وہ دھوپ میں پھیلا کرتا ہے تو میں سامنے میں آجاتا ہوں۔ روشنی میں پھیلا کرتا ہے تو میں لائٹ آف کر دیتا ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی: ہم دونوں ارب پتی نانا کے نواسے اور نواسی ہیں۔ میں دولت کی دھوپ میں تمہارے سامنے کی طرح ہوں۔ کیا مجھ سے پہنچنے کے لیے منطقی کچھ نہیں میں جانا پسند کر دوں گے؟"

اگر تم دعا کرو کہ میرا بیچھا چھوڑ دو تو میں اپنے ہتھکے کی دولت اور جاہ اور تمہارے نام تک دوں گا۔"

وہ ایک دم سے پھر کر بولی: تم میری رائٹ کر رہے ہو۔

سب رنگ ڈانگھٹ میں قرطوبہ اور شائع ہونے والا سلسلہ



مکمل دو جلدوں میں

تمہارے عظیم کے زائر ارماہول میں ہم نے والی ایک حیرت انگیز داستان جہاں کانے جاڈا اور شہلی کے مقابلے پر لایا ہوا ہے۔

دشمنی قابل اور ان کے دشمنیاز کم درواج کی ایک ناقابل یقین سرگزشت۔ ان تاریک اور گنگام جزیروں کی کہانی جہاں تہذیب کا کوئی دخل نہیں تھا۔

شکون کی خاطر مستقیم اور غیر متوازی کونزوں پر آجھالانا تھا عجیب تعلقات اور خوفناک واقعات کے سوسون کو تازہ فرسنگ خسل دیا جاتا تھا۔

نفرین حسناؤں کی جھینٹ پیش کی جاتی تھی

اقاب

دشمنی قبیلوں کی ایک سرکش سب سے کاشن لازوال تھا جس کے حصول کے لئے موت کا بازار پیش کر دیتا تھا۔

نمون کی ہوئی اکیل جاتی تھی۔ ایک سساج کی زندگی کے لئے غیر واقعات جسے مندر کی سرکش ہوجوں نے اٹھا کر احتساب کے لئے کر رہی اس کے قہوں میں ڈال دیا تھا۔

کتاب کی شکل میں پندرہ جلدوں میں شائع ہونے والی ہے

قیمت فی حصہ ۲۰/- روپے، ملاوٹ وصول ڈاک

پتہ ذیل پر ترسیل کریں

کتابیات سپلی کیشنز

پورٹ بکس نمبر ۲۳۰۰ کراچی ۷

کیا میں بد صورت ہوں، کیا میں حسین اور اسماٹ نہیں ہوں، کیا مجھ میں کوئی خامی یا خرابی ہے جو تم مجھ سے بیجا چھڑانا چاہتے ہو؟ تم اپنے آپ کو مجھ سے کیا کہتے ہو؟ میں نانا سے شکایت کروں گی؟

”قیقہ ہے! میں ساری دولت اور جاہ و مال تمہارے نام لکھنا چاہتا ہوں اور تمہیں غرقِ غم و غم میں ڈبو رہی ہو۔ ایک حساس اور خود دلہ عورت یہ برداشت نہیں کرتی کہ کوئی اس پر ہتھوک کر دولت کی بارش کرے؟“

”تم غلط سمجھ رہی ہو تم بہت حسین ہو، بہت اچھی ہو۔ میں تمہاری قدر کرتا ہوں، سمارتا ہے، جبرائیل میری شادی ہوئی تھی، دن میں شادی کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ ابھی میری تمہاری عمر کیا ہوئی ہے۔ ابھی میں دنیا کو دیکھنا چاہتا ہوں اور تمہارا ہونا چاہتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ تم سے دور رہتا ہوں۔ تمہیں اس بات کا ثیرا نہیں ماننا چاہیے؟“

”نیشی نے اس کی آنکھوں میں دیکھا پھر نظریں جھکا لیں۔ چند سیکنڈ بعد اہستہ اہستہ نظریں اٹھا کر پھر دیکھا۔ اس کے بعد نظریں جھکا کر ہونے لگی۔ ”تمہاری آنکھوں میں ہلکی چمک ہے۔ دل کھینچا جاتا ہے۔ ایزر پورٹ پر نہیں دیکھتے یہی میرا دل بے تاب ہو رہا تھا۔ کیا تم کوئی عمل کرتے ہو؟“

”میں کچھ نہیں کرتا۔ پتا نہیں کیوں میری آنکھوں میں ایسی چمک ہے جیسی تم بیان کر رہے ہو، جالاکھ میں نے کبھی غم نہیں کیا۔“

پارس اسے یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ شیعہ بیٹی کی مشقوں سے گزرتا رہا ہے۔ کھلی فضا میں مرا تھپے کے دوران کسی ایک لفظ کو نہ کہتا رہا ہے۔ ایسی مشقوں سے گزرنے والوں کی آنکھیں عیب انداز میں پرکشش ہو جاتی ہیں۔ وہ دیکھنے والوں کو اپنی طرف کھینچنے لگتی ہیں۔ اس نے جب سے سیاہ عینک نکال کر اپنی آنکھوں پر لگا کر ہونے لگا۔ اب مجھے دیکھو، تمہاری نظریں نہیں چمکیں گی۔ تمہارا دل تمہارے ہی پاس رہے گا میری طرف نہیں آئے گا۔“

اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے سیاہ گلا کو اس کی جیب میں ٹھونسنے ہونے لگا۔ تمہاری آنکھیں خوفناک سی، یہ کچھ کے نئے بغیر ٹوٹ لیتی ہیں اور میں لٹنا چاہتی ہوں۔“

بات آگے نہیں بڑھی۔ نیشی نے اگر اطلاع دی۔ بڑی فوج کے میجر صاحب تشریف لائے تھے۔ وہ دونوں محل کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے

اپنے دفتر میں آئے۔ وہاں میجر اہل کے میجر وغیرہ پر گرج رہا تھا۔ غصہ دکھا رہا تھا۔ نیشی کو دیکھ کر ڈرامہ بڑھ گیا۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ ”میجر! اگر مجھ سے آپ کوئی غلطی ہوئی ہے تو ان کی طرف سے معافی چاہتی ہوں۔ فرمائیے، میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں، مجھے نیشی کہتے ہیں۔“

وہ معاملے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولے۔ ”مجھے اس کا ہاتھ مصلحت کے لیے تھا کہ تمہیں مجھے میجر پورٹ کہتے ہیں۔ سننا ہے، آج کل تم فوج کا ڈر سپلائی کرتی ہو۔“

”جی ہاں، یہ ڈیوٹی میں نے سمجھا لی ہے۔ اس طرح آپ جیسے تامل فوج میجر سے ملاقات کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ ان سے ملنے سے میجر سٹران مودس میں، میرے منگے ستر ہی ہیں اور میرے بڑے باپ ستر ہیں۔“

میجر و پورٹ نے ذرا ناگواری سے پارس کو دیکھا اور کورنگ اس سے ہاتھ ملانے کے لیے اسے نیشی کا ہاتھ چومنا پڑا رہا تھا۔ اس نے پارس سے ہاتھ ملایا۔ پھر کہا: ”میں مال دیکھنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔“

نیشی نے کہا: ”آئیے، تشریف لائے۔“ وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی محل کے مختلف حصوں سے گزرتی ہوئی ایک بہت بڑے اسٹور روم میں آئی جہاں فوج کے آڈیٹر کے مطابق مال تیار رکھا گیا تھا۔ میجر نے ایک رائفل اور ایک اسٹیشن گن کے آہن ڈھانچے کو دیکھا۔ رائفل اور اسٹیشن گنیں، اسلحہ ساز فیکٹری میں جا کر تیار ہوتی تھیں۔

وہ اسٹیشن گنوں اور رائفلوں کو کم دیکھ رہا تھا، نیشی کو یاد تک رہا تھا، پھر اس نے منہ خیر انداز میں کہا: ”بہت خوب صورت نیشی نے چونک کر کہا: ”جی ہاں، ہم بڑی خوبصورت سے مال تیار کرتے ہیں۔“

”میں نیشی! یہ تمہاری ویلنگ کا شعبہ ہے، کیا یہ ہتھیار ہوگا کہ ہم ہتھیار میں بیٹھ کر باتیں کریں؟“

نیشی کو یہ بات ناگوار گزری لیکن وہ کاروباری ذہن رکھتی تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا: ”سٹران مودس کا تعلق بھی اسی شعبے سے ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے شوروں سے کام لیتے ہیں۔ پارس نے کہا: ”نیشی! کیا فرق پڑتا ہے۔ مجھے دیکھنا ذرا کام میں ہے۔ تم میجر صاحب سے باتیں کر کے وہاں جاؤ۔“

میں انتظار کر رہا ہوں۔“

پارس اسٹور روم سے باہر چلا آیا۔ دفتر میں آکر بیٹھ گیا۔ اس دفتر میں چاروں طرف بڑے بڑے ٹی وی اسکرین تھے۔ میز کے پاس مختلف بیٹ تھے۔ ہر بیٹ کو آن کرنے کے بعد

ٹیل میں کے مختلف حصے نظر آتے تھے جہاں مزدور کام کرتے تھے۔ اس نے دفتر کے دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ پارس نے ایک بیٹ کو دیکھا تو وہ اسٹور روم نظر آنے لگا۔ نیشی وہ بیٹ دکھائی دے رہے تھے۔ اس نے آواز کے بیٹ کو گھمایا۔ بچہ کمر رہا تھا۔ تمہارا خیال ہے، میں جذباتی ہو رہا ہوں چلو۔ جی سہی، تم اتنی حسین اور چشما بھر تھیں دیکھ کر دل چل جاتا ہے۔“

نیشی نے کہا: ”پلیز میجر صاحب! آپ کاروباری باتیں کریں؟“

کاروباری بات بھی اسی انداز میں ہو گئی۔ اگر تم چاہتی ہو کہ جہاں مال خود پاس ہو جائے اور اس کا بل بھی ادا کر دیا جائے تو میری بات مان لو۔ آج یہ حال ہماری اسلحہ ساز فیکٹری میں ہلنے لگا، کل پورا بل ادا کر دیا جائے گا۔ کم از کم پانچ لاکھ ڈالر بل لاہ ضرور ہوگا۔ یہ معمولی رقم نہیں ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے تمہارے ہاتھ میں ہوگی۔ دوسرے اسٹور روم میں سے کمیشن مانگتے ہوئے آئے ہیں اور تمہیں مانگا رہا ہوں۔“

وہ منہ پھیر کر بولی: ”سوری میجر! میں بازاری نہیں ہوں ایک اعلیٰ خانان سے تعلق رکھتی ہوں۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ بل ادا ہو جائے۔ میں اس کے لیے میٹروں انتظار کر سکتی ہوں کہ آئے۔“

وہ اسٹور روم سے باہر گئی۔ میجر سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ بھی اس کے پیچھے چلا گیا۔ اسٹور روم خالی ہو گیا، پارس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر آفس کا دروازہ کھول دیا۔ تھوڑی دیر بعد نیشی سرخ تھمتا ہوا چہرہ لیے اندر آئی، پارس نے کہا: ”تم ایک اچھی بڑی من نہیں ہو۔“

وہ ہنسنے سے بولی: ”یوٹ اپ، تم کیا جانتے ہو؟“

میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تم بہت ہی حسین ہو اور اتنی کشش رکھتی ہو کہ ہر شخص تمہارا مطالعہ کرنے لگا۔ کیا تم ہر شخص کو غصہ دکھاتی رہو گی۔ اگر کوئی تمہارا مطالعہ کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ تمہیں جبراً حاصل کر رہا ہے یا تم اس کے سامنے مجبور ہو رہی ہو۔ کیا ایسی کوئی بات ہے؟“

وہ ذرا نرم پڑ گئی پھر بولی: ”ہاں، ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ پتا نہیں کیوں مجھے غصہ آ گیا تھا۔“

”غصہ ہتھوک دو۔ میں میجر سے بات کرتا ہوں۔“

اس نے میں میجر کو گیا۔ پارس نے کہا: ”نیشی! تم جاؤ، میں اللہ سے بات کرتا ہوں۔“

میجر نے ناگواری سے کہا: ”اب بات کرنے کے لیے کون نہیں رہا۔ میں جا رہا ہوں۔ جو مال تم لوگوں نے تیار کیا ہے

اس پر مجھے کچھ اعتراضات ہیں۔ میں اس کی رپورٹ اعلیٰ افسران تک پہنچا دوں گا۔“

پارس نے مسکراتے ہوئے کہا: ”آپ ناحق ناراض ہو رہے ہیں۔ نیشی! پلیز تم مجھے باتیں کرنے دو۔“

وہ باہر چلی گئی۔ پارس نے ایک اسکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ”ذرا دھیر نظر لائیں۔“

مجھے آؤ اور دیکھا۔ خالی اسٹور روم دکھائی دے رہا تھا۔ پھر اس نے بیٹی بھلنے کے انداز میں کہا: ”میں بھول گیا تھا کہ اس کمرے میں بیٹھ کر اسٹیشن مل کے ہر حصے کو دیکھا جا سکتا ہے۔ گویا تم نے میری باتیں سن لی تھیں؟“

ہاں، میں نے باتیں سن لیں اور وہ قابل قبول ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔“

میجر ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا: ”کافی سمجھا رہا ہوں، بڑے بڑے نانا سے میں زیادہ چمکا دوں گا۔“

پارس نے کاغذ اور قلم اس کی میز پر رکھتے ہوئے کہا: ”آپ مال کی رپورٹ کچھ دیں۔ اسے اپنی طرف سے پاس کر دیں۔“

وہ ہنسنے ہوئے بولا: ”کیا تم مجھے نااڑی سمجھتے ہو۔ پہلے میرا کام ہوگا۔ آج آج تو مجھے نیشی کو میرے ہنگامے آؤ۔“

میجر صاحب! وہ ضرور کہے گی لیکن آپ کے ہنگامے میں نہیں کیونکہ آس پاس کے دوسرے بیٹوں میں دوسرے فوجی افسران بہت ہیں اور ہم ایک متوزن خانان سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے خانان کو کوئی ٹوکی رات کے وقت آپ کے ہنگامے میں دیکھی جائے۔ کسی ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں نیشی پر اور ہمارے خانان پر انگلی اٹھانے والا کوئی نہ ہو۔“

میجر نے تھوڑی دیر تک سوچنے کے بعد کہا: ”ہاں، میں نے مضافاتی حصے میں ایک ڈاک بنگلہ سے نیشی کو رکھنا ہے۔ کیا آپ اس بات کی ضمانت دے سکتے ہیں کہ کوئی اس ڈاک کو آپ کے پاس نہیں دیکھے گا؟“

میں وعدہ کرتا ہوں وہاں کوئی اسے نہیں دیکھے گا۔“

میں کیسے مان لوں۔ کیا وہاں ڈاک بنگلے کا چوکیدار نہیں ہوگا؟“

میں اسے شام ہی کو چھٹی دے دوں گا۔“

پارس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مصلحت کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا: ”تو پھر یہ معاملہ ڈن ہے۔“

مجھے اس سے صاف ہوا کرتے ہوئے کہا: ”اٹ! اڈن!“

وہ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جلنے کے بعد نینسی اناہ  
 آئی پھر بولی: تم نے کیا باتیں کی ہیں۔ وہ شیطانی انداز میں  
 مجھے مسکراتے ہوئے دیکھ کر گیا ہے۔  
 تم چننے ہی ایسی ہو۔ انسان اور شیطان دونوں ہی تمہیں  
 دیکھ کر مسکراتے ہیں۔

۲۔ یوشاپ: تم میری انسلٹ کر رہے ہو۔  
 تم ساری حسین عورتیں اپنی انسلٹ خود کو دیتی ہو مگر  
 گل بن کر شہسوار میں آتی ہو۔ کاروبار مجھ میں آئے ہاں نہ  
 اپنے منگتے ہو نظر رکھنے کے لیے خزاہ مخزاہ کاروباری معاملات  
 میں مانگ اڑانے کے لیے جیتے ہو جو رہتی ہو۔  
 دیکھو ڈان، تم مجھے غصہ دلا رہے ہو۔  
 دیکھو نینسی، تم بات بات پر غصہ دکھانے لگتی ہو کبھی  
 تو قوت برداشت سے کام لو اور اپنے سامنے والے کی باتیں  
 سمجھنے کی کوشش کرو۔

تم طنز پر انداز میں سمجھاؤ گے تو میں کبھی نہیں سمجھوں گی؟  
 اچھا میں بڑی شرافت سے سمجھا رہا ہوں۔ آج رات  
 تم میرے ساتھ اس شہکے باہر واقع ڈاک بیگے میں چلو گی۔  
 وہاں مجھ کو تھکا انتظار رہے گا۔  
 وہ گھونسا دکھانے ہوتے تیزی سے اس کے قریب  
 آئی۔ پارس نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر کہا: میں سبیدگی سے  
 وعدہ کرتا ہوں، تمہارا یہ ہاتھ میں پکڑا ہے کوئی دوسرا نہیں  
 پکڑ سکے گا۔

وہ ایک دم سے ڈھیل پڑ گئی مسکراتے ہوئے بولی شج  
 کہ رہے ہو؟  
 میں جو کہ رہا ہوں، تمہیں اس پر عمل کرنا ہو گا۔  
 تم اس بات کا وعدہ کرو کہ میری عزت پر آج نہیں آئے  
 گی تو پھر تمہارے لیے جان کی بازی نہیں لگا سکتی ہوں۔  
 آج رات تو مجھے تم اس ڈاک بیگے میں جاؤ گے میر  
 تمہارا انتظار رہے گا۔ تم اس سے باتیں کرو گی۔ اگر وہ ہاتھ  
 پکڑنا چاہے گا تو شرط پیش کر دو گی کہ وہ ہمارے مال کو بیٹھ  
 کوائی قرار دے اور اس کی تحریر لپی رپورٹ کھدے۔ اگر وہ  
 اعتراض کہے گا تو اسے جھجھا سکتی ہو۔ یہ رپورٹ کھنے کے بعد  
 اسی کے پاس رہے گی۔ تم صبح جلتے ہوئے اس سے رپورٹ  
 لے جاؤ گی۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو کیا میں اتنی بے غیرت ہوں کہ صبح  
 تک اس کے پاس کوسے میں رہوں گی؟  
 پہلے میری پوری بات سن لو۔ جب تک تم اس سے

رپورٹ لکھو اور دستخط کرواؤ گی، تب تک میں وہاں بیٹھ جاؤں  
 گا۔ اگر بیٹھنے میں ڈر رہا ہوں تو تم نامان پتی نہیں ہو۔ اسے  
 اپنی اداؤں سے ہلانے رکھنے کی کوشش کرنا۔ برحال میں  
 وعدہ کرتا ہوں کہ وقت پر پہنچ جاؤں گا۔

تم پہنچ کر کیا کرو گے؟ اگر تم نے وہ رپورٹ لے لی  
 اور اس سے جھگڑا کر بڑھ گیا تو اس رپورٹ کو وہ منسوخ کر سکتا  
 ہے۔ ہمارے مال کے خلاف دوسری رپورٹ پیش کر سکتا ہے۔  
 وہ دوسری رپورٹ پیش کرنے کے لیے زندہ نہیں  
 رہے گا۔

وہ ایک دم سے گھبرا کر بولی: کیا تم اسے مارنا چاہتے؟  
 نینسی: جب اس نے تمہاری عزت سے کھینچنے کی بات  
 کی تو تمہیں کتنا غصہ آیا تھا۔ میرا خیال ہے تم نے غصے میں اسے  
 قتل کرنے کے متعلق سوچا ہو گا۔  
 ہاں میں نے سوچا تھا لیکن سوچنے اور کرنے میں بڑا  
 فرق ہے۔

فرق اس لیے ہے کہ تم عورت ہو اور مرد ہو۔ جو کچھ  
 ہو وہ کر نہیں سکتیں۔ میں مرد ہوں۔ تمہاری سوچی ہوئی بات  
 کو پورا کر سکتا ہوں۔ ہمیں ایسے شیطانیوں کو سزا دینی چاہیے  
 تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔ اگر تم سزا نہیں دینا چاہتا  
 اسے معاف کر دینا چاہتی ہو تو جاؤ۔ پھر صبح اس کے کوسے  
 سے واپس آنا۔

۱۔ اے میں تمہارا منہ توڑ دوں گی؟  
 ۲۔ بھیر کو منہ توڑ جواب دو۔  
 ۳۔ لیکن ڈان! تم بہت خطرناک قدم اٹھانے والے ہو۔  
 اگر ہم بیٹھ گئے تو کیا ہو گا؟  
 ہم کبھی نہیں پھینس گے۔ جیسے ہی رات کو میں کوسے  
 میں آؤں گا، تم باہر چلی جاؤ گی۔ باہر گاڑی موجود ہوگی، تم اس  
 میں بیٹھ کر اپنے گھر پہنچ جاؤ گی۔

نینسی: میں تمہیں تنہا چھوڑ کر نہیں جاؤں گی؟  
 جو میں کہتا ہوں، تم وہ کرو گی۔  
 جو تم کو کہے وہ کرتی رہوں گی لیکن تمہیں پس چھوڑنا  
 اچھی بات ہے۔ تم ڈاک بیگے سے گاڑی لے کر  
 کم از کم ایک فریٹنگ کے خالص پے رجا کر انتظار کرنا۔ میں وہاں  
 آ جاؤں گا۔

وہ فدا سمی ہوئی سی اس کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔  
 نظر میں ملتے ہی اس نے اپنی نگوںں جھکا لیں پھر کھینچی

اپنی آنکھیں متین خزنک ہیں اچھے ہی ارادے ہیں خزنک  
 ۔ تم مجھے ڈرگ رہا ہے۔  
 کیا ڈر کے ساتھ چھوڑ دو گی؟  
 اس نے انکار میں سر ہلایا پھر اس کے بازو پر سر رکھ کر بولی۔  
 ہاں سے ڈرتے ڈرتے مر جاؤں گی تو تمہارا ساتھ نہیں  
 لڑوں گی۔

وہ رات کے اٹھ بجے تیار ہو کر نکلے۔ نانانے خوش ہو کر کہا  
 مایا میں نہیں کر سکتا کہ تم دونوں کو ساتھ دیکھ کر مجھے کتنی خوشی  
 مل رہی ہے۔ آج تک میں نے اربوں ڈالر کما لیے لیکن اولاد  
 بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہوئی۔ اگر اولاد خوشحال ہے تو ہمارا  
 مانا بڑے سکون سے گزر رہا ہے۔ جب موت آئے گی تو میں  
 لے سکوں سے مردوں گا۔  
 نینسی نے ان کے گردن میں بائیس ڈالر کا کمر باندھا۔ آپ زندہ  
 رہ گئے۔ ہمارے بچا پے تک بھی زندہ رہیں گے۔ آپ کا سایہ  
 بڑھ رہا ہے مردوں پر رہے گا۔

۱۰۔ اگر تم باہر ہو کر برسوں زندہ رہو تو اپنی یہ بائیس  
 ڈالر گردن میں نہیں، میرے نواسے کی گردن میں ڈالو اور شادی  
 راز۔  
 وہ ہنستی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی۔ نانانے مسکرا کر  
 اسے پوچھا: کیوں سڑا لے، میری نواسی کیس ہے؟  
 بہت اچھی ہے بلکہ بہت ہی اچھی ہے لیکن اپنے مزاج  
 ادا کرنے کے لیے ذرا وقت مانگے گا۔

میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا۔ میری بے شمار دولت باہر  
 لپٹا جائے گی اس لیے مزاج کو ایک دوسرے سے مل کر چلتے  
 ہو لیکن شادی یہی ہے اور یہ شادی دونوں کے اندر ہوگی۔  
 پارس شرماتا ہوا باہر آیا۔ وہاں نینسی انتظار کر رہی تھی  
 اور غصہ دکھانے کے لیے شرماتا ہوا تھا لیکن اندر ہی اندر پشیمان  
 تھا۔ یہ شادیوں کا سلسلہ کیا پل پڑا ہے؟ سمارتھ سے اس لیے  
 شادی کی قسم کر اس سے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔ وہ ظالم باپ  
 کو ظالم بیٹی تھی، ڈان کو شادی کے بعد تم کو دینا چاہتی تھی۔  
 قسمت نے خود ہی اسے ٹھکانے لگا دیا لیکن نینسی اس سے  
 فریب تھی۔ ایک اچھی، سلیبے ہوئے ڈھن کی لڑکی تھی۔ اسے  
 ڈان کی حیثیت سے چاہتی تھی اور اس کے سوا کسی اور کو اپنا  
 بھروسہ نہ کرنا تھا۔ زندہ لاپٹی تھی خود خزن۔ اپنے  
 بھتیجی ایک محبت کرنے والا دل رکھتی تھی اور وہ ایسی لڑکی کو  
 جھکا نہیں دینا چاہتا تھا۔  
 اگنے لاکر ایٹرنلنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے کسان میں

یہاں کے رستے نہیں جانتا۔ مجھے گاڑی بڑھتی رہی؟  
 اس نے کار اشارت کر کے آگے بڑھائی۔ نینسی نے  
 کہا: ابھی آٹھ بجے ہیں۔ کیا ہم اتنی جلدی ڈاک بیگے میں  
 جا سکتے ہیں؟

۱۰۔ نہیں، پہلے ہم ذرا گھومنے پھرنے جائیں گے۔  
 ۱۱۔ یہاں سے ریٹکن اسٹریٹ چلو۔ وہاں رات کو اچھی چل  
 پھل رہتی ہے۔ ہم اس رستے سے گزرتے ہوئے جائیں گے۔  
 پارس نے پوچھا: منسلبے، یہاں ایک شیشا نامی سٹریٹ  
 قانون رہتی تھی اور وہ ٹیلی فون جاتی تھی؟  
 ۱۲۔ ہاں، ہماری قوم کو ایک ٹیلی فون جانتی تھی جسے والی ہستی نصیب  
 ہوئی تھی لیکن تین تیس کیا بات ہو گئی انھوں نے خود کشی کر  
 لی۔ تم نے فرما دلی تو رکا نام سنا ہو گا۔  
 ۱۳۔ ہاں، منسلبے۔

۱۴۔ وہ بھی ٹیلی فون جانتا ہے۔ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ شیشا  
 نے خود کشی نہیں کی بلکہ اسے خود کشی پر مجبور کیا گیا تھا۔ اس کے قاتل  
 ہم پوری لوگ ہیں۔ اس نے اس سلسلے میں یہاں کے اعلیٰ  
 حکام کو سزا میں دی تھی۔ انھیں شیشا کے جنازے کے ساتھ  
 نکلنے جاؤں پلا یا تھا۔ یہ ٹیلی فون جانتی تھی۔  
 میں غصتی ہوں تو دلچسپی غصی ہوتی ہے لیکن کاروباری معاملات  
 میں اچھی رہتی ہوں ٹیلی فون جانتی ہے بارے میں مزید جاننے کا  
 موقع نہیں ملتا۔

۱۵۔ محترم شیشا کی تدفین کہاں ہوئی تھی؟  
 ۱۶۔ آگے ایک قبرستان ہے، وہاں اس کا ایک بہت ہی  
 خوبصورت مزار بنایا گیا ہے۔ منسلبے، اب تک کوئی پچیس  
 تیس لاکھ ڈالر خرچ ہو چکے ہیں اور مزید خرچ کیے جائیں گے۔  
 معلوم ہوتا ہے، اسے موجودہ دور کا تاج محل بنایا جا رہا ہے۔  
 پارس نے دل ہی دل میں کہا: یہاں ایک عجیبہ کے  
 لیے تاج محل بنایا گیا تھا۔ میری ماں کے لیے بنایا جا رہا  
 ہے اور دلچسپی میں ہی ایک تاج محل رہے گا باقی سب  
 گھنڈر ہو جائیں گے۔

۱۷۔ وہ اس قبرستان سے گزرتے ہوئے ڈاک بیگے تک  
 پہنچ گئے پارس نے گاڑی روک دی پھر اترتے ہوئے بولا۔  
 ۱۸۔ یہاں سے تم ڈرنا بڑھتی ہوئی جاؤ۔ اپنی ذات پر بھروسہ نہ  
 رکھو اور حوصلے سے اس شیطان کے ساتھ کھینچنے کی کوشش  
 کرتی رہو، میں تمہارے ساتھ سائے کی طرح لگا رہوں گا۔  
 ۱۹۔ ایٹرنلنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے بولی: ڈان! ایک  
 بات اچھی طرح سن لو۔ اگر تم وقت پر نہ پہنچے اور میری عزت  
 229



پر ذرا بھی آج آئی تو میں اپنی جان دے دوں گی؟  
 اس کی نوبت نہیں آئے گی جاؤ شاباش؟  
 وہ کارڈر انوکرتی ہوئی آگے بڑھی۔ سامنے ہی ڈاک  
 بنگلا تھا گاڑی کی آواز سن کر مجھ پر آیا۔ پھر سے کاہ سے  
 آجسے ہونے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔ تم دس منٹ لیٹ  
 آئی ہو لیکن ایسا لگتا ہے جیسے میں برسوں سے اس آگے والی  
 قیامت کا انتظار کر رہا ہوں؟  
 اس نے ہاتھ بڑھایا۔ وہ اس کا ہاتھ تمام کر بیٹھے کے  
 اندھا لگی۔ مجھ سے دروازے کو اندر سے بند کر دیا، پھر اس  
 کے قریب آیا۔ وہ اس سے کترا کر دروازے کے پاس آئی اسے  
 کھولتے ہوئے بولی: دروازہ ابھی بند نہیں ہوگا؟  
 پھر کب بند ہوگا؟  
 تم نے مجھے محبت سے نہیں، کاروباری شرط پر لایا ہے  
 لہذا پہلے شرط پوری ہوگی؟  
 اس نے پرس کھول کر کاغذ اور تلم نکالا پھر کہا: پہلے  
 اس پر مائے تیار شدہ مال کی بسترین رپورٹ لکھ کر دستخط  
 کرو؟  
 دستخط کرنے کے بعد تم ہاتھ سے نکلنا چاہو گی؟  
 جب تک یہ کاغذ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ میں تمہارے  
 ہاتھ میں رہوں گی۔ صبح اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گی؟  
 ہاں، تمہاری بات ماننے والی ہے۔ لاؤ، میں لکھ  
 دیتا ہوں؟  
 وہ کاغذ اور قلم لے کر بیٹھنے لگا نینسی سہمی ہوئی تھی۔  
 پریشان ہو کر کبھی کبھی اور کبھی دروازے کی طرف دیکھ رہی  
 تھی۔ ڈان لے کہا تھا، وہ یروقت پہنچے گا اور اب وقت  
 آ گیا تھا۔ وہ دیکھ چکا تھا اور دستخط بھی چکا تھا۔ پھر وہ  
 آنکھ کھڑا ہو گیا کاغذ کو تکر کے پھینکے کے نیچے رکھتے ہوئے  
 بولا: اب یہ کاغذ مل صبح نکلے گا میں نے دروازہ اندر سے  
 بند کیا تھا، تم نے کھول دیا۔ اب تمہاری شرط پوری ہو چکی  
 ہے۔ جاؤ، اپنے ہاتھوں سے دروازے کو بند کر دو؟  
 اس نے دھسکی کی بوتل نکالی پھر ایک گلاس میں  
 انڈینے لگا۔ وہ کھڑی ہوئی سوچ رہی تھی۔ ایسے وقت  
 کیا کرنا چاہیے؟ اس کے دماغ میں کوئی تدبیر نہیں آ رہی تھی  
 اور وہ دروازہ بند نہیں کرتا چاہتی تھی۔ بند کرنے خود کو قیدی  
 نہیں بنانا چاہتی تھی۔  
 مجھ سے شراب کے گلاس میں برف کے ٹکڑے ڈالے،  
 تھوڑا سا پانی ڈالا پھر لے اٹھا کر بولا: واہ یہ بھی کیا چیز ہے،

کیا رنگ ہے، ایسا لگتا ہے جیسے گلاس میں سونا گھس رہا ہو  
 یہ کہہ کر اس نے ایک گھونٹ لیا، پھر اس کی طرف  
 دیکھ کر بولا: اب تم ابھی تک کھڑی ہوئی ہو اور دروازہ بند  
 نہ ہو... تم میں بند نہیں کروں گی؟  
 کیا مطلب؟  
 مطلب یہ کہ دروازہ بند کرنے کی کیا ضرورت ہے۔  
 کھلا رہنے دو؟  
 اس نے ایک قہقہہ لگایا۔ دو چار گھونٹ پیے اور  
 بعد اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا: میں بھول گیا تھا ایسے وقت  
 عورت شرماتی ہے۔ دروازہ مجھے ہی بند کرنا چاہیے؟  
 وہ ایک قدم آگے بڑھا: ذرا لکھ لیا پھر بولا: اس  
 واہ، دو چار گھونٹ میں ہی نشہ ہونے لگا۔ تم میں نہیں پرشر  
 کا نہیں تمہارا نشہ ہے۔ دیکھو، خواہ مخواہ قدم ڈونگ لگا ہے میں  
 وہ ہنستا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ پھر اس کے پاس  
 بند کرنا ہی چاہتا تھا کہ رشتہ پر ایک زبردست گھونٹ لایا  
 کیوں لگا جیسے ڈوبتے ڈوبتے اجانگ ساحل پر پہنچ گئی  
 مارے خوشی کے طق سے صبح نکل گئی تھی پھر لکھ کر چیک  
 میں آگرا تھا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے ہونٹوں کے پاس  
 گرمی محسوس کی۔ ہاتھ لگا کر دیکھا تو باپچوں سے سورتے لگا  
 براز بردست ہاتھ تھا۔ بس ایسے ہی محسوس ہوا تھا جیسے  
 لوہے کی سلاح چڑی ہو۔ وہ غصے سے جھجھکا کر اٹھا جاتا  
 منہ پر ایک زبردست ٹھوکہ چڑی۔ وہ اٹھ کر لکھتا ہوا  
 کے نیچے چلا گیا۔ پھر کوٹ بدل کر باہر نکلا۔ سر اٹھا کر دیکھ  
 سامنے ڈان مورس نظر آیا، اس کے ہاتھ میں ریوا لور تھا  
 نے کہا: نینسی! وہ کاغذ اور وہاں سے جاؤ میں نے جانا  
 کہا تھا، وہاں میرا انتظار کرنا۔ میں ابھی آ رہی ہوں؟  
 نینسی نے فوراً تیکے کے نیچے سے کاغذ نکالا پھر  
 میں اسی جگہ انتظار کروں گی۔ در نہ کرنا۔ تم نہیں آؤ گے  
 میں رات سے صبح کروں گی، اس جگہ سے نہیں ہوں گی؟  
 مجھ سے کہا: تم دوں بہت بڑی غلطی کر رہے  
 میں نے جو مال کی رپورٹ لکھی ہے اس کے خلاف لکھ  
 اور رپورٹ لکھ سکتا ہوں؟  
 پادرس نے کہا: ہاں، اگر تم زندہ ہو گے تو خود لکھو  
 نینسی علی گئی۔ مجھ سے متوکل نہ گئے ہوتے چھاپا  
 تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟  
 کیا ہم جیل جانے کے لیے ادا نہیں کاروبار کا یاد  
 کرنے کے لیے تمہیں زندہ چھوڑ دیں تمہارے جیسے قیامت

بیٹان افسر کو مر جانا چاہیے؟  
 اس نے ریوا لور سے نشانہ لیا۔ مجھ نے انکار میں ہاتھ  
 نہ ہونے کہا، تمہیں نہیں، دیکھو گولی نہ چلانا مجھے چھوڑ  
 میں تمہارے خلاف کوئی رپورٹ نہیں لکھوں گا میں قسم  
 آتا ہوں، تم جو ہو گے وہی کروں گا؟  
 یہی تم اپنی قسم پر قائم رہو گے، جو میں پوچھوں گا اس  
 جواب دو گے؟  
 ہاں، جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو، میں سچ جواب دوں گا؟  
 میری مٹی شیشا کے تعلق جو جانتے ہو وہ بیان کرتے  
 ڈو کہ وہ طرح یہاں لائی گئی تھیں، کہاں رکھی تھیں اور  
 کے خلاف کیا سازشیں ہوتی رہیں؟  
 تم شیشا کو مٹی کہہ رہے ہو؟  
 ہاں، میں اپنی مٹی کا شیشا ہوں۔ اس کے بعد میں تمہارے  
 ہی سوال کا جواب نہیں دوں گا صرف تم جواب دو گے اگر  
 بننے مٹی کے تعلق کچھ بتانے سے انکار کیا تو ابھی ایک گولی  
 لائی اور تم اس دنیا سے رخصت ہو کر دوبارہ نہیں آ سکو گے؟  
 میری سمجھ میں نہیں آتا میں شیشا کے بارے میں کیا  
 بتاؤں۔ میں بہت کم جانتا ہوں؟  
 تم بڑی فرج کے سمجھو، جب میری مٹی اور پاپا کو کسی  
 میں قید کیا گیا تھا تو وہ عمل فوجوں کے حوالے کیا گیا تھا؟  
 تمہاری معلومات دست ہیں لیکن میری ڈیوٹی عمل کے  
 اہل واکرتی تھی۔ میں اندر کے معاملات کو بائبل نہیں جانتا؟  
 پھر کون جانتا ہے؟  
 اس عمل کے اندر دینی معاملات کا انچارج کرن جیسی تھا؟  
 اس کا ٹیل فون نمبر اور بتاؤ؟  
 وہ بتانے لگا۔ پادرس نے کہا: میں یقین کرنا چاہتا ہوں  
 اسے صحیح نام، پتا اور ٹیل فون نمبر بتایا ہے۔ لہذا ریویور  
 ڈاؤن فرم وائل کرو؟  
 وہ فرم سے اٹھ کر ٹیل فون کے پاس جانے لگا وہاں  
 غصے سے اس نے اجانگ پلٹ کر ریوا لور پر ہاتھ مارا ریوا لور  
 کے ہاتھ سے نکل کر دوڑ چلا گیا۔ پھر اس نے گھوم کر ایک  
 سامان چابی، پادرس ذرا نیچے ہٹ گیا۔ وہ گھومتا ہوا  
 سر ریوا لور کے پاس جا کر فرش پر گرلا۔ فوراً ہی اسے اٹھا کر  
 لگاؤ پادرس پر گتے ہوتے بولا: اب تو تم کتنے کی موت  
 گئے؟  
 پادرس نے کہا: میں مرنے سے پہلے ایک بار پوچھوں گا۔  
 اٹھ کر اٹھ کر صبح نام پتا اور فون نمبر بتایا ہے؟

ہاں، میں نے اپنی جان بچانے کے لیے سچ اٹھایا  
 تھا مگر سچ اس کر سے سے باہر نہیں جاسکے گا؟  
 اور تم بھی یہ سچ بولنے کے قابل نہیں رہو گے کہ میں  
 پادرس ہوں، اپنی مٹی شیشا کا شیشا ہوں اور یہاں ڈان مورس  
 کے روپ میں آیا ہوں۔ چلو، ریویور اٹھاؤ اور فرم وائل کرو  
 ریوا لور پھینک دو، وہ غالی ہے؟  
 مجھ نے چونک کر ریوا لور کی طرف دیکھا۔ اسی وقت  
 اس کے ہاتھ پر ایک ٹھوکہ چڑی۔ ریوا لور ہاتھ سے نکلنا  
 میں گیا پھر پادرس نے اٹھ کر اسے کچھ لیا۔ واپس زمین پر  
 پہنچ کر بولا۔ ریوا لور غالی نہیں ہے؟  
 یہ کتنی ہے اس نے ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید  
 کیا اسے لگا جیسے لوہے کی سلاح چڑی ہو، اس کی ناک سے اور  
 باپچوں سے خون بہنے لگا۔ آنکھوں کے سامنے قہقہے چلنے  
 دیکھنے لگے۔ اس نے اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر دھکا دیا وہ  
 لکھڑاتا ہوا ٹیل فون کے پاس آ کر گر پڑا۔  
 میجر! میں باہر نہیں کہوں گا۔ فوراً ریویور اٹھاؤ؟  
 وہ ریویور اٹھا کر فرم وائل کرنے لگا پھر بولا: میں  
 کرنل سے کیا کہوں گا؟  
 پہلے یقین کر لینا کہ دوسری طرف سے کرنل ہی بول رہا  
 ہے۔ جب یقین ہو جائے تو اس سے کہنا، اس وقت فرم وائل  
 تیور تمہارے دماغ میں ہے اور تمہارے ذریعے کرنل کے  
 دماغ تک پہنچ رہے، لیکن کرنل کو نہیں چھوڑے گا۔ نہ ہی  
 اس کے دماغ میں جو بیس گھنٹے تک بولے گا۔ اسے جو بیس  
 گھنٹے کی مہلت دی جا رہی ہے۔ اس کے بعد اس کی سانس  
 اٹھانے لگی۔ اگر وہ حافظی تدابیر سے بچ سکتا ہے تو پہنچنے  
 کی کوشش کرے۔ اگر وہ مجھ سے معافی مانگنا چاہتا ہے  
 تو ایک ہی شرط پر معافی مل سکتی کرنل اس شخص کا نام بتا  
 اور ٹیل فون نمبر بتا دے جو ڈی فون نمبر کہ شیشا کے پاس  
 جایا کرتا تھا۔ تن ایب میں فرم وائل پادرس علی تیور موجود  
 ہے۔ وہ کل صبح دس بجے تک کرنل کو فون کرے گا اور کرنل  
 اسے ڈی فون فرم وائل نام اور بتا دے گا۔ نہ بتانے کی صورت  
 میں شاید وہ جو بیس گھنٹے بھی زندہ نہ رہ سکے؟  
 میجر ریویور کان سے لگائے ہوئے تھا۔ دوسری طرف  
 سے رابطہ قائم ہوا، کرنل کے باڈی گاڈی آواز سنائی دی۔  
 مجھ نے کہا: میں میجر ولٹ بول رہا ہوں، کرنل سے ایک  
 اہم معاملے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ ان سے بات کرنا  
 تھوڑی دیر ہو لائن کرنے کے لیے کہا گیا پھر کرنل

کی آواز سنائی دی؟ یہ یلو بجر و لبرٹ! کیا بات ہے؟  
 یہ یلو کرن بیگن! تم ہی بول رہے ہو نا؟  
 یہ بجر تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا تم میری آواز نہیں پہچان رہے ہو؟

میں تو پہچان رہا ہوں۔ فریڈر علی تمہیں یقین کرنا چاہتا تھا کہ تم ہی بول رہے ہو۔ اب وہ تمہارے دماغ میں بیٹھنے گا لیکن فی الحال تمہیں نہیں چھیڑے گا۔ وہ زندہ رہنے کی تدبیر کر سکتے ہو، تمہیں چھوٹے کھٹے کی مہلت دی جا رہی ہے مگر تمہیں یقین ہو جائے کہ کئی یقینی جاننے والے سے بچ نہیں سکو گے تو تمہیں ایک شرط پر معافی مل سکتی ہے تم اس شخص کا نام اور پتہ بتا دو، جو وہ فریڈر بن کر شیشیا کے پاس جایا کرتا تھا۔ پارس علی تمہیں ایسے میں کہہ دے۔ وہ کل صبح دس بجے تک تمہیں فون کرے گا اور تم اس شخص کا نام اور پتہ بتاؤ گے۔ نہ بتانے کی صورت میں شاید جو بیس گھنٹے بھی زندہ نہ رہ سکو!

پارس نے کرڈل پر ایک پاؤں رکھا۔ رابطہ ختم ہو گیا۔ پھر اس نے کہا: "میرا جی چاہتا ہے، تم لوگوں کو زیادہ پارک مارو، تم لوگ زندگی کی بھسک مانتے رہو اور میں تنہا جی سہی موت بیکار ہوں لیکن آج جمہوری ہے، میرے پاس وقت نہیں ہے۔ نینس بے چینی سے انتظار کر رہی ہوگی۔ یوں بھی یہاں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے تم بھی وقت ضائع نہ کرو۔ جو تم کے دروازے تمہارے لیے کھلے ہوئے ہیں! یہ کہتے ہی اس نے ہانڈل کر دیا۔ ٹھائیں ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ایک گولی پشانی اور دوسری ٹھیک دل کی جگہ پر لگی۔ وہ وہاں سے ہٹ کر تیزی سے چلتا ہوا باہر آیا۔ پھر تقریباً دوڑتے ہوئے ایک فرلانگ کا فاصلہ طے کر کے نینس کے پاس پہنچ گیا۔ سامنے والی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھے ہوئے کہا: "یہاں سے نکل جاؤ!"

نینس نے پارس کو دیکھتے ہی انجین اشارٹ کر دیا تھا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد گاڑی آگے بڑھا دی۔ پھر قدر بڑھاتے ہوئے بولی: "میں نے دو بار فائرنگی آواز سنی تھی!" پارس نے کہا: "جو وقت گزر چکا ہے۔ اس کی بات نہ کرنا۔ اس وقت میں وحشت اور جنون میں ہوں!" وہ سہم کر خاموش رہی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد بولی: "کیا ہم سیدھے گھر جائیں گے یا کہیں وقت گزاریں گے؟ ہمیں رات کا کھانا بھی کھانا ہے!" وہ ایک ٹائٹ کلب میں آگئے۔ وہاں کے خوبصورت ڈانس فلور پر کتنے ہی حسین جوڑے رقص کر رہے تھے۔ پارس

نے ایک میز پر بیٹھ کر جوس کا انڈر دیا پھر کہا: "ہم جوس پر کر ڈانس کریں گے۔ اس کے بعد اپنی پسند کا کھانا کھا کر نینس کا کھانا کھا کر نینس کو کارڈر ٹیو کرنے کے دوران پارس کی طرف زیادہ دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ٹائٹ کلب میں پہنچنے کے بعد کئی بار اس کی آنکھوں کو دیکھا پھر پوچھا: "کیا پہلے تم نے تکل کیے ہیں؟"

"تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"  
 "تم نے ایک شخص کو ٹھکانے لگا دیا۔ اس کی زندگی ختم کر دی ہوگی تمہارے چہرے پر فلاں بھی کھل رہی ہے تم بہت ہی پرسکون دکھائی دے رہے ہو اور اب جوس کے بعد میرے ساتھ ڈانس کرنا چاہتے ہو۔ تم شادمان نہیں بیٹھے؟"

"مجھے کیوں پینا چاہیے؟"  
 "میں نے منہ سے، تکل کرنے والے شراب مزہ پینے میں تکل کرنے سے پہلے بھی تاکہ وہ ہوش میں نہ رہیں اور ڈانس کرنے کے بعد بھی تاکہ وہ تکل کی واردات کو بھول جائیں!"  
 "تم کس تکل کی بات کر رہی ہو؟"  
 وہ جراتی سے دیکھتے ہوئے بولی: "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جو کچھ تم نے کیا ہے، اسے بھول چکے ہو؟"

"ابھی میں نے کیا کیا ہے؟"  
 "اوہ گاڈ! تم بہت بڑے ہو یا مجھے پتہ نہیں چلے گا کہ تمہارا چاہتے ہو۔ میں اس سلسلے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ اگرچہ اور ٹائٹل جنس والوں کو ہم پر شہرہ ہوا تو کیا ہوگا؟"  
 "شہ کیوں ہوگا۔ تم گھبراؤ گی، سہمی ہوئی رہو گی پریشاں ظاہر کر دو گی تو خواہ مخواہ لوگ شہ کریں گے۔ کیا میں تمہارا عزت بچا کر اور تمہیں اس تکل کے سلسلے میں مازاد باک غلطی کر رہا ہوں؟"

وہ ہلدی سے بولی: "نہیں نہیں، میں تم پر فخر کرتی ہوں مجھے زندگی میں پہلی بار یہ سوچ کر خوشی ہو رہی ہے کہ میری کوئی لڑائی نہ ہو۔ جو میری عزت پر کبھی آج نہیں آئے۔"  
 "اگر تم مجھے جاہلی ہنساؤ پھر مجھ پر فخر کرتی ہو تو آج جو کچھ چکا ہے اسے بھول جاؤ!"

وہ جس بیٹھنے کے بعد ڈانس فلور پر آگئے اور موسیقی ڈھن پر آہستہ آہستہ رقص کرنے لگے نینس نے کہا: "میں نے سنا تھا، تم بہت ہی بزدل اور احمق ہو۔ تمہارا یادداشت بھی کمزور ہے لیکن تم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم اس کے بالکل برعکس ہو۔ سچ بات تو یہ ہے کہ تم بہت ہی بااثر

لگتے ہو۔  
 میرے ساتھ پونہی وقت گزارتی رہو گی تو بہت کچھ معلوم ہوتا رہے گا۔ چونکہ تم میری منگیت رہو، انا نا جان کہنے میں کہ دو دن کے اندہ ہماری شادی ہوگی تو میں اپنے باپ سے میں ایک بات بتا دوں۔ میں دوسری زندگی گزارتا ہوں، بظاہر بزدل اور احمق بن کر رہتا ہوں لیکن باطن میں کیا ہوں یہ تم دیکھ چکی ہو!"

وہ خوش ہو کر بولی: "میں ایڈوٹس پسند کرتی ہوں اور تمہارا ٹائپ یہی ہے۔ میں تمہیں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں!"  
 "تمہیں ایک بات سمجھاؤں؟"  
 "مہر ذرا سمجھاؤ!"

"کسی کو سمجھ لینے کا دعویٰ کبھی نہ کرو۔ تم مجھے قتنا سمجھا ہے اس کے بعد بھی سمجھنے کے لیے آنا کچھ رہ گیا ہے کہ سمجھتے سمجھتے تمہاری جوانی گزر جائے گی، شاید بڑھاپا بھی گزر جائے!"

وہ ہنسے بیارہ میرے انداز میں ٹھٹک کر بولی: "اوہ! دیکھو پراسرار زندگی نہیں تو مجھے نیند نہیں آئے گی۔ میں تمہارے ہی ہارے میں دن رات سوچتی رہوں گی کہ آخر تم کیا چیز ہو، میزرا تم جو کچھ بھی ہو مجھ سے نہ چھپاؤ، مجھے بتا دو!"  
 "میری حقیقت سن کر پہلے تو تم یقین نہیں کرو گی اور جب یقین آجائے گا تو مجھ سے ڈرنے اور نفرت کرنے لگو گی!"  
 "ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ میں بیان نہیں کر سکتی کہ تم سے ملنے کے بعد مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں تمہارے لیے پاگل ہو رہی ہوں۔ یوں لگتا ہے کہ مجھے تم سے جدا ہونا پڑا تو مجھ کوئی اور تم کہتے ہو کہ میں تم سے ڈرتے اور نفرت کرنے لگوں گی۔ مگر نہیں، ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ میزرا مجھے بتاؤ تم کون ہو؟ کیا ہو؟"

"میں بتا رہا ہوں۔ وعدہ کرو اپنے نانا سے بھی نہیں کہو گی!"  
 "میں قسم کھاتی ہوں، اپنے سامنے سے بھی نہیں کہوں گی!"  
 "تو مجھ کو تمام کر سٹو۔ میں جسمانی طور پر انسان ہوں لیکن اندر سے شیطان ہوں!"  
 "اس کا مطلب کیا ہوا؟"

"مطلب یہی کہ تمہارے ساتھ جو جسم لگا ہوا رقص کر رہا ہے، یہ ڈانس بوس کا ہے لیکن اس کے اندر میں سما گیا ہوں اور میری وجہ سے ڈانس بوس کی بزدلی ختم ہو گئی ہے!"  
 "کیا تم مجھے نادان پتی سمجھ کر ڈانس کی کوشش کر رہے ہو؟"

"کیا تمہیں شیطان کے وجود پر یقین نہیں ہے؟"  
 "بے شک یقین ہے۔ میں نے آج تک شیطان کو نہیں دیکھا لیکن بزرگوں سے سنا ہے اور اب میری عمر یہی کیا ہے، ہو سکتا ہے آئندہ کبھی شیطان کو دیکھ سکوں!"  
 "تم دیکھ رہی ہو مگر سمجھ نہیں رہی ہو!"  
 "پلیز ڈان، مجھے خوفزدہ نہ کرو!"

"میں نے حقیقت بتا دی۔ تم یقین نہیں کرو گی تو کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ میں تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچاؤں گا!"  
 "شیطان کی ایسی کیسی تم مجھے باتوں سے بہلا رہے ہو!"  
 "موسیقی سہم گئی۔ وہ تالیوں کی گونج میں اپنی زیر پروری پس لگنے لگھلنے کا انڈر دیا پھر پارس نے کہا: "بہتر یہی ہے کہ تم میری کسی بات پر یقین نہ کرو!"  
 "کیوں مجھے اٹھا ہے ہو؟"  
 "تم اتنی حسین، اتنی پیاری پیاری سی دوشیزا ہو کہ میں تمہیں دھوکا نہیں دینا چاہتا!"  
 "کیسا دھوکا؟"

"میں شیطان ہوں۔ کسی ایک کے جسم میں بہت عرصے تک نہیں رہ سکتا۔ زیادہ سے زیادہ دو چار ہفتے ڈان کے جسم میں رہوں گا پھر یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا۔ میرے بدلنے کے بعد تمہیں پھر وہی احمق اور بزدل ڈان نظر آئے گا!"  
 وہ یقین نہیں کر رہی تھی لیکن اس کے چہرے سے اچھس ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ کھلنے کے دوران چپ چپ سی رہی۔ کھلنے کے بعد وہ ٹائٹ کلب سے باہر نکلے۔ پارس نے ایشیئرنگ سیٹ سمجھائی۔ کارا اشارٹ کرتے ہوئے پوچھا: "تم خاموش کیوں ہو؟"

"میں محسوس کر رہی ہوں، تم مجھ سے بچھا چھڑانا چاہتے ہو اس لیے اپنے باپ سے ملنے کی باتیں کرتے ہو!"  
 "اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ میں تم سے بچھا چھڑا رہا ہوں تو اب ایسی باتیں نہیں کروں گا۔ انا نا جان ہماری شادی دو دن کے اندر کرنا چاہتی ہے تو مجھے منظور ہے، در نہ میں تو چاہتا تھا، یہ شادی کم از کم ایک ہفتے کے لیے مل جائے تاکہ تمہیں سوچنے سمجھنے کا موقع مل سکے!"  
 وہ ناراض ہو کر بولی: "اچھی بات ہے، میں انا نا جان سے کہوں گی کہ ہماری شادی ایک ہفتے بعد ہونی چاہیے اور ایک ہفتے تک میں تمہیں اپنی صورت نہیں دکھاؤں گی!"  
 "تم ایک ہفتے تک صورت نہ دکھانے کی بات کر رہی ہو۔ اگر میں نے کل صبح تمہیں نہ دیکھا تو استنبول چلا جاؤں گا یا

ڈان موریس کا جسم ہمیشہ کے لیے چھوڑ دوں گا؟  
 تم پھر وہی جسم میں سامنے اور جسم کو چھوڑ جانے والی بات کر رہے ہو؟  
 جو حقیقت ہے، بے اختیار زبان پر آ جاتی ہے۔ میں کوشش کروں گا، اب ایس بات درود کروں؟  
 وہ اپنے شاندار عمل نما سنگے میں پہنچ گئے اور اسے اتر کر اندر آ گئے۔ آدھی رات گزر چکی تھی۔ نانا جان اپنے میڈروم میں سو رہے تھے۔ پارس نے نینسی کی خواب گاہ کے سامنے آ کر کہا، تم جا کر آرام سے سو جاؤ۔ مجھے ایک فردری کام ہے۔ میں باہر جا رہا ہوں؟  
 اس نے پوچھا، آدھی رات کے وقت کہاں جاؤ گے؟  
 میری کچھ بخوری ہے۔ میرا جاننا ضروری ہے۔ میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ لباس بدلنے کے بعد باہر جاؤں گا پھر جلد ہی لوٹ آؤں گا؟  
 یہ کہہ کر وہ اپنے میڈروم کا دروازہ کھول کر اندر گیا نینسی باہر کھڑی سو جاتی رہی پھر وہ تیزی سے چلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں آئی۔ وہاں سے گزرتی ہوئی باہر پورچ میں کھڑی ہوئی کار کے پاس پہنچ گئی۔ اس کا پچھلا دروازہ کھول کر پچھل سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ٹھوڑی دیر بعد پارس دوسرے لباس میں نظر آیا۔ نینسی اگلی اور پچھلی سیٹ کے درمیان دبک گئی۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا اسٹیئرنگ سیٹ پر آیا پھر دروازہ بند کر کے کار لارٹ کرتے ہوئے اسے آگے بڑھا دیا۔ وہ پھر باہر تھا کہ نینسی اس کی باتوں سے الجھی ہوئی ہے اور اب اس بات پر حیران ہے کہ وہ آدھی رات کو کبیں جانے والا ہے لہذا پارس اپنے میڈروم میں جانے کے بعد دروازے کے پاس ہی کھڑا رہا تھا پھر اس نے نینسی کو باہر چلتے ہوئے دیکھا تھا اور سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کا تعاقب کرنے والی ہے۔ کار میں آ کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھتے وقت بھی اس نے اگلی اور پچھلی سیٹ کے درمیان چھیننے والی نینسی کی جھلک دیکھی تھی۔ وہ ٹھوڑی دور تک غاموشی سے ڈرائنگ کرتا ہوا گیا۔ پھر اپنے آپ بڑھانے لگا۔  
 "ہاں، ہاں، میں شیطان ہوں گھر پر نینسی کے لیے انسان بنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ڈان موریس کا جسم بھی چھوڑ کر چلا جاؤں؟"  
 وہ ذرا چپ ہوا۔ پھر بڑھانے لگا۔ اسے شیطانوں کے گرد گھنٹال، آتم مجھے قبرستان میں بلا رہے ہو اور میں آ رہا ہوں لیکن میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ اپنی پیاری پیاری نینسی کو کبھی دھوکا نہیں دوں گا۔ کبھی اسے کوئی نقصان نہیں

پہنچاؤں گا؟  
 وہ اگلی اور پچھلی سیٹوں کے درمیان دم سادھے پڑی ہوئی تھی اور اس کی ہر بڑا ہٹ سن رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اسے شیطانوں کے گرد گھنٹال! کیوں مجھے جینجوڑے ہوئے ذرا صبر کرو۔ میں آ رہا ہوں اور آج اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اگر تم مجھے ڈان موریس کا جسم جلد ہی چھوڑ دینے کا حکم دیا تو میں نینسی سے شادی نہیں کروں گا کیونکہ شادی کے بعد ازدواجی رشتہ قائم کرنا ہوگا۔ وہ ایک عزت دار، جاہل والی لڑکی ہے۔ میں شیطان بن کر اس کی عزت سے کیلنا نہیں چاہتا۔ میں آ رہا ہوں۔ اسے شیطانوں کے گرد گھنٹال! میں فیصلہ کر لے رہا ہوں؟  
 اس نے گاڑی اس قبرستان کے قریب روک دی جہاں شیشا کا مزار بنایا گیا تھا۔ اس نے باہر نکل کر دروازے کو لاک کیا پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا قبرستان کے مین گیٹ سے اندر جانے لگا۔ نینسی دو سیٹوں کے درمیان سے ابھر آئی تھی اور اب پچھلی سیٹ پر بیٹھی دوڑ جلتے ہوئے ڈان موریس کو دیکھ رہی تھی جو قبرستان میں داخل ہو رہا تھا۔ اس کے دماغ میں آنکھیاں سس جلی رہی تھیں اور وہ پسینہ پسینہ ہو رہی تھی۔ اب اسے یقین ہو رہا تھا کہ ڈان موریس بہت ہی پڑا سرا ہے۔ شیطان ہو کر کبھی ایک شریف انسان کی طرح اس کی عزت اور حیا کے متعلق سوچ رہا ہے اور اپنے کسی گرد گھنٹال سے فیصلہ کرنے جا رہا ہے۔  
 وہ ڈر وک نہیں تھی۔ شاید اس لیے کہ آج تک شیطان کو نہیں دیکھا تھا لیکن اب اتنے قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کے بعد کاہلے نکلنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ اگر ذرا حوصلہ ہوتا تو یقیناً اس کا تعاقب کرتی ہوئی قبرستان کے اندر پہنچ جاتا۔  
 شیشا کا مقبرہ قبرستان کے عین وسط میں تھا۔ درہا ہی سے نمایاں طور پر نظر آتا تھا۔ پارس تیزی سے چلتا ہوا اپنی مٹی کی قبر کے پاس آ گیا۔ پھر گھٹنے ٹیک کر اس قبر کو چھونے لگا۔ آہستہ آہستہ یوں سہلانے لگا جسے ماں سو رہی ہو اور وہ اس کے سر کو سوار ہا ہو۔ ماں نے بھی کو بچپن میں اس کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا جو اس کے ذہن میں نقش ہو گیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ ماں مٹ جاتی ہے مٹا کبھی نہیں مٹتی۔  
 وہ ایک گہری سانس لے کر ابٹھی سے بولا، دیکھیں مٹی میں آ گیا ہوں۔ مجھے بہت سیلے آنا چاہیے تھا لیکن کچھ جرمیاں تھیں۔ کچھ حالات اجازت نہیں دے رہے تھے۔ آپ نے اور سونیا مٹانے مجھے یہی سکھا یا ہے کہ مرنے کی مناسبت

سے تدم اٹھانا چاہیے؟  
 ہر سونیا مٹا چھایا ہوا تھا۔ دور دور تک نہ کوئی چالو تھا نہ آدم زاد۔ وہ آہستہ آہستہ کمر رہا تھا، ماما، پاپا اور آئی اے نے کپ کے ڈسٹنوں سے اچھا خاصا انتقام لیا ہے لیکن میں ابیں تنگ رہا ہوں۔ میرے انتقام کی آگ ایسے نہیں بجھے گی۔ جو شخص، پاپا کا روپ اختیار کر کے میری ماں کو دھوکا دیتا رہا وہ ابھی زندہ ہے اور ایک بیٹے کی عزت کے لیے متعلق بنا ہوا ہے۔ میں اسے ایسے کرب میں مبتلا کروں گا کہ ایسی اذیتیں دے کر ماروں گا کہ کبھی کوئی شیطان، ماں کے مقدس دامن کو تار تار کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گا؟  
 وہ بہت آہستہ آہستہ بول رہا تھا لیکن اس کی آواز ایسی تھی جیسے لوہے سے بول رہا ہو۔ بادل سے بادل ٹکرا کر گرج رہے ہوں۔ دھبھی سرگوشی کے باوجود مجھے کی چادر لواری میں وہ آواز ہونے ہوئے گوج رہی تھی۔  
 وہ جانک ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سر جھکا کر بولا، تم مجھے صاف کر دو۔ میں یہاں نہیں بٹھہر سکتا۔ آپ کے پاس آ کر شہت سے اپنی کتابی کا احساس ہوتا ہے۔ جب تک میں اس بے عزت کوڑ پٹاڑ پر نہیں ماروں گا آپ کے پاس نہیں آؤں گا؟  
 وہ اگلے قدموں چلتا ہوا مقبرے کی چادر لواری سے باہر آ گیا۔ وہ پھر رہا تھا بے حد خون میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے اس جہنم سے نجات حاصل کرنا چاہیے اسے نازل رہنا چاہیے وہ باہر کی کھلی فصا میں گہری گہری سانس لیتا ہوا، آہستہ آہستہ چلتا ہوا قبرستان کے احاطے سے باہر آ گیا نینسی اسی طرح پچھل سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دلدار سکرین کے پار سے ڈان موریس نظر آیا تو وہ لڑا ہی پچھل سیٹ پر لیٹ گئی۔ ان دو سیٹوں کے درمیان جا کر بیٹھا جاتی تھی، اس وقت پچھل سیٹ کا دروازہ کھلا اور پارس نے کہا، باہر کوڑو؟  
 وہ خوف سے جینتا جاتی تھی مگر جتنا نہیں اس کی آواز میں کیا تھا۔ ایسا تمکاڑو جو تھا جسے دل کو اپنی مٹی میں مگڑ رہا ہے۔ وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پارس نے اگلی سیٹ کا دروازہ کھلے اور اسے کہا، یہاں بیٹھو؟  
 وہ چپ چاپ باہر گئی۔ محسوس ہو رہا تھا جسے وہ اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ حکم دینے والے کی آواز سے سمرزد ہے، وہ جو کہ رہا ہے اس پر بے چون و چرا عمل کر رہی ہے۔  
 وہ اگلی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ پارس نے دروازے بند کیے۔ پھر اسٹیئرنگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ کار اشارت کی۔

اسے ایک بوٹن دے کر گھر کی طرف جانے لگا۔ وہ اپنی بوٹن کو بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، ایسے وقت کیا کرنا چاہیے۔ یہ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ڈان موریس سے ڈرنا چاہیے یا اس پر محبت سے مرنا چاہیے۔  
 وہ کار چلنے لگانے کے پورچ میں آ کر ڈرک گئی۔ پارس اپنی سیٹ سے نکل کر اس کی طرف آیا۔ پھر اگلے دروازے کو کھول کر اس کے بازو کو تھام کر بولا، تم آؤ؟  
 وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آ گئی۔ پارس نے اگلے دروازے کو بند کیا۔ پھر اس طرح اس کے بازو کو تھام کر اپنے ساتھ لے جانے لگا۔ وہ ڈرائنگ روم سے گزر کر نینسی پر چڑھتے ہوئے اوپری حصے میں آئے۔ وہ ایسے چل رہی تھی جیسے سمرزد ہو۔ پارس نے اس کے میڈروم کا دروازہ کھولا پھر اس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ نینسی کا دل جبری طرح جھڑک رہا تھا کیونکہ پارس پہلے بار اس کی خواب گاہ میں آ رہا تھا اس کے بازو کو پکڑے ہوئے تھا اور اسے ساتھ لے کر بستر کی طرف آ رہا تھا۔ پھر اس نے حکم دیا، بیٹھ جاؤ؟  
 وہ بستر کے سرے پر بیٹھ گئی۔  
 اپنے سینڈل اتار دو، پارس ایک طرف رکھو۔ کلائی سے گھڑی بھی اتار لو؟  
 وہ اس کے احکامات کی تعمیل کرتی جا رہی تھی۔ پارس نے کہا، اب آرام سے چاروں شانے چت لیٹ جاؤ؟  
 وہ ارب پتی نانا کی نواسی تھی۔ تاک رہتی نہیں بیٹھنے دیتی تھی کسی سے بھی وہ ہاتھ دور کر گنتھوڑی تھی کوئی اس کی تنہائی میں آنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا اور آج وہ تنہائی میں آنے والے کو نہیں روک رہی تھی بلکہ روکتا بیٹھ گئی تھی۔ اپنا غور، اپنی انا، اپنی حیا مناسب کچھ بھول چکی تھی۔ اس کے حکم کے مطابق چاروں شانے چت لیٹی ہوئی تھی۔ وہ اس پر آ کر جھک گیا پھر بولا، میری آنکھوں میں دیکھتی رہو اور چشم کو دھو لیا چھوڑ دو؟  
 وہ آنکھیں جب قریب آئیں تو اذرا زیادہ دل میں اتارنے لگیں۔ دل اور دماغ کو اپنی گرفت میں لینے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ آنکھیں نہ ہوں، سنگت ہوئی شمع کی ٹوٹیوں جو اس کی آنکھوں سے نکل کر اپنی آنکھوں میں اتر رہی ہوں اور ذہن کو گمراہ رہی ہوں۔  
 پارس نے ایک عرصے تک شمع بجنی کی شمشیں کی پتلیں اوندھا ہوں سے نگاہوں کو پکڑنے کا سبق سیکھا رہا تھا۔ آج تک اس نے اس سبق کو کسی پر عملی مظاہرہ نہیں کیا تھا کیونکہ



پنٹا ٹائزر کرنے کا جو عمل ہے وہ حامل کے اندر منتقلی چاہتا ہے۔  
نظریں کوئی کی طرح دل میں لگتی ہوں۔ آواز اور لب و لہجہ میں  
حاکم از رعب اور بد پر ہوا اور وہ حامل نرم و گرم حرارت سے  
گزرتا آ رہا ہو تو اس کا عمل اپنے معمول پر اثر کرتا ہے۔

پارس اول نے اتنی سی عمر میں جسے تلخ تجربات حاصل  
کیے تھے۔ اس سے تلخ تجربہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ اس کے  
لبوں میں زہر پھیر گیا تھا اور وہ اندر سے تعریضاً بر ملا تھا اور یہ  
تجربہ بھی کیا تھا کہ اس کی ماں کو ایک شیطان نے بھیس  
بدل کر دھوکا دیا تھا۔ اسے منہ دکھانے کے قابل نہیں رکھا تھا  
اور وہ منہ چھپانے کے لیے قہر میں مل گئی تھی۔ وہ دشمنوں سے  
خاطر خواہ انتقام لیا گیا تھا پھر بھی وہ اپنی شیطانی چالوں سے  
باز نہیں آتے تھے۔ جو جو جیس پھانڈا نہ بن سکے والی معصوم  
کو بھی اغوا کیا گیا تھا اور اس کی عزت کی بھی دو جیتاں اڑانے  
کی ناکام کوششیں کی گئی تھیں۔ ان حالات سے گزرنے والا  
اپنے ذہن میں اتنی ہلکتی اور ایسا بھورا اعتماد رکھتا ہے  
کہ جس سے ایک بار نظر ملے، اسے پتھر کا بنا دے۔

نہیں پتھر کی بن گئی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ تم انکھیں  
بند کر کے آرام سے گری نیند سو جاؤ گی، صبح سات بجے بیدار  
ہو جاؤ گی۔ تم انکھیں بند کر رہی ہو، تمہاری آنکھیں بند ہو  
رہی ہیں، تم سو رہی ہو،  
اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ آہستہ آہستہ نیند کی داریوں  
میں گم ہو گئی۔ پارس وہاں سے اٹھ کر اپنی خواب گاہ میں آ گیا۔  
وہ دوسری صبح کرنل جیکسن سے فون پر گفتگو کرنے والا  
تھا اس سے اس شیطان کا نام پتا اور ٹیلی فون نمبر معلوم کرنے  
والا تھا۔ یہ بات وہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ کرنل نے شہر کے  
برٹلی فون ایکسچینج میں ڈیٹیکٹو آلات لگا دیے ہوں گے۔ وہاں  
کے انسپران کو سختی سے تاکید ہوئی کہ کرنل جیکسن کو فون  
کرنے والا جہاں سے بھی گفتگو کرے، اس فون کو فونڈ ڈیٹیکٹ  
کر لیا جائے۔ شہر کے علاقے میں پولیس والوں اور ٹیلی جنس  
دالوں کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہو گی تاکہ اطلاع ملتے ہی بروقت  
فون کرنے والے کو حراست میں لیا جاسکے۔

پھر وہ کرنل کوئی نادان پتھر نہیں ہو گا۔ اس نے گفتگوں  
اپنے دماغ میں فریاد علی تیمور کے بولنے کا احتیاط کیا ہو گا اور  
یہ سوچتا رہا ہو گا کہ تب وہ تیمور کے ذریعے اس کی آواز سن  
کر دماغ میں آ سکتا ہے تو پھر فون کے ذریعے اس شخص کا  
نام پتا کیوں معلوم کر رہا ہے جس نے فریاد کی ٹی وی بن کر شہاب  
کی پارسائی کو داغدار کیا تھا۔ یوں دیکھا جائے تو فون سے

رابطہ قائم کرنے کی قطعی ضرورت نہیں تھی۔ فریاد کرنل جیکسن  
کے دماغ سے اس شخص کا نام پتا معلوم کرتا۔ پھر لینے بیٹے  
کو تیار دیتا۔

پارس نے میجر ولبرٹ کے ذریعے جو چال چلن وہ خاصی  
کمزور تھی۔ کرنل جیکسن اس کے جھلسنے میں نہیں آ سکتا تھا  
اور یہ بھی امید تھی کہ شاید تکا لگ جلتے اور وہ جھلسنے میں  
آجائے اور اس مطلوبہ شخص کو بے نقاب کر دے۔ پارس نے  
سوچا۔ جو ہو گا، کل دیکھا جائے گا۔ فی الحال نیند پوری کرنی  
چاہیے۔ اس نے اپنے دماغ کو ہدایت دی پھر آرام سے  
گہری نیند میں ڈوب گیا۔

صبح سات بجے نینس کی آنکھ کھلی۔ اس نے ایک  
بھور اور انڈرائی ٹی لے لے اپنا بدن ہلکا پھلکا لگ رہا تھا۔ اب  
سے پہلے وہ کبھی اتنی گہری نیند نہیں سوئی تھی۔ وہ چند لمحوں  
تک بستر پر ہاتھ پاؤں پھیلائے پڑی رہی۔ حجت کو سختی بند  
پھر اچانک اسے یاد آیا کہ کبھی رات ڈان مورس اس کی  
خواب گاہ میں آیا تھا اور اس کے حکم کے مطابق وہ بستر پر  
لیٹ گئی تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا، اسے کچھ ہوش نہیں رہا تھا  
وہ فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے لباس کو  
دیکھا۔ کل رات جو لباس پہن کر ڈان مورس کے ساتھ باہر  
گئی تھی وہی پہن کر سو گئی تھی۔ اب سے پہلے ایسا کبھی  
نہیں ہوا تھا وہ ہمیشہ شب خوابی کے ڈھیلے ڈھالے بلکے  
پھلکے لباس میں سونے کی عادی تھی۔ وہ اپنے لباس کو  
اپنے گورے گورے بدن کو کچھ کر دیکھنے لگی۔ اپنی دھڑکن  
پر ہاتھ رکھ کر سوچنے لگی۔ کیا وہ آیا تھا اور یوں ہی چلا  
گیا تھا؟

وہ شدید حیرانی سے غلامی میں تنکے لگی، تصور میں قربان  
تظار آ رہا تھا۔ اس قبرستان میں چڑھیں اور شیطان رقص کر  
رہے تھے۔ ان تھن کرنے والے شیطانوں کے درمیان  
ڈان مورس بھی تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ انگارے کی  
طرح دیک رہی تھیں۔ وہ تصور میں دیکھ رہی تھی اور سوچ  
رہی تھی۔ پھر سوچتے سوچتے اچانک ہی توجہ لگانے لگی  
پھر اسی طرح جھٹکتے لگتی ہوئی بستر سے اٹھی۔ وہاں سے  
چلتی ہوئی قدامت آگینے کے سامنے آئی۔ اپنے غس کو دیکھتے  
ہوئے بولی، اگر شیطان ایسے ہوتے ہیں تو میں اس دنیا کے  
تمام انسانوں کو اپنے اس شیطان پر قربان کرتی ہوں۔  
میں جب سے جہان ہوتی ہوں، یہی دیکھتی آئی ہوں کہ  
لوگ میرے حسن کو دیکھتے ہیں، پھر کسی اور طرف دیکھنا

بول جاتے ہیں۔ میرا شہاب ایسا تو برکت ہے کہ بڑھوں  
کے منہ سے بھی رال نکلے نکلتی ہے۔ گویا میرا حسن اور شہاب  
انسان کو شیطان بنا سکتا ہے جبکہ وہ شیطان میرے ساتھ  
یہی خواب گاہ میں آیا میں اس کے ہاتھوں میں تھی۔ اس  
کے ہاتھوں میں تھی لیکن وہ میری شرم لٹکھ کر چلا گیا۔ ہائے،  
لیے شیطان بر میری ہزار ہا عین قربان؟

دماغ کے ایک گوشے سے خیال اُبھرا۔ لیکن وہ آدمی  
رات کے بعد قبرستان کیوں گیا تھا؟ اور اس کی آنکھیں کتنی  
دشت تاگ ہیں، ان آنکھوں سے شیطان جھاٹکے؟  
وہ انکار میں سر ہلا کر سوچنے لگی۔ نہیں نہیں، شیطان  
نہیں ہے۔ ایک بڑا سرار شخص ہے۔ وہ یقیناً بڑا سرار ہے۔  
اس کے اندر کوئی غیر معمولی صلاحیت ہے۔ ہاں اب یاد  
آ رہا ہے۔ میں بستر پر لیٹنے کے بعد اپنے آپ میں نہیں رہی  
تھی۔ آہستہ آہستہ سو گئی تھی اور اس نے ہی مجھے سلا یا تھا۔  
شاہد اس نے مجھ پر تو یہی عمل کیا تھا۔ اودہ گاڈ! وہ کیا ہے  
یہ سوچتی ہوں تو اس کے بارے میں سوچتی ہی چلی جاتی ہوں!

اس نے الماری سے ایک بہترین لباس نکالا،  
اسے لے کر ہاتھ روم میں چلی گئی۔ پھر غسل وغیرہ سے فارغ  
ہو کر لباس پہن کر پارس کے دروازے پر آئی، دستک دی،  
آواز دی۔ جواب نہ ملا۔ اس نے دروازے کے پینڈل کو  
گھمایا تو وہ کھل گیا لیکن کھلتے وقت کوئی چیز کاوٹ بن  
رہی تھی۔ اس نے جھانک کر دیکھا تو دروازے کے پاس  
ہی قالین پر ایک چھوٹا سا کیسٹ رکھا رکھا ہوا تھا۔  
اس نے آگے بڑھ کر ہاتھ روم کے دروازے پر دستک دی۔  
بانگ لگاؤ آواز دی۔ وہاں سے بھی جواب نہ ملا۔ وہ سوچنے لگی۔  
اعلیٰ دوستی اور بے تلکافی دوستی جارہی ہے۔ کل رات  
تک ہم نے اچھا خاصا وقت گزارا۔ ہم ایک دوسرے کے  
ساتھ دن بھر کا پروگرام بناتے رہے پھر وہ کچھ کے شے  
بیز کر اس چلا گیا؟

اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کیسٹ رکھا رکھا دیکھا  
پر سوچنے کی بات تھی کہ ریکارڈر دروازے کے پاس کیوں  
رکھا گیا تھا۔ کیا پارس چاہتا تھا، جو بھی دروازہ کھولے، یہ  
کیسٹ ریکارڈر اس کی نظروں میں آجائے۔ نینس نے سوالیہ  
نظروں سے ریکارڈر کو دیکھا۔ پھر اسے آن کر دیا۔ تھوڑی بر  
بعد ہی اس میں سے پارس کی آواز اُبھرنے لگی۔ ہیلو نینس! ا  
مجھے یقین ہے، تم اس ریکارڈر تک پہنچ سکتی ہو اور میری  
آواز سن رہی ہو۔ میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔

جلنے سے پہلے میں نے تمہارے دروازے پر دستک دی  
کوئی جواب نہ ملا۔ میں سمجھ گیا، تم گہری نیند میں ہو اور تمہیں  
گہری نیند سونا چاہیے کیونکہ پچھلی رات تم پر عجیب سی کیفیت  
طاری تھی۔ کل تم میرے بہت قریب تھیں۔ سر سے پاؤں  
تک میری تھیں پھر بھی مجھ سے بہت دور تھیں اور مجھ سے  
خوفزدہ تھیں۔ میں اسٹیل مل کے دفتر میں ملوں گا اور دیکھوں  
گا کہ تم مجھ سے بہت قریب ہو یا بہت دور؟

آواز ختم ہو گئی۔ نینس نے ریکارڈر کو چوم کر کہا۔ بہت  
قریب، بہت ہی قریب؟  
پھر اس نے اسے ایک طرف رکھا۔ گنگنا تی ہوئی باہر  
آئی، زینے سے اترتی ہوئی ڈرائنگ روم میں پہنچی۔ وہاں اچھے  
خلعے لوگ جمع تھے۔ ان میں مرد بھی تھے اور عورت بھی۔  
وہ سب اسے مسکرا کر دیکھ رہے تھے۔ مانا جان نے کہا، کل  
تمہاری شادی ہے مگر ہماری پریشانی دیکھو۔ اتنے کم وقت  
میں ذہنا تبصرے کے اختتامات کرتے ہیں۔ یہ سب ہمارے سر مان  
میں۔ شادی کے سلسلے میں اپنی اپنی ختے داریاں سنبھالنے  
آئے ہیں۔ ویسے ہائی دی دلے، تم اسٹیل کیوں نظر آ رہی ہو۔  
تمہارے وہ صاحب کہاں ہیں؟

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ میرے صاحب بہت ختے دار  
ہیں۔ صبح سویرے ہی وہ دفتر چلے گئے ہیں۔ میں بھی جا رہی  
ہوں۔ گڈ بائی!

وہ انوداعی انداز میں ہاتھ ملاتے ہوئے وہاں سے  
چلی گئی، اس کے نانانے ریسپورڈر ہٹا کر نمبر ڈرائنگ روم چلا۔  
پتا چلا اسٹیل فون بالکل خاموش ہے۔ انھوں نے ملازم سے تار  
چیک کرنے کے لیے کہا۔ ایک ملازم نے باہر سے آ کر کہا۔  
"جناب! ٹیلی فون کا تار باہر سے کٹا ہوا ہے۔ پتا نہیں کس نے  
کاٹ دیا ہے؟"

پارس صبح چار بجے بیدار ہو گیا تھا۔ اس نے خواب گاہ  
میں رکھے ہوئے ٹیلی فون کے ریسپورڈر کو اٹھا کر کرنل جیکسن کے  
نمبر ڈرائنگ کیسے کسی کی آواز سنائی۔ پارس نے کہا۔ میں میجر  
ولبرٹ بول رہا ہوں، فوراً کرنل جیکسن کو فون دو۔ ایک اہم  
معاملہ ہے!

تھوڑی دیر بعد کرنل کی آواز سنائی دی۔ پارس نے  
عجرائی ہوئی آواز میں کہا۔ میں فریاد علی تیمور کا نمائندہ ہوں۔  
مجھے اس شخص کا نام پتا، اور ٹیلی فون نمبر پتا؟  
وہ بے چون و چرا بتانے لگا۔ پارس سامنے رکھے ہوئے  
کاغذ پر پوری تفصیل نوٹ کرتا جا رہا تھا۔ جب تمام معلومات  
237

حاصل ہو گئیں تو اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ ایک چاقو تلے کر دے  
قدروں اس جنگلے سے باہر نکلا پھر جنگلے کے پھیلے حصے میں  
پہنچ کر ٹیلی فون کے کعبے پر چڑھ گیا۔ وہاں اس نے ٹیلی فون  
کے تار کاٹ دیے اور اس کنبے ہونے تار کو کچھ اس طرح کوڑ  
توڑ کر دکھایا جسے کسی نے اس کعبے پر چڑھ کر ٹیلی فون کے  
آلات سے وہ تار منسلک کر کے فون لیا ہوا اور پھر وہاں سے  
چلا گیا ہو۔

ٹیلی فون ڈیٹیکٹ کرنے والوں کو بتا چلے تار کا ڈان  
مورس کے نانامکے ہاں سے فون لیا گیا ہے لیکن ایشلی جنس  
والے وہاں آتے تو انہیں بتا چلتا کہ ان کا تار کاٹا ہوا تھا  
اور وہ کٹا ہوا تار اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ کسی نے  
ڈان مورس کی ٹیلی فون لائن سے فائدہ اٹھا کر کرنل سے  
رابطہ قائم کیا تھا اور نانامکے بنا کر چلا گیا تھا۔

پارٹس سچ جیسے اپنے کار میں بیٹھ کر سمندر کے ساحل  
کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے جو معلومات حاصل کی تھیں ان  
کے مطابق اس ڈی فوٹو راجسٹری والے کا اصل نام موٹھے کولان  
تھا۔ وہ ملٹری ایشلی جنس کا بہت چالاک اور تجربہ کار جاسوس  
تھا۔ عترتیس برس تھی۔ یوگا کا ماہر تھا۔ نہایت ہی خطرناک  
فاخر تسلیم کیا جاتا تھا۔ پارٹس نے اس کا نام اور پتا سب معلوم  
کر لیا تھا لیکن اسے صورت سے پہچان نہیں سکتا تھا۔ فی الحال  
اس کی شناخت یہی تھی کہ اس کی دائیں دان ہارو بائیں  
بازو پر گولوں کے زخم کے نشان تھے۔ وہ روز جمع سمندر کے  
ساحل پر دوڑ لگنے آتا تھا اور پارٹس اس ساحل کی طرف جا  
رہا تھا۔

میرے دنوں بیٹوں نے اپنی ذہانت و صلاحیتوں سے  
ابھی جتنا خوش حال تھا اتنا ہی پریشان بھی کر دکھا تھا۔ وہ  
ہماری ٹیلی پیٹھی کا سہارا لینا نہیں چاہتے تھے۔ اور ہمارا  
دل نہیں مارتا تھا۔ کبھی نہ کبھی کسی خطرناک بیچوشی میں  
جب ذہانت اور دلیری کام نہ آتی ہو، حاضر جوابی بھی جواب  
دے جاتے، فوری طور پر نجات کا کوئی راستہ نہ ملے تو ایسے  
وقت ہمارے بیٹوں کو ٹیلی پیٹھی کا سہارا ضرور لینا چاہیے  
لیکن وہ نہیں مانتے تھے اور ہم مڑنا جانتے تھے۔

پارٹس جب ڈان مورس اور دو ماہر اسٹینول سے  
پیرس لے کر آیا اور خود ڈان کا دوبارہ اختیار کرنے لگا تب ہی  
میں سمجھ گیا تھا کہ یہ اسرائیلی سرزمین پر پہنچ کر کچھ چکائے کرنا  
چاہتا ہے۔ یہودیوں سے اپنی ماں کا انتقام لے کر دل کی

بھڑاس نکالنا چاہتا ہے۔ اسرائیل جانا گویا دشمنوں کے  
منہ میں جانا تھا۔ ایسی صورت میں ہی بیٹے کو اس کے  
حال بر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا چپ  
چاپ بیٹے کی بخراں کرتا رہوں گا اور وقت ضرورت اس طرح  
کام آؤں گا کہ لائبریری مملکت کاظم نہیں ہو سکے گا یہ سوچ کر میں  
ہراس فوکوے دماغ میں پہنچ رہا تھا جو میرے بیٹے کے اس  
پاس رہتا تھا اور آئندہ بھی رہنے والا تھا۔ ان میں سب سے  
اہم نیشی تھی کیونکہ سارا تھا اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی اس  
اس کے نانامکے نام مورس اور سام مورس اور اس کی بیوی  
کوئل ایب سے چلے جانے کا حکم دیا تھا۔ وہ لوگ نانامکے  
کر ڈان مورس کی زندگی سے نکل گئے تھے۔ میرے بیٹے  
سے دہر ہو گئے تھے۔

اب پارٹس پر نظر کھنے کے لیے ایک نئی ہی روم تھی  
جو ہرے اس سے متاثر ہوتی جا رہی تھی۔ ایسے ہی وقت  
اس بھروسہ نے رخت کے طور پر نیشی کو طلب کیا تو  
معلومات ایک نیا رخ اختیار کرنے لگے۔ پارٹس کو اس بہانے  
میں جیسے انتقام لینے اور اس کے ذریعے اپنے دوسرے دشمنوں  
تک پہنچنے کا موقع مل رہا تھا۔

میں نیشی کے ذریعے بھروسہ کو رابطہ کے دماغ میں پہنچ گیا  
تھا جب رات کے وقت پارٹس نے بھروسہ کی بیوی کی اول سے  
حکم دیا کہ وہ کرنل جیکسن سے گفتگو کرے تو میں اس وقت بھی  
بھروسہ کے دماغ میں موجود تھا۔ جب میں نے اس کے ذریعے  
فون پر کرنل جیکسن کی آواز سنی تو اس کرنل کے دماغ میں  
بھی بھڑکنا ہی۔

پارٹس کی بدایت کے مطابق بھروسہ نے کہا تھا کہ فریڈ  
تیمور، بھروسہ کے ذریعے کرنل کے دماغ میں پہنچ گیا ہے لیکن  
وہ خیال خوانی کے ذریعے ایسی اسے مخاطب نہیں کرے  
گا۔ اسے جو میں گھنٹے کی مہلت دے رہا ہے۔ وہ اپنے  
بچاؤ کی تدبیر کرے یا پھر اس شخص کا نام اور پتا بتا دے میں  
نے فریڈ کی ڈی بی این کریشیا کو دھوکا دیا تھا۔

کرنل جیکسن یہ سن کر گھبرا گیا تھا کہ فریڈ اس کے دماغ  
میں پہنچ چکا ہے۔ اس نے ریسورڈ کر دیا تھا اور غلام بننے  
لگا تھا۔ انتظار کر رہا تھا کہ شاید میں اس کے دماغ میں جاؤں  
ہوں، مگر سچے سمجھنے کا موقع دے رہا ہوں۔ جب وہ سمجھنے  
گور گئے تو کرنل نے سوجا یہ دھوکا ہو سکتا ہے کسی نے  
بھروسہ کو بھروسہ کے فریڈ کی ٹیلی پیٹھی سے ڈرانے کی  
کوشش کی ہے۔ کرنل نے اپنے ماتحت افسران کو حکم دیا

فریڈ بھروسہ کو رابطہ قائم کرو۔ اور معلوم کرو کہ وہ اس  
وقت کہاں ہے۔ اسے فوراً میرے سامنے حاضر ہونے کے  
لیے کہا جائے گا۔

اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ بھروسہ کو تلاش کیا گیا۔ تقریباً  
ایک گھنٹے بعد پتا چلا، بھروسہ کو آج کی رات ایک ڈاک  
پتے میں لگانے والا تھا۔ ملٹری کے سپاہی جب وہاں پہنچے  
تو انہیں بھروسہ کی لاش ملی۔ کرنل جیکسن نے بھروسہ کی خبر  
پاتے ہی سمجھ لیا، کوئی شخص فریڈ کے نام کا سہارا لے کر  
اس سے ڈی فوٹو لیا گا نام اور پتا معلوم کرنا چاہتا ہے۔ ایسے  
شخص کو گرفتار کرنے کا یہی طریقہ تھا کہ وہ فون پر گفتگو کرے  
تو اسے ڈیٹیکٹ کر لیا جائے۔

کرنل جیکسن اپنے ماتحت افسران کو حکم دینا چاہتا تھا  
کہ تمام ٹیلی فون ایس پیج میں ڈیٹیکٹو آلات لگا دیے جائیں  
تمام افسران چوکے رہیں کوئی بھی کرنل سے گفتگو کرنا چاہے  
تو اس فون کا سراغ لگا کر فوراً بات کرنے والے کو گرفتار کر  
لیا جائے۔

لیکن وہ اپنے ماتحت افسران کو یہ حکم دے سکا اس  
سے پہلے ہی میں نے اسے مخاطب کیا۔ ہیڈ جیکسن! تمہیں  
بھروسہ پتا چکے کہ پارٹس تل ایب میں موجود ہے اور وہی  
اس ڈی فوٹو کا پتا پتو چھ رہا ہے۔ تمہیں یہ بھی بتایا جا چکا ہے  
کہ میں تمہارے دماغ تک پہنچ چکا ہوں، پھر تم میرے  
بیٹے کو گرفتار کرنے کی جرأت کیسے کر رہے ہو کیا تم یہ احکامات  
اپنے ماتحت افسران تک پہنچا سکو گے۔ کیا اس لمحے تک  
تم زندہ رہ سکو گے؟

وہ جھاک کی طرح بیٹھ گیا۔ پریشان ہو کر بولا، کیا تم مجھے  
مار ڈالو گے لیکن مجھے یہ کیا دشمنی ہے؟ اگر دشمنی یہ ہے کہ  
میں تمہارے بیٹے کو گرفتار کرنا چاہتا ہوں تو اس ارادے  
سے باز آ جاؤں گا؟

میں یہی چاہتا ہوں۔ تم اس شرط پر زندہ رہو گے کہ  
جب میرا بیٹا فون پر بات کرے تو تم اسے ڈی فوٹو کا نام  
اور پتا بتا دو گے؟

پہلے فریڈ! یہ ہمارا فوجی راز ہے۔ وہ ڈی فوٹو ہمارا  
فون کا ایک اہم فرد ہے۔ میں اپنے ملک سے، اپنے وطن  
سے اپنی قوم سے فطرتاً نہیں کر دوں گا؟

وہ وہ کھینچے ہو۔ جب میں نے تمہارے دماغ میں  
بھڑکنا ہی اس لمحے میں نے معلوم کر لیا جس شخص نے ڈی  
فون کی لائبریری شیبیا کو دھوکا دیا، اس کی پارٹس کو ڈانڈا کر لیا، اس

شخص کا نام موٹھے کولان ہے۔ وہ ملٹری ایشلی جنس کا بہت  
ہی چالاک اور دلیر جاسوس ہے۔ اسے ایک نہایت خطرناک  
فاخر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اس کی عادت ہے کہ وہ روز جمع سمندر  
کے ساحل پر دوڑ لگنے جاتا ہے؟

میں بول رہا تھا اور کرنل پریشان ہو رہا تھا۔ اس نے  
پوچھا، تمہیں یہ سب کچھ کس نے بتایا ہے؟  
تمہارے دماغ نے۔ میں نے چپ چاپ بہت سی  
اہم معلومات حاصل کی ہیں۔ اب یو ایٹلی فون کے ذریعے پارٹس  
کو موٹھے کولان کی تفصیل بتاؤ گے؟

وہ شکست خوردہ انداز میں بولا، ہاں، اب بتانا ہی  
ہوگا۔ چھپانے کے لیے کیا رہ گیا ہے؟

چھپانے کے لیے ایک بات رہ گئی ہے۔ تم موٹھے کولان  
کو یہ تمام باتیں نہیں بتاؤ گے۔ اگر تم نے کسی اشارے سے  
میں موٹھے کولان کو بوشیا کرنا چاہا تو اسی لمحے تمہاری سانس  
کا رشتہ تم سے کٹ چلے گا؟

میں نے کرنل جیکسن کو پوری طرح بھروسہ لیا تھا۔ وہ  
دھوکا نہیں دے سکتا تھا۔ پارٹس کے لیے راستہ صاف  
تھا۔ وہ کہیں سے بھی ٹیلی فون کے ذریعے کرنل سے رابطہ  
قائم کر سکتا تھا لیکن وہ بھی بلا کار تھا۔ یہ اچھی طرح سمجھتا  
تھا، کرنل نے اسے گرفتار کرنے کے لیے کیسے کیسے جال  
پھیلنے ہوں گے لہذا اس نے اپنے گھر کے ٹیلی فون سے  
رابطہ قائم کیا پھر باہر جا کر ٹیلی فون کے کعبے پر چڑھ کر وہاں  
کا تار کاٹ دیا۔ اب کرنل کے ارازم نہیں دے سکتا تھا فون  
ڈان مورس کے جنگلے سے لیا گیا ہے۔

اس نے بڑی جالاکئی سے کام کیا تھا۔ اسے ٹیلی پیٹھی  
کے سہارے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں سچ میں بڑا تائب  
بھی وہ دشمنوں کی گرفت میں نہ آ سکا لیکن اسے موٹھے کولان  
کے متعلق معلومات حاصل نہ ہوئیں، کرنل جیکسن اسے غلط  
اطلاع دیتا، غلط راہ پر لگا، دوسری طرح سے جال بچھا کر اسے  
گرفتار کر لیتا۔

بہر حال میں نے خیال خوانی کے ذریعے دشمنوں کو  
ایس کوئی جال چلنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ پارٹس نے موٹھے  
کولان کے متعلق تفصیلات ذہن نشین کر لی تھیں۔ اس کے  
بعد ہی وہ گھر سے نکل گیا تھا۔ ایسے وقت پھر میں پریشان  
ہو گیا۔ وہ سمندر کے ساحل پر دوڑ بھلے گا۔ ہو سکتا ہے،  
آج ہی اس سے مل جا لے۔ موٹھے کولان یوگا کا ماہر تھا۔  
میں اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتا تھا، اگر وہاں پہنچ جاتا

تو لڑکی کو کافی بات نہ ہوتی۔

ان حالات میں پھر نیشی کی ضرورت پڑ گئی۔ میں اس کے دماغ میں رہ کر اسے نیند سے بیدار کر سکتا تھا اور سمندر کے ساحل کی طرف لے جا سکتا تھا۔ وہ تو میری نیند سوس رہی تھی، پچھلی رات میرے بیٹے پارسی کی زندگی میں ایک نیا سوٹ آیا۔ میں اس وقت سے یہ بات جانتا ہوں جب میرے دو بیٹے بیٹے شمع بینی کی مشقیں کیا کرتے تھے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ان کی ذہانت اور ان کے تجربے کی پختگی ان کی آنکھوں میں اور ان کے لب و لہجے میں وہ سمجھ بھونک دے گی جس کے ذریعے کسی کی بھی آنکھوں میں جھانک کر اس کے دماغ کو اپنے قابو میں کر سکیں گے۔ پچھلی رات پارسی نے نیشی پر یہ تجربہ کیا تھا اور وہ اس کا پہلا کامیاب تجربہ تھا۔

میں نیشی کے پاس پہنچا۔ وہ تو نیشی نیند سے بیدار ہو چکی تھی۔ الماری سے لباس نکال کر ہاتھ دھو کر غسل کے لیے جا رہی تھی۔ میں ایسے وقت اس کے دماغ میں نہیں رہ سکتا تھا۔ بچھوڑا وہاں سے نکل آیا۔ جب وہ ایک گھنٹے بعد غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر لباس پہن کر، میک اپ کرنے کے بعد پارسی کے بیڈروم میں پہنچی تب میرے شہ کی تصدیق ہو گئی کہ وہ علی الصبح سمندر کے ساحل کی طرف گیا ہوگا جتا نہیں، وہاں اب تک کیا ہو چکا ہوگا۔

نیشی اسٹیشن پر پہنچی۔ وہ وہاں موجود تھا۔ اس نے اپنے بیڈروم میں ایک کیسٹ ریکارڈر نیشی کے لیے چھوڑا تھا اور اس ریکارڈر میں دو مانی فقرے چھوڑ آیا تھا کہ پچھلی رات تم میرے بہت قریب تھیں۔ سر سے پاؤں تک میری تھیں اور پچھلی رات تم مجھ سے بہت دور تھیں۔ مجھ سے بہت زیادہ خوفزدہ تھیں۔ میں تم سے دو فرس ملوں گا اور دیکھوں گا کہ تم مجھ سے بہت دور ہو یا بہت قریب؟

نیشی نے دو فرس پیش کیجئے ہیں اس کی گردن میں بائیں ڈال کر کہا: دیکھو، میں تم سے قریب ہوں؟ میں اس کے دماغ سے نکل آیا اور حقیقت قریب تھی، میں قریب نہیں رہ سکتا تھا۔ ویسے میں جانتا تھا، میرا بیٹا اس سے کتر لے گا۔ ایک دن لسے اسرائیل سے واپس جانا تھا اور وہ ایک شریف، عزت دار اور با حیا لڑکی کے جذبات سے کیس کر نہیں جانا چاہتا تھا۔

میں ایک منٹ کے بعد نیشی کے پاس پہنچا تو وہ منہ پھیرے ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی اور پارسی کہہ رہا تھا: یہ میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ تم بے حد حسین ہو تھیں دیکھ کر میرا دل دھڑکتا

ہے۔ میں ساری زندگی تمہیں اپنی دھڑکنوں سے لگائے رکھنا چاہتا ہوں لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ مجھ سے شادی کرنے کے بعد تم بچھوڑاؤ گی۔ ایک دن میں یہاں سے بہت دور چلا جاؤں گا، وہ پاؤں تلخ کر لوبی، نیکون چلے جاؤ گے؟ جیسے یہ نہ نکال کر تم شیطان ہو اور تم زان مورس کے جسم میں سہلے ہو۔ تم جو بھی ہو، جیسے کسی ہو، میں تمہیں ہر حال میں، ہر صورت میں قبول کرتی ہوں، وہ اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھی۔ میں اس کے ذریعے معلوم کرنا چاہتا تھا، پارسی سمندر کے ساحل پر جا کر کیا کرتا تھا۔ میں نے نیشی کی زبان سے پوچھا: یہ بتاؤ، تم صبح سویرے کہاں چلے گئے تھے؟

اس نے حیرانی سے اُسے دیکھا۔ پھر کہا: تم اپنی محبت اور جذبات کا اظہار کرو۔ یہ کیوں پوچھ رہی ہو، کہاں گیا تھا اور کیا کر رہا تھا؟ دیکھا نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے کہا: وہ کیا اور مل رہا ہوں؟ میں نے سمجھ لیا، ابھی ان دونوں کے پاس وہ کمرے کو لان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ پارسی نے کہا: میں موٹے کو لان کی ضرورت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے فون پر رابطہ قائم کرو؟

وہ بہت پریشان تھا کہ لگا: جناب فرما صاحب! آپ میرے دماغ میں ہیں۔ خود ہی معلوم کر لیں؟

میں نے چپ چاپ اس کے دماغ کو گھڑنا شروع کیا۔ پتا چلا، آج صبح وہ مندر کے ساحل پر دوڑ لگائے کہ بھانپنے بیٹلے میں داہیں آیا تو وہاں کسی نے بڑھنگ پاش کے ذریعے ایک سوٹی اس کے جسم میں پیوست کی تھی۔ جس کے بعد اس کے ہاتھ پاؤں ٹھن ہو گئے۔ اعصاب کمزور پڑ گئے تھے اور وہ اپنی جگہ سے حرکت کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ ایسے ہی وقت کوئی قدر آور جوان چہرے پر ماسک پہنے اس کے سامنے آیا پھر اس نے ایک چاقو نکالا اور اس چاقو سے موٹے کو لان کی ایک آنکھ نکال کر لے گیا۔ ساتھ ہی ایک رقعہ چھوڑ گیا۔ اس میں لکھا تھا۔

میں تمہارے غلطیوں کا فخر سے دو دو ہاتھ کر سکتا تھا لیکن اپنی سونیا تمہارا شاگرد ہوں۔ وہ اچھی خاطر ہونے کے باوجود اپنے میں وقت ضائع نہیں کرتیں۔ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کام نکال کر چل جاتی ہیں۔ میں بھی اس کیلئے، یہ ذات کی ایک آنکھ نکال کر جا رہا ہوں۔ اس نے میری شبیا منی کو شیطان بنا کر دیکھا تھا۔ جیسا تویر چاہیے تھا کہ اس کی دونوں آنکھیں نکال لی جائیں، لیکن میں چاہتا ہوں، جب تک یہ زندہ رہے، اپنی ایک آنکھ سے دنیا کو دیکھتا رہے اور سچتا رہے اب ایک آنکھ

ہی ہے۔ کیا وہ کسی عزت دار لڑکی کو بے حیا نظر سے دیکھ سکتا ہے؟ میں کسی دوسرے معاملے میں اس کا ہاتھ کاٹ کر لے جاؤں گا۔ کیونکہ اس نے ناپاک ہاتھوں سے میری منی کا ہاتھ پکڑا ہو گا۔ تیسرے معاملے پر میں اس کی ایک ٹانگ کا ٹون گا کیونکہ ان تدموں سے چلنے ہوئے میری منی تک پہنچا ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں توڑے دھنڑے اس کے ہاتھوں سے ہاتھوں سے ٹکڑے کر دوں گا۔ تم میں سے کوئی اپنے اس جیالے منٹری آفسر کو بچا سکتا ہے تو بچالے۔

مجھے موٹے کو لان کے بعد بلا ٹیڈ گلب کے ممبران کی ضرورت ہے جن کی دوبارہ گندی پلاننگ کے باعث میری معصوم بچی جو جو کو اغوا کیا گیا تھا۔ اس کی عزت کا بھی جججیاں اڑانے کی ناکام کوششیں ہی تھیں۔ میں تم جیسے ذلیل پلان میکنروں کو کچن چین کر لیں عزت ناک سڑا میں دوں گا کہ آئندہ تم میں سے کوئی فریڈ علی سمور کی فیصل کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہیں کرے گا!

اس تحریر کے نیچے پارسی کا نام لکھا ہوا تھا۔ میں سردی باتیں کرنے جیسا کہ دماغ سے بڑھ رہا تھا۔ پارسی نے گھٹنے دو گھٹنے میں یہ واردات کیسے کی ہوگی، یہ تو موٹی سی عقل سے بھی سمجھا جا سکتا تھا۔ ایک تو اس کے پاس موٹے کو لان کا منگ پتا تھا وہ سمندر کے ساحل پر محض اس لیے گیا ہوگا کہ وہ منحصر سے لباس میں دوڑ لگا رہا ہوگا۔ اس کا بازو اور اس کا پاؤں یقیناً ننگا ہوگا۔ اس طرح وہ اس کے زخموں کو دیکھ کر اس کی شناخت کر سکتا ہوگا۔

پھر وہ اس کے بیٹلے میں جا کر چھپ گیا ہوگا۔ وہاں بھی اس نے اسی کو دیکھا ہوگا جو ساحل پر دوڑ لگا رہا تھا اور جس کے بازو اور ان پر زخموں کے نشان تھے تب یہ سمجھ لینے میں کوئی شبہ نہیں رہا ہوگا کہ وہی موٹے کو لان ہے۔ اس نے زیادہ ہنگامہ کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ سونیا کی طرح اس کے پاس بھی ایک ننھی سی ننکی تھی۔ جس میں ایک بیڈ کیٹیڈ سوٹی کو دوڑ رہی تھی۔ اس ننکی کو منہ میں رکھ کر بھونک مارتے سے سوٹی ٹھیک نشانے پر جا کر پیوست ہوا جاتی تھی۔ اس طرح اس نے موٹے کو لان کو بے دست و پا کر دیا تھا پھر بڑی آسانی سے اس کی آنکھ نکالی تھی اور ایک رقعہ لکھ کر اس کے پاس چھوڑ گیا تھا۔

اس کا طریقہ کار مجھ میں آ رہا تھا۔ ویسے اس کا یہ پہنچ بچھپنے میں کیا کہ آئندہ وہ موٹے کو لان کا ایک ہاتھ کاٹے گا۔ اسے اعلان نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس طرح اس نے اپنے

راستے میں خطرات اور زیادہ بڑھالیے تھے۔ اسے چپ چاپ جو کرنا تھا کرنا تو بہتر ہوتا۔

میں موٹے کو لان کے پاس آ گیا۔ اب نہ تو وہ پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کر سکتا تھا نہ ہی یوگا کی مہارت کا اظہار کر سکتا تھا۔ مجھے توقع تھی، اس کے دماغ سے کچھ اہم معلومات حاصل کر سکوں گا لیکن توقع سے کچھ زیادہ ہی معلومات حاصل ہونے لگیں۔ میرا دوسرا بیٹا پارسی دوم امریکا میں تھا اور اس وقت تک وہاں رہنا چاہتا تھا جب تک کہ تمام ٹیلی پیس چلنے والوں کا سراغ نہ لگائے۔ ابھی وہ جبری بیٹنگ تک پہنچا ہوا تھا۔

پہلے ہماری نظروں میں سر مارا آیا۔ میں نے اس کی ٹیلی پیس سمیت اسے فنا کر دیا۔ دوسرا ٹیلی پیس چلنے والا جبری بیٹنگ نیویارک میں پارسی کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ آج موٹے کو لان کے دماغ میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ تیسرا ٹیلی پیس چلنے والا ایک یہودی ہے اور وہ آج کل اسرائیل کے کسی شہر میں ہے۔

اس تیسرے کا نام ڈینی دانیال تھا۔ وہ اگرچہ یہودی تھا لیکن امریکی حکومت کا وفا دار تھا۔ ٹرانسفار مشین کے ذریعے حرمت ٹیلی پیس چلنے والے پہلے کیے گئے تھے ان میں اس ایک یہودی کا انتخاب خوب سوچ سمجھ کر کیا گیا تھا۔ اس کا پھلاریکا ڈیٹا ہرگز تھا کہ وہ اسے دے سکتے تھے ہر پٹو سے اپنے ملک امریکا کو اور امریکی حکومت کو ترجیح دیتا ہے، اس کے بعد یہودی قوم کی حمایت میں کچھ بولتا ہے۔

انسان خواہ کتنا ہی وفا دار اور جان نثار ہو وہ اپنی بنیاد اور اپنے آغاز کو کبھی نہیں بھولتا۔ کوئی اہم معاملہ ہو تو وہ اپنی بنیاد کی طرف ضرور لوٹ جاتا ہے۔ میری ہی مثال کافی ہے۔ میں اور میرے بچے کبھی پاکستان میں نہیں رہتے۔ ہمارا مستقل قیام بابا صاحب کے ادارے میں ہے، ہمارا تعلق پیرس سے ہے، ہماری وفا داری فرانسس حکومت سے ہے لیکن پاکستان پر کوئی آج کتے یا فرانسس حکومت پاکستان کے خلاف کوئی اقدام کرے تو ہم بے اختیار اپنے وطن کی اپنی قوم کی حمایت میں بولیں گے اور صرف بولنے کی حد تک محدود نہیں رہیں گے۔ جب ہمارے تیز بدلیں گے تو ہماری زمین کی طرف آکھ آٹھانے والوں کی یا تو آنکھ نہیں رہے گی یا آنکھیں جھجک جائیں گی۔

ہم فرانسس حکومت سے وفا داری کے معاملے میں توازن رکھتے ہیں مگر بہت سے ذہن ایسے ہوتے ہیں جو



توازن قائم رکھنا نہیں جانتے۔ یا تو وہ منحرف ہوتے ہیں یا مطلب پرست۔ جب ایسی غیر معمولی طاقت حاصل ہوجاتی ہے تو وہ اپنی اصلیت دکھاتے ہیں۔ ڈینی وانیال نے ٹیلی ویژن کا علم حاصل کرنے کے بعد جب یہ دیکھا کہ ایک سپر ماسٹر کے بعد دوسرے ٹیلی ویژن جلتے والے کوسر ماسٹر بنایا گیا ہے اور اس کا کوئی پانس نہیں ہے تو وہ اپنے ملک میں اپنی یہودی قوم کے درمیان اٹ گیا تھا۔

اس نے اسرائیل کے اعلیٰ حکام کے سامنے خود کو ظاہر نہیں کیا۔ وہاں چند عہدے داروں سے چپ چاپ رابطہ قائم کرتا رہا اور انھیں اپنا ہم خیال بنا کر وعدہ کرتا رہا کہ وہ سب اپنے ملک اور اپنی قوم کے لیے خاموشی سے کام کریں گے اور یہ کبھی ظاہر نہیں ہونے دیں گے کہ ان کے درمیان کوئی ٹیلی ویژن جلتے والا موجود ہے۔ ڈینی وانیال نے جن خاص نامی لوگوں سے خفیہ طور پر رابطہ قائم کیا تھا ان میں ایک موشے کولان تھا۔ ان میں سے کسی کو یہ نہیں معلوم تھا کہ وانیال نے کن اہم عہدے داروں سے رابطہ قائم کیا ہے۔ اس نے انھیں سمجھا دیا تھا کہ یہ اہتیا علی تیسرے۔ اگر فریاد یا اس کا کوئی ساتھی ٹیلی ویژن جلتے والا تم میں سے کسی کے دماغ میں آئے گا تو وہ صرف تمہاری مدد تک محدود رہے گا۔ تمہارے ذہن سے دوسرے عہدے داروں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ یہی وجہ تھی کہ موشے کولان کے دماغ سے اتنا کچھ معلوم کرنے کے بعد میں یہ معلوم کر سکا کہ باقی دوسرے عہدے دار کون لوگ ہیں۔

ویسے تیسرے ٹیلی ویژن جلتے والے کا سراغ مل گیا تھا۔ اس کے بعد خواہم بات معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ تیسرا ٹیلی ویژن جلتے والا ڈینی وانیال تیسرے بیٹے پارس کی ناک میں ہے۔ جب میں میرے ذہن کے ذریعے کرنل جیکس کے دماغ میں موجود تھا۔ اس نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ پارس ایسے شخص کا نام اور تپاٹھکانا معلوم کرنا چاہتا ہے جس نے ڈمی ٹرپاؤ بن کر اس کی مٹی تینا کو دھوکا دیا تھا۔

ادھر میں نے کرنل جیکس کو دھمکی دی تھی کہ وہ اس سلسلے میں موشے کولان کو کچھ نہ بتائے لیکن وانیال نے اس کے دماغ میں پہنچ کر پارس کے تعلق بتا دیا تھا کہ وہ اس کی ناک میں ہے اور اس سے انتقام لینے کے لیے کوئی خطرناک قدم اٹھا سکتا ہے۔ موشے کولان کو اپنی ذہانت اور صلاحیتوں پر بڑا ناز تھا۔ پھر ایک ٹیلی ویژن جلتے والا وانیال اس کے دماغ میں آتا ہوا ہوتا تھا۔ اس نے ہمارے سے زیادہ خطرہ

محسوس نہیں کیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جس رات وہ کرنل جیکس کے ذہن میں اس کا نام اور پتا معلوم کرنا چاہے گا اس کی پہنچ ہی اس پر حد کر بیٹھے گا۔

بے شک پارس کا حملہ کامیاب ہوا تھا لیکن ڈینی وانیال کی موجودگی سے خطرات بہت بڑھ گئے تھے۔ اس کی ذہنی غلطی وانیال کو یہ بتا سکتی تھی کہ وہ ڈان موشے کے رہب میں چھپا ہوا ہے۔ میں اپنی موجودگی ظاہر کیے بغیر اس کے علم میں یہ بات لاسکتا تھا۔ یہ بات پارس کو مثنیٰ جلدی معلوم ہوتی، اتنا ہی اچھا ہوتا۔ میرے پاس فوری طور پر ایک نیشنل ہی ذریعہ بنی ہوئی تھی۔ میں کوئی دو سو ذریعہ اختیار کرنے کے لیے زیادہ انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ پارس سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ موشے کولان پر دوبارہ حملہ کرنے اور اس کا ہاتھ کاٹنے کے سلسلے میں دیر کرے گا۔ وہ بڑی تیزی سے کسی بھی منصوبے پر عمل کرتا تھا۔

میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر موشے کولان کے دماغ میں پہنچ گیا۔ ڈیوڈ لٹولڈ نے اس کی ایک آنکھ کو مرہم لپی کر دی تھی۔ تکلیف سے نجات دلانے کے لیے نیند کا انجنی دیا تھا اس لیے وہ سو رہا تھا۔ میں تھوڑی دیر تک اس کے دماغ میں خاموش رہا۔ ڈینی وانیال اس کی حفاظت کے لیے وہاں موجود ہو سکتا تھا اور پارس کے دوسرے ملے کے سلسلے میں کوئی بات کر سکتا تھا لیکن مجھے اس کی آواز سنائی نہیں دی۔ میں پارس کو کسی طرح اس خطرے سے آگاہ کرنا چاہتا تھا اور پریشان ہوا تھا کہ ایسے وقت کیا کرنا چاہیے۔

تب ایک تدبیر مجھ میں آئی جب پارس، ڈان مورس کے روپ میں سارا تھا سے شادی کرنے کے بعد تل ابیب پہنچا تھا اور ایئر پورٹ میں نانا سے اہرنیس سے ملاقات کی تھی تو میں سارا تھا کے دماغ میں موجود تھا۔ جب جمال بن مصطفیٰ پولیس والوں سے چھٹا ہوا ایئر پورٹ کی عمارت میں داخل ہوا اور اس نے اپنی حفاظت کے لیے پارس کو رخاں بنانے کی کوشش کی تو میں جمال بن مصطفیٰ کے دماغ میں بھی پہنچ گیا تھا۔ اب فلسطینی مجاہد میرے کام آ سکتا تھا۔

میں نے اس کے لب و لہجہ کو اور اس کی آواز کو اپنی طرح یاد کیا پھر رخاں خوانی کرتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ حیف کے علاقے میں ایک مکان کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ مکان ایک مسلمان تاجر کا تھا۔ وہ اس تاجر کے

بھٹے بھائی کی حیثیت سے وہاں رہا کرتا تھا۔ اس نے اپنے بہرے میں تھوڑی سی تبدیلی کی تھی۔ ڈان موشے کو کچھ کا اضافہ کر لیا تھا۔ ایک آنکھ میں ایسا لیس لگایا تھا جس سے آنکھ پتھر کی مثنیٰ تھی۔ سر کے بال چھوٹے چھوٹے تھے۔ کوئی اسے دیکھ کر جمال بن مصطفیٰ نہیں کر سکتا تھا۔

جب وہ جہاد کے لیے نکلتا تو ڈان موشے کو کچھ صاف کر دیتا تھا۔ آنکھ سے وہ لیس نکال دیتا تھا اور دلانے بالوں کی وگ پہن لیا کرتا تھا۔ ان دنوں وہ چار مجاہدین کی رہائی کا مطالبہ کر رہا تھا جن میں جیکبیل میں نگر دیا گیا تھا۔ ان پر جھوٹا مقدمہ چلایا جانے والا تھا۔ وہ ایک صوفے پر بیٹھا ہوا کوئی ایسی تدبیر سوچ رہا تھا جس پر عمل کر کے اپنے ساتھیوں کو جیل سے رہا کر سکے۔ میں نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ کر لیا۔ اس نے جیکب کرمانے سینٹرل ٹیلی پر رکنے ہوتے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا پھر اسٹیشن مل کے دفتر کے فیر ڈائل کیے۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے پارس کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو، نیشنل اسٹیشن ملز"

میں نے جمال بن مصطفیٰ کی زبان سے کہا: "ہیلو، کیا تم میری آواز سے مجھے پہچان سکتے ہو؟"

پارس نے جیکب کو پوچھا: "کون، جمال بن مصطفیٰ؟" ارے واہ شہزادے! تمہاری یادداشت بڑی تیز ہے! شغری ملاقات رہی اور تم نے مجھے آواز سے پہچان لیا! اس نے پوچھا: تمہیں یہ افون نمبر کسے معلوم ہوا؟ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ ایک ارب پتی بل اوز کے لڑے ہوئے تھا۔ فون نمبر معلوم کر لینا کون سی بڑی بات ہے جو ان تم میرے عمن ہو۔ میں نے اس لیے فون کیا ہے کہ کسی کا احسان زیادہ دیر اپنے سر پر نہیں رکھتا۔ ابھی یہ احسان اتارنا چاہتا ہوں!"

"کیسے اتارنا چاہتے ہو؟" تمہیں ایک زبردست خطرے سے آگاہ کر رہا ہوں کیا تم یہ ملتے ہو کہ ٹیلی ویژن کا علم ایک حقیقت ہے اور اس کا جلتے والا بڑی آسانی سے کسی کے دماغ میں پہنچ کر اس کے اندر کا بچہ معلوم کر لیتا ہے؟

"میں یہ مانتا ہوں لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" یہاں ایک ٹیلی ویژن جلتے والا موجود ہے۔ میں نے اب تک اس کی صورت نہیں دیکھی لیکن اس کے عمل سے پہچان گیا ہوں۔ وہ دشمن ہم لوگوں کے لیے مصیبت بنا ہو لے اور تمہارے لیے بھی بن سکتا ہے کیونکہ تم نے میری مدد کی تھی!"

"میری فکر کرو۔ پولیس اور ایٹلی جس دلے میری طرف سے ملتی ہو گئی ہے۔ وہ جلتے ہیں کہ تم مجھے یہ غمال بنا کر لے جا رہے تھے، حقیقت کوئی نہیں جانتا ہے۔" میں تو میں تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں۔ اگر وہ ٹیلی ویژن جلتے والا ابھی میرے دماغ میں پہنچ کر مجھے کوڑورہلنے گا اور میرے اندر کی باتیں معلوم کرے گا تو اسے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ڈان موشے کی ایک جہان نے میرے ذہن پر ہونے کے سلسلے میں میری بھروسہ اور مدد کی تھی؟

"ہاں، وہ اس طرح معلوم کر سکتا ہے لیکن تم یقین سے کیسے کر سکتے ہو کہ یہاں کوئی ٹیلی ویژن جلتے والا موجود ہے؟" میرے چار ساتھی اس وقت حیف کی جیل میں ہیں۔ اس بجکت نے ان کے دماغوں میں پہنچ کر معلوم کر لیا تھا کہ وہ فلسطینی مجاہدین ہیں یہ ظاہر عام شغری بن کر رہتے ہیں اور یہ باطن اسرائیلی حکومت کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ تو اچھا ہوا کہ وہ چاروں میری اصلیت نہیں جانتے۔ میرا اصل ٹھکانا نہیں جانتے۔ وہ ذہنی ٹیلی ویژن جلتے والا ان کے دماغ سے میرے دماغ تک پہنچ جاتا!"

"تم درست کہتے ہو، میں تمہارا شکر گزار ہوں، تم نے ایک ٹیلی ویژن جلتے والے کے وجود سے آگاہ کیا۔ میں بھی کسی کا احسان زیادہ دیر سر پر نہیں رکھتا۔ لوگو، تمہارے چار ساتھیوں کے نام کیا ہیں، میں انھیں جیل سے نکال لاؤں گا۔ انھیں کہاں پہنچانا ہے، یہ بھی بتا دو!"

"نہیں دوست، میرے اور ساتھیوں کے بارے میں مزید سوال نہ کرو کیونکہ میں نے کسی تمہارے تعلق کوئی سوال نہیں کیا۔ یہ نہیں پوچھا کہ تم کون ہو تمہاری اصلیت کیا ہے۔ میرے لیے اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ تم مسلمان ہو۔ تینا کسی مقصد کے تحت یہ روپ اختیار کیا ہو گا ہو سکتا ہے میری تمہاری منزل ایک ہی ہو۔ جب ہم منزل کے قریب پہنچیں گے اور ایک دوسرے کے سامنے آئیں گے تو پھر ایک دوسرے پر احسان کیوں گے۔ اس وقت تک کے لیے خدا حافظ!"

"اس نے ریسور رکھ دیا۔ پھر آگام سے ٹیک لگا کر صوفے پر بیٹھا اور ظالمی کٹنے لگا۔ میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ ایک دم سے طربڑا گیا۔ ایک ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر سو پونے لگا۔" ابھی مجھے کیا ہوا تھا۔ ایسا لگتا ہے جیسے میں خواب دیکھ رہا تھا اور نیند کی حالت میں فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کر رہا تھا کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ باتیں بھی کچھ

کچھ یاد ہیں۔ شاید اس ارب پتی کے نزلے سے گفتگو کر رہا تھا۔ آخر سب کیا ہے؟

میں نے کہا: "اسے ٹی بی تھی کتنے ہیں؟"

اس نے چونک کر ادرہ گھروں بکھا۔ میں نے کہا: "میں تمہارے دماغ کے اندر لوں رہا ہوں۔ میں فریڈا علی تمہارے ہوں۔ وہ ایک دم سے اچھل کھڑا ہو گیا۔ پھر بے یقینی سے بولا: فریڈا صاحب آپ آیا وہی فریڈا جن کا ذکر دیکھ کر کرتی ہے؟ حدیقہ کا نام سنتے ہی اچانک میری دل تیزی سے چلنے لگا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب آتش جہان تھا۔ میں نے بیروت سے کئی سو کلو میٹر کے فاصلے پر ساحل فلسطین میں اس کے ساتھ ایسے ریگین و سنگین لمحات گزارے تھے جنہیں میں کبھی بھول نہیں سکتا تھا۔ ہماری محبت عجیب و غریب تھی۔ ہم ایک دم سے کے بہت قریب تھے جیسے سائین انسان کی جان کے قریب ہوتی ہیں۔ اس کے باوجود آج تک میں نے حدیقہ کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ ایک میری ہی کیا بات ہے۔ اس کے ساتھ برسوں سے جہاد کرنے والے فلسطینی مجاہدوں نے میں اس کی صورت نہیں دیکھی تھی۔ وہ ہمیشہ چادر اور حق تعالیٰ اور اس چادر کا گھونگھٹ اس طرح بنائے رکھتی تھی کہ اس کی اوٹ سے دنیا کو دیکھتی تھی مگر دنیا والے اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ایسی ہی حالت میں وہ آتی خطرناک حملہ آور ثابت ہوتی تھی کہ دشمن اس کے نام سے کانپتے تھے۔

میں نے جمال بن مصطفیٰ سے کہا: حدیقہ نے اپنے ایک محبوب کی لاش کے پاس قسم کھائی تھی، جب تک اپنے محبوب کے قاتل بیویوں کو پھینک کر ختم نہیں کرے گی اور فلسطین کو آزاد نہیں کرے گی، اس وقت تک زبان سے ایک لفظ نہیں بولے گی۔ گوئی بن کر رہے گی اور اپنا چہرہ کوس نہیں دکھائے گی۔ ہمیشہ چادر میں چھپی رہے گی؟

اس نے کہا: "جی ہاں، وہ آج بھی اپنی اس قسم پر عمل کر رہی ہے۔ ہم میں سے کسی نے تو اس کا چہرہ دیکھا ہے اور اس کی آواز سنی ہے؟"

پھر تم کیسے کہتے ہو کہ حدیقہ میرا ذکر کرتی ہے؟

اس کا انداز عجیب ہے۔ جب وہ ساحل پر ہوتی ہے تو ریت پر آپ کا نام لکھتی ہے۔ جب کشتی میں سڑکتی ہے تو پانی میں اپنی گلے کی انگلی پھرتی ہے۔ ہم صاف طور پر اس نام کے بچے چڑھ لیتے ہیں۔ جہاں کو قریب سے جانتے ہیں وہ کہتے ہیں، حدیقہ کبھی کاغذ پر یا کسی دیوار پر یہ نام نہیں لکھتی۔ ایسی جگہ لکھتی ہے جہاں یہ نام ہوا سے، پانی سے مٹ

جاتا ہے جیسے آپ اس کی زندگی میں آئے اور جیسے جس مٹ گئے مجھے اس کا ذکر سن کر دکھ ہوا تھا۔ میں تو سمجھ رہا تھا اس طویل عرصے میں شاید وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئی ہوگی۔ مجاہدوں کی زندگی کا ایک بھر دوسرا پانی کے بیٹیلے ہوتے ہیں۔ آج مجھ تو وہیں گل ناورد ہوجاتے ہیں لیکن وہ موجود تھی۔ میں نے پوچھا: "وہ کہاں ہے؟"

دیتا نہیں جناب، پھر میں نے بیروت میں دیکھا تھا۔ اب خدا جانے کہاں ہوگی؟"

حدیقہ نے مجھ سے عجیب رشتہ قائم کیا تھا۔ بولنے کا شہ نہ تھا، مزاحیہ دوسرے کو دیکھنے کا۔ اب میں اس کے دماغ میں بھلا کیسے پہنچا رہا تھا۔ میں نے اس کی آنکھیں نہیں دیکھی، کبھی اس کی آواز نہیں سنی۔ کبھی تقدیر ہی نہیں ملا سکتی تھی میں نے کہا: تم اپنی تعظیم والوں کے ذریعے حدیقہ کا سراغ لگاؤ۔ مجھے اس سے مل کر خوشی ہوگی؟"

میرے آدمی اسے ضرور تلاش کریں گے؟

اگر تمہارے دو چاروں ساتھی جیل سے فرار ہوئے ہیں کامیاب ہو جائیں تو تم انہیں کس طرح کسی خفیہ اڈے تک پہنچا سکو گے؟

ہم پہلے سے انتظامات مکمل رکھتے ہیں۔ جیسے ہی ہمارا کوئی ساتھی فرار ہونے میں کامیاب ہوتا ہے، ہم اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتے ہیں؟

تو پھر اس جیل کے قریب کہیں ہو جو رہا ہو، مجھے جو جیتا دو، تمہارے چاروں ساتھی وہاں پہنچ جائیں گے؟

وہ خوش ہو کر بولا: "آپ نے میرے دل کی بات کہہ دی۔ میں آپ سے ہی درخواست کرنے والا تھا؟"

تم جیل کے سامنے گاڑی لے کر تیار ہو۔ تمہارے وہ چاروں ساتھی وہاں سے نکلیں گے۔ اس سے پہلے تم جیل سے یا جیل کے کسی سینئر آفیسر سے فون پر گفتگو کرو۔ میں اس کے دماغ میں پہنچا جاتا ہوں؟"

اس نے ریسورٹ ٹھکانا "فریڈا" لے کر کے رابطہ قائم کیا جیل سے گفتگو کی۔ یہ ان کے پاس مجھے پہنچا دیا میں سمجھتی رہی۔ اس کے پاس رہ کر جیل خانے کے قاعدے تو امین معلوم کرتا ہوں پھر ایک دستہ رکھوں کہ اس کے ہاتھ سے کھوایا۔ وہ کھینے لگا۔ مجھے ابھی فون کے ذریعے اعلیٰ افسر نے حکم دیا ہے کہ ان چار فلسطینی مجاہدوں کو جو میری جیل میں قیدی کی حیثیت سے ہیں انہیں جہاز میں سے جاز جیل منتقل کر دیا جائے؟

اس نے دست پرش ضروری خاز پڑی کرنے کے بعد

سپاہیوں کو حکم دیا: جیل کی گاڑی دروازے پر لاؤ اور ان چاروں قیدیوں کو مسلح کارڈز کے ساتھ اس میں بٹھا دو؟

اس کے حکم کی تعمیل ہونے لگی۔ قیدیوں کے جانے والی گاڑی جیل کے اندر داخل ہوئی۔ اس میں ان چار قیدیوں کو بٹھایا گیا۔ جو مسلح سپاہی انہیں لے جا رہے تھے، میں نے جیل سے ان کی گفتگو کر لی۔ ان کی آواز اور بولنے والے کو سنا۔ گاڑی ڈرنا شروع کرنے والے کے دماغ میں بھی پہنچ گیا۔ جمال بن مصطفیٰ یقیناً جیل خانے کے باہر منتظر کر رہا ہوگا۔ میں ابھی اسے بتائیں سکتا تھا کہ اس کے ساتھی، قیدیوں کی گاڑی میں جا رہے ہیں۔ اگر میں جیل کے دماغ کو زبردستی لے لے میں چھوڑ دیتا تو کھیل جڑ جاتا۔ جب قیدیوں کی گاڑی وہاں سے چل پڑی تو میں جیل کو اس کے کوسے میں لایا۔ اس کی الماری سے شراب کی بوتل نکالی۔ پھر اسے ہاتھ روم میں لے گیا۔ اس نے ہاتھ روم کا دروازہ اندر سے بند کیا۔ بوتل کا مٹھ کھولا۔ پھر اسے مٹھ سے لگا کر غشا غٹ پیتا چلا گیا۔ اگر وہ اپنے آپ میں ہوتا تو کبھی باقی ملائے بغیر اور ایک ایک پیگ بنائے بغیر شراب نہ پیتا۔ جگہ وہ صالح شراب معلق سے اٹھایا جا رہا تھا۔ جب اس نے آدھی بوتل حق سے اٹھائی تو میں نے اس کے مٹھ سے بوتل ہٹا دی۔ میرے ہموں کے ساتھ میں ہوتا ہے۔ جیسے ہی میں دماغ کو آزاد چھوڑتا ہوں، وہ کھلا کر رہ جاتا ہے کہ وہ دماغی طور پر کس طرح غائب ہو گیا تھا لیکن اسے اپنے بارے میں سوچنے کا زیادہ موقع نہیں ملا۔ آدھی بوتل شراب اپنا اثر دکھا رہی تھی۔ اس کا سر گھوم رہا تھا۔ وہ ہاتھ میں بوتل پھرنے ہوئے تھا، اسے غور سے دیکھ رہا تھا مگر سوچنے کی قوت نہیں تھی کہ بوتل کہاں سے آگئی اور وہ ہاتھ روم میں کیسے پہنچ گیا۔ میں نے اس کے مٹھ سے پھر بوتل لگائی۔ اسے سمجھوڑی کھلا دیا، پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ کر جمال کے پاس آیا۔ اس سے کہا: "قیدیوں کو لے جانے والی گاڑی سینف روڈ پر جا رہی ہے، آدھری چل پڑو مگر گاڑی والوں کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے ساتھی خود بخود تمہارے پاس آئیں گے؟"

گاڑی کے پھیلے حصے میں ان چار مجاہدوں کے ساتھ دو مسلح سپاہی بیٹھے ہوئے تھے اور دو مسلح سپاہی ڈرائیور کے ساتھ اگلی سیٹ پر تھے۔ پھیلے طرف سے ایک سپاہی نے آواز دی: "گاڑی روکو۔ ایک قیدی مر رہا ہے۔ اسے فوری طبی امداد کی ضرورت ہے؟"

ڈرائیور نے گاڑی روک دی۔ اگلی سیٹ سے دونوں

مسلح سپاہی فوراً باہر آئے۔ پھر انہوں نے پھیلے دروازہ کھول کر پوچھا: کیا بات ہے؟"

میرے ہموں سپاہی نے اپنی بندق سے دو گولیاں چلائی۔ دونوں کو نشانہ بنایا۔ اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے سپاہی نے اس پر حملہ کرتے ہوئے کہا: یہ تم نے کیا کیا معلوم ہوتا ہے تمہارا دماغ چل گیا؟"

میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جا کر اسے الگ کیا۔ پھر اس کے ہاتھوں اپنے ہموں سپاہی کو ہٹا کر دیا۔ ڈرائیور بھی اپنی سیٹ سے اتر آیا تھا۔ وہ دو کھڑا حیرانی سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور سہما ہوا تھا۔ اب آخری بچے ہوئے سپاہی نے ان چاروں قیدیوں سے کہا: چلو، اترو اور یہاں سے بھاگ جاؤ وہ پیچھے آنے والی گاڑی تمہارے انتظار میں کھڑی ہے؟"

وہ چاروں مجاہدین دوڑتے ہوئے جمال کی گاڑی میں آئے۔ جمال نے اپنی گاڑی کو واپس گھمایا۔ پھر دوسرے راستے پر چل پڑا۔ جب وہ بہت دور نکل گیا تو میں نے اس مسلح سپاہی کے ذریعے ڈرائیور سے کہا: چلو، اب ہم خالی گاڑی لے جائیں گے؟"

ایسے ہی وقت رمزی نے مجھے مخاطب کیا: فریڈا! ہم اپنے بیٹے تک پہنچ سکتے ہیں۔ ڈراؤ اگر دیکھو، وہ کیا کر رہا ہے؟"

میں نے پوچھا: کیا ہمیں پارس کے دماغ میں جگہ مل سکتی ہے؟"

نہیں، اس کے دماغ میں پہنچنا مشکل ہے۔ اس نے جبری جینک کے سر پر دیوار کے دستے سے ضرب لگائی تھی۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اب ہوش میں آ گیا ہے لیکن اس کا دماغ کھردر ہے۔ ہماری خیال خوانی کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا، اس کے پاس بے آؤ؟"

ہم نہیں چلتے تھے کہ ہاں نے کس طرح جبری جینک کو تاروں میں لگایا تھا۔ جب رمزی کے کہنے پر میں جینک کے دماغ میں پہنچا تو وہ ایک کڑی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کی ایک تھیلی ساتھ والی میز پر رکھی ہوئی تھی۔ پارس نے اس کی کلائی کو تھام رکھا تھا اور ہاتھ میں ایک چھوٹی سی، پتی سی کیل لے کر اسے دکھاتے ہوئے کہہ رہا تھا: میں اس کیل میں اس کو تمہارے ناخنوں کے اندر چھوڑتا جاؤں گا اور تمہارے ناخن اکھاڑتا جاؤں گا۔ تم اندازہ کر سکتے ہو کہ تمہیں کتنی تکلیف پہنچے گی؟"

اس نے کیل کو ایک انگلی کے ناخن اور گوشت کے درمیان چھو یا وہ تکلیف اور درد کی شدت سے تڑپ کر پلا۔  
 "نہیں نہیں! ایسا نہ کرو۔ میں مر جاؤں گا!"  
 تو پھر دوسرے مثل پتھری جانے والوں کے نام ادا پتے تیار۔  
 "م... میں نہیں جانتا۔ سچ کہتا ہوں، مجھے کسی کا نام ادا پتا نہیں معلوم!"

پارس نے ایک کپڑا اس کے منہ میں ٹھونس دیا پھر دوسرے کپڑے سے منہ کو باندھتے ہوئے کہا۔ "تم تکلیف کی شدت سے تڑپتے رہو گے مگر پہنچ نہیں سکو گے چیخنا چاہو گے تو آواز نہیں ابھرے گی کوئی تمہاری مدد کے لیے نہیں آسکے گا" میں اتنی دیر میں اس کے دماغ سے معلوم کر چکا تھا کہ وہ ٹیلی پتھی جاننے والوں کے نام جانتا ہے لیکن ان کا پتا ٹھکانا نہیں جانتا۔ وہ سب ٹیلی پتھی کیلنے کے بعد اپنے اپنے ٹھکانوں کو چھوڑ چکے تھے۔ کوئی نیا ٹھکانا بنالیا تھا۔ میری خیال خوانی کے دوران جبری جیکب تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔ یوں زور لگانے لگا جیسے رتیاں توڑ کر آزاد ہونا چاہتا ہو۔ کرسی سے اٹھ کر بھاگنا چاہتا ہو لیکن یہ اس کے بس میں نہیں تھا۔ پارس اس کے ایک ناخن اور گوشت کے درمیان کیلنے لگسا کراس کے گوشت کو کھریج رہا تھا اور وہ تکلیف کی شدت سے بندھا ہوا ہو گیا، ہاں کے انداز میں سر ہلا رہا تھا۔ پارس نے پوچھا "کیا نام ادا پتا بتاؤ گے؟"

اس نے پھر جلدی سے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ پارس نے اس کے منہ سے کپڑا کھولا۔ پھر منہ میں شہنہ ہونے پڑے کو نکالا۔ منہ کھلنے ہی اسے آزاد کی سکل کر کر اپنے کا موقع ملا۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ اس دوران اس نے کئی بار خیال خوانی کی کوشش کی تھی۔ کسی طرح اپنے آدمیوں کو اطلاع دینا چاہتا تھا کہ وہ کہاں قید کیا گیا ہے اور کس طرح وہاں پہنچ کر پارس کی قید سے رہائی دلائی جاسکتی ہے لیکن اس کا دماغ کمزور ہو چکا تھا، خیال خوانی کی پرواز نہیں کر سکتا تھا۔ پارس نے اس لیے اس کے سر پر ضرب لگا دی تھی، اس کے بعد ہی اسے آدھیں دینا شروع کی تھی تاکہ وہ خیال خوانی کے قابل نہ رہے۔

وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "اے جوان، میں تیرے ہاتھوں سے مرنا نہیں چاہتا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں جو کہوں گا، سچ کہوں گا۔ خد کے لیے مجھ پر پھر دوسرا کر لینا۔ میں تمام ٹیلی پتھی جاننے والوں کے نام جانتا ہوں لیکن ان کا پتا ٹھکانا نہیں جانتا۔ یہ علم کیلنے کے بعد سب لوگوں نے

اپنی رہائش گاہیں چھوڑ دی تھیں۔ میں نہیں جانتا، وہ کہاں ہیں اور کہاں کرتے پھر رہے ہیں۔ میں خود اپنی رہائش گاہ چھوڑ چکا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے ایک ہی رات میں اتنی دولت حاصل کی تھی کہ ایک ناٹھا شاد ہون کا مالک بن گیا تھا اور دوسری کئی بچے رہائش گاہیں بنائی تھیں!"

"تم اپنی بات نہ کرو۔ دوسروں کے متعلق بتاؤ!"  
 "تم مجھ سے چلے میں قسم لے لو۔ اگر ذرا دیر میں کرو گے اور غراہ خواہ میری جان لینا جاؤ گے تو مجھ کو حاصل نہیں ہوگا میں مر جاؤں گا لیکن ان کا پتا نہیں بتا سکو گا کیونکہ میں جانتا ہی نہیں ہوں!"  
 "ان کے نام بتاؤ!"

ایک کا نام ذوق دانیال ہے۔ وہ یہودی ہے۔ چونکہ نیو یارک میں یہودیوں کی آبادی زیادہ ہے لہذا وہ اس شہر میں مزدور کین چھپا ہوگا!"  
 "اس کا تعلق بتاؤ!"

وہ ذوق دانیال کا تعلق بتانے لگا۔ میں بھی توجی سے سن رہا تھا۔ اس کے بعد وہ باقی دو ٹیلی پتھی جاننے والوں کے نام اور ان کے تعلق بتانے لگا تھا۔ ایسے ہی وقت اچانک اس کی سانس رکنے لگی۔ پارس نے اسے بہت آدھیں پہنچائی تھیں۔ اس کی جان آدھی ہو گئی تھی لیکن وہ اتنا نہیں کمزور نہیں تھا کہ شدت کے اس مرحلے پر سانس اٹھانے لگے۔ میں اس کے دماغ میں بڑی حد تک توانائی پیدا کر رہا تھا تاکہ وہ جلد سے جلد پارس کو ان دونوں کے نام اور تعلق بتا دے۔ ویسے میں اس کے پورے خیالات پڑھ چکا تھا۔ ان دونوں کے نام اور تعلق معلوم کر چکا تھا مگر یہ تفصیل میں پارس کو نہیں بتا سکتا تھا۔ وہ اس کی زبان سے ہی سن لیتا تو بہتر ہوتا۔

میں نے محسوس کیا، توانائی پہنچانے کے باوجود وہ سوچ تو سکتا ہے مگر زبان نہیں بلا سکتا۔ تب سمجھ میں آیا، ایک ٹیلی پتھی جاننے والا اس کی زبان بھی روک رہا ہے اور سانس بھی۔ وہ غلاف توقع اس کے دماغ میں آیا تھا۔ مجھے ذرا بھی اس کی مدد کا شبہ ہوتا تو میں پہلے ہی جبری جیکب کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جاملیتا۔ اس کی یہ چال کامیاب نہ ہوتی۔ اب وہ قبضہ جاکھا تھا، میں صرف اس کے دماغ کو رہائی دلانے کی کوشش کر سکتا تھا۔ ہماری اس جدوجہد کے دوران اس کی سانس پوری طرح اکھڑ گئی۔ وہ بے دم ہو گیا اور اس کی گردن ایک طرف ڈھک گئی۔

اس کی آخری سانس باقی رہنے تک پارس کی آواز مجھے سنائی دیتی رہی۔ وہ اسے جینجوڑ رہا تھا۔ اسے آنکھ کھولنے اور کچھ بولنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس کے بعد مجھے اس کی آواز سنائی نہیں دی۔ جبری جیکب سے اس کی زندگی کا رشتہ کٹنے ہی ہم باپ بیٹے کا درمیانی رشتہ کٹ گیا۔ رستوں نے پریشان ہو کر کہا: "میرا بیٹا پھر کم ہو گیا!"

"ہاں، ایک جبری جیکب تھا۔ وہ بھی ہمارے درمیان نہ رہا!"  
 "اسے نہیں مرنا چاہیے تھا، کیا تم نے اسے بچانے کی کوشش کی تھی؟"

"کیا موت سے کسی کو بچایا جا سکتا ہے؟"  
 "میں اسے بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی قوت اس کی سانس بند کر رہی ہے۔ کیا تم ایسا کر رہے تھے؟"  
 "میں نے پوچھا۔" ایسا دوست کرتے ہیں یا دشمن؟"  
 وہ جراتی سے بولی۔ "کیا اس کے دماغ میں کوئی دشمن بھی موجود تھا؟"

"یشک ایسا ہی تھا۔ تب ہی تو اچانک اس کی سانس اٹھ گئی!"  
 "میں ابھی فرزند کو اس بنگلے میں پہنچاتی ہوں جہاں پارس موجود ہے!"

میں تم سمجھی ہو، فرزند کے پیچھے تک پارس وہاں جیکب کی راہ کے قریب بیٹھا ہے گا!"  
 "تو پھر کیا کروں؟"  
 "میر کرو!"  
 "کیا وہ فرزند سے ملاقات کرے گا؟"

"منا ہے، محبت کے دھاگے سے باندھ کر محبوب کو لے آئے ہیں، جتنا بے نیکی محبت میں دم ہوگا تو وہ ایک دوسرے سے منور ملیں گے!"

جہاں مال و دولت کی کمی نہ ہو، وہاں شادی کی تیاری میں دیر نہیں لگتی۔ جمع سے شام تک ایسی ہیجاگ دوڑ رہی کہ رات ہوتے ہوتے دوسرے دن شادی کا مکمل انتظام ہو گیا۔  
 نینسی اس کی زندگی میں تیسری دلہن بن کر آ رہی تھی۔ وہ حسین تھی، دلنشین تھی۔ پارس اس کے ساتھ بہت سا وقت گزار سکتا تھا۔ لیکن ساری زندگی گزارنے کے لیے اپنی اہلیت ظاہر کرنا پڑی تھی۔

مشکل یہ تھی کہ سارا تھا کی طرح نینسی خود غرض اور سکا نہیں تھی۔ لالچی اور دھوکے باز نہیں تھی سارا کسی ہوتی تو اسے ایک دن شکر کا چلے جانا آسان ہوتا۔ وہ دل سے محبت کرنے والی کو دھوکا لے کر خود کو اخلاقی پستوں میں گرانا نہیں چاہتا تھا۔ دوسری جمع نینسی نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔  
 "آج ہماری شادی ہے محترم خوش نہیں ہو، کچھ پریشان نظر آ رہے ہو۔ کچھ کیا، زیادہ ہی پریشان بات کیلے؟"  
 "میں ٹھنڈا بنا چکا ہوں، اتنی جلدی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نہیں چاہتا، میں نہیں چھپتا نا پڑے!"

"تم کیسی باتیں کرتے ہو، میں نے چند دنوں میں تمہیں اچھی طرح دیکھ لیا ہے، کچھ کیا ہے، کچھ کیا ہے۔ تم پہلے ہی دن سے میرے تو اس پر چھلکے ہو۔ میں یقین دلاتی ہوں، تم سے شادی کر کے کبھی نہیں پھیناؤں گی!"  
 "اگر میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں تو؟"

شادی سے پہلے چھوڑ کر جاؤ گے تو بہت روروں کی شادی کے بعد جاؤں گے تو آہیں بھروں گی اور بھلا انتظار کرتی رہوں گی، غواہ ساری عمر انتظار کرنا پڑے، لیکن پچھتاؤں گی نہیں کہ یہ کون سا پوسے ہوش دھاس میں ہے کہ تم سے شادی کا فیصلہ کر رہی ہوں۔ اور فیصلہ کرنے کے بعد پچھتاؤں سراسر نادانی ہے!"

وہ شام تک رشتہ ازدواج میں مشک ہو گئے۔ وہ اس کی دلہن بن گئی۔ دونوں دہلاؤا بن کے لباس میں تھے اور شام کی پارٹی میں سماؤں کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ ان سے مبارک باد اور فخری تحائف حاصل کر رہے تھے۔ اسرا ٹیل کے ہر حصے سے بڑے بڑے تاج اور سرایہ دار اس تقریب میں آئے تھے۔ وہ فوجی انسان ہی شریک ہونے تھے جن کا تعلق اسٹیل مل سے کسی دوسری طرح تھا۔ وہاں انھوں نے باتوں ہی باتوں میں ہلکے ہونے والے فوجی جبر کا ذکر پڑھا تھا۔ اس ذکر کے ساتھ یہ بات مل نکلی کہ کسی نے ایک ملوی نینسی جس سے تعلق رکھنے والے جاسوس کی آنکھ نکال لی ہے۔ پھر اس روز کے انہارات میں شائع ہونے والی خبر جو نینسی کے گھٹنگے کا موشع بن گئی کہ چار فلسطینی عباہہ جیل سے پراسرار طور پر غائب ہو گئے ہیں۔

اس بات سے سب متفق تھے کہ پارس انتہائی کارروائی کے لیے آیا ہے اور اس کا باپ خیال خوانی کے ذریعے اس کی مدد کر رہا ہے ورنہ پارس کی ایسی عمر ہی کیا ہوگی۔ وہ ملوی اسٹیل مل کے اسٹن تجرو کا کارڈ خطرناک فائنٹر کے سامنے آکر آسانی سے آنکھ نکال کر نہیں جاسکتا تھا۔ اس کے پیچھے ملی پتھی کی طاقت چھٹی ہوئی ہے پھر وہ چار فلسطینی عباہہ جس انہاز میں جیل سے نکل گئے ہیں



اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب ٹیلی پتھی کا کا نام ہے۔  
پارسی نے نبی کے قریب جھگ کر مگوشی میں کہا: یہ  
لوگ ہماری شادی کی خوشی میں شریک ہونے آئے ہیں۔ ہم نے  
ان کے لیے تاج لگائے اور موسیقی کا انتظام کیا ہے۔ اس کے  
باوجود ہر اندر ہی اندر سے ہونے ہیں۔ کیا یہ مگوشی دیر کے لیے  
فرط دماغی تیموری کی ٹیلا ہوتی ہے تو کھول نہیں سکتے؟  
نبی نے مسرت سے کہا: مجھے اس شخص کے نام سے

نفرت ہے؟

اس شخص کے نام سے؟

وہی فرما دئیے تیموری؟

اس نے تمہارا کیا بنا ڈالا ہے؟

کیسی باتیں کہتے ہو۔ وہ ہانسے پوسے ملک اور پوری

قوم کا دشمن ہے؟

کیا وہ خزانہ خواہ دشمنی کر رہا ہے؟

تم تو جانتے ہی ہو مسلمان اہل سے ہم یودیوں کے

دشمن ہیں؟

میں تمام مسلمانوں کی نہیں صرف فرط دماغی تیموری کی بات

کر رہا ہوں۔ اس کی دشمنی کو کون تو ہو گی؟

وہ انواری سے بولی، ہاں، ہانسے بیان کی ایک بیوی

ہوئی شیبائی تھی۔ سب اسی کی وجہ سے مورہا ہے۔ پتا نہیں اس

نے کس طرح ٹیلی پتھی کا علم سیکھ لیا تھا، لیکن وہ بہت ہی احمق

ہوئی تھی۔ اس نے بیوی سے کہہ کر ایک مسلمان سے دل لگایا اور اس

سے بڑی حماقت کوئی ہو ہی نہیں سکتی؟

بھئی یہ دل کا معاملہ ہے، کسی پر بھی اسکا ہے۔ مختلف

اقوام اور مختلف مذہب کے لوگ لگا لگا کر ایک دوسرے سے محبت

کرتے ہیں اور شادیاں بھی کر لیتے ہیں؟

وہ نابل نہیں ہوتے یا پھر اپنے مذہب اور اپنی قوم

سے محبت نہیں کرتے؟

اگر تمہیں کسی مسلمان کے سے محبت ہو جائے تو؟

سوال یہ نہیں پیدا ہوتا، میں سرسکتی ہوں، منجھلنے اور

کسی مسلمان کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتی؟

نبیسی تم پر میرا سایہ پڑ رہا ہے؟

ہاں؟ اس نے چونک کر پارسی کو دیکھا۔

وہ مسکرا کر بولا: ہانسے پیچھے تھی تیز روشنی ہے۔ میرا سا

تم پر پڑ رہا ہے؟  
وہ ہنستے ہوئے بولی: میری ڈھال ہے یہ سایہ ہمیشہ مجھ پر  
پڑتا ہے؟

وہ ہنسنے میں پڑ گیا۔ ایک دل کتے ہے۔ یہ لوگ ہم مسلمانوں  
سے نفرت کرتی ہے۔ ہمارا سایہ ہمک برداشت نہیں کرتی اس  
کے ساتھ اخلاقی اور تربیتی سے پیش نہیں آتا چاہیے لیکن ضمیر  
سہما تھا۔ دشمن قوم کی دشمن بیٹیوں کی بھی عزت آبرو ہوتی ہے۔  
ان کی آبرو کو پامالی سے بچانا ایمان کی پہنچنی ہے؟

جب سے نبیسی اس کے قریب ہونے لگی تھی تب سے  
وہ بڑی سنجیدگی سے سوچتا آ رہا تھا کہ کس طرح اس سے دامن  
بچائے اور اس کے دامن کو داغدار نہ کرے۔ اب تو شادی ہو  
چکی تھی۔ قانونی طور پر وہ اس کے جسم وہاں کا مالک بن گیا تھا۔  
اب کوئی اس سے روک نہیں سکتا تھا۔ صرف ایمان روک رہا تھا۔  
ایسے میں اچانک پارسی کو ایک بچاؤ کا راستہ سمجھائی دیا اس  
وقت پوری محفل میں شراب کا دور چل رہا تھا۔ بڑی بڑی بوتلوں  
کے ساتھ شراب کی ٹرائیاں محکم رہی تھیں۔ مختلف ٹرائیوں میں  
کھانے کا سامان بھی آ رہا تھا۔ پارسی نے کہا کہ بیخ ماری پھر لڑائی  
اور ایک ٹرائی پر اوندھے سر گرہ۔ وہ ٹرائی اسے لیے ہوئے در  
مکھ پھلتی ہوئی کھتی کھتی ہی لوگ اس کی طرف دوڑتے ہوئے آئے  
سب اپنی اپنی باتیں بھول گئے تھے۔ اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔  
ڈان دوس کے نانا اپنے ایک عزیز کے ساتھ اسے سہارا دے

رہے تھے اور پوچھ رہے تھے: کیا ہوا، میرے بیٹے کو کیا ہو گیا؟  
پارسی دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے غلامی تک ہاتھ  
نبیسی دوڑتی ہوئی قریب آگئی تھی پھر اس کے چہرے کو دوڑوں  
ہاتھوں میں لے کر پوچھ رہی تھی: ڈان، کیا بات ہے، ہمیری طرف  
دیکھو، تمہیں کیا ہو گیا ہے؟  
وہ بدستور غلامی میں کھتے ہوئے گنگے گا: کوئی میرے داغ  
میں کچھ کر رہا ہے۔ ہاں میں آواز میں رہا ہوں، نہیں، نہیں، ایسا  
نہیں ہو سکتا؟

اس کے چاروں طرف بھیر لگ گئی تھی سب ہی پوچھ  
رہے تھے: آخر کیا بات ہے؟ تم آخر غلامی میں کیا تک لپے ہو۔  
کیا سن لپے ہو؟

پارسی نے چند لمحوں کے لیے آنکھیں بند کر لیں پھر انہیں  
کھول کر چاروں طرف کھڑے ہوئے لوگوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔  
"میرے داغ میں فرط دماغی تیموریوں لپے ہیں؟"

کیا؟ سبھی گھبرائے گئے کہتے ہی لوگ دوڑ بھاگ گئے۔  
پھر پارسی کی آواز بھر آئی۔ وہ اپنے باپا کی آواز اور بے میں بولنے  
لگا۔ ہاں، میں فرط دماغی تیموریوں لپا ہوں۔ یہ لوگ جو تھی تو ملی ڈون  
ہی ہے۔ آج اپنی نئی زندگی کی ابتدا کرنے سے پہلے مجھ سے  
نفرت ظاہر کر رہی تھی۔ یہ ہم مسلمانوں کو اتنا کترتے تھے کہ ہمارا

بھی اپنے اوپر برداشت نہیں کرتی۔ لہذا اب ایک مسلمان  
یہ اس پر ضرور پڑے گا؟  
اس کے نام نے گھبرا کر پارسی کو دیکھتے ہوئے کہا: نہیں،  
میرا صاحب! میری فراموشی نادان ہے۔ اس نے نادانی میں  
ابا ت کہہ دی ہے، ہم اس کی طرف سے معافی مانگتے ہیں۔  
یہاں آپ سے معافی مانگنے کی؟

میں نے معاف دیکھنے کا سبق تم یودیوں سے سیکھا؟  
لوگوں نے اپنی توہم پٹی شیا کو معاف نہیں کیا۔ اسے شرم تک  
مکھانے کے مار ڈالا۔ میں بھی تمہاری فراموشی کو معاف نہیں کر سکا  
اپنے ڈان ڈان مورس کے ساتھ ازواجی رشتہ قائم نہیں کر سکتے  
ما۔ جب بھی ڈان مورس نبیسی کے قریب جانا چاہے گا۔ میں  
اس کے داغ میں زلزلے سے بھاگ دوں گا۔ یہ داغی نہیں ہٹا جائے  
اب نہیں ہے جو کہہ دیا وہ پتھر کی گیم ہے اس کے بعد کسی کی فریاد  
منانہ اور کسی کو معاف کرنا نہیں چاہوں گا۔ میں اس میں جارہا ہوں  
جب یہ محفل ہی تم ہو گی؟ دمان رخصت ہو جائیں گے، ڈان ڈان  
دنیائی نصیب ہو گی تو میں ان کے درمیان چلاؤں گا؟  
پارسی یہ کہتے ہی خاموش ہوا پھر پٹ پٹھاں سا ہوا کر آگے  
پہنچے جوں لگے۔ اس کے نانا اور دوسرے عزیزوں نے اسے  
سنبھالا دیا۔ اب وہ اپنی آواز میں کہہ رہا تھا: یہ کبھی ہو گیا تھا  
میں چند لمحوں کے لیے داغی طور پر کیسے غائب ہو گیا تھا؟ یہ  
یو لوسر ہوئے کی طرح کیوں دکھ رہا ہے؟

پھر اس نے نانا کے ہاتھ کو تھام کر پوچھا: او مال کی بیٹی یا  
برابر رکھ رہا ہے، جتنا نہیں کرس میں کس قسم کا زلزلہ پیدا ہوا تھا۔  
اگر آئندہ بھی ایسا ہوا تو میں میرا جاناؤں گا؟

نانا جاننے سے اسے سینے سے لگا تے ہوئے کہا: تمہارے  
دشمن ہری! پھر وہ ایک دم سے گھبرا کر بولے: تم میں فرط دماغی  
کوئیں کہہ رہے ہیں۔ فرط دماغی کو دشمن نہیں سمجھتا، اگر وہ ہو جائے  
ہیں اور ہماری باتیں سن لپے ہیں تو زبردستی ایک بات کا جواب  
دیں، میں اپنی فراموشی کی غلطیوں کی تلافی کس طرح کر سکتا ہوں؟  
پارسی چند لمحوں تک غلامی میں کھڑا پھر چلا اور گریٹا یا!  
میرا فرط دماغی رہے ہیں، جب تک نبیسی کسی مسلمان سے  
شادی نہیں کرے گی اس وقت تک میرا تھم ہی نہیں چھوڑ  
سکتے گی؟

نبیسی نے پیچ کر کہا: ہم ہرگز نہیں، میں کسی مسلمان سے  
شادی نہیں کروں گی، میری شادی ہوگی ہے میرے فرط دماغی آدمی  
دنیا میں مشہور ہو سکتے ہی لوگ تمہارے گن گاتے ہیں، لیکن تم  
اخلاق سے گری ہوئی باتیں کر رہے ہو۔ ایک شادی شہ رٹائی

کو کس مسلمان سے منسوب کرنا چاہتے ہو؟  
پارسی نے پھر اپنے باپا کی آواز اور لب ولہجے میں کہا: میں  
فی الحال بول نہیں چاہتا لیکن تم نے مجھے اخلاقی درس  
دینے کی کوشش کی ہے تو تمہیں سمجھا دوں تم سے زیادہ دنیا  
میں نے دیکھی ہے اور اخلاقیات کو تم سے زیادہ سمجھا ہوں لیکن  
کہہ چکا ہوں، میری بات پتھر کی گیم ہے تم ایک مسلمان  
سے منسوب کیا جاؤ گی اور وہ مسلمان تمہارا پتا ہی شوہر ہوگا؟  
اس کے نام نے کہا: میرا فرط دماغی آپ کیسی باتیں کر  
رہے ہیں۔ اس کا شوہر تو میرا فرط دماغی ہے، ڈان مورس اور یہی ہوا  
طرح بیوی ہے؟

وہ بے شک، بیوی ہے لیکن اگلے پل کا زبردستی پڑھ کر  
مسلمان ہو سکتے ہے؟  
نبیسی نے پوچھا: کیا تم زبردستی ایک بیوی کو مسلمان  
بنانا چاہتے ہو؟

تمہارے اکابرین نے شیبائے جہنم لینے والے بیٹے کو  
میرا بیٹا کہا اور اسے مسلمان قرار دے کر بیوی بنانے کا حکم کیا تھا؟  
ان سب کو مگوشی دیر کے لیے چھپ لگ گئی پارسی  
نے پھر اس لیے میں کہا: میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کر رہا ہوں  
ہم جو کچھ تم سے سیکھتے ہیں، وہی تمہاری طرف تو اورویتے ہیں، لہذا

عروجِ نئی آنک سے ہم لپے ہیں کہ نانا ہمارا مال زمین جانے  
نانا کہتا ہے میرا بیٹا ہے۔ کیا اب ہونا چھوٹے  
زندگی کے مثبت اصولوں پر مبنی کتاب

**کامیابی**

کامل الصواب ہر کام کی نئی راہیں کھول دے گا۔  
کون سے کام کو کتنا جلد تک پہنچا دینے کا نوکل۔  
کتاب کی قیمت کوڑکن ہے ضروری ہے اپنے نوکل کا پتہ ہر نوکل  
اپنے نوکل کو۔  
ان کتابوں کے مالدار، کتاب کے لیے نہایت جگہ۔  
ہر ایک کو کتاب کا مالدار ہونی چاہیے۔ کتاب کے لیے ہر نوکل کا پتہ؟

مکتبہ نعتیہ نعتیہ پبلشرس کراچی ۱۹۲۲

تم ان لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہو تو اس کا ایک ہی راستہ ہے۔ اسے دل سے اسلام قبول کرنے دو۔  
 ”کیسے کہہ سکتے ہو کہ کوئی دل سے تمہارا مذہب قبول کر لے گا؟“  
 ”میں دماغ میں تمہیں کس دل کی بات معلوم کر لیتا ہوں مجھ سے کوئی بات چھٹی نہیں رہتی، اگر یہ دل سے قبول نہیں کرے گا تو تمہارے ساتھ ازدواجی رشتہ قائم نہیں کرے گا۔ اگر اس نے دل و جان سے اسلام قبول کیا تو یہودی پر بیعت کرے گا۔ پھر یہ مسلمان ہی بنے گا۔ پلٹ کر یہودی نہیں بنے گا۔ بسے گا تو میں اس کے ساتھ پھر وہی سلوک کروں گا۔“  
 پارس نے دونوں آنکھیں بند کر لیں، گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ وہاں جتنے لوگ موجود تھے اسے تو جیسے دیکھ رہے تھے۔ پھر وہ آنکھیں کھول کر اپنے چاروں طرف کھڑے ہوئے لوگوں کو لایسے دیکھنے لگا جیسے نیند سے بیدار ہوا ہو اس نے تھکے تھکے سے انداز میں کہا: ”میں آپ سب سے معذرت چاہتا ہوں۔ مجھے آرام کرنا چاہیے۔ درمیان اپنے پیروں پر کھڑا نہیں رہ سکتا گا۔“

سب نے تائید کی کہ اسے کمرے میں جا کر آرام کرنا چاہیے وہ بوڑھے نانا کا سہارا لے کر بیڑھیوں پر چڑھتا ہوا اپنے بیڑھوں میں آیا۔ اس بیڑھ کو خاص طور پر سجایا گیا تھا۔ وہاں نیندی ڈھن بن کر آنے والی تھی۔ وہ آرام سے بیڑھ لیٹ گیا آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے نالانے سر کو محبت سے سلایا پھر کہا: ”تم آرام سے لیٹے رہو میں جا رہا ہوں۔“  
 وہ باہر چلے گئے۔ بھڑکی دیر بعد نیندی دروازہ کھول کر اندر آئی۔ اس نے دروازے پر سے ہی کہا: ”میں نہیں جانتی... مسٹر فریڈ ہائیک سے درمیان موجود ہیں یا نہیں؟ میں التجا کرتی ہوں یہیں تنہا میں ایک گھنٹہ بیٹھ رہی ہوں وہ کہتی ہوں، ڈان کے قریب رہوں گی، مگر اسے ہاتھ نہیں لگاؤں گی۔“  
 پارس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا، پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا: ”نیندی! ہم نے کیا سوچا تھا اور کیا ہوگا؟ ہم مابوں ہی بن گئے، مگر تمہاری ایک قطعی سے سارا کام چھو گیا۔ تمہیں کسی مسلمان کے خلاف بولنے کی کیا ضرورت تھی؟“  
 وہ رونے کے انداز میں آگے بڑھتے ہوئے بولی: ”میں بول کر پچھتا رہی ہوں۔“  
 ”جب تک کسی بولنے والے کو سزا نہیں ملتی اس وقت تک وہ دوسرے مذہب کے خلاف بولتا رہتا ہے۔ آخر دوسروں پر کھڑا چھال کر کیا ملتا ہے کیا دوسرے مذہب کو

کھڑکے دینے سے اپنا مذہب برتر ہو جاتا ہے۔ اتنی ہی بات کہیں میں نہیں آتی کہ اس طرح ہم اخلاقی طور پر بیڑھ نہیں چھوڑے بلکہ اور کچھ نہیں چلے جاتے ہیں۔“  
 ”یہ تو مسٹر فریڈ کو بھی سوجنا چاہیے۔ کیا وہ عقیدت زبر کسٹ مسلمان بنا کر برتر ہو جائیں گے؟“  
 پارس بیڑھ سے اٹھ گیا۔ اس کی طوٹ سے نر پھر کھڑکی کے پاس آیا۔ تاکہ ہونٹوں پر آنے والی سکرامٹ کو دیکھے، دل ہی دل میں کہنے لگا: ”ہم نے اسے درمیان کوئی خیال خالی کرنے والا ہے اور نہ ہی کوئی کسی کو زبردستی مسلمان بنا رہا ہے۔ جہاں تک برتری کا تعلق ہے۔ اس کا فیصلہ دینا کرے گی۔ تمہاری قوم کی بیٹی شیدا تمہارے پاس تھی اور تم نے اس کی عزت کو خاک میں ملا دیا۔ آج تمہاری قوم کی دوسری بیٹی میری خواب گاہ میں آئی ہے تمہارے قانون نے تمہارے سماج نے تمہارے دم دروازے کے اندر بنا کر میرے پاس بھیج دیا ہے اور میں صرف اس کی آرزو رکھنے کے لیے اس سے جھوٹ بول رہا ہوں اور اسے قریب لے رہا ہوں۔“  
 میں جھوٹا اور فریبی سی۔ ایک دن تمہیں ماننا ہو گا کہ تم اپنی اخلاقی ذمے داراں پوری کرتا جانتے ہیں۔  
 خواب گاہ میں پیرس کی ایک بہت ہی جذباتی خوشحالی ہوئی تھی جو ڈھن کو کھڑکے پر کھڑکی تھی۔ یوں تو پارس بھی اسے قریب پا کر حزرہ ہوا رہتا تھا۔ لیکن اس کے سر پر صغیر کی تلوار نکل رہی تھی اور نیندی کے سر میں تیلی بیٹھنے کا خوف سما یا ہوا تھا۔ حسرت ان پھول پر ہے جو نکلے تمہارا گئے۔  
 پارس نے کھڑکی کے پاس سے پلٹ کر اسے دیکھا وہ سماگ کی بیچ کے پاس سر جھکائے کھڑکی ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا: ”کیا سوچ رہی ہو؟“  
 اس نے ایک سرواہ جھری محبت کے جذلوں سے چڑھ چڑھ کر پارس کو دیکھا، پھر کہا: ”آج کی رات کیسے گذرے گا؟ وہ بولا: ”آگ کے قریب رہنے سے جلنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ تم اپنے بیڑھوں میں بیٹھ جاؤ۔“  
 ”کیا میں پلائی ہوں؟ مجھے یوں جانے کے لیے کہہ رہے ہو جیسے میں زبردستی تمہارے پاس آئی ہوں اور تمہارے دل میں میرے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔“  
 ”تمہارے دل میں میرے لیے اور میرے دل میں تمہارے لیے جگہ یہ ایسا نہ ہوتا تو تمہاری شادی نہ ہوتی۔“  
 ”میں بوری کے درمیان ایک آن بھگی دیوار کھڑی ہو جانے اور وہ دل نہ لیں تو شادی کا فائدہ کیا ہے؟“

”قدرت کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ کیا ہے؟“  
 ”میرا فائدہ ہی میں ہے کہ میں آج رات سے لے کر اپنی دہلی کے آخری سانس تک تمہارے ساتھ ازدواجی زندگی گزارتی رہوں۔“  
 ”اس کے لیے میں فیصلہ کرنا ہو گا۔ جہاں سے سامنے کون سی چیز زیادہ اہم ہے۔ ہماری بیوریت یا ہماری محبت؟“  
 ”تم کو کیا کیا جانتے ہو؟“  
 ”یہی کہ ازدواجی رشتہ قائم کرنے کے لیے میں اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرنا ہو گا۔“  
 ”یہ ناممکن ہے۔ میں ایسا نہیں کر سکتی اور پھر مسٹر فریڈ نے مرگ تمہیں اسلام قبول کرنے کے لیے کہا ہے۔“  
 ”ہاں ایک ہی ہے، ناک اور سر سے پکڑو یا دھرسے۔“  
 ”انہوں میں ناک ہی آئی ہے۔ میں تم سے رشتہ قائم کرنے کے لیے مسلمان بن جاؤں گا تو کیا تم مجھے قبول نہیں کرو گی اگر قبول کر لو تو اس کا مطلب ہے تم نے ایک مسلمان کو قبول کیا ہے۔“  
 ”ایسی باتیں نہ کرو مجھے سچا نہیں لگتا۔“  
 ”اس لیے تو کہہ رہا ہوں، ہم قریب رہیں گے تو ایسی ہی باتیں ہوں گی۔ اور ہمارے جذبات جو بولیں گے جو کہتا ہے، ہم دلوں کو ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں پھر مسٹر فریڈ دوسرے راج میں زلزلہ پیکار کریں۔ میں زندہ نہیں رہ سکتا گا کی تم مجھے زندہ نہیں رکھنا چاہتیں؟“  
 ”میں تمہارے لیے اپنی زندگی نہ سکتی ہوں۔ ایسی باتیں دارو کوئی من تلاش کرو۔“

”آج ہماری شادی کی تقریب میں بڑے بڑے تجزیہ کاروں کا دلہن بزرگ بھی تھے۔ وہ کوئی من پیش نہ کر سکے، ہم ایک ایک نہیں لگے شاید الگ رہ کر اپنی اپنی جگہ ایک دوسرے کو یاد کرتے رہتے، ایک دوسرے کے قریب آنے کے لیے کوئی راستہ نکھانے، شاید کوئی تدمیر ذہن میں آئے اور ہم مسٹر فریڈ کو کسی طرح قابل کر سکیں؟“  
 وہ اسے سمجھاتا ہوا دروازے تک آیا پھر اسے کھول کر باہر لگایا۔ وہ کمر سماگ رات کے لیے تھا۔ وہ سماگ کی جنت سے نکل آئی اس کے ساتھ چلتی ہوئی اپنے بیڑھوں کے دروازے تک پہنچی۔ پارس نے اس کا دروازہ کھولا پھر کہا: ”آرام سے بیان پڑھ کر بلاٹ کر سو جا۔ میں ایسی صورت میں کیسے کہتا ہے...“  
 ”فریڈ نے بہت سوز سمجھ کر یہ شرط رکھی ہے۔ وہ جانتے ہیں؟“

ہم ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے اور ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے لیے شاید ان کی شرط قبول کر لیں۔ اگر ہم یہاں بیٹھ کر رہیں گے تو فریڈ کو اسے پلٹنا مانا جائے اسے پلٹنے نہیں کریں گے۔ وہ کہہ رہی انداز سے ہی سوچتے ہیں۔ ان کے بعد ہم دونوں ہی ان کی آرزوں کو مانگا جانے کے باک ہوں گے۔ اگر ہم الگ ہوتے تو جاننا بھی دھوڑوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ وہ تقسیم بھی گوارا نہیں کریں گے۔ مسٹر فریڈ نے صرف ایک شرط رکھ کر میں ہر طرف سے بھگایا ہے۔ تم ہر ہنوس سے غور کرو، شب بخیر۔ وہ اپنے کمرے میں آیا پھر دروازے کو اندر سے بند کیا۔ صوفے پر آکر بیٹھا جو تھے آگے کے پڑے تو جمل کیسے پھر بیڑھ پر آکر چاروں شانے چت ہو گیا۔ وہ خود کو ہکا بھکا محسوس کر رہا تھا۔ اگر نیندی کی آرزو دل میں کروں لے رہی تھی، لیکن اس جذباتی خلا میں پریشانی غالب آ رہی تھی کہ اس نے ایک لڑکی کی آرزو رکھی ہے۔  
 نیندی دوسری صبح اپنے نانا کے گلے گلے کر پڑے ہوئے کہہ رہی تھی: ”اگر وہ گھر نہ پڑا یہ شادی نہیں ہوتی، ہماری بربادی ہوئی ہے۔ ایسے کس طرح زندگی گزرے گی؟“

اس کے نانا نے پارس کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پارس نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا: ”میں نے رات بھر غور کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آئندہ نیندی میرے ساتھ ٹوکی کسی کے ساتھ بھی ازدواجی زندگی نہیں گزارے گی۔ مسٹر فریڈ کی شرط کے مطابق اسے کسی مسلمان سے شادی کرنا ہوگی۔“  
 ”میں ساری زندگی تمنا گزارا رہی، لیکن کسی مسلمان سے شادی نہیں کروں گی۔“  
 ”دیکھو تم پھر سوچنے کے انداز میں بول رہی ہو۔ اگر مسٹر فریڈ ہائیک سے درمیان ہوں گے تو کوئی نئی مصیبت لے آئیں گے۔“  
 اس کے نانا نے کہا: ”ہاں، بیٹی! میں بھی ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے بڑے سے بڑے انکار کو آسانی سے قرار میں بدل دیا جاتا ہے۔ تجربے پھیل رات مسلمانوں کے خلاف تبلیغ کے انداز میں جو الفاظ استعمال کیے، وہ غلطی بنا کر کرو، کان پکڑو، تو یہ کرو۔“  
 وہ ایک گہری سانس لے کر بولی: ”میں آئندہ کسی مسلمان کے خلاف توہین آمیز الفاظ استعمال نہیں کروں گی، لیکن میں ڈان سے دور نہیں رہ سکتی اسے چھوڑ کر کسی کو اپنا بیوی بنانا سہی سنانے کا تصور نہیں کر سکتی۔“  
 اس کے نانا نے پوچھا: ”کیا مسٹر فریڈ ہائیک سے درمیان موجود ہیں؟“





ملاحظہ رہا ایک گہری سانس لے کر بولی "میں ڈاکٹر کے پاس نہیں جاؤں گی"

"کیا کمر ہری ہو؟"  
 "ڈان! ہم بول جائیں گے"  
 "بچوں جیسی ہا میں نہ کرو۔ تمہیں فوری طبی ملاو کی ضرورت ہے"  
 "میں کھانسی، بخار، جیسی بیماریوں کے لیے اپنے پاس دوائیں رکھتی ہوں۔ اسپتال میں دوا ہے۔ ہونٹ چو"

ہونٹ میں ان کے لیے جو سوٹس ریڑر وقت تھا۔ اس میں دوسرے تھے۔ فی وی لاؤج کے ساتھ ایک ہانکونی تھی، جہاں سے سمندر کا نظارہ کیا جاسکتا تھا۔ پارس اسے سہارا دے کر ایک بیڈروم میں لے آیا۔ اسے بیڈروم پر لگا کر ڈان اور آئی پی میں دیکھتا ہوں تھا، کون سی دوا ہے اس کا نام کیا ہے؟  
 وہ جانا چاہتا تھا۔ نیسی نے ہاتھ پکڑ کر کہا: "اس کا نام ہے ضرورت۔"

ایک نئے وقت وہ ہتھ پکڑ کر کہتا رہی تھی۔ پارس نے اس پر کبل ڈال دیا۔ اس کے باوجود سر دی گھبرائی تھی۔ وہ دوسرے بیڈروم سے دوسرا کبل لانا چاہتا تھا۔ نیسی نے ہتھ پکڑ کر دیا۔  
 تب پارس کی ہتھ میں آکر کبھی کیا چاہتا ہے۔

وہ ہاتھ پکڑتے ہوئے تھی۔ اپنی طرف بھاری تھی۔ پارس نے بیڈروم گھنٹے ٹیک ویٹا اس پر پھینکا۔ پھر قریب آتے آتے ایک زرد کی طرح ماری بیستر سے اچھل کر فرش پر گر کر اور تپنے لگا۔ وہ ہڑلا کر اٹھ بیٹھی۔ حالانکہ بخار میں تب رہی تھی۔ سر دی اب بھی محسوس ہو رہی تھی، لیکن پارس کی چیخ نے اسے سمجھا دیا تھا۔ کبھی تپتی کا مذاق نازل ہو چکا ہے۔ وہ انکار میں سر ہلا کر کہنے لگی "میں نہیں، معاف کرو، میرے ڈان کو معاف کرو۔ اس کا کوئی نقص نہیں۔ مسٹر فریڈر میں غلط فہمی میں مبتلا ہو گئی تھی۔ میں سمجھ رہی تھی، دیکھ بیماری کے وقت تم قریب آئے۔ پر اعتراض نہیں کرو گے۔"

مجھے پتہ چل گیا ہے۔ آئندہ میں دیکھ بیماری میں بھی اپنے بیون ساتھی کو ہاتھ نہیں لگانے دوں گی۔ میں دودھ ہوں گی ہمیشہ دودھ ہوں گی۔ میں اپنے ڈان کو اس طرح تڑپاتا ہوا نہیں دیکھتی۔ یہ کہتے ہی وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چیکرے۔ ونے کی ہاں سے نچا پک ہی اپنے پاپائی آواز میں ڈانٹ کر کہا۔ "یوشٹ آپ! میں فریڈر میں تڑپتا تھا۔ ڈان کے داغ پر پوری طرح قبضہ بنا چکا ہوں۔ جب تک میں اس کے داغ میں رہوں گا۔ یہ سر کی تکلیف محسوس نہیں کرے گا۔ اگر تم جانتی ہو کہ یہ ٹی بی جی کے مذاق سے نجات حاصل کرے تو فریڈر آٹو پو پھو، رو تا بند کرو۔ ریسیور اٹھا کر اپنے فیملی ڈاکٹر کو فریڈر بلاؤ اور اپنا علاج کر لو۔ میں نیسیں

چاہتا کہ تم بیمار کے بدلے چر کوئی غلطی کرو۔

اس نے فریڈر آگے بڑھ کر ریسیور اٹھا یا بتے ڈانٹ کیے پھر رابطہ قائم ہوئے تھے ہی کہا۔ "ڈاکٹر اصل میں نیسی بول رہی ہوں۔ آپ بڑوں چلے آئیں۔ مجھے تیرے بخار ہے۔ پینز جلد ہی آجائے"  
 ڈاکٹر نے تعین دلایا کہ وہ فریڈر آگے بڑھ کر نیسی نے ریسیور رکھ کر اپنے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "مسٹر فریڈر! ڈاکٹر نکل آ رہے ہیں۔ میں آپ کے سامنے دو دنوں کا نیکر کر معافی مانگتی ہوں۔ غصے کے لیے مجھے معاف کر دیجیے۔ میں تم کھا کر رہتی ہوں، آج سے تم مسلمانوں کی عزت کروں گی"

"تم کھا نے سے کچھ نہیں ہوتا۔ عملی شہرت دے کر لیون اللہ میں عملی شہرت کس طرح دے سکتی ہوں؟"  
 "میں ایک بار کچھ کچھ ہوں۔ بار بار کتابچہ نہیں کرتا۔ ویسے آخری بار میں تو بخار ڈان اسلام قبول کرے گا۔ مسلمان بنے گا۔ تم اس کے ساتھ آؤ۔ ادا جی زندگی گزارو گی۔ عملی شہرت ہوگا۔"

"مسٹر فریڈر! کچھ تو سچ ہے۔ مجھے یہ سہرا سزا دینی ہے۔" "تم کھا لے۔ یہودی اکابرین نے میرے اوپر بھی زبردستیاں کی ہیں۔ شیکو بے موت مارا۔ میری بیوی جو بوجو کو اغوا کیا اور اس کی عزت بھی خاک میں ملانا چاہتے تھے۔ تم یہودیوں کا شیطانے اعمال نامہ بہت ظالم ہے۔ سنو کی تو سنتے سنتے پڑھی ہو جاتی۔ وہ بندھاں ہی ہو کر لپٹ گئی۔ کبل کو اچھیں طرح اپنے گڑ پیرٹ لیا۔ پھر بولی "ڈان! کیا تم مجھے دیکھ رہے ہو تم ہوش دہا میں تو ہو"

"یہ بخاری آواز تو میں سن رہا ہے۔ اس کے ذریعے میں سن رہا ہوں اس کے ذریعے میں بول رہا ہوں۔ میں زیادہ دیر یہاں نہیں رہنا چاہتا۔ لیکن جو تکلیف میں نے اس کے داغ کو پہنچانی ہے اسے دودھ کرنے کے لیے داغ پر قبضہ چلنے بیٹھا ہوں۔ جب اس کی تکلیف کم ہو جائے گی تو میں جھلا جاؤں گا"

پارس چاہتا تھا، وہ ایک ٹی بی جی مانڈالے کی موجودگی سے سہمی ہے۔ ڈاکٹر آئے تو اسے معاف کرنے کا موقع دے اور اس کی تجویز کی ہوئی دوا استعمال کرے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر آ گیا۔ اس نے معاف کیا۔ اسے کچھ دوا میں کھانے کے لیے دیں۔ کچھ پینے ملنے کھلا میں پھر پارس کو ٹاکیڈی کہ وہ وقت کے مطابق اس کو دوا میں کھلا دیا کرے۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔ پارس سر جھکے بیٹھا ہوا تھا۔ نیسی نے سر جھک کر اسے دیکھا پھر پوچھا "ڈان! کیا تم میری آواز میں ہے ہو گیا تم اپنے آپ میں ہو؟"

اس نے سزا پکڑ کر اسے دیکھا، پھر گہری سنجیدگی سے کہا۔ "میں پھر زندہ ہو گیا۔ ورنہ اس بار دماغی جھٹکا مجھے ماری ڈانٹا۔" "اوہ، میں بہت شرمندہ ہوں۔ میں نے سوچا تھا، دیکھ رہی میں قریب آنے کا موقع مل سکا ہے۔ اس پر ستر فریڈر عرض نہیں ہو سکتا... لیکن میری سوز غلط تھی اور میری ہی کی سزا پھر تعین ملی ہے۔ میں پتہ چر بہت شرمندہ ہوں۔" "تم زیادہ ہا میں نہ کرو۔ تمہیں آرام کرنا چاہیے۔ آنکھیں بند کر۔"

ملاحظہ کی۔ ڈاکٹر نے خواب آور دوا دی ہے۔"  
 اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے اندر ریزنا ت کی جو بھیاں مل رہی تھیں، شاید وہ اسے سوئے نہ دیتیں۔ لیکن بخار نیا ہی طرح تھکا ڈالا تھا۔ پھر اس کے ڈان پر دوبارہ عملی پیچی کا مٹاؤ تو وہ خود کو محسوس نہیں کھی۔ اسے میں ڈاکٹر کی دی ہوئی خواب آور دوا نے اثر دکھایا۔ وہ رفتہ رفتہ گہری نیند میں ڈوب گئی۔

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ حسرت سے غائبہ حسن کو دیکھا پھر رہ گیا کہ وہاں سے دوسرے کمرے میں آیا پھر لیو پیرٹ لے آئیں بند کر لیں۔ داغ کو کھایت دی اور صبح چار بجے تک وہ نیند سو گیا۔

داغ نے ہاریت کے مطابق اسے جگایا۔ وہ فریڈر بیستر سے اٹھا۔ ہاتھ دھو کر اسے پھر پینڈرو منٹ میں واپس آکر جو تکلیف اب اس پہنا جب تک ایک چھوٹی سی ٹی بی رہی پھر دے قدموں پلانا ہوا دوسرے کمرے کے پاس آ کر نیسی ابھی گہری نیند میں تھی۔ وہ اپنے سوٹس سے باہر نکلا۔ لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچا۔ ہونٹ کے سامنے ہی ساحل تھا اور سمندر کی لہری صبح کے کمرے کوکرت میں شور مچا رہی تھیں۔ دھندھی دھندھی روشنی میں دور تک لگنے ہی چوان درزش کرتے ہوئے یاد دہشتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ پوٹھی عورتیں اور مرد ووز نہیں کہتے تھے۔ اسی لیے ٹل ہے تھے جو ہم بیمار تھے ان کی بھی یہی حالت تھی۔ ان بیماروں میں ایک کا ڈانٹن بھی تھا۔

اس کی ایک آنکھ پر ایسی تک پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہ دوسری آنکھ میں اٹھ چکا تھا۔ کبھی سمندر کی طرف اور کبھی ساحل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پارس اس سے کچھ قاصدے پر تھا۔ بچوں کے بل رست را سٹیک کر رہا تھا اور دو رنگ نقوش ددڑا آتا ہوا یہ ہانسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کراس کی ٹی بی کی کہنے والے کہتے قاصدے پر ہیں اور کہاں کہاں ہیں۔

پینے وہ بچوں کے بل رست پر اچھل رہا تھا پھر سر طرف سے ملنے ہو کر دوسرے دوڑنے والوں کے ساتھ ہو گیا۔ وہ کبھی اڑتا ہوا، اس کے سامنے سے گزرتا ہوا اس سے دور جاتا تھا

پھر دوسرے ٹل کراسی طرف دوڑتا ہوا اس کے سامنے گزرتا اور دوسری طرف نکل جاتا۔ اسے اس بل کا انتظار تھا کہ وہ کسی ضرورت سے پانکونی اٹھاٹھاٹھے تو اسے نشانہ نہ بن سکے۔ وہ تیسری بار دوڑ کر سامنے سے گزرتے والا تھا کہ موقع مل گیا۔ وہ کا ڈانٹن سگریٹ کے پیٹ سے ایک سگریٹ نکال کر منہ میں رکھ رہا تھا اور دوسرے ہاتھ میں دے ہوئے لائٹنگ سٹیک لگا رہا تھا۔ پارس پہلے ہی اپنی جیب سے وہ چھوٹی سی ڈیوڈی نکال کر اس میں سے ایک خفسا سا بوٹنگ پانک نکال چکا تھا۔ وہ پانک اب اس کے ہونٹوں کے درمیان تھا۔ اس نے ایسے پانک کے ذریعے صبح نشا دینے کی کافی مشق کی تھی۔ سامنے سے گزرتے وقت دوڑوں کے درمیان تقریباً پانچ چھوٹ کا فاصلہ تھا۔ پارس نے ایک پھونک ماری، پھر تیزی سے دوڑتا ہوا دوسرے دوڑنے والوں میں شامل ہو گیا۔ ڈیوڈی دے پہلے ہی پھونک چکا تھا۔ اس ڈیوڈی میں ابھی دو سوئیاں باقی تھیں۔ اس کی پروا نہیں تھی۔ اسی دو چار ڈیوڈی اس نے اپنے کبھی کبھی میں چھپا کر رکھی تھیں اور وہ سامان نانا کے بگھے والے بیڈروم میں تھا۔ وہ کا ڈانٹن سگریٹ سلاگنے کے قابل نہیں رہتا۔ پہلے تو وہ ایک دم سے ساکت ہوا تھا۔ پھر اوندھے منہ سریت پر گزر

اردو کے کئی ادیب کا اجتماع

ملفوظات سے بہتر دیکھنے کے لیے مسلمان ناول  
 آپ کے دل کو دلکش اور دلچسپ لکھنا، شرفان کا قلم ہے

گہری مثنوی  
 حسی نثر  
 شہادت  
 انوکھی دم  
 مشورہ داری

اپنے نثری  
 حسی نثر  
 شہادت  
 انوکھی دم  
 مشورہ داری

اردو کے کئی ادیب کا اجتماع

پڑا تھا۔ اس کے گرتے ہی سارہ لباس والے کستے ہی مسلح افراد دوڑتے ہوئے قریب آئے پھر دوچارے نے ہوائی فائر کیے اور لگا لگاتے ہوئے پتخ پتخ کر کہا "جو جہاں ہے، وہیں کھڑا ہے پٹے خبردار ابھانگے والے کو گولی مار دی جائے گی"۔

دوڑ لگانے والوں میں تقریباً پچیس تیس جوان تھے آرام سے ٹہلنے والے بڑے بھولے کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ان سب کو گھیرے میں لیا گیا، وہ تامل میں تقریباً بیس تھے ان سب کی جامہ تلاش شروع ہو چکی تھی ایک ایک کا جامی طرح چیک کیا جارہا تھا۔ ان کا نام اور پتہ پوچھا جارہا تھا۔ وہ عملہ اور تک پینے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔ اور نام پورے تھے۔ گھیرے جانے والوں میں اکثر شہر کے معزز سرمایہ دار تھے یا پھر ان کے جوان بچے تھے۔ ایسے معززین کو زیادہ دور روکا نہیں جا سکتا تھا۔ لہذا ان کی گاڑیوں کے غیر نوٹ کیے گئے ان کی گاڑیوں کا پتہ لکھا گیا اس کے بعد جانے کی اجازت دے دی گئی۔ پارس ہوئی کی طرف جارہا تھا۔ نیسی پوئل سے نکل کر دوڑتی ہوئی اس کی طرف آرہی تھی قریب پتخ کر رہی تھی وہاں کیا پورہ تھا۔ یہاں ہاکوئی میں لڑائیوں سے بچھڑ رہی تھی وہ شخص اپنا ہتھیار لگاتے لگاتے دھپ سے اوندھے منہ گر پڑا تھا۔

پارس نے تعجب سے پوچھا "کیا تم ہاکوئی میں نہیں آ گیا اور یہاں سے بچھڑ رہی تھیں؟" "ہاں، میری آنکھ کھل تو تم دوسرے کمرے میں نہیں تھے۔ میں نے سوچا، شاید ساحل پر گئے ہو گے۔ درہن سے دیکھا تو نظر آ گئے۔ اہہ ڈان اسیرا خیال ہے، کسی نے اس شخص کو گولی ماری ہے۔ تم تھیک اسی وقت اس کے قریب سے گزر رہے تھے۔ اگر وہ گولی نہیں لگ جاتی تو؟"

پارس نے اسے تسلی دینے سے کہا "مکرر ذکر ہو کسی نے اسے گولی نہیں ماری۔ پتا نہیں اس شخص کو کیا ہو گیا تھا کہ جاہک گر پڑا۔ اس کے جسم میں زہر پھیل رہا تھا کچھ لوگ اسے خوری پٹی امداد کے لیے لے گئے ہیں۔"

پارس کو یقین تھا، وہ ٹیل پھینک جانے والا جو اس کا نئے دشمن کی نگرانی کرتا آ رہا تھا، اب ایسے تمام لوگوں کے دماغوں میں پہنچے گا جو ساحل پر پھیرے گئے تھے۔ ان کی آواز میں اس نے سنی ہوں گی، ایک ایک کے دماغ میں جھانک کر دیکھا ہوگا۔ اس نے پارس کی آواز بھی سنی ہوگی اور اس کے دماغ میں بھی آنے والا ہوگا لیکن اتنی دیر ہونے کے باوجود وہ نہیں آ رہا تھا۔

وہ نیسی کے ساتھ ہوئی میں آیا۔ اس نے کہا "میں غسل کر کے آتا ہوں۔ تم ذرا کمرے ڈاکٹر سے پوچھو، بیمار اتارنے کے

بہ متعین عمل کرنا چاہیے یا نہیں، ڈاکٹر اجازت دے تو غسل سے فارغ ہو جاؤ پھر ہم ہاتھ کریں گے۔"

وہ اپنے کمرے میں آیا۔ اپنے لیے ایک لباس کا انتخاب کیا پھر اسے لے کر ہاتھ روم میں چلا گیا۔ پہلے اس نے اپنے کمرے سے نکلنے پر کھلی تان سے شیو کیا۔ شیو کرنے کے بعد یاد آیا وہ اپنی بیٹی سے آفریندوش رکھا کرتا، ناہول گیا ہے وہ چہرے پر تون گانے کے لیے ہاتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر آیا پھر ٹھنک گیا، مگر سے میں نیسی اس کی طرف پشت کے کھڑی ہوئی تھی اور نیسی ہول کر یوں سامان اٹھا اٹھا کر دیکھ رہی تھی جیسے کچھ تلاش کر رہی ہو۔ وہ چند لمحوں تک تیرانی سے اسے ٹکرا رہا۔ پھر جلدی سے ہاتھ روم میں واپس آ کر دروازے کو اونٹنی سے بند کیا۔ شاد کو پوری طرح کھول دیا۔ شاد سے پانی گرنے کی آواز باہر پہنچ رہی تھی نیسی کو اور لہٹیاں ہو گیا تھا کہ وہ غسل کرنے میں مصروف ہے۔

پارس نے چند کیمنڈے کے بعد پھر آہستگی سے دروازہ کھول کر دیکھا، وہ بنگ کے کمرے میں پہنچی ہوئی تھی کچھ اور گتے کو اٹھا کر دیکھ رہی تھی بڑے اٹھک سے کوئی چیز تلاش کر رہی تھی۔ اس نے دروازے کو پھر بند کر دیا۔ وہ اطمینان سے غسل کرتے ہوئے سوچنے لگا: "وہ خلیا پھینک جانے والا میرے دماغ میں نہیں آ رہا ہے۔ نیسی کے دماغ میں چُپ چاپ رہ کر میرے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش میں ہے اس کے ذریعے زہر پھیل سوتی اور بڑنگ پائپ تلاش کر رہا ہے۔ وہ سوچ رہا ہوگا بڑنگ پائپ کے ذریعے سوتی پھینکنے والے کے پاس کچھ اور سوناں میں ہوں گی اور وہ بڑنگ پائپ بھی اس حملہ آور کے پاس ہوگا اور اس نے اپنے ہوش کے کمرے میں کہیں چھپا ہوا۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ خیال خوائی کرنے والا پارس کے دماغ میں کیوں نہیں آیا؟

اس کا ایک ہی جواب مجھ میں آ رہا تھا۔ پارس نے شادی کی بات یہ ڈھلا پلے کیا تھا کہ فرادیل تیموراس کے دماغ میں وقت بے وقت آ رہا ہے وہ نیسی کو اس کی اسلام ٹیم کی سزا دے رہا ہے۔ شادی کی تقریب میں بڑے بڑے فوجی افسران اور سرکاری عملے حاضر ہوئے تھے۔ ان کے ذریعے یہ بات اس خیال خوائی کرنے والے تک پہنچی ہوگی، پھر اخبارات میں بھی یہ غیر متوقع طور پر شائع ہوئی تھی کہ فرادیل تیمور نے ایک آرب جی تاجر کے فائے کے دماغ پر قبضہ جمایا ہے۔

دوسرے ٹیل پھینک جانے والے اکثر متلا رہتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم ہو جانے کہ فرادیل تیمور نے فلاں دماغ پر قبضہ جمایا ہے





ہوا سکا۔ چوٹی کے ابتدائی برسوں میں حبيب ذہن اتنا پختہ نہیں تھا، تب ہی اس سے یہ غلطی ہوئی، اس نے شراب کی عادت ڈالی۔ عادت اس لیے بھی بڑھتی کہ وہ تیار رہتا تھا عورت ہو یا مرد کسی کے ساتھ تنہائی میں وقت نہیں گزارتا تھا۔ لہذا تنہائی کی ساقی صرف شراب ہی رہ گئی تھی۔ وہ خوب پیتا تھا، لیکن اس حد تک مبالغہ نہ تھا کہ محل میں کبھی ایک دو پیگ سے زیادہ نہیں چڑھاتا تھا۔ اور اپنے ارادے کے پختگی کے باعث ہمیشہ بڑبڑا حواس میں رہتا تھا۔

اس کی زندگی میں کبھی کوئی عورت نہیں آئی۔ اس نے کسی کو اپنے کاموں میں نہیں دیا۔ اقتدار حاصل کرنے کا شوق رکھنے والے ایسی ہی خیر بھول کر ملک ہوتے ہیں۔ وہ عورتوں سے دور رہتا ہے۔ یہ کسی رنگین اور شگین محفل میں حصہ نہیں لیتے۔ شراب پیتے بھی ہیں تو بہت محتاط ہو کر۔ وہ دوست بھی کم بناتے ہیں اور چسے دوست بناتے ہیں اس کے پیچھے بھی کوئی مطلب ضرور ہوتا ہے۔ لیکن ٹی پی جی کے نقطہ نظر سے شراب پینے کے باعث اس میں ایک کمزوری پیدا ہو گئی تھی۔ وہ سانس نہیں روک سکتا تھا۔ اس کو دماغ اتنا حساس نہیں تھا کہ پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کر سکتا۔ اس لیے وہ فریادیں تیار اور اس کے سامنے ٹی پی جی جلتے والوں سے خوف زدہ رہتا تھا۔ اور اسی وجہ سے اس نے تمام کھائی تھی کران لوگوں سے نہیں منجھلے گا۔ کھانے کے موقع آیا تو راستہ بدل دے گا۔

اس نے فریج کے کئی اعلیٰ افسران کے دماغوں میں جگہ بنا لی تھی ان کا اعتماد حاصل کر لیا تھا۔ پھر ایسے سیاست دانوں کو اپنے قابو میں کر رکھا تھا۔ جو آرزو اس کے کام آنے والے تھے۔ اس نے سوچ لیا تھا، فریاد کی ٹی پی جی جاننے والی ٹیم سے روٹی ریسے کا یہ طریقہ ہے، وہ ہم پر وہ نہ بھگا۔ اور اقتدار کی گری پر کسی اور کو بھگنے کا بیچارہ اس کے دماغ میں بیٹھ کر خود حکومت کرتا رہے گا۔

وہ خیال غرائفی کے ذریعے سکون اور اطمینان سے اپنے راجہ میں ہولناکیاں کرتا تھا۔ ہر ایک موجودہ حکومت کا تختہ الٹ کر اپنی مرضی کی حکومت قائم کرنے ہی والا تھا کہ اچانک وہاں پارس اور فریاد کی تیمور کی موجودگی ظاہر ہو گئی۔ پارس نے مشرق کے ایک بہت ہی قابل سیکرٹ ایجنٹ کی ایک آنکھ نکال لی۔ اور آئے ہوئے کے لیے چیلنج کیا، اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹا جائے گا۔ اور عہدہ چاہنے والوں سے کہیں سے کہیں اس طرح رہائی حاصل کی کہ ٹی پی جی جلتے والے فریاد کی موجودگی خود بخود وہی ظاہر ہو گئی۔ وانیال ایسے چند افراد کے دماغوں میں جا سکا کہ کرتا تھا۔

جو ہو گا کہ باہر ہوتے تھے اور سانس روک سکتے تھے اس بات کا یقین ہوتا تھا کہ کوئی دوسرا ٹی پی جی جلتے والا اچانک ان کے پاس پہنچ کر ٹی پی جی دانیال کا سراغ نہیں لگا سکا۔ وہ روز بروز اور شام ان سے دماغی روابط قائم رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ ضرورت پڑنے پر دوسرے تمام ایسے افراد کی نینگ کال کر مانی تھی۔ جو دوسرے حکمران کو تختہ الٹنے کے سلسلے میں دانیال کے ہم خیال تھے اس بار جو نینگ ہوئی اس میں تمام اعلیٰ افسران نے شوش کا اظہار کیا اور دانیال سے پوچھا، "ان باپ بیٹے کو کس طرح اسرائیل سے بھاگا جاسکتا ہے؟"

ایسے اہلاس میں دانیال ایک اعلیٰ افسر کو اپنا آکر کارنا بنا تھا۔ اس کی زبان سے تمام افسران کے سوالوں کے جواب دیتا تھا۔ اس نے کہا، "میں آپ لوگوں سے دوستی کی ابتدا کرتے وقت یہ واضح کر چکا تھا کہ ہمیں کسی ٹی پی جی جلتے والے سے نہیں منجھلنا چاہیے۔ ورنہ ہم نقصان اٹھائیں گے۔"

ایک افسر نے کہا، "لیکن پارس نہ ہائے ایک بہت ہی اہم سیکرٹ ایجنٹ کی آنکھ نکال لی ہے۔ اگر وہ اس طرح کیے بغیر ہم لوگوں کو نقصان پہنچاتا رہتا تو کیا خاموش تماشائی بن کر رہتے؟ ہم انہیں نہیں پھیریں گے تو وہ بھی ہم سے دشمنی نہیں کریں گے اس کی کسی شائیں ہائے سب نہیں ہیں۔ ہائے ساہوکاروں نے پہلے فریاد اور رستوں کو چھپا دیا، تب ہی دشمنی کی آواز ہوا۔ وہ ٹی پی جی جلتے والے کبھی ہائے ملک میں خواہ مخواہ نہیں آئے۔ وہ لوگ سیاست سے دور رہتے ہیں۔ لہذا ہمیں بھی اسی کے مطابق ان سے دور رہی رہنا چاہیے۔"

اس نے ایک ذرا توقف سے کہا، "ہائے ہم اس سامنے کی ایک آنکھ نکالی گئی ہے، اس کا تعلق موجودہ حکمرانوں کی غلطی سے ہے۔ ہائے اس ایجنٹ نے ڈی فریاد بن کر بہت اہم اور گھناؤنا رد پلے کیا تھا جس کے نتیجے میں اس سے انتقام لیا جا رہا ہے۔ یہاں ہم جتنے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، ہم میں سے کسی نے آج تک فریاد کو یا اس کے سامنے کو نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ پھر ہمیں اس سے فریاد نہیں چاہیے۔ وہ خواہ مخواہ جاری طرف رخ نہیں کرے گا۔"

ایک نے سوال کیا، "ہم اپنے سیکرٹ ایجنٹ کو اسی طرح تڑپ تڑپ کر مرنے کے لیے چھوڑ دیں؟ وہ آئے اس کے ہاتھ کاٹنے والا ہے۔ کیا ہم اپنے سامنے کو اسی طرح بیٹھے بیٹھے ہو کر مارتے ہوئے دیکھتے رہیں گے؟"

دانیال نے جواب دیا، "یہاں ہائے درمیان فریاد اور پارس کے افسران موجود ہیں۔ وہ جلتے ہیں، پارس با فریاد جو کچھ بھی کرے ہے۔ ہم وہ ہائے ملک کے قانون کے مطابق جرم

ہے۔ اگر وہ کسی طرح پارس والوں یا فریاد کی گرفت میں آجائیں تو ان کا فیصلہ یہاں کے قانون کے مطابق ہوگا۔ جب کہ آپ جلتے ہیں، ایٹلی جنس کے زمین ترین جاسوس انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ میں بھی چپ چاپ ان کا سراغ لگاتا رہوں گا۔ جب ان کا پتا چلنا معلوم ہوگا۔ تو میں بڑی خاموشی سے فتنے دار افسران کو وہاں تک اس طرح پہنچا دوں گا کہ پھر پریا آپ لوگوں پر کوئی ٹی پی جی جلتے والا شگ نہیں کرے گا۔"

ڈی جی دانیال نے اپنے حواریوں کو تسلی دی تھی، یقین دلایا تھا کہ پارس کا دوسرا حملہ کامیاب نہیں ہوگا۔ وہ اپنے کاتے سیکرٹ ایجنٹ کے دماغ میں آتا جاتا ہے گا۔ اس کے لطافت ایسا جال بچھائے گا کہ دوسری بار جھلک کر نہ دانیال پارس اس جال میں منور ہو جائیں گے۔

پارس نے چیلنج کیا تھا، دوسری بار اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ دانیال اس چیلنج سے دھوکا کھا گیا، اس نے سمجھا وہ نفسیں لائیں، کراس کا ہاتھ کاٹے گا لیکن ہاتھ اسے نہیں، فائرنگ کو کاٹنا بڑا اور کمزور کا بیان تھا، پارس نے فون پر اسے اس زہر کی کچھ خاصیت بتائی ہے اور اس کا توڑ بھی بتایا ہے لیکن توڑ کے اور پھر جانکشیں دیا جائے گا، اس سے تمام جسم کا زہر سمٹ کر اسی ہاتھ میں آئے گا جہاں سوتی جی جی تھی۔ اگر اس ہاتھ کو نہ کاٹا گیا تو زخم بڑھتا جائے گا اور وہ بڑھی فتنہ خیز چیلنا باسے گا۔

مختصر یہ کہ اس کا نے سیکرٹ ایجنٹ کو زندہ رکھنے کے لیے اس کا ایک ہاتھ بھی کاٹنا بڑا۔ لوں پارس کا چیلنج پورا ہو گیا۔ جب اس نے سمندر کے ساحل پر وہ زہر پیسے سوتی جی جی تھی تو اس وقت دانیال کا تے سیکرٹ ایجنٹ کے دماغ میں موجود تھا، اس نے فریاد محسوس کر لیا تھا کہ وہ کاٹا جاتا ہے کسی تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہے۔ اس کے اہصاب کمزور ہو گئے ہیں اور وہ سکت ہو گیا ہے پھر دوسرے ہائے وہ دھب سے ریت پر گر چلا تھا، اس کے اس پاس لگائی کرنے والوں نے تمام لوگوں کو روک لیا تھا، ان کی خاموشی لے رہے تھے اور ان سے باتیں کر رہے تھے اور وہاں سُن کر دانیال ان کے دماغوں میں بیچ رہا تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ ان میں سے کون اپنا چیلنج پورا کرنے والا ہائے ہو سکتا ہے۔

پارس وہاں ڈان مورس کے روپ میں موجود تھا جب اس نے اپنا نام ڈان مورس بتایا تو دانیال اس کے دماغ میں ٹنگا لیا یہ بات درد تک پھیل چکی تھی کہ شادی کی رات فریاد کی

تیمور ڈان مورس کے دماغ میں آیا تھا۔ بہر حال آتنا ہی معلوم کرنا کافی تھا کہ فریاد نے ڈان مورس کے دماغ میں جگہ بنائی ہے لہذا دانیال نے وہاں جانے کی حاکمات نہیں کی جیسا کہ وہ محتاط طبیعت کا حامل تھا۔ وہ فریاد اور اس کے ٹی پی جی جلتے والے کے ساتھ ہیوں کے علم میں یہ بات نہیں لانا چاہتا تھا کہ وہ اسرائیل میں موجود ہے۔ اور دوسرے وہ کسی بھی ٹی پی جی جلتے والے سے ٹنگا لیا ہے مقصد سے مینا نہیں چاہتا تھا اور زہر ہی اپنے لیے نئی زمینیں مول لینا چاہتا تھا۔

لیکن یہ بات کھٹک کر ہی تھی کہ جب فریاد ڈان مورس کے دماغ میں پہنچا ہوا ہے تو ڈان کو آکر کارنا کر اس کے ذریعے زہر مٹی سوتی جی جی چھو سکتا ہے اور یہ مشورہ کر سکتا ہے کہ پارس نے اپنا چیلنج پورا کر دیا ہے۔

دانیال اپنے شبہ کے تقدیر کرنا چاہتا تھا، اس لیے چپ چاپ نیسی کے دماغ میں کچھ بیج لگا دیے اس کے ذریعے اس نے پارس کے محسوس کی تلاش لی۔ اس کی آنکھوں کو سارا سامان دیکھا لیکن زہر مٹی جس باسے پھونکنے والا تھا سا باپ نظر نہیں آیا۔ اس کے باوجود شبہ اپنی جگہ قائم رہا کہ فریاد ڈان مورس کو آکر کارنا کر سکتا ہے۔

اس نے اپنے حواریوں کا ایک اجلاس طلب کیا پھر

ایک کان اور کتاب جس کی انجی کو بھی ضرورت ہے

# مسائل اور حل

حقیقت  
ہلکے پھلکے  
ازدواجی ملازمت اور بے روزگاری

اسے کتاب کا مطالعہ یقیناً طور پر آپ کے سکون کا باعث ہوگا

کتاب کا نام: مسائل اور حل

ان سے کہا: پارس کا سراغ نہیں لگا لیکن میں اس آکر لایا تک پہنچ گیا ہوں جس سے فرزا دا پنا کام کاتا ہے۔ میرا خیال ہے پارس بیابان سرسے سے موجود ہی نہیں ہے، صرف اس کے نام کا ہوا کھرا گیا ہے۔

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا: "پارس کی تلاش میں ناکام ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بیان موجود نہیں ہے! دانیال نے کہا: تم درست کہتے ہو، میں نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ میں اسے تلاش کرتا رہوں گا۔ ہو سکتا ہے وہ مل جائے ہو سکتا ہے میرے خیال کی تصدیق ہو جائے۔"

ایک افسر نے پوچھا: وہ آکر کاروں کے جو فریاد کے ہاتھوں میں کھٹکتی بنا ہوا ہے؟

"وہ ارب چینی مل اور کاوا سا ڈان مورس ہے۔ سب نے تائید کی۔ ان میں سے کچھ سُن چکے تھے اور کچھ شادی کی تقریب میں موجود تھے۔ انھوں نے اپنی آنکھوں سے ڈان مورس کو شبی بیٹی کا شکار ہوتے دیکھا تھا۔ ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا: ہم اپنے مقصد سے ہٹ رہے ہیں۔ اقدار کی طرف جانے کے بجائے ٹیلی بیٹی جانے والوں کے چکر میں پڑ رہے ہیں۔"

دانیال نے کہا: "شبی بیٹی کا جیکر اب ہمارے لیے ٹونڈ ہو گا، ہم اقدار میں آنے کے لیے اپنے مخالفوں کو ایک ایک کر کے راستے سے ہٹائیں گے۔ راضی اس طرح ہلاک کریں گے کہ اس کا الزام باب بیٹے پر یعنی فرزا اور پارس پر آنے گا۔ سب لوگ غرض ہونگے۔ اس تدمیر پر واہ واہ کرنے لگے یہ بنا میرت ہی سہہ اوقع تھا۔ وہ باب بیٹے شیدا کا انتقام لینے کے لیے اپنے طور پر واردات کرتے جا رہے تھے۔ ان واردات میں اب دانیال کی طرف سے اضافہ ہونے والا تھا۔ ایک تیر سے دو شکار ہونے والے تھے۔ اقدار کا راستہ بھی صاف ہونے والا تھا۔ لوہاں کی اٹیلی جنس والے فوج کے سپاہی سبھی ان باب بیٹے کے پیچھے پڑ جاتے اور ایک دن انھیں اس ملک سے حضور نکال دیتے۔ اور اگر وہ نکلتے اور دانیال ایک نئی حکومت قائم کر لیتا تو پھر فرزا سے سمجھوتا

کر لیتا، فرزا کی تمام شرائط منظور کر کے اپنے اقدار کو زیادہ سے زیادہ طور پر حصے تک قائم رکھتا۔ یہ اس کا منصوبہ تھا اور اب اس منصوبے پر عمل ہونے والا تھا۔ ایک افسر نے کہا: میرے دماغ میں ایک بات چُھ رہی ہے۔ وہ میں آپ لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔"

262

سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ ایک ممکن نہیں ہے کہ ڈان مورس کے پیچھے فرزا کا بیٹا پارس چُھا ہوا ہو؟

اس بات نے سب کو چونکا دیا۔ یہ کوئی ناممکن بات نہیں تھی۔ ایسا بلا شک ممکن ہے کہ فرزا نے پہلے ہی ہوا یا تھا اور فرزا کوئی تیور نہ اپنی ڈی پیش کر کے اسرائیل کے حکام کو زبردست دھوکا دیا تھا۔ خود میاں کے حکام ایک ڈی فرزا کے ذریعے شیدا کو فریب دیتے رہے تھے۔ دانیال نے کہا: "آفسر! ہمارا یہ خیال درست ہو سکتا ہے، بالائی فرزا تمھارے دماغ میں یہ خیال پیدا کیسے ہوا؟"

اس افسر نے کہا: "آپ لوگ میری باتیں تو سب سے بڑا جب ڈان مورس ایک طویل عرصے کے بعد استنبول سے تین ماہ پہنچا تو اس وقت جمال بن مصطفیٰ پولیس والوں کا کٹری سے نکل کر فرزا اور ایزر لورٹ کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں اس نے ڈان مورس کو شکار بنا لیا۔ پولیس والوں کو مجبور کیا کہ وہ اس کی طرف فائر نہ کریں۔ اسے فائر ہونے کا موقع دیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نے بھرتے پُرسے ایزر لورٹ میں صرف ڈان مورس کو ہی شکار کیوں بنایا؟"

اس سوال پر سب خاموشی سے اس کا منہ تک رہے تھے۔ وہ کہنے لگا: "اس لیے بنایا کہ جمال بن مصطفیٰ اور فرزا تیور کے درمیان پہلے ہی گٹھ جوڑ تھا۔ فرزا نے بتایا تھا کہ پارس ڈان مورس کے روپ میں آ رہا ہے۔ لہذا اسے پہلا شکار لے جانے اس کا بیٹا، جمال بن مصطفیٰ کو فرزا ہونے میں کافی مدد دے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ دوسری بار فرزا نے مصطفیٰ کے چار ساتھیوں کو جیل سے بٹسے ہی عجیب مزہ انداز میں فرزا ہونے کا موقع دیا۔"

ایک افسر نے سوال کیا: "لیکن یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ڈان مورس ہی پارس ہے۔ اگر وہ فرزا کا بیٹا ہوتا تو شاد کی رات اپنے بیٹے کو تماشہ بنا مانا سے کینسی کے ساتھ ازاد رشتے سے ذرہ لگا۔"

اس افسر نے جواب دیا: "آپ یوں سوچیں کہ مال باہ کبھی یہ پند نہیں کرتے کہ ان کی اولاد جو ان ہو کر تباہی جو ان لوگوں کے ساتھ وقت گزائے۔ باب اپنے وقت بہت ہی عیاش تھا۔ اگر کبھی ہوتا ہے۔ جو لوگ عیاش ہیں وہ اپنی جوان افلاک رحمانی سے روکتے ہیں۔ فرزا بھی نہیں چاہتا ہو گا کہ اس کا بیٹا پارس ڈان مورس کے روپ میں کینسی کے ساتھ ازاد رشتہ قائم کرے۔"

ایک نے کہا: "آفسر! تمھاری یہ دلیل کمزور ہے۔ اولاد ہونے کے بعد مال باہ کے قاتلوں میں نہیں رہتی یہ ضرور رہتی ہے۔ کینسی کے ذریعے فرزا اپنے بیٹے کے دماغ کو قابو رکھتا ہے لیکن ایسا وہ تک ہو سکتا ہے۔ اس طرح تو بیٹے میں اختلافات پیدا ہو سکتے ہیں۔"

دانیال نے کہا: "دعا ایک منٹ۔ میں ایک اہم نکتہ لکھا تھا۔ شاید آپ لوگ نہیں جانتے، پارس اول زہر ملا شامی افریقہ کی ایک نائن لڑکی نے اسے زہر ملا بنا دیا ہے۔" "کیا تمھاری یہ معلومات بالکل درست ہیں؟"

"یہ اتنا ہی سچ ہے جتنا کہ سورج مشرق سے نکلتا اور مغرب میں ڈوبتا ہے۔ ہم پانچ افراد کو ٹرانسفا مر کے ذریعے ٹیلی بیٹی کا علم سکھانے کے بعد فرزا اور ہمیشی کے تمام ممبران کی آواز میں سنائی گئی تھیں۔ ان کا دھبہ یاد کر لیا گیا تھا اور کہا گیا تھا، وقتاً فوقتاً ایسے افراد ماش میں جانا چاہیے جو لوگ کاکے ماہر نہ ہوں یا ذہنی طور پر زیادتی کے باعث یا جوٹ وغیرہ لگنے کے باعث ان کا احساس نہ رہا ہو۔ ہر حال میں ایسے وقت پارس اول کے ہمیں پہنچنا تھا۔ جب اس نائن لڑکی کا زہر اس پر اثر تھا وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اسے آواز مانی حاصل کرنے میں مہینوں لگ گئے تھے۔ ان مہینوں میں، میں نے اس کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کیں۔ اگر یہ نوجوان پارس اول خانہ ذاتی منصوبہ بندی پر ذرے اور ازواجی رشتہ قائم کرے تو زہر ملا بن جاتا ہے۔"

ایک نے سوال کیا: "اس کی شادی ہو چکی ہے۔ وہ جو جو اتھا ازواجی زندگی گزارتا ہے۔"

آپ لوگ اندر کی بات نہیں جانتے ہیں جو جو اگر وہ ایک لڑکی ہے لیکن وہ ذہنی طور پر بالکل بچی ہے۔ اس میں لڑکیوں کی سی سوچ ہے۔ نہ جذبات ہیں۔ لہذا آج تک کے ساتھ کوئی ازواجی رشتہ قائم نہیں ہوا۔ البتہ سلاوا مارن کے گھر سے سوچی ہے۔ اب آپ اس اہم نکتے پر آئیے۔ باطنی تیور اپنے بیٹے پارس کو کینسی سے ازواجی رشتہ کرنے سے کیوں روک رہا ہے؟ صاف بات ہے۔ لڑکیوں کی سب سے اور سچوں کہ وہ زہر ملا ہے اور فرزا نہیں لگا اس کا زہر کینسی کے ذریعے ظاہر ہوا۔ اس لیے اس نے لڑکیوں کو کہا ہے۔ ان کے درمیان ازواجی رشتہ قائم کرنے کے مسئلے میں ایسی کڑی شرط رکھی ہے جسے کوئی

میسوی خاندان تسلیم نہیں کر سکتا۔ وہ کہتا ہے، ڈان مورس کو اسلام قبول کرنا چاہیے۔ کینسی کبھی یہ گوارا نہیں کرے گی کہ اس کا شوہر اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرے۔"

ایک عہدے دار نے کہا: "ہم سمجھ گئے۔ فرزا کی مجال واضح طور پر سمجھ میں آ رہی ہے۔ یہ یقین ہونا چاہا رہے کہ، ڈان مورس کے پیچھے پارس چُھا ہوا ہے۔"

دوسرے عہدے دار نے کہا: "اس چُھے ہونے سانپ کو دل سے نکالنا ضروری ہے۔ اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پولیس اور انٹی بیسن والوں کی نظروں میں آ گیا ہے۔ زیادہ عرصے چُھپ کر نہیں رہ سکتا۔ اس طرح اسے یہ تک چھوڑنا پڑے گا۔"

ایک بوڑھے سیاست دان نے کہا: "آپ لوگ پارس کو ناگ کہہ رہے ہیں اسے اس کے دل سے نکالنا چاہتے ہیں۔ خود روپوش رہ کر اسے گرفتار کرنا چاہتے ہیں لیکن فلاسوفین جب ہماری حکومت قائم ہوگی، جب ہم فرزا سے سمجھوتہ کریں گے تو وہ ہمارے دماغوں میں آکر کمانج کی تمام باتیں معلوم نہیں کرے گا اور اگر کرے گا تو کیا ہم سے دوستی کرے کہے گا۔ پھر آج کی طرح بدترین دشمنی جاری رکھے گا۔"

یہ ایسی بات تھی کہ سب سوچ میں پڑ گئے۔ سب کو چُھپ سی لگ گئی۔ بیٹھوئی دربر بندہ وہ چُھپ چُھپ کر لگنے کے ساجی اپنی گونڈ پیش کرنے لگے۔ دانیال نے کہا: "آپ لوگ نگرہ کریں، فرزا اور اس کے ساتھیوں کی ٹیلی بیٹی ہمارے راستے میں رکاوٹ نہیں بنے گی۔ ایک دن وہ ہمارا دوست بنے گا۔ آپ لوگ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ ہماری کسی سازش کے ذریعے پارس اور فرزا یہ ملک چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ ہم کوئی سازش نہیں کریں گے۔"

"مستر دانیال! اب آپ کیا کہہ رہے ہیں کیا آپ کو یقین نہیں ہے، اقدار حاصل کرنے کے راستے میں شبی بیٹی کے ذریعے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوگی؟"

"مجھے یقین ہے۔ آپ حضرات صرف اپنے مقصد پر



نظر رکھیں، ان کے لیے کوشش کریں۔ ماتی میں سنبھال لوں گا؟  
 "پارس آج ہمارے ایک اہم شخص کو سزا میں ڈھے رہا ہے۔  
 آگلاس نے ہم میں سے کسی کو تار تار کیا اور ہائے پچھے بھی پڑ گیا۔  
 تو کیا ہوگا؟"

"وہ ہمارے سچے نہیں پڑے گا ہم سے دشمنی نہیں  
 کرے گا کیوں کہ ہم میں سے کوئی اس سے دشمنی نہیں کر رہا ہے  
 آپ اطمینان رکھیں، فریاد کی پوری ہمشیری گواہ ہے، وہ کسی  
 خواہ تو اس سے دشمنی نہیں کرتا۔ اس طرح اس کا شائبہ بھی ہم سے  
 دشمنی نہیں کرے گا۔ دیش آل، میں جا رہا ہوں۔"  
 وہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا، اس کے سامنے اسی  
 طرح شطرنج کی لیاط بھی ہوتی تھی جس کے کچھ نمبرے پٹ  
 گئے تھے اور کچھ رہ گئے تھے۔ شطرنج دو شخص کیلئے ہیں۔  
 وہاں دوسرا شخص نہیں تھا کیوں کہ وہ کسی کو تنہائی کا ساتھی  
 نہیں بناتا تھا کسی پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔ اس کے سامنے رکھا  
 ہوا گلاس خالی ہو گیا تھا۔ اس نے بول اٹھائی۔ پھر دوسرا گلاس  
 بھر کر دو گھونٹ پینے کے لیے شطرنج کے ٹھروں کو دیکھنے لگا۔  
 وہاں جو ہر شہہ کھانا تھا، اس کی نظروں میں دراصل پارس  
 تھا۔ شہہ کو مات دینے کا مطلب یہ ہوتا کہ اس نے پارس  
 کو مات دی اور پارس کو مات دینے کا مطلب یہ ہوتا کہ اس  
 نے فریاد کو مات دے دی۔

وہ بی رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کبھی اٹھ رہا تھا کبھی  
 بیٹھ رہا تھا۔ وہ اٹھ کر دوڑ جاتا تھا اور سے شطرنج پر قدم  
 جمانے ہونے پارس کو دیکھتا تھا اور سوچتا تھا۔ کوئی ایسی  
 تدبیر سوچے کہ سائب بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ڈونے  
 جو بکرا پارس واقعی سائب ہے اور اسے مارنے وقت  
 لاٹھی نہیں ٹوٹنی چاہیے۔"

اس نے نشی کے دماغ میں رہ کر یہ معلوم کر لیا تھا کہ  
 وہ پارس کے ساتھ ہر شہہ جاری ہے۔ وہ دونوں کچھ عرصے  
 تک اسرائیل کے معروف مقامات کی سیہ کرتے رہیں گے۔  
 پھر تل ابیب واپس آئیں گے۔ دانیال کے دماغ میں کھم  
 پھر کبھی تدبیر کر رہی تھی کہ خیال خواتی کے ذریعے کچھ ایسے  
 آئے کاروں کو اپنے قابو میں کرے جو لڑی گانگے ماہر ہوں جن  
 کے دماغوں میں فریاد کی تیور نہ پہنچ سکے اور وہ آئے کار  
 کہیں بھی موقع پا کر ڈان موریں کو کوئی مار دیں پھر خیال آیا  
 اگر وہ پارس نہ ہوتا، بے جا ڈان مارا گیا اور پارس زندہ رہ  
 گیا تو مقصد عمل نہیں ہوگا۔ پہلے پوری طرح یقین ہونا چاہیے  
 کہ ڈان ہی پارس ہے اور پوری طرح یقین کرنے کی ایک

ہی صورت ہے کسی طرح ڈان کے خون کا سامنا کرنا پائے  
 اگر خون میں زہر کے اثرات پائیں جائیں گے تو پھر اس نے  
 پارس ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہے گا۔"

دانیال شطرنج کی لیاط پر پارس کو ٹھوکر دیکھ رہا تھا  
 پھر پریشان ہو کر اٹھ گیا۔ شطرنج ہونے میں سوچنے لگا۔ بیڑا لیا  
 چکر ہو گا کہ ڈان موریں کا خون حاصل کیا جائے اسے وہی جانے  
 کے لیے بھیجا جائے تب کہیں تصدیق ہو سکتی ہو۔ ایسی کارروائیوں  
 کے دوران وہ باپ بیٹے ہوش مار ہو سکتے ہیں نہیں، میں کوئی  
 ایسا طریقہ اختیار نہیں کروں گا جس سے میری گون رہنے۔  
 دن میں وہ کبھی بیٹا نہیں تھا لیکن کوئی شکل آپڑے،  
 بہت زیادہ سوچنا ہوا، کوئی تدبیر کام نہ آتی ہو تو ایسے میں  
 بول کھول دیتا تھا پھر پیتا چلا جاتا تھا۔ اس روز سوچتے سوچتے  
 اور پیتے پیتے دوپہر ہو گئی۔ کھانے کا وقت ختم ہوئے لگا۔  
 بھوک بھی تک رہی تھی، اس نے پھر شطرنج کی لیاط پر  
 ایک ہاتھ مارا، اس پر رکھے ہوئے نمبرے دوڑ جا کر ادھر  
 آدھو ٹھہر گئے، وہ اس نمبرے سے نکل کر دوسرے نمبرے میں  
 آیا، ایک بڑھی ملازمہ وقت بربادی تھی اور کام کے کچھ جاتی  
 تھی وہی اس کے لیے کھانا کچھانی تھی، وہ کھانے کی نیز پڑا کہ  
 بیٹھ گیا۔ ملازمہ نے اس کے سامنے کچھ ڈشیں لاکر رکھیں۔  
 پھر اسے دیکھ کر بولی "آپ کچھ زیادہ پریشان نظر آ رہے ہیں"  
 کیا بات ہے؟

اس نے جو تک کر بڑھی ملازمہ کو دیکھا، پھر کہا، کوئی  
 بات نہیں ہے؟

وہ پیٹ میں کچھ لے کر کھانے لگا۔ ملازمہ نے کہا  
 "میں نے ایک دنیا دیکھی ہے، آپ کو کبھی دیکھتی ہے، یہی  
 آپ کبھی دن کو پینے نہیں، آج بہت زیادہ پی لی ہے۔  
 آپ بڑے آدمی ہیں، میں غریب ہوں، چھوٹا سا شہہ بڑی بات  
 ہوئی.... لیکن آپ کو دیکھ کر میری ممتا اٹھ آتی ہے۔ مجھے  
 بتاؤ کیا پریشانی ہے؟"

وہ بیڑی سے بولا "کچھ نہیں، میں ایک ناگ کو مانا  
 چاہتا ہوں۔"

بڑھیا نے تعجب سے منہ کھولا، پھر منہ پر ہاتھ رکھ  
 کر بولی "ایسا ہو کر نہ مانا، اول تو ناگ کو نہ مانا اور نہ مانا  
 بہت ضروری ہوتا ہے اس کے ساتھ ناگ کو کبھی مار ڈالنا۔"  
 دانیال نے تعجب سے پوچھا "وہ کیوں؟"  
 "کیا آپ نہیں جانتے، اگر ناگ کو مار ڈالا جائے تو  
 ناگ اس مارنے والے کا پیچھا کرتی ہے، سبھا ایک نیاک

دن اسے ضرور ڈس لیتی ہے۔"  
 دانیال نے ناگاری سے کہا "یہ کواں ہے، بھلا  
 ناگ کو کیسے پتا چلے گا کہ کس نے اسے مارا ہے؟"

میں نے بڑے بڑے سپیروں کو یہ کہنے متا ہے  
 جو ناگ کو مارتا ہے، اس کی تصویر میرے ناگ کی آنکھ میں آتے  
 آتی ہے اور ناگ اسے پہچان لیتی ہے، پھر کچھ سپیروں کہتے  
 ہیں، ناگ اپنے ناگ کی دیوانی ہوتی ہے اس کی بوجھانی ہے۔  
 وہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلا جائے،  
 اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی، پیچھے پیچھے ضرور چلی آتی ہے۔"

دانیال سر جھکانے لگا، اٹھا، اس نے ایک دم سے  
 جو تک کراس بڑھی صورت کو دیکھا، اس کے دماغ میں ایک  
 نیا خیال اٹھ رہا تھا، ایک زبردست تدبیر اٹھائی لے رہی تھی  
 وہ آہستہ آہستہ لقمہ جباتے ہوئے اس تدبیر کو ذہن میں چکانے  
 لگا، ہر سیکل سے اس پر غور کرنے لگا، پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔  
 بڑھی ملازمہ نے پوچھا "کیا ہوا، بس اتنی ہی سبھی بھوک  
 تھی؟"

دانیال نے اپنی جیب مٹولی اس کی جیب میں اسٹاپی  
 کر رہی تھی، اس نے سوسو لیل کے دس ٹوٹ نکالے، پھر ملازمہ  
 کو دیتے ہوئے کہا "تمہاری باتوں سے مجھے ایک نیا آئیڈیا ملا  
 ہے، تمہارا بہت بہت شکریہ گھر کا جو کام رہ گیا ہے اسے  
 کر کے چلی جاؤ، میں ضروری کام میں مصروف ہوں، مجھے دسترب  
 نہ کرنا۔"

وہ پھر اسی کمرے میں چلا آیا، جہاں ایک طرف شطرنج  
 کی لیاط پڑی ہوئی تھی اور دوسری طرف فرش پر مڑے کچھ  
 ہوئے تھے۔ اس نے لیاط کو اٹھا کر دوبارہ میز پر بچھایا پھر  
 فرش پر سے دو نمبرے اٹھائے، ان میں سے ایک شہہ تھا۔  
 اور دوسرا ساہو، اس نے شہہ کو شطرنج کے ایک درمیانی خانے  
 میں رکھا، یہ اس کی نظروں میں پارس تھا، پھر اس نے بائیں  
 کو لیاط کے ایک گوشے میں نظر کیا، یہ پیادہ نہیں، اسٹاپی  
 نظروں میں مار رہی تھی، پیادہ، وہ ناگ جس نے پہلی بار پارس کو ڈسا  
 تھا، اپنا زہر اس کے اندر سپنچایا تھا، پھر اسے ایسے جانتے ہی  
 تھی جیسے ناگ، اسے ناگ کو جا ہی ہے، اسے ہر حال میں  
 حاصل کرتی ہے، اگر کھول کے راستے میں کوئی رکاوٹ  
 بن کر آئے تو اسے ڈس لیتی ہے۔

اس کے ذہن میں نئی تدبیر آئی تھی، اس تدبیر کے  
 مطابق ڈان موریں کے خون کا سامنا کرنا کوئی ضروری نہیں  
 تھا۔ ناگ اپنے ناگ کو پیچھا کرتی ہے، خواہ وہ کسی بھی روپ میں

زندگی کے نشیب و فراز  
 گتہ و ثواب  
 اندھیروں اور اجالوں  
 وقت اور حال کے مہجوں جنم لینے والی ایک  
 بصیرت افزوز کمانی۔

# غلام حسین

میاں شاہ علی کی داستان حیات سب رنگ و بھروسے میں  
 شائع ہونے والی سلسلہ دار کمانی جو پہلی بار کمانی شکل میں منظر عام پر آئی ہے  
 ایک غیر درجے بس شخص کی الماری کمانی۔ اس نے ہم کو دکھانے  
 راستوں کو اپنے سے نکال کر کیا تو مجرم بنا کر اس کی کہانی سب خوں  
 کے پچھے پھینکے گیا۔ قسمت نے اسے گھرا اور دلہن کے سلتے  
 سے محروم کر دیا۔!!

وہ چیل سے رہا ہو کر باہر آتا تو اس کا سینہ ٹکا رہتا۔ انتقام کے شط  
 ان کے دوڑ کو ٹھہرا ہے تھے۔ لیکن ایک درست بنے اس کی  
 رہنمائی ایک مرد کال کے آستانے تک کر دی۔!!  
 وہ عشقِ حقیقی میں ڈوب گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں منگن توتاب  
 روشن ہو گیا۔ لیکن ایک ایک خانے نے اس کی زخموں کو کور کر دیا  
 پھر یہ کر دیا تو اس نے غم کو آنکھیں کھول لیں۔!!  
 تاکہ زہروں کی گھٹن سے ابھرے والی ایک خوبصورت  
 اور عبت نگیز داستان۔

قیمت: ۱۵ روپے  
 بے کاپیتہ

کتابیات سبلیکیشنز سے مندرجہ ذیل



ہوا اگر مدیر اسرائیل پہنچ جائے تو وہ ڈان مورس کو بہانہ لے گی اور بے اختیار اس کی طرف آئے گی۔

اگر یہ بات درست نہیں ہے کہ وہ اپنے ناگ کو ہر دوپ میں بہانہ لیتی ہے اس کی فوسنگھ لیتی ہے مگر یہ سب قصے کتابتوں کی بات ہے تب بھی کوئی فرق نہ پڑتا۔ اگر اریا بیباں پہنچتی اور پارس کہیں چھپا ہوتا تو مارے کو دیکھ کر چونک جاتا۔ جس طرح دو جسموں میں ایک خون کی کشش ہوتی ہے اسی طرح ان دونوں کے خون میں ایک ہی ذرہ تھا اور اس ذرہ کی کشش ان دونوں کو ضرور ایک دوسرے کی طرف لے جاتی۔

دانیال نے دونوں ہاتھ مٹھ کر رکھے انھیں بند کیں پھر خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا اپنے ایک معمول کے دماغ میں پہنچ گیا اسے مخاطب کر کے بولا "لندن میں ایک لارڈ ہے جس کا نام سر تھا س جاسن ہے۔ اس کا ٹیلیفون نمبر نوٹ کرو۔ ابھی اس سے رابطہ قائم کرو میں اس کی آواز اور لب و لہجہ معمول چکا ہوں تمہارے ذریعے سنا جاتا ہوں"۔

اس کا معمول ہدایت کے مطابق عمل کرنے لگا۔ مارے کے باپ کا نام سر تھا س جاسن تھا۔ اب سے برسوں پہلے وہ شمالی افریقہ کے اسی حصے میں پھلتے ہوئے پہنچ گئے تھے جہاں سپروں کا قبیلہ تھا۔ اس کے قریب ہی ایک اور قبیلہ آباد تھا۔ وہاں کے حبشیوں نے سر تھا س جاسن اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ ان کا مال اسباب چھین لیا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ وہ مارے کیلئے جانے لگے مگر مارے کی بیٹی، سر تھا س جاسن پر عاشق ہو گئی تھی۔ سردار نے کہا "میری بیٹی سے شادی کر کے تو تمہیں رہا کرنا جائے گا۔"

شادی کے علاوہ ایک اور شرط تھی جسے ماں باپ کسی قبول نہیں کرتے اور وہ یہ کہ ان کی بیٹی اولاد نہیں کی بستی میں، ایک لڑکی ورج ڈاکٹر کے حوالے کر دی جائے گی۔ یہ اس قبیلے کا دستور تھا۔ سردار کی بیٹی اپنی بیٹی اللہ پٹیل کی بستی میں پہنچاتی تھی اور لڑکی ورج ڈاکٹر اس بچے کی پروردگی کرتی تھی، اسے رفتہ رفتہ نذر علیا بنا دیتی تھی۔

سر تھا س جاسن اور سردار کی بیٹی کی شادی ہوئی پھر مارے نے تم لیا۔ اسے سپیروں کی بستی میں پہنچا دیا گیا۔ مارے کی ماں روٹی پیتی رہی لیکن سردار اور دوسرے قبیلے والے نے رسم و رواج سے مجبور تھے اور یہ جانتے تھے کہ سپیروں کی بستی میں بیٹی اولاد نہ پہنچاتی تھی تو لڑکی ورج ڈاکٹر اپنے جادو کے ذریعے ان پر غلاب نازل کر کے گی بہر حال مارے کی بیٹی کو وہاں

روٹی پیتی اپنے شوہر سر تھا س جاسن کے ساتھ وہاں سے لندن چلی گئی۔ سب ساری جوان ہوئی تو قدر سے متاثر دکھایا۔

پارس کو وہاں پہنچا پھر پارس کے ساتھ مارے پیرس پہنچ گئی۔ سر جاسن اپنی ٹیکہ و بیوی کے ساتھ اس سے ملنے آئے اور ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق وعدہ کیا کہ مارے کا باقاعدہ علاج کرائے۔ وہیں کے اور کسی نہ کسی طرح اس کے جسم سے زہر کو ختم کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

لیکن مارے اور پارس کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا کچھ آسان نہیں تھا۔ پارس اس کی آنکھوں سے سحر زدہ ہو گیا تھا۔ اس کا زہر اس کی رگوں میں دوڑ رہا تھا اور وہ بے اختیار مارے کی طرف کھنچا جاتا تھا۔ دراصل مارے جب بھی تمنائی میں پارس سے ملتی تو بیاہر و محبت کے دوران اپنے دانتوں کے ذریعے اس کے جسم میں تھوڑا بہت زہر اور بھر دیتی تھی جس کے باعث وہ اندر زیادہ متاثر ہوتا تھا۔

پارس دوم نے ایک تدبیر عمل کیا تھا اور پارس اول کو کسی حد تک اس کے زہر سے نجات دلائی تھی۔ زہر بہر حال اس کے جسم میں موجود تھا لیکن وہ وقتی طور پر مارے کے سحر سے نکل گیا تھا۔ ادھر سر تھا س جاسن اپنی بیٹی مارے کو لندن لے جا کر کسی طرح اس کا علاج کر رہے تھے، اسے کس طرح قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہے تھے یہ ابھی کسی کو معلوم نہیں تھا۔ دانیال نے بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی آج پارس کے معاملے میں مارے اچانک یاد آئی تو وہ اس کے باپ تک پہنچ رہا تھا۔

مختصری دور بعد فون پر رابطہ قائم ہوا اس کے معمول نے سر تھا س جاسن سے بات کی، دانیال خیال خوانی کی پوز کر تا ہوا لندن پہنچ گیا۔ سر تھا س جاسن کے دماغ کو عجیب چاب پڑھنے لگا۔ لندن کے اس لارڈ کے پاس بے انتہا دولت تھی۔ اس نے سچی بیٹی مارے کے لیے ایک شاندار بنگلا بنایا تھا۔ اس بنگلے میں اس کی خدمت کے لیے سچی عورتیں اور درو تھے۔ وہ سب طب کے شعبے سے تعلق رکھتے تھے۔ یعنی وہ نرسوں تھیں یا دارو ڈلوئے تھے۔ ہاوردماغی مریفیض نہیں تھی۔ اکثر نازل رہتی تھی لیکن کبھی بھی غصے میں آجاتی تو کسی نہ کسی کو کاٹنے دوڑتی تھی۔ ایسے وقت اس سے بچنے کی مختلف تدابیر کی گئی تھیں۔ وہ جیتے بھی تھے اور فوراً ڈاکٹروں کو طلب کر لیتے تھے۔ لندن کے منٹے سے منگے ڈاکٹر مسیح اور شام اس کے پاس آتے تھے اس کا معائنہ کرتے تھے اور اس کے جسم سے زہر کی مقدار کم کرنے کے سلسلے میں جس چیز کی ضرورت

ہوتی، سر تھا س جاسن مٹا کر دیتے۔ وہ بنگلا ایک اسپتال کی طرح تھا۔ مارے کے زہر کو ختم کرنے کے لیے وہاں جدید ترین مشینیں اور آلات منگوا کر رکھے گئے تھے۔

وہ گورنر بھی ایک ایڈمیڈ ڈاکٹر تھی جو مارے کو نت نئے ڈیزائن کے لباس پہننے اور طرح طرح سے ایک آپ کرنے کا ہنر سکھاتی تھی اسے اونچی سوسائٹی میں اٹھنے بیٹھنے کے آداب سکھایا کرتی تھی کیوں کہ وہ پھوپھوں سے افریقہ میں پرورش پاتی رہی تھی۔ اس دنیا کی سائنسی ترقی کو کبھی دیکھا نہیں تھا۔ اس لیے اسے ریڈیو، وی، ٹیلیفون، ٹرانسمیٹر وغیرہ کے متعلق سکھایا جاتا تھا۔ سر تھا س جاسن کی پوری کوشش یہی تھی کہ اس کی بیٹی کو کچھ تعلیم حاصل کر لے۔ سوسائٹی کے آداب سکھائے اور اس طرح زندگی گزارے کہ کوئی اسے افریقہ کی وحشی لڑکی نہ سمجھے۔ یہ قدرت کی قسم ظنی تھی، مارے کے بعد اس کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی اس لیے وہ ساری توجہ اسی پر دے رہے تھے۔ ماں باپ جو سکھانا چاہتے تھے، وہ بڑی حد تک سکھ رہی تھی لیکن ایک بات پریشان کر رہی تھی وہ یہ کہ کسی بھی صورت میں وہ پارس کو نہیں بھولتی تھی۔

اس کی یادداشت بہت اچھی تھی جو بات ایک بار بھائی جانی آئے کسی بھولتی نہیں تھی، یہی وجہ تھی کہ کچھ بڑھایا جاتا تھا اور جو طور طریقے سکھانے جاتے تھے، وہ انھیں یاد رکھتی تھی۔ پارس اس کی جوانی کا پہلا طور طریقہ تھا پھر علاوہ اسے کیسے معمول سکھاتی تھی، باپ اسے سکھاتا تھا۔ یعنی غصے میں نہ آتا اور ہمیشہ خندا مزاج رکھتا۔

مارے کہتی تھی "میں تو بالکل نازل رہتی ہوں لیکن حقہ آپ ہی لوگ دلا تے ہیں"۔  
"بھلا تم کیسے حقہ دلاتے ہیں؟"  
"آج مجھے پارس کے پاس جاسن کیوں نہیں مٹتے؟"  
"اصل بات یہ ہے کہ پارس بہت ہی مذہب بہت ہی تعلیم یافتہ جوان ہے اور بہت بڑے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ تم بھئی اس کے شانایان شان بنا رہے ہیں جب تم اس کے قابل ہو جاؤ گی تو تمہیں اس کے پاس جانے کے اجازت دیں گے۔"

"مجھے جو بڑھا جاتا ہے پڑھتی ہوں جو سکھایا جاتا ہے سیکھتی ہوں، جو سکھایا جاتا ہے، سمجھتی ہوں، ہر کام کرتی آ رہی ہوں پھر وہ وقت کب آئے گا؟ میں کب نہیں جانتی۔ مجھے پارس کے پاس پہنچانے میں پارس کو یہاں بلائیے۔"  
دانیال خاموشی سے خیالات پڑھ رہا تھا پھر وہ....

سر تھا س جاسن کے دماغ سے خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا مارے کے دماغ میں پہنچا۔ وہ بے چینی سی محسوس کرنے لگی، ایک ہاتھ سے سر تھام کر لڑکی "میں کچھ عجیب سامعوس کر رہی ہوں، جیسے میرے آس پاس یا میرے اندر کوئی مظلوم جسم لے رہا ہو"۔

باپ نے فوراً ہی پچھے ہٹ کر کہا "دیکھو بیٹی، غصے میں نہ آنا تم خطرناک ہوئی ہو تو تمہارے ماں باپ بھی تم سے خوف کھاتے گئے ہیں، پلیر خود کو نازل رکھو"۔

"ڈھٹیلی، میں غصے میں نہیں ہوں، میں اپنے دماغ میں بوجھ محسوس کر رہی ہوں، ایسا لگتا ہے جیسے میرے سر میں کوئی شیطان کھس آیا ہے"۔  
قاہر ہے، وہ خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کر رہی تھی لیکن یہ طریقہ نہیں جانتی تھی کہ سانس روکنے سے وہ لہریں دماغ سے نکل جائیں گی۔ سر تھا س جاسن نے کہا "اگر تم دماغ کے اندر کچھ محسوس کر رہی ہو تو شاید فرما دیا صاحب آئے ہیں میں پوچھ رہا ہوں، مسٹر فرما دیا کیا آپ ہمارے درمیان موجود ہیں؟"۔

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ دانیال خاموش تھا وہ بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا، ایسے وقت کیا کرنا چاہیے؟ کیا فرما دین کر بولنا چاہیے، پھر اس کے اندر کے خوف نے سکھایا "آج ایک ڈی فرما دینے والے کا انجام ہمارے سامنے ہے، اس کی ایک آنکھ گئی، ایک ہاتھ کا اور اب ایک ٹانگہ جانے والی ہے، اگر میں فرما دین کر بولوں گا اور کبھی یہ راز کھل گیا تو وہ باپ بیٹے مجھے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے ماریں گے"۔

ادھر دانیال سوچ رہا تھا، ادھر سر تھا س جاسن کہہ رہا تھا "بیٹی! جب تم تیریں میں تمہیں تو میں نے فرما دیا صاحب کے ساتھ کچھ وقت گزارا تھا، ان کے فعلی نمبر سے بھی ملتا رہا ہوں، پھر شمالی پٹیہی سے متعلق ابھی غامضی کتابیں پڑھی ہیں، کہتے ہیں، اگر دماغ میں کوئی آگے اس کا آنا گوارا کر دے تو سانس روک لیا جائے اس طرح خیال خوانی کی لہریں وہاں چلی جاتی ہیں"۔

دانیال نے پریشان ہو کر سوچا "اگر مارے نے سانس روک لی تو کیا ہر جگہ میں اس کے دماغ میں نہیں رہ سکوں گا اسے ٹرپ کر کے ڈان مورس تک نہیں پہنچا سکوں گا"۔

ابھی وہ مارے کے دماغ میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ لہجہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ ادھر مارے نے سانس روک لی تھی، اس کی خیال خوانی کی لہریں وہاں گئی تھیں، اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر کہا "میں اکثر ایسے وقت حاضر دماغی

سے کام نہیں لے سکتا۔ دراصل دماغ کا ہی نہیں کرتا بلکہ اس ناکامی کے لیے عقل آ رہی ہے۔ میں فریاد کی آواز ادا کرنے میں بیوقوف ہوں تو مجھے فرس بات کا متھا۔ فرس کیا اس وقت فریاد پہنچ جاتا تو وہ بھی معلوم نہ کر سکتا کہ دانیال اس کے لیے بیوقوف رہا ہے اور نہ ہی میرے دماغ میں آگستھا تھا کیوں کہ میں اپنا لب دل بجا رہا اور اس کے باب کو نہ مانتا تھا۔

اس نے پھر آنکھیں بند کیں خیال خرافی کرتا ہوا سسر تھا اس جانسن کے دماغ میں پہنچا پھر کما بیہودہ میں فریاد بول رہا ہوں!

وہ ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا خوش ہو کر بولا۔

”جناب فریاد صاحب! کیا آپ آئے ہیں؟“

”ہاں! تھوڑی دیر پہلے میں تمہاری بیٹی کے دماغ میں آیا تھا۔ تمہیں یہ مشورہ نہیں دینا چاہیے تھا کہ وہ سانس روک لے۔“

”میری بیٹی اپنے دماغ میں بوجھ محسوس کر رہی تھی آپ نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے اسے یہ مشورہ دے دیا۔“

”دراصل میں خاموش تھا اور اس کے اندر نہ کر اس کی دماغی کیفیت معلوم کر رہا تھا۔“

”اس سے ابھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر بلر سے معائنہ کر کے علاج کرتے ہیں۔ آپ اندر پہنچ کر ساری کیفیت معلوم کر سکتے ہیں۔ میں ابھی ہادیہ کو سمجھاتا ہوں، آئندہ یہ سانس نہیں روکے گی!“

پھر وہ انہی بیٹی کو سمجھانے لگا۔ وہ بولی: ”اگر پارس کے ڈیڑھی میرے دماغ میں آنا چاہتے ہیں اور مجھے پارس کا تپا تپانا چاہتے ہیں یا اس کے پاس پہنچانا چاہتے ہیں تو میں بھی سانس نہیں روکوں گی!“

یہ سنتے ہی دانیال اس کے دماغ میں پہنچ گیا وہ پھر بے چینی محسوس کرنے لگی۔ اس نے فریاد کے لب دل پہلے میں کہا: ”میں تمہارے پارس کا باب ہوں میں جانتا ہوں تم میرے بیٹے کے لیے بہت بے چینی ہو رہے ہیں تم بے وعدہ کرو، جو بات مجھ سے کہو گی اس کے لیے زبان استعمال نہیں کرو گی صرف سوچ کے ذریعے بولتی رہو گی۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے ڈیڑھی ہماری بائیں میں نہیں سانس لگائے اور نہ سن لیا تو تمہیں پارس کے پاس نہیں جاتے دیں گے۔“

وہ سوچ کے ذریعے بولی: ”میں زبان سے کچھ نہیں بولوں گی۔ کیا تم مجھے پارس کے پاس پہنچا سکتے ہو؟“

”وہ تم سے بہت دور ہے۔ ان دنوں اسرائیل میں ہے۔“

اگر تم اپنے ڈیڑھی کو راضی کر لو کہ تفریح کی غرض سے اسرائیل جانا چاہتی ہو اور وہ تمہیں وہاں تک پہنچا دیں تو اس کے بعد پارس تک پہنچا نا میرا کام ہے۔“

”ڈیڑھی کو معلوم ہو گا کہ میں پارس سے ملنے جا رہی ہوں تو وہ مجھے کبھی اسرائیل جانے کی اجازت نہیں دیں گے۔“

”میرا یہ فریاد ذات سے کام لو۔ ڈیڑھی کو بتانے کی کیا ضرورت ہے، تم صرف تفریح کا ارادہ ظاہر کرو۔“

”کیا ابھی ڈیڑھی سے بولوں؟“

”ابھی پھر جاؤ۔ پہلے میں ان کے پاس جا کر تمہاری کیفیت بتا رہا ہوں۔ تم فریاد دیر بعد ان سے بائیں خرانا۔“

اس نے سسر تھا اس جانسن سے کہا: ”میں اس کے خیالات مختصر طور پر پڑھ چکا ہوں۔ وہ دماغی طور پر زیادہ مل سہہ اگر وہ گھر کی چار دیواری سے باہر تفریح کے لیے نکلتی رہے گی تو اس کے دماغ کی رہی سہی ضروری بھی دور ہو جائے اور خواہ مخواہ پیدا ہونے والا غصہ اور جھنجھلاہٹ بھی جاتی رہے گی۔“

اس نے تھوڑی دیر تک الٹی سیدھی باتیں سمجھانے کے بعد کہا: ”ابھی سسر تھا اس اجازت دیجیے میں جا رہا ہوں پھر آپ کی بیٹی کے پاس آنا چاہتا ہوں گا اور آپ کو اس کی دماغی کیفیت سے آگاہ کرتا ہوں گا۔“

وہ خاموش ہو گیا لیکن اسی کے دماغ میں رہا تھوڑی دیر بعد مارنے کہا: ”ڈیڑھی! آپ نے وعدہ کیا تھا، جب میں بھی طرح پڑھنے کھنڈ اور تہذیب کو سمجھنے لگوں گی تو مجھے اس ملک سے باہر بھیجیں گے میں دنیا کے جس ملک میں جا ہوں جا کر تفریح کر سکتی ہوں۔“

”ہاں، میں نے کہا تھا اور تم واقعی دل لگا کر سیکھ رہی ہو۔“

”پھر مجھے اجازت دیجیے میں اسرائیل جانا چاہتی ہوں۔“

باپ نے حیرانی سے پوچھا: ”اسرائیل میں کیا رکھا ہے! وہاں کوئی صورت افزا مقام نہیں ہے اور تفریح کے لیے کوئی قابل ذکر جگہ نہیں ہے۔“

”آپ بھول رہے ہیں مجھے جو پڑھا گیا ہے، میں اسے کبھی نہیں بھولتی میں نے اپنی بیٹی سے سنا بھی ہے اور پڑھا بھی ہے، وہاں یروشلم میں مقدس مقامات ہیں جو یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے لیے بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ میں پہلے ان مقامات پر جاؤں گی۔ اپنے لیے اور

آپ لوگوں کے لیے دماغ انگوٹھی کی پھر تفریح کی غرض سے دوسرے ممالک کی طرف جاؤں گی۔“

باپ نے خوش ہو کر کہا: ”تم بہت ذہین ہو، تھوڑے سے عرصے میں تم نے بہت کچھ سیکھ لیا ہے۔ یہ تمہاری ذہانت ہے کہ تفریح کی غرض سے ملک سے باہر جانا چاہتی ہو اور اس کی ابتداء عازل سے کرنا چاہتی ہو میں تم سے بہت خوش ہوں۔ بولو، اب جاؤ گی۔“

”میں تو آج ہی جانا چاہتی ہوں۔“

”آج ہی جلدی ممکن نہیں ہے۔ میں اور تمہاری بیٹی گل تمہارے ساتھ روانہ ہو جائیں گے۔“

وہ خوش ہو کر باپ سے لپٹ گئی ان کی پیشانی کو چومنا چاہتی تھی باپ سسر کر فرما پھیرا ہوا۔ وہ ہنستے ہوئے بولی: ”ڈیڑھی! میں وعدہ کرتی ہوں، میرے دانت آپ کی پیشانی سے نہیں لگیں گے۔“

باپ نے مسک کر کہا: ”بیٹی! تمہارے زہر بھی ملے تو قبول ہے۔ آخر تمہاری جان جو جان لوگی تو کیا ہوا رہے یہ ایک انسانی فطرت ہے کہ آدمی موت سے ڈرتا ہے۔ اسی خوف سے میں ذرا جھک گیا تھا۔“

وہ ہنستے ہوئے باپ کی پیشانی پر چھٹی پھر آہستگی سے پوچھ کر الٹا ہو گئی۔ دانیال نے اس کے دماغ میں پہنچتے ہی کہا: ”دیکھو، بے چینی ظاہر نہ کرنا۔ میں پھر آ رہا ہوں اور تمہیں یقین دلا رہا ہوں کہ تم یہاں سے اسرائیل کے لیے روانہ ہو جاؤ گی تو یہیں تمہیں گائیڈ کر دوں گا اور پارس کے پاس پہنچا دوں گا اب جا رہا ہوں۔ ہم اسرائیل میں ملیں گے۔ سو فریاد۔“

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا، آنکھیں کھول دیں، سامنے نیرے شطرنج کی بساط اسی طرح بھیجی ہوئی تھی، بساط کے عین وسط میں شہ کا وہ منہ تھا جسے دانیال پارس سمجھتا تھا اور بساط کے گوشے میں ایک پیادہ تھا جو اس کے خیال میں ملدے تھی۔ اس نے مدد کر اس کو نشے سے اٹھایا اور ساتھ ہی قریبی خانے میں پہنچاتے ہوئے کہا: ”میرے نگ دیو، تانہ تمہیں مل سے نکلنے کے لیے تمہاری ناک آ رہی ہے۔“

فریاد نے یہ جین تھی نہ اسے نیند آتی تھی، نہ بھوک لگتی تھی، ایک جگہ بیٹھی نہیں رہ سکتی تھی کبھی یہ سوچتی کہ شنگ سے باہر جانا چاہیے پھر خیال آتا۔ شاید پارس کا فون آجائے جب وہ فون کے آنکار میں بیٹھی رہتی تو خیال آتا، باہر نکل کر گھومنا چاہیے، شاید وہ کھلی فضا میں کہیں کسی

دوسرے روپ میں مل جائے۔

اس کی سانس نے دماغ میں آ کر تپا دیا تھا۔ باہر بھر گم ہو گیا ہے۔ اس نے جبری جبک کو مار ڈالا ہے اور ان ٹی بیٹھی جانے والے سانس سسر کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ پارس تک پہنچ سکیں۔ اس کی سانس نے کما بیٹی! تم اپنی دانش گاہ میں رہو۔ وہ فریاد فون کرے گا۔ وہ تمہیں بہت چاہتا ہے۔ تم یہاں تمہا ہو، وہ تمہارے لیے فکر مند ہو گا کہ کسی نہ کسی طرح تمہاری خبر لے گا۔“

جو کچھ کھنڈے کر گئے، نہ اس کا فون آیا نہ اس نے شکل دکھائی۔ نہ ہی کہیں سے ایسا اشارہ دیا کہ وہ اڑتی ہوئی اس کے پاس پہنچ جائی، آخر سانس نے مشورہ دیا: ”تم اپنی ملازمہ کو فون کے پاس بٹھا دو اور اس سے کہو، کہے سے باہر نہ جائے۔ جب بھی پارس کا فون آئے تو اس کا پیغام فون کر کے اور اس سے بتائے کہ تم اس کے لیے کتنی پریشان ہو۔ اس سے کہیں بھی، کبھی بھی حال میں ملنا چاہتی ہو۔“

اس نے کہا: ”ماما! آپ کا حکم سسر آنکھوں پر میں ملازمہ کو کہاں بٹھا کر جاتی ہوں لیکن ایک بات کتنا چاہتی ہوں آپ بڑا تو نہیں مانتیں گی۔“

”نہیں۔ بولو کیا بات ہے؟“

”آپ کی وجہ سے وہ مجھ سے بھی دور ہو گئے ہیں۔“

رسوئی کو یہ بات بڑی ہی گراں اس نے ناگواری سے پوچھا: ”تم کتنا کیا چاہتی ہو؟“

”میں جھلا گیا کہ سکتی ہوں، وہ آپ کے بیٹے ہیں، آپ سے اور باپ سے کتراتے میں کترانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ نا زمان ہیں اور آپ لوگوں کا احترام نہیں کرتے، وہ صرف آپ کی بیٹی بیٹھی کے مخالف ہیں، کیا ایسا راستہ اختیار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی شکایت دور ہو جائے۔ آپ بیٹی پھینکے ذریعے ان کی مدد نہ کریں، آپ مال بیٹے کے درمیان یہ بات طے پا جائے کہ آپ پارس کے دماغ میں آ کر اس کی خبریت معلوم کریں گی اور بیٹی پھینکے ذریعے اس کی مدد نہیں کریں گی۔“

رسوئی نے خوش ہو کر کہا: ”تم بہت اچھی ہو، بہت ذہین ہو، تم نے بڑے کام کی بات کی ہے۔ واقعی جب وہ ہماری مدد قبول نہیں کرنا چاہتا تو ہم اس کے سامنے بیٹی پھینکے کا ذکر بھی نہیں کریں گے۔ ایک ماں اور چاہتی ایسا ہے صرف اپنے بیٹے کی خبریت اور سلامتی میں، اسی بنیاد پر اس کے دماغ میں آتی جاتی رہوں گی، اگر وہ مان لے۔“

» اس بار ملاقات ہوئی تو میں منالوں گی «

مجھے معلوم ہوتا کہ وہ یوں بے لگام ہو جائے گا تو میں بااخص صاحب کے ادارے سے باہر نہ جانے دیتی۔ وہاں پہنچ کر وہ ٹیلی فون پتھیں جانسنے والوں کے پیچھے بڑی گری بیکیب کو مار بیٹھا ہے باقی ٹیلی فون پتھیں جانسنے والوں کی تلاش میں ہے۔ جہاں ان کے متعلق معلوم ہے۔ ایک کا نام ڈینی وانیال ہے۔ وہ ان دنوں اسرائیل میں ہے۔ اگر پارس اسے تلاش کرے گا تو غراہ غراہ وقت ضائع کرے گا اور یہ کبھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وانیال اپنی بیوی تو میں میں جا کر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے بعد دو اور ٹیلی فون پتھیں جانسنے والے ہیں جن کے نام اور جیلے مجھے معلوم ہیں۔ تم غور سے سواد اور اپنی یادداشت میں محفوظ رکھو۔ ہر کے کو نوٹ کر لو۔

رسونٹی باقی دو ٹیلی فون پتھیں جانسنے والوں کے نام اور جیلے تفصیل سے بتانے لگی۔ پھر اس نے پوچھا: تم نے نوٹ نہیں کیا؟

» ماما! آپ بول رہی تھیں، میں سن رہی تھی اور میں نے سب کچھ ذہن نشین کر لیا ہے لیکن پھر ایک بات کھٹک رہی ہے۔ «

» کون سی بات؟ «

» میں پارس کو ان ٹیلی فون پتھیں جانسنے والوں کی تفصیل بتاؤں گی تو وہ پوچھے گا مجھے کیسے معلوم ہوا۔ یہ بتانا ہو گا کہ ماما نے بتایا ہے اور ماما نے یقیناً خیال خوانی کے ذریعے یہ معلومات حاصل کی ہیں۔ «

» تم اسے یہ نہیں بتانا کہ یہ معلومات میرے ذریعے حاصل ہوئی ہیں۔ «

» پھر میں کیا بتاؤں گی مجھے یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا؟ «

» ایک وقت میںوں ٹیلی فون پتھیں جانسنے والوں کا ذکر نہ کرنا، صرف اتنا کہ دن کا تم نے ایک شخص کو شکوک حالت میں دیکھا ہے۔ وہ کہیں بیٹھا ہوا غلام میں تک رہا تھا جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: کیا آپ نے مجھ بلایا ہے؟ «

» جیسے ہی وہ ہو چکا گیا پھر کہنے لگا: ارے میں تو اپنے بیگلے میں بیٹھا ہوا تھا۔ بیان کیسے پہنچ گیا؟ «

» اس شخص نے اچھے ہوتے ہوئے کہا: تم میری سٹیج میں ہر سیدھی طرح کلار میں جیل کر بیٹھو! «

» کہنے والے نے کہا: میں تمہارا غلام نہیں ہوں! «

» یہ کہتے ہی وہ پھر چپ ہو گیا۔ سرجھکنا لیا اور اس شخص

کے پیچھے چلا ہوا اس کی کار میں جا کر بیٹھ گیا «

رسونٹی یہ باتیں فرزانہ کو سمجھا رہی تھی۔ پھر اس نے کہا: تم پارس سے کہنا، تم اس شخص کا تقاب نہیں کر سکتیں۔ لیکن اس کی کار کا نمبر نوٹ کر لیا ہے لہذا تم یہ مزید بھی نوٹ کر لو۔

رسونٹی نے اسے غمناک فرزانہ نے پوچھا: کیا واقعی اس ٹیلی فون پتھی جانسنے والے شخص کی کار کا نمبر ہے؟ «

» جب وہ ٹیلی فون پتھی کیسے کے بعد کچھ عرصے تک یہاں تھا تو یہی کار استعمال کرتا تھا۔ بتانیں، یہ کار اس کے ملکیت ہے یا نہیں لیکن پارس نے رجسٹر اٹ پلٹ کر دیکھنے سے یہ نام ضرور ملے گا «

فرزانہ نے ملازمہ کو بلا لیا اس رہائش گاہ میں وہی ایک قابل اعتماد ملازمہ تھی۔ اس نے سمجھایا: تم اسی کمرے میں رہو گی۔ صاحب کا فون آسکتا ہے، وہ جو پیغام دیا ہے نوٹ کر لینا اور یہ ضرور کہنا کہ میں ان کے لیے بہت پریشان ہوں۔ ان سے کہیں بھی کسی صورت میں ملنا چاہتی ہوں۔

وہ اسے ضروری ہدایات دے کر رہائش گاہ سے باہر آئی۔ اپنی کار کی اسٹینڈنگ سیٹ سنبھالی۔ پھر اسے اشارت کر کے ایک ٹیلی ڈراما ٹیو کے لیے نکل پڑی۔ وہاں اسے ایک ٹک کر ڈروں اور اربوں محبت کرنے والے گزرے لیکن انھوں نے اپنے پیچھے کوئی ایسا نسخہ نہیں پڑا جس پر عمل کرتے ہوئے پھر طے ہوئے محبوب سے ملا سکتے وہ سوچ کر نکلے تھی، تمام دن ڈراما ٹیو کرتی رہے گی اور رات کو بھی اس وقت تک کا جیلائی رہے گی۔ جب تک اسے فائدہ نہ آئے اور وہ جانتی تھی، اسے خیر نہیں کہے گی۔ تلاش جاری ہے اور جاری رہے گی۔

اچانک ٹیلی فون سے اشارہ موصول ہوا اس نے کار ایک کلمے روکی اور کار ڈیس ریسورڈ اٹھا کر پوچھا: ہیلو کون ہے؟ «

» دوسری طرف سے پارس کی آواز سنائی دی: وہی ہوں جس کی آواز سننے کے لیے بیٹا ہوں۔ «

» وہ خوشی سے اچھل پڑی۔ جیتنے ہوئے بولی: تم کہاں ہو تمہیں کیسے معلوم ہوا، میں یہاں ہوں! «

» میں نے تمہارے بیگلے میں فون کیا تھا۔ ملازمہ نے کہا: تم گاڑی لے کر نکلے ہو۔ لہذا میں نے اسے نمبر یہ تمہیں رنگ کیا ہے۔ «

» اوہ پارس! میں مر جاؤں گی۔ تم کہاں ہو جلدی آؤ! «

» کتنی جلدی آؤں؟ «

» اچھی آ جاؤ میرے ریسورڈ رکھنے سے پہلے آ جاؤ «

» یہ ممکن نہیں ہے، تھوڑی سی دیر لگے گی «

» کتنی دیر لگے گی؟ «

» یہاں کچھ ایجنسیاں ہیں، جہاں کرانے پر لوگیاں ملتی ہیں جو اچھے خالصے معاونے پر کسی بھی نوعوان کے ساتھ تفریح کرتی ہیں، سینما، تھیٹر اور کلبوں میں جاتی ہیں اسی طرح کرانے پر لڑکے بھی ملتے ہیں جو اچھے خاصے معاونے پر جوان لڑکیوں کے ساتھ وقت گزارتے ہیں۔ تم ایسی دو ایجنسیوں میں جاؤ اور کسی خوب صورت لڑکے کی تلاش کرو جو تمہارے ساتھ وقت گزار سکے! «

» یہ تم کسی باتیں کر رہے ہو، میں تمہارے سوا کسی کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اگر غراہ غراہ غور آئے تو میں اس پر تھوک دوں گی! «

» پہلے پوری بات سنو، ان دو ایجنسیوں میں جا کر لڑکوں کو دیکھو اور انھیں ناپند کر دو پھر میری ایجنسی کا تیار نوٹ کرو۔ اس کا نام ہے ڈیشنگ پینرز، یہ ایجنسی تھری ڈی ایجنسی میں باجوئ کو پیش کیا جانے کا بیٹان کے درمیان ہوں گا۔ تم مجھے میری اسٹجی کی اس اسٹجی سے پہچان سکتی ہو جو تم نے مجھے پہچانی تھی! «

» وہ خوش ہو کر بولی: اوہ پارس! کتنا اچھا نسخہ ہے کتنی روز جاتی تھی کہ بعد تمہارے پاس پہنچوں گی۔ میں اب پوچھ رہی ہوں کہ ریسورڈ رکھ دیا۔ کار اشارت کی پھر طوفانی زلزلے سے ڈراما ٹیو کرتی ہوئی ایک ایجنسی تک پہنچ گئی۔ ایجنسی والوں نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس کے سامنے کتنے بوسے نوجوان لڑکے پیش کیے، وہ انھیں ناپند کر کے دوسری ایجنسی میں پہنچی۔ وہاں بھی اس نے لڑکوں کو ناپند کیا۔ پھر کار ڈراما ٹیو کرتی ہوئی ڈیشنگ پینرز کے دفتر پہنچی۔ وہاں بھی اسے خوش آمدید کہا گیا۔ اس کی ضرورت پوچھی گئی، پھر اس کے سامنے چند غور و جوان چہن کیے گئے۔ ان میں سے ایک جوان نے سر جھکائے کہ ہانے اپنا ہاتھ اٹھا یا تو فرزانہ کا پتہ انکو ٹھی نظر آگئی۔ اس نے کہا: تم مجھے یہ نوجوان پسند ہے۔ «

» وہ دفتر میں آ کر اس کی فیس ادا کرنے لگی۔ پارس نے خوب سوچ سمجھ کر فرزانہ سے ملنے کے لیے یہ طریقہ کار اختیار کیا تھا۔ نیرنگ میں ایسی ایجنسیاں ہیں جہاں بے روزگار نوجوان جو خود ہو رہتے ہیں۔ وہ ان ایجنسیوں میں اپنا نام اور پتہ لکھا کر وہاں کے ڈیشنگ روم میں بیٹھ جاتے ہیں۔ دو ہفتہ

لڑکیاں یا بیرونی ممالک سے یا دوسرے شہروں سے آنے والی لڑکیاں جو تنہا ہوتی ہیں، اپنی تنہائی دور کرنے کے لیے ایسی ایجنسیوں میں آتی ہیں اور ان کا معاوضہ ادا کر کے اپنی پسند کا ساتھی لے جاتی ہیں۔

پارس نے ایسی ہی ایک ایجنسی میں اپنا نام اور فرنی پتہ لکھا یا تھا اور وہاں کے ڈیشنگ روم میں بیٹھ کر فرزانہ کا انتظار کر رہا تھا۔ اب فرزانہ اسے لے کر کار میں آئی تھی وہاں بیٹھے ہی اس نے گاڑی اشارت کرنے سے پہلے اسے گھور کر دیکھا۔ پھر پوچھا: تم نے یہ انکو ٹھی کہاں سے حاصل کی ہے؟ کیا تم واقعی میرے پاس ہو؟ «

اس نے ایک گہری سانس لے کر کہا: میں تم اتنی حسین ہو کر ہیں تھیں میں نہیں کرنا چاہتا اور اتنی معصوم ہو کر دھوکا نہیں دینا چاہتا۔ اصل تمہارا پاس میری گرفت میں آگیا تھا۔ میں نے اس کی گردن دبوچ لی، پھر اس کے سینے پر چاکو کی نوک رکھتے ہوئے کہا: تمہارے پاس جتنا مل ہے وہ نکالو اور زمین جان سے مار ڈالو۔ کل اس نے کہا: میرے ہاتھ میں ہی ایک ہیرے کی قیمتی اسٹجی تھی ہے۔ میں نے وہ انکو ٹھی اس کے ہاتھ سے اتاری پھر اس سے تمہارے متعلق بہت کچھ سنا ہے۔ دروغ میں ایک انڈیا آیا یا کہ میں تمہیں ٹریپ کر سکتا ہوں۔ لہذا میں نے تمہارے پاس کو ایک جگہ قید کر دیا۔ اب تم مجھے لاکھوں ڈالروں کی ادائیگی سے ساتھ کچھ زمین لکھات گوارا دینی تو میں اسے تمہارے حوالے کر دوں گا۔ «

» ٹوڈنٹ اب میں تمہیں لاکھوں ڈالروں سے ملتی ہوں لیکن تم مجھے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے۔ میں اپنے محبوب کی امانت ہوں۔ میں اس کی جان جلاتے ہوئے وہ بیویوں کی قرابانی جان بھی ملے دوں گی! «

» میں جانتا ہوں، میری فرزانہ ایسی ہی ہے۔ «

» اسے خبردار اچھے میری فرزانہ نہ کہتا! «

» میں مذاق ختم کر رہا ہوں۔ غصہ تھوک دو، میں تمہارا پاس ہوں! «

» میں کبھی یقین نہیں کر سکتی۔ اپنا ایک آپ اتارو! «

» ایک آپ اتاروں گا تو دشمن تھری لیں گے۔ «

» میری رہائش گاہ میں جیل کرنا تارکتے ہو! «

» تمہاری رہائش گاہ دشمنوں کی نظروں میں ہے۔ کیا میں وہاں سے زندہ سلامت نکل سکوں گا؟ «

» میں کبھی نہیں جانتی۔ پہلے مجھے یقین دلاؤ! «

» ایک بات بتاؤ، کیا تمہارا محبوب تم سے بہت پیار



کرتا ہے کیا تمہاری پرائیویٹ باتیں کسی کو بتا سکتا ہے؟  
 ”ہرگز نہیں، وہ اپنے سامنے سے بھی ایسی بات نہیں  
 کہہ سکتا جو تنہائی میں اپنی محبوبہ سے کہتا ہے۔“  
 ”تو پھر تو تجھ سے سٹو، میں وہ ساری باتیں کہہ رہا ہوں  
 جو ہم دونوں تنہائی میں کہ چکے ہیں اور کر چکے ہیں۔“  
 پھر وہ قریب جھک کر بہت ڈھیمی ڈھیمی آواز میں کچھ کہنے  
 لگا۔ جسے سنی کر فرزانہ کا چہرہ حیا سے تہمتا رہا تھا۔ وہ اسے پرے  
 دھکیلتے ہوئے اور ڈھیلے ہاتھوں سے مارتے ہوئے بولی۔  
 ”یو جیٹ! ادھو کے باز! تم مجھے ستا رہے تھے، پریشان کر  
 رہے تھے۔“

وہ خمیدگی سے بولا ”یہ بہت ضروری تھا۔“

”کیوں ضروری تھا؟“

آخر دشمن تمہارا اتنا قریب کر رہے ہوں گے، وہ دیکھ رہے  
 ہوں گے ہم کار کے اندر جو باتیں کر رہے ہیں وہ باہر سے  
 سنی نہیں جا سکتیں اور دیکھنے والے بھی سمجھ رہے ہوں گے،  
 تم مجھے کراٹے پر حاصل کرنے کے بعد مجھ سے تعارف  
 حاصل کر رہی ہو اور آہستہ آہستہ یہ تکلف ہو رہی ہو چلو  
 اب گاڑی آگے بڑھا دو۔“

اس نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا ”تمہاری  
 نظر میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں ہم اطمینان سے بیٹھ کر  
 باتیں کر سکیں اور کوئی دشمن ہمیں پہچان نہ سکے؟“  
 ”ایسا تو ممکن نہیں ہے، دشمن یقیناً تمہارا اتنا قریب کر رہے  
 ہوں گے اور وہ مجھ پر بھی نظر رکھیں گے۔“  
 ”تم نے چیری جیکب کو مار ڈالا ہے، اس کے بعد اور  
 دشمن کہاں سے آئیں گے؟“

پارس نے اسے چونک کر دیکھا، پھر کہا ”اوہ تو رومان  
 کو معلوم ہو چکا ہے، میں نے جیری جیکب کو ہلاک کیا ہے،  
 اس کا مطلب ہے، جب جیری میرے سامنے سچی آخری  
 سائین گن رہا تھا تو رومان اس کے دماغ میں موجود تھیں۔“

فرزانہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اسے جیری جیکب کی  
 موت کے بارے میں نہیں کتنا چاہیے تھا مگر بات زبان سے  
 نکل گئی تھی۔ وہ ایک ادرن ایئر سٹیران میں آگے فرزانہ نے  
 پوچھا ”یہ کھلی جگہ ہے کیا تم دشمنوں کے نشانے پر رہنا چاہتے ہو؟“  
 ”ہم کئی چار دیواری میں جا رہے ہیں، تب بھی دشمن نگرانی  
 کرتے رہیں گے، پھر فرزانہ کیسا آؤ بیٹھو کچھ ہلکا سا ناشائستہ  
 گے، گاٹی نہیں گے۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے بچھ جائیں گے۔“  
 فرزانہ کا دل دھک سے دھکا رہ گیا۔ بے اختیار اس کی آنکھوں

میں آنسو آگئے، پارس نے کہا ”مجھے سی کمزوری پسند نہیں ہے  
 اسی کمزوری پر قابو پانے کے لیے تمہیں باا صاحب کے ادا  
 میں بھیجا تھا مگر ماٹا سے کیا کموں۔ وہ متاکی ماری میں اظہر  
 نے مجھے ڈھونڈ نکالنے کے لیے تمہیں دوبارہ یہاں بھیجا۔  
 فرزانہ عورت صرف آنسو بہانے کے لیے نہیں ہوتی۔“

وہ بولی ”اور مرد صرف رُلانے کے لیے نہیں ہوتے۔“

”جب تم ادارے میں رہ کر موم سے پتھر بن جاؤ گی،  
 تب بتا جائے گا کہ عورت ایک چٹان ہوتی ہے، وہ ہر آندھی  
 کے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہوتی ہے، آندھی گزر جاتی ہے  
 مگر چٹان نہیں گرتی۔ میں نے ایسی کئی چٹانیں دیکھی ہیں جن میں  
 سے ایک کا نام سونیا ہے۔“

”چٹانیں سونیا تمہاری چٹان ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا  
 میں کیسے چٹان بنوں گی میرا دل تمہارے لیے بھگے دھڑکتا ہے  
 کوئی سی بات ہو، آنکھ میں آنسو آجاتے ہیں۔“

”یہی کمزوری دور کرنا چاہتا ہوں تم بہت جلد باا صاحب  
 کے ادارے میں جاؤ گی، نہیں جاؤ گی تو سمجھ لو، ہم ایک ساتھ  
 کبھی زندگی نہیں گزار سکیں گے۔“

”کیا تم میرے لہیرہ جاؤ گے؟“

”اس سے پہلے کہ تمہاری جیبی کمزور لڑکی کو دشمن میری  
 کمزوری بنائیں مجھے تمہاری زندگی سے دور ہو جانا چاہیے،  
 میں تمہاری جدائی برداشت کر لوں گا لیکن وہ کمزوری برداشت  
 نہیں کر سوں گا جس سے دشمن ٹھیل سکیں۔“

”کیا تم میرے ساتھ باا صاحب کے ادارے میں  
 نہیں چل سکتے؟“

”میں یہاں مصروف ہوں۔“

”ایسی کیا مصروفیت ہے، تم یہاں کیا چاہتے ہو؟“  
 ”ٹرانسفاڈریشن نے پانچ ٹیلی پیٹھی جانے والے  
 پیلا کیے ہیں جن میں سے دو مارے گئے ہیں، تین باقی ہیں۔  
 میں ان تینوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“

فرزانہ نے مین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر بچھرا س  
 کی طرف جھکتے ہوئے بولی ”میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا  
 ہے جس پر تیلی پیٹھی جاننے والے کا شبہ ہوتا ہے۔“

پارس نے اسے غور سے دیکھا، پھر پوچھا ”تم نے  
 کہاں دیکھا ہے مجھے تفصیل بتاؤ۔“

”میں کل سے تمہیں ڈھونڈتی پھرتی ہوں کل شام کو  
 سمندر کے ساحل پر تھی۔ ایک لمبی کلا چھتری کے نیچے  
 آرام سے لیٹی ہوئی تھی، میرے قریب ہی ایک اور ٹی کلا

کی بھڑی کے سامنے میں ایک شخص لیٹا ہوا آسمان کی طرف  
 یوں تک رہتا جیسے کسی گری سورج میں ڈوبا ہوا خیال خروانی  
 کر رہا ہو۔ میں نے تھوڑی دیر بعد دیکھا ایک شخص دوڑتا  
 ہوا آیا اور اس کے قریب ٹک گیا کہنے لگا: آپ نے  
 مجھے کیوں طلب کیا ہے؟ پھر دوسرے ہی لمحہ کہنے  
 والا لکھڑا گیا۔ دو دنوں ہاتھوں سے سر تھام کر ادھر ادھر  
 دیکھتے ہوئے بولا: ارے میں یہاں کیسے پہنچ گیا۔ میں  
 تو اپنی رہائش گاہ میں تھا اور یہ سندر کا کنارہ ہے۔ اور  
 تم... تم لارنس ڈیکوڑا، یہ تم ہو...  
 وہ شخص جو میرے قریب ہی لٹی لکھڑی کے نیچے  
 لیٹا ہوا تھا، اس کا نام معلوم ہو گیا۔ وہ لارنس ڈی کوڑا تھا۔  
 اس نے منستے ہوئے ہمارے ہاں، میں ہوں اور میں نے ہی  
 تمہیں ٹریپ کیا ہے۔ اب تم سیدھی طرح میری کلاں میں چل کر  
 بیٹھو۔ میں تم سے کچھ اہم معاملات طے کرنا چاہتا ہوں۔  
 یہ کہہ کر وہ بھڑی کے نیچے سے نکلا پھر دوڑ کھڑی  
 ہوئی کار کی طرف بھاگتا۔ میں بھی اٹھ کئی اور ایک  
 لیا پیکر کاٹ کر اس کی کار کی طرف آئی اس وقت تک وہ  
 دو دنوں گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ وہ اسٹارٹ ہو کر آگے جا  
 رہی تھی لیکن میں نے اس کا نبر فریٹ کر لیا۔  
 فرزانہ نبر بتانے لگی، پارس نے وہ نبر فریٹ کرنے  
 کے بعد کہا: اچھا، تو اس کا نام لارنس ڈی کوڑا ہے۔ ایسے  
 ہی ایک نام کا نبر تھا جو لارنس ڈی کوڑا کے چکر میں ملا  
 گیا وہ جنرل ڈیکوڑا تھا، یہ لارنس ڈی کوڑا ہے۔  
 پارس کہہ رہا تھا اور ادھر فرزانہ سورج کے ذریعے  
 رسوئی کو مخاطب کر رہی تھی، ماما! کیا آپ میرے دماغ  
 میں موجود ہیں، اگر میں تو مجھے بتائیے اور مجھے آپ کا بیٹا  
 مجھ سے گفتگو کر رہا ہے۔ ہم پہ چل گئے ہیں، مجھے کچھ شوشے  
 دیکھیے تاکہ ان پر عمل کرتے ہوئے آئندہ آپ کے بیٹے کو کم  
 نہ ہونے دوں۔  
 وہ کہہ رہی تھی، لیکن رسوئی کا جواب سنا نہیں دے  
 رہا تھا، جب اسے یقین ہو گیا، ماما اس وقت دماغ میں  
 موجود نہیں ہیں، پارس نے پوچھا: تم کیا سوچ رہی ہو؟  
 وہ خیالات سے جو تک لگی، پھر بولی: کچھ نہیں۔  
 ”میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ مجھے اس کا نام  
 معلوم ہو گیا، اس طرح میں دو شبی بیٹھی جاٹنے والوں کے نام  
 معلوم کر چکا ہوں۔ ایک ڈینی دانیال اور دوسرا لارنس ڈیکوڑا۔  
 فرزانہ کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے، پارس نے حیرانی

سے کہا: تعجب ہے، میرا بیٹا کی شکل میں بھی اتنا پانی نہیں  
 آتا آخر بات کیا ہے؟“  
 وہ پارس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی: مجھے  
 گائید کر دو میری رہنمائی کرو، میں جانتی ہوں کہ اس سال میں کس  
 طرح رہنا چاہیے، شوہر کی بات ماننی چاہیے یا اس کی؟  
 ”تم کیا کہہ رہی ہو؟“  
 ”میری بات کا جواب دو، شوہر اہم ہوتا ہے،  
 یا اس کی؟“  
 ”شوہر زیادہ اہم ہوتا ہے اور تمنا وہ اہم ہوتا ہے  
 اتنی ہی اہم اس کی ماں ہوتی ہے۔“  
 ”مگر شوہر اور اس کے خیالات مختلف ہوں اور وہ  
 کے احکامات مختلف ہوں تو لوٹی کو کس کے حکم کی تعمیل  
 کرنی چاہیے؟“  
 ”تم مجھے ابھی کہہ رہی ہو صاف صاف بات کرو۔“  
 ”میرا شوہر مجھے ملازمت کرتا ہے گا، میں دل چاہاں  
 سے تمہیں چاہتی ہوں۔ زندگی کے کسی موڑ پر کسی بھی آزمائشی  
 موقع پر تمہیں دھوکا نہیں دے سکتی، میں اس سے پہلے مر  
 جاؤں گی۔“  
 ”آخر بات کیا ہے؟“  
 ”میں نے کسی لارنس ڈیکوڑا کو نہیں دیکھا، میں سمندر  
 کے کنارے نہیں گئی، تمہاری ماما نے سمجھا لیا تھا، میں تمہیں  
 یہ باتیں بتاؤں، تمہیں شہی بیٹھی جانے والوں کے نام معلوم  
 ہو جائیں گے، تم نے جس ٹوٹی دانیال کا نام سنا ہے وہ یہاں  
 نہیں اسرائیل میں ہے۔“  
 پارس نے مزید کہہ کر ایک گھونسا مارا، پھر فرزانہ کو دیکھتے  
 ہوئے کہا: میں تم سے ناراض نہیں ہوں، شوخ ہوں تمہیں  
 پہلے چھوٹ کر پھر فرزانہ کو کہہ دو، تم مجھے دھوکا نہیں دینا  
 چاہتیں، لیکن ذرا غور کرو، تمہاری کوروری کے باعث ایسا ہو  
 رہا ہے، اگر تم بابا صاحب کے ادارے میں رہو گی اور وہاں  
 لوگ کامی شقیں کرو گی اور تمہارا دماغ اتنا حساس ہو جائے  
 گا کہ کئی بیٹھی کی لہریں تمہارے دماغ میں نہیں آسکیں گی تو کیا  
 بھی تمہیں ایسی باتیں نہیں سمجھا سکیں گی؟  
 ”تم درست کہتے ہو لیکن میں ماما کی مرضی کے خلاف  
 اس ادارے میں کیسے رہ سکتی ہوں؟“  
 ”اس کی فکر نہ کرو، میں تمہارا دوسرا انتظام کروں گا۔  
 تم ادارے میں نہیں جاؤ گی، ایک ٹیٹیفون نبر ذرا ہن نشین  
 کرو۔“

اس نے نبر بتایا، فرزانہ نے پوچھا: ”یکس کا نبر ہے؟“  
 ”یہ میری سونیامنا کا ہے۔ اس نبر پر رابطہ قائم کرو اور  
 تمہارے کو، میں تمہیں ادارے میں نہیں رکھنا چاہتا صرف تم  
 کی نگرانی میں رکھنا چاہتا ہوں۔“  
 ”کیا وہ تمہاری ماما کے ادارے کے پاپکے خلاف  
 اس بات پر لڑتی ہو جا رہی ہیں؟“  
 ”میری ماما کے آگے کسی کی نہیں چلتی، خواہ وہ میری  
 ماما ہوں یا میرے پاپا ہوں۔ تم فون کر کے ان سے بات کرو۔“  
 ”کیا ابھی فون کروں؟“  
 ”اپنی رہائش گاہ پہنچنے کے بعد ان سے اطمینان سے  
 باتیں کر لینا۔“  
 ”پارس، میں ہر اس راستے پر چلتے کے لیے تیار ہوں، ہر  
 وہ بات ماننے کے لیے تیار ہوں جو مجھے تمہارے قریب سے  
 قریب تر لے آئے۔“  
 ”میری تمہارا اعتماد کرو، وہ تمہیں فولاد بنا دیں گی، ایک  
 دن تم میرے شاندار نشانہ کھڑی ہو کر فخر کرو گی، میرا کوئی دشمن  
 تمہیں میری کوروری نہیں بنا سکا گا۔“  
 ”اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ملاقات کے بعد تم پھر  
 جائیں گے؟“  
 ”ہاں، دل پر پتھر رکھ لو، یہ ہماری بہتری کے لیے ہے۔“  
 ”میں تمہاری بات سمجھ رہی ہوں، میں یہ بھی جانتی  
 ہوں، میرے یہاں رہنے سے دشمن تمہیں کمزور بنا سکتے ہیں  
 لہذا یہاں سے جاتے ہی سونیامنا سے رابطہ قائم کروں گی۔“  
 وہ بہت دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے، اٹھنے کو  
 جی نہیں چاہتا تھا، جانتے تھے اٹھنے کے بعد مدانی ہے پھر  
 بھی وہ کب تک بیٹھے رہ سکتے تھے، انھوں نے بٹن ادا کیا پھر  
 ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر کار کی طرف جانے لگے، اس  
 نے کہا: ”میں نہیں چاہتی، تم مجھے رہائش گاہ تک چھوڑنے  
 جاؤ اور دشمنوں کی نظروں میں آ جاؤ مگر آدھے راستے تک  
 ساتھ سے سکتے ہو۔“  
 ”میں اپنا سٹریٹ لٹنگ تک ساتھ دوں گا۔  
 وہاں پارکنگ ایریا میں میری گاڑی ہے، پھر میں اپنی گاڑی  
 میں چلا جاؤں گا۔“  
 وہ کار کی آگلی سیٹوں پر بیٹھ گئے، اس نے کار اسٹارٹ کی  
 پھر ڈرائیو کرتے ہوئے بولی: ”ڈینی دانیال کے متعلق تمہیں  
 بتا چکی ہوں تم اس کے چچا اسرائیل میں جاؤ گے، لیکن یہاں

دو شبی بیٹھی جانے والے ہیں ان کے متعلق کیا سوچ رہے ہو؟“  
 ”سوچنا لیا ہے۔ آخر شبی بیٹھی کے ذریعے ہی مجھے ان  
 کے نام اور کئی معلوم ہوئے ہیں۔ ماما نے زبردستی یہ معلومات  
 فراہم کی ہیں، میں بالکل ہی ہندی اور ہٹ دھرم نہیں ہوں، جو  
 معلومات حاصل ہو گئی ہیں ان سے فائدہ نہ اٹھانا سراسر  
 نادانی ہوگی۔“  
 وہ اپنا سٹریٹ لٹنگ کے سامنے پہنچ گئے۔  
 فرزانہ نے ایک طرف گاڑی روک دی، دونوں نے ایک  
 دوسرے کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھام لیا، ایک دوسرے  
 کی آنکھوں میں دیکھنے لگے، اس کی آنکھیں جھجک رہی تھیں، پارس  
 بولا: ”تم روٹی کو میری آنکھوں میں یہی تصویر نقش رہے گی۔۔  
 تمہارا فرزند ہے، مسکراتے ہوئے جاؤ تاکہ میرے حضور  
 میں تمہارا چہرہ مسکراتا رہے۔“

وہ تھوڑی دیر تک بولتے رہے، تھوڑی دیر تک  
 ایک دوسرے کے ہاتھ کو تھام کر ایک دوسرے کو پالنے  
 کا یقین کرتے رہے۔ اس کے بعد خاموشی سے پھر فریٹ  
 پھیرتے ہوئے بھی بول لگ رہا تھا جیسے تقدیر بدل جانے  
 کی، ارادہ بدل جانے کا، ایک دھماکہ کی گھڑیاں آجائیں  
 گی، وہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی آئیس سے دور نہیں ہوئی لیکن  
 سوچتے رہنے سے زبردستی یہ سزاوارکے بدلے میں وہ  
 آہستہ آہستہ ڈرائیو کرتی ہوئی جاری رہی اور عقب نما آئینے  
 میں پارس کو فٹ پاتھ پر دیکھ رہی تھی، اس کا جی چاہتا تھا کہ  
 ایسی ہی سیدھی ہے اور وہ عقب نما آئینے میں نظر آتا رہے، یہ  
 بھی اس کی سورج تھی اور سوچنے سے بات پوری نہیں ہوتی۔  
 آخر اسے ایک جگہ مڑنا پڑا، پھر مڑتے ہی محبوب نظروں سے  
 اوجھل ہو گیا۔

فٹ پاتھ پر ابھی خاصی مدتی تھی، عورتیں، مرد، بچے  
 بوڑھے آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے، جب فرزانہ  
 نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ بٹلٹ کر ایک طرف جانا چاہتا  
 تھا، اسی وقت ایک شخص اور کوٹ کی جیب میں ہاتھ  
 ڈالنے اس کے سامنے آ گیا، مسکراتے ہوئے بولا: ”میں تمہیں  
 ایک خوش خبری سنانا چاہتا ہوں۔“  
 پارس نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا، وہ برکتور  
 مسکراتے ہوئے بولا: ”میری جیب میں ریلوور ہے، انگلی  
 ٹرایڈ کر رہے اور تم نشانے پر ہو۔“  
 اس کی بات سہم ہوتے ہی کسی نے پیچھے سے کہا۔

275

”اگر اس کے رلو اور سے نشانہ نہ ہوگا گیا تو میری جیب میں بھی رلو اور ہے۔ انجلی ٹرانسپیر ہے اور نشانہ پر تم ہو“

پھر اسے بائیں طرف سے آواز آئی تو تیسرا شخص بھرہا تھا: ”عجیب بات ہے۔ رلو اور میری جیب میں بھی ہے۔ انجلی ٹرانسپیر ہے اور نشانہ پر تم ہی ہو“

سانے سے آنے والا شخص اس کے دائیں طرف آگیا۔ اب دائیں بائیں اور پیچھے تین رلو اور والے تھے۔ پیچھے کھڑے ہوئے شخص نے آہستگی سے حکم دیا: ”اسی پوزیشن میں چلنے رہو۔ ہم تمہارے تین طرف چلتے رہیں گے۔ وہ سامنے موڑنے کا پتہ کے ساتھ ہی سرخ رنگ کی کار کھڑی ہوئی ہے۔ اس کی پچھنی بیٹ پر جا کر بیٹھ جاؤ“

پارس نے سرگھا کر تینوں کو دیکھا پھر پوچھا: ”تم لوگ کون ہوا اور کیا جانتے ہو؟“

”کوئی سوال نہیں، کوئی جواب نہیں اس کے بعد ایک آواز بھی منہ سے نکلا گئے تو ہمارے رلو اوروں سے گویاں نکلیں گی“

وہ ان کے درمیان آگے بڑھنے لگا۔ تینوں اس کے اتنے قریب تھے کہ چلتے وقت دائیں بائیں باپھیچے سے کسی نہ کسی رلو اور کی نال منظر رکھی تھی۔ چلتے پھرتے کوئی دکھانا تھا۔ اپنے بچاؤ کے راستے نکال سکتا تھا ان کے ساتھ چلتے چلتے پھیل کر ایک جگہ سے دوسری جگہ بدل سکتا تھا۔ مگر بہننے سے پوزیشن بدل جاتی، حالات بدل جاتے۔ وہ چلتے چلتے اچانک فصائیں اچھل کر الٹی تھلا بازی لگا تھا ہوا اس شخص کے پیچھے پہنچ جاتا جو اس کے پیچھے آکر لگا تھا پھر اسے دہریہ کر پاتی رلو اور اور ان کے سامنے اسے ڈھال بنا لیا تا کہ نہ پھلنے یا پھلنے کی گنجائش نہیں تھی۔ وہ بالکل ساتھ ساتھ لگے ہوئے جہاں تھے۔

وہ سرخ رنگ کی کار کے قریب آگئے۔ وہاں بچھ اور لوگ تھے ان میں سے ایک نے دروازہ کھولا کبھی سیڈٹ کے ایک طرف ایک شخص رلو اور لے لیا بیٹھا ہوا تھا۔ پارس کو اس کے پاس بیٹھنے کے لیے کہا گیا۔ وہ وہاں جا کر بیٹھا تو دوسرا رلو اور والا وہاں آکر بیٹھ گیا۔ وہ شخص اگلی سیڈٹ پر تھے۔ باقی لوگ آگے پیچھے والی کاروں میں جا کر بیٹھ گئے تھے پھر وہ تین کاروں کا قافلہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

وہ دشتوں کے درمیان خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا کار تیز رفتاری کے ساتھ جھانکتی جا رہی تھی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد ان لوگوں نے کار کے سارے دار شیشے بڑھا دیے، تاکہ باہر والوں کو اندر کچھ نظر نہ آئے، سامنے شیشے ہوئے شخص

نے دائیں پورڈ کھول کر اس میں سے دینٹنگ کریم، تولیہ اور آئینہ نکالا پھر اسے پارس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: ”اگام سے آئینہ دیکھو اور چہرے کے ایک آپ صاف کرو“

پارس نے وہ سامان دیکھ کر حیران سے پوچھا: ”کیا ایک آپ کیا تم یہ سمجھتے ہو میں کوئی ہوسیا ہوں؟“

”ابھی معلوم ہو جائے گا۔ باتیں نہ کرو، جو کہا جا رہا ہے اس پر فوراً عمل کرو“

پارس نے دینٹنگ کریم کی شیشی کھول کر اس میں سے کریم نکالی اسے اسی طرح اپنے چہرے سے ہر جھٹے پونٹے لگا۔ تولیہ لے کر اچھی طرح گھس گھس کر صاف کرنے لگا لیکن ہودی تھا۔ وہ سب اسے تو جیسے دیکھ رہے تھے، صرف ڈراؤنہ کرنے والے کی توجہ ڈراؤنہ ہو گیا پھر ایک نے کہا: ”اس کا مطلب ہے تم نے حادثی میک آپ نہیں کیا ہے۔ یہ ماسک میک آپ ہو سکتا ہے“

اس کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے شخص نے ایک ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن کے پیچھے ماسک کے جوڑ کو ٹوٹنے لگا۔ لیکن وہاں کچھ نہیں تھا۔ اس نے کہا: ”یہ ماسک میک آپ نہیں ہے“

”دوسرے نے کہا“ تو پھر بلاشبہ سب جبری ہے یہ جوان بہت گرا ہے۔ آخر بیٹا کس کا ہے، لیکن ہم اس کی چال میں نہیں آئیں گے“

پارس خاموش تھا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا کسی نے کوئی سوال بھی نہیں کیا وہ دائیں بائیں کھڑکی کے باہر دیکھنا جا رہا تھا اور اندازہ نہ کر رہا تھا، اگلے دن دشمن اسے بریک این کی طرف لے جا رہے ہیں اور اس کا رخ لوئیہ تیر پارک کی طرف ہے۔ یہ سفر کیا لیا ہو سکتا تھا۔ پارس اطمینان سے سیڈٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا گیا سامنے جس حد تک دائیں پھیل سکتی تھیں پھیلا دیں۔ بائیں طرف بیٹھے ہوئے شخص نے رلو اور دکھاتے ہوئے کہا: ”تم ایسے اطمینان سے بیٹھے ہو جیسے زندہ رہ چکے ہو“

پارس نے پوچھا: ”کیا خوفزدہ ہونے سے موت ٹل جاتے گی؟“

”جو اس وقت کرو“

پارس اس کے جواب میں سرکانے لگا وہ ایک دم سے جھنبلا گیا۔ غصے سے پہلو بدل کر بولا: ”کیوں مسکا رہے ہو کیا تمہاری شامت آئی ہے؟“

”اگر میری شامت آتی تو تم لوگ مجھے فٹ پاتھ پر ہی لگی

مار دیتے تم مجھے جہاں لے جا رہے ہو وہاں پہنچا پانے سے پہلے کوئی مجھے کوئی نہیں مار سکتا“

”ہو اتنا سمجھ رہے تھے۔ تو پھر جلدی گرفت میں کیوں آئے جھانک پھلنے کی کوشش میں کیوں؟“

”جھانکنے سے شاید میرا اطمینان ہوتا تم لوگ مجھے جان سے ڈراتے تو زخمی ضرور کرتے پھر اٹھا کر لے جاتے۔ اب میں صبح سلامت جا رہا ہوں اور صبح سلامت واپس آؤں گا“

اگلی سیڈٹ پر بیٹھے ہوئے شخص نے اپنے ساتھی سے کہا: ”جی! اطمینان سختی سے منگ گیا تھا۔ اس سے کوئی بات نہ کرنا تم بات بھی کر رہے ہو اور غصے میں جی کہہ رہے ہو کیا کام بگاڑنا چاہتے ہو؟“

”جی نہیں نے کہا میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا ہوں جس سے...“

اس کے ساتھی نے ڈانٹ کر کہا: ”ٹوشٹ آپ ایک لفظ بھی بولو گے تو گاڑی سے باہر پھینک دوں گا“

”وہ خاموش رہ کر دانت پیسنے لگا۔ پارس نے آہستگی سے کہا: ”میں نے اسے زرخیز غلام بہت دیکھے ہیں جو ایک ڈانٹ میں خاموش ہو جاتے ہیں“

ڈانٹ میں کر خاموش ہونے والا ایک دم سے بھڑک گیا غصے سے بیچ کر کہا: ”میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا“

”کیسے...“

اس کے بھڑکنے ہی پارس نے رلو اور والے ہاتھ کو بڑھ لیا تھا اور اپنا ہاتھ بالکل سیڈٹ کی پشت سے لگا دیا تھا۔ ایسا ہی گدہ لگا تھا جیسے وہ رلو اور کی گولی سے بچنا چاہتا ہو لیکن وہ مسکاری سے کام لے رہا تھا۔ اس شخص کی چھٹی انگلی پر بھی اس نے ٹرانسپیر کو پوری قوت سے دبا رکھا تھا جس سے گولی چلی پڑی۔ پارس کے بائیں طرف بیٹھا ہوا شخص ایک بیچ کر کھڑے ہوئے لگا۔ سامنے والے شخص نے فوراً بیٹھ کر پارس کا نشانہ دیتے ہوئے کہا: ”اسے چھوڑ دو ورنہ کوئی مار دوں گا“

پارس نے کہا: ”اگر میں نے اسے چھوڑا تو یہ گولی مار لے گا۔ جب مجھے ہر طرح نمازی ہے تو یہ لویا“

اس نے بیچ کر اپنے اوپر گالیاں سامنے والے نے گولی چلائی وہ پارس کو زخمی تو بنا جاتا تھا لیکن بیچ درمیان میں آگیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گولی اس کی پشت میں سیڑھیوں کی جگہ پر بوت ہو گئی۔ پارس نے ایک گھونٹا سامنے والے کی ناک پر پڑا دیا۔ وہ کوئی ایسا دیا ہاتھ نہیں تھا۔ لولا دی کا تھا۔

وہ چکر کر رہ گیا جب تک نہ سمجھا، پارس نے اسے بھی گولی مار دی۔ اب اس کے دونوں ہاتھوں میں دونوں لاشوں کے رلو اور آگے تھے۔ ڈراؤنہ کرنے والا سمجھ رہا تھا، وہ تین رلو اور والے میں۔ پارس کو تو لاہوں میں گولی تھی۔ لیکن اس نے اپنے لہو کے اپنے ساتھیوں کو مرستے دیکھا تو ایک طرف گاڑی روکنے کی کوشش کی۔ پارس نے اس کی کپٹی سے رلو اور لگا کر کہا۔ ”سیدھی طرح چلنے نہ ہو رختار بڑھاتے رہو اور جہاں میں کیوں راستہ بدل دیتا“

وہ سہم کر حکم کی تعمیل کرنے لگا۔ پارس نے پہلے ایک طرف کا دروازہ کھولا پھر ڈھری ہوئی لاش باہر لٹا دیا۔ دوسرا دروازہ کھولا پھر لاش باہر پھینک دی۔ اسے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر دوسری طرف کی لاش باہر پھینک دی۔ آگے پیچھے آنے والی گاڑی کے لوگوں نے نازنگ کی آواز سنیں۔ وہ لاشوں کو باہر گرتے دیکھ رہے تھے۔ آگے والی گاڑی اس کی کار کے سامنے رکھا رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پیچھے سے آنے والی گاڑی رفتار بڑھا کر دیکھنا چاہتی تھی کہ درمیانی گاڑی میں کیا ہو رہا ہے۔ پارس نے کار ڈراؤنہ کرنے والے کو حکم دیا۔ ”رفتار کبھی قائم رکھو اور ایک ہاتھ سے دروازہ کھول کر لاش کو باہر پھینک دو“

وہ اس حکم کی بھی تعمیل کرنے لگا۔ ڈراؤنہ لگا لگی سیڈٹ بھی خالی ہو گئی لاش باہر پڑی تھی۔ دروازہ بند ہو گیا۔ پارس اگلے سیڈٹ پر آکر بولا: ”تم ایک ہی شرط پر زندہ رہ سکتے ہو۔ اس پہلی گاڑی سے باہر پھینک لگا دو۔ زندگی ہی توجہ جاؤ گے۔ چھوڑا نہیں لگاؤ گے تو میری گولی سے مار سے جاؤ گے۔ میں تین لاشوں کی طرح یہ جو بھی لاش بھی باہر پھینک دوں گا“

پیچھے سے آنے والی گاڑی برابر ہو کر ایک طرف ٹھہرنا مار رہی تھی۔ آگے جانے والی گاڑی راستہ روکنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ڈراؤنہ ہونے سے اسٹیئرنگ لکھی کر راستہ بدل دیا تھا۔ پھر ایسے ہی وقت اس نے دروازہ کھول کر باہر پھینک لگا دی۔ پارس نے فوراً ہی اسٹیئرنگ سیڈٹ مستحالی کی گاڑی آہستہ ہوتے ہوئے پھر تیز رفتاری اختیار کرنے لگی اب وہ، آندھی طوفان کی رفتار سے بھاگ رہی تھی۔ ان دو گاڑیوں کو پیچھے چھوڑتی جا رہی تھی۔ ان کے وقت پھر ہی تیزی سے شاہراہ پر تیزی سے زبردست نازنگ ہوتی تھی کہ دوسرا رنگ جھانک رہی تھی۔ پولیس کی کاروں ان کا قاتل کرنے لگی تھیں۔ دو گاڑیاں بائیں کا قاتل کر رہی تھیں۔ ڈرائیور نے ڈرائیورنگ پولیس کو انعام کر رہی تھیں کہ آگے جاتے والی سرخ گاڑی کس سمت



جاری ہے اور آگے جا کر کون کون سے راستے اختیار کرتی ہے لہذا ان تمام راستوں کی ناکہ بندی کی جائے۔

تھوڑی دیر بعد ہی پارس کو چاروں طرف سے پولیس کی گاڑیوں نے گھیر لیا۔ اس نے خود کو قانون کے حوالے کر دیا۔ پولیس اسٹیشن پہنچ کر بیان دیا کہ کچھ نامعلوم افراد نے زبردستی اغوا کر رہے تھے۔ فائرنگ کے بعد ہی پولیس کی گاڑیاں لان کے پیچھے بڑھی تھیں ان گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے پولیس والے اس بات کے گواہ تھے، جو گاڑیاں آگے پیچھے تھیں اس میں بیٹھے ہوئے لوگ فرار ہو گئے تھے۔ پارس کا بیان لینے کے بعد اس کا شناختی کارڈ دیکھا گیا۔ وہ شناختی کارڈ ضمنی نام سے بنا ہوا تھا۔ ایک پولیس افسر نے کہا میں تمہارے ساتھ چل کر تصدیق کرنا چاہتا ہوں، تم نے اپنا نام اور پتہ صحیح بتایا ہے یا نہیں؟ میرے ساتھ چلو۔

افیسر اسے پولیس اسٹیشن کے باہر لایا پھر اپنی گاڑی میں اگلی سیٹ پر بیٹھنے کے لیے کہا۔ پانچ بہت محتاط تھا جانتا تھا ڈسٹن ناکام ہونے کے بعد کہیں سے چھپ کر گولی مار سکتے ہیں لیکن ڈسٹن کوئی اور ہی چال چل رہے تھے۔ جب پولیس آفسر اپنی گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا بہت دور نکل گیا تو ایک جگہ اس نے خود ہی گاڑی روک دی۔ پارس سے کہا میں اپنی گاڑی میں جاؤں گا۔ چیلرا تو اور وہ سامنے والی گاڑی میں چل کر بیٹھو۔ پارس نے حکم کی تعمیل کی سرکاری گاڑی سے اتر کر پلٹ کر گاڑی کی طرف آیا تو اسے چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ سب کی جیبوں میں ہاتھ تھے اور وہ کہہ رہے تھے، ریڈ اور کارڈ اس کی طرف ہے۔ پولیس آفیسر پلٹ کر اپنی سرکاری گاڑی کی طرف چلا گیا۔ اس کی اسٹیشننگ سیٹ سنہٹا لی اسے اشارت کر کے واپس مڑنے کے بعد پولیس اسٹیشن کی طرف جانے لگا۔ پارس کو پھر ان ڈسٹنوں کے درمیان گاڑی کے اندر بیٹھنا پڑا۔

ایک گھنٹے بعد وہ گاڑی روک کر لین کے جنوبی ساحل کی طرف پہنچ گئی۔ جنوبی ساحل سے گزرتی ہوئی کوسٹ آئی لینڈ میں آئی۔ پارس نے سوچا۔ شاید ڈسٹن نے اسی جزیرے میں اپنا اڈہ بنایا ہے۔ لیکن یہ خیال غلط نکلا۔ جزیرے کے جنوبی ساحل پر ایک چھوٹا سا بحری جہاز کھڑا ہوا تھا۔ ڈسٹن نے اسے جہاز میں پہنچا دیا پھر اس کے سوار ہوتے ہی جہاز کا نکلنا دکھایا گیا۔ وہ سوچ رہا تھا، کیا پولیس افسران لوگوں سے ملنا ہوا تھا؟ کیا اس نے جان بوجھ کر پولیس اسٹیشن سے

نکال کر ان کے حوالے کیا ہے یا کوئی ٹیلی فون پتیلی کا پکڑے؟ جس انداز میں پولیس آفیسر خاموشی سے پلٹ کر اپنی گاڑی میں گیا تھا اور وہاں سے واپس پولیس اسٹیشن کی طرف مارا تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا، کسی ٹیلی فون پتیلی کے ہانسنے والے نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر پارس کو پھر ڈسٹنوں میں پہنچا دیا تھا۔

جہاز ساحل سے دور نکل آیا تھا۔ عرشے پر دو دو رنگ مسلح افراد نظر آ رہے تھے۔ لیکن کوئی اس کی طرف توجہ نہیں دے رہا تھا۔ سب یوں الرٹ کھڑے ہوئے تھے جیسے پتھر کے ٹیختے ہوں۔ وہ ٹیلے کے انداز میں چلنا ہوا ایک مسلح شخص کے قریب آیا۔ اس شخص نے اسٹین گن کا رخ اس کی طرف کر دیا۔ پھر اشارے سے کہا "دور ہو جاؤ۔"

وہ دور ہو گیا۔ کسی اور مسلح شخص کے پاس جانے کی ضرورت نہیں تھی، وہ بھی اس کے ساتھ ہی سلوک کرتے۔ وہ ٹیٹا ہوا ایک کین کے پاس آیا۔ اندر سے آواز آئی "دروازہ کھلا ہوا ہے۔"

اس نے بہت جی سے دروازہ کھولا تو وہ کھلتا پھلا گیا۔ سامنے ایک بڑا سا کین تھا اور ایک شاہانہ طرز کے عرشے پر ایک نہایت ہی بد صورت آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ کین اس کا سر مڑتا ہوا تھا۔ جیسے وہ پلٹتی نظر آ رہا ہو۔ اس نے ایک سیاہی توں بن گئی تھی۔ کوسے اوپر بدن شک تھا۔ بازوؤں کی اچھرتی ہوئی پھیلائی اور جٹان جیسا پھولا ہوا سینہ بتا رہا تھا۔ وہ باڈی بلڈر ہے۔ شاید اچھا فائبر بھی ہو گا۔

دروازہ کھلتے ہی پارس نے اسے دیکھا۔ اس نے پارس کو دیکھا۔ دونوں کی نگاہیں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عوار سے عوار ٹکر رہی ہو۔ نگاہوں کے برچھے ایک دوسرے کو چھید کر دماغ تک پہنچنا چاہتے ہوں۔ پھر اچانک ہی پارس نے سانس روک لی۔ شاہانہ کوسے پر بیٹھے ہوئے شخص نے تہہ رنگا کر کہا میں جانتا تھا، تم سانس روک لو گے۔ اس لیے میں نے تم راستے میں نہیں چھپ کر انتظار کرتا رہا تاکہ تمہیں یہاں تک آنے کا موقع دوں۔ تم نے عرشے پر جاؤں طرف گھوم کر دیکھ لیا ہو گا۔ ساحل بہت دور ہے۔ ایک ہے شاملاب نظر بھی نہ آتا۔ جو ہم سمندر میں ہیں۔ چاروں طرف ہی پانی ہے۔ تمہارا باپ فریڈلٹی ٹیور میرے دماغ تک نہیں پہنچ سکتا اس جہاز تک پہنچنے کے لیے اسے کسی بہی کی کارٹرینا آنا ہو گا۔ میرے مسلح افراد کسی بھی بہی کا پتہ تو میرے پاس گزرنے کا موقع نہیں دے سکتے۔ اسے فٹائیں ہی مار کر لیں گے۔

## پارس

نے کین میں قدم رکھتے ہوئے کہا میں سمجھ رہا تھا کہ مجھے پارس سمجھا رہا ہے۔ کچھ دیر میں نے فرار کرنے کے ساتھ اپنا جاننا وقت گزارا ہے۔ اور اسے یقین دلانے کے لیے پارس کی ریکارڈ بھی اٹھی۔ میں پانچ گھنٹے سے بے چاری فرار کرنے سے محنت میں رہی تھی۔"

وہ شخص ابھی تک پارس کی باتیں تو میرے من رہا تھا۔ اس نے کہا "اب میری سیدھی آگیا، میرے سامنے جو بد صورت شیطان بیٹھا ہوا ہے، اس کا نام لارنس ڈی کوئل ہے۔"

وہ بیٹھے ہوئے بولا "مجھے بد صورت کہنے سے غصہ نہیں آتا اور تم نے ٹھیک ہی کہا ہے۔ میں لارنس ڈی کوئل ہوں۔ میں نے پہلی بار بخاری آواز اس وقت سنی جب تم بحری جیکب کو ٹارچر کر رہے تھے۔ اسے ازیتین نے کہ معلوم کرنا چاہتے تھے، باقی کیا بیوی جاننے والوں کے نام اور محلے کیا ہیں۔ اس وقت محض تعجب ہوا تھا، وہ اچانک ہی ٹرپ ٹرپ کر ٹھٹھا پڑ گیا تھا۔ وہ سوت لگا کر میں پہنچ کر کہاں سے متعلق تمہیں کچھ جانتے کے قابل نہیں رہا تھا۔"

پارس نے اس کے سامنے رکھے ہوئے سیڑھیوں پر اپنا ایک پاؤں رکھتے ہوئے کہا "تمہارے آدمیوں نے مجھے یہاں لانے کے دوران ویننگ کر کے میرے میرا ایک آپ آنے کی کوشش کی تھی۔ پھر اس بات کی بھی تصدیق کر لی کہ میں نے ہانک ایک آپ نہیں کیا ہے، پلاگٹک سرجری کا شہر ہو رہا تھا۔ یہ شہر تمہیں بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن زمین پارس تھا، اور ہلا نہ آئے ہو سکتا ہوں۔"

لارنس ڈی کوئل نے اسے گھومتے ہوئے کہا "اپنے ہانغ کے دروازے کھول دو۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں، تمہاری نیت کیسے ہے؟"

"میں نے لوگ اسٹیشن اس لیے نہیں کہیں کہ شیطاؤں کے لیے دماغ کے دروازے کھول دیا کروں، تم میرے اندر کبھی نہیں پہنچ سکتے۔"

"جو کہ کو چھپانے کا مطلب یہی ہے کہ تم پارس ہو۔"

"تم بحری جیکب کی طرح دھوکا کھا رہے ہو۔ جیکب سے پارس کی مجبور اور ہونے والی بیوی یہاں آئی ہے، وہ خود اس سے ملنے نہیں ہانگا جانتا ہے، آسانی سے ٹرپ کر لیا جائے گا۔ اس نے مجھے ڈی پارس بنایا ہے، مجھے اپنے پھر سے پر پانچ کا چہرہ بنانے کی ضرورت تھی۔ کچھ فرار کر دوں گا کہ دھوکا دیا جاسکتا تھا کہ میں ڈسٹنوں کو قریب دینے کے لیے ایک آپ

میں ہوں۔ اسے یقین دلانے کے لیے صرف میرے ہی انگوٹھی کافی تھی۔ ہاتھ بوجھ تھا وہ میری ادارہ کی تھی۔ میں پارس کے بپ دلانے کی بڑی کامیابی سے نقل کرتا ہوں۔ فرار کر کے نہیں ہوا۔ اپنے محبوب کی ڈی کے ساتھ وقت گزار رہی ہے۔ میں نے اسے تفتیشی کے کرطنوں کرنے کے بعد یہاں سے فرار کر دیا ہے۔"

"تم زبان سے زبردستی ایسی اہلیت اگواؤں گا۔ یہ تو میں پہلے سے جانتا ہوں کہ فرار ایسی ہی کسی بی بی پائیں چلتا ہے۔ پہلے وہ ڈسٹنوں کے سامنے اپنی ڈی بھجوا کر تھکا سنا۔ کل اپنے بچوں کی ڈی پیش کیا کرتا ہے۔ میں نے وہ تماشا بھی دیکھا ہے۔ جب تم پارس کی ڈی بن کر بحری جیکب کو دھوکا دے رہے تھے آج مجھے دھوکا دینے آگئے ہو۔ پھر بھی میں اپنے طور پر تصدیق کروں گا۔"

لارنس ڈی کوئل اچھیں اس کام میں درہنیں کرتی پہلے سے جلدی ہو سکے، یقین کرو اور مجھے یہاں سے زندہ سلامت جانے دو۔ درہنہ جانے ہو، فرار دوسا صاحب آج تک تجھ کی ڈی پیش کرتے رہے، ڈسٹنوں نے ان میں سے کسی کو نقصان پہنچانے کی جرأت نہیں کی۔ کچھ وہ احمق نہیں تھے، ایک ڈی کوئل کو نقصان پہنچا کر وہ اپنے پوسے مک و قدم کی تباہی نہیں چاہتے تھے۔ میرا خیال ہے، تم بھی ایسے ہی دانشمند ہو۔"

اس نے ایک تہہ رنگا پھر کہا "شاہد تمہارے فرار دوسا کو یہ نہیں معلوم کر لیا اس ملک اور قوم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں جیسا خود غرض اور مطلب پرست ہوں، ایسی مثال تمہیں کہیں نہیں ملے گی۔ جب میں بیٹھا ہوا، میں نے تعلیم حاصل کی اور جوان ہوا، میرے بازوؤں میں طاقت آئی تو میں نے اپنے باپ کو یہ کہہ کر مار ڈالا کہ تمہارا کام تمہارے پیدائش میں پیدا ہو چکا ہوں۔ اب تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ ہاں پہلے ہی مر چکی تھی پھر میں نے ایک حسین عورت سے شادی کی۔ ایک رات گزارنے کے بعد میں نے کہا تمہارے من نے تم شکر کیا تھا تمہارے شباب نے مجھے پھلایا تھا۔ میں نے شادی کی، میں نے تمہارے ساتھ رات گزار لی۔ میں اتنا ہی کافی ہے۔ اب تمہاری ضرورت نہیں رہی۔ میں نے اس شکر کی حالت کو بھی ختم کر دیا۔"

وہ اپنی اس بات پر غور کرنے لگا پھر بیٹھے ہوئے بولا "میں شادی نہیں کرتا کرتا ہوں تو اپنی بیویوں کو مار ڈالتا ہوں تاکہ بچے پیدا نہ ہوں۔ اگر وہ پیدا ہو گے، جوان ہوں گے تو میری طرح سمیٹے ہوں گے جس طرح میں نے اپنے باپ کو مارا ہے۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔"

وہ اپنی شاہد کوسے سے اٹھتے ہوئے بولا "مجھے یقین ہے، مگر فرار تمہارے دماغ میں ہیں اور میری باتیں ہی ہے۔"

ہیں۔ وہ میری خود غرضی مطلب پرستی اور سبکی کو بھی طرح  
 سمجھیں۔ جب میں نے طرہ افکار مشین کے ذریعے ٹیلی پھنی  
 کا علم حاصل کر لیا تو اپنے ملک کے اعلیٰ حکام کے دماغوں میں  
 پہنچ کر کہہ دیا جو کچھ مجھے حاصل کرنا تھا، کر سکا۔ اب نہ مجھ سے  
 ملک کی ضرورت ہے نہ اس قوم کی، رو گئے تمہارے جیسے حکم  
 تو یہ ہر ایک کیس کے بعد آتے جاتے رہتے ہیں جس کو چاہوں  
 گا اپنا قلام بنا لوں گا۔

پارس نے پوچھا: تم اتنی ہی باتیں کیوں کر رہے ہو؟  
 میں مسٹر فرادو کو سمجھا رہا ہوں۔ اگر وہ میرے ملک میں  
 تباہی پھیلا دیں گے تو میری سمیت ہر کوئی اتر نہیں پڑے گا۔  
 میری بلا سے وہ پھر اسطر کے ملک کی تمام اہم شخصیات کو وہاں  
 سے اٹاتے رہیں، تباہیاں پھیلاتے رہیں، میں تمہیں گرفتار  
 کرتے ہی مجری جہاز کے ذریعے اس کھلے میدان لایا ہوں۔ میں  
 کسی ملک کے ساحل پر نہیں ہوں۔ یہ جیو پلاسٹا سٹیجی جہاز مندر  
 کی گود میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے میں یہاں کا حکام ہوں...  
 مسٹر فرادو میرے اس چھوٹے سے جہاز کو تباہ نہیں کر سکیں  
 گے۔ انہیں کھلی اجازت ہے۔ وہ جا میں اور میرے ماسٹر کو انتہائی  
 کارروائیوں کی دھمکیاں دیتے رہیں اور ان دھمکیوں پر عمل  
 کرتے رہیں۔

ایسا کہتے ہوئے وہ پارس کے قریب آیا پھر اچانک ہی  
 اس کے منہ پر ایک زوردار گھونسا برس گیا۔ وہ لڑکھڑا کر پھینک  
 گیا، کھلے ہوئے دروازے سے ٹھکرا، پھر اپنا توازن قائم نہ رکھتے  
 ہوئے باہر سرکشے فرش پر گر پڑا۔ لارنس ڈی کوئی بھی نہیں  
 سے باہر گیا۔ اسے حقارت سے دیکھتے ہوئے بولا: لڑکھڑا  
 ہے میرا ہاتھ، دن میں تانے نظر آ رہے ہیں؟

پارس آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ لارنس ڈی کوئی نے  
 کہا: میں ان فولادی ہاتھوں سے تمہیں ہار کر زخمی کر دوں گا۔  
 پھر تمہارا دماغ حواس نہیں رہے گا۔ دماغ کے دروازے پر خود  
 میری خیال خوانی کے لیے کھلی جائیں گے۔ میں تمہارے اندر کی  
 چھپی ہوئی تمام باتیں معلوم کر لوں گا۔

”ڈی کوئی! مجھے اس بات کی پروا نہیں ہے، تم کیا معلوم کرو  
 گے۔ میں اتنا جانتا ہوں، جو حقیقت ہے وہی سامنے آئے گی۔  
 لیکن ایک بات خیال خوانی کے بغیر میری معلوم کر سکتے ہو۔ جانتے  
 ہو، وہ کیا ہے؟“

”میں ضرور جانتا چاہوں گا۔“  
 اس کی بات ختم ہوتے ہی پارس کا ایک زوردار دست گھونسا  
 منہ پر پڑا۔ وہ ایک دم سے جلا کر گول گھومتا ہوا ایک بین کی دیوار سے

ماکر ہو گیا۔ پارس نے کہا: تمہیں خیال خوانی کے بغیر معلوم ہو چکا  
 ہو گا کہ میرا بھی ہاتھ فولادی ہے، کیا دن میں تانے نظر آ رہے ہیں؟  
 واضح وہ پچھلے دن کا تھا۔ حالانکہ ہاڈی بلڈر تھا بہت  
 مضبوط جسم کا ہلک تھا، ہتھکڑوں لڑنے کی متعین کرتا رہتا تھا۔  
 اس ایک ہاتھ نے ہی بچھا دیا تھا کہ مقابلے سے سنبھل کر لڑنا ہو گا۔  
 وہ اسے آسانی سے زخمی کر کے اس کے دماغ تک نہیں  
 پہنچ سکتے گا۔

جہاں پارس کا گھونسا پڑا تھا، چہرے کے اس حصے میں  
 بڑی تکلیف ہو رہی تھی اور وہ حسرت کچھ گرم گرم سامحوں ہو  
 رہا تھا اس نے ہاتھ کر کے دیکھا تو ناک سے اور پھیلوں سے  
 خون بہنے لگا تھا اس نے ہاتھ پر لگے ہوئے لوگو اپنی سیاہ  
 پتلون پر لڑکھڑا کر پونختے ہوئے کہا: تم کھلے جوان ہو، ہاتھ مضبوط  
 ہیں اور انداز بھی خوب ہے تم سے مقابلہ کرنے میں مزہ آئے  
 گا مگر خود زوردار اڈا مڑھ جھک کر اٹھنا تھا۔ ساری ایک ذرا  
 سی قلبی تمہارے ہاتھ پاؤں توڑنے لگی کیونکہ عمداؤں نے  
 اچھی نیچے ہوئے۔ یوں کیجیو، تم رانی ہو، میں پھاڑوں۔“

یہ کہتے ہی اس نے پارس پر چھلانگ لگائی۔ پارس نے  
 ذرا جھک کر اسے دو زون ہاتھوں سے اٹھایا پھر اسے اپنے  
 سر سے زنا تے ہوئے پیچھے کی طرف پھینک دیا۔ وہ فرش  
 پر پاروں شلے نہ چوت ہو گیا، پانی فضا میں پھیل کر ٹہلی قلا بازی  
 کھاتا چلا اس کے سینے پر اکھڑا ہوا پھر بولا: یہاں چاہے جتنا بھی  
 اور سچا ہو، وہ بیٹھنے والے کے قدموں تلے ہوتا ہے۔“

یہ کہتے ہی اس نے پھر ایک قلا بازی کھائی اور دور جا کر  
 فرش پر کھڑا ہو گیا۔ عرش پر کھڑے ہوئے تمام مسخ افراد  
 مستعد نظر آ رہے تھے۔ ان سب کی اسٹین گنوں کا رخ پارس  
 کی طرف تھا صرف حکم کی دہشتی۔ ادھر پاس ایک اٹا اور کتا،  
 ادھر وہ پارس کو گولوں سے جھون کر کھڑکتے تھے، لیکن پاس اپنی  
 اسٹنٹ محسوس کر رہا تھا اپنے غلاموں کے سامنے مار کھا رہا تھا  
 اور یہ بات ناقابل برداشت تھی۔

وہ اچھی تک فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے بیٹھے ہی بیٹھے  
 پاؤں کی ٹیکر کر ل کر پورٹ کے اندر سے ریلو اور رکالا اور پارس کو  
 نشانے پر رکھتے ہوئے اپنے آدمیوں سے بولا: کوئی کوئی نہ  
 چلائے کوئی اپنی آواز نہ سنائے۔ مجھے رہ نہیں مار رہا ہے اس  
 کی مجال کیا ہے، پھر پھر ہاتھ بھی اٹھا گئے۔ اس کے اندر فریاد  
 ہے۔ وہ جھسے لڑ رہا ہے۔“

یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ریلو اور کا رخ اسی  
 طرح پارس کی طرف تھا۔ وہ کہہ رہا تھا: میں شہ زور ہوں،

فرادو سے کوہ نہیں ہوں لیکن وہ طاقت سے نہیں نکلا رہی  
 سے لڑ رہا ہے۔ میں اس کے قریب میں آ گیا تھا۔ اب اس  
 کی مکارتی نہیں چلے گی، اس ڈی پارس کے دماغ پر صرف  
 اس کا نہیں میرا بھی قبضہ ہو گا اور تب برابر کی لڑائی ہوگی۔“  
 یہ کہتے ہی اس نے ٹھانیں سے گولی چلائی۔ پارس کی لائی  
 فضا میں اچھلا پھر فرش پر گر کر لہٹنے لگا۔ گولی اس کے پاؤں  
 میں لگی تھی۔ آئی کا سر اس کے پاؤں سے بہت دور ہوتا ہے  
 لیکن گولی نکتے ہی سر کا دروازہ کھل رہا تھا اور وہ تھپتھپے لگا تا ہوا  
 اس کے دماغ میں داخل ہو رہا تھا۔

مجھے کسی ایک ملک، ایک شہر یا ایک گھر میں رہنے  
 کی عادت نہیں تھی۔ ایک طویل عرصے سے عادت ہو چکی  
 ہوئی تھی۔ اپنے بچوں کی خاطر بہت عرصے تک پیرس میں  
 رہ گیا تھا وہیں بیٹھ کر خیال خوانی کرتا تھا اور ان کی کھلائی کرتا  
 رہتا تھا۔ میں نے سوچا، یوں بیٹھے بیٹھے رنگ لگ جائے گا  
 کچھ ہاتھ پاؤں لہانا چاہئیں۔ آئی بے کار ہاتھ پر ہاتھ دھرے  
 بیٹھا ہے بے وقت سے پہلے بوڑھا ہو جاتا ہے۔

مجھے اور زور سوزی کو متوجہ خیال خوانی کرنے والوں کے نام  
 اور مجھے معلوم ہو چکے تھے۔ ڈی وائیٹل کے متعلق بھی بہت کچھ  
 معلوم ہو چکا تھا لیکن وہ اسرائیل کے کسی شہر میں ہے اور کیا  
 کرتا پھر رہا ہے، یہ مجھے معلوم نہیں تھا۔ کوئی ٹیلی پیجی جانے والا  
 میرا اور میرے خاندان والوں کا وجود برداشت نہیں کرتا میں  
 معلوم کرتا چاہتا تھا کہ وہاں کیا کہاں ہے اور کس قسم کی چالیں چلنا ہوا  
 میرے بیٹے کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس کے لیے میرا اسرائیل  
 جانا ضروری نہیں تھا۔ پھر بھی میں پیرس سے نکلنا چاہتا تھا۔  
 کسی دوسرے ملک میں رہ کر کچھ ابتدائی معلومات حاصل کرنا  
 چاہتا تھا۔ جب کہیں سے کوئی اسرائیل جاتا تو میں اسے پچھتا ہوا  
 دانیاں تک پہنچ جاتا، وہاں تک پہنچنے کے لیے اسرائیل جانا ضروری  
 ہوتا تو میں وہاں بھی جلا جاتا۔ لی حال میں نے پیرس کو تھیر بار  
 کہہ دیا۔

میری داستان حیات میں اتنے کردار کبھی سے پڑے ہیں  
 کہ میں ہمیشہ ان سے رابطہ قائم نہیں کر سکتا کبھی بہت سے  
 کرداروں کو بھول جاتا ہوں یا بہت سے کرداروں کے متعلق  
 سوچتا ہوں، جب ان کی ضرورت ہوگی تو ان سے رابطہ قائم  
 کروں گا۔ ان میں سے ایک ادریشی تھی جس نے میرے بیٹے کو  
 ڈس لیا تھا۔ میں بھی سوچتی تھی کہ دانیاں لے کر خیال خوانی  
 کے ذریعے لندن میں سر قاس جاسن تک پہنچا گا پھر کس

کی بیٹی مارے کو طرب کر کے یر شلم پہنچائے گا۔ یہ باتیں مجھے بہت  
 میں معلوم ہونے والی تھیں۔ فی الحال میں استنبول پہنچ گیا۔  
 اگر دشمن بہت مجھ بھر کر چالیں چلنا چاہتے ہیں تو میں  
 بھی اسی قسم کی چال چلتا ہوں۔ اب میرے ہاتھ میں کچھ بڑے بڑے  
 مٹرے تھے جو ڈان مورس سے اور اس کی دولت اور جمانداری  
 فائدہ اٹھانے میں ناکام ہے تھے اور وہ تھے ٹام مورس اور  
 سام مورس، ڈان کے نانہ نے انہیں ڈی کی دہائی وہ چُپ چاپ  
 استنبول واپس لے جاتے ہیں اور بڑے بے عزت ہو کر اسرائیل سے  
 نکلیں گے۔

وہ واپس نامراد اور ناکام ہو کر استنبول میں اپنے اسی  
 بنگلے میں آگئے تھے۔ یہ پڑے ہوئے مٹرے میرے کام آسکتے  
 تھے جس طرح انہوں نے پارس کو تل اسیب پہنچایا تھا، وقت  
 آنے پر مجھے بھی پہنچا سکتے تھے اور میں ان سے حسب ضرورت  
 کام لے سکتا تھا۔

وہاں پہنچ کر میں نے ایک فائبر لٹار موٹیل میں قیام  
 کیا۔ سب سے پہلے سماجی مال کو اپنی معمول بنایا۔ وہ میری  
 مرضی کے مطابق گھر سے تیار ہو کر نکلی، پھر چھٹی میں بیٹھ کر  
 ایک اوپن لیسٹوران میں آگئی۔ میں وہاں پہلے سے موجود تھا۔  
 وہ سامنے والی میز پر آگے بیٹھی گئی۔ اس کا دماغ آزاد تھا صرف  
 میری مرضی چل رہی تھی اور وہ پریشان تھی، آواز سے کیا ہو گیا ہے،  
 جب سے ڈان کی دردت حاصل کرنے میں ناکامی ہوئی تھی،  
 تب سے دماغ کچھ کام نہیں کرتا تھا کبھی ادھر جاتی تھی کبھی  
 ادھر۔ دھڑ میں سکون ملتا تھا نہ باہر اب یہاں نے اختیار  
 اوپن لیسٹوران میں آگئی تھی، جب آہی گئی تھی تو ایک کپ  
 کافی پینے بیٹھ گئی تھی۔

اس نے کافی کا آرڈر دیا۔ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر  
 اس کے پاس آیا پھر بڑے ادب سے بولا: خاتون! اگر  
 آپ کا اعتراض نہ ہو تو میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟

اس نے عادت کے مطابق ذرا غرور سے دیکھا تو...  
 نظریں جھک گئیں، تنوی عمل کرنے والی آنکھوں کے سامنے  
 وہ غمزدگیوں میں سے کہا: میں پاس والی میز پر بیٹھا تھا،  
 ہتھیں پریشان دیکھ کر آیا ہوں۔ میں نے سوچا، شاید میں تمہارے  
 کسی کام آسکوں۔“

وہ دھیمی آواز میں بولی: بیٹھ جاؤ۔“  
 میں نے بیٹھے ہوئے کہا: تم نے حال ہی میں دوربت  
 بڑی بازیاں ہاری ہیں۔“  
 اس نے چونک کر دیکھا پھر بوجھا: کیسی ازیاں؟

"میں تمہارا ہتھ دیکھ کر ہی بتا سکتا ہوں"

تم نے ہاتھ دیکھ کر مجھے خبر کیے کہ سردار کریں دو باریاں ہار چکی ہیں۔  
 انسان کبھی بھی بے اختیار اپنے اندر کی بات ہارے خاطر کرتا ہے  
 اس وقت تمہارا ایک ہاتھ جو میرا ہاتھ تھا ہوا ہے اس کی منگنی تو بندگی  
 ہوئی ہے مگر دو انگلیاں بچی ہوئی ہیں اور وہ ہے جینی کی حالت میں  
 میری سرکھوں تک جاتی ہیں، کبھی اٹھ جاتی ہیں۔"

اس نے جلدی سے اپنے ہاتھ کو دیکھا جس نے خیال خوانی کے  
 ذریعے اس طرح منگنی ہاتھ کر اور دو انگلیاں نکال کر ہاتھ بندھنے  
 کے لیے اسے مجھ کو کیا تھا جب اس نے میری سے اپنے ہاتھ کو  
 اسی انداز میں دیکھا تو میں نے کہا: تم بے اختیار دو انگلیاں بچی  
 سے کبھی میری ہاتھ کر اور کبھی اٹھا کر نگاہ کر رہی ہو کہ دو بہت  
 بڑی غلطیاں کر رہی ہو۔۔۔۔۔ یادداشت بڑی ہاریاں ہار چکی ہو۔۔۔۔۔ کوئی  
 اہم چیز حاصل کرنے کے سلسلے میں دو مواقع ضائع کر رہی ہو۔"

وہ میری باتیں سن رہی تھی، کبھی اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔  
 اور کبھی مجھے چوم کر میں دل کو کھینچنے والی بات کہہ رہا تھا اس لیے  
 وہ متاثر ہو گئی تھی اس نے فوراً اپنی جھیل میری طرف بڑھا دی۔  
 میں نے کہا: نہیں، ہائیں جھیل رکھاؤ۔"

اس نے ہائیں جھیل میری طرف پھیلا دی۔ میں نے اس کے  
 ہاتھ کی کیڑوں کو چند لمحوں تک دیکھا پھر کہا: تم تو بہت۔۔۔  
 خوش نصیب ہو، تم نے جو بازیاں ہاری ہیں انھیں جیت سکتی ہو  
 جو دولت ہاتھ سے نکل گئی ہے اسے واپس حاصل کر سکتی ہو۔"

وہ ایک دم سے سر جھکی ہو کر میری منگنی کر کے ایک کاکر میرے  
 قریب آگئی پھر بولی: "ذرا دیکھو، میں ہاری ہوئی ہاڑی کیسے جیت  
 سکتی ہوں؟ کیسے دولت حاصل کر سکتی ہوں؟"

میں پھر اس کے ہاتھ کی کیڑوں کو دیکھنے لگا۔ وہ بے چینی سے  
 پہلو بدل رہی تھی۔ میں نے کہا: "خوش رہو، ہاتھ بچے گا تو میں  
 اچھی طرح دیکھ نہیں سکوں گا۔"

وہ پتھر کے ٹپت کی طرح ساکت ہو گئی میں نے کہا۔  
 "ایک باؤ کی بات ہے، تمہارا بہت ہی قریب ترین ایک  
 ایسا عزیز تھا یا تھی جو پھر بڑی روکھی واپس نہیں آئے گی۔"

وہ ایک سرواہ ہیکر بولی: "ہاں، میری بیٹی بے موت مر  
 گئی۔ وہ جب بھی گھمے یا آتی ہے تو میں اندر سے ٹوٹنے لگتی  
 ہوں۔ اس کے لیے میں دولت حاصل کرنا چاہتی تھی، اب وہ  
 نہیں ہے تو مجھے دولت کا اتنا لالچ نہیں رہا لیکن میں انتقام  
 لین چاہتی ہوں اور انتقام لینے کے لیے ساری دولت اپنے  
 دشمنوں سے چھین لینا چاہتی ہوں۔"

"خاتون! تمہارا ہاتھ تیار ہے تم منگنی کی ہوا درست فیصلہ

الذہ دیکھتی ہو۔ جو سوچتی ہو وہ گزرتی ہو۔ میں ہمیشہ گولی کرتا ہوں  
 جینی کے سلسلے میں ایک ہاڑی ہارنے کے بعد دولت کی دوسری  
 ہاڑی ہونی بائیں جیت لوگی اسے جینے سے پہلے وہ فوجانہ تھاری  
 زندگی میں واپس آئے گا جس کے ذریعے یہ سب کچھ حاصل  
 ہوگی۔"

وہ خوش ہو کر بولی: "کیا ڈان مورس مجھ میرے قدموں میں  
 آئے گا؟"

"میں نہیں جانتا، یہ ڈان مورس کون ہے جو ہاتھ کی گھیریں  
 کر رہی ہیں وہ تمہیں بتا رہا ہوں۔"

اس نے میرے ہاتھ کو اپنے دوڑوں ہاتھوں سے قدام کر  
 اپنی طرف کھینچ لیا۔ کتنی گنی "میرا جی چاہتا ہے تمہارے ایک ایک  
 لفظ پر یقین کر لوں کہ تم کچھ مکمل یقین دلا سکتے ہو؟"

"دنیا کو کوئی بھری مکمل یقین نہیں دلا سکتا کیونکہ ہاتھ کی کیڑی  
 جو کتنی ہیں کبھی اس کے غلات بھی چو جاتا ہے اور وہ اس لیے ہوتا  
 ہے کہ آری اپنی حکمت عملی سے بااثر ہوتی تالی سے کوئی غلطی کر  
 ہے جس کے نتیجے میں خوشی کی پیش گوئی پوری نہیں ہوتی مگر  
 تمہیں قدم قدم پر ہارنا پڑتی ہے تو اپنی منزل تک پہنچ جاؤ گی۔  
 تمہیں اس دن میں اپنی اتنا کچھ حاصل ہوگا جس کے متعلق تم غم  
 بھی نہیں سکتیں۔"

وہ خوش ہو رہی تھی، پھر ہنسنے پھرنے لولی: "میں جانتی ہوں  
 اس سے زیادہ اور کیا ہے گا۔ دولت ہی تو ملے گی۔"

میں نے کہا: "نہیں، اس سے بھی زیادہ ملے گا۔"

"آخر اس سے زیادہ اور کیا مل سکتا ہے؟"

"میں کہوں گا تو یقین نہیں کر سکتی، لیکن ہاتھ کی کیڑوں پر  
 ایک دن تمہیں یقین آجائے گا۔"

"تم سپینس پیدا کر دو، جلدی سے بناؤ مجھے دولت کے  
 علاوہ اور کون سی ایسی چیز ملے گی جس کی میں توقع نہیں کر سکتی۔"

"تمہارے اندر غیر معمولی تہذیبیں آ کر ہیں جنہیں تم غور  
 نہیں کر رہی ہو۔ وہ تمہاری جہلی تہذیبیں ہیں، تمہاری غریب  
 پوری ہے، تمہاری صحت تہذیبیں پوری ہے، تم آہستہ آہستہ  
 جلالی کی طرف لوٹ رہی ہو۔"

ایسا کہتے ہی میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کا دل  
 تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اگر وہ تیار ہوئی تو خوشی سے اپنے گئی۔  
 اس وقت اپنی سرسوں پر قابو پار ہی تھی اور یہ دل سے کہہ رہی تھی  
 "دیکھو، میں تم سے بے وقت تو نہیں بنا رہی ہوں؟"

میں نے ایک جھکے سے اپنا ہاتھ کھینچ کر کہا: "تم میری توین  
 کر رہی ہو۔"

وہ دوبارہ ہاتھ بڑھا کر میرا ہاتھ پکڑنا چاہتی تھی، میں نے  
 ہاتھ پکڑے کر لیا۔ وہ میری طرف جھک گئی۔ اپنا ہاتھ میرے  
 لئے بڑھ کر بولی: "مجھے صاف کرو۔ میں تمہاری سانسٹ کرنے  
 ناراض نہیں کر سکتی۔ دراصل تم نے بہت بڑی خوش خبری سنائی  
 ہے اور یہی بات کہہ رہی ہے جو کبھی پوری نہیں ہوتی۔ آج تک  
 ن کو اس کی جوانی واپس نہیں کی پھر مجھے کیسے مل سکتی ہے؟"  
 میں نے کہا: "کیا آج کے دن میں دولت مند عورتیں سوسے  
 لاکھ پلاٹک سر جزی نہیں لڑتی ہیں اپنے ایک ایک حصے  
 اس سر جزی کر لیتی ہیں اور جوان بن جاتی ہیں۔ دولت سے کیا حاصل  
 میں ہوتا؟"

وہ قائل ہو کر بولی: "تم درست کہہ رہے ہو، میں بے وقت  
 رت ہوں۔ میں نے تم پر خواہ مخواہ شہ کیا تمہیں ناراض کیا۔ پھر  
 بے صاف کر دو۔"

میں نے کہا: "پتا نہیں، میں کیوں تمہاری طرف کھینچا  
 جا، بے اختیار تمہارے پاس میں بولنے لگا۔ مجھ سے بڑی غلطی  
 رہی۔ ایک وعدہ کرو۔ میں نے تمہاری جوانی لوٹ آنے کے  
 سے میں جو پیش گوئی کی ہے اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گی۔  
 تقریباً دینا لو، خود ہی اپنی آنکھوں سے تمہیں ایک جوائے  
 دیکھو کہ روپ میں کبھی گئے۔"

وہ خوشی کے مائے لڑتی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی: "میں  
 ی سے نہیں کہوں گی میں وعدہ کرتی ہوں، تمہیں ناراض نہیں  
 دل کی تم مجھ اور تیار و جتنا جانتے ہو بتاتے جاؤ۔ میرا جی چاہتا  
 ہے میں سن رہی ہوں۔"

"میں تمہارے پاس میں تمہاری آخری سانس تک بتا سکتا  
 دن لیکن بہتے تانے کے لیے تمہارے ساتھ کیسے رہ سکتا ہوں؟"

"میں ایک اجنبی ہوں۔"

"کیا تم دوست نہیں بن سکتے؟"

نہے خاک بن سکتے ہیں مگر تمہارا ہاتھ تیار ہے، تمہارا  
 زہر بہت تیزی مخرج ہے میں اس کے پاس میں بھی بہت کچھ  
 مانگتا ہوں لیکن۔۔۔"

وہ جلدی سے بولی: "لیج کیا۔ آخر کیا کارٹ ہے؟ مجھ  
 سے کچھ مانگا جاؤ۔"

"میں کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ زہر زہر زہر تیار کروں گا جیسے جیسے  
 تم اجازت دے گا میں تمہیں گائیڈ کرنا جاؤں گا سب سے  
 قابل بات تو یہ کہ دوبارہ جوان ہونے کے لیے اپنے اوپر کچھ پابندی  
 انداز کرنا ہوں گی۔"

"میں خود کو ہر طرح سے پابند کر سکتی ہوں، بولو مجھے کیا

کرنا چاہیے؟"

"تمہیں شوہر کے ساتھ ازدواجی رشتہ قائم نہیں کرنا چاہیے؟"  
 "یہ ذرا مشکل ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ میں اسے فرما  
 دیا کروں گی۔"

"اور ایک پابندی یہ کہ تم کسی سے عشق نہیں کرو گی۔ مجھ  
 سے بھی صرف دوستی کرو گی جب پوری طرح جوان ہو جاؤ گی؟"  
 تم میں پوری طرح دوستی آجائے گی تو تمہاری زندگی میں خود  
 ہی ایک شخص آئے گا اور تمہیں دیوانہ وار چاہنے لگے گا وہ شخص  
 انتہائی دولت مند ہوگا۔"

وہ خوشی سے محل رہی تھی کہ کسی پر پہلو بدل رہی تھی میں  
 نے سوچا آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے اسے زیادہ چڑھانوں گا  
 تو خوشی سے جھوٹے سے جھوٹے چٹ پٹے کی گدہ بولی: "تم کون  
 ہو اور اپنا تعارف کرو۔" وہ اس علاقے میں رہتے ہو؟"

"میرا نام اینڈریو بیک ہے۔ میں ایک ایسی بیوی ہوں  
 مجھ اپنے باپ دادا سے علم نجوم ورثے میں ملا ہے۔ لوگ  
 کہتے ہیں میں فلکس علم میں اتنا عبور حاصل کیا ہے اور ایسی  
 کمالات کی پیش گوئیوں کرتا ہوں کہ اپنے باپ دادا کو بھی پچھے چھوڑ  
 چکا ہوں۔"

"بے شک لوگ درست کہتے ہیں۔ میں بھی تمہیں بتاتی ہی  
 ملاقات میں مان گئی ہوں تم کہاں رہتے ہو؟"

"میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ میں ایک مکہ شہر گھومتا  
 رہتا ہوں۔ فی الحال میرا قیام یہاں کے ایک ٹائٹا ایشیا ہوٹل  
 میں ہے۔"

اس نے پھر میرا ہاتھ تھام کر کہا: "میں تمہیں ہوٹل میں  
 نہیں رہنے دوں گی۔ میرے ساتھ چلو، میرا بنگلا بہت بڑا ہے  
 تمہیں ہر طرح کا آرام ملے گا میں دن رات تم پر توجہ دوں گی۔"  
 "تم مجھے ساتھ لے جاؤ گی تو تمہارا شوہر شہ کرنے گا۔ میں  
 جیسا کہتا ہوں، وہی کرو۔"

"تمہارا شوہر کس نام سے پکارا جاتا ہے؟"  
 "میں اپنے ہوٹل کے کمرے میں رہوں گا تم اپنے شوہر  
 اور دو رشتے داروں کے کون ایک ٹھکانے میں ملاقات ہوئی  
 تھی، وہاں صحنی، مال اور مستحق کے متعلق سچ پتہ لگو کرنا ہے۔  
 اس نے مجھ سے کہا ہے کہ جو دولت تمہارے ہاتھ سے نکل چکی  
 ہے وہ دوبارہ حاصل ہوگی اور جسے تم ڈان مورس کہہ رہی ہو،  
 وہ جوان پھر تمہارے پاس آئے گا اس کے ذریعے وہ دولت  
 حاصل ہوگی۔ یہ باتیں سن کر تمہارا شوہر یا تمہارے قریبی عزیز  
 ضرور مجھ سے ملنے آئیں گے اس طرح ہمارے درمیان رابطہ  
 اور اعتماد بڑھے گا پھر میں تم کو گول کے ساتھ تمہارے جھگے میں



جا کر ہوں گا

یہ کہہ کر میں اٹھ گیا۔ وہ بولی: "اسے تم نے تو کچھ کھایا نہ پینا۔ ایسے ہی جا رہے ہو؟"

"مجھے ضروری کام ہے، جاتے جاتے ایک بات بتا دوں، اپنے شوہر پر زیادہ غور ساد کرنا، اس کی زندگی میں ایک عورت داخل ہو گئی ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولی: "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ پھر تو میرے لیے معصیت ہو جائے گی، اگر وہ کہتی اس پر غالب آگئی تو دولت اسی کے حصے میں جائے گی؟"

"مجبوب تک میں محض کا ذمہ لگتا رہوں گا اور تمہارے ساتھ رہوں گا، کوئی محض نقصان نہیں پہنچا سکے گا تم سب کو اپنے راستے سے آہستہ آہستہ ہٹا دیا جائے گی، لیکن یہ اتنی جلدی نہیں ہوگی، ذرا صبر سے انتظار کرنا ہوگا۔"

"میں ساری عمر انتظار کروں گی اور ساری زندگی تمہارے ساتھ رہوں گی، محض چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا، پلنڈر جاؤ؟" "اگر تم چاہتی ہو، آؤ، وہی ہمارا ساتھ ہے تو ہم حکمت ملی سے کام لیتا ہوگا جس طرح میں کہہ رہا ہوں اسی طرح اپنے شوہر سے جا کر کرو۔ مجھے یقین ہے، جب وہ بچہ ملے گا تو خود ہی اپنے ساتھ مجھ بچے میں چل کر رہنے کے لیے کہے گا۔ اس طرح ہمارا مستقل ساتھ ہو جائے گا۔"

میں اسے اٹھی سیدھی بائیں سمجھا کر بھولنے کی طرف جانے لگا۔ سارا تھا کی ماں کا نام عقلمندان تھا، میں اس کی نظروں سے جیسے ہی اوجھل ہوا اس نے جلدی سے برس کھولا، اس میں سے بچہ آئینہ نکالا پھر اپنے آپ کو دیکھنے لگی۔ اپنی انگلیوں سے چہرے کو ٹھونسنے لگی، آئینہ کھربا تھا، ہاں کچھ تبدیلی تو آئی ہے، کچھ کھار سا محسوس ہو رہا ہے، قوی ہے، آئینہ نے پہلے تو بھولنے نہیں دی۔ شاید اس لیے کہ یہ جو میرا شوہر تمام مونس ہے، مجھے خواہ مخواہ بڑھاپے کا احساس دلاتا ہے، مگر آئینہ بڑھاپے کی درست کتے ہیں، مجھے اپنے شوہر پر زیادہ غور ساد نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی میں اس سے دور رہنا چاہتی ہوں۔

میں اس کے خیالات پر سوچتا رہا، مجھ بھولنے پہنچ گیا وہاں پہنچتے ہی رسونی نے مخاطب کیا: "فریڈامیرا بیٹا مل گیا ہے۔ وہ فریڈامیرا کے ساتھ ہے۔ پلنڈر جلدی آؤ اور کوئی ایسا طریقہ اختیار کرو کہ وہ ہماری خیالی فریڈامیرا سے دور رہا سکے اور ہم ہمیشہ اس کی نگہبانی کریں۔"

"تم کہتے ہو کہ فریڈامیرا کے بیٹے سے ملاقات کر رہی ہے؟"

میں نے کہا: "ہاں، یہ ہمارا پاس نہیں ہے؟" "ایسا ہو سکتا ہے، ہمارا بیٹا بہت چالاک ہے، وہ جانتا ہے دشمن، فریڈامیرا کے ذریعے اسے شریک کرنے کی کوشش کریں گے، اس لیے وہ خود نہیں آچکا ہے، اپنی ڈیوٹی کو بھیجے گا اور ہر سکتہ ہے وہ خود ہی آگیا ہوگا۔"

رسونتی نے ہنسی سے کہا: "یہ ایسا بھی کہتے ہو، ویسا ہی کہتے ہو، کسی ایک نتیجے پر کیوں نہیں پہنچتے؟"

"جب تمہارا بیٹا اپنے دماغ میں پہنچنے لے گا تب ہی پہنچ سکوں گا۔ یہاں ہماری کوئی حد نہیں ہے، اسے کی تم کھڑی ہو، اس کے پاس صرف فریڈامیرا ہے، ابھی وہ دونوں بچھڑ جائیں گے پھر ہم اس کے ذریعے پاس تک پہنچیں گے؟ اگر نہیں کہے راستہ تو ان کے پیروں سے کو آس پاس بیٹھے ہوئے شخص کو شریک کروں گا اور اس کا تعاقب کروں گا تو ہمارا بیٹا نادان نہیں ہے۔ تعاقب کو کچھ لے گا؟"

"لیکن کسی کو شریک کسے تعاقب کرنے میں حرج ہی کیا ہے۔ ناکامی ہوگی تو دیکھا جائے گا۔"

"ایسی بات ہے تو اس راستہ تو ان کے کسی آدمی کو شریک کرو، اس کے دماغ پر قبضہ جاؤ، میں کسی دوسرے شخص کو بھول بناؤ ہوں، ہم دونوں اپنے اپنے طور پر پاس کا تعاقب کریں گے، جو میرا فریڈامیرا اور پاس کے لیے کھانے کی چیزیں لارہا تھا۔"

میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے ذریعے ایک دروازے کا انتخاب کیا۔ اس کی آواز سن کر اس کے دماغ میں پہنچا تو وہ حیرت کا کام کا آدمی تھا۔ اس کے پاس ایک اسپریش گاڑھی، رسونتی نے بھی کسی کو اپنا معمول بنالیا تھا۔ اتنا وقت نہیں تھا کہ میں اس کے متعلق معلومات حاصل کرتا کیونکہ اب وہ دونوں بچھڑنے والے تھے۔ میں فریڈامیرا کے پاس پہنچا۔ وہ اس میز پر سے اٹھنے ہی والے تھے۔ میں نے اس کی زبان سے کہا: "پاس میں یہ نہیں سوں گی، اگر مجھے رہائش کا ایک پتہ چلا۔ میں جانتی ہوں دشمن تمہارے پیچھے پڑے ہیں، لیکن آؤ، دے لے تم تک تو ہمارا ساتھ رہ سکتا ہے۔"

پاس نے کہا: "اپنا اسٹیٹ بلڈنگ کے پاس میری ایک کاکھڑی ہوئی ہے۔ میں وہاں تک تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ میں اس دروازے کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اسے میز پر سے اٹھایا، اس کے ذریعے کھانے کو ہل ادا کیا، میرا وہ اپنی اسپریش گاڑھی لگا کر بیٹھا گیا۔ اس وقت تک فریڈامیرا اپنی گاڑھی میں پارکس کے ساتھ بیٹھ گئی تھی اور اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھ رہی تھی۔ میں نے تعاقب کرنے کے لیے بہت زیادہ فاصلہ کھاجھی پڑی شہر پہنچ کر کئی ہی گاڑیاں ہمارے درمیان آئی تھیں، لیکن

اس کی پروا نہیں تھی۔ اس کی منزل مجھے معلوم تھی۔ اس کے مطابق میں اس جہاز کے ذریعے ہاپٹاسٹیٹ بلڈنگ تک پہنچ گیا۔ فریڈامیرا کی گاڑی فٹ پاتھ کے پاس لگ گئی تھی، جھوٹی دیر میں پارکس گاڑی سے باہر گیا، فریڈامیرا کو کئی ہی منٹوں میں اس کے پاس لگ گیا۔ میرا معمول اپنی اسٹیٹنگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا، میں انتظار کر رہا تھا، اگر پاس یہاں ہی فٹ پاتھ پر جانے کا تو فیصلہ بھی اس معمول کو کار سے اٹار کر اس کے پیچھے پیچھے لے جاؤں گا، لیکن اچانک ہی پتہ چلا بدل گئی۔ میں نے اس کے ذریعے دیکھا، پارکس کو تین افراد نے کچے ہنڈر گھیر لیا تھا اور اسے گھیرنے میں لے کر فٹ پاتھ پر ایک طرف چل رہے تھے۔

میرے معمول نے میری مرضی کے مطابق کارل سٹارٹ کی پھر آہستہ آہستہ فٹ پاتھ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ پارکس کو ایک طرف لگ کر اسے بٹھا گیا تھا۔ اس کے آگے پیچھے دو گاڑیاں اور تینوں۔ اس طرح وہ تین گاڑیوں کا قافلہ ایک طرف روانہ ہو رہا تھا۔ میرا معمول بھی ان کا تعاقب کرنے لگا، ایک طویل سفر کے دوران پارکس کی گاڑی میں ہنگامہ ہوا تھا، فائرنگ ہوئی تھی جس کے نتیجے میں پولیس والوں نے گھیر لیا تھا اور پارکس کو پولیس اسٹیشن لے گئے تھے، اس ہنگامے کے دوران میں اپنے معمول کو پارکس کے قریب لے آیا تھا، پھر اس کے ذریعے میں نے پولیس اسٹیشن کی آواز سنی تھی اور اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔

پولیس اسٹیشن میں ضروری کارروائی کرنے کے بعد فاسر نے پاس سے کہا: "اب میں تمہارے پتے پر جا کر تمہیں لے کر آیا پاتا ہوں کہ تمہارا ہی نام ہے اور تمہارا ہی ٹھکانا ہے۔"

وہ پارکس کو اپنی سرکاری گاڑی میں لے کر روانہ ہوا، اسی وقت رسونتی نے میرے دماغ میں آکر کہا: "اوہ فریڈامیرا معمول تو کسی کام کا نہیں رہا۔"

میں نے سوچا: "کیا ہوگا؟" "میں اس کے ذریعے بیٹے کا تعاقب کر رہی تھی، اچانک گاڑیوں کوئی خرابی پیدا ہو گئی، کیا تم میرے بیٹے کے پاس ہو؟" "خوبی، ڈر کر رہا ہوں، میری نظروں میں ہے، اس کے ساتھ ڈیوٹی گوارڈ ہو گئی تھی، فی الحال غلطوٹ لگ گیا ہے، وہ ایک پولیس آفیسر کے ساتھ ہے اور اس آفیسر کا دماغ ہمارے قبضے میں ہے۔ آؤ، ہم چلتے ہیں۔"

خوب میں رسونتی کے ساتھ آفیسر کے دماغ میں پہنچا تو باڑی پلٹ چکی تھی۔ اس وقت پتہ چلا، آفیسر کو کسی اور سال ٹولانی کرنے والے نے شریک کیا ہوا تھا اور اس کے ذریعے پارکس کو اپنے آدمیوں میں دوبارہ پہنچا چکا تھا۔

# آرڈو ادب کا نیاز

آپ کے جانے سچانے مشورادب اثر لٹریچر کے قلم

## قہقہے ہی قہقہے

طنز و مزاح سے باب  
بکے پھلکے رومانی نادولوں کے دلچسپ  
سلسلے کی دو کتابیں



قیمت ۲۰ روپے

ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ کتابیں پڑھ کر آپ کو چھوٹا بھروسہ ہوگا

دو ہونہ چھوڑیے

مسکراتا سیکھیے

دونوں کتابیں آج ہی پڑھیے

# کتابت کی کشتی

چوگرہ خیال خوانی کرنے والا، افسر کے دماغ میں کچھ بول نہیں رہتا تھا، صرف اسے اپنی مرضی کے مطابق جلا رہتا تھا تو اس افسر دھوکے میں ہو گیا کہ یہ افسر کی اپنی سوت ہے۔ وہ واقعی قانونی کارروائی پوری کرنے کے لیے اپنے ساتھ لے جا رہا ہے تاکہ اس کا ٹھکانا معلوم کرے اور اس کے نام کی تصدیق کرے۔

رسوئی نے پوچھا: "فریاد، یہ کیا ہو گیا؟"  
 میں کیا بتاؤں، بھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، افسر کو کسی خیال خوانی کرنے والے نے ٹریپ کیا ہو گا، میں دھوکا کھا گیا۔"  
 "میرا بیٹا پھر گم ہو گیا ہے اور تم تو یہی دھوکے کھاتے رہتے ہو۔"

"جو اس مدت کرو، تمہاری وجہ سے وہ نکل گیا، میں تو افسر کے دماغ میں تھا، تم نے ہی مجھے مخاطب کیا، میں تھوڑی دیر کے لیے تمہارے پاس آیا، تم نے باتوں میں الجھایا، ابھی یہ بتانے کی کیا ضرورت تھی کہ تمہارے مہول کی کار کاپیے کار ہو گئی ہے کیا تم یہ رپورٹ بعد میں نہیں لے سکتے تھے، ہر چہ باپ میرے دماغ میں اگر معلوم نہیں کر سکتے تھے، میں تمہارے بیٹے کے ساتھ ہوں یا نہیں، اگر میں افسر کے دماغ میں متعلق موجود رہتا تو پارس کو ان دماغوں کے متعلق میں جاننے نہ دیتا۔"

"تم اپنی ناک کی اعانت مجھے دکھا ہے ہو؟"  
 "جو اس مدت کرو، جاؤ، یہاں سے۔"

میں نے سانس روک لی، وہ دماغ سے نکل گئی، میں پریشان ہو کر سوچنے لگا، اب کس طرح اس کے پاس پہنچا جا سکتا ہے، یہاں نہیں وہ دشمن اسے کمان لے گئے، میرا اتنا تپاں لیا تھا کہ کسی خیال خوانی کرنے والے نے ٹریپ کیا ہے، اس ملک میں دو ہی جگہ پہنچ جانے والے تھے۔ ان میں سے کسی ایک نے اسے قیدی بنا لیا ہو گا، پھیلنے سے دماغ میں پلانی سوچ کی اہم محسوس ہوئی۔

میں نے سانس روک لی، مجھے یقین تھا، وہ رسوئی ہے، دوسری بار سانس لی تو وہی جگہ تھی، کدو، رسوئی، فریاد، مجھے معاف کر دو۔ مجھے سے غلطی ہو گئی، واقعی میں تمہیں مخاطب نہ کرتی تو تم مسلسل اس افسر کے دماغ میں رہتے اور ہمارا پارس نظروں سے اوجھل نہ ہوتا۔"

"میں تمہیں بتا چکا ہوں، کس طرح پارس اول کے اطراف میں ناپے آنے لگا، پھیلانے میں اور کس طرح اس کی نگرانی کر رہا ہوں، لیکن تم بار بار غلطی کرتی ہو جس کی وجہ سے پارس دماغ نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔"

"میں نے تو ایک ہی غلطی کی ہے۔"  
 "تم اپنی برائی غلطی کے بعد کبھی غلطیوں کو کبھوں جانتی ہو۔"

تمہیں کیا ضرورت تھی کہ فریاد کو ان میں پہنچ جانے والوں کے متعلق بتائیں۔ دوسری بڑی غلطی یہ کہ فریاد کو کھوٹا بولنا کھلیا۔ جھلا وہ محبت کرنے والی لڑکی اپنے محبوب سے جھوٹ بول سکتی تھی، دھوکے لے سکتی تھی، آخر وہ کیا نتیجہ کیا ہوا؟

"میری ایک بات، مانو گے؟"  
 "ہو، کیا چاہتی ہو؟"  
 "میں پارس اول کی نگرانی کروں گی، تم میرے بیٹے کی نگرانی کرو۔ یہ بار بار ہائے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے، تم خصوصی توجہ دو گے تو ہماری نظروں میں رہے گا۔"

میں نے ناگواری سے کہا: "جی ہاں، آپ پارس اول کے پاس جائیں گی، بڑی توجہ دینا، بڑی حساسیت، پیش کریں گی، تم مجھے سچی اولاد سمجھی ہو، اس کی نگرانی نہ کر سکیں پھر میرے بیٹے کی نگرانی کی کرو گی؟"

"تم مجھے طعنے دیتے رہو گے، اُدھر دشمن میرے بیٹے کو پتا نہیں کہاں لے گئے ہیں؟"  
 "اس کے پاس پہنچنے کا ایک ہی راستہ ہے، جناب شخ صاحب کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو، کس طرح ہم پارس کو پاسکتے ہیں اور اس کی مدد کر سکتے ہیں؟"

"جناب شخ صاحب سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ تم خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں جاؤ۔"

"جب کرو گی، اسی بات کو کہہ کر تمہیں معلوم ہے ایک خیال خوانی کرنے والے نے اسے ٹریپ کیا ہے، ہم جب بھی اس کے دماغ میں جانا چاہیں گے وہ سانس روک لے گا اور یہی مجھے گا کہ دشمن اس کے دماغ میں آ رہا ہے۔ وہ یہی کوڈڈنڈا ادا کرنے کی بھی مہلت نہیں دے گا، میں جو کہہ رہا ہوں، اس پر عمل کرو۔"

رسوئی ادا سے والی بارش گاہ میں جاتی اپنے کمرے سے نکل کر جناب شخ صاحب کے کمرے میں پہنچی پھر سر پر پائل رکھا، ان کے سامنے گھٹنے جیک کے بیٹھ گئی، وہ مہلت میں تھے، انہوں نے سمجھیں کہوں کہ کچھ پھر پوچھا، کیا بیٹے کے لیے پریشان ہو؟

"حضور، آپ سے کون سی بات چھپا ہے، وہ بار بار ہائی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے، کوئی ایسی تہذیب نہیں جس سے میں اس کی خبر نہ سمجھ سکتا، معلوم کرتی رہوں ضرورت پیش آنے تو اس کے کام بھی آؤں۔"

"میری بچی، اوروں بیٹے جوں ہیں، جوانی کا خون جو شخ مارتا ہے، پھر ان میں خود لڑائی بہت زیادہ ہے۔ وہ مال

باپ کی انگلی پکڑ کر چپ نہیں چاہتے۔ جب تک انہیں ٹھکرایا نہیں گئی، حالات انہیں یہ نہیں سمجھا، میں کے کہ صرف بازوؤں کی قوت اور ذاتی صلاحیتیں مشہور کام نہیں آتیں، کسی حالات ایسے بھی ہوتے ہیں کہ آدمی اپنی جسمانی قوت سے مقابلہ نہیں کر سکتا، اسے کوئی ہتھیار استعمال کرنا پڑتا ہے، غلہ وہ چاقو پھری ہو، رولور، ہورٹ، لائچر، پوائنٹ پیسٹی۔"

"خدا لا، آپ انہیں سمجھائی ہیں؟"  
 "میں کرکشن کروں گا۔"  
 "میں اس کی نیرت معلوم کر سکتی ہوں؟"

انہوں نے آنکھیں بند کر لیں، وہ بد دستور ریل تھے، ان کا جسم بائیں ساکت تھا، صرف ہونٹ بل رہے تھے۔ دسمی دسمی آواز آرہی تھی، وہ کلام پاک کی تلاوت کر رہے تھے تقریباً پندرہ منٹ تک تلاوت کرتے رہنے کے بعد انہوں نے آہستگی سے کہا: "فریاد سے کوہ پارس کے دماغ میں جانے تم بھی جا سکتی ہو، لیکن کس سلسلے میں ملاحظہ، کردار۔"

رسوئی نے فوراً ہی میرے پاس آکر کہا: "فریاد، اجنبی شخ صاحب کہہ رہے ہیں، ابھی پارس کے دماغ میں جھک لگتی ہے؟" میں نے خیال خوانی کی پرواز کی، اس بار بائیں ہی نہیں ہوئی۔ اس کے دماغ میں جھک لگئی، میں نے دیکھا وہ اچانک فضائی اچھلتا پھر فرش پر گر کر تر پڑنے لگا تھا، اس کے پاؤں میں گولی لگی تھی، مجھے اس کے ذریعے لائٹس ڈیڈ اور آقا قہقہہ زنی لگنے لگا تھا، وہ کہہ رہا تھا: "دیکھو، کس طرح دماغ کے دروازے کھولے جاتے ہیں، میں آ رہا ہوں، اب تمہارا باپ بھی مجھے نہیں روک سکتے گا۔"

میں نے سب سے پہلے یہ معلوم کیا، اس نے لائٹس ٹھکانا کے سلسلے خود کو کس کیفیت سے پیش کیا ہے، پتا چلا وہ خود کو پارس کی ڈیڈ کہہ رہا ہے، میرے لیے اتنا ہی معلوم کرنا کافی تھا۔ میں اس کے دماغ پر قبضہ جاکر لائٹس ٹھکانا کی سوچ سننے لگا۔ وہ پارس کے دماغ کو ٹھول رہا تھا، اس کے دماغ کی نگرانی میں آ رہا تھا اور لائٹس کی بات معلوم کرنا چاہتا تھا، میں اسے پارس کی سوچ میں بتا رہا تھا کہ وہ پکڑ چکی ہے، پارس نے اور فریاد غلطی تصور نہ لے سے ہماری معاونت پر حاصل کیا ہے اور اسے پارس کی بجائے استعمال کیے ہیں، اس کی جو فریاد ماحول میں بیٹھے گا اسے موقع دیتے ہیں، ہم نگرانی کرنے والے دشمن اسے ٹریپ کریں اور خود فریاد کے پھلے ہوئے حال میں جانیں۔

اسی وقت میں نے اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔

اس نے فوراً ہی سانس روک لی مجھے قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ "اچھا تو سٹر فریاد دوسرے دماغ میں آتا چاہتے ہیں؟" میں نے پارس کی زبان سے کہا: "ہاں، اب تک کسی نے فریاد کا راستہ روکا ہے، جو تم روک سکو گے، یہ وہاں اس وقت میرے بیٹے کا ڈیڈ سخت مشکلات میں ہے، تکلیف سے تڑپ رہا ہے۔ فریاد اس کی ٹانگ کی سرخیم چیک کر لو۔"

"تمہیں ایک ڈیڈی سے پھر دی کہوں ہے؟"  
 "جو لوگ میرے لیے یا میری نیکل کے لیے ڈیڈی کا گزارا ادا کرتے ہیں، میں ان سے صرف پھر دی نہیں کرتا، ان کے لیے جان کی بازی لگا دیتا ہوں، تم نے اس کی ٹانگ پر ایک گولی ماری ہے، میں تمہارے ملک کی ایک اہم تصفیہ کو بھی دھمکے سے اڑا دوں گا۔"

"شاید تم نے اس ڈیڈی کے دماغ میں ڈکر یہ نہیں سنا کہ میرا اس ملک و قوم سے کوئی تعلق نہیں ہے، مجھے آس کی تباہی دہرایا سے یا اس کی خوشحالی اور ترقی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"یہ تو ادھی جی بات ہے، لیکن اسے اس ڈیڈی کے دماغ سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ یہ جہاد کرنے کے لیے تیار ہے، اب اس نے سوسیل کا فاصلہ بھی طے نہیں کیا، میں پھر بارش یا اس کے نائب سے رابطہ قائم کرنا چاہوں، انہیں صرف پائینٹ منٹ کی مہلت دیتا ہوں، اگر وہ کسی اہم تصفیہ کو بچانا چاہتے ہیں تو فوراً اپنی فضائیہ کو حکم دیں کہ وہ فوراً پارس کے دروازے سے پرواز کرتے ہوئے تمہارے بحری جہاز تک پہنچیں، تمہارے جہاز کا ماحول کو بھی تمہیں گرفتاری پیش کرنے پر مجبور کریں، انکھ کی صورت میں اس جہاز پر بیماری کی جائے اور اسے سمندر میں ڈبو دیا جائے مجھے ایک ڈیڈی کی صورت کا بے ملاحظہ ہوگا، لیکن اس بات کی غرضی ہوگی کہ میں نے ایک ٹیلی جی جانتے والے کو بیچ سمندر میں ڈبو دیا ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولا: "تم ایسا نہیں کر سکتے۔"  
 "کیوں نہیں کر سکتا، کیا پھر بارش کو ملک تمہارے خلاف ہوائی حملہ نہیں کرے گا، تمہارے جہاز کو نہیں ڈبوئے گا، اگر ایسا نہیں کرے گا تو اس کا مطلب ہے، تمہارا اس ملک سے گمراہی ہے، اور تم خود کو یہ بظاہر اس ملک سے لاتعلق قرار دے رہے ہو، دو دنوں صورتوں میں بڑی شرح پھینکے ہوئی کمال میں آخری بار کہہ رہا ہوں، فوراً اس کے دشمن کی سرخیم چیک کر لو۔ دیر ہوگی تو تمہارے لیے اندھیر ہو جائے گا۔"

اس نے اپنے آرموں کو حکم دیا: "اسے فوراً اٹھاؤ اور میرے

کیبن میں پہنچا کر سر پر جم پڑی کرو۔“

پارس ویسے تو ٹھیک تھا، صرف خون زیادہ بہہ جاتے کے باعث ذکروری محسوس کر رہا تھا۔ اس کے آدمی اسے اٹھاتا کر کیبن میں لے آئے اور سر پر جم پڑی کرنے لگے۔ زخم سے خون کا بہاؤ کم ہوا، اس نے لطیفان کا سانس لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ یہیں زیادہ دیر تک اس کے دماغ پر قبضہ جمانے نہیں رہ سکتا تھا۔ جہاں میں موجود تھا وہاں کوئی بھی مداخلت کرتا تو خیال خرابی کا سلسلہ ٹوٹ جاتا۔ اس طرح لارنس ڈی کوزا جو سلسلے اس کے دماغ میں تھا اس کی اصلیت معلوم کر لیتا۔ لہذا مجھے اس سے پہلے کچھ کر گزرتا تھا۔

اس کے آدمی زخم پر سر جم لگانے کے بعد مٹی باندھ رہے تھے۔ پارس کے ہاتھ کے قریب ہی فرسٹ ایڈ باکس رکھا ہوا تھا جس میں طبی امداد کے سامان کے ساتھ ایک قبضی بھی رکھی ہوئی تھی۔ اچانک میں نے پارس کے ہاتھ سے وہ قبضی اٹھائی اور پارس کھڑے ہوئے۔ ایک مسلح شخص پر حملہ کر دیا۔ اس کے قلعے سے بیچ نکلے۔ اس نے پارس کو گولی دی، اس گولی نے مجھے اس کے دماغ تک پہنچا دیا۔

اُدھر لارنس ڈی کوزا ایک دم سے اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ خیال خرابی کے ذریعے پارس کے دماغ میں تھا اور اپنے آدمی کی بیخ کن کر دوسرے کیبن سے پوچھتا آیا تھا کیا ہو گیا؟ کیا بات ہے؟ میں نے دیکھا ہے، اس آدمی پارس نے تم پر حملہ کیا ہے، آؤ اکل مارٹھ؟“ وہ زخمی شخص تیزی سے پلٹ کر اپنا روبرو رکھ لیتے ہوئے کیبن کے دروازے پر آیا۔ دوسری طرف سے لارنس ڈی کوزا

بھی آ رہا تھا۔ اس نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر گولی چلا دی۔ وہ گولی لارنس ڈی کوزا کے شانے کی بڑی توڑتی ہوئی گزری، اس کے حلق سے ایک بیچ نکلے۔ وہ لو کھڑا کر کے پھینک گیا اور ایک کرسی سے ٹکرا کر گر پڑا۔ میں نے اس کے اندر پہنچ کر پوچھا۔ ہیلڈی کوزا! میں نے تمہارے دماغ کے دروازے کھولنے کے لیے تمہارا ہی سربراہ استعمال کیا۔ کونسا ہے آبا؟

وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ میں اس کے چور خالات پڑھنے لگا پھر ایک دم سے چونک گیا۔ وہ اصل لارنس ڈی کوزا نہیں تھا۔ نہ ہی مٹی بیچی جاتا تھا صرف لوگ کا کام تھا اور لارنس ڈی کوزا کا خاصا ماتحت تھا۔ سپیشل بسے پاس کی ڈی کے طور پر کام کرتا تھا۔ یعنی اس نے ہمارا ہی طریق کار اختیار کیا تھا۔ اب پارس کے لیے خطرہ بڑھ گیا تھا۔ میں فوراً ہی خیال خرابی کی جھلک لگا تا ہوا پارس کے دماغ میں آ گیا۔

لیکن دیر ہو چکی تھی۔ اصل لارنس ڈی کوزا معلوم کر کے اچھا کہ وہ میرا اصل بیٹا پارس دوم ہے۔ میری بہت بڑی مزوری اس کے ہاتھ آگئی تھی۔ ہم باپ بیٹے یہ بازی تقریباً ہار چکے تھے۔ میری یہ دھکی ہیش کامیاب نہیں ہو سکتی تھی کہ میں اس تک کی کامیابی نصیبات میں دھماکے کروں گا اور تباہیاں پھیلاؤں گا۔ دشمن نادان نہیں تھے، وہ جانتے تھے، پارس ہم ٹپلی بیچیں جانتے نالے ماں باپ کی جان ہے۔ اس بیٹے کا جان سے گرونا تو دور کی بات ہے، ہم اسے کوئی نقصان پہنچے ہمارے ہی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ میں بڑی تیزی سے ہر پہلو پر غور کر رہا تھا اور سمجھ رہا تھا، بڑی مدت کے بعد ہمارے گھسنے میکنے کی باری آگئی ہے۔

اس دلچسپ داستان کے باقی واقعات اکیسویں حصے میں ملاحظہ فرمائیے۔

